

دلِ عزیز علیزہ آیت

بیڈ پر پڑا فون پچھلے ادھے گھنٹے سے بج رہا تھا نا تو

کوئی فون اٹھا رہا تھا اور نا ہی اسے بند کر رہا تھا

جبکہ قریب ہی بیٹھا ایک وجود اپنی آنکھیں بند کیے

اپنے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھے بید کر اؤن سے

ٹیک لگا کر بیٹھا اپنی سوچوں میں گم تھا اپنی

سوچوں میں وہ اتنا مصروف تھا کہ پچھلے آدھے

گھنٹے سے فون پر ہونے والا شور بھی اس کی

سوچوں کا تبسم نہیں توڑ سکا تھا

پنتالیس منٹ گزر جانے کے بعد بھی جب فون بجنا بند

نہیں ہوا تو مقابل نے اپنی آنکھیں کھولی اور ایک نظر

گردن موڑ کر اپنے فون کی طرف دیکھا جو شاید آج بج

کر خراب ہی ہو جانا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنا فون

پکڑا اور کال اٹینڈ کرتا ہے فون کان سے لگایا اور دوبارہ

آنکھیں بند کر لی

ہیلو.... ایک خوبصورت اور نسوانی آواز خاموش کمرے

میں گونجی

پنتالیس منٹ پنتالیس منٹ بعد میری کال اٹینڈ کی گئی

ہے کیا مجھے اگنور کرنے کی وجہ جان سکتا ہوں فون

سے مقابل کی خفگی بڑی آواز سنائی دی تو اس کے

چہرے پر تبسم سا بکھر گیا

مصروف تھی دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا گیا

I know very well where she was
busy

پلیز ڈونٹ سے ڈیٹ ٹومی کہ تم کچھ سوچ رہی تھی

بہت نارمل انداز میں کہا گیا تھا جیسے مقابل یہ بات

جانتا ہو کہ پینتالیس منٹ سے فون نہ اٹھانے کی وجہ

کیا ہے

I don't know how you know

پر میں واقعی میں ہی کچھ سوچ رہی تھی وہ مسکراتی

ہوئی بولی

پھر ان کے بارے میں سوچ رہی تھی مقابل جیسے جانتا

تھا کہ وہ کس کے بارے میں سوچ رہی ہوگی

میری زندگی میں اور ہے ہی کیا دانی وہ پھیکا سا مسکراتی

پھر کیا ڈزیشن لیا ہے تم نے..؟؟

میرے ہاتھوں میں کچھ نہیں اتنا حق تو اس شخص کا

میری زندگی میں بنتا ہی ہے کہ وہ مجھے پہلی بار

کوئی حکم دے اور میں اسے مان لوں وہ ایک لمبا

سانس لیتی ہوئی بولی

تم جو فیصلہ لوگی میں تمہارے ہر فیصلے میں تمہارے

ساتھ کھڑا ہوں اور کچھ دیر میں آ رہا ہوں میں تیار

رہنا مقابل نے بولتے ہوئے فون بند کر دیا

فون سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ

اسے کچھ دیر پہلے ہی بلاوا آیا تھا اس شخص کا جو

اسے زندگی کا سب سے مشکل فیصلہ سنا گیا تھا اور

اسے دوبارہ اس کے سامنے پیش ہونا تھا ایک نظر خود

کے حلیے پر ڈال کر اس نے قدم کمرے سے باہر بڑھائے

می آئی کم ان وہ سٹڈی روم کا دروازہ

نوک کرتے ہوئے بولی

یس اف کورس اندر سے بھاری آواز سنائی دی تو

دروازے کو اندر کی جانب دھکیل کر وہ کمرے میں

داخل ہوئی

تمہیں مجھ سے بات کرنے کے لیے مجھ سے اجازت لینے

کی ضرورت نہیں بلا جھجک کمرے میں داخل ہوا کرو

سامنے موجود چیئر پر بیٹھا شخص مسکراتے ہوئے بولا

ایسکیوز می مسٹر شیرازی شاید آپ بھول رہے ہیں کہ

میں آپ سے بات کرنے کے لیے نہیں آئی بلکہ آپ نے مجھ

سے بات کرنے کے لیے مجھے بلایا ہے وہ اس شخص کے

سامنے کھڑی ہوتی بہت سفاک انداز میں بولی

میں تمہارا باپ ہوں کوئی غیر نہیں جسے تم یوں مسٹر

کر کے بلاؤ ان کے چہرے پر صاف دکھ دکھائی دیا تھا

جسے وہ بہت مہارت سے ایک منٹ کے اندر چھپا گئے

تھے مگر یہ ان کے سامنے کھڑی ان کی بیٹی کی چیل

جیسی نگاہوں سے نہیں چھپ سکا تھا

باپ۔۔۔ باپ ہونے کا احساس دلایا ہے کبھی آپ نے خیر

پرانی باتوں کو نہ ہی دہرایا جائے تو بہتر ہے آپ میں

پوائنٹ پر آئیں کہ آپ نے مجھ سے کیا بات کرنے کے لیے

مجھے بلایا ہے وہ اپنی کمر پر دونوں ہاتھ باندھتی سر

اٹھا کر اب سامنے بیٹھے شخص کی طرف دیکھتی

ہوئی بولی

دودن بعد تم پاکستان جارہی ہو اور اس کے بعد جو

جو میں تمہیں کرنے کا بولوں گا وہی تم کرو گی اور یہ

میرا آخری فیصلہ ہے اور میں تمہاری نہ سننے کا بالکل

بھی پابند نہیں تم چاہے مجھے اپنا باپ مانو یا نہ مانو

لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں تمہارا ہی باپ ہوں اور تم

میری ہی اولاد ہو اور اپنی اولاد کو کس طرح مٹھی

میں کرنا ہے مجھے بہت اچھے طریقے سے آتا ہے میری

نرمی کا ناجائز فائدہ نہ ہی اٹھاؤ تم تو بہتر ہے اب تم

جاسکتی ہو جا کر اپنی پیکنگ کرو یہ تمہارے باپ کا

نہیں بلکہ تمہارے سینئر آفیسر کا حکم ہے شیرازی

صاحب کھڑے ہو کر اپنی کمر پر کے پیچھے دونوں ہاتھ

باندھتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولے

او کے سر اور اگر اس مشن میں مجھے یا میرے آفیسرز

کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا تو اس کے ذمہ دار آپ

خود ہوں گے میری یہ بات ذہن نشین کر لیں وہ شیرازی

صاحب کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے بولتی ہوئی

کمرے سے نکل گئی

جانے کب تمہاری بیٹی مجھے قبول کرے گی میں تو اس

کے منہ سے بابا سننے کو بھی ترس گیا ہوں شیرازی

صاحب سامنے لگی اپنی محروم بیوی کی تصویر کو

دیکھتے ہوئے بولے اور تعصب سے سر ہلا کر دوبارہ

اپنی فائل پکڑتے اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے

واٹ.....!! یہ کیا کہہ رہی ہو تم ایسے کیسے حامی بڑھ

سکتی ہو دانیال تقریباً شا کڈ کے عالم میں بولا

بس بھری یہ میرا مشن ہے اور ویسے بھی حکم تھا ان

کی طرف سے ماننا تو پڑنا تھا ہر حال میں وہ اس کے

بالکل سامنے بیٹھی بالکل ریلیکس انداز میں بولی

تم خود کو خطرے میں ڈال رہی ہو عینا وہ اس کے

چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولا جیسے اس کے

چہرے سے کچھ پڑھنا چاہ رہا ہو

میں خطرے میں کب نہیں ہوتی اپنے سر پر کفن باندھا

ہوا ہے میں نے وہ سکون سے جو س کا گلاس لبوں سے

لگاتی ہوئی بولی

یہ ٹھیک نہیں ہے میں خود انکل سے بات کروں گا دانیال

اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تم کسی سے کوئی بات نہیں کرو گے دانی میں جاؤں گی

اور ضرور جاؤں گی ڈیٹس مائی فائنل ڈزیشن اس کا

انداز بے حد نارمل تھا جیسے اس کے لیے یہ بات بہت

ہی چھوٹی ہو

ٹھیک ہے پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا دانیال نے

جیسے ہارمانی تھی

نہیں تم اس کیس کو ہینڈل کر کے ہی آؤ گے اس سے

پہلے نہیں وہ دانیال کی طرف دیکھتی اٹل لہجے میں بولی

تم مجھے کیوں بے بس کر دیتی ہو یا وہ اس کی طرف

بے بسی سے دیکھتے ہوئے بولا تو وہ ہلکا سا مسکرائی

کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے تم بھی کسی

مشکل میں پروا اس لیے جو یہاں پر ہے اسے سالو کر کے

ہی آنا میں تمہیں یہ نہیں کہہ رہی کہ تم مت آؤ تم آنا

اور ضرور آنا لیکن ابھی نہیں صحیح وقت پر وہ اس

کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

ٹھیک ہے جیسا آپ کا حکم سینئر ایجنٹ وہ اس کی

طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا تو وہ بھی مسکرا دی

پارلیمنٹ کوٹ کی سیڑھیوں پر وردی میں ملبوس کافی

سارے آفیسر ہاتھ باندھے قطار میں کھڑے تھے وہ دائیں

بائیں یوں سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑے تھے جیسے

کسی کے منتظر ہوں اور منتظر ہوتے بھی کیوں نہ وہ

اس کورٹ کے جج کے منتظر تھے جس نے اس کورٹ

میں اپنا عہدہ حاصل کرتے ہی دو سال کے اندر اندر

کیسز کو ہینڈل کیا تھا اور صرف ہینڈل ہی نہیں 256

کیا تھا ان کے فیصلے بھی سنائے تھے اور فیصلے وہ جو

آج تک کسی جج میں کرنے کی ہمت نہ ہوئی ہو وہ بات

کی تہہ تک جاتا تھا اور جو غلط ہوتا تھا جو گنہگار

ہوتا تھا اسے پھانسی کے پھندے تک پہنچا کر ہی اپنا

فیصلہ سناتا تھا اور فیصلہ سنانے کے بعد اپنے قلم کو

اس طرح سے توڑتا تھا کہ اگر اس سے بڑے عہدے کا

بھی کوئی آجائے تو اس کا فیصلہ بدل نہ سکے اور

رشوت لینے والے افسر زکی وردی اتروا کر وہ انہیں ان

کی ایسی اوقات دکھاتا تھا کہ ان کی آنے والی سات

نسلیں بھی یاد رکھتی تھی کہ زر خان سکندر کون ہے

کورٹ کے سامنے کچھ گاڑیاں آرکی تھی اگلی اور

پیجلی گاڑیوں میں پولیس کے اہلکار موجود تھے جبکہ

درمیان میں بلیک چمکتی ہوئی مرسیڈیز کورٹ کے

سامنے آچکی تھی ایک افسر نے اگے بڑھ کر مرسیڈیز کا

دروازہ کھولا تھا اور دروازہ کھولتے ہی اس شخصیت

نے قدم باہر رکھا تھا جس شخصیت کو دیکھ کر سب

نے ایک دم سے سلوٹ کیا تھا

دراز قد خوش شکل چور اسینہ اور روشن پیشانی بے

حد ہینڈ سم مرد بلیک تھری پیس سوٹ پہنے سیاہ بالوں

کو نفاست سے سیٹ کیے آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے

بائیں کلائی میں برینڈیڈ واچ پہنے اس کی پرسنلٹی پر

لاکھوں لڑکیاں فدا تھی صرف لڑکیاں ہی نہیں اس کی

پرسنلٹی دیکھتے ہوئے اس سے بڑے عہدے کا شخص

بھی اس کے سامنے سر اٹھانے کی ہمت نہیں کرتا تھا

سر کے اشارے سے سب کو جواب دے کر سیڑھیاں

چڑھتا ہوا وہ کورٹ کے اندر داخل ہوا جب کہ بہت

سارے وکیل اور پولیس اہلکار اس کے پیچھے پیچھے

ہی موجود تھے مگر صرف پیچھے اس کے برابر قدم

اٹھانے کی کسی کی بھی جرات نہ تھی

آج اس نے صرف لوگوں کے مسئلے مسائل سننے تھے

کوئی فیصلہ نہیں سناتا تھا اس لیے وہ سیدھا اپنے

آفس گیا تھا اور آفس جاتے اپنی کرسی پر بیٹھ کر

پیون کو باہر بیٹھے شخص کو اندر بھیجنے کا حکم دیا

تو وہ ادب سے سر ہلاتا باہر چلا گیا

کم ان "باہر دروازہ ناک ہونے کی آواز پر اس نے مقابل"

کو اندر داخل ہونے کے اجازت دی تو کمرے کا دروازہ

دھکیل کر ایک بوڑھا آدمی اور اس کے ساتھ ایک

جوان لڑکی اس کے آفس میں داخل ہوئے

السلام علیکم صاحب جی وہ بوڑھا آدمی اس کی جانب

دیکھ کر سلام لیتے ہوئے بولا

و علیکم السلام بیٹھیں اپنی گھمبیر اور بھاری آواز میں

جواب دیتے اس نے سامنے کر سی بیٹھنے کا اشارہ کیا

تو وہ لڑکی اور بعد میں دونوں سامنے موجود کرسیوں

پر بیٹھ گئے

صاحب جی یہ میری بچی ہے اور یہ میری اکلوتی اولاد

ہے اس کی ماں نہیں ہے بچپن سے لے کر اب تک میں نے

اسے ماں باپ دونوں بن کر پالا ہے اس کی عمر 18 سال

ہے اور یہ کالج جاتی ہے صاحب جی میں بہت مشکل

سے محنت مزدوری کر کے اپنی بچی کو کالج بھیجتا

ہوں لیکن کچھ مہینوں سے ایک لڑکا اسے بہت تنگ کرتا

ہے اور کل اس نے اسے آکر بولا ہے کہ اگر یہ اس کے

ساتھ نہیں گئی تو وہ اس کے منہ پر تیزاب پھینک دے

گا صاحب جی ہماری مدد کریں ہم غریب لوگ ہیں اگر

میری بیٹی کو اس نے کوئی نقصان پہنچا دیا تو میں

کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہوں گا اب آپ کا ہی

اسرہ ہے ہم پولیس اسٹیشن میں گئے ہر بندے سے

درخواست کی مگر ہماری بات کسی نے نہیں سنی پھر

ہمیں آپ کے بارے میں معلوم ہوا تو ہم ادھر آگئے خدا را

ہماری مدد کریں وہ بوڑھا آدمی نے اپنی کاپیتی آواز

میں زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے تفصیل سے ساری

بات بتائی تو زرخان نے اس آدمی سے نظر ہٹا کر ساتھ

بیٹھی لڑکی کی طرف دیکھا جو اپنا سر نیچے جھکائے

اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی

اسے دیکھتے زرخان نے زور سے اپنی مٹھیاں بھیجی

تھی

کون سے کالج میں پڑھتی ہو آپ بچے زر خان نے اس

لڑکی کی طرف دیکھتے پوچھا

گرلز ڈگری کالج اف گورنمنٹ وہ لڑکی نظریں اٹھاتی

زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کون سی کلاس میں پڑھتی ہو آپ شاید زر خان اس کا

دھیان بٹانا چاہتا تھا

سیکنڈ ایئر انگلش ایف اے کر رہی ہوں سر اس لڑکی نے

نہایت ہی ادب اور مدہم آواز میں جواب دیا

گڈ یہ تو بہت اچھی بات ہے چلو بچے اب آپ نے مکمل

طور پر اپنی پڑھائی پر توجہ کرنی ہے اور پریشان ہونے

کی بالکل ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ بعد آپ کو کوئی

بھی لڑکا تنگ نہیں کرے گا یہ میرا آپ سے وعدہ ہے

زر خان اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

سچ میں۔۔۔!! وہ لڑکی بے حد معصومیت سے بولی جبکہ

زر خان کا دل چاہا کہ کاش وہ لڑکا اس کے سامنے ہو اور

وہ اسے چیر پھاڑ کر رکھ دے جتنی معصوم یہ بچی

تھی وہ اس کی معصومیت خراب کرنا چاہ رہا تھا اسے

نو چنا چاہ رہا تھا

آپ کا کوئی بھائی ہے کیا زرخان نے بہت نرم لہجے میں

پوچھا تو اس لڑکی نے نفی میں سر ہلایا

تو آج سے آپ مجھے اپنا بڑا بھائی ہی سمجھیں ٹھیک ہے

اور پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے کوئی بھی

آپ کو تنگ نہیں کرے گا بس سارا فوکس اپنی پڑھائی

پر کرو اور دل لگا کر پڑھو ٹھیک ہے زرخان اٹھ کر اس

بچی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر بولا تو

زر خان کی طرف دیکھ کر وہ بھی مسکرا نے لگی

چچا آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ جاسکتے

ہیں اور اس بچی کا خرچہ آئندہ سے میں اٹھاؤں گا

اس کے کالج کی فیس اور باقی سارے اخراجات میری

طرف سے آیا کریں گے اب آپ جاسکتے ہیں اور بے فکر

رہیں زر خان کا لہجہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا تھا

بہت بہت شکر یہ صاحب جی وہ آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور

اپنی بچی کا سہارا لیتے وہاں سے نکل گیا اور ساتھ ہی

آفس روم میں زر خان کا سیکرٹری داخل ہوا

یہ لڑکا مجھے کل نوکر میں چاہیے سمجھیں زر خان اپنے

سیکرٹری کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کا لہجہ بے

حد سنجیدہ تھا

جی سر ٹھیک ہے سیکرٹری ہاں میں سر ہلاتا ہوا کمرے

سے باہر نکل گیا اور زر خان دوبارہ اپنی چیئر پر بیٹھ

کر سامنے پڑی کیسز کی فائلز پڑنے لگا

لائبہ ارے اوو لائبہ یارا ٹھ جادیکھو 10 بج رہے ہیں

اٹھو بھی فاریہ لائبہ کو جھنجھلاتے ہوئے اٹھانے کی

کوشش کر رہی تھی جو کب سے اٹھ ہی نہیں رہی تھی

جبکہ نیچے سے بڑی اماں کا تیسری بار پیغام آچکا تھا

تم اٹھ رہی ہو یا نہیں وہ اسے دوبارہ ہلاتے ہوئے بولی

مگر شاید وہ بھی مردوں سے شرط لگا کر سوئی تھی

اس لیے ہل ہی نہیں رہی تھی

فار یہ سے اٹھا اٹھا کر تھک چکی تھی اچانک اس کے

دماغ میں ایک آئیڈیا آیا اور آنکھوں میں شرارت چمکی

اس نے آہستہ سے لائنبہ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور

اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر زور لگا کر چلائی

اٹھوووووووو بڑی اماں لاٹھی لے کر آگئی ہیں وہ

تم نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے نالائِبہ پاس پڑا کشن

اٹھا کر اسے مارتے ہوئے بولی

تو اور کیا کرتی گھنٹے سے تمہیں اٹھانے کی کوشش کر

رہی ہوں میں 10 بج چکے ہیں اور تم اٹھنے کا نام ہی

نہیں لے رہی فارِیہ لائِبہ کو گھورتی ہوئی بولی

کیا 10 بج گئے لائِبہ چلاتی ہوئی اپنے بستر سے اٹھ

کھڑی ہوئی

جی ہاں اور بڑی اماں کے تین بار پیغام آچکے ہیں اب

چوتھی بار ان کا پیغام نہیں بلکہ وہ خود آئیں گی اپنی

لاٹھی کے ساتھ اور اپنی ٹانگوں پر لاٹھیاں کھانے کے

لیے تیار ہو جاؤں میں تو جا رہی ہوں فار یہ بے نیازی سے

بولتی کمرے سے باہر جانے لگے جب لائبریری نے اس کا ہاتھ

پکڑ کے اسے پیچھے کی جانب کھینچا

بے وفا عورت صبر کرو صرف دس منٹ میں ابھی تیار

ہو کر آتی ہوں لائے جلدی سے اپنا دوپٹہ پکڑ کر واش

روم کی طرف دوڑی کیونکہ اسے بڑی اماں کی لاٹھیاں

بالکل نہیں کھانی تھی

یہ تھی سکندر خان کی حویلی جس میں بسنے والے

لوگ خوش دل خوش مزاج اور بہت بڑے دل کے مالک

تھے سکندر خان کے تین بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا

صہریب سکندر جن کے تین بیٹے تھے زر خان سکندر وہ

خان حویلی کا پہلا چشم و چراغ تھا اور دوسرا بیٹا

جو زر خان سے پانچ سال چھوٹا تھا فضل سکندر اور

تیسرا بیٹا حارث سکندر دوسرا بیٹا شاہنواز سکندر تھا

ان کی دو ہی سیٹیاں تھی بڑی والی فار یہ سکندر اور

چھوٹی ولی لائبہ سکندر اور تیسرے بیٹے اور حویلی

کے سب سے لاڈلے شیرازی سکندر تھے جنہوں نے خفیہ

نکاح کیا تھا انہوں نے آرمی جوائن کی ہوئی تھی اور یہ

ایک آدمی افیسر تھے ایک مشن کے درمیان ہی

ایمر جنسی میں انہیں ایک لڑکی سے نکاح کرنا پڑا وہ

لڑکی بالکل بے سہارا تھی اور آگے پیچھے اس کا کوئی

نہیں تھا وہ لڑکی شیرازی صاحب کو بھی بہت پسند

آئی تھی اس لیے انہوں نے تب ہی وقت کی نزاکت

دیکھ کر ان سے نکاح کر لیا مگر اس بات سے کسی کو

بھی حویلی میں کوئی اعتراض نہ تھا وہ انہیں لے کر

واپس نہ آئے تھے کیونکہ ان کا مشن ابھی جاری تھا ان

کے ہاں ایک بیٹی کے پیدائش ہوئی جسے جنم دیتے ہی

وہ اللہ کو پیاری ہو گئی ان کے فوت ہونے کے بعد

شیرازی صاحب نے دوبارہ شادی نہ کی تھی جبکہ

حویلی والوں نے تو بہت اصرار کیا تھا کہ وہ اپنی بیچی

کو بھی حویلی میں لے آئے اور خود بھی اب دوسری

شادی کر لے مگر وہ نے نہ تو اپنی بیچی کو حویلی لے کر

اے تھے اور نہ ہی دوسری شادی کی تھی حویلی والوں

نے آج تک ان کی بچی کو نہ دیکھا تھا یہاں تک کہ وہ

خود بھی سالوں بعد حویلی میں قدم رکھتے تھے اور

وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح سے سکندر خان راضی نہ

تھے اور وہ ان سے ناراض تھے جس کی بنا پر انہوں نے

یہ شرط رکھی تھی کہ اگر وہ حویلی میں انا چاہتے

ہیں تو دوسری شادی کرے وہ بھی ان کی مرضی سے

تب ہی وہ انہیں حویلی میں داخل ہونے دیں گے ورنہ

اس کی بچی اور ان کی جگہ اس حویلی میں بالکل

نہیں ہے ان کا یہ فیصلہ حویلی میں کسی بھی فرد کو

نہ منظور تھا لیکن وہ اپنے فیصلے کے پکے تھے ان کے

فیصلے کو دیکھتے ہوئے شیرازی صاحب نے صاف انکار

کیا تھا اور پورے 15 سال تک حویلی میں قدم نہ رکھا

تھا 15 سال بعد جب ان کی دادی کی وفات ہوئی تو وہ

حویلی آئے حویلی آتے ہی سکندر خان نے بھی انہیں

معاف کر کے اپنے سینے سے لگا لیا جبکہ اپنی بیچی کو

وہ تب بھی واپس نہ لائے تھے ان کا کہنا تھا جس بیچی

کو پیدا ہوتے ہی کسی نے قبول نہ کیا وہ اب اپنی بیچی

کو یہاں پر لا کر کیا کریں گے وہ خود بھی اپنی بیچی

کو وقت نہیں دے پاتے تھے جس کی وجہ سے وہ آہستہ

آہستہ ان سے کافی دور ہوتی چلی گئی وہ پاکستان

میں نہیں رہتے تھے ان کی رہائش اٹلی کی تھی اور ان

کے گھر بار کا پتہ کوئی نہیں جانتا تھا ان کی بیوی کی

موت کے بعد ان کا دل کسی بھی چیز میں نہ لگتا تھا

وہ کافی تنہا ہو چکے تھے انہوں نے اپنے گھر پر ایک

میڈر رکھی تھی جو ان کی بیٹی کو سنبھالتی تھی مگر

ایک ماں جیسی توجہ نہیں دے پاتی تھی ان کے ساتھ

والے گھر میں ہی فوزیہ بیگم رہتی تھی جو دانیال کی

ماں تھی وہ آہستہ آہستہ اس سے اٹیچ ہوتی گئی اور

ماں کا پیار دینے لگے ان کی بیٹی انہی کے ہاتھوں پلی

تھی بچپن سے لے کر جوانی تک اس نے سکول کالج

سٹڈی سب کچھ دانیال حیدر کے ساتھ ہی کیا تھا جب

دانیال کے والد کا بزنس چیلنج ہوا تو یہ گھر چھوڑ کر

اس گھر کے کچھ فاصلے پر رہائش پذیر ہو گئے مگر پھر

بھی وہ اسے بالکل نہیں بھولے تھے وہ ہر روز آتی تھی

اور بالکل اپنی سگی بیٹی کی طرح اس کا خیال رکھتی

تھی کہنے کو اس کی ماں نہ تھی مگر فوزیہ بیگم اس

کی ماں سے کم بھی نہیں تھی اس لیے وہ اپنے باپ سے

زیادہ ان لوگوں سے اٹیچ تھی

لاٹہ اور فاریہ تیزی سے اپنے کمرے سے نکلتی نیچے کی

جانب جا رہی تھی جب کمرے سے نکلتے ارحم سے

فاریہ زور سے ٹکرائی اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس

ہوتی وہ سختی سے اس کی کلائی تھامتے اسے دوبارہ

بیلنس پہ کھڑا کر چکا تھا

آنکھیں ماتھے پر رکھ کے چلتی ہو کیا دکھائی نہیں دیتا

ارحم فاریہ کی کلائی چھوڑتا سخت لہجے میں بولا

جج جی وہ غلطی سے فاریہ نظریں جھکاتی لڑکھڑاتی

آواز میں بولی جبکہ فاریہ کی شامت آتی دیکھ کر لائے

فوراً وہاں سے رنو چکر ہوئی تھی

میری بات سنو لڑکی اپنی آنکھیں کھول کر چلا کرو

سمجھ آئی یہ اندھوں کی طرح چلنا چھوڑ دو چھوٹی

بچی نہیں رہی تم وہ فاریہ کو سخت نظروں سے

دیکھتے ہوئے بولا

نچ۔۔ جی فاریہ نے ارحم کی طرف دیکھتے فوراً جواب دیا

جاؤ اب یہاں کھڑی میری شکل کیا دیکھ رہی ہو ار حم

سخت مہری سے گویا ہوا تو فار یہ نے بغیر ادھر ادھر

دیکھتے وہاں سے دوڑ لگائی تو ار حم سے اس کی پشت

کو گھورا

بے وقوف لڑکی "وہ بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ گیا"

اور کتنا انتظار کرونا ہے اب آ بھی جاؤ۔ دانیال اپنی

ہیوی بانیک پر بیٹھا کب سے عینا کے آنے کا انتظار کر

رہا تھا اور ساتھ ساتھ اسے مسیحیز بھی کر رہا تھا مگر

نہ تو وہ خود آرہی تھی اور نہ ہی کسی مسیح کا

جواب دے رہی تھی

اس سے پہلے کہ دانیال عینا کو دوبارہ کال ملا تا تب ہی

وہ اسے گھر سے باہر آتی ہوئی دکھائی دی فل بلیک

کاسٹیوم پہنے ہاتھ میں ہیلیمٹ پکڑے باہر آرہی تھی

Scusa, sono arrivato in ritardo

(سوری میں لیٹ ہو گئی)

عینا دانیال کے قریب آتی ہوئی اٹلین زبان میں بولی

Scusa se sei in ritardo ora

(اب اگر لیٹ ہو ہی گئی ہو تو معذرت کیسی)

عینا کی طرف دیکھتے ہوئے دانیال نے مسکرا کر جواب دیا

معذرت کرنی بنتی ہے ادھے گھنٹے سے میرا انتظار

جو کر رہے تھے عینا اپنے ہاتھوں میں بلیک گلو زپہنتے

ہوئے بولی

تم کہو تو ساری زندگی تمہارا انتظار کر لوں آدھا گھنٹہ

تو کچھ بھی نہیں ہے دانیال عینا کی طرف دیکھتے

مسکراتے ہوئے بولا جبکہ دانیال کہ جواب پر گلوز

پہنتے عینا کے ہاتھ تھمے تھے

زیادہ فلو سفی مت جھاڑا کرو تم عینا نے دانیال کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا اور کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی

ہیوی بانک کی جانب قدم بڑھائے

یار ایک تم ہی ہو جو میری فلو سفیاں بھی سن لیتی ہو

اب تم بھی جارہی ہو سو چو یہ فلو سفی کسے سناؤں

گا میں دانیال ہنستے ہوئے اپنی بانیک عینا کے قریب

لاتے ہوئے بولا

تم مجھے الجھا رہے ہو دانی عینا اپنا ہیلمٹ پہنتے ہوئے بولی

میں تمہیں نہیں الجھا سکتا عینا تم ایک سلجھی ہوئی

کتاب ہو تمہیں الجھانا میری تو کیا کسی کے بس کی

بات نہیں دانی اپنے کان میں لگے ایئر پورٹس آن کرتے

ہوئے جبکہ عینا کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی

اپنی لوکیشن آن کرو اور ایریا ٹریس کرو اگلے 15 منٹ

میں ہمیں وہاں پر پہنچنا ہے پتہ کرو وہاں پر کیا ہو رہا

ہے عینا اپنی ہیوی بانک سٹارٹ کرتے ہوئے بولی دانیال

نے سر ہلاتے اپنی بانک سٹارٹ کی اور دونوں نے اپنی

بانک ایک ساتھ آگے بڑھائی تھی

عینا... دانیال سپیکنگ کیا تم مجھے سن رہی ہو اپنے

کانوں میں لگے دونوں ایئر پورٹس میں سے عینا کو

دانیال کی آواز سنائی دی جبکہ سڑک پر ان دونوں کی

بانگس ایک ساتھ رواں دواں تھی

Yes, I'm listening Tell me,

what's up with you?

عینا ایک نظر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

خبر یہ ہے کہ وہاں پر ڈرگ سمگلنگ ہو رہی ہے اور وہاں

پر پندرہ سے زیادہ لوگ موجود ہیں اور لوکیشن ٹریس

ہو چکی ہے ہمارے دو آفیسرز وہیں پر موجود ہیں اور

تفشیشتی کاروائی وہی کر رہے ہیں

Ok let's go to the same location

عینا نے اپنی ہیوی بانک کی فل سپیڈ بڑھائی تھی اور

اب وہ دونوں ہواؤں کو چیرتے ہوئے جارہے تھے

مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر عینا اور دانیال نے اپنے اپنے

ہیلیمٹ اتار کر بانک کے اوپر رکھے اور قدم آگے کی

جانب بڑھائے کچھ ہی فاصلے پر انہیں ان کے آفیسرز

مل چکے تھے جنہوں نے انہیں اندر کے تمام صورتحال

سے آگاہ کر دیا تھا

یہ کوئی ہائی بولڈ کلب تھا جہاں پر کھلے

عام ڈرگ کی سمگلنگ ہو رہی تھی

دونوں اپنے چہروں پر ماسک لگائے اپنے چہرے کو مکمل

طور پر ڈھانپ کر سر پر کیپ پہنے کلب میں داخل ہوئے

جبکہ اگلا منظر دیکھتے ہی ان کا دل چاہا کہ اس جگہ

کو آگ لگا دیں

وہاں پر کھلے عام ڈرگزر کی سمگلنگ ہو رہی تھی بہت کم

عمر لڑکیوں کو ڈر گز دیے جا رہے تھے ڈر گز کے نشے

میں وہ لڑکیاں مدہوش سی دکھائی دے رہی تھی انہیں

شاید اپنا ہوش نہ تھا کئی لڑکیوں نے تو بہت ہی

واحیات ڈریسنگ کی ہوئی تھی اور کئی لڑکیوں کے

جسم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا جبکہ انہیں ڈر گز

دینے والے ان کے جسم کا ناجائز فائدہ بھرپور طریقے

سے اٹھارہ تھے

عینا نے دانیال کو اشارہ کیا تو ہاں میں سر ہلاتا دوسرے

جانب چلا گیا جبکہ عینا اپنے قریب کے لوگوں کا جائزہ

لیتی ایک ٹیبل پر جا کر وہ بیٹھ گئی اور اپنے آس پاس

موجود لوگوں کو گہری نظروں سے دیکھنے لگی جب

ایک لڑکا ہاتھ میں حرام مشروب پکڑے اس کی جانب آیا

Hiii Ascolta, sei una ragazza o un
ragazzo?

(سنو تم لڑکی ہو یاں لڑکا۔۔؟؟)

وہ لڑکا نشے میں دھت عینا کے قریب آتے ہوئے بولا عینا

کا حلیہ ہی ایسا تھا کہ اسے دیکھ کر کوئی بھی نہیں

پہچان سکتا تھا کہ یہ لڑکی ہے بلکہ دیکھنے والا لازمی

کنفیوز ہو سکتا تھا یہ سوچ کر کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا

Voglio conoscere quest'uomo che
spaccia

droga qui, me lo puoi presentare

یہاں پر جو ڈر گز دیتا ہے مجھے اس آدمی سے ملنا ہے)

کیا تم مجھے ملوا سکتے ہو) عینا اس لڑکے کی جانب

دیکھتے ہوئے بولی

Oh, sei una ragazza

(اوو و تم تو ایک لڑکی ہو)

وہ اپنی بند ہوتی آنکھوں کو زبردستی کھولتا غلیظ

نظروں سے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ اسے

اس کی آنکھوں کے سوا اور کچھ نہ دکھائی دے رہا تھا

Prima rilassiamoci

(چلو پہلے تھوڑا چیل کرتے ہیں)

اس نے عینا کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر عینا نے چیتے کی

رفتار سے اس کے اسی ہاتھ کی کہنی کو ایک جھٹکے

سے ٹیبل پر مارا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جس

کی وجہ سے وہ چیخ نہیں سکا تھا اور کڑک کی آواز

سے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی

عینا نے اپنی سرخ آنکھوں سے اس لڑکے کی طرف دیکھا

اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے گلے کی مخصوص

رگ کو دبایا جس سے فوری طور پر وہ اپنے ہوش و

حواس سے بیگانہ ہوتا وہی ٹیبل سے نیچے گر گیا کلب

میں بہت کم روشنی تھی جس کی وجہ سے لوگ انہیں

دیکھ نہیں سکے تھے

عینا آئی ایم دانیال سپیکنگ کم ان داروم نمبر 102

ار جنٹلی اپنے ایئر فون سے دانیال کی آواز سنتے ہی

عینا فوراً وہاں سے نکلی

نمبر روم کے سامنے جاتے ہی عینا کوروم کے 102

سامنے دانیال کھڑا ہوا دکھائی دیا وہ چلتی ہوئی اس

کے قریب گئی

اندر پانچ آدمی موجود ہیں عینا اور ڈر گز یہاں سے ہی

سپلائی ہو رہے ہیں یہاں کا مین اونر یہیں پر موجود ہے

اسی روم میں دانیال نے اپنا کی طرف دیکھتے ہوئے

اسے ساری انفارمیشن دی

ٹھیک ہے پہلے میں اندر جاؤں گی اس کے بعد تم آؤ گے

اور محتاط رہنا ان کے پاس اسلحہ بھی موجود ہو سکتا

ہے عینا اپنی کمر کے بیچنے سے گن نکالتے ہوئے بولی

اور گن کو لوڈ کرتے ہوئے آہستہ سے کمرے کا دروازہ

کھولا جبکہ دانیال نے بھی اپنی گن لوڈ کر کے قدم اس

کے پیچھے ہی بڑھائے تھے

Chi sei, dove stai andando

(اے لڑکی تم کون ہو اور کہاں چلے آرہی ہو)

عینا کو سامنے دیکھ کر ایک آدمی چلاتے ہوئے بولا

عینا نے ایک نظر پورا کمرے میں دہرائی جہاں ٹوٹل پانچ

آدمی موجود تھے دو بالکل آمنے سامنے بیٹھے تاش

کھیل رہے تھے ایک اس کے سامنے کھڑا چلا رہا تھا

جبکہ دو ڈر گز لینے میں مصروف تھے عینا نے سامنے

کھڑے آدمی کے بازو پر گولی چلائی تاش کھیلتے دونوں

آدمیوں کے کندھوں کا نشانہ لیا اور ڈر گز لیتے دونوں

آدمیوں کے بازوؤں کا نشانہ لے کر گولیاں چلائی تھی

صرف دو منٹ صرف دو منٹ کا کھیل تھا عینا کے لیے

وہ پانچ ہٹے کٹے آدمیوں کو بغیر سمجھنے کا موقع دیے

صرف دو منٹ میں زخمی کر چکی تھی

وہ ایسی ہی تھی شارپ شوٹر کسی کے دماغ کو وہ اتنی

تیزی سے پڑھتی تھی کہ اگلے بندے کو سوچنے کی

مہلت بھی نہیں دیتی تھی اور وار کرنے سے پہلے وہ

ایک بار بھی نہیں سوچتی تھی اور نشانہ اتنا پکا بناتی

تھی کہ مقابل زمین بوس ہونے کے علاوہ کچھ نہ کر

سکتا تھا

عینا یار یہ غلط ہے تم ہر بار مجھے پیچھے ہی چھوڑ

دیتی ہو دانیال ان آدمیوں کو زخمی دیکھ کر منہ بناتے

ہوئے بولا کیونکہ عینا ایک ہی وار میں ایک تو کیا

درجنوں کو زمین بوس کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی

جبکہ اپنے کسی اور آفیسر کی جدوجہد وہ ضائع نہیں

ہونے دیتی تھی اس کے ساتھ آج تک جتنے بھی آفیسرز

نے کام کیا تھا کسی کو خراش تک نہ آئی تھی جب کہ

خود اس نے بڑے سے بڑے مشن کمپیٹ کیے تھے بڑے

سے بڑے آپریشن کمپیٹ کیے تھے جن میں اس نے اپنے

بازو اپنی ٹانگ اور اپنی پسلی میں گولیاں بھی کھائی

تھی اس لیے وہ بہت سخت جان تھی وہ کوئی عام

لڑکی بالکل بھی نہیں تھی اگر وہ کوئی عام لڑکی ہوتی

تو اس کے اندر 12 ٹیمز کبھی نہیں ہونی تھی یہ ایک

لڑکی 12 ٹیموں کو ہینڈل کرتی تھی انہیں ٹرین کرتی

تھی اس کے اندر 12 ٹیمز کے آرمی آفیسرز تھے اور ہر

ایک ٹیم میں 150 آفیسرز ہوتے تھے اور یہ ایک لڑکی

ٹیمز کو کیسے ٹرین کرتی تھی یہ صرف وہی جانتی 12

تھی

چیک کروا نہیں اور ان سارے ڈرگنز کو سیل کروا پنے

آفیسرز کو فون کرو اور انہیں بولو کہ اس کلب سے ایک

فرد بھی باہر نہیں جانا چاہیے اور سب کو اریسٹ کرو

یہاں پر جتنی بھی لڑکیاں موجود ہیں ان کے والدین کو

پولیس سٹیشن بلاؤ اور یہ کلب سیل کرو اور عینا سامنے

صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی

کون ہو تم لوگ...!! ان میں سے ایک آدمی درد سے کراہتے

رینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اپنی بربادی سمجھ لو عینا اپنا گن گھوماتی ہوئی بولی

عینا ہمارے آفیسرز آگئے ہیں اور باہر موجود تمام افراد

کو اریسٹ کر چکے ہیں مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں یہاں

سے چلنا چاہیے دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

کیونکہ وہ دونوں سیکرٹ ایجنٹ تھے ان کی پہچان ہر

شخص سے چھپی ہوئی تھی وہ کیا تھے کہاں کے تھے

کون تھے کیسے تھے کوئی بھی شخص نہیں جانتا تھا

یہاں تک کہ پولیس آفیسرز کو بھی صرف یہی پتہ تھا

کہ وہ ان کے سینئر آفیسرز ہیں اس کے علاوہ ان کے

چہرے بھی انہوں نے آج تک نہیں دیکھے تھے

عینانے ہاں میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے

قدم دانیال کے ساتھ اس کمرے سے باہر کی جانب

بڑھائے کمرے سے باہر نکلتے ہی انہیں اس کمرے کی

جانب آتے ہوئے کچھ افسرز افسرز دکھائی دیے دانیال

نے آفسرز کو اشارہ کیا آفسرز اس کمرے میں داخل

ہوئے اور ان آدمیوں کو اریسٹ کر لیا اور پولیس

اسٹیشن لے گئے

غدار کہیں کی تمہیں ذرا شرم نہیں آئی مجھے اس جلاد

کے پاس اکیلا چھوڑ کر جاتے ہوئے فاریہ لائے کو

گھورتی ہوئی غصے سے بولی

ارے ارے انہیں جلاد تو مت بولو آخر تمہارے ہونے والے

شوہر ہیں لائے فار یہ کو مزید تپاتے ہوئے بولی

بکو اس بند کرو اپنی پتہ نہیں آگے زندگی میں کیا ہوگا

میرے ساتھ یہ تو ابھی سے مجھے ایک نظر دیکھنا

پسند نہیں کرتے فار یہ کو اپنی ہی ٹینشن لاحق ہوئی

اگر ایسے ہی رہا تو پھر میں تو اس جلاد کے ساتھ ایک

دن پورا گزارنے سے پہلے ہی اس کو پیاری ہو جاؤں گی

فار یہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی جیسے اپنی آنے والی

زندگی تصور کر رہی ہو

اوہو پاگل لڑکی فضول مت سوچا کرو تم بس یہ سوچو

کہ تم نے اپنی محبت اور توجہ سے کیسے اس جلاد کو

انسان بنانا ہے لائبہ فار یہ کے کندھے پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی

او نہوں...!! یہ انسان بنے گا کبھی بھی نہیں ابھی سے میرا

خون پینے والا ویسپائر بنا ہوا ہے شادی ہو گئی پھر تو

ڈائریکٹ مجھے اوپر ہی پہنچا دے گا مجھے تو لگتا ہے

کہ پہلے دن ہی میرا گلابا کر مجھے اوپر پہنچا دے گا

یہ جلا دیا یہ رونے والی شکل بنا کر افسردگی سے

بولی تو اس کی شکل دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی لائے

کا قہقہہ چھوٹ گیا جبکہ اپنی اتنی سیریس بات پر

لائبہ کو ہنستادیکھ کر فاریہ نے خونخوار نگاہوں سے

لائبہ کو گھورا تو لائبہ نے بہت مشکل سے اپنے ہونٹ دبا

کر اپنی ہنسی روکی

بس کر دو یار اب میرے بھائی اتنے بھی جلاو نہیں ہیں

آئی ایم شور کہ شادی کے بعد وہ بہت کثیر ننگ ہسبینڈ

ثابت ہونے والے ہیں تمہارے لیے لائیو فاریہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

ہو ہی نہ جائیں کہیں کثیرنگ ہسبینڈ فاریہ نے لائبہ کی

نقل اتارتے ہوئے کہا اور چائے بنانے میں مصروف ہو گئی

جبکہ کچن کے باہر کھڑے ارحم نے چائے بناتی فاریہ کی

پشت کو گھورا تھا وہ کچن میں اماں جان کو دیکھنے

آیا تھا آگے سے ان کی گل افشائیاں سنتے ہوئے قدم

وہیں پر رک گئے

ارحم کچن میں داخل ہوا تو لائبریری سے اچانک کچن میں

دیکھ کر گھبرائی اس کے دل میں ایک دم سے یہ ڈر

بیٹھا کہیں اس نے ان کی یہ ساری باتیں تو نہیں سن

لی مگر اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ کر یہ

بات معلوم ہونا ناممکن سا کام تھا کیونکہ وہ ہر وقت

سنجیدہ رہنے والا ہی مرد تھا

بھائی آپ یہاں آپ کو کچھ چاہیے تھا لائے بہ ارحم کی

طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی جب کہ فاریہ کی ان

کی طرف بیک تھی اس لیے وہ نہیں دیکھ سکی تھی

بس کر دو اب اتنا بھی نہیں ڈرتی میں اس جلا دے کہ

تم نام لے لے کر مجھے ڈرانے کی کوشش کرو ارحم کے

جواب دینے سے پہلے ہی فار یہ اپنے کام میں مگن اپنی

ہی رو میں بولی تو لائے نے معصوم سی شکل بنا کر

ارحم کی طرف دیکھا جو فار یہ کی پشت کو گھور رہا

تھا اس نے یہاں سے کھسکنا ہی بہتر سمجھا کیونکہ

فار یہ اپنے پیروں پر کلہاری خود مار چکی تھی

چائے لے کر آؤ میرے لیے لائے لائے کچن سے باہر نکلتی

اس سے پہلے ہی ار حم نے لائبہ کو حکم دیا جب کہ اپنے

ٹھیک پیچھے سے ار حم کی سنجیدہ گھمبیر آواز سن کر

فاریہ کے اوسان خطا ہوئے تھے اس کے چائے بناتے ہیں

ہاتھ ایک دم سے کانپنے لگے تھے جبکہ اسے لگ رہا تھا

کہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی

جی بھائی "لائبہ ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو"

ارحم بغیر ادھر ادھر دیکھے کچن سے باہر نکل گیا

ہائے السیہ میں نے کیا کر دیا یہ مجھ سے کیا ہو گیا

فار یہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی جب کہ لائبہ اسے نظر

انداز کرتی جلدی جلدی ارحم کے لیے کپ میں چائے

ڈالنے لگی کیونکہ وہ اس کے غصے کا نشانہ نہیں بن

سکتی تھی

سکندر خان کی وفات آج سے چھ سال پہلے ہوئی تھی

لیکن وفات پانے پانے سے پہلے وہ فار یہ اور ار حم کا

رشتہ طے کر گئے تھے جس کی بنا پر وہ دونوں آپس

میں منگیتر تھے اس وقت فار یہ کی عمر 15 سال تھی

جبکہ ار حم 5 سال بڑا تھا فار یہ سے منگنی ہونے سے

پہلے تک تو ار حم فار یہ کے ساتھ نار مل ہی رہتا تھا ان

کی زیادہ بات چیت نہیں ہوتی تھی مگر جب کبھی

ہوتی تھی تو وہ نارمل انداز میں ہی بات کرتا تھا مگر

یہ رشتہ طے ہو جانے کے بعد آہستہ آہستہ ارحم

سنجیدہ ہوتا گیا اور اب ان دونوں کی آپس میں کوئی

بات چیت نہیں ہوتی تھی مگر جب کبھی ان کا ٹکراؤ ہو

جاتا تو فاریہ کو اس کا گہرا سنجیدگی بھر انداز سہنے

کو ملتا تھا جو فاریہ کو کافی عجیب لگتا تھا

ارحم باہر لیونگ روم میں آیا تو وہاں پر سامنے صفے پر

ہی بڑی اماں موجود تھی ساتھ ہی اماں جان بیٹھی

ہوئی تھی تمام حویلی کے لوگ سکندر شاہ کی بیوی کو

بڑی اماں کہتے تھے جبکہ حویلی کی بڑی بہو (زر خان

کی والدہ) کو اماں جان کہتے تھے

السلام علیکم ارحم بڑی اماں کے قریب جاتے سلام لیتے

ہوئے بولا تو انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا

اور وہ ان کے قریب ہی بیٹھ گیا

بچے ناشتہ کیا تم نے اماں جان ارحم کی جانب دیکھتی

ہوئی بولی

نہیں اماں جان رات کو کافی دیر سے آیا تھا اور ویسے

بھی آج اتوار ہے اس لیے ذرا دیر سے اٹھا کچھ دیر تک

کھانا ہی کھاؤں گا ابھی صرف چائے پیوں گا ارحم اماں

جان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

لالہ کہاں پر ہے دکھائی نہیں دے رہے آج کے دن تو وہ

گھر پر ہی ہوتے ہیں ارحم ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے بولا

ہاں تمہارے بابا کے ساتھ ڈیرے پر گیا ہے کچھ لوگوں کے

مسئلے مسائل تھے وہ دیکھنے تھے اماں جان مسکراتی

ہوئی بولی کیونکہ ان کے لیے ان کی ساری اولاد ہی قابل

فخر تھی بڑا بیٹا اس حویلی کا چشم و چراغ ہائی

کورٹ کا جج تھا 30 سال کی عمر میں ہی اس نے سب

کچھ سنبھال لیا تھا اور آنے والے کچھ دنوں میں اسے

اس گاؤں کے سربراہی بھی ملنے والی تھی سب سے

زیادہ خوشی کی بات تو یہ تھی کہ وہ انصاف کرتا تھا

وہ باہر والے کے لیے ایک جابر شخص معلوم ہوتا تھا اور

وہ انصاف کے راستے پر ہی چلنے والا ایک مضبوط مرد

تھا حویلی کے تمام مکینوں کے لیے وہ قابلِ فخر تھا

جبکہ ان کا دوسرا بیٹھا رحم سکندر ایک جانا مانا

مشہور بزنس مین تھا صرف یہ ہی نہیں اس نے اپنے

گاؤں کے بچوں کے لیے گاؤں میں سکول بنوایا تھا اور

اب گاؤں کے تمام بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے

اور ان کا تیسرا بیٹا حارث سکندر وہ اپنی تعلیم پوری

کرنے کے لیے لندن گیا ہوا تھا اور وہاں سے اعلیٰ تعلیم

حاصل کر رہا تھا اور کچھ ہی دنوں میں اپنی تعلیم

حاصل کر کے وہ بھی واپس لوٹ رہا تھا اور ان کے گھر

کی عزت ان دویٹیاں جنہیں اس حویلی کا مان رکھنا

آتا تھا جو خود کو ڈھانپنا جانتی تھی اور آج تک انہوں

نے کوئی ایسی ضد نہیں کی تھی جو حویلی والوں کے

لیے ناقابل قبول ہو وہ ہمیشہ ہی ان کے فیصلوں میں

راضی ہو جاتی تھی اور وہ دونوں ہی اس حویلی کی

لاڈلیاں تھیں اور اس حویلی کی رونق بھی اور حویلی

کی ان دونوں رونقوں نے اسی حویلی میں رہ جانا تھا

حویلی کے تمام افراد جانتے تھے کہ لائبہ کی شادی

حادثہ سے ہی ہونی ہے مگر حویلی کے چھوٹے بچے اس

بات سے نہ واقف تھے جیسے فاریہ لائبہ اور حادثہ وہ

یہ بات نہیں جانتے تھے

یہ سب سوچتے ہوئے بڑی اماں نے ایک گہرا سانس لیا تو

ان کے دماغ میں اچانک ایک خیال آیا ان کی ایک اور

بھی تو پوتی تھی اس حویلی کی پہلی بیٹی زر خان کے

بعد اس حویلی میں آنے والی پہلی لڑکی وہی تو تھی

مگر اسے تو آج تک انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا نہ

تصویر میں نہ حقیقت میں ان کا تو بیٹا بھی ان سے

مہینوں بعد ملنے آتا تھا پتہ نہیں وہ بن ماں کی بچی نے

اتنے سال کیسے اکیلے گزارے ہوں گے یہ سب بھی بڑی

اماں کے دماغ میں چل رہا تھا اور ایک دم سے ان کا دل

افسردہ ہو گیا وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی انہوں نے

اپنے بیٹے کو بہت منانے کی کوشش کی تھی مگر وہ

نہیں مانا تھا اب وہ صرف خدا سے دعا کرتی تھی کہ

بس وہ اس حویلی کی اس بیٹی کو سلامت رکھے

زرخان اس وقت اپنے ڈیرے پر موجود گاؤں کے لوگوں

کے مسئلے مسائل سن رہا تھا سفید شلوار قمیض پہنے

کندھوں پر کالی اجرک ڈالے چہرے پر ہمیشہ نظر آنے

والی سنجیدگی سجائے گھنی مونچھوں تلے ہونٹوں کو

آپس میں سختی سے پوست کیے پاؤں میں پیشاور

جو تا پہنے وہ کسی ریاست کا بادشاہ معلوم ہوتا تھا

سر یہ آپ کا فون پچھلے ایک گھنٹے سے بج رہا ہے آپ

پلیز دیکھ لیں کہ کون ہے زر خان کا سیکرٹری اس کی

طرف فون بڑھاتے ہوئے بولا تو زر خان نے ہاتھ بڑھا کر

فون پکڑ لیا اور سائیڈ پر جا کے کالر اینڈ کی اور فون

کان سے لگایا مگر آگے سے ملنے والی اگلی خبر کو سنتے

ہی زر خان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا اس نے بے

یقینی کہ عالم میں نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں

اس کا سیکرٹری ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا تھا

گارے نکالو جلدی وہ اونچی آواز میں دھاڑا کہ وہاں پر

سب نے حیرانی سے زر خان کی طرف دیکھا جس کا

چہرہ اور آنکھیں خطرناک حد تک سرخ پڑ چکی تھی

صہریب صاحب پہلی بار اپنے بیٹے کو اس طرح غصے

میں دیکھ رہے تھے بغیر کسی کو کچھ بھی بتائے

زرخان اپنی گاڑی میں بیٹھا اور وہاں سے نکل گیا

ایمبولینس حویلی میں داخل ہوئی تو حویلی میں

موجود ہر فرد کا دل دہل گیا کچھ ہی دیر میں وہاں

ماتم کا سماں بن گیا تھا ایمبولینس سے نکلنے والا پہلا

شخص زرخان تھا جبکہ دوسرا شخص ارحم تھا ڈیڈ

باڈی کو باہر نکالا گیا تو اسے اندر لے جاتے ہوئے ارحم

کے ہاتھ کانپے جب کہ ضبط سے آنکھیں سرخ پرچکی تھی

سامنے اپنے لاڈلے کی لاش دیکھتے ہی ایک باپ دھاڑیں

مار مار کر رو رہا تھا جبکہ اس کے آس پاس کھڑے تمام

ملازم بھی اس جوان لڑکے کی لاش دیکھ کر خون کے

آنسو رو رہے تھے حویلی کے اندر کا ساماں بھی ایسا

ہی تھا ہر شخص کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھی یہ سب

اچانک کیا ہو گیا تھا کسی کو وہ یقین نہیں ہو رہا تھا

جو بچہ صبح منستے کھلتے ہوئے حویلی سے نکلا ہے یہ

اس کی لاش ہے کسی کا بھی دل یہ ماننے کو تیار نہیں تھا

جنازے کا وقت ہو گیا ہے بابا حوصلہ رکھیں صہریب

صاحب اکرم بابا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے

کیسے حوصلہ رکھ لوں صاحب جی میرا جوان بچہ مرا

ہے میرے لیے تو میری ساری کائنات تھا یہ اس کے سوا

تو میرا کوئی بھی نہیں تھا کس ظالم نے اس طرح کی

موت دی ہے میرے بچے کو کہ اس کا چہرہ بھی نہیں

دیکھ پارہا میں پتہ نہیں میں نے ایسی کون سے غلطی

کر دی جس کی سزا ملی ہے یہ میرا معصوم بچہ تو

صبح صبح سلامت گیا تھا یہ اس کے ساتھ کیا ہو

گیا وہ بابا جی بلکل بلکل کر رہے تھے

صہزیب صاحب نے زر خان جو اشارہ کیا تو وہ ار حم اور

کچھ آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھا اور جنازے کو کندھا

دے کر اٹھایا جبکہ دل میں ہول اٹھ رہے تھے یہ ان کا

وہ ہی چھوٹا تھا جیسے حویلی والوں نے کبھی ملازم

نہیں سمجھا تھا بلکہ اسے ہمیشہ ارحم اور حارث

جیسے محبت اور عزت دی تھی وہ بھی اس حویلی کے

بیٹوں کی طرح ہی تھا سب کالا ڈلا فاریہ اور لائے کا

بھائی مگر جانے کس ظالم نے اسے اس طرح سے مار

ڈالا تھا کہ وہ اچانک ان سب کو چھوڑ کے دوسرے

جہاں چلا گیا جہاں سے وہ کبھی واپس نہیں آ سکتا تھا

اس وقت حویلی میں ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا ویسا

سناٹا جیسے بربادی کے بعد سب تباہ ہونے کے بعد چاہتا

ہے کوئی بھی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا جب کہ

زرخان بھی اپنے کمرے میں سگریٹ سلگائے اپنی کرسی

پر بیٹھا آنکھیں موندے گردن پیچھے گرائے ہوئے

سگریٹ کے گہرے کش لگا رہا تھا

لالہ آپ کی شادی پر تو آپ کی گاڑی میں چلاؤں گا

زرخان کے کانوں میں مصطفیٰ کی چہکتی ہوئی آواز

سنائی دی

ہماری حویلی میں سب سے بڑی بہو کو تو میں بہو

بھا بھی کہوں گا اور دیکھیے گا وہ میری ٹیم میں ہوں

گی زرخان کے کانوں میں دوبارہ مصطفیٰ کی آواز

گو نجی تو اس نے جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولی اور

سیدھا ہو کر بیٹھا ہاتھ میں پکڑا سگریٹ ایش ٹرے

میں مسئلہ اور اپنی اجرک دوبارہ اپنے کندھوں پر ڈالے

قدم باہر کے جانے بڑھائے

کمرے سے باہر نکلتے ہی کمرے کے دروازے پر اسے اپنا

سیکرٹری کھڑاد کھائی دیا

بولو داؤد زرخان اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

سر مصطفیٰ کو جس نے بھی قتل کیا ہے اس کے بارے

میں تمام معلومات مل چکی ہیں اس کی ایک بہن ہے

اور وہ لوگ شہر میں کرائے کے گھر پر رہتے ہیں ماں

باپ بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے رشتہ داروں نے

اپنا یا نہیں اور دونوں بہن بھائی شروع سے اکیلے رہتے

تھے وہ لڑکا جو اکھیل رہا تھا اور مصطفیٰ اپنے کالج

سے اپنے دوست کو وہاں بلانے گئے تھے وہاں پر ایک

لڑکی کی وجہ سے چھوٹا سا جھگڑا ہوا مگر اس لڑکے

نے اس جھگڑے کو بڑھا دیا اور پاس پڑی شراب کی

بوتل مصطفیٰ کے چہرے پر دے ماری اور ایک بار نہیں

اس نے کئی بار وار کیے تھے قتل کرنے کے بعد وہ لڑکا

فرار ہو چکا ہے اس کے بعد دوبارہ وہ اپنے گھر بھی

نہیں گیا اور اس کی بہن گھر میں اکیلی ہے اس کے

علاؤہ اس گھر میں کوئی نہیں رہتا اور شاید اس کی

بہن کو اس قتل کے بارے میں بھی نہیں معلوم داؤد نے

سر جھکا کر زر خان کو تمام تفصیل بتائی

بابا جان اور چاچا جان کو بلاؤ میں آ رہا ہوں زر خان

داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور وہاں سے چلا گیا

یہ تم کیا کہہ رہے ہو زرخان تم اس لڑکی سے نکاح کرو

گے جس کے بھائی نے ہمارے چھوٹو کا قتل کیا ہے

صہزیب صاحب زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے غصے

سے بولے کیونکہ جو بات وہ کر رہا تھا وہ ان کے لیے

ناقابل برداشت تھی

جی ہاں آپ نے صحیح سنا اس کے بھائی فرار ہے اور

میں چاہتا ہوں کہ اس کی بہن سے میرا نکاح کروادیا

جائے جب اس کی بہن میرے قبضے میں ہوگی تو خود

ہی چلتا ہوا ہمارے پاس آجائے گا اور ہمارے گھر کے

کسی ملازم کا نہیں بلکہ ہمارے گھر کے فرد کا قتل ہوا

ہے انہیں تو قیامت تک نہیں بخشوں گا میں زر خان

اپنی سرخ انگارہ نظریں اٹھا کر صہزیب صاحب کی

طرف دیکھتے وقت سنجیدگی سے بولا

تمہیں نہیں لگتا کہ تم یہاں پر کچھ غلط کر رہے ہو اگر

اس کی بہن کا اس سب میں کوئی قصور نہ ہوا تو تم

کیا کرو گے بڑی اماں نے زر خان کو سمجھانا چاہا

ایک قاتل کی بہن کبھی بے قصور نہیں ہو سکتی اور اگر

وہ بے قصور ہوئی تو میں اس کی زندگی برباد نہیں

کروں گا بلکہ اسے چھوڑ دوں گا وہ واپس سے اپنی اس

زندگی میں جاسکتی ہے لیکن جب تک اس کا بھائی

ہمارے پاس چل کے خود نہیں آئے گا جب تک اسے میں

اپنے ہاتھوں سے خود سزا نہیں دے دیتا تب تک اس کی

بہن میری قید میں رہے گی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے

زرخان سنجیدگی سے بولتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

چونکہ وہ اپنا آخری فیصلہ سنا چکا تھا تو اب حویلی

والے اس کے فیصلے کے آگے کوئی اعتراض نہیں کر

سکتے تھے اس لیے اس لڑکی سے اس کا نکاح کروانے

کے لیے رضامند ہو گئے مگر بڑی اماں کے دل میں کہیں

نہ کہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ اس معصوم لڑکی کے ساتھ

زیادتی نہ کر جائے اگر واقعی میں وہ بے قصور نکلی

اور زرخان نے اسے چھوڑ دیا تو اس کی کیا زندگی رہ

جائے گی مگر یہ بات صرف وہ سوچ سکتی تھی اسے

سمجھا نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کے سر پر خون

سوار تھا بدلے کا جنون سوار تھا

حور سلائی مشین پر بیٹھی کپڑے سلائی کرنے میں

مصروف تھی جب باہر کا دروازہ بجائے کپڑوں کو

سائیڈ پر کرتی دوپٹہ اچھے سے سرپڑ لیا اور قدم

دروازے کے جانب بڑھائے تب تک دروازہ تین سے چار

بار بج چکا تھا اسے تھوڑی پریشانی ہوئی کہ آخر کون

ہو سکتا ہے جو ایسے دروازہ بجا رہا ہے اس لیے تیز تیز

قدم اٹھاتی جا کر دروازہ کھولا مگر سامنے اونچے لمبے

اور دکھنے میں امیر ترین لوگوں کو دیکھ کر وہ حیران

ہوئی کیونکہ اس کے گھر تو کوئی ایسا فرد نہیں آتا تھا

پھر یہ لوگ کیوں آئے تھے چاہے اس کا بھائی جو

کھیلتا تھا لیکن اس کے گھر تک کوئی نہیں آتا تھا مگر

آج یہ لوگ جو بڑی بڑی گاڑیوں میں آئے تھے یہ کون تھے

جی آپ کون فور اپنا دوپٹہ درست کرتے ہوئے صہزیب

کے صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

تم سے کچھ بات کرنی ہے بیٹا صہزیب صاحب حور کی

جانب دیکھتے ہوئے بولے پہلی بار ہی دیکھنے میں وہ

انہیں کافی معصوم اور سلیکے دار لڑکی لگی تھی

جی آئیں آپ اندر حورا نہیں راستہ دیتے ہوئے بولی تو

وہ سب گھر میں داخل ہوئے جبکہ زر خان نے ایک نظر

بھی حور کی طرف نہیں دیکھا تھا

جی آپ کچھ لیں گے اور ان کے جانب دیکھتے ہوئے

بولی جو سامنے موجود صوفوں پر اور چار پائیوں پر

بر جان ہو چکے تھے

نہیں پیٹا ہم کچھ نہیں لیں گے تمہارا بھائی کدھر ہے

صہزیب صاحب نے حور سے سوال کیا

جی پتہ نہیں وہ تو صبح سے گھر نہیں آیا سب خیریت

ہے حور کو اب پریشانی لاحق ہوئی تھی

تمہارے بھائی نے قتل کیا ہے اور قتل کرنے کے بعد فرار

ہو گیا ہے اب کی بار جواب شاہنواز سکندر کی جانب

سے آیا تھا

کک کیا قتل نن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا حور کو تو

جیسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا ان کی باتوں پر

تمہارے کہہ دینے سے کچھ بھی بدل نہیں جائے گا

تمہارے بھائی نے ہمارے بھائی کا قتل کیا ہے اور اب اس

کے بدلے میں تم ہمارے قبضے میں آؤ گی اگر تم نے ایسا

نہ کیا تو تمہارے اس گھر کو آگ لگا کر جلا دوں گا میں

اور ملنے کے لیے تم لوگوں کو خاک بھی نہیں نصیب ہو

گی اب کی بار زرخان بولا تھا اور وہ صرف بولا ہی

نہیں تھا بلکہ وہ دھاڑا تھا اس کے دھاڑنے سے حور

ڈر کے مارے کانپنے لگی

آپ یہ کیا بول رہے ہیں پلیز ایسا مت کریے گا ہمارے

پاس رہنے کو تو کوئی دوسری چھت بھی نہیں ہے حور

کی آنکھیں غالباً آنسوؤں سے بھر چکی تھی

تو پھر ٹھیک ہے ابھی نکاح کی رضامندی دو اور جب

تک تمہارا بھائی خود چل کر ہمارے پاس نہیں آ جاتا

تب تک تم ہمارے قبضے میں رہو گی

مم میں آپ سے نکاح نہیں کر سکتی اگر میرے بھائی نے

کوئی گناہ کیا ہے تو اسے میں خود آپ کے حوالے کروں

گی لیکن میں ایسے آپ سے نکاح نہیں کر سکتی حور

نے صاف انکار کیا تھا جسے سنتے زر خان کو

مزید تیش دلا گئی تھی

تم کیا سمجھتی ہو کہ ہم بے وقوف ہیں تم ہمیں بولو

گی کہ تمہارے بھائی کو تم خود ہمارے حوالے کرو گے

اور ہم مان لیں گے اور چلے جائیں گے تاکہ اپنے بھائی

کی طرح تم بھی راتورات فرار ہو جاؤ نہ بی بی یہ دنیا

ہے اور یہ معصومیت کا ناطک کرنا بند کرو مولوی پر آ

رہا ہے نکاح ہو گا اور اسی وقت ہو گا ورنہ اس گھر کے

ساتھ ساتھ تمہیں بھی جلا کر رکھ کر دوں گا میں

زر خان کسی شیر کی مانند غراتے ہوئے بولا جب کہ حور

کو لگ رہا تھا کہ وہ اب اپنی ٹانگوں پر کھری نہیں رہ

سکے گی وہ بری طرح سے کانپنے لگی تھی اس کے پاس

سوائے خود کو ان لوگوں کے قبضے میں دینے کے علاوہ

اور کوئی چارہ نہ تھا اس کا بھائی اسے جیتے جی

مار گیا تھا

حور کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا جبکہ آنکھوں سے

بھی اشک جاری تھے اپنے دل کو مارتی خون کے آنسو

پیتی وہ کچھ ہی دیر میں اپنا آپ زر خان سکندر

کے نام کر چکی تھی

آپ نے نکاح کا بولا میں نے کر لیا لیکن میں آپ کے ساتھ

ہر گز نہیں جاؤں گی حور اپنی نظریں جھکاتی ہوئی بولی

آپ سب جائیں اسے لے کر میں آ جاؤں گا زر خان باقی

سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو سب ہاں میں سر

ہلاتے وہاں سے چلے گئے اور اب اس گھر میں اس کمرے

میں حور اور زر خان بالکل اکیلے تھے

یہاں سے جو بھی لینا ہے لے لو صرف پانچ منٹ ہیں

تمہارے پاس زر خان حور کی جانب دیکھتے سنجیدگی

سے بولا

مم میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی حور نے ڈرتے ڈرتے

اپنی لڑکھڑاتی آواز میں انکار کرنا چاہا

کیا کہا پھر سے کہنا زرخان حور کی طرف قدم بڑھاتے

ہوئے بولا اور ڈر کے مارے کانپتی حور نے اپنے قدم

پیچھے کے جانے بڑھائے تھے جب کہ نظریں اٹھانے کی

ہمت اس میں بالکل نہیں تھی

آپ نے بولا تھا کہ جب تک میرا بھائی نہیں مل جاتا تب

تک میں آپ کے نکاح میں رہوں گی میں نے تو نکاح کر

لیا ہے اب پلیز آپ جائیں یہاں سے میں کہیں نہیں

بھاگوں گی لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی خود

کو بہت ہی ہمت دیتے ہوئے حور نے اپنی بات مکمل کی

اور نظریں اٹھا کر زر خان کی طرف دیکھا تو اسے

دیکھتے ہی حور کو فوراً اندازہ ہوا کہ وہ کتنی بڑی

غلطی کر بیٹھی ہے

تم کیا سمجھتی ہو لڑکی کہ میں کوئی بے وقوف ہوں یا

نہ سمجھ ہوں تمہارا بھائی تو فرار ہو گیا اب کیا یہ بے

وقوفی دوبارہ کروں تمہیں فرار ہونے کا موقع دوں

زرخان اپنی سخت خرفت آواز میں دانت پر دانت

جماتے ہوئے بولا کیونکہ سامنے کھڑی لڑکی اس کا ضبط

آزماری تھی اور وہ اپنے ضبط پر قابو نہیں کھونا

چاہتا تھا جبکہ زرخان کے لہجے سے حور کو لگ رہا تھا

کہ وہ ابھی زمین بوس ہو جائے گی

پپ پلیر ایسے مت کریں حور کی آنکھوں سے آنسوؤں

نکل کر رخساروں پر بہنے لگے

دیکھو لڑکی عورت پر ہاتھ اٹھانا میری فطرت میں شامل

نہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ جو لینا ہے لو اور چلو

صرف پانچ منٹ تمہارے پاس اگر پانچ منٹ کے اندر

اندر تم خود باہر نہیں آئی تو بغیر کسی لحاظ کے تمہیں

گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا زرخان غراتے

ہوئے بولا تو حور اندر تک کانپ گئی

زر خان اپنی بات کہہ کر وہاں سے نکل گیا جب کہ حور

اس کے جاتے ہی وہی پر بیٹھتی چلی گئی اور زارو

قطار رونے لگی اس نے تو کبھی خوابوں میں بھی نہیں

سوچا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہو گا اس کا بھائی

جسے وہ اتنے لاڈ پیار سے پالتی تھی دن رات کپڑے

سلانی کر کے پیسے کما کر اس کی ہر خواہش پوری

کرتی تھی اس نے آج کسی کا قتل کر دیا تھا اور فرار

ہو گیا اور فرار ہونے سے پہلے اس نے ایک بار بھی اپنی

بہن کے بارے میں نہیں سوچا تھا وہ بن ماں باپ کی

بچی بے سہارا اپنے گھٹنوں میں سر دیے خون کے

آنسوؤں رو رہی تھی جانے اب اسے آگے کیا

کچھ برداشت کرنا تھا

تقریباً 10 منٹ کے بعد اور اس کمرے سے نکلی تو سامنے

ہی زر خان کو کھڑا پایا اس ہاتھ میں صرف ایک چھوٹا

سابیگ تھا جس میں اس کے چار سے پانچ پرانے سادہ

سوٹ تھے اس کے علاوہ تو اس کے پاس ایسا کوئی

سامان نہیں تھا جو وہ رکھتی وہ تو غریب سی لڑکی

تھی اور اس کے پاس تو خود کو ڈھانپنے کے لیے ان

پرانے اور سادہ جوروں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا

حور کو اپنے قریب آتے دیکھ کر زر خان نے بغیر کچھ

بولے قدم گھر سے باہر کی جانب بڑھائے جب کہ حور

سر جھکائے زر خان کے پیچھے چلنے لگی

زر خان نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور حور کو بیٹھنے

کا اشارہ کیا تو حور خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی

زرخان گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور گاڑی آگے کی

جانب بڑھائی جبکہ چہرے پر حد درجہ خطرناک

سنجیدگی طاری تھی اور اس سے زرخان کی طرف

دیکھنے کے بالکل بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی اسے

زرخان سے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا اس کی تو

یہ سوچ سوچ کر جان نکل رہی تھی کہ جانے وہ اب

اسے کہاں لے کر جائے گا اور اس کے ساتھ کیا کرے گا

گاڑی حویلی میں داخل ہوئی تو زر خان گاڑی پورچ میں

کھڑی کرتا گاڑی سے اتر ااور چلتا ہوا حور کی جانب آیا

اتر و نیچے.... زر خان حور کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے

ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا تو حور فوراً سے پہلے

گاڑی سے اتر گئی جب کہ حور کے گاڑی سے اترتے ہی

زرخان نے قدم حویلی کے اندر بڑھائے تھے اور حور سر

جھکائے چلتے ہوئے اس کے پیچھے ہی آرہی تھی

اندر داخل ہوتے ہی زرخان کا سامنا تمام حویلی کے

مکینوں سے ہوا جو ہال میں ہی بیٹھے اس کا انتظار

کر رہے تھے

بڑی اماں نے پہلے زرخان کو اور پھر اس کے پیچھے آتی

ہوئی اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا جو سر جھکائے

چلتی آرہی تھی

یہ لڑکی اپنے بھائی کے بدلے میں یہاں لائی گئی ہے اسے

زیادہ اہمیت دینے کی یا سر چڑھانے کی بالکل ضرورت

نہیں ہے جس دن اس کا بھائی ہمیں مل گیا اور جس

دن یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بے قصور ہے اس دن یہ اس

حویلی سے جاسکتی ہے مگر اس سے پہلے یہ ہماری ہی

قید میں رہے گے اور اگر یہ اپنے بھائی کے ساتھ ملی

ہوئی تو اسے میں موت سے بدتر زندگی دوں گا زرخان

سب کے جانب دیکھتا ہوا سنجیدہ لہجے میں بولا اور

بغیر کسی کی طرف بھی دیکھیں سیڑھیاں چڑھتا اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گیا جب کہ اپنی اس قدر بے عزتی

پر حور کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما

جائے وہ وہیں پر کھڑی سر جھکائے اپنے آنسوؤں کو

پینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جب بڑی اماں نے

اسے مخاطب کیا

ادھر آؤ بچے میرے پاس بڑی اماں کا لہجہ نرم تھا اور

وہ حور کو اپنے پاس بلارہی تھی

حور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی چلتی ہوئی ان کے قریب

آئی اور سر جھکا کر کسی غلام کی طرح کھڑی ہو گئی

ادھر بیٹھو میرے پاس بڑی اماں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے

اسے اپنے پاس بٹھایا

کیا نام ہے تمہارا بڑی اماں نے حور کے جانب دیکھتے

ہوئے پوچھا

حج حور "حور نے سر جھکا کر ہلکی سی آواز میں"

جواب دیا

تو اس کی باریک اور خوبصورت سی آواز سن کر سب

نے سراٹھا کر حور کی جانب دیکھا تھا

دیکھو بیٹا کسی کے ساتھ ناجائز سختی کرنے پر ہم

قابل نہیں ہیں تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارے بھائی نے

اس حویلی کے بیٹے کا قتل کیا ہے اور یہ کوئی چھوٹی

بات نہیں ہے اور تمہارا بھائی اب فرار بھی ہے کیا تم

جانتی ہو کہ تمہارا بھائی کہاں پر ہے بڑی اماں حور سے

بہت نرم لہجے میں پوچھ رہی تھی

مجھے نہیں پتہ کہ وہ کہاں پر ہے وہ تو صبح کالج کے

لیے گیا تھا اور اس کے بعد وہ واپس نہیں آیا میرے

بھائی نے یہ قتل نہیں کیا آپ یقین مانیں انہیں کوئی

غلط فہمی ہوئی ہے بڑی اماں کا نرم لہجہ اور پیار سے

بات کرنا حور میں تھوڑی ہمت لے آیا تھا اس لیے فوراً

سے اپنے بھائی کی صفائی دینے لگی

یہ تم بات غلط کر رہی ہونچے اگر تمہارا بھائی بے قصور

ہے تو وہ فرار کیوں ہوا اور تمام گواہ موجود ہیں

جنہوں نے تمہارے بھائی کو قتل کرتے دیکھا ہے اب تم

مجھے صرف یہ بتاؤ کیا تم جانتی ہو کہ تمہارا بھائی

کہاں پر ہے اس کا تم سے کوئی رابطہ ہوا بے بڑی اماں

اس سے سچا گلوانا چاہ رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی

کہ اس معصوم سی لڑکی کے ساتھ کوئی ظلم ہو جائے

نہیں میرا اس کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوا اور اگر

میرا بھائی قصور وار ہوا اور یہ قتل اس نے ہی کیا ہوا

تو میں خود اسے آپ کے پاس لے کر آؤں گی اور اسے

سزا بھی میں خود دلوں گی حور بڑی اماں کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی جبکہ آنکھیں آنسوؤں سے بھری

ہوئی تھی وہاں پہ موجود کسی بھی فرد کو یقین نہیں

آیا کہ یہ لڑکی اپنے بھائی کے بارے میں ایسا بول رہی

ہے کیونکہ ان کے مطابق وہ اپنے بھائی کے بارے میں

سب کچھ جانتی تھی اور اگر وہ سب کچھ جانتی

ہوتی تو وہ ایسے الفاظ کیوں بولتی یہ بات انہیں

الجھاگئی تھی

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ تم اب سو جاؤ رات کافی ہو چکی ہے

فارہ جاؤ بیٹا حور کو زرخان کے کمرے میں چھوڑ کر

آؤ بڑی اماں فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

جی بڑی اماں فاریہ بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور حور

کے پاس آئی "چلیں" فاریہ حور کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی تو وہ بھی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے

ساتھ قدم سیڑھیوں کے جانب بڑھائے

بھائی بہت غصے میں ہوں گے آپ پلیز ایسی کوئی بات

مت کرے گا کہ وہ سارا غصہ آپ پر اتار دیں ہمارے گھر

کے بیٹے کا قتل ہوا ہے آپ سمجھ سکتی ہوں گی کہ

سب پر کیا گزر رہی ہے اس لیے آپ احتیاط کرے گا

فارہ حور کی جانب دیکھتی ہوئی بولی اور زرخان کے

کمرے کے آگئے اسے چھوڑتی واپس چلی گئی جبکہ حور

اب دروازے کے باہر گھری کشمکش کا شکار تھی کہ وہ

اندر کیسے جائے

بہت ہمت جمع کرتے دروازہ کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب

نہیں آیا ایک منٹ کے وقفے پر اس نے دوبارہ دروازہ

کھٹکھٹایا مگر پھر بھی کوئی جواب نہیں آیا اس نے

تیسری بار دروازہ کھٹکھٹایا تو پھر بھی جواب نہیں آیا

حور نے خود ہی دروازہ کھولا اور قدم اندر کی جانب

بڑھائے

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اسے کوئی بھی چیز دکھائی

نہیں دے رہی تھی ابھی اس نے دوہی قدم آگے بڑھائے

تھے جب اسے زر خان کی گرجدار آواز سنائی دی

کیا کر رہی ہو تم یہاں زر خان کے سردار اور گرجدار آواز

سن کر حور ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئے

وہ بڑی اماں نن نے بھیجا ہے یہاں مجھے حور اپنی

نظریں جھکاتے ہوئے لڑکھڑاتی آواز میں بولی جیسے

زرخان اس کے بالکل سامنے کھڑا ہو

ابھی حور نے جواب دیا ہی تھا کہ ایک دم سے کمرے کی

لائٹ آن ہوئی اور اپنے دو قدم کے فاصلے پر اس نے ذرا

خان کو کھڑا پایا

تمہارا نکاح مجھ سے ضرور ہوا ہے مگر یہ مت بھولنا کہ

تم خون بہاؤ میں آئی ہو جب تک تمہارا بھائی اپنے

گناہوں کی سزا نہیں بھگت لے گا تب تک نہ تو تمہاری

جان چھوٹے گی اور نہ ہی تمہارے بھائی کو بخشوں گا

میں خود کو میری بیوی تصور بالکل مت کرنا کیونکہ

تمہیں ابھی بیوی کا درجہ میں نے نہیں دیا اور نہ ہی

کبھی دوں گا تمہیں اس کمرے میں رکھنا میری

مجبوری ہے اس لیے جہاں جگہ ملتی ہے وہاں اپنا

ٹھکانہ بنا لو اور مجھ سے کسی اور چیز کی توقع مت

رکھنا زرخان حور کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولا تو

حور کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوئی

سنائی دے رہا ہے تمہیں حور کو جواب نہ دیتا دیکھ کر

زرخان دھاڑا تو حور ڈر کے مارے اچھل ہی پڑی

نج جی۔۔۔ حور سر جھکاتے ہوئے صرف اتنا ہی بول

سکی تھی زرخان کے سامنے مزید ایک لفظ بھی بولنے

کی اس میں ساکت نہیں تھی

زرخان ایک نفرت بھری نگاہ حور کے وجود پر ڈالتا

کمرے سے نکل گیا جب کہ زرخان کے جاتے ہی حور نے

اپنار کا ہوا سانس بحال کیا

حور نے نظریں اٹھا کر اس کمرے کی جانب دیکھا وہ

کمرہ بہت خوبصورت تھا جتنا بڑا وہ کمرہ تھا اتنا بڑا

تو اس کا گھر بھی نہیں تھا اس کے گھر سے بڑا تو یہ

کمرہ تھا جس کمرے میں وہ کھڑی تھی سامنے جہازی

سائز بیڈ سائیڈ پر ڈریسنگ ٹیبل کچھ فاصلے پر صوفے

کاسیٹ ساتھ ڈریسنگ روم کا دروازہ جو شاید ایک

اسی طرح کے کمرے پر مشتمل تھا جگہ جگہ پر جدید

شو پیس سجاوٹ کا سامان اور بالکل سامنے ہی دیوار

پر ایک بڑی سی زر خان سکندر کی تصویر جس میں وہ

بلیک تھری پیس پہنے آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے ہاتھ

میں کچھ فائلز پکڑے کھڑا تھا تصویر کو دیکھ کر یوں

معلوم ہوتا تھا جیسے وہ حقیقت میں سامنے کھڑا ہو

دلکش چہرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا حور تو اس

کمرے کو دیکھتی ہی رہ گئی وہ اتنا خوبصورت کمرہ

زرخان سکندر کا تھا یعنی اس کے شوہر کا جو اسے

اپنی بیوی تسلیم نہیں کرتا تھا جو اسے کچھ دیر پہلے

ہی بتا گیا تھا کہ اس کی جگہ اور اس کی اوقات کیا ہے

حور نے اپنی تمام سوچوں کو جھٹکا اور چلتی ہوئے

صوفے پر آ بیٹھی ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سا بیگ سائیڈ

پر رکھا اور وہیں پر خود کے وجود پر اپنا دوپٹہ درست

کرتی ایک کشن صوفے کے ایک سائیڈ پر رکھ کر لیٹ

گئی سارا دن کی تھکاوٹ اور اس قدر ٹینشن سے اس

کے دماغ کی رگیں پھٹنے کو آرہی تھی اس وقت اسے

شدید بھوک کا احساس ہو رہا تھا مگر یہ اس کا اپنا

گھر نہیں تھا جہاں وہ جاتی اور کچھ کھا لیتی وہ تو

کسی کو کہہ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے بھوک لگی

ہے کیونکہ وہ یہاں پر اپنے بھائی کے بدلے میں آئی تھی

نہ کہ زر خان سکندر کی بیوی بن کر

کہاں پر ہو تم دانش اگر تم نے یہ قتل کیا ہے تم نے یہ

بالکل اچھا نہیں کیا تم نے اپنی بہن کی زندگی داؤ پر

لگادی حور اپنے بھائی میں کے بارے میں سوچتی ہوئی

دوبارہ افیت میں مبتلا ہوئی

پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم یہ نہیں کر

سکتے لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تم فرار کیوں ہو

گئے یا اللہ میرے بھائی کو جلدی مجھ سے ملا دے اور

ان سب کو حقیقت سے آشنا کر دیں میرا معصوم بھائی

کسی کا قتل نہیں کر سکتا ہم غریبوں پر رحم کریں یا

اللہ ہم پر زندگی آگے بہت تنگ ہے اگر ان لوگوں نے مزید

تنگ کر دی تو ہم تیرے غریب اور بے سہارا بندے کہاں

جائیں گے میرے اللہ احور آنکھیں بند کیے دل ہی دل

میں اپنے خدا سے مخاطب تھی جبکہ آنکھوں سے

آنسوؤں نکل کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے اپنے خدا

سے باتیں کرتے حور کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ

ہی نہیں چلا

زرخان کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کی لائٹ آن تھی

اس نے اپنے دائیں جانب گردن گھما کر دیکھا تو صوفے

پر حور کو سوتا پایا اسے دیکھ کر اس کے ماتھے پر

ایک دم کئی نمودار ہوئے بغیر دوبارہ اس کی طرف

دیکھے وہ فریش ہونے چلا گیا

کچھ دیر بعد زر خان فریش ہو کل باہر نکلا اور ایک بھی

نظر حور پر ڈالے بغیر لائٹس آف کر تابیڈ پر لیٹ گیا اور

اپنی آنکھیں بند کر لیں مگر نیند آنکھوں سے کوسوں

دور تھی بھٹک بھٹک کر اس کی آنکھوں کے سامنے

مصطفیٰ کا چہرہ آ رہا تھا ہنستا کھیلتا 19 سال کا ان کا

چھوٹو جو بالکل صحیح سلامت صبح زر خان کے

سامنے موجود تھا کچھ ہی گھنٹوں میں وہ ان سے جدا

ہو چکا تھا اور وہ دوبارہ کبھی اسے نہیں دیکھ سکتے

تھے زر خان کا دل چاہ رہا تھا کہ دانش کو دنیا کے کسی

بھی کونے سے ڈھونڈ نکالے اور اس کا سینہ گولیوں سے

چھلی کر ڈالے جس نے ان سے ان کا بھائی چھین لیا وہ

ایک ملازم کا بیٹا بالکل نہ تھا وہ ایک ملازم کے بیٹے

کی حیثیت بالکل نہیں رکھتا تھا وہ تو اس کے سگے

بھائیوں جیسا تھا زر خان سے حور کا وجود اپنے کمرے

میں بالکل برداشت نہیں ہو رہا تھا اس کا دل چاہ رہا

تھا کہ وہ حور کو جھنجھوڑ ڈالے لیکن وہ انصاف پسند

شخص تھا ایک جابر نج تھا جس نے آج تک کوئی

فیصلہ غلط نہیں کیا تھا وہ اس معاملے میں کیسے

کچھ غلط کر جاتا بہت سوچ سمجھ کر اس نے حور

سے نکاح کیا تھا اور اب آگے جو وہ کرنے والا تھا اس

سے تمام سچ بھی سامنے آ جانا تھا پتہ چل جانا تھا کہ

حور اپنے بھائی کے ساتھ ملی ہوئی ہے یا نہیں

قصور وار کون ہے اور کون نہیں سب کچھ کچھ ہی

دنوں میں سامنے آ جانا تھا مگر اس سے پہلے وہ حور

پر کوئی بھی ظلم نہیں کرنا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا

کہ آج اگر وہ اس کے ساتھ کچھ غلط کرے اور کل کو

وہ بے قصور نکلے تو یہ بات اس کی شان کے خلاف

ہونی تھی انگلی اس کے انصاف پر اٹھنی تھی جو وہ

دوسرے لوگوں کے لیے تو کرتا تھا لیکن ایک کمزور لڑکی

کے حق میں نہ کر سکا یہ سب سوچتے ایک گہرا سانس

ہوا کے سپرد کرتے زر خان اپنی آنکھیں بند کر گیا نیند

تو اسے ہر گز نہیں آنی تھی مگر اپنی سوچوں کو کوئی

ٹھکانہ تو دینا تھا

فاریہ کی ابھی کچھ دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی جب

اسے اپنے قریب سے سسکیوں کی آواز سنائی دی تو اس

نے پٹ سے آنکھیں کھول کے اپنے بائیں جانب دیکھا

جہاں پر لائے موجود نہیں تھی وہ ایک جھٹکے سے

اٹھی اور سامنے دیکھا جہاں لائے زمین پر بیٹھی

صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر گھٹنوں میں سر دیے رو

رہی تھی فاریہ لائے کو دیکھ کر جھٹکے سے بیڈ سے

اٹھی اور بھاگتی ہوئے اس کے قریب گئی

کیا ہوا ہے لائے کیوں رو رہی ہو اس طرح فاریہ لائے کا

سراٹھاتے ہوئے بولی تو وہ فوراً سے اس کے گلے لگ گئی

مجھے مصطفیٰ کی بہت یاد آرہی ہے وہ ہمیں کیسے

چھوڑ کر جاسکتا ہے لائبہ زاروں قطار روتے ہوئے بولی

تو فاریہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے

بس کرو اس کی مغفرت کی دعا کرو رونے سے اسے

تکلیف ہو گئی بس اب اور نہیں رونا چپ کر جاؤ فاریہ

لائبہ کے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے بولی مگر وہ تھی جو

چپ ہی نہیں ہو رہی تھی مصطفیٰ کے ساتھ ان سب کا

پیار ہی ایسا تھا

اس کا قتل کیوں ہوا اس نے کسی کا کیا بگاڑا تھا ہم سے

ہمارا چھوٹو کیوں چھین لیا وہ ہچکیوں سے روتی

بول رہی تھی جبکہ اسے ایسے روتا دیکھ کر فاریہ کا

دل چاہ رہا تھا وہ بھی بے تحاشہ روئے مگر اسے صبر

سے کام لینا تھا

اٹھو چلو یہاں سے فارسیہ نے لائے کوزمین سے اٹھا کر

بیڈ پر لیٹایا اور اس پر کمر بستہ کیا

سو جاؤ صبر کرو اور اللہ سے اپنے بھائی کی مغفرت کی

دعا کرو فارسیہ لائے کا بازو کسی چھوٹے بچے کی طرح

تھپتھپاتے ہوئے بولی تو لائے ہچکیاں لیتی آنکھیں بند

کر گئی اور کچھ ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اتر

گئی اسے سوتا دیکھ کر فاریہ آرام سے اٹھی اور

دوسری طرف آکر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کرتے ہی

ذہن میں مصطفیٰ کی ابھرتی مسکراتی تصویر دیکھائی

دی اور اذیت پھر سے تازہ ہو گئی

اس وقت کھانے کی ٹیبل پر تین لوگ بیٹھے کھانا کھا

رہے تھے جب حیدر (دانیال کے والد) دانیال سے

مخاطب ہوئے

میں دیکھ رہا ہوں کہ عینا کچھ دنوں سے نہیں آئی سب

خیریت تو ہے حیدر صاحب دانیال کی طرف دیکھتے

ہوئے بولے

جی ڈیڈ وہ پاکستان گئی ہے ایک مشن کا سلسلے میں

دانیال نے حیدر صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے

جواب دے گا

اچھا مشن کے سلسلے میں لیکن ایک بات سمجھ نہیں

آئی حیدر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

کیا...؟؟ دانیال نے سوالیہ نظروں سے حیدر

صاحب کی طرف دیکھا

وہ یہ کہ عینا پاکستان ہے تو تم یہاں پر کیا کر رہے ہو

جہاں تک میرا خیال ہے تم تو عینا سکندر کے سائے کی

طرح اسے کے ساتھ رہتے ہو تو پھر یہ بات سوچنے والی

ہے کہ صاحبزادے یہاں اٹلی میں کیا کر رہے ہیں حیدر

صاحب دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے

اصل میں وہ دانیال کو چھیڑ رہے تھے کیونکہ جہاں پر

عینا سکندر ہو وہاں پر دانیال حیدر نہ ہو یا ناممکنات

میں سے ایک تھا

یہ بھی آپ کی لاڈلی کا ہی حکم ہے وہ میرے کندھوں پر

ایک ذمہ داری ڈال کر گئی ہیں جب تک میں اسے پورا

نہیں کروں گا میں پاکستان نہیں جاسکتا ویسے بھی

ہمارے مشن میں تھوڑا سا وقت ہے اور اس وقت میں

وہ اپنی ٹیم تیار کرنا چاہتی تھی اس لیے وہ جلدی

چلی گئی جب تک وہ اپنی ٹیم تیار کر لے گی تب تک

میری بھی ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور پھر میں بھی

پاکستان چلا جاؤں گا دانیال کھانا کھاتے ہوئے اپنی

ٹون میں مگن بولا جبکہ سائمه اور حیدر کی مشکوک

نظریں اسی کے چہرے پر تھی

مجھے نہیں لگتا کہ عینا سکندر کو اپنی ٹیم تیار کرنے

کے لیے وقت درکار ہونا چاہیے سائمه دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی تو دانیال نے نظریں اٹھا کر صائمه

بیگم کی طرف دیکھا جو مشکوک نظروں سے اسی کی

جانب دیکھ رہی تھی

کمون مام یہ مشن وہ مشن ہے جس کے پیچھے ہم چار

سال سے محنت کر رہے ہیں یہ کوئی عام مشن نہیں ہے

مام اور اس کے لیے ہماری ٹیم کا اتنا مضبوط ہونا

ضروری ہے کہ ہم سے ایک چھوٹی سی غلطی بھی نہ ہو

ایک چھوٹی سی غلطی ہمارے پورے مشن کو خراب کر

سکتی ہے اور آپ تو جانتی ہی ہیں آپ کے لاڈلی کسی

دشمن کو ایسا موقع دیتی ہیں کہ وہ جیت سکے بلکہ

وہ تو ان کے ہاتھوں سے موقع چھیننے والی لڑکی ہے

دانیال کمال بے نیازی سے جواب دیتا ہوا دوبارہ اپنا

کھانا کھانے میں مگن ہو گیا مانو جیسے وہ ڈینا کی رگ

رگ سے واقف ہو اور یہ بھی حقیقت ہی تھی جتنا وہ

عینا کو جانتا تھا اتنا تو شاید کوئی دوسرا بالکل نہیں

جانتا تھا

اچھا چلو میری دعا ہے کہ اسلپاک تم لوگوں کو تم اس

مشن میں کامیاب کریں سائیمہ نے مسکراتے ہوئے دانیال

سے کہا تو اس نے مسکرا کر آمین کہا اور پھر وہ تینوں

کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے

حور کی آنکھ کھلی تو کمرے میں گہرا اندھیرا تھا عینا

اٹھ کر بیٹھی اندھیرے میں کمرے کے چاروں طرف

دیکھنے لگی مگر اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ اس سے کچھ

بھی دکھائی نہ دیا وہ آرام سے اٹھی اور صوفے کا

سہارا لیتے ہوئے اپنی بائیں جانب چلنے لگی کیونکہ رات

کو اس نے غور کیا تھا کہ اس کے کچھ فاصلے پر ہی

کھڑے زر خان نے سوچ بورڈ سے لائٹ آن کی تھی

مطلب صوفے کے قریب ہی سوچ بورڈ موجود تھا

حور نے دیوار پہ ہاتھ رکھا تو اسے محسوس ہوا جیسے

سوچ بورڈ اس کے قریب ہی ہے اس نے ہاتھ بڑھا کر

سوچ بورڈ سے لائٹ آن کرنا چاہی مگر اگے سے لگنے

والے زوردار جھٹکے سے اس کامنہ سے ایک زبردست

چیچ نکلی اور اگلے ہی لمحہ ہے وہ زمین بوس ہوئی

تھی جھٹکا اتنا شدید لگا تھا کہ حور سے دوبارہ اٹھا

ہی نہیں گیا تھا

حور کی چیک سن کر زرخان جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا

مگر کمرے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے کچھ

بھی دکھائی نہ دیا اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آن

کیا تو کمرے میں نیم روشنی پھیل گئی جس کے باعث

وہ دیکھ سکتا تھا کہ بیڈ کے کچھ فاصلے پر ہی حور

گری ہوئی ہے وہ جلدی سے اٹھا اور حور کے قریب گیا

کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ زرخان حور کے قریب بیٹھتے

ہوے بولا نظر جھکاتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا کیونکہ

اس کے بازو میں اتنی تکلیف ہو رہی تھی جو اس سے

برداشت نہیں ہو رہی تھی لیکن وہ زر خان کو نہیں بتانا

چاہتی تھی اس لیے صرف ہاں میں سر ہلا دیا زر خان

نے حور کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور قریب صوفے پر

نرمی سے بٹھا دیا اور لائٹ آن کی اور حور کی جانب

مڑا جو سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی

کیا ہوا تھا۔۔۔ زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

کک... کچھ نہیں حور نے سر جھکائے ہلکی سی

آواز میں جواب دیا

تو پھر چیخا کیوں ہوتی زیادہ شوق ہو رہا تھا چیخنے

کایامیری نیند خراب کرنا چاہتی تھی زرخان کا لہجہ

اب سنجیدہ تھار خان کی بات پر حور کو بے اختیار

رونا آیا مگر اس نے اپنی آنکھوں میں پھیلتی نمی کو

کنٹرول کرتے زر خان کو جواب دیا

میں آپ کے نیند خراب نہیں کرنا چاہتی تھی بس غلطی

سے چیخ نکل گئی حور بولی تو زر خان نے اس کی آواز

میں درد کو محسوس کیا تھا مطلب کچھ تو ایسا ہوا

تھا جو وہ چھپا رہی تھی یا پھر بتانا نہیں چاہ رہی تھی

تمہیں ابھی ایک پورا دن بھی نہیں ہوا یہاں آئے اور تم

مجھ سے یعنی زر خان سکندر سے جھوٹ بولو گی

زر خان سخت نظروں سے حور کا گھورتے ہوئے بولا

۔ جب اس کی نظر اس کے دائیں ہاتھ پر گئی اسے اس کے

ہاتھ پر زخم سا محسوس ہوا جس کی حور نے سختی

سے اپنی مٹھی بند رکھی تھی زر خان چلتا ہوا اس کے

قریب گیا اور جھک کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا جو حور

نے فوراً ہی پیچھے کر لیا حور کی یہ حرکت زر خان کو

طیش دلا گئی تھی وہ صوفے پر بیٹھتا ایک ہی جھٹکے

سے اپنے قریب کھینچتے اس کے ہاتھ کی مٹھی کھولنے

لگا جب کہ زر خان کی ایسی حرکت پر حور کا دل

پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا

زرخان نے اس کی مٹھی کو کھولا تو اس کی انگلیوں پر

اچھا خاصا زخم تھا جو کہ تازہ ہی معلوم ہو رہا تھا

کرنٹ لگنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ کی تینوں انگلیاں

اوپر سے جل گئی تھی اس کے ہاتھ کے زخم کا دیکھ کر

زرخان نے نظر اٹھا کر حور کی جانب دیکھا جو سختی

سے آنکھیں میچے ہوئے تھی یا شاید وہ زرخان سے ڈر

رہی تھی

زرخان وہاں سے اٹھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے دراز میں سے

فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور اس میں سے ایک ٹیوب

نکالی باکس واپس رکھ کر واپس حور کی طرف آیا

جو دوبارہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر ہاتھ جو بند کر

چکی تھی

یہ لو لگا لو یہ اتنا سفاک اور بے رحم انسان نہیں ہوں

میں جو کسی کو تکلیف میں دیکھ کر اس درد کی دوا

نہ دوں زر خان ٹیوب صوفی پر رکھتے ہوئے بولا جانے

اس نے یہ کیوں بولا تھا شاید اس لیے کہ حور اس کی

نرمی کو کچھ اور ہی نہ سمجھ بیٹھے ٹیوب صوفی پر

ہی رکھ کے بغیر حور کے جانب دیکھے زر خان ڈریسنگ

روم میں گھس گیا اس کے جاتا ہی حور نے نظر اٹھا کر

سامنے دیکھا جہاں زر خان کھڑا تھا اور پھر گردن موڑ

کر ٹیوب کو دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر ٹیوب پکڑ لی جو

بھی تھا زر خان ثابت کر گیا تھا کہ وہ جتنا بھی سخت

ہو اس کے اندر انسانیت زندہ ہے جس اور جس انسان

میں انسانیت ہو وہ جتنا مرضی ظالم کیوں نہ بن جائے

مگر وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا

زرخان تیار ہو کر ڈریسنگ روم سے باہر نکلا اور بغیر

ایک غلط نگاہ حور کی جانب دیکھے کمرے سے نکل گیا

اس کے جاتے ہی حور نے ایک گہرا سانس لیا اور اٹھ کر

اپنے بیگ سے اپنے کپڑے نکالے اور فریش ہونے چلی

گئی کیونکہ اتنا تو اسے اندازہ تھا کہ زرخان کمرے سے

چلا گیا ہے تو وہ بھی کمرے میں نہیں رک سکتی تھی

فریش ہونے کے بعد حور نے سلیقے سے سر پر دوپٹہ لیا

اور قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے کمرے سے باہر

نکل کر حور نے چاروں طرف نظر دوڑائی اتنی بڑی

حویلی کو دیکھ کر وہ چونک گئی وہ تو رات کو آئی

تھی اور کچھ وہ اپنی قسمت کو کوس رہی تھی اس

سب کے دوران اس نے دھیان نہیں دیا تھا کہ اسے کہاں

لایا گیا ہے اتنی بڑی حویلی کو دیکھ کر ایک بار حور

ساری حویلی کو دیکھتی ہی رہ گئی وہ حویلی بہت

خوبصورتی سے تعمیر کی ہوئی تھی وہ پرانی تھی

مگر جس طریقے سے اسے تراشہ گیا تھا اس طریقے

سے معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ پرانی ہے

حور کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں کو جائے

حور نے اپنے کچھ فاصلے پر بنی سیڑھیوں کی جانب

دیکھا جو نیچے کی طرف جارہی تھی حور سیڑھیاں

اترتی نیچے کی طرف چل دی

وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو اس کا سامنا سامنے

موجود بڑے سے لیونگ روم سے ہوا جس کے چاروں

طرف خوبصورت صوفے درمیان میں ایک شیشے کا

ٹیبیل تھا سامنے ایک بڑی لگی ایل ای ڈی اور پاس جگہ

جگہ خوبصورت شوپیس تھے حوریہ سب دیکھتی

ہوئی قدم آگے کی جانب بڑھا رہی تھی

آپ کو کچھ چاہیے تھا حور کو اپنے پیچھے سے فاریہ

کی آواز سنائی دی تو اس نے پلٹ کر فاریہ کی جانب

دیکھا جو سفید لباس میں ملبوس سر پر دوپٹہ لیے اس

کی جانب دیکھ رہی تھی

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے تھا وہ بس ایسے ہی میں

آگئی حور کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ فاریہ سے

کیا بولے

ٹھیک ہے اندر قرآن خانی ہو رہی ہے مصطفیٰ کے قلم ہیں

آج آپ بھی شامل ہونا چاہتی ہیں تو آجائیں فاریہ حور

کی جانب دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولی تھی فاریہ

کی بات سن کر حور فوراً سمجھ چکی تھی کہ وہ کس

لڑکے کی بات کر رہی ہے یقیناً آج اسی لڑکے کے قتل تھے

جس کا کل قتل ہوا تھا

میں ضرور شامل ہونا چاہوں گی حور فاریہ کی طرف

دیکھتے ہوئے ہلکی سی آواز میں بولی تو فاریہ نے سر

ہلاتے ہوئے حور کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آگے

جانب قدم بڑھائے جب کہ حور بھی اس کے پیچھے ہی تھی

زر خان حویلی سے نکلتے سیدھا قبرستان کی جانب گیا

تھا قبرستان گاؤں سے ذرا ہٹ کر تھا اس لیے وہاں جانے

میں تقریباً 45 منٹ لگتے تھے 45 منٹ کی مسافت پر

وہ قبرستان گیا اور مصطفیٰ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے

کے بعد واپسی کے لیے قدم بڑھائے جب اس کا فون

بجنے لگا گاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے جیب سے اپنا

فون نکالا اور کال رسیو کرتے فون کان سے لگایا

ٹھیک ہے میں آرہا ہوں مقابل کے بات سن کر خان نے

صرف اتنا ہی جواب دیا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی

کورٹ کی جانب بڑھائی کیونکہ اسے ایک بہت ضروری

کام آگیا تھا جس کے لیے اس کا کورٹ جانا بہت

ضروری تھا

گاڑی شہر کے جانب رواں دواں تھی جب زر خان کو روڈ

پر دو گاڑیاں دکھائی دی ایک گاڑی میں تو ایک فیملی

تھی جبکہ دوسری گاڑی میں صرف لڑکیاں موجود تھیں

اور ان دونوں گاڑیوں کے ٹھیک آگے ایک اور گاڑی

موجود تھی جس کے پاس چھ لڑکے کھڑے تھے

وہ لڑکے شکل سے ہی لفنگے اور بد تمیز معلوم ہوتے تھے

ہاتھوں میں عجیب و غریب سے کرے پہنے ٹائٹ پینٹ

شرٹ پہنے گلے میں چیزز پہنے عجیب سے گنڈے معلوم

ہو رہے تھے اور وہ سامنے موجود گاڑی میں لڑکیوں کو

باہر نکلنے کے اشارے کر رہے تھے مگر وہ باہر نہیں نکل

رہی تھی شاید وہ خوفزدہ ہو گئی تھی ان دونوں

گاڑیوں میں صرف دو ہی لڑکے تھے اور شاید وہ دونوں

ہی ڈرائیور تھے اس لیے وہ بھی باہر آنے کی ہمت نہیں

کر رہے تھے کیونکہ وہ دوست تھے اور سامنے موجود لڑکے

چھ تھے

دیکھو ہمیں جانے دو ہمیں وقت پر ان بچیوں کا گھر

پہنچانا ہے ایک درمیانی عمر کا لڑکا گاڑی کا دروازہ

کھولتے ہوئے چہرہ باہر نکالے سامنے موجود لڑکوں کو

دیکھتے ہوئے بولا

ارے ایسے کیسے پہلے ہمیں اپنی بچی کو دیکھ تو لینے

دو ویسے کافی کمال کمال لگ رہا ہے اگر تم انہیں

چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ تو ہم ذرا اچھے سے دیکھ

لیں گے ایک لڑکا اپنے گلے میں موجود چینج کو انگلی

میں گھماتے ہوئے کمینگی سے ہنستے ہوئے بولا جبکہ اس

کی بات سن کر زرخان نے مضبوطی سے اپنی مٹھیاں

بھینچی تھی زر خان نے تیزی سے اپنی گاڑی آگے کی

جانب بڑھائی اور اس گاڑی کے بالکل برابر پر اپنی گاڑی

روکی اس نے گردن موڑ کر اس گاڑی کی طرف دیکھا تو

اس گاڑی میں موجود بچیاں جو تقریباً 18 سے 19 سال

کے درمیان کی ہی تھی شاید وہ کالج کے لیے جا رہی

تھی بہت ڈری سہمی بیٹھی ہوئی تھی اور ان کا

ڈرائیور بھی کافی ڈرا ہوا لگ رہا تھا

ارے پیاری بچیوں باہر تو نکلو ہمیں بھی اپنے حسن سے

آشنا کرواؤ ایک لڑکے نے بولتے ہوئے آگے بڑھ کر گاڑی کا

دروازہ کھولنا چاہا تو زرخان اپنی گاڑی کا دروازہ

کھولتے ہوئے باہر نکلا مگر اس کے باہر نکلنے سے پہلے

ہی وہاں پر ٹھیک اس لڑکے کے سامنے ایک تیز رفتار سے

آتی ہوئی ہیوی بانک رکی اور بانک پر بیٹھے وجود اپنی

ٹانگ سامنے لڑکے کے پیٹ میں اس طریقے سے ماری

تھی کہ وہ اڑتا ہوا دور جا گرا تھا سب نے ایک جھٹکے

سے گردن گھما کر ہائی ہیوی بانک پر بیٹھے وجود کی

جانب دیکھا جواب اپنی بانک سے اتر رہا تھا

اوووو کون ہے تو اور میرے دوست کو کیوں مارا ایک

لڑکانہایت بتمیزی سے بولا

اس نے اپنا ہیلمٹ اتار کر بایک پر رکھا اور قدم اس

لڑکے کی جانب بڑھائے

سنائی نہیں دے رہا کیا بہر ا ہے تو وہ لڑکا آگے بڑھا اور

اس کا گریبان پکڑنا چاہا مگر آگے سے پڑنے والے مکے

سے اس کا دماغ ہی گھوم گیا اور وہ زمین بوس ہوا تھا

اپنے ایک اور ساتھی کو نیچھے گرتا دیکھ کر باقی کے

چار لڑکے ایک ساتھ آگے بڑھے انہیں اس کی طرف بڑھتا

دیکھ زرخان تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا

خود کی طرف آتے لڑکوں کو دیکھ کر اس نے چیتے کی

رفتار سے ان پر حملہ کیا تھا دو منت صرف دو منت کا

کھیل تھا اور عینا سکندر ان چھ لڑکوں کو ڈھیر کر

چکی تھی کوئی لڑکا اپنا سر کوئی اپنا بازو کوئی اپنی

ٹانگ لیے زمین پر پڑے بڑی طرح تڑپ رہے تھے

زرخان کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنا کام کر

چکی تھی جبکہ باقی سب تو منہ کھولے اسے دیکھتے

ہی رہ گئے زرخان بھی حیران سا کھڑا اس کی طرف

دیکھ رہا تھا جس نے لونگ کوٹ پہنا ہوا تھا

وہ ان لڑکوں کو ایک نظر دیکھتی اپنی بائیک کی جانب

مڑی اور اپنا کوٹ کندھوں کو حرکت سے کر آگے کے

جانب کیا جو ان لڑکوں کو مارنے کے دوران کھل کر

کندھوں کے پیچھے لٹک گیا تھا

زرخان کی نظر اس کوٹ کے پیچھے بلیک یونیفارم پر

پڑی وہ اس یونیفارم سے اس کا نام تو نہیں دیکھ سکا

تھا مگر اس کے کندھے پر چمکتے ستارے بتا رہے تھے کہ

وہ کوئی عام آفیسر نہیں ہے زر خان نے اس کے چہرے

کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر بلیک ہی ماسک تھا

اور سر پر بلیک کیپ تھی مگر اس کی پرکشش چمکتی

گرین آنکھیں دیکھ کر زر خان جیسے ان آنکھوں میں

ڈوب سا گیا تھا اس کی آنکھیں میں کشش ہی ایسی

تھی کہ زر خان سکندر شاہ زندگی میں پہلی بار بے قابو

ہوئے ایک لڑکی کو دیکھ رہا تھا

آریو آل رائٹ "عینا ان بچیوں کے قریب جاتی ہوئی

بولی تو اس کی نرم نسوانی آواز سن کر سب کو اور

زیادہ حیرت ہوئی وہ کوئی لڑکا نہیں بلکہ لڑکی تھی

عینا کی آواز سن کر زر خان نے اس پر سے اپنی نظریں

ہٹائی تھی انجانے میں ہی مگر وہ ایک بار بے خود

سا ہو گیا تھا

جی ہم ٹھیک ہیں تھینک یو آپنی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی

لڑکی مسکرا کر بولی تو عینا نے ایک مسکراتی نظر اس

کی جانب دیکھا

انہیں چھوڑ کر پولیس اسٹیشن جانا اور وہاں جا کر ان

لڑکوں کی عطالع دینا تاکہ وہ آکر انہیں یہاں سے اٹھا

لیں اور اب جاؤ تم بچیوں کو کالج چھوڑو عینا ڈرائیو

کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

جی میم ٹھیک ہے ڈرائیو مسکراتے ہوئے بولا اور

گاڑی سٹارٹ کی

عینا نے اپنا ہیلیمٹ پہنا اور اپنی بایک پر بیٹھ کر اپنے

ہاتھوں کے گلوں کو ٹھیک کیے اور پھر بایک سٹارٹ کرتی

آگے بڑھ گئی کچھ ہی فاصلے پر جاتے عینا کی ہیوی

بایک ہواؤں سے باتیں کرتی ہوئی جارہی تھی جبکہ

زرخان نے حیرانگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا اس

نے آج سے پہلے کبھی ایسی بہادر نڈر اور سخت لڑکی

نہیں دیکھی تھی اور آج سے پہلے اس نے کسی لڑکی کو

آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی نہیں تھا یہ اس کی زندگی کا

پہلا واقعہ تھا جو اس نے خود نظر اٹھا کر کسی لڑکی

کی طرف دیکھا اپنی تمام سوچوں کو جھٹک کر زر خان

نے ایک نظر ان درد سے کراہتے لڑکوں کو دیکھا پھر

اپنی گاڑی میں بیٹھا اور زن سے گاڑی بھاگالے گیا

کیونکہ وہ آگے ہی لیٹ ہو چکا تھا اور آج اس کے

ساتھ اس کا کوئی گارڈ بھی موجود نہیں تھا

ویلم ٹو پاکستان ایجنٹ 108 عینا اس وقت میٹنگ

ہال میں داخل ہی ہوئی تھی جب ایک میچور عمر کے

شخص ان کے سنیر آفیسر نے عینا کا ویکلم کیا

تھینک یو سر عینا سنجیدگی سے بولتی ہوئی اپنی نشت

پر جا بیٹھی جہاں اور بھی آفیسرز موجود اسی کے

انتظار میں تھے

آفیسر زان سے ملیں یہ ہیں ہماری سنیر موسٹ

ڈینجرس ایجنٹ 108 آج سے ہماری ہر میٹینگ کی مین

فرد ہوں گی یہ ان کے بغیر نہ تو کوئی میٹنگ شروع ہو

گئی اور نہ کی ختم ہوگی 14 ٹیمز ان کے انڈر آئیں گی

اور ان کے کہے بغیر آپ میں سے کوئی بھی شخص ٹیم

کا ایک بندہ نہیں ہلا سکتا اب آپ سب اپنا اپنا

انٹرڈیوس کروایں ان سے وہ آفیسر سب کی جانب

دیکھتے ہوئے بولا اور اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور وہاں

موجود تمام آفیسرز عینا کو اپنا اپنا انٹرڈیوس کروانے لگے

Ok let's come to meeting now

عینا سامنے موجود آفیسرز کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تو سب آفیسرز آلرٹ ہو کر بیٹھے

کل سے آپ اپنی اپنی ٹیم کے آفیسرز کو ٹریننگ دیں گے

اور اپنے مشن کے حساب سے انہیں ٹرین کریں گے آپ

سب کو یہ کام اس لیے سونپا گیا تاکہ وقت سے پہلے

آپ ہمارے نوجوانوں کو تیار کر سکیں اور اس معاملے

میں میں ذرا سی بھی بے احتیاطی برداشت نہیں کروں

گی عینا نے بولتے ہوئے اپنے دونوں بازوؤں کی کہانیاں

ٹیبیل پر رکھیں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں

پوسٹ کی اور سامنے آفیسرز کی طرف دیکھا اور پھر

میں آپ سب کو صرف ایک موقع دوں گی صرف ایک

اگر اس موقع کے دوران آپ اپنے آفیسرز کو تیار نہیں کر

سکے تو اگلی بار ان آفیسرز کے ساتھ ٹریننگ ٹیم میں

آپ لوگ بھی کھڑے ہوں گے عینا بالکل سپاٹ اور

سنجیدہ لہجے میں بولی جبکہ عینا کے اس طرح بولنے

پر تمام آفیسر ز ایک دم سے چو کنا ہوئے تھے ان دس

منٹ میں وہ یہ تو جان چکے تھے کہ سامنے بیٹھی

شخصیت نہ تو عام ہے اور نہ ہی وہ کوئی غلطی

برداشت کرے گی

مجھ سے یا یہاں پر موجود کسی بھی آفیسر کو کسی

بھی چیز کی متوقع نہیں ہونی چاہیے سب کے ذہن میں

صرف ایک چیز ہونی چاہیے اور وہ ہے مشن اس کے

علاؤہ آپ کی رشتہ داری کیا ہے آپ کی دوستی کیا ہے

آپ کے تعلقات کیا ہیں یہ سب کچھ آپ لوگ بھول

جائیں جب تک یہ مشن کمپلیٹ نہیں ہو جاتا آپ سب

کو ایک دوسرے سے انجان بننا پڑے گا اگر آپ لوگ یہ

نہیں کر سکتے تو آپ کو ٹریننگ میں دوں گی اور میری

ٹریننگ کے دوران میں ایک غلطی برداشت کرنے والوں

میں سے نہیں ہوں آپ سب سنیر آفیسرز ہیں سمجھدار

ہیں امید کرتی ہوں کہ آپ لوگ مجھے شکایت کا موقع

نہیں دیں گے عینا بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس

کے ساتھ ہی باقی آفیسرز بھی اپنی کرسی سے اٹھ کر

کھڑے ہو گئے تھے

مجھے تمام آفیسرز کی ڈیٹیلز میرے آفس میں چاہیے

عینا سامنے موجود آفیسرز کی طرف دیکھتی ہوئی

بولی اور پھر میٹنگ ہال سے نکل گئی

یہ آفیسر اتنی خطرناک کیوں ہے ان کے چہرے سے ہی

پتہ چل رہا تھا کہ اگر ہم نے کوئی غلطی کی تو ہمیں

چھوڑیں گی نہیں عینا کہ جاتے ہی ایک آفیسر سنیر

آفیسر کے جانب دیکھتے ہوئے بولا

آپ کو کیا لگتا ہے کہ وہ کوئی عام آفیسر ہیں ایسا بالکل

نہیں ہے وہ سینئر ایجنٹ ہیں وہ کوئی عام لڑکی نہیں

ہے وہ شکار کو اس طرح پکڑتی ہے کہ شکار کو خود

پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس کے جال میں پھنسا ہے شارپ

شوٹر ہیں وہ خیر یہ سب تو آپ سب کو ان کے ساتھ

کام کرنے کے دوران پتہ چل ہی جائے گا لیکن ایک اور

اہم خبر ہے جس سے میں آپ سب کو آگاہ کرنا چاہتا

ہوں سینئر آفیسر باقی سب آفیسرز کی طرف دیکھتے

ہوئے بولے تو سب نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب

دیکھا

یہ سینئر آفیسر ایجنٹ 108 ہیں اور یہ میجر شیرازی

سکندر شاہ کی بیٹی ہیں انہوں نے تمام آفیسرز کی

طرف دیکھتے ہوئے بتایا تو سب کی آنکھیں حیرت سے

کھل گئی

کیا یہ میجر شیرازی سکندر کی بیٹی ہیں ایک آفیسر

حیرت زدہ سا بولا

جی ہاں یہ میجر شیرازی سکندر کی ہی بیٹی ہیں اور ان

کاتعارف تو آپ سب سے ہو گیا اب آپ سب کو میں یہ

بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے آفیسرز پر دھیان دیں اپنی ٹیمز

بنائیں اور انہیں پروپر ٹریننگ دیں ہمیں وقت سے پہلے

ہی اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے اور امید کرتا ہوں کہ

آپ سب ہماری امیدوں پر پورا اتریں گے اب آپ سب جا

سکتے ہیں سینئر آفیسر ان سب آفیسرز کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا وہ سب ہاں میں سر ہلاتے ہیں میٹنگ

ہاں سے باہر نکل گئے

عینا اپنے آفس میں بیٹھی اپنے آگے پڑی تمام فائلز کو

دیکھ رہی تھی جس میں ایک فائل اس کے خاندان کی

بھی تھی جس کے ایک بھی فرد کو اس نے آج تک

دیکھا تک نہ تھا کسی کے بارے میں کچھ جانتی تک نہ

تھی

فائل کھول کر دیکھنے کے بجائے عینانے وہ فائل پکڑ کر

سائیڈ پر رکھ دی اور باقی فائلز دیکھنے لگی اس کا

بالکل دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ اپنے کسی بھی خاندان

کے فرد کے بارے میں جانے جنہوں نے کبھی اسے دیکھا

تک نہیں اس سے ملے تک نہیں یہاں تک کہ اس سے لا

تعلق ہو گئے انہیں پتہ ہی نہیں کہ ان کی ایک پوتی

زندہ ہے صحیح سلامت ہے جو انہی کے خاندان کا حصہ

ہے وہ ان کے بارے میں کیوں جانتی جب اس کے باپ

نے ہی کبھی اس پر توجہ نہیں دی کبھی باپ والا پیار

نہیں دیا وہ ہمیشہ سے اکیلی رہی تو پھر اب وہ کیوں

اس خاندان کے بارے میں جانتی جس کا اس سے کوئی

لینا دینا ہی نہیں تھا یہ سب سوچتے ہوئے عینا نے ایک

گہرا سانس ہوا میں خارج کیا اور اپنے آگے پڑی فائلز

کی طرف متوجہ ہوئی اور اپنے مشن میں شامل تمام

آفیسرز کی فائلز پڑھنے لگی

قرآن خانی ہونے کے بعد گاؤں کی تمام عورتیں واپس جا

چکی تھیں اور بڑی اماں کے حکم کے مطابق اب سب

لوگ ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے جن میں

زر خان موجود نہیں تھا بڑی اماں کا کہنا تھا کہ حور

بھی انہی کے درمیان بیٹھے اس لیے ان کے حکم کی

تعمیل کرتے ہوئے حور بھی وہیں پر موجود تھی حور

کے وہاں بیٹھنے سے کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا

لیکن فاریہ کی والدہ حور کو عجیب سی نظروں سے

دیکھ رہی تھی ان سے اس کا یہاں بیٹھنا برداشت

نہیں ہو رہا تھا

ان کی نظروں میں نفرت تھی جو حور بخوبی محسوس

کر رہی تھی جبکہ وہاں پر بیٹھے باقی شخص حور کے

وجود سے بالکل بے نیاز تھے حور کو اپنا آپ ان سب کے

درمیان بے معنی سالگ رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا وہ

یہاں سے اٹھ کر کہیں چلی جائے اور ان سب کی

نظروں سے دور کہیں چھپ جائے مگر ایسا ممکن نہ تھا

ناشتہ کرو بیٹا تم کچھ کھا کیوں نہیں رہی بڑی اماں

حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

وہ مجھے بھوک نہیں ہے حور نظریں جھکاتے ہوئے ہلکی

سی آواز میں بولی

تم رات سے آئی ہو بیٹا کچھ کھا لو مجھے معلوم ہے کہ

تم رات سے بھوک کی ہو بڑی اماں نے حور کو بہلانا چاہا

بس کر دیں اماں اتنی کوئی نوا بزا دی نہیں ہے یہ جسے

بار بار کھانے پینے کا بول رہی ہیں آپ قاتل کی بہن ہے

یہ قتل کیا ہے اس کے بھائی نے اور آپ اس سے اتنے

اچھے طریقے سے پیش آرہی ہیں میرا بس چلے تو میں

اسے جان سے مار دوں اور آپ اس کی خدمت کرنے میں

مصروف ہیں فار یہ کی والدہ حور کی جانب نفرت سے

دیکھتی ہوئی غصے سے بولی

بس کر جاؤ زینت اب ابھی سچ سامنے نہیں آیا یہ لڑکی

ہمارے زر خان کے نکاح میں ہے کچھ اور نہ سہی اسی

حیثیت سے کچھ خیال کر لو اس کا اماں جان زینت

بیگم کی طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تو

انہوں نے حیرت سے اماں جان کی طرف دیکھا

یہ کیا طریقہ ہے ہر بندہ ہی اس لڑکی کے پیچھے پاگل ہو

رہا ہے اماں یہ سب کیا ہے زینت بیگم بڑی اماں جانب

دیکھتے ہوئے بولی

ٹھیک کہہ رہی ہے بڑی بہو اور تم بھی کچھ خیال کرو

صرف خاموش رہو کون قصور وار ہے کون نہیں یہ سچ

سامنے آجائے گا اور جب تک سچ سامنے نہیں آ جاتا تم

حور سے کچھ نہیں کہوں گی بڑی اماں زینت بیگم کی

طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی زینت بیگم نے

بڑی مشکل سے اپنے غصے پر قابو پاتے ایک نفرت بھری

نگاہ حور کا وجود پر ڈالی جو سر جھکائے اس طرح

بیٹھی تھی جس طرح کوئی مجرم ہو اور تھا بھی تو

ایسا ہی حویلی کے لوگ اسے مجرم ہی سمجھ رہے تھے

ان کی اتنی بحث پر فاریہ اور لائے پریشانی کے عالم

میں سب کی جانب دیکھ رہی تھی جبکہ وہیں پر بیٹھا

ارحم سب سے بالکل بے نیاز تھا جیسے وہ وہاں پر ہو

ہی نہ سچ تو یہ تھا کہ حور کا وجود اس سے بھی

برداشت نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ ان سب کی طرح بے

قابو نہیں تھا جو اپنے جذبات اپنی زبان پہ لے آتا اس

لیے وہ بس چپ چاپ بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا اسے بھی

صرف سچ سامنے آنے کا انتظار تھا اس سے پہلے وہ

ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا جس کا اسے

بعد میں پچھتاوا ہو

تم ناشتہ کرو بیٹا اماں جان حور کی جانب دیکھتی

ہوئی بولی تو مجبوراً حور نے تھوڑا سا پراٹھا کھایا

اور پھر کھانا چھوڑ دیا سا منے بیٹھی فاریہ اور لائے

بہت غور سے حور کی طرف دیکھ رہی تھی

سب ناشتہ کرنے کے بعد وہاں سے چلے گئے جبکہ حور

نظریں جھکائے وہیں پر ہی بیٹھی ہوئی تھی فاریہ نے

ایک نظر لائے کی جانب دیکھا اور پھر اٹھ کر حور کے

ساتھ والے کرسی پر آ بیٹھی اب درمیان میں حور تھی

دائیں جانب لائے اور بائیں جانب فار یہ بیٹھی ہوئی تھی

آپ ٹھیک ہیں فار یہ حور کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

تو حور نے نظر اٹھا کر فار یہ کی جانب دیکھا اور آہستہ

سے ہاں میں سر ہلادیا

آپ نے ناشتہ نہیں کیا ٹھیک سے آپ کچھ کھا تو لیں اب

کی بار لائے بولی تھی

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے جس کا بھائی بے قصور ہوتے

ہوئے بھی قتل کے الزام میں پھنس گیا ہو اور وہ غائب

بھی ہو گیا ہو تو اس کی بہن کیسے سکون سے ناشتہ

کر سکتی ہے حور اپنے آنسوؤں کا اندر دھکیلتی ہوئی

نم آواز میں بولی

آپ کو یقین ہے کہ یہ قتل آپ کے بھائی نہیں کیا لائے

سوالیہ نظروں سے حور کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

مجھے یقین ہے میرا بھائی بہت معصوم ہے اور وہ چھوٹا

ہے وہ اس سب کے بارے میں نہیں جانتا وہ قتل نہیں

کر سکتا میرا دل کہتا ہے کہ میرا بھائی بے قصور ہے

لیکن اگر میرے بھائی نے کچھ کیا ہوا تو اسے سزا

ضرور ملے گی اسے میں کبھی معاف نہیں کروں گی

لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میرا بھائی بالکل بے قصور ہے

وہ فرار نہیں ہوا اسے غائب کیا گیا ہے حور لائبہ کی

جانب دیکھتے ہوئے بولی

آپ کو پتہ ہے جس کا قتل ہوا ہے وہ ہمارا بھائی تھا

بھلے وہ ایک ملازم کا بیٹا تھا لیکن ہم نے کبھی بھی

اسے ملازم نہیں سمجھا ہمیشہ اپنے چھوٹے بھائیوں کی

طرح رکھا وہ اس پوری حویلی کی رونق تھا ہمارے

چہروں کی مسکراہٹ تھا وہ جس کا قتل ہوا ہے وہ

صرف مارا نہیں ہے وہ ہماری خوشیاں بھی ساتھ لے گیا

ہے لائبہ آنکھوں میں آنسو لیے حور کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو حور کو فوراً احساس ہو گیا کہ مرنے والا

ان سب کے لیے کتنا عزیز تھا

اگر میرا بھائی قاتل ہوا تو میں قسم کھاتی ہوں اسے

ایسے ہی جانے نہیں دوں گی اپنے ہاتھوں سے سزا

دلوؤں گی اس سے لیکن اگر میرا بھائی بے قصور ہوا تو

ان حویلی والوں کو مجھے اور میرے بھائی کو آزاد کرنا

ہو گا حور فاریہ اور لائبہ کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

آپ فکر مت کریں اگر آپ کا بھائی بے قصور ہو گا تو

حویلی میں سے کوئی بھی آپ دونوں کو کوئی نقصان

نہیں پہنچائے گا کیونکہ حویلی کے لوگ ظالم نہیں ہیں

لیکن اس کے لیے آپ کو صبر کرنا ہو گا جب تک آپ کا

بھائی خود منظر عام پر نہیں آ جاتا تب تک کچھ بھی

نہیں ہو سکتا لیکن آپ صبر رکھیں انشاء اللہ سب ٹھیک

ہو جائے گا فار یہ کو حور کی باتوں میں سچائی دکھائی

دی تھی اس لیے وہ حور کو حوصلہ دیتی ہوئی بولی

فار یہ کی بات سن کر حور نے ہاں میں سر ہلایا جبکہ دل

میں ایک ہی ڈر تھا کہ اس کا بھائی کیسا ہو گا اور کہاں

پر ہو گا وہ ٹھیک ہو گا بھی کہ نہیں اس کے دل میں

ہزاروں خدشات آرہے تھے مگر وہ صبر کرنے کے سوا

کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی

سر یہ دانش اور اس کی بہن کی تمام ڈیٹیل ہے اس میں

سب کچھ لکھا ہے وہ کب سے یہاں پر رہ رہے ہیں دانش

کہاں جاتا ہے کہاں سے آتا ہے اس کی بہن کیا کرتی ہے

کیا نہیں کرتی اس فائل میں سب کچھ موجود ہے اور

دانش کا نمبر ہم لوگوں نے بہت بار ٹریس کرنے کی

کوشش کی ہے لیکن اس کا فون اور نمبر دونوں ہی بند

جار ہے ہیں اور سر ایک اور بات معلوم ہوئی ہے کہ قتل

کرنے میں صرف دانش ہی مانوس نہیں تھا پوسٹ

مارٹم رپورٹس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس قتل

میں دو اور لڑکے بھی شامل تھے یہ مصطفیٰ کی پوسٹ

مارٹم رپورٹ ہے زر خان کا سیکرٹری زر خان کے آگے ایک

فائل اور مصطفیٰ کی پوسٹ مارٹم رپورٹ رکھتے ہوئے

بولا فائل اور پوسٹ مارٹم رپورٹ کو ایک نظر دیکھ کر

زر خان نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ ادب سے

سر ہلاتا آفس روم سے باہر نکل گیا

زر خان نے سامنے رکھی پوسٹ مارٹم رپورٹ پکڑی اور

اسے کھول کر دیکھنے لگا پوسٹ مارٹم رپورٹ میں

صاف واضح تھا کہ مصطفیٰ کے جسم پر تین لوگوں

کی انگلیوں کے نشان موجود ہیں صاف واضح ہو رہا

تھا کہ قتل کرنے میں تین لوگوں کا ہاتھ ہے صرف ایک

کا نہیں رپورٹ کو دیکھ کر زر خان کو کچھ گڑ بڑ کا

احساس ہوا کیونکہ جو فنگر پرنٹس مصطفیٰ کی لاش

سے ملے تھے وہ فنگر پرسنس وہاں سے ملی ٹوٹی بوتل

سے میچ نہیں ہو رہے تھے مطلب وہاں پر کچھ تو ایسا

ہوا ہے جو چھپا ہوا ہے اور جس سے زر خان ناواقف ہے

زر خان نے پوسٹ موٹم رپورٹ واپس ٹیبل پر رکھی اور

پاس پڑی فائل اٹھائی جس میں حور اور دانش کی

تمام ڈیٹیل موجود تھی

زرخان نے فائل کھولی اور اسے پڑھنے لگا اس میں لکھا

تھا کہ حور کے والدین آج سے دس سال پہلے وفات پا

چکے تھے وفات پانے سے پہلے بھی ان سے کوئی رشتہ

دار نہیں ملتا تھا اور جو ملتے تھے وہ ان کے فوت ہو

جانے کے بعد حور اور دانش کو ملنا چھوڑ گئے حور تب

سال کی تھی اور سکول جاتی تھی اپنے گھر کے باہر 13

والا کمرہ کرائے پر دے کر حور کی دادی نے دانش اور

حور کی پرورش کی حور جب 16 سال کی ہوئی تو اس

کی دادی وفات پا گئی اس کے بعد حور نے ساتھ ایف

اے کیا اور کپڑے سلائی کرنا شروع کیے اس کا بھائی

اس سے چار سال چھوٹا تھا اپنے بھائی کا سکول اور

کالج کا خرچہ حور نے دن رات کپڑے سلائی کر کے

محنت کر کے اٹھایا اور اسے اعلیٰ تعلیم دلوانا اس کا

خواب تھا دانش اس ہی کالج میں پڑھتا تھا جس کالج

میں مصطفیٰ پڑھتا تھا دانش کے زیادہ دوست احباب

نہ تھے اور حور نے ہمیشہ دانش کو ایسی جگہ سے اور

ایسی محفلوں سے دور رکھا تھا

ساری ڈیٹیل پڑھنے کے بعد زرخان نے فائل بند کی اور

واپس ٹیبل پر رکھ دی

اگر دانش مصطفیٰ کے کالج ہی پڑھتا تھا تو یقیناً وہ

دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے اور اگر وہ ایک

دوسرے کو جانتے تھے اور وہ دونوں ہی ایسی جگہ پر

نہیں جاتے تھے جہاں سے مصطفیٰ کی لاش ملی ہے تو

پھر وہ دونوں وہاں کیا کر رہے تھے وہ لوگ وہاں کیسے

پہنچے بوتل پر دانش کی انگلیوں کے نشان ہے جبکہ

مصطفیٰ کی باڈی پر دانش کے انگلیوں کے نشان نہیں

پائے گئے اس کی باڈی پہ مختلف تین لوگوں کی

انگلیوں کے نشان پائے گئے ہیں اور اسی دن سے دانش

بھی غائب ہے مطلب کچھ تو ہے ایسا جو میری نظر

میں نہیں آ رہا ایسا کیا ہے جو میری نظروں سے چھپا

ہوا ہے زرخان اپنے دماغ کو تیز رفتار سے چلاتے ہوئے

مسلسل سوچ رہا تھا

زرخان نے ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کرتے

فون کان سے لگایا فون کی پہلی بیل پر ہی فون اٹھا

لیا گیا تھا

دانش اور مصطفیٰ دونوں کی کلاسز میں پڑھنے والے

تمام لڑکے کل میرے سامنے موجود ہونے چاہیے زر خان

نے فون پر موجود شخص سے بولا اور فون رکھ دیا

زر خان حویلی میں داخل ہوا تو حویلی میں گہرا سناٹا

تھا اور آس پاس کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا

جس کی وجہ وہ بخوبی جانتا تھا آس پاس ایک نظر

دوڑا کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا

زرخان کمرے میں داخل ہوا تو اپنا فون اور کوٹ اتار کر

بیڈ پر رکھا اور ڈریسنگ روم میں چلا گیا اس وقت

اس کے ذہن میں بالکل بھی یہ خیال نہیں تھا کہ کمرے

میں اس کے علاوہ ایک اور وجود بھی رات سے رہ رہا ہے

حور صبح سے کمرے سے باہر نکلی دوبارہ کمرے میں

نہیں گئی تھی وہ صبح سے لائبریری اور فاریہ کے ساتھ ہی

تھی پتہ نہیں کیوں لیکن اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ

وہ زرخان سے ملے یا اس کا اور زرخان کا سامنا ہو وہ

اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اسے تو اس حویلی

میں بہت عجیب سا محسوس ہو رہا تھا لیکن فاریہ اور

لائبہ کا اخلاق ہی تھا جو وہ اب بہتر محسوس کر رہی تھی

چلیں نیچے کھانے پر سب انتظار کر رہے ہوں گے فاریہ

حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جو کب سے ان کے

کمرے میں موجود ایک ہی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی

وہ وہاں سے ہلی تک نہ تھی

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے تم لوگ چلی جاؤ حور فاریہ

کی طرف دیکھتی ہلکی سی مسکراہٹ سے بولی اس

کی مسکراہٹ اتنی پھیکی تھی کہ فاریہ نے اس کی

مسکراہٹ کے پیچھے چھپا دکھ محسوس کیا تھا

ایسے کیسے بھوک نہیں ہے آپ نے صبح ناشتہ بھی تھوڑا

سا کیا تھا اور کھانے پر بھی نہیں گئی اور اب بھی آپ

جانے سے انکار کر رہی ہیں ایسے تو نہیں چلے گا

چلیں اٹھیں ہمارے ساتھ چلیں لائے حور کا ہاتھ تھامتے

ہوئے بولی جو بھی تھا ان دونوں کو حور بہت اچھی

لگی تھی اور وہ کسی جھوٹ کے تحت اس سے نفرت

نہیں کر سکتی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا سچ ہے

کیا جھوٹ وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ سچ سامنے

کب آئے گا لیکن وہ یہ ضرور جانتی تھی کہ ان کے

سامنے بیٹھی لڑکی کہ دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہے

وہ جیسی اندر سے ہے ویسی ہی باہر سے ہے بالکل

معصوم سیدھی سادھی سی اس سے نفرت کی

جاہی نہیں سکتی

نہیں لائے میں اس حویلی کے لوگوں کا سامنا نہیں کر

سکتی حور اپنا سر جھکاتے ہوئے بولی

سامنا تو آپ کو کرنا پڑے گا اب لالہ کی بیوی ہیں آپ

اور ہو سکتا ہے کہ ساری زندگی آپ بھائی کے ساتھ ہی

رہیں آپ کو چھوڑنے کے لیے بھائی نے نہیں اپنایا آپ کو

وہ بہت سمجھدار ہے انہوں نے بہت دور کا سوچ کر آپ

سے نکاح کیا ہو گا اب پلیز اٹھیں اور چلیں ہمارے ساتھ

اب کی بار فاریہ نے سمجھنا چاہا

لیکن میں ان کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتی میں کسی

کے سامنے نہیں جانا چاہتی تمہارے لالہ تمہاری بات

سنتے ہیں ناتم پلیر اپنے لالہ کو بولو کہ مجھے میرے

گھر واپس چھوڑ آئیں میں کہیں نہیں بھاگوں گی میں

کہیں پر بھی نہیں جاؤں گی لیکن میرا یہاں پر رہنا

بہت مشکل ہے حور امید بھری نظروں سے لائے اور

فارہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

لالہ ہماری بات نہیں سنتے وہ اس حویلی میں صرف بڑی

اماں کی بات سنتے ہیں اس کے علاوہ وہ کسی کی بات

نہیں مانتے اور ہم تو لالہ کے سامنے بھی بہت کم جاتے

ہیں اگر لالہ نے آپ کو نیچے نہ پایا تو ہو سکتا ہے کہ وہ

آپ پر غصہ کریں آپ پلیز اٹھیں اور ہمارے ساتھ چلیں

لاٹہ حور کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے سے اٹھاتے ہوئے

بولی تو حور نے ایک بے بس سی نگاہ ان دونوں کی

طرف دیکھا تو ان دونوں نے ہی حور کے چہرے سے

نظریں چرائی تھی

مجبوراً حور کو ان کے ساتھ ہی جانا پڑا اپنا دوپٹہ

درست کر کے سر پر لیا اور جوتا پہن کر ان کے ساتھ

قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے

زر خان فریش ہو کر باہر نکلا تو اس کی نظر سامنے

صوفے کی سائیڈ پر پڑے ایک چھوٹے سے بیگ پر پڑی

بیگ کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ بیگ کس

کا ہے وہ چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا اور اپنے

کالے گھنے بال ٹاول سے خشک کرنے لگا بال خشک کر

کے زر خان نے الماری میں سے اپنی شرٹ نکالی اور

شرٹ پہن کر اپنا فون بیڈ سے اٹھایا اور کمرے سے

باہر نکل گیا

السلام علیکم حور نے ہلکی سی آواز میں سلام لیا پھر

لائبہ اور فاریہ کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گئی

بڑی اماں نے بغور حور کے چہرے کی طرف دیکھا تھا

جس کا سر جھکا ہوا تھا اس نے تو سراٹھا کر کسی کو

دیکھا تک نہیں تھا بڑی اماں فوراً سمجھ چکی تھی کہ

حور سب کی موجودگی سے گھبرا رہی ہے وہ کوئی

اتنی عام سی لڑکی تو نہیں تھی وہ بہت خوبصورت

تھی چاہے وہ غریب تھی لیکن خوبصورتی میں اس کی

مثال قائم ہوتی تھی دودھ جیسی سفید رنگت گہری

آنکھیں گھنی کالی پلکیں چہرے کے خوبصورت نقوش

اور بے حد میٹھے اخلاق کی لڑکی تھی وہ جانے اس کی

قسمت میں کیا تھا جو اجنبی ہو کر اس حویلی میں آ

پہنچی تھی جو بھی تھا بڑی اماں نے آج تک حور سے

زیادہ خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی انہیں وہ بہت

اچھی لگی تھی اور انہیں یقین تھا کہ وہ بے قصور ہو

گئی اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں ہو گا بڑی

اماں حور کی جانب دیکھ کر یہی سب سوچ رہی تھی

جب انہیں اپنے قریب سے زر خان کی بھاری گھمبیر

آواز سنائی دی

السلام علیکم کیسی ہیں بڑی اماں زر خان بڑی اماں کے

آگے اپنا سر کرتے ہوئے بولا تو انہوں نے محبت سے اس

کے سر پر ہاتھ رکھا تو زر خان پاس ہی اپنی کرسی

سنجھالتا بیٹھ گیا

کہاں تھے تم سارا دن صہزیب سکندر زر خان کی جانب

دیکھتے ہوئے بولے کیونکہ صبح مصطفیٰ کے قل ہونے

کے فوراً بعد ہی وہ بغیر کسی کو بتائے حویلی سے چلا

گیا تھا

ایک ضروری کیس ہینڈل کرنا تھا اس لیے ار جنٹلی

کورٹ جانا پڑا زر خان صہزیب سکندر کو دیکھتے ہوئے

سنبیدگی سے بولا

کیا خبر ملی ہے پتہ چلا اس لڑکے کے بارے میں صہمزیب

سکندر نے اگلا سوال پوچھا تو زرخان کے چہرے پر ایک

دم سے سختی نمودار ہوئی تھی

نہیں لیکن عنقریب پتہ چل جائے گا اور قاتل آپ لوگوں

کے سامنے ہوں گے اور قاتلوں کے ساتھ ملے لوگ بھی

آخری بات پر زر خان نے نظر اٹھا کر حور کی جانب

دیکھا تھا جب کہ زر خان کی نظریں خود پر محسوس

کرتے حور کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی

تھی

ٹھیک ہے کھانا شروع کریں صہزیب سکندر نے ہاں میں

سر ہلاتے ہوئے سب کو کھانا کھانے کا اشارہ کیا اور پھر

سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے جبکہ ان سب کی

موجودگی میں حور سے اپنے حلق میں این نوالہ اتارنا

بھی بے حد مشکل ہو گیا تھا اس کا بالکل بھی دل نہیں

کر رہا تھا کہ وہ کچھ کھائے اور ان سب کے درمیان

بیٹھ کر تو اسے اپنا حلق کروا ہوتا محسوس ہو رہا تھا

مگر پھر بھی دکھاوے کے لیے اس نے تھوڑا بہت کھا ہی

لیا حویلی والوں کے درمیان گھبراہٹ اور ہچکچاہٹ

صرف حور ہی محسوس کر رہی تھی جبکہ باقی سب

ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے باقی سب افراد کھانا کھانے میں

مصروف تھے کسی نے بھی حور کی طرف دھیان نہیں

دیا تھا

کھانا کھانے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے

گئے تھے جبکہ حور لائبہ اور فاریہ وہیں پر موجود تھی

ملازمہ ٹیبیل سے برتن اٹھا رہی تھی جب حور اٹھ کھڑی

ہوئی اور ملازمہ کے ساتھ برتن اٹھانے چاہے تو فاریہ نے

فوراً اسے ٹوکا

یہ آپ کیا کر رہی ہیں یہ کام آپ کا نہیں ہے ملازمہ کا ہے

وہ کر لے گی آپ اب جائیں اپنے کمرے میں اور آرام

کریں فار یہ حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو حور

نے بڑی طرح اپنے لب کچلے وہ اب کیسے بتاتی کہ وہ

اس کمرے میں نہیں جانا چاہتی جہاں تھوڑی دیر پہلے

زرخان گیا ہے

جی اب آپ جائیں روم میں ہم بھی چلتے ہیں رات کافی

ہو گئی ہے آرام کریں آپ لائے حور کی جانب دیکھتے

ہوئے مسکرا کر بولی تو حور نے فقط ہاں میں سر ہلایا

تھا کیونکہ اب ان سے وہ مزید کچھ نہیں بول سکتی

تھی سارا دن ان کے ساتھ رہنے کے بعد وہ اب دوبارہ

انہیں یہ بات نہیں بول سکتی تھی کہ اسے دوبارہ انہی

کے ساتھ رہنا ہے اور زر خان کے کمرے میں نہیں جانا

فار یہ اور لائے نے حور کے ساتھ ہی قدم اوپر کی جانب

بڑھائے تھے کیونکہ سیڑھیاں چڑھتے ہی دائیں جانب دو

کمرے چھوڑ کر تیسرا کمرہ فار یہ اور لائے کا تھا جبکہ

بائیں جانے پہلا کمرہ ہی زر خان کا تھا

چلیں ٹھیک ہے صبح ملتے ہیں خدا حافظ لائے حور کی

جانب دیکھ کر مسکرا کر بولی اور پھر دونوں اپنے

کمرے میں چلی گئی ان دونوں کو اپنے کمرے میں جاتا

دیکھ کر حور نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے والے کمرے کو

دیکھا جس کا دروازہ لاک نہیں تھا دروازہ تھوڑا سا

کھلا ہوا تھا جس سے کمرے کے اندر کا منظر تھوڑا

دکھائی دے رہا تھا حور نے کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ

کھولا اور اندر داخل ہو گئی کمرے میں زر خان موجود

نہیں تھا زر خان کو ناپا کر حور نے سکھ کا سانس لیا

اور پھر گھڑی کی طرف دیکھا جو نو بج رہی تھی

اسے فوراً احساس ہوا کہ اس نے تو عشاء کی نماز ہی

ادا نہیں کی اور وقت بھی گزر رہا ہے یہ سوچتے ہوئے

وہ وضو کرنے چلی گئی

حور وضو کر کے آئی اور سلیقے سے دوپٹے کا حجاب لیا

اور کمرے میں جائے نماز ڈھونڈنے کے لیے نظر دوڑائی

ہر طرف دیکھنے کے بعد اسے جائے نماز نہ دکھائی دی

تو اس نے قدم الماری کی طرف بڑھائے الماری کا دروازہ

کھولتے ہی اسے سامنے خوبصورت ہر قسم کے نئے صاف

ستھرے استری کیے زر خان کے جورے دکھائی دیے اس

کے علاؤہ وہاں کچھ نہیں تھا اس نے الماری کا وہ

دروازہ بند کیا اور دوسرا دروازہ کھولا تو اسے وہاں پر

جائے نماز مل گئی حور نے جائے نماز نکال لی اور کعبہ

کی طرف رخ کر کے جائے نماز بچھا دی اور عشاء کی

نماز ادا کرنے لگی

زر خان کمرے میں داخل ہوا تو اسے سامنے ہی حور نماز

ادا کرتی ہوئی دکھائی دی وہ ہلکے گلابی رنگ کے سادے

سے جوڑے میں ملبوس اپنے بڑا سے دوپٹے کا حجاب

کیے نماز پڑھنے میں مصروف تھی

زر خان اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے میں بیڈ پر جا بیٹھا

سائڈ ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کے بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائی اور سامنے ایک تکیہ رکھ کر اس پر لیپ ٹاپ رکھا

اور اپنی کچھ فائلز نکال کر پڑھنے لگا اس نے دوبارہ

حور کی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی

حور نے نماز ادا کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس

کے لبوں پر وہ الفاظ ہی نہیں آرہے تھے جن الفاظوں

سے اس وقت وہ اپنے رب کو پکارے اپنے رب سے مدد

مانگے انصاف مانگے خاموش اور بے آواز آنسو اس کی

آنکھوں سے بہہ کر ہاتھ کے پیالے میں گر رہے تھے

دعا مانگنے کے بعد حور نے جائے نماز اٹھائی اور جائے

نماز کو تہہ لگا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنے دوپٹے کے

حجاب کو تھوڑا سا ڈھیلا کرتی صوفے پر جا بیٹھے تو

نظر سامنے ہی بیڈ پر بیٹھے ستمگر پر پڑی جو اپنی

گود میں لیپ ٹاپ رکھے بڑی طرح اپنے کام میں

مصروف تھا اس نے تو شاید ایک نظر بھی حور کو

دیکھنا پسند نہ کیا تھا حور کو اپنی بے قدری پر بہت

رونا آ رہا تھا مگر وہ صبر کرنا جانتی تھی اس لیے صبر

کے کروے گھونٹ بھر رہی تھی

کچھ دیر ایسے ہی بیٹھے رہنے کے بعد حور نے فیصلہ کیا

کہ وہ زر خان سے بات کرے گی اس سے بولے گی کہ وہ

اسے یہاں سے جانے دے وہ یہاں پر نہیں رہ سکتی یہ

سب سوچ کر وہ اٹھی اور بیڈ کے کچھ فاصلے پر جا کر

کھڑی ہو گئی

کچھ دیر کشمکش میں رہنے کے بعد حور نے نظر اٹھا کر

زر خان کی طرف دیکھا اور پھر بولی

وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی حور بہت ہی ہلکی

آواز میں سر جھکاتے ہوئے بولی تو زرخان نے لیپ ٹاپ

سے نظریں ہٹا کر حور کی جانب دیکھا

بولو "زرخان نے کرخت آواز میں جواب دیا"

وہ مجھے یہاں پر نہیں رہنا آپ پلیز مجھے میرے گھر

بھیجو ادیں میں وہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی اگر آپ

کو مجھ پر یقین نہیں تو آپ بے شک اپنے کچھ آدمی

میرے گھر کے باہر کھڑے کروا دیجئے گا لیکن مجھے

یہاں پر نہیں رہنا حور سر جھکا کر اپنی بات مکمل کی

تو زرخان نے سخت نظر کے چہرے پر گاڑھی تھی

زرخان بیڈ اٹھا اور حور کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا

تم کیا مجھے بے وقوف سمجھتی ہو یا تم خود بے

وقوف ہو جو بار بار ایک ہی بات کرتی ہو جب تک تمہارا

بھائی نہیں مل جاتا تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گے

زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں

بولا تو اس کی سخت آواز سن کر حور نے اپنا حلق تر

کیا تھا

مم۔۔ میرا بھائی آپ کو مل جائے گا لیکن میں یہاں نہیں

رہ سکتی بہت ہمت کرتے ہوئے حور دوبارہ بولی تھی

تم اس حویلی سے ایک قدم باہر نہیں نکال سکتی جب

تک تمہارا بھائی منظر عام پر نہیں آجاتا خود کو ہمارے

حوالے نہیں کر دیتا تب تک تم یہیں اسی حویلی میں

اسی کمرے میں میری نظروں کے سامنے رہو گی زر خان

حور کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اتنے سخت لہجے میں

بول رہا تھا کہ حور کو لگ رہا تھا کہ وہ ابھی بے ہوش

ہو کر گر جائے گی

آئی بات سمجھ میں یا میں اپنے طریقے سے سمجھاؤں

زر خان غرایا تو حور ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی تھی

آآپ میرے ساتھ ایسا نہ۔۔ نہیں کر سکتے حور خوف

سے قدم پیچھے بڑھا رہی تھی اور ساتھ سر جھکاتے

ہوئے بول بھی رہی تھی

میں تمہارے ساتھ بہت کچھ کر سکتا ہوں لیکن تمہیں

ابھی تک کچھ کہا نہیں تو تم اپنی خیر مناؤ اور اگر تم

نے دوبارہ مجھ سے ایسی بکو اس کی اور یہاں سے

جانے کا نام بھی لیا تو تمہیں زندہ گاڑھ دوں گا میں

یہ بات اپنے دماغ میں اچھے سے بٹھا لو ورنہ تم ابھی

جانتی نہیں ہو کہ زر خان سکندر ہے کون!! زر خان حور

کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ حور اب

دیوار سے جا لگی تھی زر خان کچھ ہی دیر میں حور

کی سانسیں خشک کر چکا تھا

حور کے چہرے پہ خوف اور ضبط کے مارے سرخ پڑتا

چہرہ دیکھ کر زر خان نے گہری نظر حور کے وجود پر

ڈالی اور دو قدم مزید حور کی جانب بڑھائے تو حور

کی سانسیں حلق میں ہی اٹک گئی

امید ہے دوبارہ تمہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑے

گی تم اچھے سے سمجھ چکی ہو گی کہ تم یہاں سے

کہیں نہیں جاسکتی تم صرف زر خان سکندر کی قید

میں ہی رہو گے جب تک میں خود نہ چاہوں تمہیں یہاں

سے کوئی آزاد نہیں کروا سکتا تم خود بھی نہیں زر خان

اپنا بایاں ہاتھ حور کے چہرے کے قریب دیوار پر رکھتے

ہوئے بولا تو حور نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی تھی

زر خان نے بہت غور سے حور کی پلکوں کی لرزش اور

اس کے کپکپاتے وجود کو دیکھا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر

ساتھ ہی سوئچ بورڈ سے لائٹ آف کر دی اور پیچھے ہٹا

اچانک لائٹ بند ہونے پر حور نے پٹ سے اپنی آنکھیں

کھولیں تھی مگر اندھیرا ہونے کے باعث وہ کچھ بھی

دیکھ نہیں سکتی تھی زر خان چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا

اور سائنڈ لیمپ آن کیا تو کمرے میں ہلکی روشنی پھیل

گئی حور نے زر خان کو خود سے دور کھڑے دیکھا تو

گہرا سانس لے کر اپنا سانس بحال کیا

کیا چاہتی ہو اب خود اپنی جگہ پر جانا پسند کرو گی

یا میں تمہیں اٹھا کر صوفے پر پٹکھوں زرخان کی

کمرخت اور گرجدار آواز سن کر حور ڈر کے مارے ایک

دم اچھلی تھی اور دوڑنے کے انداز میں صوفے تک گئی

اور جلدی سے لیٹ کر اپنا ہی دوپٹا خود پر پھیلا لیا

زرخان نے ایک نظر صوفے کی جانب دیکھا اور پھر بیڈ

پر لیٹ کر سائیڈ لیمپ آف کر دیا اور اپنی آنکھیں

موند لیں

دوست بے وفائے ہیں یہ تو سنا تھا مگر آج ثابت بھی

ہو گیا پچھلے تین دن سے تمہیں بالکل یاد نہیں آیا کہ

کوئی ہے جسے تم نے بتانا ہے کہ تم کہاں پر ہو اور

کیسی ہو دانیال فل ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

فون کان سے لگائے بول رہا تھا

کیوں تمہیں بتا کر نہیں آئی تھی کیا یاں تمہیں پتہ نہیں

ہے کہ میں کہاں پر ہوں اور میں کوئی چھوٹی سی

بچی ہوں کیا جو تمہیں روز کال کر کے بتاؤں کہ میں

کیسی ہوں عینا نے آگے سے ریلیکس انداز میں جواب

دیا تھا جب کہ اس کے جواب دانیال کو تپا گیا تھا

تم اپنے بارے میں نہیں بتانا چاہتی تھی تو مت بتاتی کم

سے کم میرے بارے میں ہی پوچھ لیتی دانیال نے اگلا

شکوہ آگے رکھا تھا

میری بات سنو مسٹر دانیال حیدر کوئی چھوٹے کا کے

نہیں ہو تم اور تمہیں کیا ہوا ہے ہٹے کٹے نوجوان ہو

ہماری ٹیم کے بہادر ایجنٹ ہوا ب تم ایسے گلے شکوے

کرتے ہوئے اچھے تھوڑی نہ لگتے ہو اس لیے یہ بچپنا

چھوڑ دو عینا دانیال کو سمجھاتے ہوئے بولی

اور مس عینا سکندر آپ بھی کوئی اتنی میچور لیڈی

نہیں ہیں جو میری اماں دادی بن جاتی ہیں اور مجھے

سکھانے بیٹھ جاتی ہیں کہ یہ نہ کرو وہ نہ کرو یہ نہ

سوچو وہ نہ سوچو یہاں مت جاؤ وہاں مت جاؤ میری

دوست ہو اور دوست بن کر رہا کرو یا ایک ہی تو

دوست بنائی ہے میں نے اور تم ہو کہ میرے دادی اماں

کے فرائز پورے کر رہی ہوتی ہے دانیال دانت پیتے

ہوئے بولا تو عینا نے اپنی مسکراہٹ دبائی

میری بات سنو اور اپنے دماغ کے تمام پرزے کھول کر

سننا عینا اپنا لہجہ سنجیدہ کرتے ہوئے بولی تو دانیال

بھی فوراً سنجیدہ ہوا کیونکہ عینا جب اس طرح کا

رویہ اختیار کرتی تھی تو اس کے پیچھے بہت اہم بات

ہوتی تھی

پچھلے کیسز کی جتنی بھی فائلز میں نے تمہیں تیار

کرنے کا بولا تھا وہ سب مجھے میری ای میل پر موجود

چاہیے شام تک مجھے تمام فائلز مل جانی چاہیے اور

جو کام میں تمہیں سونپ کر آئی ہوں اسے جلد مکمل

کرو یہاں پر تمہاری اشد ضرورت ہے میں چاہتی ہوں کہ

تم اپنا کام ختم کر کے جلد پاکستان پہنچ جاؤ عینا

سنجیدہ لہجے میں بولی

ٹھیک ہے فائز ریڈی ہیں تمہیں مل جائیں گی اور رہی

بات کیس کی تو وہ بھی انشاء اللہ جلد مکمل کر کے

میں پاکستان آ جاؤں گا دانیال نہیں بھی سنجیدہ لہجہ

میں ہی جواب دیا تھا

او کے سائٹمہ آنٹی کیسی ہیں اور انکل میری ان سے

ملاقات ہی نہیں ہو سکی پاکستان آنے سے پہلے عینا کا

لہجہ اب سنجیدہ نہیں تھا وہ سائتمہ اور حیدر انکل کے

معاملے میں ہمیشہ نرم تھی

ٹھیک ہے وہ تمہارا پوچھ رہی تھی اور تمہارا نمبر ہی

نہیں لگ رہا تھا اب تم خود کال کر لینا ورنہ انہیں تسلی

نہیں ہوگی دانیال ہے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اینا

کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی اس نے اپنی

زندگی میں ایک سائمه حیدر انکل اور دانیال کے علاوہ

کسی کی محبت نہیں دیکھی تھی یہ تینوں واحد

شخصیات تھیں جو اسے بغیر کسی فائدے کے بغیر

کسی رشتے کے بے تحاشہ چاہتے تھے اور ہمیشہ اس کے

لیے فکر مند رہتے تھے اور عینا کو یہ تینوں رشتے اپنی

جان سے زیادہ عزیز تھے

فری ہو کر میں کروں گی کال آنٹی کو اب فون رکھو اور

سو جاؤ اور یاد رکھنا کہ۔۔۔۔۔ ابھی عینا آگے کچھ بولتی

دانیال نے فوراً سے اس کی بات کاٹی تھی

اور یاد رکھنا کہ ہمارے لیے اپنے مشن سے زیادہ اپنے

فرض سے زیادہ ضروری اور کچھ بھی نہیں اس لیے

فضول سوچوں کو مت سوچنا اور صرف اپنے فرض پر

دھیان دینا دانیال بھر پور عینا کی نقل اتارتے ہوئے بولا

تو عینا نے دانتوں تلے اپنے لب دبا کر اپنی ہنسی روکی

تھی وہ ایسی ہی تھی بات بات پر دانیال کی فکر کرنے

والی مگر سب سے زیادہ اپنے فرض کو سنجیدہ لینے

والی اس لیے وہ دانیال کو بھی ہر بار یہی بولتی تھی

کہ وہ اپنے فرض پر زیادہ دھیان دیا کرے اور یہ جملہ

سن سن کر شاید دانیال کے کان پک چکے تھے اس لیے

اسے عینا کا یہ جملہ کسی طوطے کی طرح یاد تھا عینا

جب بھی اس طرح بولنے کی کوشش کرتی تھی تو اس

کے بولنے سے پہلے ہی دانیال فٹ سے اس کا جملہ دہراتا

تھا جیسے وہ عینا کو نہیں خود کو بول رہا ہو کہ اپنا

فرض یاد رکھنا ہے اور بھولنا نہیں

زیادہ ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے فون رکھ رہی

ہوں میں خدا حافظ عینا نے بولتے ہوئے ساتھ ہی کال

کاٹ دی جبکہ دانیال نے تعجب سے فون کی طرف

دیکھا تھا

یہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی دانیال یہ بات صرف

سوچ ہی سکتا تھا کیونکہ بول کر اس نے اپنی شامت

نہیں لانی تھی

فجر کے اذان کی آواز کانوں میں پرتے ہی حور کی آنکھ

کھل گئی تھی وہ اٹھ کر بیٹھی تو دیکھنے لگی پورے

کمرے میں گہرا اندھیرا تھا

دوپٹہ خود پر صحیح طریقے سے لیتی اٹھ کھڑی ہوئی

مگر فوراً تو اسے کل لگنے والا جھٹکا یاد آیا جو لائٹ

آن کرنے کے دوران لگا تھا سوچ بورڈ کی طرف قدم

بڑھانے کے بجائے حور نے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

اندھیرے میں بیڈ کو ڈھونڈنا کافی مشکل تھا لیکن وہ

بیڈ تک پہنچ ہی گئی تھی وہ بیڈ کے اس سائیڈ پر گئی

تھی جہاں زر خان سو رہا تھا اور اسے اس بات کا بالکل

اندازہ نہیں تھا کہ زر خان اس سائیڈ پر سو رہا ہے

کیونکہ رات کو سونے سے پہلے اس نے دھیان نہیں دیا

تھا اور نہ ہی زر خان کی طرف دیکھا تھا اس لیے وہ

نہیں جانتی تھی کہ وہ کس سائیڈ پر سویا ہوگا

حور نے آہستہ سے بیڈ پر ہاتھ رکھا اور بیڈ کو محسوس

کرتے ہوئے آگے بڑھی جب اچانک اس کا ہاتھ کسی

وجود سے ٹکرایا تو حوروں پر سسکت ہو گئی حور کا

ہاتھ زرخان کے سینے پر تھا زرخان کے وجود کو

محسوس کرتے حور نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا

تھا مگر اگلے لگنے والے جھٹکے سے وہ سیدھی بیڈ پر آ

گری تھی

زرخان جو نیند میں بھی محتاط رہتا تھا اس کی نیند

بہت ہی کچی تھی اپنے پاس تھوڑی سی حرکت سے ہی

وہ اٹھ جایا کرتا تھا مگر آج وہ گہری نیند میں تھا مگر

اپنے وجود پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے ہی بغیر

سوچے سمجھے اس نے حور کی کلائی پکڑ کے بیڈ پر

پٹکا تھا جبکہ حور کی دلفریب چیخ پورے کمرے میں

گونجی تھی

حور کی چیخ سن کر زرخان نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر

سائڈ لیمپ آن کیا اور حور کی جانب دیکھا جو بیڈ پر

بالکل سیدھی لیٹی ہوئی تھی اور اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں

سے چھپایا ہوا تھا

تم یہاں پر کیا کر رہی ہو زرخان حور کی جانب دیکھتا

ہوے غصے سے بولا جبکہ اپنے قریب سے ہی زر خان کی

غصے بھری آواز سن کر اور فوراً سے اٹھ کر بیڈ سے

کھڑی ہوئی تھی

وہ وہ مم میں خوف کے مارے حور سے کچھ بولا ہی

نہیں جارہا تھا حور ایسے بولنے پر زر خان نے سخت

نظروں سے حور کو گھورا

وہ میں لائٹ آن کرنے آئی تھی زر خان کو خود کو

گھورتا دیکھ کر حور فوراً سے بولی

پاگل ہو گئی ہو کیا یاں نیند پوری نہیں ہوئی یا خواب

میں چل کر مجھ تک آگئی ہو لائٹ یہاں سے نہیں وہاں

سے آن ہوتی ہے زر خان دانت پیستے ہوئے سامنے صوفے

کے قریب اشارہ کرتے ہوئے بولا

جی وہاں پر کرنٹ ہے آپ لائٹ آن کر دیں مجھے نماز

پڑھنی ہے حور اپنے چہرے پر بے تحاشہ معصومیت لیے

زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

واٹ میرے کمرے میں وہ بھی کرنٹ محترمہ مجھے لگتا

ہے کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے زر خان بیڈ سے اٹھتے

ہوئے غصے بھرے لہجے میں بولا

وہاں پر کرنٹ ہے مجھے کل کرنٹ لگا تھا آپ پلیز لائٹ

آن کر دیں حور نے زر خان کو دوبارہ بتانا چاہا کہ وہاں

پر واقعی ہی کرنٹ ہے تو زر خان نے ایک نظر حور کو

گھورا اور پھر چلتا ہوا سوچ بورڈ کے قریب آیا اور

لائٹ آن کر دی

کہاں پر ہے کرنٹ زر خان حور کے جانب دیکھتے ہوئے غرایا

یہاں پر ہی تھا مجھے کل لگا تھا اب چلا گیا ہو گا حور

بے حد معصومیت سے ہلکی سی آواز میں بولی

ہاں تمہارے مامو کا بیٹا لگتا تھا نا جو تم سے کل ملنے

آیا تھا اور آج چلا گیا زرخان حور کے جواب پر

جل کر بولا

نہیں میرے مامو تو ہیں ہی نہیں پھر ان کا بیٹا کیسے

ہوگا حور نے اپنی سوچ کے مطابق معصومیت بھرے

لہجے میں جواب دیا

مجھے تمہاری رشتہ داریاں نکالنے کا کوئی شوق نہیں

اور مجھ سے دوبارہ ایسی فضول گوئی کرنے سے گریز

کرنا زرخان حور کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے

بولا اور چلتا ہوا الماری کے قریب آیا اپنا ڈریس نکالتا

ہوا وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا

حور نے ایک نظر ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرف

دیکھا اور پھر وضو کرنے چلے گئی یہ باتیں تو اب اسے

سننی ہی تھیں کیونکہ یہ اس کی قسمت میں لکھ دیا

گیا تھا اور اسے برداشت کرنا ہی تھا ہر حال میں پھر

چاہے وہ ہنس کر برداشت کرتی یاں رو کر

حور وضو کر کے باہر نکلی تو اس نے دیکھا کہ کمرے

میں جائے نماز بچھائے زر خان نماز ادا کرنے میں

مصروف ہے حور نے جائے نماز پکڑی اور زر خان کے

بالکل پیچھے ہی بچھا دی اور نماز کی نیت باندھی پتہ

نہیں کیا سوچ کر حور نے زر خان کے پیچھے اپنی نماز

ادا کی تھی وہ اسے اپنی بیوی مانتا یاں نہ مانتا لیکن

سچ تو یہ تھا نا کہ وہ اس کا مجازی خدا تھا اس کا

شوہر تھا خدا بہتر جانتا تھا کہ اس کے نصیب میں آگے

کیا ہونے والا تھا مگر اب تو وہ جانتی تھی نا کہ زر خان

اس کا شوہر ہے

زر خان نے نماز ادا کی تو اس نے محسوس کیا کہ حور

اس کے پیچھے ہی نماز ادا کر رہی ہے یہ سب دیکھتے

ہوئے زر خان کو ایک بار حیرت ہوئی کل سے لے کر آج

تک وہ اس سے ہزار دفعہ دھتکار چکا تھا لیکن اس

لڑکی نے ایک بار بھی آگے سے جواب نہیں دیا تھا بلکہ

وہ تو چپ چاپ سب برداشت کر رہی تھی اور اب وہ

زر خان کے پیچھے نماز ادا کر رہی تھی کیا تھی وہ اپنی

سوچوں کو جھٹک کر زر خان نے دعا مانگی تب تک حور

بھی نماز ادا کر کے فارغ ہو چکی تھی زر خان نے اٹھ کر

اپنی جائے نماز طے کر کے سائیڈ پر رکھی اور حور کی

جانب دیکھا جو دعائے مانگنے میں مصروف تھی

زر خان اٹھا اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا اور حور کی جانب

دیکھنے لگا جو دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے آنکھوں کو بند

کیے دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی اس کے تویب

بھی حرکت نہیں کر رہے تھے شاید وہ اپنا خدا سے دل

کی زبان بول کر مانگتی تھی زرخان نے ایک آخری نظر

اس کی طرف دیکھ کر اپنی نظریں اس پر سے ہٹالی

اور بیڈ پر صبح سے ہو کر لیٹ گیا اس کا ارادہ ابھی

سونے کا تھا کیونکہ ابھی صرف صبح کے چار بج رہے

تھے اور وہ کورٹ کے لیے 10 بجے نکلتا تھا

حور نے دعا مانگ کر جائے نماز اٹھائی اور زر خان کی

طرف دیکھا جو بیڈ پر لیٹا بازو اپنی آنکھوں پر رکھے

شاید سونے کی کوشش کر رہا تھا حور نے جائے نماز

سائیڈ پر رکھ کر سوچ بورڈ کی طرف قدم بڑھائے تو

سوچ بورڈ کو دھیان سے دیکھنے لگی تو اسے اندازہ ہوا

کہ اس دن جب اسے کرنٹ لگا تھا تو اس نے غلطی سے

اپنی انگلی سوچ بورڈ کے اندر ڈال دی تھی باقی تو

یہاں پر کوئی ایسا سین نہیں تھا جو کرنٹ پڑتا ڈرتے

ڈرتے ان کے بٹنوں کو اوپر کی طرف کر دیا تو کمرے

کی تمام لائٹس بند ہو گئی لیکن اس کو کرنٹ نہیں لگا

تھا یہ سوچ کر اس نے سکھ کا سانس لیا اور جا کر

صوفے پر بیٹھ گئی کمرے میں مکمل اندھیرا تھا وہ

کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی فجر کے بعد اسے نیند

نہیں آتی تھی اور اس وقت وہ سو بھی نہیں سکتی

تھی اور کمرے سے باہر بھی نہیں جاسکتی تھی اس

لیے صوفے پر ہی لیٹ کر آنکھیں موند لی

یہ ایک آرمی گراؤنڈ کا منظر تھا جہاں پر تقریباً ڈیڑھ

سو سے زائد آرمی آفیسرز اپنے یونیفارم میں ملبوس

اپنے ہاتھ پیچھے کمر پر باندھے چوراسینہ اکرائے بالکل

ساکت کھڑے تھے جب انہیں اپنے سینئر آفیسر کے آنے

کی خبر سنائی دی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ چوکنا ہو

کر کھڑے ہو گئے

بلیک یونیفارم میں ملبوس کندھوں پر چمکتے ستارے

چہرے پر حجاب اور سر پر سرکاری ٹوپی سینے پر

دائیں جانب چمکتا روشن نام چہرے پر نظر آنے والی

سنجیدگی گرین آنکھوں میں سرخ لکیریں جو آنکھوں

کی سختی کو ظاہر کر رہی تھی عینا سکندر ایک سخت

پہاڑ کی مانند تھی جس کی پر سنلیٹی دیکھ کر کوئی

بھی نظر اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا وہ بھاری قدم

اٹھاتی ہوئی گراؤنڈ میں داخل ہوئی تو اسے دیکھتے ہی

تمام آفیسرز نے سلیوٹ کیا وہ جیسے جیسے چلتی آ

رہی تھی ویسے ویسے آفیسرز اسے سلیوٹ پیش کر رہے

تھے اور وہ سر کے اشارے سے سب کو جواب دے رہی

تھی

وہ چلتی ہوئی سیدھا ان آفیسرز کے سامنے کچھ فاصلے

پر کھڑی ہو گئی ایک نظر ان سب آفیسرز کو دیکھا اور

پھر اپنی کمر پر اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر اپنی گردن

اٹھا کر بالکل سامنے دیکھنے لگی

آپ سب جانتے ہیں کہ آپ لوگ یہاں کیوں موجود ہیں

عینا کی سنجیدہ اور دمدار آواز پورے گراؤنڈ میں

یس میم... سامنے کھڑے تمام آفیسرز نے تیزی سے ایک

ہی آواز میں جواب دیا

آپ سب جانتے ہیں کہ آپ سب کو یہاں پر کیوں کارآمد

کیا گیا ہے؟؟

یس میم۔۔۔ عینا کے اگلے سوال پر بھی تیر کی رفتار سے

تمام آفیسرز کا جواب آیا تھا

کیا آپ سب کی ٹریننگ مکمل طریقے سے ہوئی ہے عینا

کی سخت آواز گراؤنڈ میں گونجی

یس میم۔۔۔۔۔ دوبارہ سے ایک ہی آواز میں تمام

آفیسرز کا جواب آیا

اگر اس مشن کے دوران آپ کو اپنی جان بھی گوانی

پڑے تو آپ کیا کریں گے عینا نے سب کی طرف

دیکھتے ہوئے اگلا سوال پوچھا

اگر اپنے ملک کی بہن بیٹیوں کو بچانے کے لیے ہماری

جان بھی داؤ پر لگتی ہے تو ہمیں بالکل فرق نہیں پڑتا

ہم اس کے لیے اپنی جان دینے کو بھی تیار ہیں تمام

آفیسر نے ایک ہی آواز میں جواب دیا تھا

غلط بالکل غلط عینا کی بات پر سب کو بہت حیرانی

ہوئی لیکن کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور نہ ہی

نظروں کا زاویہ بدل کر عینا کی طرف دیکھا

آپ سب جانتے ہیں کہ آپ کی جان کس کے لیے اور

کتنی قیمتی ہے یقیناً نہیں جانتے ہوں گے یہ بات تو

سب کو سکھائی جاتی ہے کہ اپنے وطن کے لیے جان

بھی دینی پڑے تو دے دینا لیکن آپ کو اپنے وطن کے

لیے جان تب دینی پڑتی ہے جب آپ کے وطن کا آخری

دشمن زندہ بچا ہو آپ نے خود میں اتنی ہمت لانی ہے

اتنا حوصلہ پیدا کرنا ہے کہ آپ سامنے کھڑے دشمن کی

دھجیاں اڑا دیں پہلے جان پیش کرنے والے آفیسرز

مجھے ہر گز نہیں چاہیے خود میں ایسا اعتماد پیدا کریں

کہ آپ کی نظروں میں دیکھتے ہی دشمن کا پنپنے لگے

صرف آپ کو اپنی جان دے کر اس ملک کی بہن بیٹیوں

کو بچانا نہیں بلکہ اپنی جان بچا کر اپنے گھر اور خود

سے جڑے رشتوں کو بھی بچانا ہے صرف قربانی ہی

کامیابی نہیں ہوتی اپنے دشمن کو ایسی شیر کی نگاہ

سے دیکھو کہ اسی وقت اس کے اوسان خطا ہو جائیں

آپ سب پاکستان کہ رکھوالے ہیں آپ کی نظر میں اتنی

قوت اور طاقت ہونی چاہیے کہ سامنے کھڑا دشمن تھر

تھر کانپنے لگے آپ کے جسم میں تب تک جان اور روح

سلامت رہنی چاہیے جب تک سامنے دشمن کو جہنم

نصیب نہ کر دیں کل سے آپ کی ٹریننگ دوبارہ شروع

ہو گئی انڈر سٹینڈ حور کی دمدار اور گرجدار آواز

پورے گراؤنڈ میں کسی سپیکر کی مانند گونج رہی تھی

یس میم.... عینا کی باتیں سن کر وہاں موجود تمام

آفیسرز کو اپنے اندر ایک الگ سا جوش پیدا ہوتا ہوا

محسوس ہوا آج تک جتنے بھی آفیسر آئے تھے جتنے

بھی آفیسرز نے ان کی ٹریننگ کی تھی کبھی بھی انہوں

نے یہ نہیں بولا تھا کہ تم لوگوں نے اپنی بھی رکھوالی

کرنی ہے خود کی جان کی بھی پرواہ کرنی ہے انہوں نے

ہمیشہ یہ سکھایا تھا کہ وطن کے لیے جان بھی دینی

پڑے تو دے دو لیکن یہ آفیسر جوان کے سامنے کھڑی

تھی جو ایک لڑکی تھی جوان سے زیادہ عقل اور شور

رکھتی تھی وہ ان کے اندر سویا ہوا شیر جگا گئی تھی

تمام آفیسرز کی طرف دیکھتے ہوئے عینانے واپسی کے

لیے قدم بڑھائے اور گراؤنڈ سے نکلتی چلی گئی

حور اس وقت بڑی اماں کے کمرے میں موجود تھی

جبکہ بڑی اماں نے حور کے لیے بہت سارے کپڑے جوتے

اور کچھ ضرورت کا سامان منگوا کر اس کے آگے رکھا

تھا جبکہ حور کو یہ بات بہت عجیب لگی تھی اتنی

جلدی وہ کیسے نئے جوتے کپڑے پہن لیتی جبکہ اس

کے حق میں ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں ہوا

کیا دیکھ رہی ہو بیٹا یہ سب تمہارے لیے ہی منگوایا ہے

میں نے حور کو مسلسل اس سامان کو گھورتا دیکھ کر

بڑی اماں حور کو دیکھتے ہوئے بولی

اس سب کی ضرورت نہیں تھی میرے پاس تو کپڑے

موجود تھے حور نظریں اٹھا کر بڑی اماں کے طرف

دیکھتے ہوئے بولی

کیوں ضرورت نہیں تھی ضرورت تھی اسی لیے تو منگوا

کر دیا ہے اور آج سے تم یہی کپڑے پہنا کر وگی دوبارہ

میں تمہیں ان کپڑوں میں نہ دیکھوں چلو اٹھو شباہ

جاؤ اور کپڑے چیلنج کرو بڑی اماں حور کو دیکھتی

مسکرا کر بولی تو حور نے بیچارگی سی شکل بنا کر

بڑی اماں کی جانب دیکھا

جاؤ بیٹا میری طرف کیا دیکھ رہی ہو بڑی اماں

مسکراتے ہوئے بولی تو اب کی بار حور انکار نہیں کر

سکی تھی کیونکہ بڑی اماں کا حکم حویلی میں پتھر

کی لکیر کی مانند ہوتا تھا کوئی بھی ان کی بات پر

انہیں انکار کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا مگر حور جب

سے آئی تھی اس نے کافی بار بڑی اماں کو انکار کر دیا

تھا وہ جو بولتی تھی وہ ایک بار لازمی انکار کرتی تھی

مگر اب اسے ان کو انکار کرنا ٹھیک نہیں لگا

بڑی اماں نے ایک ملازمہ کو اشارہ کیا تو ملازمہ تمام

سامان اٹھاتی ہوئی زر خان کے کمرے میں چھوڑنے چلی

گئی جبکہ حور بھی اس کے پیچھے ہی موجود تھی

اماں آپ اس لڑکی کی اتنی فکر کیوں کر رہی ہیں اگر کل

کو یہ قصور وار نکلی تو آپ کا دل دکھے گا اماں جان

بڑی اماں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو وہ ہلکا سا

مسکرا دی

بہو یہ بال ہم نے دھوپ میں بیٹھ کر سفید نہیں کیے

عمریں گزاری ہیں میرا دل کہتا ہے کہ یہ لڑکی قصور وار

نہیں ہے یہ تو بہت معصوم سی ہے معصوم سے دل کی

لڑکی ہے یہ کسی کا کیا بگاڑ سکتی ہے یہ تو کسی کو

برا بھلا بھی نہیں کہہ سکتی وہ جب سے یہاں آئی ہے

تم نے دیکھا ہے کہ اس نے کسی کے ساتھ بد اخلاقی کی

ہو یا اپنی زبان کے تیز تیر چلائے ہوں یا کسی کے

سامنے کچھ بھی بولی ہو وہ بس چپ چاپ سب

برداشت کرتی رہتی ہے اگر وہ کوئی شاطر لڑکی ہوتی

تو اس کی آنکھیں اس کا ساتھ نہ دیتی مگر اس کی

آنکھیں تمام باتیں بیاں کر جاتی ہیں یہ لڑکی بہت

معصوم ہے اور میری خواہش ہے کہ زر خان اس کی قدر

کرے اور اپنی کسی بے وقوفی کے تحت اسے کوئی

افیت نہ دے بلکہ اس لڑکی کے ساتھ تو اس کی زندگی

بہت خوبصورت ہو جائے گی لیکن بات صرف سمجھنے

کی ہے میری دعا ہے کہ اللہ پاک میرے بچوں کے نصیب

اچھے کریں بڑی اماں اماں جان کی طرف دیکھتی ہوئی

بولی

لیکن پھر بھی اماں اگر یہ قصور وار ہوئی تو اماں جان

نے کسی خدشے کے تحت بڑی اماں سے پوچھا کیونکہ

ان کے بیٹے کی پوری زندگی کا سوال تھا اور وہ بھی

چاہتی تھی کہ ان کے بیٹے کا ہر فیصلہ ٹھیک ہو اور اس

کی زندگی خوشیوں سے بھرپور ہو

یہ لڑکی قصور وار نہیں ہے اور ہمارے زرخان کے لیے یہ

بہت اچھی ثابت ہونے والی ہے بڑی اماں مسکراتے ہوئے

بولی جیسے انہیں اندازہ ہو کہ آنے والے وقت میں کیا

ہونے والا ہے

ملازمہ تمام سامان حور کے کمرے میں رکھ کر چلی گئی

تھی جبکہ حور کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ سارا

سامان کہاں پر رکھے کیونکہ وہاں پر بڑی الماری تو

زرخان کے کپڑوں سے بھری پڑی تھی اور ڈریسنگ روم

میں تو ایک بار بھی جا کر اسنے نہیں دیکھا تھا کہ وہ

اندر سے کیسا ہے اور کیسا نہیں

بہت سوچنے کے بعد حور نے فیصلہ کیا کہ وہ سارا

سامان ڈریسنگ روم میں رکھے گی اس لیے سارا سامان

اٹھاتے ہوئے ڈریسنگ روم میں داخل ہو گئی ڈریس روم

دیکھتے ہی اس کی پوری آنکھیں کھل گئی وہ اندر سے

پورے ایک کمرے جتنا بڑا تھا دیوار پر شیشے لگے ہوئے

تھے اندر ایک سائیڈ پر سٹڈی روم تھا جبکہ دوسری

سائیڈ پر ایک بڑی سی الماری جو پوری دیوار میں

سیٹ کی ہوئی تھی اسے یہ ڈریسنگ روم بہت

خوبصورت لگا تھا اس نے قدم الماری کی جانب بڑھائے

اور الماری کا دروازہ کھولا تو اسے زر خان کے کافی

سارے کپڑے دکھائی دیے جو وہ کورٹ پہن کر جاتا تھا

تھری ڈی پیس گرے وائٹ بلیک براؤن رنگوں میں

مختلف ڈیزائنز کے سوٹس بہت خوبصورت تھے اور

نفاس سے ہینگ کیے ہوئے تھے حور نے وہ دروازہ بند کر

کے دوسرے دروازہ کھولا تو وہ حصہ کھالی تھا یہ

دیکھ کر حور کی ٹینشن ختم ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ

سارے سامان سیٹ کرنے لگی

سب سامان سیٹ کر کے حور نے ایک ہلکے گلابی رنگ کا

جوڑا نکالا جس پر کڑھائی ہوئی تھی ان سب کپڑوں

میں ایک یہی سوٹ اسے ہلکا پھلکا سا لگا تھا مگر اس

کے لحاظ سے یہ بھی بہت ہیوی تھا اپنا ڈریس لیتی ہو

فریش ہونے چلی گئی

حور فریش ہو کر باہر نکلی تو اپنے بال سکھاتے ہوئے

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آن کھڑی ہوئی اپنے بالوں کو

سکھا کر اس نے بالوں کو برش کیا اور گیلے بالوں کا ہی

جور اپنا کر بالوں کو قید کر لیا اور سر پر دوپٹہ لپیتی

کمرے سے باہر نکل گئی

السلام علیکم حور لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولی تو

سب نے نظر گھما کر حور کی جانب دیکھا وہ ہلکے

گلابی رنگ کے جوڑے میں جس پر ہلکی ہلکی کڑھائی

ہوئی تھی سر پر دوپٹہ لیے بہت خوبصورت لگ رہی

تھی ہر طرح کے میک اپ سے پاک چہرہ سادگی میں

بھی اس کی دودھیارنگت ہلکے گلابی جوڑے میں

دھمک رہی تھی سب کو خود کی طرف دیکھتا پا

کر حور پیزل سی ہوئی

اب لگ رہی ہونا اس حویلی کی بہو عجیب سے کپڑے

پہن کر گھومتی رہتی تھی خبردار اگر اسندہ تم نے

دوبارہ وہی کپڑے پہنے تو آج سے تم یہی کپڑے پہنو

گے جو تمہیں میں نے دیے ہیں بڑی اماں حور کو

دیکھتے ہوئے مسکرا کر بول رہی تھی

لیکن وہ سب تو بہت ہیوی ہیں حور نے احتجاج کیا

کوئی بھاری نہیں ہیں ہم نے اپنے وقت میں اس سے بھی

بھاری کپڑے پہنے تھے اور تم آج کل کی لڑکیاں زرا

بھاری لباس اپنے وجود پر برداشت نہیں کرتی اماں

جان حور کی جانب دیکھتی ہوئی بولیں تو فاریہ اور

لاٹبہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی کیونکہ انکے زمانے کے

قصے (تانوں کی صورت میں) آج تک وہ دونوں ہی

سنٹی آر ہی تھی مگر آج سے ان کی ٹیم میں حور

بھی شامل ہو چکی تھی

جی میں پہن لیا کروں گی حور نے ہلکا سا مسکراتے

ہوئے جواب دیا

ارے اتنی جلدی مان گئی آپ تھوڑی دیر اماں جان کے

زمانے کے قصے ہی سن لیتی لائے حور کے کان میں

ہلکی آواز میں بولی تو حور نے بیچاری سی شکل بنا

کر لائے کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہونہ

بہن میں مزید قصے نہیں سن سکتی

حور کی شکل دیکھ کر لائِبہ اپنی ہنسی نہیں روک سکی

تھی اور وہ قہقہہ لگا کر ہنسی سب نے گردن گھما کر

لائِبہ کی طرف دیکھا تھا سب کو خود کی طرف دیکھتا

پاکر لائِبہ کی ہنسی کو فوراً بریک لگی تھی

میں چائے بنا کر لاتی ہوں سب کے لیے فاریہ اپنی

جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی

میں بھی چلتی ہوں ساتھ ہیلپ کروادوں گی حور بھی

فوراً سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی فاریہ نے مسکراتے ہوئے

ہاں میں سر ہلایا اور وہ دونوں ہی کچن کے جانب

چل دی

اگر تم دونوں جارہی ہو تو مجھے بھی لے جاؤ میں ان

پرانے زمانے کی لیڈرز کے درمیان بیٹھ کر کیا کروں گی

لاٹہ نے ان کے پیچھے سے ہانگ لگائی تو زینت بیگم نے

اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا مگر وہ تھی ہی

اتنی ڈھیٹ نہ تو اسے اپنی ماں کی گھوریوں سے فرق

پڑتا تھا اور نہ ہی وہ کبھی باز آتی تھی اس سے پہلے

کہ اس کی مرمت زینت بیگم کی جوتی سے کرتی وہ ان

کی گھوڑیوں کو اگنور کرتی وہاں سے اٹھ کر ان کے

پیچھے دوڑی

زرخان اس وقت اپنے آفس روم میں موجود اپنی چیئر

پر بیٹھا دائیں کہنی چیئر سے ٹکا کر اپنی تھوڑی کے

نیچے ہاتھ کی مٹھی بنا کر رکھے کر سی کودائیں بائیں

ہلار ہاتھ ساتھ سامنے موجود کچھ لڑکوں کو دیکھ رہا تھا

زرخان کی سرد اور سخت نظروں سے وہ لڑکے بے حد

گھبرائے ہوئے تھے اور کسی سے بھی بولنے کی ہمت

نہیں ہو رہی تھی کیونکہ جب تک زرخان سکندر کا

حکم نہ ہوتا تب تک ان میں سے کوئی ایک بھی بول

نہیں سکتا تھا

زر خان کو آج ہی معلوم ہوا تھا کہ جس جگہ پر مصطفیٰ

کا قتل ہوا تھا اس جگہ پہ مصطفیٰ اور اس کے کچھ

دوست کچھ دنوں سے اکٹھے جا رہے تھے جبکہ دوسری

طرف دانش اور اس کے کچھ دوست بھی اسی جگہ پر

اکٹھے جاتے تھے ان سب لڑکوں کا پتہ کروا کر زر خان

نے باقی تمام لڑکوں کو واپس بھجوا دیا تھا جب کہ

وہ سب وہیں پر موجود تھے جن سب کے بارے میں

معلوم ہوا تھا اور اس وقت وہ زرخان سکندر کی

عدالت میں موجود تھے

کیا کرنے جاتے تھے ایک ہفتے سے تم لوگ وہاں آخر کار

کمرے کی گہری خاموشی کو زرخان کی سنجیدہ آواز نے تورا

سنائی نہیں دیا کیا کیا کرنے جاتے تھے تم لوگ وہاں ان

سب لڑکوں کو جواب نہ دیتا دیکھ کر زر خان شیر کی

طرح دھاڑا تھا جبکہ اس کی دھاڑ پر وہاں موجود

تمام لڑکے کانپ کر رہ گئے تھے

سرہمیں وہاں ایک آدمی بلاتا تھا روز ملنے کے لیے لیکن

وہ خود نہیں آتا تھا ان میں سے ایک لڑکا سہمی آواز

میں بولا

کون تھا وہ آدمی اور کیوں بلاتا تھا تم لوگوں کو زرخان

نے اگلا سوال انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا

سر پچھلے دنوں جب ہمارے امتحان ہو رہے تھے تب

ہمارے پاس ایک لڑکی آئی تھی وہ سیدھا مصطفیٰ کے

پاس آئی تھی اس نے مصطفیٰ کو آکر بولا تھا کہ وہ

ایک غریب گھرانے کی لڑکی ہے اور کوئی آدمی اس کے

پیچھے پڑا ہوا ہے اور وہ بول رہا ہے کہ اسے اغوا کر لے

گا اس کی عزت خراب کر دے گا وہ کہہ رہی تھی کہ

وہ اپنے ماں باپ کے بغیر پلی بھری ہے اور اب وہ اپنے

ماموں کے پاس رہتی ہے اگر اس کے مامو یا ممانی کو

اس بات کے بارے میں پتہ چل گیا تو وہ اسے جان سے

مار دیں گے اس لیے خدا را اس کی مدد کی جائے اس

کی مدد کے لیے ہم نے اس آدمی سے رابطہ کیا مصطفیٰ

نے اس آدمی سے بات کی تو اس آدمی نے ملنے کا وقت

دیا تو پھر ہم سب اسے ملنے گئے ہم روز اسے ملنے جاتے

تھے لیکن وہ نہیں آتا تھا وہ روز ہمیں آنے کا بول کر

خود وہاں پر نہیں موجود ہوتا تھا پھر چار دن پہلے

جب ہم لوگ اس آدمی سے دوبارہ ملنے گئے تو وہاں پر

دانش اور اس کے دوست بھی موجود تھے وہاں پر وہی

لڑکی آئی اور اس لڑکی نے مصطفیٰ کو آکر بولا کہ

سامنے ٹیبل پر بیٹھا لڑکا ہی وہ شخص ہے جو اسے تنگ

کرتا تھا اور اس کا جینا حرام کر رکھا تھا یہ بات سنتے

ہی مصطفیٰ کو بہت غصہ آیا اور وہ اٹھ کر دانش کی

طرف بڑھا اور اسے مارنے لگا دانش اپنے دوستوں کے

ساتھ مصروف تھا چانک مار پڑنے سے وہ لہو لہان ہو

گیا مگر اپنے بچاؤ کے لیے اس نے جوابی حملہ کیا تو وہ

دونوں ہی لڑنے لگے ان دونوں کو چھڑوانے کے چکر میں

وہاں پر لڑائی بہت بڑھ گئی اور پھر دانش نے شیشے

کی بوتل اٹھا کر ٹیبل پر ماری اور وہ ٹوٹ گئی تو اس

نے مصطفیٰ کے چہرے پر کافی زیادہ وار کیے اور جب

مصطفیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو دانش کو اس کے

دوست وہاں سے لے گئے اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں

جانتے مصطفیٰ کے دوست نے زر خان کی طرف دیکھتے

ہوئے ساری تفصیل بتائی اس کی مکمل بات سننے کے

بعد زر خان نے نظروں کا زاویہ بدلا اور اب اس کی

نظریں دوسرے لڑکے کی جانب تھی جو دانش کے

ساتھ پایا جاتا تھا

سر آپ یقین مانیں دانش ایسا نہیں تھا اس نے آج تک

کالج میں کسی لڑکی کو نہیں چھیرا وہ تو ہمیشہ ہی

نظریں جھکا کر چلنے والا لڑکا تھا وہ بہت شریف لڑکا

ہے سر اس نے کبھی کالج میں بھی کسی کو شکایت کا

موقع نہیں دیا تو وہ کسی لڑکی کو کیسے ہر اسماں کر

سکتا ہے اس لڑکی نے جھوٹ بولا ہے آپ بات کو

سمجھنے کی کوشش کریں ہمارا دوست ایسا نہیں ہے

وہ لڑکا بنا ڈر کے زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے سچائی

بیان کرنے لگا

داؤد اس لڑکے سے اس لڑکی کی ساری معلومات لو اور

تم سب لوگ جاسکتے ہو اب زر خان سب کی طرف

دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو داؤد اس لڑکے سے

اس لڑکی کی معلومات لینے لگا جب کہ تمام لڑکے وہاں

سے جا چکے تھے

اس لڑکی کی تمام معلومات مل جانے کے بعد زر خان نے

داؤد کو حکم دیا تھا کہ وہ جائے اور اس لڑکی کو یہاں

لے کر آئے اور داؤد اب اس لڑکی کو لے کر زر خان کے

سامنے کھڑا تھا جبکہ زر خان اپنے سامنے موجود لڑکی

کو دیکھ رہا تھا جو بے حد گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی

اس کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ کچھ تو گڑبڑ ہے

بیٹھو۔۔۔۔ زر خان نے اس لڑکی کو سامنے کر سی پر بیٹھنے

کا اشارہ کیا تو وہ لڑکی جو زر خان کے سامنے بیٹھ گئی

نام کیا ہے تمہارا زر خان اس لڑکی کی جانب دیکھتے

ہوئے بولا

جی فاطمہ اصضروی لڑکی نظریں جھکاتی ہوئی بولی

مجھے جانتی ہو...؟؟ زر خان نے اگلا سوال کیا

جی سر آپ کو کون نہیں جانتا وہ لڑکی زر خان کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

مصطفیٰ کو جانتی ہو زر خان کے اگلے سوال پر اس لڑکی

کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

جج جی سروہ اپنا گلا تر کرتے ہوئے بولی

دانش کو جانتی ہو زر خان کے اگلے سوال پر وہ کانپی تھی

جبکہ زر خان اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا

نن نہیں سراس نے لڑکھڑاتی آواز میں جواب دیا

اگر تم دانش کو نہیں جانتی تو اس دن اس اڈے پر تم

کیا لینے گئی تھی اور تم نے دانش پر الزام کیوں لگایا

تھا کہ تمہیں ہر اسماں کرنے والا شخص وہی ہے زر خان کا

لجہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا تھا

سس سر-----

مجھے صرف میرے سوال کا جواب دوزر خان ٹیبل پر

ہاتھ مارتے ہوئے غرایا تو وہ اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی

سر میں مجبور تھی اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ میری

ویڈیو لیک کر دیتا وہ لڑکی روتے ہوئے بولی

کون...؟؟؟ زرخان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

سر میں اپنی فزکس کی کلاس لینے جا رہی تھی جب

ایک راہداری سے گزرتے ہوئے مجھے کچھ لوگوں کی

آواز سنائی دی میں نے اس کمرے کی جانب قدم بڑھائے

اور دروازے کے قریب کان کرتے ہوئے ان کی باتیں سننے

لگی وہ لوگ ڈر گز کی بات کر رہے تھے کالج کی لڑکیوں

کو ڈر گز پر لگایا ہوا تھا اور اس کمرے میں کچھ لڑکیاں

بھی موجود تھیں جنہیں وہ لوگ انجیکشن لگا رہے تھے

میں ابھی سب سن ہی رہی تھی کہ ایک آدمی کی نظر

مجھ پر پڑ گئی میں نے وہاں سے بھاگنا چاہا مگر اس

سے پہلے ہی وہ مجھ تک پہنچ چکا تھا

میں نے بہت احتجاج کیا بہت منت کر مگر اس نے

مجھے نہیں چھوڑا اور اس کمرے میں لے گیا اور

دروازہ بند کر دیا وہ روتی ہوئی زر خان کو بتا رہی تھی

جبکہ زر خان کے چہرے پر سختی بڑھتی جا رہی تھی

پلیز مجھے یہاں سے جانے دو میں نے کچھ نہیں سنا

میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی وہ آدمی کے

سامنے گڑ گڑاتے ہوئے بول رہی تھی

تجھے اس قابل چھوڑوں گا تب تو کسی کو کچھ بتائے

گی نا وہ آدمی اس کے گلے سے دوپٹہ کھینچ کر اس کے

وجود سے الگ کرتے ہوئے بولا جبکہ خود کے وجود سے

دوپٹہ الگ ہوتے دیکھ کر اس نے فوراً اپنے دونوں بازوؤں

سے اپنا وجود چھپانے کی کوشش کی تھی

پلیز ایسے مت کرو میں نے کچھ نہیں کیا میرا یقین کرو

میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی میں کالج آنا ہی

چھوڑ دوں گی وہ مسلسل روتی ہوئی گڑ گڑا رہی تھی

جبکہ وہ آدمی اپنی گندی نظریں اس کے وجود پر

گاڑھے قدم اس کی جانب بڑھا رہا تھا

ابے چپ کروا سے اگر اس کی آواز باہر گئی اور کسی نے

سن لی تو ہمارے لیے مشکل ہوگی ایک آدمی اس آدمی

کی طرف دیکھتے ہوئے بیزاری سے بولا

اس کا منہ تو میں ایسا بند کروں گا کہ کسی کو منہ

دکھانے کا لائق نہیں رہے گی وہ آدمی فاطمہ کی کلائی

اپنی سخت گرفت میں لیتے ہوئے بولا

نہیں پلیز میرے ساتھ ایسے مت کرو خدا کا واسطہ ہے

تمہیں وہ اس شخص کو خدا کے واسطے دینے لگی جب

کہ اس درندے کو خدا کا بھی کوئی خوف نہ تھا

کمرے کے آخر تک لے جاتے ہوئے اس آدمی نے فاطمہ کو

کھینچ کر زمین پر پھینکا اور ابھی وہ اس پر جھکنے

ہی لگا تھا جب اس کمرے کا دروازہ کھلا

یہاں سے نکلوا اپنا سامان اٹھاؤ اور جلدی یہاں سے غائب

ہو جاؤ وہ لڑکا اور اس کے دوست اسی طرف آرہے ہیں

اگر ان لوگوں کو ذرا سا شک ہو گیا تو ہم بری طرح

پھنس جائیں گے جلدی کرو نکلو یہاں سے وہ آدمی

پریشانی کے عالم ان آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے

بولاتو اس کی بات سن کے وہ لوگ اپنا سامان اٹھاتے

باہر کی طرف دوڑے ان کے ہاتھ میں کچھ بیگ تھے جن

میں انجیکشن اور ڈرگز موجود تھے آگے پیچھے دیکھے

بغیر وہ لوگ وہاں سے نکلے تھے جبکہ کسی کے آنے کی

خبر سن کر وہاں موجود نشے میں دھت پڑی لڑکیاں

بھی اپنے آپ کو سنبھالتی ہوئی اس کمرے سے بھاگی

تھی ان کو جاتا دیکھ کر فاطمہ نے ہزار بار خدا کا شکر

کیا تھا کہ خدا نے آج اس کی عزت بچالی ورنہ وہ

واقعی میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہتی اپنا

دوپٹہ خود کے وجود پر صحیح طرح لیتی اپنے آنسو

صاف کرتی وہ بھی کسی کے وہاں پہنچنے سے پہلے

اس کمرے سے دوڑتی ہوئی نکلی تھی

دانش اور اس کے دوست اس کمرے میں داخل ہوئے تو

چاروں طرف نظر دوڑانے لگا مگر پورے کمرے میں

انہیں کچھ بھی دکھائی نہ دیا

یار میں نے ایک لڑکی کو اس کمرے کی طرف آتے دیکھا

تھا مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے دانش کا دوست دانش

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو دانش نے ایک باریک سی

نظر اس کمرے کی جانب دوڑائی جب اسے زمین پہ

ایک سائیڈ پر ایک انجیکشن گرا ہوا دکھائی دیا اس نے

آگے بڑھ کر وہ انجیکشن اٹھایا مگر اس میں سے آنے

والی سمیل سے ہی وہ سمجھ چکا تھا کہ اس

انجیکشن میں ڈرگز ہیں

ہاں یار تو صحیح کہہ رہا ہے یہاں ضرور کچھ نہ کچھ

غلط ہو رہا ہے مجھے لگتا ہے کہ ہمیں پرنسپل سے بات

کرنی چاہیے دانش اپنے دوستوں کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا

ہاں صحیح کہہ رہا ہے تو ویسے تو پرنسپل کچھ دنوں

کے لیے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں لیکن جیسے ہی وہ

آئیں گے ہم انہیں اس بارے میں اطلاع کریں گے دانش

کا دوست اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ہاں یہ ٹھیک ہے مگر اس سے پہلے ہمیں نظر رکھنی ہوگی

کہ یہ کام کون لوگ کر رہے ہیں دانش اپنا دماغ چلاتے

ہوئے بولا تو سب نے ہاں میں سر ہلایا اور اب ان کا

ارادہ ان لوگوں کو پکڑنے کا تھا جو ان کے کالج میں

نشے کو پھیلا رہے تھے

فاطمہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ کوری ڈور تک

پہنچی جب سامنے سے اسے اپنی دوست آتی ہوئی

دکھائی دی جبکہ اس کی دوست کی نظر جیسے ہی

فاطمہ پر پڑی وہ پریشان سی ہو گئی کیونکہ اس کا

چہرہ پسینے سے تر تھا اور وہ چہرے سے کافی ڈری اور

سہمی ہوئی لگ رہی تھی جبکہ اس کی حالت بھی

ٹھیک نہیں لگ رہی تھی

فاطمہ کیا ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک تو ہو وہ فاطمہ کی

طرف دیکھتے ہوئے پریشان سی بولی اس کی حالت

دیکھ کر وہ کافی پریشان ہو گئی تھی

ہاں میں ٹھیک ہوں بس چلو یہاں سے مجھے گھر جانا

ہے فاطمہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی اور پھر اس

کا ہاتھ پکڑتی کالج سے باہر لے جانے لگی جبکہ وہ

حیران و پریشان فاطمہ کی طرف دیکھ رہی تھی جو

نہ تو کچھ بتا رہی تھی اور نہ ہی کچھ بولنے دے رہی

تھی بلکہ اسے اپنے ساتھ زبردستی کالج سے باہر لے جا

رہی تھی اسے فاطمہ کی طبیعت اس وقت ٹھیک نہیں

لگی اس لیے اس لیے کوئی بھی سوال پوچھنے کے

بجائے وہ خاموش ہو گئی اس نے سوچا کہ جب اس

کی حالت بہتر ہوگی تو وہ خود ہی اسے ساری بات بتا

دے گی

انج دودن ہو گئے تھے مگر فاطمہ کالج نہیں گئی تھی ڈر

کے مارے اسے بخار ہو گیا تھا مگر وہ کسی کو بھی

کچھ نہیں بتا رہی تھی اس کی حالت سے اس کے

ماموں کافی پریشان ہوئے تھے لیکن تیسرے دن جب وہ

خود ہی کالج کے لیے تیار ہو گئی تو انہیں تھوڑی تسلی

ہوئی فاطمہ نے خود سوچا کہ جب دو دن سے ایسا

کچھ نہیں ہوا جو وہ سوچ رہی تھی تو پھر اب کیسے

ہو گا اس نے سوچا کہ وہ کالج جائے گی اپنی پڑھائی

مکمل کرے گی تاکہ وہ ڈاکٹر بن سکے اپنے مامو کا

خواب پورا کر سکے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ

دوبارہ اس کمرے کے قریب سے کبھی نہیں گزرے گی

بلکہ اس طرف جائے گی ہی نہیں جہاں پر کوئی

سٹوڈنٹ موجود نہ ہو وہ ہمیشہ بھیر والی جگہ پر

رہے گی جہاں پر سٹوڈنٹس موجود ہوں گے وہ وہیں پر

بیٹھے گی نہ تو اکیلے کہیں پر جائے گی اور نہ ہی اکیلے

کہیں پر بیٹھ کر پڑھائی کرے گی کیونکہ اس عادت

تھی تنہائی میں رہ کر پڑھنے کی مگر اس حادثے کے

بعد وہ بہت ڈر گئی تھی اس لیے اب وہی تنہائی اس

کے خوف میں تبدیل ہو چکی تھی

فاطمہ نے کالج میں قدم رکھا تو کالج کے گیٹ پر ہی

اسے اپنی دوست مسکان دکھائی دی مسکان فاطمہ کو

دیکھتے ہی خوش ہو گئی آج وہ تین دن بعد کالج آئی

تھی اور اس کی گہری دوست بن چکی تھی اس لیے

جب تین دن سے وہ نہیں آرہی تھی تو وہ اس کے لیے

کافی پریشان تھی مگر آج اسے کالج دیکھ کر اسے

کافی خوشی ہوئی تھی

شکر ہے آج تم آگئی ورنہ میں تو تین دن سے پاگل ہی ہو

گئی تھی مسکان فاطمہ کے گلے ملتی مسکراتے ہوئے

بولی تو وہ بھی مسکرائی اور پھر دونوں نے قدم کالج

کے اندر کے جانب بڑھائے

کالج میں سارا دن فاطمہ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا

جیسے کسی نے اس پر نظر رکھی ہوئی ہے جیسے اس

کے آس پاس کوئی موجود ہے وہ بار بار جب ادھر ادھر

دیکھتی تو اسے کوئی نہ دکھائی دیتا مگر وہ کسی کی

نظریں مسلسل خود پر محسوس کر رہی تھی اس وقت

ان کا فری لیکچر تھا اور وہ دونوں کنٹین میں بیٹھی

جو س پی رہی تھی جب مسکان کا فون بجنے لگا اس

نے کال ریسیو کی اور فون کان سے لگایا

فاطمہ تم یہیں بیٹھو میں بس ابھی پانچ منٹ تک آ

رہی ہوں آج فیس جمع کروانے کا آخری دن ہے اور بابا

مجھے فیس کے پیسے ہی دینے آئے ہیں کیونکہ میں گھر

بھول گئی تھی وہ میں ان سے پکڑ کے لے آتی ہوں اور

پھر ہم دونوں اکٹھے جائیں گے ٹھیک ہے مسکان فاطمہ

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو فاطمہ نے ہاں میں سر

ہلایا تو مسکان مسکراتے ہوئے اٹھی اور کنٹین سے نکل گئی

مسكان كے وہاں سے جاتے ہى ايك آدمى فاطمہ كے

سامنے آكر بيٹھا فاطمہ نے نظر اٹھا كر اس آدمى كى

طرف ديكھا تو اس كى سانسيس اس كى حلق ميں ہى

اٹك گئى كيونكہ يہ وہى آدمى تھا جس نے اس دن

فاطمہ سے زبردستى كرنے كى كوشش كى تھى وہ پھٹى

پھٹى آنكھوں سے خوف كے مارے اس آدمى كى طرف

دیکھ رہی تھی جو اس کے سامنے بالکل ریلیکس انداز

میں بیٹھا آنکھوں میں حوس لیے فاطمہ کو گھور رہا

تھا

تت تم کون ہو فاطمہ لڑکھڑاتی آواز میں بولی

اتنی جلدی بھول گئی ابھی تین دن پہلے کی ہی تو بات

ہے ویسے بھولنا بھی بنتا ہے یاد دلانے والا کوئی کام جو

نہیں کیا میں نے سالہا عین وقت پر سارا کام ہی خراب

ہو گیا مگر کوئی مسئلہ نہیں اپنا کام تو سرانجام دے

کر ہی رہوں گا میں وہ آدمی فاطمہ پر گندی نظریں

گاڑتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ فاطمہ کو اپنی جان نکلتی

کوئی محسوس ہو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا

کہ اس کی گندی نظروں سے وہ کیسے بچے

پلیز مجھے معاف کر دو میں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا

فاطمہ رونے والی ہو گئی تھی

اتنی آسانی سے تو معاف نہیں کروں گا چلو سوچوں گا

تمہیں معاف کرنے کا لیکن اس کے لیے مجھے کیا ملے گا

وہ فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

کک کیا چاہیے تمہیں میں دے دوں گی تمہیں جتنے

پیسے مانگو گے فاطمہ نے اسے پیسوں کا لالچ دینا چاہا

کہ شاید وہ ایسے ہی اس کی جان چھوڑ دے مگر ایسا

ناممکن تھا وہ پیسے نہیں کچھ اور ہی چاہتا تھا

نہ نہ پیسہ نہیں تمہاری یہ خوبصورتی چاہیے تمہارا یہ

نشیدہ جسم اففففف وہ بولا تو فاطمہ کے سر پر جیسے

ساتوا آسمان ایک ساتھ آگرے تھے

یہ اڈریس ہے کل عزت سے اس جگہ پہنچ جانور نہ

تمہیں گھر سے اٹھالاؤں گا اور تمہاری عزت کی

دھجیاں اڑادوں گا اس پر میرا نمبر بھی لکھا ہے سیو

کر لینا تاکہ جب میں میسج کروں تو مجھے آگے سے

جواب دے سکوا اور اگر کوئی ہوشیاری کرنے کی

کوشش کی تو عزت تو جائے گی ہی لیکن جان سے بھی

مردوں گامیں تجھے تیری لاش بھی نہیں ملے گی وہ

آدمی فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا

جبکہ فاطمہ کا چہرہ لٹے کی مانند سفید پڑ چکا تھا

جیسے اس کے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو اس کا

جسم ٹھنڈا پڑنے لگا تھا وہ آدمی فاطمہ کو دھمکی دیتا

وہ پرچی فاطمہ کی طرف بڑھاتا ہوں اٹھ کھڑا ہوا اور

وہاں سے چلا گیا

جبکہ فاطمہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا

کرے آنکھوں سے آنسو بہہ کر دونوں رخساروں کو

بھگور رہے تھے اس وقت وہاں پر بیٹھی خاموش آنسو

بہا رہی تھی اس کا دل درد سے پھٹ رہا تھا اس کی

عزت کو خطرہ تھا یہاں تک کہ وہ آدمی اسے یہ بھی

دھمکی دے گیا تھا کہ وہ اس کی عزت کی دھجیاں اڑا

دے گا وہ کیا کرے اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ

یہ سب سوچتی ہوئی آنسو بہا رہی تھی جب اس کے

کانوں میں اپنے پیچھے سے آتی ہوئی آواز پڑی

میرے بڑے لالہ نج ہیں زر خان سکندر تم سب نے ٹی وی

میں دیکھا ہی ہو گا ان سے بول کر تمہیں جیل بھجوا

سکتا ہوں میں مصطفیٰ ہنستے ہوئے اپنے دوست کو

دھمکی دے رہا تھا جبکہ وہ سب بھی کسی کے ساتھ

ہی قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے

فاطمہ کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو تم فاطمہ کو اپنے

قریب سے مسکان کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی

سے اپنے آنسو صاف کیے اور ٹیبل پر رکھی پرچی پر

فوراً اپنا ہاتھ رکھا کہ کہیں وہ دیکھ نہ لے

کچھ نہیں بس امی ابو یاد آ گئے تھے فاطمہ مسکرا نے کی

نا کام کوشش کرتے ہوئے بولی

نہیں کوئی اور بات ہے تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے مسکان

کو تسلی نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ اس کے سامنے

بیٹھتی ہوئی اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی

یہی بات ہے اور کچھ نہیں ہے اچھا تم مجھے بتاؤ کہ

جو لڑکے تمہیں پریشان کر رہے تھے ان کی شکایت تم

نے کس سے کی تھی فاطمہ مسکان کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی

میں ابا کے ساتھ زرخان سکندر کے آفس گئی تھی وہ تو

نج ہیں اور وہ ٹی وی پر بھی آتے ہیں اور جو بہت

مشہور اور بڑے آدمی ہیں جب میں ان کے پاس گئی تو

انہوں نے مجھے بالکل چھوٹی بہن کی طرح پیار دیا

میری ساری بات سنی اور میں نے انہیں بتایا کہ وہ لڑکا

بولتا ہے کہ میرے چہرے پر تیزاب پھینک دے گا یہ

سنتے ہی انہیں بہت غصہ آیا اور انہوں نے ان لڑکوں کو

کالج سے اٹھوالیا اور اب وہ لڑکے میری طرف دیکھتے

بھی نہیں تمہیں پتہ ہے وہ بول رہے تھے کہ میں انہیں

لالہ بولوں ہر ہفتے ان کا فون بھی آتا ہے اپنے قیمتی

وقت میں سے ہمارے لیے وقت نکال کر وہ مجھ سے

حال چال پوچھ لیتے ہیں تمہیں پتہ ہے مجھے بہت

خوشی ہوتی ہے میرا کوئی بھائی نہیں لیکن انہوں نے

مجھے بولا کہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں مسکان

تحاشہ خوش ہوتی ہوئی فاطمہ کو ساری تفصیل بتا

رہی تھی جبکہ فاطمہ کو اپنے بچنے کا ایک راستہ نظر

آنے لگا

یہ جو پیچھے لڑکا بیٹھا ہے ابھی میں نے اسے بولتے ہوئے

سنا کہ زر خان سکندر اس کا بڑا بھائی ہے یہ اس کا

بھائی ہے کیا فاطمہ نے مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے

اگلا سوال پوچھا

ہاں یہ مصطفیٰ ہے یہ ان کا سب سے چھوٹا بھائی ہے اور

اس کالج میں اکثر جب کوئی چھوٹے موٹے مسئلے

مسائل ہوتے ہیں تو انہیں یہی سلجھا دیتا ہے تمہیں پتہ

ہے یہ بہت سمجھدار ہے اور بہت اچھا بھی کبھی اس

نے کسی لڑکی کو بڑی نظر سے نہیں دیکھا اور نہ ہی

اس کے دوستوں نے بلکہ یہ تو ہمیشہ ہر کسی کی مدد

کرتے ہیں مسکان مسکراتے ہوئے بولی تو فاطمہ کو لگا

جیسے کسی نے اسے نئی زندگی بخش دی ہو اسے امید

کی ایک نئی کرن دکھائی دینے لگی

مصطفیٰ اس وقت گراؤنڈ میں اپنے دوستوں کے ساتھ

بیٹھا ہوا تھا جب اسے اپنے نزدیک آتے ہوئے ایک لڑکی

دکھائی دی اسے لگا شاید وہ کسی اور سے ملنے آرہی

ہے اس لیے وہ اس لڑکی کو اگنور کرتا اپنے دوستوں کے

ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا

اسکیوزمی مصطفیٰ کو اپنے قریب سے ایک لڑکی کی

آواز سنائی دی تو اس نے گردن موڑ کر اس کی جانب

دیکھا

مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی تھی فاطمہ

مصطفیٰ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تم مصطفیٰ نے

ایک بار اپنی دائیں اور بائیں جانب دیکھا

جی مجھ سے مصطفیٰ خود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

جی مجھے آپ سے ہی بات کرنی ہے کہ آپ پانچ منٹ کے

لیے سائیڈ پر ہو سکتے ہیں فاطمہ مصطفیٰ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی تو اسے تعجب ہوا کیونکہ آج تک

کسی نے بھی لڑکی نے اس کے قریب آکر یوں بات

نہیں کی تھی

آپ نے جو بھی بات کرنی ہے یہیں پر کر لیں میں سن رہا

ہوں مصطفیٰ فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو

فاطمہ نے ایک بے چین سی نظر اس کے دوستوں پر

ڈالی جو فاطمہ کی طرف ہی دیکھ رہے تھے

فکر مت کریں آپ ان کے سامنے بات کر سکتی ہیں

مصطفیٰ جیسے سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کے

دوستوں کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتی

فاطمہ کو اب کوئی اور راستہ نہ دکھائی دے رہا تھا اس

لیے وہ مصطفیٰ کو ساری تفصیل بتانے لگی اس نے

ساری بات مصطفیٰ کو سچ سچ بتادی تھی اور آخر

میں وہ رونے لگی

دیکھیں آپ روئیں نہیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا آپ

اس آدمی کا نمبر مجھے دیں ہم مل لیں گے اور اب فکر

مت کریں کچھ نہیں ہو گا آپ کے ساتھ مصطفیٰ کو اس

کی ساری بات سن کر غصہ تو بہت آ رہا تھا لیکن وہ

ضبط کر کے کھڑا تھا اور اب وہ فاطمہ کو حوصلہ دے

رہا تھا مصطفیٰ کی بات سن کر فاطمہ کو تھوڑا حوصلہ

ہوا اور اس نے اپنے بیگ سے وہی پرچی نکال کر

مصطفیٰ کو دے دی جو پرچی کچھ دیر پہلے وہ

آدمی اسے دے کر گیا تھا

ٹھیک ہے ہم اس آدمی سے مل لیں گے اور فکر مت کریں

آپ نے بس کچھ دنوں تک کالج نہیں آنا جب تک ہم اس

آدمی کو پکڑ نہ لیں تب تک آپ کالج نہیں آئیں گے ٹھیک

ہے مصطفیٰ فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تو اس نے ہاں میں سر ہلایا

جی ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ ہماری سینئر ہیں آپ ہم

سب کو اپنا بھائی ہی سمجھیں اور بھائی اپنی بہنوں

کی حفاظت کرنا جانتے ہیں مصطفیٰ کا ایک دوست

فاطمہ کی طرف دیکھتے مسکراتے ہوئے بولا تو فاطمہ

کو یوں لگا جیسے کسی نے اسے نئی زندگی لوٹا دی ہو

جی ٹھیک ہے شکریہ بھائی فاطمہ مسکراتے ہوئے بولی تو

وہ سب بھی مسکرا دیے اور فاطمہ وہاں سے چلی گئی

فاطمہ کو جاتے ہی مصطفیٰ نے اپنا فون نکالا اور اس

پرچی پر لکھا ہوا نمبر ڈائل کر کے کال ملائی اور فون

کان سے لگایا تیسری بیل پر ہی فون اٹھالیا گیا تھا

ہیلو کون فون میں سے کسی آدمی کی بھاری

آواز سنائی دی

میں وہی ہوں جس نے تم لوگوں کو کالج میں ڈر گز سیل

کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میرے پاس پورے پورے ثبوت

ہیں اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو مجھے اس کالج کے

پچھلے اڈے پر ملو مصطفیٰ فون کان سے لگاتے سنجیدہ

لہجے میں بولا جبکہ مقابل کے وہ ہوش اڑا چکا تھا

کک کون ہے تو وہ آدمی ہکلاتے ہوئے بولا

میں جو بھی ہوں تجھے مل کر ہی بتاؤں گا فی الحال

جہاں آنے کا بولا ہے کل وقت پر اس جگہ پہنچ جانا

مصطفیٰ نے بولتے ہی فون کاٹ دیا

مصطفیٰ مجھے لگتا ہے کہ اس معاملے میں تمہیں اپنے

بھائی سے مدد لیننی چاہیے اکیلے کچھ مت کرو مصطفیٰ

کا ایک دوست مصطفیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

پہلے اسے دیکھ تولوں کہ وہ دکھتا کیسا ہے اور ہے کون

اس کے بعد ہی میں بھائی کو بتاؤں گا اگر تو ہمارے

کالج کا ہی کوئی بندہ ہوا تو اسے تو ہم آسانی سے ہی

پکڑ لیں گے اور اگر کوئی باہر کا ہوا تو پھر میں بھائی

کو بتادوں گا پھر خود ہی بھائی اسے پکڑ لیں گے

مصطفیٰ اپنے دوستوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو

سب نے ہاں میں سر ہلایا اور وہ سب وہاں سے اپنا

لیکچر لینے چلے گئے

آج وہ سب لوگ اسی اڈے پر موجود تھے جہاں پر اس

آدمی کو بلایا گیا تھا مگر وہ آدمی وہاں پر نہیں آیا تھا

تین گھنٹے انتظار کرنے کے بعد مصطفیٰ نے اس آدمی کو

فون کیا تو اس آدمی کا نمبر بند جا رہا تھا مزید ایک

گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد وہ سب وہاں سے چلے گئے

ان کا ارادہ اب کل دوبارہ اسی جگہ آنے کا تھا اسی

طرح کرتے آج تین دن گزر گئے تھے مگر وہ آدمی نہ آ رہا

تھا اور نہ ہی اپنا فون آن کر رہا تھا مصطفیٰ کے غصے

کی کوئی حد نہ تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس

آدمی کو پکڑ کے اتنا مارے کہ وہ خود کو ہی پہچان نہ

سکے مصطفیٰ نے اس کے نمبر پر ایک میسج ٹائپ کیا

اور سینڈ کر دیا اس میسج میں اس نے یہ لکھا تھا کہ

اگر آج وہ اس سے اس جگہ نہ ملنے آیا تو رات تک وہ

تمام ثبوت میڈیا کا سامنے رکھ دے گا اور مصطفیٰ کو

امید تھی کہ میسج پڑھنے کے بعد ضرور وہ آدمی اس

سے رابطہ کرے گا اور ہوا بھی ایسے ہی ابھی دس منٹ

ہی گزرے تھے ایک ان نو نمبر سے کال آنے لگی مصطفیٰ

نے وہ کال ریسیو کی تو وہی آدمی تھا اس نے بولا کہ

وہ اسی جگہ پر آرہا ہے ملنے اور وہ اس کے ثبوت

میڈیا میں نہ لے کر جائیں

ٹھیک ہے اگر تم چاہتے ہو کہ وہ ثبوت میں میڈیا کو نہ

دوں تو اگلے دس منٹ تک تم اس جگہ پر میرے سامنے

موجود ہونے چاہیے مصطفیٰ نے اس آدمی کو دھمکی دی

تو وہ جلدی سے حامی بھرتا ہوا فون بند کر گیا

ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے جب مصطفیٰ کو اپنی

طرف فاطمہ آتے ہوئے دکھائی دی اسے دیکھ کر وہ

حیران ہوا

آپ یہاں پر کیا کر رہی ہیں مصطفیٰ فاطمہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولنا جس کا چہرہ بے حد سرخ تھا

ملنے کے لیے جسے آپ بلارہے ہیں وہ اس ٹیبل پر بیٹھا

ہے فاطمہ آگے والے ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

جہاں دانش اور اس کے کچھ دوست بیٹھے تھے دانش

کو دیکھتے ہی مصطفیٰ بغیر سوچے سمجھے اس پر

کسی شیر کی طرح جھپٹا تھا اس نے تو یہ بھی نہیں

سوچا تھا کہ وہ اسی کے کالج میں بڑھنے والا لڑکا ہے

اور نہ ہی اس نے یہ سوچا تھا کہ جس آدمی سے اس

کی بات ہوئی ہے اس آدمی کی آواز سے ہی معلوم ہوتا

تھا کہ وہ کافی بڑی عمر کا آدمی ہے جب کہ سامنے

بیٹھا دانش محض 19 سال کا تھا لیکن اس کے

جسامت اور چہرے سے وہ 19 سال کا نہیں لگتا تھا

دانش کو کالر سے پکڑتے ہی مصطفیٰ اسے بے دردی سے

مارنے لگا اس کے چہرے پر مکے مار مار کر اس کے

چہرہ جگہ جگہ سے لہو لہان کر دیا جبکہ اس اچانک

ہونے والے حملے پر دانش سنبھل نہ سکا اور حیرانی کے

عالم میں اس سے مار کھاتا رہا جب اسے تھوڑا سا ہوش

آیا تو اس نے مصطفیٰ کو پیچھے کی جانب دھکا دیا

کیا پاگل ہو گئے ہو تم کیوں مار رہے ہو مجھے اس طرح

دانش اونچی آواز میں چلایا

تجھے شرم نہیں آتی ایک لڑکی کی عزت پر ہاتھ ڈالتے

ہوئے مصطفیٰ دوبارہ اس پر جھپٹا تھا اور اسے دوبارہ

مارنے کی کوشش کرنے لگا جب کہ دانش نے جوابی

کاروائی میں اس کے پیٹ میں ایک ٹانگ ماری تھی

جس سے وہ پیچھے جا کر انگرہاں پھر بھی نہیں مانی

وہ پھر سے اٹھ کے آیا اور پھر سے لڑنے لگا وہ دونوں بے

دردی سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے جبکہ ان دونوں

کے دوست انہیں چھڑانے کی بہت کوشش کر رہے تھے

لیکن وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑ ہی نہیں رہے تھے

جب کہ وہاں ایک سائیڈ پر موجود فاطمہ خوف سے

آنکھیں پھلائے یہ منظر دیکھ رہی تھی یہ جو کچھ

بھی ہو رہا تھا سب اسی کی وجہ سے ہو رہا تھا

ان دونوں کے دوست اپنے اپنے دوستوں کو چھڑوانے کی

کوشش کر رہے تھے جب کہ آس پاس اکٹھے ہوئے تمام

لوگ تماشائی بنے تماشہ دیکھ رہے تھے

ابھی وہ دونوں بے دردی سے ایک دوسرے کو مار رہے

تھے جب وہاں پر گولیاں چلنے کی آواز آئی گولیوں کی

آواز سنتے ہی ہر طرف افراتفری مچ گئی تمام لوگ آگے

پیچھے بھاگنے لگے اس دوران دانش اور مصطفیٰ اپنے

دوستوں سے الگ ہو چکے تھے

وہاں پر موجود اڈے کے کچھ آدمیوں نے تمام لوگوں کو

باہر نکال دیا کیونکہ وہاں پر گولیاں چل رہی تھیں اور

اس افراد تفری میں کچھ لوگ زمین پر گر کر ایک

دوسرے کے نیچے آکر زخمی ہو چکے تھے ان کی

کوشش تھی کہ وہ تمام لوگوں کو وہاں سے باہر نکال

دیں تاکہ کسی کو کوئی جانی نقصان نہ پہنچ سکے ان

دونوں کے دوستوں کو بھی انہوں نے زبردستی باہر

نکال دیا تھا جبکہ انہیں اپنے قریب آس پاس کہیں

بھی دانش اور مصطفیٰ دکھائی نہیں دے رہے تھے وہ

پریشانی کے عالم میں بار بار اندر جانے کی کوشش کر

رہے تھے جبکہ وہ آدمی انہیں اندر جانے ہی نہیں دے

رہے تھے

بہت زبردستی کرتے ہوئے انہوں نے ان آدمیوں کو پیچھے

ہٹایا اور اندر کی طرف دوڑے مگر اندر کا منظر دیکھ

کر ان کے سر پر آسمان آگرا مصطفیٰ کا چہرہ بڑی طرح

سے زخمی کیا گیا تھا اور اس کے جسم سے بھی خون

نکل رہا تھا اور پاس ایک خون سے بھری شیشے کی

بوتل گری پڑی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ

شیشے کی بوتل سے اس کا جسم چیر ڈالا ہو

وہ لوگ مصطفیٰ کے پاس بھاگتے ہوئے گئے اور اس سے

اٹھانا چاہا مگر وہ بہت دیر کر چکے تھے ان کا دوست

انہیں چھوڑ کر بہت دور جا چکا تھا نہ تو اس کی

سانسیں چل رہی تھی اور نہ ہی اس کے جسم میں

کوئی حرکت ہو رہی تھی اس کے کپڑے جو جگہ جگہ

سے پھٹ چکے تھے اور جسم کے حصے جہاں پر بوتل

سے وار کیے گئے تھے وہاں سے خون نکل کر بہہ رہا تھا

مصطفیٰ کی حالت دیکھتے ہی وہ لوگ زار و قطار رونے

لگے جب کہ دانش انہیں وہاں کہیں بھی دکھائی نہ دیا

سر میں نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر نہیں کیا تھا

مجھے دھمکی ملی تھی میرے مامو اور ممائی ان کے

قبضے میں تھے انہوں نے بولا تھا کہ جیسا وہ بولیں گے

ویسا نہ کیا تو میرے مامو اور ممائی کو جان سے مار

دیں گے اور اس گھر کو آگ لگا دیں گے سر میں مجبور

تھی مجھ سے غلطی ہو گئی پلیز آپ مجھے معاف کر

دیں فاطمہ زار و قطار روتے ہوئے سر جھکاتے کسی

مجرم کی طرح بول رہی تھی جبکہ نظر خان کی

آنکھیں خون جھلکنے کے در پر تھی وہ ضبط کے

کرے امتحان سے گزر رہا تھا

اس آدمی کو پہچانتی ہو تم زر خان خود پر ضبط کرتے

ہوئے سخت لہجے میں بولا وہ چاہ کر بھی اس چیز کو

برداشت نہیں کر پار ہا تھا جو قصہ اسے اپنے بھائی کے

بارے میں سننے کو ملا تھا وہ بہت دردناک تھا اور یہ

وہی جانتا تھا کہ وہی سب کیسے برداشت کر رہا ہے

جی سر میں اس آدمی کو جانتی ہوں فاطمہ نے سر

جھکاتے ہوئے جواب دیا تھا اس سے ہمت نہیں ہو رہی

تھی کہ وہ اپنا سراٹھائے اس کی وجہ سے ایک بے

قصور مارا گیا تھا جب کہ دوسرا بے قصور غائب تھا

کس نمبر سے دھمکی آرہی تھی تمہیں نمبر دو اس کا

مجھے زر خان کے اگلے حکم پر فاطمہ نے سراٹھا کر

زر خان کے جانب دیکھا

سر معافی چاہتی ہوں لیکن میرا فون اسی دن وہیں پر

گر گیا تھا اس آدمی کو میں جانتی اور پہچانتی ضرور

ہوں لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ آدمی

تو مرچکا ہے فاطمہ زرخان کی جانب

دیکھتے ہوئی بولی

واٹ کیا کہہ رہی ہو یہ تم وہ آدمی مرچکا ہے زرخان کو

جیسے اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا

جی سروہ آدمی اور اس کی گینگ کا ہر فرد مر چکا ہے

ہماری کالج میں تو اب ایسا کوئی آدمی نہیں جو

لڑکیوں کو ڈر گز دیتا ہو اور ہمارے کالج سے جو لڑکیاں

ڈر گز لیتی تھی وہ سب بھی اب ہاسپٹل میں موجود

ہیں اور ان کا علاج چل رہا ہے فاطمہ کے اگلی بات پر

زر خان اور زیادہ شکڈ میں مبتلا کر گئی تھی

وہ آدمی کیسے مر سکتا ہے تم نے بتایا کہ سب کے

پیچھے اس آدمی کا ہاتھ تھا پھر وہ کیسے مر سکتا ہے

اسے کس نے مارا زر خان فاطمہ کی جانب دیکھتے ہوئے

سنجیدہ لہجہ میں پوچھ رہا تھا

سر اس دن جب مصطفیٰ کا قتل ہوا تو میں واپس گھر

آرہی تھی تو راستے میں وہ آدمی اور اس کے ساتھ

کچھ اور آدمی موجود تھے جنہوں نے میرا راستہ روکا

اور مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے جانے لگے مگر وہاں

پر اچانک ایک گولی چلی اور وہ گولی اس آدمی کے

بازو پر لگی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان سب

آدمیوں کو سامنے موجود شخص نے قتل کر دیا سر

میری آنکھوں کا سامنے اس نے ان آدمیوں کے دماغ

میں گولیاں ماری تھی اور وہ لوگ وہیں پر مر گئے تھے

اس کے بعد مجھے کسی نے تنگ نہیں کیا فاطمہ زرخان

کی جانب دیکھتے ہوئے سچائی بیان کر رہی تھی جبکہ

زرخان کو مزید حیرت ہو رہی تھی اسے سمجھ نہیں

آ رہا تھا کہ وہ کن الجھنوں میں الجھتا جا رہا ہے

کون تھا جس نے قتل کیا ہے دیکھا تم نے اس شخص کو

زر خان اب کافی الجھن کا شکار ہو رہا تھا اس لیے اس

نے فاطمہ سے اگلا سوال پوچھا

سروہ ایک لڑکی تھی اور وہ پورے بلیک کاسٹیوم میں

موجود تھی میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا لیکن وہ

لڑکی ہی تھی جس نے ان آدمیوں کو مارا ان آدمیوں کو

مارنے کے بعد اس نے مجھے بولا کہ میں اس سب کے

بارے میں کسی سے ذکر نہ کروں کچھ دیر بعد ہی وہاں

پر کچھ آفیسرز آئے اور پھر اس لڑکی نے ان آفیسرز کے

ساتھ مجھے میرے گھر بھجوا دیا اور اس کے بعد کبھی

دوبارہ مجھے وہ لڑکی نہیں ملی فاطمہ نے زر خان کو

تمام تفصیل بتائی

ٹھیک ہے جاسکتی ہو تم اور اگر تم اس لڑکی کو دوبارہ

دیکھو جب وہ تم سے ملے تو تم سب سے پہلے مجھے

بتاؤ گی زر خان فاطمہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

جی سر ٹھیک ہے فاطمہ سر جھکاتے ہوئے بولی اور اٹھ

کر آفس روم سے باہر نکل گئی

جبکہ فاطمہ کے جانے کے بعد زر خان گہری سوچ میں

ڈوب گیا تھا اس کے تمام باتیں سننے کے بعد یہ تو ظاہر

ہو گیا تھا کہ دانش وہ لڑکا نہیں ہے جس نے فاطمہ کو

ہراساں کیا تھا دانش بے قصور تھا لیکن ابھی تک یہ

ظاہر نہیں ہوا تھا کہ مصطفیٰ کا قتل کرنے والا شخص

دانش ہے یا نہیں مصطفیٰ کے جسم پر دانش کی

انگلیوں کا ایک بھی نشان نہیں پایا گیا جب کہ خون

سے رنگی بوتل پر دانش کی انگلیوں کے نشان موجود

تھے لیکن اس سب سے پہلے ان دونوں کا جھگڑا ہوا تھا

جس میں ان دونوں نے ایک دوسرے کو مارا تھا اگر ان

دونوں نے ایک دوسرے کو مارا تھا تو مصطفیٰ کے جسم

پر اور چہرے پر دانش کے انگلیوں کے نشان ہونے چاہیے

مگر اس کے جسم پر ایسا کوئی نشان نہیں تھا جو

دانش کی انگلیوں کے نشانوں سے میچ ہوتا جبکہ خون

کی بوتل پر دانش کی انگلیوں کے نشان تھے زر خان بڑی

طرح الجھ چکا تھا

اب ان سب سوالوں کا جواب صرف ایک ہی شخص دے

سکتا ہے اور وہ ہے وہ لڑکی جس نے ان آدمیوں کا قتل

کیا اسے اب اس لڑکی کو ڈھونڈنا تھا اور یہ کام اس کے

لیے زیادہ مشکل نہ تھا وہ نج تھا وہ یہ کام با آسانی

کر سکتا تھا مگر اس لڑکی کے بارے میں کچھ معلومات

نہ تھی سوائے اس کے کہ وہ بلیک کاسٹیوم میں موجود

تھی زر خان نے فیصلہ کیا تھا کہ جس جگہ قتل ہوا ہے

اس جگہ کی سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوائے گا اور وہ

دیکھ کر ہی پتہ کروائے گا کہ وہ لڑکی کون ہے جس نے

ان آدمیوں کا قتل کیا

زرخان کی گاڑی حویلی میں داخل ہوئی تو گیٹ پر

کھڑے گارڈز نے فوراً سے گیٹ کھولا تو اپنی گاڑی پورچ

میں لے آیا اور گاڑی وہاں لا کر کھڑی کی گاڑی سے نکل

کر زرخان نے قدم اندر کی جانب بڑھائے مگر سامنے ہی

لان میں نظر پڑتے وہ رک گیا سامنے لان میں لائبریری

اور ان کے ساتھ حور موجود تھی حور کی زر خان کی

طرف پیٹھ تھی جبکہ لائے فار یہ دونوں اس کے سامنے

کھڑی کچھ بول رہی تھی اور وہ مسلسل نفی میں سر

ہلا رہی تھی

لالہ آگئے ہیں جائیں آپ لائے کی نظر زر خان کی طرف

پڑتے ہی لائے نے حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

نہیں میں نے نہیں جانا اس طرح مت کرو میرے ساتھ

پلیز حوری بیچاری سی شکل بنا کر ان دونوں کی جانب

دیکھتے ہوئے بولی

آپ کو بڑی اماں نے کیا بولا تھا آپ بھول گئی ہیں کیا

بڑی اماں نے بولا تھا نا کہ جیسے ہی لا لا گھر آئیں سب

سے پہلے آپ انہیں حویلی کے دروازے سے ریسیو کریں

گی اور پھر ان کے ساتھ ہی اندر جائیں گی فار یہ نے

حور کو یاد دلانے کی کوشش کی صبح جب وہ سب

اکٹھے بیٹھے چائے پی رہے تھے تو بڑی اماں نے حور کہا

تھا کہ جب زر خان گھر آئے تو وہ اسے حویلی کے

دروازے پر لینے جائے اسے سلام کرے اور حال چال

پوچھنے کے بعد اس کے ساتھ ہی اندر آئے جبکہ حور کو

یہ کام دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا جانے

کیوں وہ زبردستی اسے زرخان کی زندگی میں مسلط

کرتے جا رہے تھے جبکہ وہ تو اسے ذرا پسند نہیں کرتا تھا

نہیں پلیز نہیں کرو تمہارے لالہ بہت غصے والے ہیں حور

نے شاہدا نہیں سمجھنا چاہا جبکہ وہ دونوں سمجھنے

کے موڈ میں بالکل نہیں تھی

آپ جارہی ہیں یا میں بڑی اماں سے شکایت کروں آپ

کی لائے اسے دھمکی دیتی ہوئی بولی تو حور نے ایک

بے بس تھی نظر ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر

مجبور آپچھے کے جانب مڑی مگر کچھ فاصلے پر

کھڑے زر خان کو دیکھ کر وہ گھبرائی پھر تھوڑی ہمت

پیدا کرتے ہوئے قدم زر خان کی طرف بڑھانے لگی

زرخان نے تعجب سے اپنی طرف آتی حور کو دیکھا

اسلام علیکم حور زرخان کے کچھ فاصلے پر رکتے ہوئے

ہلکی سی آواز میں بولی

وعلیکم السلام زرخان نے سلام کا جواب دے کر قدم

اندر کی جانب بڑھائے

کیسے ہیں آپ حور کے اگلے سوال پر زرخان کے قدم

وہیں رکے اس نے گردن گھوما کر حور کی طرف دیکھا تھا

میں ٹھیک ہوں تم کیوں پوچھ رہی ہو زرخان کو اس

کی حرکتیں آج کچھ عجیب سی لگ رہی تھی اس لیے

وہ پوچھے بنانہ رہ سکا

وہ بڑی اماں نے بولا تھا حور نے ایمانداری سے سچ بیان کیا

کیا...؟؟ زرخان کو اس کی بات کچھ سمجھ نہیں آئی تھی

کہ میں آپ سے آپ کا حال چال پوچھوں حور نظریں

جھکاتے ہوئے بولی تو زرخان نے اسے دلچسپی سے

دیکھا جس کے آج رنگ ہی بدلے ہوئے تھے پچھلے تین

دنوں سے اس نے اسے ایک نظر بھی صحیح سے نہیں

دیکھا تھا یا وہ دیکھنا چاہتا ہی نہیں تھا مگر آج اسے

لگ رہا تھا جیسے یہ بے قصور ہے اس لیے آج پہلی بار

زر خان نے اسے دلچسپی سے دیکھا تھا وہ بہت

خوبصورت تھی عمر میں وہ زر خان سے کافی چھوٹی

تھی مگر اس کا حسن مثال دینے کے لائق تھا براؤن

سلکی بال جو اس نے قید کیے ہوئے تھے سر پر دوپٹہ

سجائے گھنی پلکیں جھکائے ہوئے سرخ و سفید چہرے

پر بے حد معصومیت لیے ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا پہنے

جو اس پر بہت کھل رہا تھا زر خان کو آج پہلی بار لگا

تھا کہ یہ لڑکی واقعی میں بے قصور ہے کچھ بھی ہو

جائے یہ کچھ نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس نے کچھ

کیا ہوگا

اچھا اس کا مطلب تمہیں اگر کوئی اور بولے گا تب تم

مجھ سے میرا حال چال پوچھو گی زر خان نے ایک قدم

اس کی جانب بڑھایا تو وہ دو قدم پیچھے ہوئی

جی میرا مطلب ہے نہیں حور گھبراہٹ کے مارے پہلے

ہاں بول گئی اور پھر نہیں

کیا مطلب ہے تمہارے کہنے کا اگر کوئی نہیں بھی بولے گا

تم تب بھی میرا حال چال مجھ سے نہیں پوچھو گی

زر خان حویلی میں کسی سے بھی فضول گوئی نہیں

کرتا تھا مگر اس وقت وہ پتہ نہیں کیوں حور سے بے

فضول سے سوال پوچھ رہا تھا

مم میں پوچھ لیا کروں گی حور نے گھبراتے ہوئے جلدی

سے جواب دیا جبکہ لان میں کھڑی لائے اور فاریہ حور

کے تاثرات با آسانی دیکھ سکتی تھی انہوں نے زر خان

کے چہرے پر غصہ نہیں دیکھا تھا اس کا مطلب کہ وہ

غصے میں نہیں تھا مگر حور کے چہرے کے تاثرات بتا

رہے تھے جیسے وہ زر خان سے گھبرار ہی ہے

اونہوں چلو دیکھتے ہیں زر خان نے بولتے ہوئے قدم

حویلی کے اندر کی جانب بڑھائے جب کہ زر خان کے

جاتے ہی حور نے اپنی سانسیں بحال کی تھی جو کب

سے اٹکی ہوئی تھی اس نے مڑ کر لائے اور فاریہ کے

جانب دیکھا تو وہ دونوں اسے زر خان کے پیچھے جانے

کا اشارہ کرنے لگی ان دونوں کے اشاروں کو سمجھتے

حور نے اپنے کچھ فاصلے پر اندر کی جانب جاتے ل

زر خان کو دیکھا اور پھر قدم اس کے پیچھے بڑھائے

بڑی اماں اور اماں جان زینت بیگم کے ساتھ لاؤنج میں

بیٹھے باتوں پہ مصروف تھی جب انہیں حویلی کے

داخلی دروازے سے اندر آتے ہوئے زر خان اور اس کے

پیچھے حور دکھائی دی تو وہ بے اختیار مسکرا اٹھی

یعنی کہ حور ان کے کہے پر عمل کر رہی تھی

السلام علیکم لاؤنج میں داخل ہوتے زر خان نے سب کی

طرف دیکھتے سلام لیا

وعلیکم السلام تینوں نے بیک وقت زر خان کے سلام کا

جواب دیا

میں فریش ہو کر آتا ہوں زر خان ان کی طرف دیکھ کر

بولتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی جانب چلا گیا

جبکہ حوروں بڑی اماں کے قریب کھڑی ہو گئی

یہاں پر کیوں رک گئی بیٹا جاؤ زر خان کے پیچھے کپڑے

نکال کر دوا سے بڑی اماں حور کی جانب دیکھتی ہوئی

بلی تو حور نے جھٹکے سے سراٹھا کر ان کی طرف

دیکھا

جی "حور نے بولتے ہوئے قدم سیڑھیوں کے جانب"

بڑھائے اور زر خان کے پیچھے ہی اس کے کمرے کی

طرف چل دی

زر خان نے کمرے میں داخل ہوتے اپنے کوٹ کا بٹن کھولا

جب اسے اپنے پیچھے کوئی اور بھی کمرے میں داخل

ہوتا ہوا محسوس ہوا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو

اس کے ٹھیک پیچھے حور کھڑی تھی اس نے ایک آئی

آبرو آچکا کر حور کو دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ اب

کیا کرنے آئی ہو

وہ بڑی اماں نے بھیجا ہے حور نظریں جھکاتے ہوئے بولے

تو زرخان نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے اس کی طرف

دیکھا جو پوری روبوٹ بنی ہوئی تھی

اور اب بڑی اماں نے کیا حکم دے کر بھیجا ہے تمہیں

زرخان حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

جی وہ آپ کے کپڑے نکالنے تھے حور تھوڑا گھبراتے ہوئے

بولی کیونکہ زرخان کے سامنے کھڑے ہونا اس کے لیے

بے حد مشکل کام تھا جبکہ بڑی اماں کا حکم ٹالنا بھی

اس کے لیے ناممکن تھا

بہت شکریہ میں اپنے کام خود کر سکتا ہوں زر خان حور

کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا اور الماری سے اپنے

کپڑے لیتا فریش ہونے چلا گیا

بڑی اماں پتہ نہیں کیوں یہ سب کروا رہی ہیں مجھ سے

جب کہ وہ بھی جانتی ہیں کہ یہ مجھے پسند نہیں

کرتے اور میرا اس حویلی میں ٹھکانہ کون سا مستقل

ہے ایک نہ ایک دن تو مجھے یہاں سے جانا ہی ہے حور

خود سے بولتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی اسے پتہ تھا

اگر وہ دوبارہ کمرے سے باہر چلی جاتی تو اماں جان نے

پھر سے اسے سوال کرنا تھا کہ زر خان تو کمرے میں ہے

تو وہ باہر کیا کر رہی ہے اس لیے مجبوراً اسے کمرے

میں ہی بیٹھنا پڑا

زر خان اپنے بالوں میں ٹاول رگڑتا ہوا باہر نکلا تو اس کی

نظر سامنے صوفے پر بیٹھی حور پر پڑی جو صوفے پر

بیٹھی اپنے ہاتھوں کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی

شاید وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں کچھ ڈھونڈنا

چاہر ہی تھی وہ اپنے اس کام میں اس قدر مصروف

تھی کہ اسے زر خان کے موجودگی کا احساس ہی نہیں ہوا

زر خان نے بال خشک کر کے بالوں میں برش کیا جب اس

کے کمرے کا دروازہ نوک ہو اور وازے کے بجتنے پر حور

فوراً سے اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئی اور اس نے

دروازہ کی جانب دیکھا جو بند تھا اور ابھی اٹھتی اس

سے پہلے ہی زر خان کی آواز اس کمرے میں گونجی

کم ان "زر خان نے اجازت دی تو ملازمہ کمرے کا دروازہ"

کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی مگر دروازے پر ہی سر

جھکا کر کھڑی ہو گئی

وہ چھوٹے سائیں بڑی اماں آپ کو اور بہو کو نیچے

کھانے پر بلارہی ہیں وہ ملازمہ سر جگاتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے آپ جائیں ہم آرہے ہیں زر خان ملازمہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو ملازمہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے

کمرے سے نکل گئی

زر خان نے ایک آخری نظر اپنے حلیے پر ڈالی اور پھر بغیر

حور کی طرف دیکھے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر نکل

گیا زر خان کو کمرے سے باہر نکلتا دیکھ کر حور نے

بھی جلدی سے اپنے سر پر دوپٹہ درست کیا اور اس کے

پیچھے ہی کمرے سے نکل گئی

حور زر خان کے ہم قدم ڈائمنگ ٹیبل تک آئی تو ڈائمنگ

ٹیبل پر سب موجود انہی کا انتظار کر رہے تھے جن میں

آج شاہنواز سکندر بھی شامل تھے

السلام علیکم حور نظر جھکاتے ہوئے مشترکہ سلام کیا

اور جا کر لائے کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ

زر خان کے ساتھ والی کرسی پر ار حم بیٹھا ہوا تھا

کھانا بالکل خاموشی سے کھایا گیا تھا اور کسی نے بھی

ایک دوسرے سے کسی معاملے میں کوئی گفتگو نہیں

کی تھی شاید یہ اس حویلی کا اصول تھا کہ کھانے کی

دوران کوئی بھی نہیں بولتا تھا جو بھی بات ہوتی تھی

کھانے کے بعد ہی ہوتی تھی یہ چیز حور پچھلے تین

دنوں سے نوٹ کر رہی تھی جب پہلے دن وہ ان کے

درمیان بیٹھی تھی تو اس نے پہلی بار زر خان اور

صہریب صاحب کو آپس میں گفتگو کرتے دیکھا تھا

اس کے علاوہ کسی نے کسی سے کوئی بات نہیں کی

تھی اور اس کے بعد بھی جب بھی کھانا کھایا گیا

خاموشی سے ہی کھایا گیا تھا

اماں جان مجھے ایک کپ چائے بنوا کر میرے کمرے میں

بھجوا دیں ارحم اماں جان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

فارہ جاؤ بیٹا سب کے لیے چائے بنا کر لاؤ اماں جان

فارہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو فارہ فوراً سے

اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ کھانا تو وہ کب سے کھا چکی

تھی

شیراز کب آرہا ہے واپس کچھ پتہ چلا بڑی اماں صہزیب

سکندر کی جانب دیکھتے ہوئے بولی بڑی اماں شیرازی

سکندر کو شیراز ہی کہتی تھی وہ ان کا سب سے چھوٹا

اور لاڈلہ بیٹا تھا اور انہوں نے ہمیشہ ان کے معاملے میں

ہجر کاٹا تھا

جی اماں کچھ دن پہلے بات ہوئی تھی تو اس نے بتایا

تھا کہ وہ جلد آئے گا ملنے صہسزیب سکندر بڑی اماں کی

طرف دیکھتے مسکراتے وہ ہوئے بولے تو انہوں نے

خاموشی سے ہاں میں سر ہلادیا انتظار کے علاؤہ وہ

کچھ نہیں کر سکتی تھی اپنی آخری اولاد کے معاملے

میں وہ ہمیشہ صبر ہی کرتی آئی تھی اور انہوں نے اب

بھی ان کا انتظار ہی کرنا تھا

کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے

تھے جبکہ حور فاریہ اور لائبہ کچن میں موجود تھی

بھابھی آپ لالہ کے لیے چائے کمرے میں لے کر جائیں گی

فاریہ حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو حور نے

جھٹکے سے سراٹھا کر فاریہ کی جانب دیکھا

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں آپ ہماری بھابھی ہی

ہیں اور ویسے بھی آپ ہم دونوں سے رشتے میں بھی

اور عمر میں بھی بڑی ہیں تو ہم آج سے آپ کو بھابھی

ہی بولیں گے فاریہ مسکراتے ہوئے بولی

یہ لیں لالہ کی چائے اور آپ کو ایک بات بتانی تھی

کھانے کے بعد لالہ روزانہ چائے پی کر ہی سوتے ہیں تو

آج سے لالہ کے لیے چائے آپ بنا کر لے کے جایا کریں گی

ٹھیک ہے فاریہ حور کے ہاتھوں میں ٹرے تھماتے ہوئے

بولی

اور یہ لیں آپ اپنے ہونے والے شوہر کی چائے جلدی سے

ان کے کمرے میں بھی پہنچائیں ورنہ وہ خود لینے آ

جائیں گے اور اگر وہ خود آئے تو پھر آگے تو آپ جانتی

ہی ہیں لائے اپنے شرارت بھرے انداز میں فاریہ کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی اور چائے کا ایک کپ پکڑ کے

فاریہ کے ہاتھوں میں تھمایا تو اس نے لائے کو ایک

زبردست گھوری سے نوازا

میں نہیں جارہی تم چائے دے کر آؤ فاریہ کپ واپس

رکھتے ہوئے بولی

اماں جان نے تمہیں بولا تھا تو تم چائے دینے جاؤ گی

میں تو نہیں جا رہی مجھے بہت نیند آرہی ہے میں جا

رہی ہوں اپنے کمرے میں بائے بائے اب تم اور تمہارا کام

جانے لائے فاریہ کوہری جھنڈی دکھاتی ہوئی کچن سے

باہر نکل گئی جب کہ وہ اس کے پیچھے اسے آوازیں ہی

دیتی رہ گئی

لاٹبہ کے جانے کے بعد فاریہ نے منہ بسورتے ہوئے چائے

کاکپ پکڑا اور حور کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ کر

مسکراہٹ دبا رہی تھی

بھا بھی اور آپ تو میرا مذاق نہ ہو رہا ہے آپ تو جانتی

بھی نہیں ہیں کہ وہ جلا دیکسے ہیں ان کا دل کرے تو

وہ مجھے کچا ہی چبا جائیں فار یہ منہ بناتے ہوئے بولی

ایسے نہیں کہتے تمہارے ہونے والے شوہر ہیں حور

شرارت سے بولی

شوہر پتہ نہیں میرا شادی کے بعد کیا بنے گا مجھے تو

ابھی سے یہی فکر کھائے جا رہی ہے فار یہ صدمے کی

کیفیت میں بول رہی تھی

اچھا یہ بعد میں سوچ لینا ابھی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے

اپنے ہونے والے شوہر کو پہنچاؤ حور فاریہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی اور قدم کچن سے باہر کے جانے پر

ہائے تو فاریہ بھی اس کے پیچھے ہی چل دی

ارحم کے کمرے کے آگے رکتے فاریہ نے دروازہ ناک کیا تو

کوئی جواب نہیں آیا اس نے دروازہ دوبارہ نوک کیا

لیکن پھر بھی کوئی جواب نہیں آیا

کھڑوس بن کے بھی حد ہے بندہ باہر کھڑا چاہے مر جائے

مگر ان کے نخرے ہی ختم نہیں ہوتے مجال ہے جو آگے

سے پہلی بار میں جواب دے جائیں فار یہ منہ بناتی

ہوئی بڑ بڑا رہی تھی جب اچانک کمرے کا دروازہ کھلا

ارحم کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ ہڑبڑا ہی گئی چائے کی

ٹرے اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچی تھی

خود سے باتیں کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو کہیں اور جا

کر کر لیا کرو میرے کمرے کے آگے کھڑے ہوا اپنے فلسفے

جھاڑنے کی ضرورت نہیں ارحم فاتیہ کی طرف دیکھتے

ہوئے کروے ترین لہجے میں بولا

ارحم کی باتیں سن کر فاریہ کا تو مانو جیسے گلا ہی

کروا ہو گیا اس نے بغیر بولے ہی چائے کی ٹرے ار حم کے

جانب بڑھائی تو ار حم نے سر دنگا ہوں سے پہلے فار یہ

کی جانب دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی

ٹرے کو اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرے سے کب پکڑ لیا

اب جاؤ گی یاں خود چھوڑ کر آؤں فار یہ کو وہیں کھڑے

دیکھ کر ار حم کاٹ کھانے والے لہجے میں بولا تو فار یہ

نے غصے سے اپنے دانت پر دانت جمائے جیسے اس کا

دانتوں کے درمیان ارحم سکندر موجود ہو

خود پر ضبط کرتے ہوئے فار یہ نہا میں سر ہلایا اور بغیر

ارحم کے طرف دیکھے تیز تیز قدم لیتی وہاں سے چلی

گئی جبکہ ارحم نے بری طرح اس کی پشت کو گھورا تھا

پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے اس بندے کے ساتھ ہر وقت

انگارے ہی چبائے پھرتا ہے میں تو ہمیشہ کریلے کو کروا

سمجھتی تھی لیکن یہ تو کریلے سے کہیں درجے آگے

کروا انسان ہے حد ہوتی ہے مجھے تو اس طرح دیکھتے

ہیں جیسے میں نے ان کی جائیداد دھوکے سے اپنے نام

کروالی ہو فار یہ غصے سے بولتی ہوئی اپنے کمرے میں

داخل ہوئی اور دھرم سے دروازہ کھولا جبکہ سامنے بیڈ

پر ریلیکس انداز میں بیٹھی لائے ہڑ بڑا کراٹھی تھی

کیا ہو گیا کون سی جنگ لڑ کر آرہی ہو جو اتنے غصے

میں ہوا لائے فاریہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جس کا

چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ انار بنا ہوا تھا

مگر بغیر لائے کو جواب دیے فاریہ اپنا ڈریس لیتی

واشر روم میں گھس گئی مطلب صاف تھا کہ وہ اس سے

بات نہیں کرنا چاہتی تھی فاریہ کے اگنور کرنے پر لائبہ

نے حیرانگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر کندھے

آچکا کر سکون سے لیٹ گئی

حور کمرے میں داخل ہوئی تو زرخان صوفے پر بیٹھا

لیپ ٹاپ گود میں رکھے ٹانگیں سیدھی کیے سامنے

ٹیبیل پر رکھے اپنا کام کرنے میں مصروف تھا

آپ کی چائے حور چائے کا کپ ٹیبیل پر رکھتی ہوئی بولی

تو زرخان نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف

دیکھا جو ٹیبیل پر چائے رکھ رہی تھی

تمہیں کس نے بولا تھا چائے کا زرخان حور کی طرف

دیکھتے ہوئے پوچھا

وہ فاریہ نے بتایا تھا کہ آپ کھانے کے بعد چائے پیتے ہیں

اس لیے حور نظر جھکاتے ہوئے بولی

حور کی بات سن کے زر خان نے ایک نظر اسے غور سے

دیکھا جو پچھلے کچھ گھنٹوں سے خالص بیویوں والے

فرض نبھار ہی تھی

تمہیں یہ سب کام کرنے کی ضرورت نہیں اس حویلی

میں بہت سے ملازم موجود ہیں زر خان نے سنجیدہ

لہجے میں بولا اور دوبارہ سے اپنی نظر لپٹا پ پر جما

لی زر خان کے جواب پر حور کا چہرہ پھیکا سا پڑا تھا

لیکن اس نے اپنے چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیا اور

گھڑی کی جانب دیکھا جو نو بجانے کے قریب تھی اور

عشاء کی نماز کا وقت گزر رہا تھا اس لیے وہ عشاء کی

نماز ادا کرنے کی نیت سے وضو کرنے چلی گئی

حور وضو کر کے باہر نکلی اور جائے نماز بچھا کر نماز

ادا کرنے لگی زرخان جو اپنے کام میں مصروف تھا مگر

وہ محسوس کر رہا تھا کہ حور اس کمرے میں کیا کر

رہی ہے جب وہ نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئی تو

زرخان نے ایک غیر معمولی سے نظر اٹھا کر اس کی

جانب دیکھا اس وقت اس نے کپڑے چینج کر کے ایک

ہلکا پھلکا سا ڈریس پہنا تھا جو سفید رنگ کا تھا اور

ایک سفید رنگ کی چادر سے ہی اس نے حجاب کیا ہوا

تھا جو اس کے آدھے وجود کو چھپائے ہوئے تھی اس

کے وجود سے ہوتی نظریں اس کے چہرے پر گئی تو نہ

چاہتے ہوئے بھی زر خان بنا پلک جھپکائے اس کے چہرے

کو دیکھنے لگا اس کا چہرہ اس وقت یوں لگ رہا تھا

جیسے اس کے چہرے سے نور جھلک رہا ہو وہ

خوبصورت تھی بلکہ وہ بہت زیادہ خوبصورت تھی مگر

نماز ادا کرتے ہوئے اس کا چہرہ چمک رہا تھا زرخان کے

دل نے ایک دم سے اسے گواہی دی کہ یہ لڑکی جو اس

کے سامنے مصلے پر بیٹھی ہے وہ اس لڑکی کے ساتھ

زیادتی کر رہا ہے اپنے دل کی پکار پر زرخان نے فوراً

سے حور کے چہرے سے اپنی نظریں ہٹائی تھی

کیسی زیادتی میں نے تو اس کے ساتھ ابھی تک کچھ

نہیں کیا میں نے تو صرف اسے ابھی اپنے نکاح میں ہی

رکھا ہے میں نے اس لڑکی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں

کی اور جس دن یہ ثابت ہو گیا کہ اس کا بھائی اور یہ

قصور نہیں ہے اس دن میں اس لڑکی کو آزاد کر دوں گا

زر خان نے جیسے اپنے دل کو جواب دیا تھا

زر خان نے اپنی سوچوں کو جھٹک کر اپنا لپ ٹاپ بند

کیا اور اٹھ کر بیڈ پر آگیا بیڈ پر بیڈ کر اوں سے ٹیک لگا

کر بیٹھا اور اپنی گود میں لپ ٹاپ رکھ کے دوبارہ سے

اپنے کام کرنے میں مصروف ہو گیا

حور نے نماز ادا کر کے دعا مانگی اور اٹھ کے جائے نماز

تہہ کر کے الماری میں رکھی اور صوفے پر آکر بیٹھ

گئی اس نے ایک چھوڑ نظر زر خان کی طرف دیکھا جو

اپنے کام میں مصروف تھا پھر صوفے پر اپنا تکیہ

درست کیا اور اپنی چادر خود کے وجود پر پھیلا کر

لیٹ گئی یہاں تک کہ اس نے اپنا چہرہ بھی اس چادر

سے ڈھانپ لیا تھا

کچھ دیر بعد زر خان اپنا کام کر کے فارغ ہوا اور لیپ

ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا جب اس کی نظر سامنے

صوفے پر لیٹی حور پر پڑی شاید وہ سوچکی تھی

زر خان اٹھالائٹ آف کر کے اپنی جگہ پر آ کے لیٹ گیا

اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا جبکہ

اس کے ذہن میں فاطمہ سے ہونے والی صبح کی ساری

باتیں گھوم رہی تھی

دن ایسے ہی گزرنے لگے زر خان سے حور کا سامنا شام

کے وقت ہی ہوتا تھا جب وہ حویلی آتا تھا کھانا کھانے

کے بعد حور کمرے میں آکر نماز ادا کر کے سو جایا

کرتی تھی اور اس کے بعد صبح جب اٹھتی تو زر خان

کوٹ جانے کے لیے تیار ہوتا تھا زر خان کا رویہ ابھی تک

حور کے ساتھ اجنبیوں والا ہی تھا مگر روز اس سے

سلام لینا اس کا حال چال پوچھنا اور رات کی چائے

دینا یہ سب عام تھا اور زر خان نے دوبارہ حور کو یہ

سب کرنے سے انکار بھی نہیں کیا تھا حویلی کے تمام

افراد حور کے ساتھ نارمل بیہو کرنے لگے تھے سب کا

رویہ حور کے ساتھ بہت اچھا تھا مرد سے لے کر حویلی

کی عورتوں تک حور سے ہر کوئی بہت اچھے انداز میں

بات کرتا تھا جبکہ حور کی فارسیہ اور لائبہ سے گہری

دوستی ہو گئی تھی وہ تینوں سارا دن گھومتی پھرتی

رہتی باتیں کرتی رہتی کچن میں کھانا بناتی رہتی حور

کو اب صرف اپنے بھائی کی فکر تھی اس کے علاوہ

اس حویلی میں اس کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہ ہوتا

تھا جس کی وجہ سے وہ دکھی ہو بڑی اماں اس کا

بہت ساتھ دیتی تھی اسے ہر وقت سمجھاتی رہتی تھی

کہ وہ زر خان کے دل میں اپنے لیے جگہ بنائے وہ چاہتی

تھی کہ حور اس حویلی میں ہمیشہ کے لیے رہ جائے

زر خان کی دلہن بن کر مگر زر خان نے ابھی تک حور سے

اپنا رویہ نہیں بدلاتھا جبکہ حور بھی سلام دعا کے

علاوہ اور کوئی کوشش نہ کرتی تھی وہ نہیں چاہتی

تھی کہ وہ زر خان کو دوسری لڑکیوں کی طرح لبھائے

اپنی ادائیں دکھائے اسے معلوم تھا کہ اگر اس کا بھائی

بے قصور نکلا تو وہ یہاں سے چلی جائے گی اور اگر

قصور وار ہوا تو اپنے بھائی کو خود سزا دلوائے گی

دونوں صورتوں میں اس نے یہاں سے چلی ہی جانا تھا

پھر وہ کیوں زر خان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی

کوشش کرتی وہ بڑی اماں کی باتیں سن کر حامی تو

بھر لیتی تھی مگر وہ بالکل بھی کوشش نہیں کرتی

تھی زر خان کو اپنی طرف مائل کرنے کی

دوپہر اور شام کے درمیان کا وقت تھا آہستہ آہستہ دن

ڈھلتا جا رہا تھا اور شام کا اندھیرا پھیلنے کو تیار تھا

اس وقت حویلی کے مردوں میں سے کوئی بھی کام سے

واپس نہیں آیا تھا حویلی کی تمام عورتیں لاؤنج میں

بیٹھی باتیں کر رہی تھی بڑی اماں اماں جان اور زینت

بیگم اپنی باتوں میں مصروف تھی جبکہ دوسری طرف

حور فاریہ اور لائے اپنی باتوں میں مصروف تھی لائے

اور فاریہ حور کو اپنے بچپن کی تصویروں کی البم

دکھا رہی تھی اور حور مسکرا کر ان کی تصویریں

دیکھ رہی تھی

حویلی میں ایک گاڑی داخل ہوئی اور پورچ میں آکر

رکی گاڑی میں بیٹھا شخص دروازہ کھول کر گاڑی سے

باہر نکلا اور اپنی آنکھوں سے گلاسز اتار کے ایک نظر

سامنے موجود سفید خوبصورت اور بالکل پہلے جیسی

حویلی کو دیکھا جو آج بھی مضبوطی سے اپنی جگہ

پر کھڑی تھی اپنے گلاسز دوبارہ اپنی آنکھوں پہ لگا کر

اس نے قدم حویلی کے داخلی دروازے کی جانب بڑھائے

حویلی میں داخل ہو کر اس نے اپنی نظر چاروں طرف

دوڑائی جہاں پر معمول کے مطابق ملازموں کی چہل

پہل جاری تھی انہیں ایک نظر دیکھ کر وہ چلتا ہوا

لانچ کی طرف آیا اور آگے ہی حویلی کی تمام خواتین

کو موجود پایا آہستہ سے قدم لیتا ہوا وہ بڑی اماں کے

پیچھے آن کھڑا ہوا سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف

تھے اس لیے کسی نے بھی اس پر دھیان نہیں دیا تھا

انٹی ایم بیک ڈارلنگ حارث پیچھے سے بڑی اماں کو اپنے

حصار میں لیتے ہوئے بولا تو حارث کی آواز پر سب نے

جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا جو

مسکراتے ہوئے بڑی اماں کے گلے لگا ہوا تھا

حارث میرا بچہ بڑی اماں نے اپنے ہاتھ سے اس کے

چہرے کو چھو واجب کہ اماں جان اور زینت بیگم

حیرانگی سے حارث کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے

انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ان کے سامنے موجود

ان کا بیٹا حارث ہے

جی ہاں میں حارث بڑی اماں کو چھوڑتا ہوا اماں جان

کی طرف بڑھا اور انہیں کس کے گلے لگایا اپنی ماں کے

لمس کو محسوس کرتے ہی حارث کو اپنا خالی پن ختم

ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اٹھ سال کی دوری تھی اٹھ

سال وہ اپنے گھر والوں سے اپنے عزیز شتوں سے اپنے

ماں باپ کے لمس سے دور رہا تھا اور اس کے سینے میں

ان سب سے ملنے کی کیا ٹرپ تھی وہ شاید اپنی زبان

سے بیان نہیں کر سکتا تھا

اماں جان کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئیں تھیں اپنے جگر

کے ٹکڑے کو اپنے سامنے اٹھ سال بعد دیکھنا سے اپنے

گلے لگانا سے محسوس کرنا ان کی آنکھوں سے اشک

جاری ہو گئے تھے

ارے رو کیوں رہی ہیں آپ جب نہیں تھابت بھی روتی

تھی اب آگیا تب بھی رو رہی ہیں حارث اماں جان کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا اور اپنے ہاتھوں سے نرمی سے

ان کے آنسو صاف کیے

کیسی ہیں چچی جان حارٹ زینب بیگم کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

میں تو ٹھیک ہوں بچے مگر تم کیا بن گئے ہو جہاں تک

مجھے یاد ہے ہم نے تو اپنے حارٹ کو جب بھیجا تھا وہ

تو بہت معصوم سا چھوٹا سا تھا اور تم اتنے بڑے

بر خور دار اتنے لمبے قد و قامت والے مرد کہاں سے بن گئے

زینت بیگم اپنے سامنے کھڑے و جاہت سب بھرپور

خوبصورت مرد کو دیکھتی ہوئی بولی تو ان کی بات

سن کر حارث کا قہقہہ پورے لاؤنچ میں گونجا

ہا ہا ہا ہا ہا چچی جان جب آپ نے مجھے بھیجا تھا تب

میں صرف 18 سال کا تھا اور اب میں 26 سال کا مرد

ہوں ایک کامیاب بزنس مین جو اب پاکستان میں بھی

اپنا بزنس شروع کرنے والا ہے حادثہ ہنستے ہوئے بولا

اور نظر گھما کر اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں پر سے

تین لڑکیاں دکھائی دیں

السلام علیکم کیسے ہیں اپ بھائی فاریہ حارس کی

طرف دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی

وعلیکم السلام فار یہ اتنی بڑی ہو گئی حارث اس کے سر

پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو ہلکا سانس دی

اور یہ کون ہے بڑی اماں کہیں یہ وہی دوپونیوں والی

لڑکی تو نہیں جسے آپ لوگ کچرے کے ڈبے سے اٹھا کر

لائے تھے حارث لائبہ کو پہچان تو گیا تھا لیکن وہ جان

بوجھ کر اسے چھیڑتے ہوئے بولا حارث کے ایسے بولنے

پر سب قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے جبکہ لائبہ نے خونخوار

نگاہوں سے حارث کو گھورا تھا

جب حارث پڑھنے کے لیے لندن گیا تھا تب لائبہ 11 سال

کی چھوٹی سی بیچی تھی جو شروع سے ہی اس کے

ناک میں دم کیے رکھتی تھی اس کی حارث سے تو

کچھ خاص ہی دشمنی تھی وہ جو جو کام چھپ

چھپ کے کرتا تھا وہی کام یہ چھپ کر دیکھتی تھی

اور پھر جا کر صہمزب سکندر کو حادث کی شکایت

لگاتی تھی کسی جاسوس کی طرح حادث کے ایک ایک

خبر دیتی تھی اور ایک بار تو حادث رات کے ایک بجے

حویلی سے باہر گیا اور اتفاقاً اس رات اس نے اسے جاتا

ہوا دیکھ لیا تھا اور صبح ہوتے ہی پہلی فرصت میں

اس نے یہ بات صہمزب صاحب کو بتائی تھی جس کے

نتیجے میں انہوں نے جب حارث سے پوچھا کہ وہ رات

کے ایک بجے حویلی سے باہر کیوں گیا تو حارث نے

جھوٹ بول دیا کہ وہ تو نہیں گیا تھا جبکہ جھوٹ

بولنے کی وجہ سے صہمزب سکندر سے اسے پانی لوہے

کے راڈ سے مار پڑی تھی جو مار وہ آج تک نہیں بھولا

تھا اس کے بعد لائے کو وہ اپنا دشمن اول سمجھتا تھا

اور بہانے بہانے سے جب وہ اس کے سامنے آتی تھی تو

اس پر اپنا غصہ نکال دیتا تھا مگر یہ بھی اس کی

بد قسمتی ہی تھی کہ جب بھی وہ اس پر ذرا سا بھی

غصہ کرتا تھا تب ہی اسے حویلی میں سے کوئی نہ

کوئی دیکھ لیتا تھا اور پھر کیا ہونا تھا اس کی دوبارہ

شامت آتی تھی اور لائے خوش ہوتے ہوئے اس کی

شامت دیکھتی تھی اور ساتھ تالیاں بھی بجاتی تھی

حویلی والے اسے بیچی سمجھتے تھے اس لیے اسے کچھ

نہیں کہتے تھے جب کہ حادثہ تو اس سے بے حد تنگ

تھا اس کے بعد وہ لندن پڑھنے چلا گیا اور آج اٹھ سال

بعد وہ اس لڑکی کو اپنے سامنے دیکھ رہا تھا جو ایک

چھوٹی شرارتی بچی سے ایک جوان لڑکی بن چکی تھی

وہ بہت خوبصورت بھی ہو چکی تھی بچپن میں تو وہ

پیاری تھی ہی لیکن بڑی ہو کر وہ کچھ زیادہ پیاری ہو

گئی تھی

دیکھیں مسٹر آپ میرا مذاق نہیں اڑا سکتے وہ لائے ہی

کیا جو اپنی توہین پر چپ رہے اس لیے وہیٹ سے بولی

تھی

لائبہ یہ مسٹر کیا ہوتا ہے لالہ ہے تمہارے اور بڑے ہیں تم

سے تمیز سے بات کرو لائبہ کی بات سنتے زینت بیگم نے

فوراً اسے ٹوکا تھا جبکہ اس نے بڑا سامنہ بناتے ہوئے

زینت بیگم کی طرف دیکھا جیسے ان کی یہ بات اسے

بالکل پسند نہ آئی ہو

دیکھیں مسٹر لالاب آپ مجھے بچی نہ ہی کہیں تو

اچھا ہو گا اور مجھے کوئی کچرے سے اٹھا کر نہیں لایا

اس حویلی والوں کی بیٹی ہوں میں سگی والی لائے نے

اسے یقین دلانا چاہتا تو اسے واقعی کسی کچرے کے ڈبے

سے نہیں اٹھایا گیا

تمہارے کہنے سے کیا ہو جائے گا اٹھایا تو تمہیں کچرے

کے ڈبے سے ہی ہے حارث اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا

جیسے وہ لائے کو مزید تپا گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ

کوئی اور جواب دیتی اس نے فوراً بات کا رخ بدلا

یہ خوبصورت پری کون ہیں حارث حور کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

یہ تمہاری بھابھی ہے زر خان کی دلہن بڑی اماں مسکراتے

ہوئے بولی جبکہ حارث کو 40 وٹ کا زبردست جھٹکا

لگا تھا ان کی بات سن کر

کیا لالہ نے شادی کر لی بغیر مجھے بلائے انہوں نے شادی

کر لی حارث بری اماں کی طرف حیرانگی سے دیکھتے

ہوئے بولا

فکر مت کرو تمہارے لالا کی شادی میں کوئی بھی نہیں

آیا اس کے نکاح میں تو ہم حویلی والوں میں سے بھی

کوئی شریک نہیں تھا سوائے تمہارے ابا اور چچا کے

بس سادگی سے نکاح ہوا تھا اور تمہارے لالا دلہن کو لے

آئے مجبوری تھی اس لیے اس طرح نکاح کیا بڑی اماں

نے حارث کو بتایا تو حارث نے سکھ کا سانس لیا مطلب

اسے اس بات کا تو دکھ نہیں رہا تھا کہ وہ اپنے لالا کی

شادی نہیں دیکھ سکا

بھابھی کیسی ہیں آپ حارث حور کی جانب دیکھتے

ہوئے مسکرا کر بولا

میں ٹھیک ہوں بھائی آپ کیسے ہیں حور نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا

میں بھی ٹھیک ہوں لالا کی پسند تو لا جواب ہے آپ تو

بہت پیاری ہیں حارث مسکراتے ہوئے بولا تو حور سر

جھکاتے ہوئے ہلکا سا مسکرا دی

اماں جان میں فریش ہو جاؤں پھر واپس آتا ہوں آپ

تب تک کھانا لگوائیں حارث اماں جان کی جانب

دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلا

دیا اور وہ فریش ہونے چلا گیا

کتنے بد تمیز ہیں وہ ذرا بات کرنے کی تمیز نہیں کیسے

بول رہے تھے کہ مجھے کچرے سے اٹھا کر لائے ہیں لائے

کب سے کچن میں ایک سائڈ پر کرسی پہ بیٹھی ساتھ

ساتھ سیب کھا رہی تھی اور ساتھ ساتھ اپنی بھرا اس

نکال رہی تھی

اچھا اتنا جل بھن کیوں رہی ہو بس کردولا لایا ہیں

ہمارے ہم سے بڑے ہیں اگر بول بھی دیا ہے تو کیا فرق

پڑ گیا کون سا تم واقعی میں کچرے کے ڈبے سے اٹھا کر

لائی گئی ہو فاریہ لائے کی طرف دیکھتے ہنستے ہوئے

بولی تو اس نے فاریہ کو گھورا

ہاں چھوڑو تم مذاق کر رہے تھے وہ تو اور مذاق کو دل

پہ نہیں لیتے حور نے بھی لائے کو سمجھانا چاہا

جی نہیں شکل دیکھی تھی آپ نے ان کی شکل سے ہی

سڑے کریلے لگ رہے تھے کھڑوس کہیں کے پتہ نہیں

انہوں نے کیسے ہنس کے بات کر لی جبکہ شکل سے تو

عجیب سے ہی لگتے ہیں لائے اپنا اندازہ لگاتی حارث کہ

شان کے قصیدے پڑھ رہی تھی

آہم آہم ابھی لائے کچھ اور بھی بولتی اسے اپنے ٹھیک

پیچھے سے ایک آواز سنائی دی اس نے جھٹکے سے مڑ

کر دیکھا تو اس کے ٹھیک پیچھے حارث کھڑا تھا جو

اسے بڑی طرح گھور رہا تھا اس کو دیکھتے ہی وہ

جھٹکے سے کرسی سے اٹھی

ارے لالا آپ یہاں کیوں آگئے ہم تو باہر کھانا لگا رہے تھے

فار یہ حارث کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

ہاں گڑیا بس پانی پینے آیا تھا مگر یہاں پر میری شان

میں ایسے قصیدے پڑھے جارہے ہیں مجھے معلوم نہیں

تھا حارث لائبہ کی طرف دیکھتے سنجیدہ لہجے میں

بولا تو فار یہ کو فوراً محسوس ہوا کہ وہ بھی ارحم کی

طرح ہی بے حد سنجیدہ مرد ہے کچھ دیر پہلے لاؤنج

میں جس لہجے میں وہ بات کر رہا تھا اس کے چہرے

پر یا اس کے بات کرنے کے انداز میں کہیں دور دور تک

بھی وہ جھلک تھی جو انہوں نے باہر دیکھی تھی

حارث کی بات سن کر حور نے جلدی سے فریج میں سے

پانی نکالا اور ایک گلاس میں ڈال کر پانی حارث اس

کی جانب بڑھایا

شکریہ حارث نے بولتے ہوئے گلاس پکڑا اور ایک آخری

خونخوار نظر لائے کی طرف دیکھتا کچن سے باہر نکل

گیا حارث کے جاتے ہی لائے نے اپنا رکاوٹ اسانس بحال

کیا تھا

اففف مجھے تو لگا آج میں مر ہی جاؤں گی لائے

کر سی پر واپس بیٹھتے ہوئے بولی

ہاں اور اسی لیے اب اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھا کرو

جو تم ہر کسی کے سامنے چلا لیا کرتی ہو نالا لاکے

سامنے مت چلانا وہ تمہاری طرح بے وقوف یا دماغ سے

فارغ نہیں ہے جو تمہاری بات کا جواب تمہاری طرح ہی

دیں گے وہ بھی زر خان لالا کی طرح سخت اور

سنجیدہ ہیں اس لیے خود سمجھداری سے کام لینا ہے

اور دوبارہ ان سے پنکامت لینا فاریہ لائے

کو سمجھاتے ہوئے بولی

تم میری بہن ہو یا ان کی زیادہ لیکچر مت جھاڑو مجھ

پر لائے فاریہ کو گھورتے ہوئے بولی

اور تم نہ کوئی کام نہ کوئی کاج چلو اٹھاؤ کھانا اور باہر

ڈائننگ ٹیبل پر لگاؤ ہمارے ساتھ باہر سب آگئے ہیں

کھانے کا انتظار کر رہے ہیں فاریہ لائبہ کے ہاتھ میں

بریانی کی بھری ہوئی ٹرے پکڑتی ہوئی بولی

ڈائننگ ٹیبل پر سب موجود تھے حارث سب سے مل چکا

تھاسب کے چہرے پر نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ

رقص کر رہی تھی حارث کو مصطفیٰ کی موت کا پہلے

دن ہی پتہ چل گیا تھا وہ بہت دکھی ہوا تھا اس نے

مصطفیٰ کے ساتھ زیادہ وقت تو نہیں گزارا تھا لیکن

فون پر اکثر اس سے بات ہوتی رہتی تھی لیکن اس نے

گھر والوں کے سامنے مصطفیٰ کا ذکر نہیں کیا تھا وہ

نہیں چاہتا تھا کہ جو سب اس کے آنے کی وجہ سے

خوش ہوئے ہیں وہ مصطفیٰ کو یاد کر کے افسردہ ہو

جائیں اس لیے وہ اس معاملے میں خاموش رہا اور آگے

پیچھے کی باتیں کرتا رہا

کھانا کھانے کے بعد تمام مرد حضرات لاؤنج میں جا کر

بیٹھ گئے تھے جبکہ اماں جان اور بڑی اماں آرام کرنے

اپنے کمرے میں جا چکی تھی فاریہ اور حور کچن میں

موجود چائے بنا رہی تھی جبکہ لائبہ میڈم کو تو بہت

نیند آرہی تھی اور اس لیے وہ آج جلدی ہی سونے چلی

گئی تھی

چائے بن جانے کے بعد حور نے چائے کپس میں ڈالی اور

چائے کی ٹرے پکڑ کے لاؤنج کی طرف جل دی

لاؤنج میں داخل ہو کر حور نے مشترکہ سلام لیا اور

باری باری سب کو چائے دی آخر میں جب زر خان کو

چائے دینے لگی تو زر خان نے چائے تھامنے کی بجائے

نظریں اٹھا کر حور کی جانب دیکھا جو اس کے آگے

ٹرے کیے کھڑی تھی ایک نظر اسے دیکھ کر زر خان نے

ٹرے میں سے چائے کا کپ پکڑ لیا

آپ کو کچھ اور تو نہیں چاہیے حور حارث کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

نہیں بھا بھی اب ہمیں کچھ نہیں چاہیے اپ جائیں آرام

کریں حارث مسکراتے ہوئے بولا تو حور ہلکا سا

مسکرائی جب کہ ار حم اور زر خان نے بہت غور سے ان

دونوں کی طرف دیکھا تھا جن کی ایک دن میں ہی

گہری رشتہ داری بن گئی تھی

اور آپ کو اور صہرزیب اور شاہنواز سکندر کی جانب

دیکھتے ہوئے بولی

نہیں بیٹا ہمیں کچھ نہیں چاہیے آپ جاؤ آرام کرو

شاہنواز صاحب نے مسکرا کر جواب دیا

اور بھائی آپ کو کچھ چاہیے تو بتادیں حور اب کی بار

ارحم کی جانب دیکھتے ہوئے بولی پہلی بار کسی کے

منہ سے بھائی لفظ سن کر ارحم کو اپنے اندر کچھ

عجیب سا محسوس ہوا اس نے نظر اٹھا کر حور کے

جانب دیکھا

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے ارحم نے نرمی سے جواب

دیا اور چائے کا کپ لبوں سے لگایا

حور جی ٹھیک ہے بولتی وہاں سے چلی گئی

بھا بھی نے ہم سب سے پوچھا مگر لالا کو کوئی لفٹ ہی

نہیں کروائی حارث زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے

شرارت سے بولا

کیوں تمہیں کوئی مسئلہ ہے کیا زرخان حارث کے جانب

دیکھتے ہوئے بولا

ظاہر سی بات ہے لا لاجب ہماری بھابھی ہمارے لا لا کو

لفٹ ہی نہیں کروائیں گی تو برا تو لگے گانا اب آپ

بتائیں کہ آپ نے بھابھی سے کیا کہا ہے جو انہوں نے آپ

سے پوچھا ہی نہیں حارث پوری انکوائری کرنے کے

چکروں میں تھا

منہ بند رکھو اپنا اور مجھے بتاؤ کہ تم کس دن اپنا

بزنس سٹارٹ کر رہے ہو اپنی کمپنی کی لانچنگ کس

دن کرو گے زر خان نے بات کا رخ بدلا

انشاء اللہ اگلے ہفتے میں اپنی کمپنی کے لانچنگ کردوں

گا اس سے پہلے کچھ کلائمنٹس سے ملنا ہے ان سے

میٹنگ ہے اس کے لیے مجھے کل جانا ہے کل جاؤں گا

اور میٹنگ وغیرہ کر کے آجاؤں گا ایگریمنٹ بھی سائن

کر رہا ہوں پھر اگلے ہفتے کمپنی کے لاؤنچنگ ہوگی اور

پھر ڈیلی بیس پہ بزنس سٹارٹ ہو جائے گا حادثہ نے

چائے کے سب لیتے ہوئے ساری تفصیل بتائی تو اس نے

ہاں میں سر ہلایا اور وہ سب دوبارہ سے بزنس کی

باتوں میں مصروف ہو گئے

زرخان اپنے میں داخل ہوا تو کمرے میں گھپ اندھیرا

تھا اس نے لائٹ آن کی تو سامنے صوفے پر حور کو

سوتے پایا وہ اتنے فاصلے پر بھی کھڑا محسوس کر

سکتا تھا کہ شاید وہ سردی کی وجہ سے کانپ رہی ہے

کمرے میں اے سی لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے کمرے

کا ٹمپرچر کافی سرد ہو چکا تھا اس لیے شاید اسے

سردی لگ رہی تھی لیکن وہ نیند میں بھی کانپ رہی

تھی اسے دیکھتے ہوئے ذرا خان آگے بڑھا اور بیڈ سے

کمبل اٹھا کر صوفے کے قریب آیا اور نرمی سے حور کے

وجود پر ڈال دیا اور پنچوں کے بل صوفے کے قریب

بیٹھتا حور کے چہرے کو دیکھنے لگا سوتے ہوئے وہ

بالکل کسی معصوم چھوٹے سے بچے کی طرح لگ رہی

تھی چہرے پر دنیا بھر کے معصومیت سجائے یوں لگ

رہا تھا جیسے وہ دنیا سے بے نیاز سو رہی ہو مگر

حقیقت تو یہ تھی کہ وہ دنیا کہ لوگوں سے بے نیاز

نہیں تھی وہ ہر کسی کی بات کو سنتی تھی برداشت

کرتی تھی جبر کرتی تھی آج جب زر خان نے دوبارہ سے

مصطفیٰ کی پوسٹ مارٹم رپورٹس منگوائی تو اسے

دیکھنے کو ملا کہ مصطفیٰ کے باڈی پہ تو کوئی بھی

ایسا نشان نہیں جو اس بات کی گواہی دے رہا ہو کہ

اس کا قتل دانش نے کیا ہے زر خان کو لگنے لگا تھا

جیسے دانش بے قصور ہے اس کے بھائی کو قتل کرنے

والا کوئی اور ہے اور مصطفیٰ کے قاتلوں کو پکڑنے کے

لیے اسے دانش کی ہی ضرورت تھی اس لیے ہر چیز کو

چھوڑ کر وہ اپنی پوری محنت طاقت لگا کر دانش کو

ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ وہ تو یوں غائب

ہوا تھا جیسے دنیا اور ہستی میں اس کا کوئی نام و

نشان ہی نہ ہو وہ اپنی پوری طاقت لگاتے ہوئے اسے

ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا اس نے پورے پاکستان

میں اپنے بندے پھیلا دیے تھے یہاں تک کہ ایئرپورٹس

پر بھی اناؤنس کر دیا تھا کہ اگر دانش کا کوئی پتہ

چلتا ہے تو فوراً پولیس سے رابطہ کیا جائے

کمبل کی گرمائش ملتے ہی حور کا پنپنا بند ہو گئی تھی

زر خان بہت غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا

تم بہت معصوم ہو میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ

میری زندگی میں آنے والی لڑکی ایسی ہوگی بالکل

معصوم چپ چاپ سی رہنے والی اپنے کام سے کام

رکھنے والی اور کسی کا دل نہ توڑنے والی ہر ظلم کو

برداشت کرنے والی میں تو سمجھتا تھا کہ میری بیوی

میری طرح ہوگی مگر تم تو پتہ نہیں کیسے مجھے مل

گئی مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے تمہیں قید کر

رکھا ہے لیکن سچ تو یہ ہے کہ آہستہ آہستہ تم مجھے

قید کر رہی ہو میں نے تو تمہیں اس حویلی میں اپنے

کمرے میں میں قید کیا تھا مگر تم میرے دل پر قبض ہو

رہی ہو زرخان سرگوشی نما آواز میں بول رہا تھا یقیناً

اگر حورا ٹھی ہوتی تو اس کی یہ باتیں سن کر بے ہوش

ہو جاتی یا حویلی میں سے کوئی انسان زر خان سکندر

کو یوں کسی لڑکی سے باتیں کرتے دیکھ لیتا تو ضرور

غش کھا کر مر جاتا

خود پر جبر کر کے رکھا ہوا ہے اتنے دنوں سے بیوی کے

ہوتے ہوئے بھی تمہارے وجود سے انکاری رہتا ہوں اس

لیے کہ کہیں تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہ کر جاؤ مگر

اب بس ایک بار تمہارا بھائی مل جائے پھر تم میری

پناہوں میں ہوگی اور تمہیں کبھی اجازت نہیں دوں گا

کہ تم مجھ سے ایک انچ بھی دور جاسکو جب تک

تمہارا بھائی نہیں مل جاتا اور جب تک میں اپنے بھائی

کے قاتلوں کو نہیں ڈھونڈ لیتا تب تک مجھے تمہارے

ساتھ اجنبی ہی بن کر رہنا پڑے گا اور میں اجنبی ہی

رہوں گا مگر تمہاری حرکتیں مجھے تمہاری طرف مائل

کرتی ہیں زر خان اس کے چہرے پر آتی ایک اوارہ لٹ کو

اس کے کان کے پیچھے آراستے ہوئے بولا

تمہارا یہ حسن مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں تمہارے

گرد اپنی قربت کا حصار باندھ کر تمہیں محسوس

کروں مگر خود سے کیا ہوا وعدہ میں تب تک نہیں

بھول سکتا جب تک تمہارا بھائی نہیں مل جاتا زر خان

بولتا ہوا جھکا اور ایک نرم عقیدہ بھرا لمس اس کی

پیشانی پر چھوڑا اور دوبارہ سے اٹھ کھڑا ہوا ایک

آخری نظر حور کے چہرے پر ڈالی اور آگے بڑھ کے

لائٹ آف کر دی اور جا کے بیڈ پر لیٹ گیا

یہ بات تو صرف زر خان ہی جانتا تھا کہ حور زر خان کو

اپنی طرف مائل کر چکی ہے وہ اس کے دل میں محبت

کانچ بوچکی ہے حالانکہ زر خان کے سامنے بھی وہ

مکمل پردے میں رہتی تھی اس نے کبھی سر سے دوپٹہ

نہیں اترنے دیا تھا صرف اس کی ملاقات زر خان سے

صبح اور شام کے وقت ہوتی تھی لیکن اس سب کے

درمیان جب وہ زر خان سے پہلے ہی سو جاتی تھی اور

اس کے سونے کے بعد زر خان کئی لمحے اسے دیکھتا رہتا

زر خان کے کمرے میں خفیہ کیمرے لگے تھے اور اس

بات سے صرف زر خان ہی واقف تھا وہ اپنا کام کرنے کے

دوران کئی بار اپنا کمرہ کیمروں کے ذریعے دیکھتا جہاں

کبھی کبھی تو حور نظر آ جاتی لیکن تب جب نماز کا

وقت ہوتا تھا ورنہ وہ روم میں نہیں پائی جاتی تھی

آہستہ آہستہ ہی سہی مگر ان دو ہفتوں میں زر خان کو

حور سے محبت ہونے لگی تھی شاید یہ حلال رشتے کا

طاقت تھی حور کی توجہ جب وہ حویلی میں داخل

ہوتا تو سامنے ہی جب حور اس سے سلام لیتی اور اس

کا حال چال پوچھتی اور ادب سے سر جھکا کر اس کے

پیچھے چلتی یہ باتیں زر خان کو پاگل کر گئی تھی وہ

کئی لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہتا اور سوچتا رہتا کہ

یہ لڑکی کیا ہے یہ اپنا حق بھی نہیں مانگتی فضول

بات بھی کوئی نہیں کرتی کسی کے کچھ کہنے پر آگے

سے جواب بھی نہیں دیتی اور زرخان کے بار بار

دھتکارنے پر اگنور کرنے پر بھی غصہ نہیں ہوتی تھی

بلکہ اس کا رویہ نارمل ہی رہتا تھا زرخان نے آج تک

اسے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جس نے پہلی بار اس

کی آنکھوں میں آنسو نکاح کے وقت دیکھے تھے اس کے

بعد اس نے حور کو روتے نہیں دیکھا تھا شاید وہ صبر

کرنا جانتی تھی

حور نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر دیکھا تو کمرے

میں کھڑکی سے آنے والی روشنی سے پورا کمرہ روشن

تھا وہ آہستہ سے اٹھی اور گھڑی کی جانب دیکھا جو

اٹھ بجارہی تھی گھڑی کی طرف دیکھتے اس کے

حواس با ساختہ ہوئے وہ فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی

یا اللہ! آج میں اتنی دیر تک کیسے سوتی رہی میں تو نماز

کے وقت بھی نہیں اٹھی حور گھڑی کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی

اور یہ کہاں گئے شاید کورٹ چلے گئے ہوں گے کتنی

پاگل ہوں میں آج کیسے اتنی دیر تک سوتی رہی حور

خود سے بولتی ہوئی جلدی سے ڈریسنگ روم میں گئی

اور فریش ہو کر جلدی سے دوپٹہ اپنے سر پر لیا اور

کمرے سے باہر نکلی

حور سیڑیاں اتر کر نیچے آئی تو حویلی کے تمام افراد

کو ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرتے ہوئے پایا ان میں سے

ابھی صرف مرد حضرات ہی ناشتہ کر رہے تھے جبکہ

خواتین انہوں نے ابھی ناشتہ شروع نہیں کیا تھا حور

تیز قدم لیتی ہوئی ڈائننگ ٹیبل کے قریب گئی اور جا

کر مشترکہ سلام لیا اور ایک چوڑے نظر زرخان کے جانب

دیکھا جو اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھا

وعلیکم السلام بیٹا بیٹھو ناشتہ کرو اماں جان حور کی

جانب دیکھتے ہوئے بولی تو وہ ہلکا سا مسکرا دی اور آ

کر اپنے کرسی پر بیٹھی

بھابھی اب کیسے طبیعت ہے آپ کی لائبریری حور کے جانب

جھکتے ہوئے ہلکی سی آواز میں بولی

میری طبیعت کو کیا ہوا میں تو بالکل ٹھیک ہوں حور کو

حیرت ہوئی لائے کی بات سن کر

اچھا شاید آپ دیر تک سوتی رہی ہیں اس لیے لالا کو لگا

ہو کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں بڑی اماں نے جب ان

سے پوچھا کہ آپ کدھر ہیں تو انہوں نے بتایا کہ شاید

آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں اس لیے آپ سو رہی ہیں

لائبہ نے حور کو بتایا تو حور نے بے اختیار نظریں اٹھا

کر زرخان کے طرف دیکھا جو بالکل بے نیازی سے ناشتہ

کر رہا تھا

نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں بس

پتہ نہیں کیوں آج سوتی رہی حور نے لائبہ کو جواب دیا

چلیں کوئی بات نہیں ناشتہ کریں آپ فاریہ حور کی

طرف ناشتہ بڑھاتے ہوئے بولی تو حور نے مسکرا کر

ناشتہ کرنا شروع کیا

ناشتہ کرنے کے بعد زرخان اپنی کرسی سے اٹھا اور سب

کو خدا حافظ بولتا باہر کی جانب بڑھا

بیٹا جاؤ زرخان کو باہر تک چھوڑ آؤ زرخان ابھی دو تین

قدم ہی آگے بڑھا تھا جب اسے پیچھے سے بڑی اماں کی

آواز سنائی دی وہ حور کی جانب دیکھتی ہوئی بول

رہی تھی بڑی اماں کی بات سن کر حور نے جلدی سے

ہاں میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور قدم سے

زرخان کے پیچھے بڑھائے

سنیں "زرخان دروازے کے قریب پہنچا جب حور نے"

پیچھے سے آواز دی تو اس کے قدم وہیں پر رک گئے وہ

آہستہ سے مڑا تو حور اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی

جی "زر خان حور کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا"

وہ آپ نے سب کو یہ کیوں بولا کہ میری طبیعت خراب

ہے میں تو بالکل ٹھیک ہوں آخر حور نے وہ بات پوچھ

ہی لی جو اسے تب سے تنگ کر رہی تھی

کیونکہ تم سو رہی تھی اور میں نے تمہیں اٹھانا مناسب

نہیں سمجھا اس لیے سب کو یہ بول دیا کہ تمہاری

طبیعت ٹھیک نہیں زر خان اس کے چہرے پر نظر ٹکاتے

ہوئے بولا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی

لیکن آپ مجھے اٹھا بھی تو سکتے تھے آپ مجھے اٹھا

دیتے میں تو بالکل ٹھیک تھی حور نے نظریں جھکاتے

ہوئے ہی جواب دیا تھا

میں نے بولا ناکہ میں نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا تم

گہری نیند میں تھی

لیکن میری نماز قضا ہو گئی اگر آپ اٹھا دیتے تو میں

نماز پڑھ لیتی حور نے نظر اٹھا کر زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا مگر اسے خود کی طرف سے دیکھتا

پاکر دوبارہ نظریں جھکالی

کوئی بات نہیں قضا پڑھ لینا زرخان دلچسپی سے اس

کی اٹھتی جھکتی پلکوں کا رقص دیکھتے ہوئے بولا

لیکن "حور نے کچھ بولنا چاہا زرخان نے اس کی بات"

کاٹی

لیکن ویکن کچھ نہیں جو مجھے بہتر لگا وہ میں نے کر

دیا تفصیلی بات کرنا چاہتی ہو تو شام کو گھر آ کے کر

لوں گا زر خان ایک بھر پور نظر حور کو دیکھتے ہوئے بولا

جی ٹھیک ہے خدا حافظ حور نے زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

خدا حافظ زر خان ایک آخری نظر کو دیکھتے ہوئے مڑا

مگر حور کے اگلے الفاظ سن کر اس کے قدم دوبارہ ر کے

خدا آپ کو اپنے ایمان میں رکھے حور یہ کہتے ہوئے

واپسی کے لیے مڑ گئی جب زر خان نے پیچھے مڑ کر

اندر کی جانب جاتی ہوئی حور کو دیکھا اور پھر ہلکا

سامسکرایا اپنے گلاسز آنکھوں پر لگائے اور اپنی گاڑی

کی جانب بڑھ گیا

السلام علیکم میم یہ ہے وہ شخص جو آپ کے بارے میں

جاننے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے اس نے پورے شہر

میں جاسوس چھوڑ رکھے ہیں جو صرف آپ کی تلاش

میں ہیں یہ لاہور کے ہائی کورٹ کانج ہے زر خان

سکندر اور اس فائل میں اس کے تمام ڈیٹیلز موجود

ہیں آپ کے کہے کہ مطابق تمام سی سی ٹی وی فوٹیج

ڈیلیٹ کر دی گئی ہیں اور اب کہیں پر بھی آپ یاں

ہمارے آفیسر زد کھائی نہیں دیں گے ایک آفیسر عینا کے

سامنے کھڑا تمام تفصیل بیان کر رہا تھا جبکہ عینا

سامنے کرسی پر بیٹھی اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے

اپنی تھوڑی پر رکھے مصروف انداز میں سامنے موجود

آفیسر کی طرف دیکھ رہی تھی

I need all the information of the
hotel

where these girls are staying ok
you

can go

مجھے ان تمام لڑکیوں کے بارے میں معلومات چاہیے)

جنہیں اس ہوٹل میں رکھا گیا ہے ٹھیک اور اب تم جا

(سکتے ہو)

عینا سامنے موجود آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تو وہ یس میم کہتا وہاں سے چلا گیا

مسٹر زرخان سکندر اتنی ہمت آج تک کسی میں پیدا

نہیں ہوئی کہ کوئی میری جاسوسی کر سکے اور تم نے

میرے پیچھے جاسوس لگوار کھے ہیں واؤ چلو کسی

دن ملتے ہیں تم سے بھی دیکھتے ہیں کہ یہ ہمت رکھنے

والا شخص دیکھنے میں کیسا ہے عین اپنے سامنے پڑی

فائل کو دیکھتے ہوئے بولی جس میں زر خان سکندر کی

تمام ڈیٹیل موجود تھی اس نے اس فائل کو بھی پڑھنا

پسند نہ کیا اس لیے پکڑ کر سائیڈ پر رکھ دی جیسے

اس کے لیے وہ ضروری ہو ہی نہ اور حقیقت بھی یہی

تھی کہ وہ زیادہ تر ایسی چیزوں پر غور نہیں کرتی

تھی وہ صرف اپنے فرض پر فوکس کرتی تھی اور اپنے

کام پر فوکس کرتی تھی اس کے علاوہ کسی فضول

چیز میں اس نے کبھی دھیان نہیں دیا اور یہی بات

اسے خاص بناتی تھی کہ عینا سکندر اپنے فرض کے

معاملے میں اپنے آپ کو بھی نظر انداز کرنا جانتی ہے

آفس روم کا دروازہ نوک ہوا عینا نے نظر اٹھا کر دروازے

کی جانب دیکھا اور اندر آنے کی اجازت دی تو ایک

آفیسر دروازہ کھولتا ہوا اندر داخل ہوا

السلام علیکم میم وہ آفیسر عینا کے سامنے کھڑے ہوتے

سلیوٹ کرتے ہوئے بولا

و علیکم السلام بہت دیر کر دی تم نے آنے میں بیٹھو عینا

اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی تو چلتا ہوا کر سی کے

قریب آیا اور عینا کے سامنے بیٹھ گیا

ای ایم سوری میم لیکن کچھ مسئلے مسائل بن گئے تھے

انہیں ہینڈل کرنے میں تھوڑا وقت لگ گیا لیکن میں

سب کلیئر کر آیا ہوں

دیٹس گڈ کیا خبر لائے ہو عینا سامنے موجود آفیسر کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی

میم اس ہوٹل کی طرف جانے والے تین راستے ہم لوگوں

نے ہیک کیے ہیں معلومات کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ

وہاں پر رات کے تیسرے پہر لڑکیوں کو لے جایا جاتا ہے

اور وہ لڑکیاں کم تعداد میں نہیں ہوتی ہر روز تقریباً

سے زائد لڑکیوں کو اس ہوٹل میں قید کیا جاتا ہے 50

اور دن کے اجالے میں وہ ان لڑکیوں کو اس ہوٹل سے

کیسے غائب کرتے ہیں اس کے بارے میں ابھی ہم معلوم

نہیں کر سکے تمام فلائٹس کے مطابق ابھی تک یہ

معلوم نہیں ہو سکا کہ ان لڑکیوں کا باہر کے ممالک کے

لیے جایا جا رہا ہے یا نہیں لیکن یہ معلوم ہو چکا ہے کہ

انہیں جلد ہی یہاں سے وہاں پہنچا دیا جائے گا اور

صرف یہ ہی نہیں ان لڑکیوں کو روز مارا بیٹا جاتا ہے

انہیں نشہ آور انجیکشن دیے جاتے ہیں تاکہ وہ ہوش

میں نہ آئیں میم میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنی ٹیم کو

ہوٹل کے چاروں طرف چھوڑ دینا چاہیے پھر جیسے ہی

ہمیں کوئی سوراخ ملے اور ہمیں وہاں پر حملہ کر دینا

چاہیے سامنے بیٹھا آفیسر عینا کو تمام تفصیل سے آگاہ

کر رہا تھا

اگر لڑکیوں کو نہ ہوٹل کے باہر دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی

انہیں کہیں لے جایا گیا ہے تو اس کا مطلب لڑکیوں کو

ہوٹل کے اندر سے ہی غائب کیا جا رہا ہے عینا اپنے

اندازے کے مطابق بولی

ایس میم یو آر رائٹ سامنے بیٹھے آفیسر نے عینا کی بات

پر اتفاق کیا

تو پھر سمپل سی بات ہے ہوٹل کے اندر کوئی خفیہ

راستہ ہے کوئی سرنگ ہے جہاں سے لڑکیوں کو لے جایا

جارہا ہے یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے ہوٹل کے اندر ہی ہو

رہا ہے ایسا کروجن لڑکیوں کو ہم نے ہاسپٹل ایڈمٹ

کروایا تھا ان لڑکیوں کے پاس جاؤ اور ان سے معلومات

لو ان سے پوچھ تاچھ کرو کچھ نہ کچھ ان سے بھی

معلوم ہو جائے گا عینا نے سامنے بیٹھے آفیسر کو اگلا

حکم دیا

یس میم بٹ میم جس مشن کے لیے ہم لوگ تیاری کر

رہے ہیں مجھے لگتا ہے کہ اس مشن کا اس ہوٹل کے

معاملات سے بہت گہرا تعلق ہے

لیبسو لو ٹلی رائٹ صرف تعلق ہی نہیں یہ دونوں

معاملات ایک ہی ہیں جس چیز کے پیچھے ہم پچھلے

پانچ سال سے محنت کر رہے ہیں یہ دونوں چیزیں آپس

میں جوڑی ہوئی ہیں جن لوگوں کو بے نقاب کرنے کے

پیچھے ہم لوگ پانچ سال سے محنت کر رہے ہیں اور

جن دہشت گردوں کو پاکستان سے نکالنے کے لیے ہم

ایویڈنس اکٹھے کر رہے ہیں ان دونوں کا لینا دینا اس

ہوٹل والے معاملات میں شامل ہے اور انشاء اللہ ایک دن

ان سب کی گردنیں ہمارے ہاتھوں میں ہوں گی انہیں

سزا نہیں دلوائی جائے گی بلکہ ان سب کا انکاؤنٹر کیا

جائے گا جو غداری انہوں نے اپنے وطن کے ساتھ کی ہے

اس کی سزا ان کے سینوں کو گولیوں سے چاک کر کے

دی جائے گی اور یہ مشن میرے ہاتھ میں ہے اور عینا

سکندر اتنی رحم دل بالکل نہیں کہ وہ اپنے دشمنوں کو

دوسرا سانس لینے کی بھی مہلت دے اگر اپنی آخری

سانس تک بھی لڑنا پڑا تو لڑوں گی مگر دشمنوں کو

جہنم نصیب کر ہی رہوں گی عینا کا لہجہ مضبوط تھا

اس کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی آنکھیں

پتھر لی تھیں اور یہ بات سامنے بیٹھا آفیسر بہت

اچھے سے جانتا تھا کہ عینا سکندر اپنے دشمنوں کو

کس طرح کی موت دیتی ہے سامنے بیٹھا آفیسر صرف

اس کا جو نیر آفیسر نہیں تھا بلکہ اسے اس فیلڈ میں

کام کرتے پانچ سال گزر چکے تھے اور ان پانچ سالوں

میں جو ٹریننگ اس نے عینا سکندر سے لی تھی اس

حساب سے وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اس کی

سینیئر آفیسر کتنی ظالم ہے

یس میم اگر ہمیں اپنی آخری سانسوں تک بھی لڑنا پڑا

تو ہم لڑیں گے مگر اپنے دشمنوں پہ فاتحہ پڑھے بغیر

واپس نہیں لوٹیں گے وہ آفیسر عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

اگلی بار تم مجھے تمام ثبوتوں کے ساتھ اس آفس میں

چاہیے ہو گوٹ اٹ عینا سامنے موجود آفیسر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

یس میم وہ عینا کو سلیوٹ کرتا آفس سے نکل گیا

لائبہ اپنے کمرے سے نکلتی نیچے کی جانب جارہی تھی

جب حادثہ کے کمرے کے آگے سے گزرتے ہوئے اسے کچھ

آوازیں سنائی دی اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس نے

وہی رک کر کان دروازے کے ساتھ لگائے اور اندر ہونے

والی گفتگو سننے لگی

دیکھو میری بات سنو میں اس وقت نہیں آسکتا اس

لے تم خود ہی ہینڈل کر لو یا ر تمہیں تو پتہ ہے کہ میں

پاکستان آیا ہوں تم جانتی ہو اس لیے میں اتنی جلدی

یہاں سے نہیں واپس آ سکتا سمجھنے کی کوشش کرو

حادثہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں

مصروف تھا

اوکے ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا لیکن ابھی ممکن

نہیں تم تو جانتی ہو کہ بڑی اماں مجھے اتنی جلدی

نہیں آنے دیں گی تم ایسا کرو کہ تم پاکستان آ جانا اور

پھر ہم مل کر ڈسکس کر لیں گے کہ آگے کیا کرنا ہے

ٹھیک ہے تم فکر مت کرو میں اپنے گھربات کر لوں گا

ہاں ہاں بتادوں گا تمہارے بارے میں حارث فون کان

سالگایا ہے اپنی باتوں میں مصروف تھا جب کہ باہر

کھڑی لائے کان لگائے کھڑی اس کی تمام باتیں سن

رہی تھی

اللہ اللہ کتنے بے شرم انسان ہیں باہر لڑکی پھسائی ہوئی

ہے اور یہاں پر اتنے شریف بنتے ہیں جیسے ان سے بڑا

شریف اور معصوم اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا لائے

کانوں کو ہاتھ لگاتی ہوئی بڑ بڑائی جب اچانک سے

دروازہ کھلا اور وہ گرتی گرتی بچی

تم "حادثہ لائے کو سامنے دیکھ کر حیران ہوا"

تم یہاں کیا کر رہی ہو ایک سیکنڈ تم یہاں کان لگا کر

میری باتیں سن رہی تھی جاسوسی کر رہی تھی میری

حادثہ سرد لہجے میں لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تو لائے ہڑ بڑا کر سیدھی ہوئی

نن نہیں تو میں تو آپ کی جاسوسی نہیں کر رہی تھی

میں تو بس یہاں سے گزر رہی تھی لائبہ صاف مکر گئی

جسٹ شٹ اپ مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے تم نے

یہ تمہاری بچپن سے عادت ہی نہیں گئی میری

جاسوسی کرنا چھپ چھپ کر میری باتیں سننا حارث

لائبہ کو گھورتے ہوئے غصے بھرے لہجے میں بول رہا تھا

دیکھیں لالہ میں نے آپ کی کوئی جاسوسی نہیں کی آپ

مجھ پر الزام مت لگائیں لائے حادثہ کی طرف دیکھتی

ہوئی معصوم سی شکل بنا کر بولی

پھر یہاں میرے کمرے کے باہر کیا کر رہی تھی تم جہاں

تک میرا خیال ہے میں نے تو تمہیں پہرا دینے کے لیے

اپنے کمرے کے باہر بالکل کھڑا نہیں کیا پھر یہاں میرے

کمرے کے دروازے کے ساتھ کان لگا کر کھڑی کون سے

ایکسپیریمینٹ کر رہی تھی تم حارث اسے گھورتے ہوئے

بولا

او نہوں اب میری چوائس اتنی بھی بڑی نہیں کہ میں

ایکسپیریمینٹ کے لیے آپ کے کمرے کا انتخاب کروں

لاٹہ ہلکی آواز میں بڑبڑائی جس کی آواز سامنے کھڑے

حارث کے سماعتوں تک آسانی سے پہنچ چکی تھی

کیا بکواس کی ہے تم نے حارث لائبہ کی کلائی اپنی

سخت گرفت میں لیتے ہوئے بولا تو تکلیف سے وہ

سسکی

کک کچھ نہیں لالا پلینز میرا بازو چھوڑیں لائبہ اپنا بازو

چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

میرے سامنے اپنی زبان کو لگام دے کے رکھا کرو لڑکی

میں ان حویلی والوں کی طرح نہیں ہوں جو تمہاری

زبان کی تیزی کو برداشت کر جاؤں گا اگر اگلی بار

میرے سامنے کوئی بھی فضول بکواس کی تو چمڑی

ادھیر دوں گا تمہاری حارث اسکے منہ پر غرایا اور

جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا اور لمبے لمبے ڈھک

بھرتا وہاں سے چلا گیا

جلاد کہیں کے سڑے ہوئے کر لیے ہائے السلامیرا بازو توڑ

دیا کتنے جلاد ہیں یہ لائے دہائیاں دیتی ہوئی بولی اور

دل ہی دل میں حارث کو ہزار صلواتوں سے نوازتی ہوئی

آگے بڑھ گئی

اس وقت حور لائے اور فاریہ حویلی کے بکچے میں

موجود امرود کے درخت کے پاس کھڑی امرود توڑنے کی

کوشش کر رہی تھی جس میں لائے اور فاریہ بڑی طرح

ناکام ہو رہی تھی

بھابھی آپ کا قد ہم دونوں سے لمبا ہے آپ کا ہاتھ بھی

پہنچ جائے گا آپ پکڑیں لائے اور کی طرف دیکھتی

ہوئی بولی تو اس نے ایک نظر اونچے کھڑے درخت کی

جانب دیکھا اور پھر لائے کی طرف

میں تمہیں کہاں سے اتنی لمبی نظر آتی ہوں یہ جو

تمہارے سامنے 12 فٹ لمبا درخت کھڑا ہے تمہیں واقعی

لگتا ہے کہ میں اس درخت تک پہنچ سکتی ہوں حور

حیرت بھری والی نگاہوں سے لائے کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی

ارے بھابھی میرا مطلب وہ نہیں تھا دیکھیں آپ اس

چمیر کے اوپر کھڑی ہوں اور کھڑے ہو کر آپ وہ والی

ٹہنی پکڑنے کی کوشش کریں جب وہ آپ کے ہاتھ آ

جائے تو آپ اسے نیچے کی طرف کھینچ لیں جب آپ

اسے نیچے کی طرف کھینچ لیں گی تو ہم دونوں جلدی

جلدی سے امرود اتار لیں گے لائبہ حور کی جانب

دیکھتے چٹکی بجاتے ہوئے بولی جیسے کوئی بہت بڑا

کارنامہ انجام دینے جارہی ہو

نہیں میں اتنا بڑا ریسک نہیں لے سکتی میں گر جاؤں

گی حور نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی

ارے بھابھی نہیں کرنے دیں گے آپ کو فکر مت کریں

لائبہ حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور کرسی

درخت کے پاس لا کر رکھی اور اب حور کو اشارہ کر

رہی تھی کہ وہ اس پر چڑھے جبکہ وہ مسلسل نفی

میں سر ہلا رہی تھی

اگر میں گری نہ تو پھر تم لوگ دیکھنا نانا کرتے بھی وہ

دونوں زبردستی حور کو کرسی پر کھڑا کر چکی تھی

نہیں کرنے دیں گے بھا بھی بھروسہ رکھیں آپ بس وہ

والی ٹہنی پکڑیں فار یہ حور کو ایک ٹہنی کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے بولی تو حور نے لمبا سانس لیا اور نظر

اٹھا کر اس ٹہنی کی طرف دیکھا جو اس کی پہنچ سے

کافی دور تھی مگر وہ کوشش کرتی تو اس کے ہاتھ آ

ہی جانی تھی

حور نے اپنے پیر اوپر اٹھائے اور پیروں کے پنچوں کے بل

کرسی پر کھڑی ہو کر ہاتھ اونچے کرتے ٹہنی پکڑنے کی

کوشش کرنے لگی جو اس کے ہاتھ ہی نہیں آرہی تھی

حور کوشش کرتے ہوئے تھوڑا اور اونچا ہوئی تو اس کا

ہاتھ اس ٹہنی کے قریب پہنچ ہی گیا ابھی وہ ٹہنی کو

پکڑتی کرسی لڑکھڑائی

حور کا پاؤ پھسلا اور وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے

پھسلتی زمین کی طرف گری

آہ..... حور کے منہ سے ڈر کے مارے صرف یہی چیخ نکل

سکی اس نے اپنی آنکھوں کو سختی سے بند کر لیا تھا

زر خان جو آج جلدی کورٹ سے واپس آ گیا تھا گاؤں میں

کسی ضروری کام کے لیے جب وہ حویلی کے اندر داخل

ہونے لگا تو اس کی نظر باہر بکیچے میں گئی جہاں حور

کرسی پر کھڑی ہو رہی تھی اپنی باریکی جیسی نظر

سے وہ یہ اندازہ تو لگا چکا تھا کہ وہ ضرور گرے گی

اس لیے تیز تیز قدم لیتا اس کی جانب بڑھا مگر زر خان

کے حور تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ لڑکھڑائی اس سے

پہلے کو وہ زمین بوس ہوتی زر خان اسے اپنے مضبوط

بازوؤں سے تھام چکا تھا

زر خان نے ایک حور کے چہرے کی جانب دیکھا جو ڈر

کے مارے سختی سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی اسے

دیکھ کر زر خان ہلکا سا مسکرایا مگر اپنی مسکراہٹ

فوراً چھپا گیا

خود کو گراہوانا محسوس کر کے اس نے اپنی آنکھیں

کھولیں تو وہ زر خان کے مضبوط بازوؤں کے حصار میں

تھی جسے زر خان نے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا زر خان

کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر وہ ایک دم حیران ہوئی

آآپ حور ہکلاتے ہوئے بولی تو زر خان نے اسے نرمی سے

زمین پر کھڑا کیا

ہاں میں اور تم یہ کرسی پر کھڑی ہو کر کون سی

کارستانیوں سرانجام دے رہی تھی زر خان حور کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا جو خاصی بوکھلائی ہوئی لگ

رہی تھی

وہ میں لائے نے حور بولتے ہوئے پیچھے مڑی مگر یہ کیا

اس کے پیچھے تو کوئی بھی موجود نہیں تھا صرف

پیچھے ہی نہیں کہیں بھی لائے اور فار یہ موجود نہیں

تھی مطلب وہ زرخان کو دیکھ کر رنو چکر ہو چکی

تھی اسے بے انتہا حیرت ہوئی یہ دونوں کدھر گئی

حور خود سے ہی بولی

وہ دونوں چلی گئی کم سے کم انہیں پرائیویسی کا

خیال ہے زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جی....؟؟ حور کو اس کی آخری بات کی کچھ سمجھ

نہیں آئی تھی

کچھ نہیں چلو اندر زر خان بولتا ہوا مڑا اور قدم اندر کے

جانب بے کچھ ختم چلنے کے بعد اسے محسوس ہوا اس

کے پیچھے نہیں ارہی اس نے پوچھا کر دیکھا تو وہ

وہی حیران و پریشان کری تھی

کیا خیال ہے اب میں اٹھا کر اندر لے کے جاؤں ویسے

مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر تم چاہو تو میں یہ کام

کر سکتا ہوں زر خان حور کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے

بولا تو حور اس کے انداز پر غش کھا کر مرنے کو تھی

نن نہیں میں چلتی ہوں حور فوراً انکار کرتے ہوئے بولی

کہیں وہ واقع ہی ایسا نہ کر دے

افف پتہ نہیں انہیں کیا ہو گیا ہے آج عجیب عجیب

سی باتیں کر رہے ہیں حور دل ہی دل میں بولتی آگے

کی جانب بڑھی جب کہ زر خان بھی اس کے پیچھے ہی

تھا

تم دونوں کو ذرا شرم نہیں آئی وہاں اکیلے مجھے

چھوڑتے ہوئے حور اس وقت لائبہ اور فاریہ کہ کمرے

میں موجود تھی اور ان کی کی جانے حرکت پر انہیں

بڑی طرح گھور رہی تھی جبکہ وہ دونوں اپنی ہنسی

چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

بھا بھی وہاں پر لالا آگئے تھے اب ہم آپ دونوں کے

درمیان کھڑے اچھے تھوڑی لگتے تھے فاریہ حور کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی

اور نہیں تو کیا ویسے بھی ہم آپ دونوں کو ورلڈ بیسٹ

ہسبنڈ وائف کیل دیکھنا چاہتے ہیں اس لیے ہم نے سوچا

آپ کو تھوڑی پرائیویسی دے دیں لائے حور کی طرف

دیکھتی ایک آنکھ دباتی ہوئی شرارت سے بولی تو حور

نے لائے کو بڑی طرح سے گھورا

اپنی یہ فضول گفتگو بند کرو حور ان دونوں کو گھورتے

ہوئے بولی

ارے بھابھی فضول تھوڑی ہے اچھا آپ یہ بتائیں کہ لالا

نے آپ کو کیا کہا فار یہ اب بھی باز نہیں آرہی تھی

جبکہ حور کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں سے اٹھے اور

کمرے سے چلی جائے

مجھے لگتا ہے کہ تم دونوں کو میں یہاں بیٹھی ہوئی

اچھی نہیں لگ رہی اور اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی

تو ان دونوں نے جلدی سے ہور کا ہاتھ تھام جیسے

دوبارہ واپس بٹھایا

اچھائی ایم سوری بھابھی آپ تو مائنڈ ہی کر گئی اچھا

نہیں کرتے آپ سب ایسی کوئی بات لائے مسکراتے ہوئے

بولی

بھابھی آپ بول رہی تھی نا آپ کو ہماری تصویروں کا

الہم دیکھنا ہے جو اس دن ادھورارہ گیا تھا چلیں ہم

وہ دیکھتے ہیں فار یہ تصویروں سے بھرا البم اٹھاتی

حور کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی اور پھر وہ تینوں

حویلی کے تمام افراد کی پرانی تصویریں دیکھنے لگی

زر خان اپنے کمرے میں بیٹھا پچھلے آدھے گھنٹے سے

حور کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جو میڈم ایسی غائب

ہوئی تھی کہ دوبارہ اس کے سامنے ہی نہیں آئی تھی

اسے اندازہ تھا کہ وہ اس کے سامنے کیوں نہیں آرہی

یقیناً وہ اس کی باتوں سے پریشان ہو گئی تھی ضرور

وہ یہ سوچ رہی ہو گی کہ آج اسے کیا ہو گیا آگے پیچھے

تو انگارے چبائے پھرتا تھا اپنی ہی سوچ پر زرخان

مسکرایا اور پھر اٹھ کر اجرٹک اپنے کندھوں پر ڈالی

اس وقت وہ مکمل سفید لباس پہ موجود تھا سفید

شلوار قمیض پہنے سفید ہی اجڑک کندھوں پر ڈالے وہ

کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا مگر شہزادے

ایسے تو نہیں ہوتے شہزادے تو رحم دل ہوتے ہیں لیکن

زر خان سکندر صرف حویلی کے اندر ہی رحم دل تھا

باہر کی دنیا میں وہ کیسا جابر انسان تھا یہ صرف باہر

کے لوگ ہی جانتے تھے

اپنی گھری کلائی میں پہن کر موبائل اٹھاتے زر خان

کمرے سے باہر نکل گیا

زر خان سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تو سامنے ہی صوفے پر

حور فاریہ اور لائبہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی دکھائی دی

وہ ان کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی اور وہ

مسکراتی ہوئی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ زر خان

کا دل چاہا کہ وہ یہی رک کر حور کو مسکراتا ہوا

دیکھتا رہے اس نے آج حور کو پہلی بار مسکراتے ہوئے

دیکھا تھا اور اس کی مسکراہٹ اتنی خوبصورت ہوگی

وہ یہ بالکل بھی نہیں جانتا تھا بے خودی کے عالم میں

وہ یک ٹک اسے دیکھتا جا رہا تھا اور سیڑھیاں اترتا ہوا

نیچے آ رہا تھا جب ایک غیر ارادی طور پر حور نے نظر

اٹھا کر سامنے دیکھا مگر سامنے سیڑھیوں سے آتی

زرخان کو خود کی طرف شوق نظروں سے دیکھتا پاپا

کر اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی

لالا آپ کہیں جارہے ہیں فاریہ زرخان کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی

ہاں میں پنچایت جارہا ہوں اگر اماں جان پوچھیں تو

انہیں بتا دینا ذرا دیر سے آؤں گا زر خان حور کو اپنی

نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے بولا جو نظریں

جھکائے ہوئے بیٹھی تھی

جی ٹھیک ہے لالا فاریہ نے مسکرا کر جواب دیا تو

زر خان اپنی اجڑک اپنے کندھے پر صحیح کرتا ہوا باہر

نکل گیا زر خان کے جاتے ہی حور نے نظریں اٹھا کر

دیکھا تو زر خان وہاں موجود نہیں تھا حور نے دروازے

کی جانب دیکھا تو زر خان دروازے کی جانب جاتا ہوا

اسے دکھائی دیا وہ زر خان کو ہی دیکھ رہی تھی جب

زر خان رکا اور ایک دم سے پلٹا زر خان کے پلٹنے پر حور

سٹسٹپائی کر سیدھی ہو کر بیٹھی جبکہ حور کے اس

حرکت پر زر خان کے انابی ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ

لائے اس وقت کچن میں بیٹھی چاکلیٹ کھانے میں

مصروف تھی جب حادثہ کچن میں داخل ہوا مگر آگئے

ہی اس افلاطون کے بیٹھے دیکھ کر اس کے چہرے پر

سنجیدگی طاری ہو گئی پتہ نہیں کیوں مگر لائے کو

دیکھتے ہی اس کو خاصا غصہ آ جاتا تھا شاید یہ بچپن

کے خار تھی جو وہ نکال نہیں سکا اور باہر چلا گیا اور

اب جب اسے موقع ملا ہے تو اس کا بھرپور فائدہ اٹھا

رہا تھا

کیا کر رہی ہو تم یہاں حارث اپنی بھاری گھمبیر آواز

میں بولا تو اپنے ٹھیک پیچھے سے حارث کی آواز سن

کر لائے جھٹکے سے کرسی سے اٹھی تھی

میں چاکلیٹ کھا رہی تھی اور میں نے یہاں کیا کرنا ہے

لائے نے صاف گوئی سے جواب دیا

آپ کھائیں گے کیا لائے حارث کی جانب چاکلیٹ بڑھاتی

ہوئی بولی

نہیں بہت شکریہ ایسی فضول چیزیں تم ہی کھاؤ اور

کھانا گاؤ میرے لیے حارث کر سی گھسیٹ کر بیٹھتے

ہوئے رعب دار آواز میں بولا

جی میں لائے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

تم نہیں تو اور کون تمہارے علاؤہ یہاں پر تمہیں تمہارے

فرشتے دکھائی دے رہے ہیں جن سے میں نے بولا ہے

حادثہ اسے گھورتے ہوئے بولا تو اس کے جاہلانہ انداز پر

لائبہ کو اس سے خوف آیا مگر وہ چیز ہی ایسی تھی

کہ اس پر خوف طاری ہوتا ہی نہیں تھا اس لیے فوراً

سے پہلے واپس اپنی پرانی پوزیشن میں آئی

میرے فرشتے آپ کو کیسے دکھائی دیں گے بھلا انہیں تو

کبھی میں نے بھی نہیں دیکھا لائبہ ہنستے ہوئے بولی

جیسے اس کی بات کا مذاق بنا رہی ہو اور یہی بات

حارث کو مزید تیش دلا گئی تھی

حارث غصے سے اپنی کرسی سے اٹھا اور لائے کی طرف

قدم بڑھائے حارث کو بے انتہا غصے میں دیکھ کر لائے

کو اب سچ مجھ میں ڈر لگنے لگا تھا

کیا بولا تھا میں نے تمہیں کہ میرے سامنے فضول زبان

مت چلایا کرو کیا تمہیں میری ایک بات سمجھ نہیں

آتی حارث اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے غصے سے

بول رہا تھا جب کہ لائبہ پیچھے کہ جانب قدم بڑھا

رہی تھی

سس سوری لالاب نہیں کروں گی لائبہ حارث کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی جب کہ وہ خطرناک تیور لیے اس کی

جانب بڑھ رہا تھا اس نے لائے کا بازو سختی سے دبوچا

اور ایک جھٹکے سے اسے دیوار کے ساتھ لگایا

اگر اپنی سلامتی چاہتی ہو تو اسے فصول بکواس مت

کر نامیرے سامنے سمجھی وہ لائے کے چہرے پر

پھنکارا تو لائے نے سختی سے آنکھیں بند کرتے ہوئے

جلدی سے ہاں میں سر ہلایا

پانچ منٹ میں کھانا لگاؤ میرے لیے حارث اس کا بازو

چھوڑتا ہوا دوبارہ کرسی پر جا بیٹھا حارث کے دور

جاتے ہی لائبریری نے اپنا سانس بحال کیا اور جلدی جلدی

فریج سے کھانا نکال کر گرم کر کے اس کے آگے رکھا اور

کچن سے نکلنے لگی جب حارث کی آواز پر اس سے قدم

وہیں پر رک گئے

کہاں میں نے تمہیں جانے کا بولا جو تم جا رہی ہو حادث

کی سخت غصے والی بھری آواز سن کر لائے نے حلق ترکیا

لا لا اپ نے ہی تو بولا تھا کہ مجھے کھانا لگا کر دو تو

میں نے لگا دیا لا بے ہار اس کی طرف دیکھتی ہوئی

معصومیت سے بولی

کھانا لگانے کا بولا تھا کھانا لگا کر بھاگنے کا نہیں چائے

بناؤ میرے لیے حارث نے اپنا اگلا حکم سنایا تو لائبہ نے

جلدی سے دودھ نکالا اور چائے بنانے لگی وہ جلدی

جلدی یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی اس جلا د کے آس

پاس رہنا اس کے لیے بے حد مشکل تھا

لائبہ نے جلدی جلدی چائے بنا کر کپ میں ڈالی اور چائے

کا کپ حارث کے آگے رکھا

چینی لے کر آؤ حارث نے لائے کی طرف دیکھتا ہوں میں

بولا

لیکن میں نے تو اس میں چینی ڈالی ہے لالا لائے نے بتانا

چاہا کہ اس نے تو چینی ڈالی ہے پھر وہ چینی کیوں

مانگ رہا ہے

جتنا بولا ہے صرف اتنا کرو حارث سخت لہجے میں بولا

تولائے نے چینی پکڑ کر اس کے آگے رکھی

شکل کیا دیکھ رہی ہو ایک چمچ چینی مکس کرو چائے

میں حارث کی اگلی بات سن کر لائے کا دل چاہا کہ

وہاں سے بھاگ جائے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے

مگر ہائے رے قسمت وہ یہاں بڑی طرح پھنس چکی تھی

لائے نے ایک چمچ چینی نکال کر اس کی چائے میں

مکس کی اور کپ اس کے اگے رکھا حارث نے کپ اٹھا

کر لبوں سے لگایا اور دو گھونٹ لگانے کے بعد کپ واپس

ٹیبل پر رکھا اور اسے کھسکا کر لائے کے جانب بڑھایا

چائے اچھی نہیں بنی اب بغیر چینی کے چائے بنا کر لاؤ

حارث کی اگلی بات سن کر لائے کا دل کیا کہ وہ اس

سائیکو کا سر پھاڑ دے جلتی بھنتی لائے نے چائے کا

کپ اٹھایا اور اسے جا کر سائیڈ پر رکھا اور نئے سرے

سے چائے بنانے لگی

پانچ منٹ میں بغیر چینی کے چائے بنا کر اس نے کپ

حارث کے آگے رکھا اور تب تک حارث کھانا کھا چکا تھا

اب میں نے چائے کا کیا کرنا ہے میں تو کھانا کھا چکا

ہوں ایک کام کرو یہ چائے تم پیو حارث لائے کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو لائے نے فوراً نفی میں سر ہلایا

تم مجھے انکار کر رہی ہو حارث اسے گھوڑتا ہوا بولا

نہیں حارث لا لا میں چائے نہیں پیتی لائے معصومیت

سے بولی

تم پیتی ہو یا نہیں پیتی یہ میرا مسئلہ نہیں مگر تم اب

یہ چائے پیو گی حارث کرسی کی طرف بیٹھنے کا

اشارہ کرتے ہوئے بولا اور چائے کا کپ اس کی جانب

بڑھایا لائے کے لاکھ انکار کرنے کے باوجود بھی مجبوراً

وہ کرسی پر بیٹھ ہی گئی اور چائے کا کپ ہاتھوں میں

پکڑا

چائے کا پہلا گھونٹ بھرتے ہی اسے یوں لگا جیسے ابھی

اسے آبائی آجائے گی اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے اس نے

کپ واپس رکھا

میں یہ نہیں پی سکتی پلیز اسے آپ پی لیں ورنہ رہنے

دیں لائے بیچاری سی کی شکل بنا کر بولی

دیکھو لڑکی میں نے ابھی کھانا کھایا ہے اور میرا اب

چائے پینے کا کوئی موڈ نہیں اور تم اس چائے کو انکار

کر کے رزق کی ناقدری کر رہی ہو اور میں رزق ضائع

کرنے کے بہت خلاف ہوں اس لیے شرافت سے چائے پیو

اور جاؤ یہاں سے ورنہ تب تک تم بھی یہیں پر ہو اور

میں بھی یہیں پر ہوں جب تک تم یہ چائے نہیں ختم

کرو گی چاہے رات سے دن ہو جائے تم یہیں پر بیٹھی

رہو گی حارث ریلیکس انداز میں بولتا ہے کرسی سے

ٹیک لگا گیا جب کہ لائبر کو چائے پینا زہر پینے کے برابر

لگ رہا تھا اس نے بہت ہمت کرتے ہوئے چائے کا کپ پکڑا

اپنی آنکھیں بند کی اور سانس بند کر کے چائے کا کپ

لبوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں گٹا گٹ پی گئی

اب میں جاؤں لائے کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی

ہاں جاؤ مگر میری ایک بات یاد رکھنا اگر تم نے دوبارہ

مجھ سے کوئی فضول گوئی کی یا تمہارے منہ سے آج

کے بعد میں نے کوئی بھی فضول بات سنی تو اس سے

بڑی سزا دوں گا حارث لائے کا ضبط سے سرخ پڑتا

چہرہ دیکھتے ہوئے بولا تو لائے نے جلدی سے جان

چھڑوانے کے لیے ہاں میں سر ہلایا اور جھٹکے سے

کرسی سے اٹھ کے باہر کی طرف دوڑی

تمہیں تو میں نے تیر کی طرح سیدھا نہ کر دیا تو میرا

نام بھی حارث سکندر نہیں جو کچھ تم میرے ساتھ کر

چکی ہو اس سب کا بدلہ تو سود سمیت تم سر لے کے

ہی رہوں گا حارث کر سی سے اٹھتا ہوا بولا اور پھر

کچن سے نکل گیا

حور کو عجیب سی بے چینی ستار ہی تھی رات کے 11

بج رہے تھے مگر زر خان ابھی تک حویلی واپس نہیں

لوٹا تھا ویسے تو صہزیب صاحب نے کھانے کے ٹیبل پر

بتا دیا تھا کہ زر خان کسی ضروری کام کے سلسلے میں

شہر گیا ہے اور شاید وہ رات کو دیر سے آئے مگر پھر

بھی حور کو عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی شاید وہ

اس کمرے میں آج اکیلی تھی یا پھر وہ زرخان کو مس

کر رہی تھی

یہ سب سوچتے ہوئے حور زرخان کے بارے میں سوچنے

لگی کہ کیسے آہستہ آہستہ اس کا رویہ حور کے ساتھ

تبدیل ہو رہا تھا اور صبح سے تو جوانداز اس کا

دیکھنے کو مل رہا تھا وہ سب سے منفرد تھا اس کے

انداز میں شوہر والی جھلک نظر آرہی تھی حالانکہ اپنی

زبان سے بہت بول چکا تھا کہ حور کو وہ اپنی بیوی

نہیں مانتا مگر اب اس کی نظروں میں نظر آنے والی

توجہ اور محبت کو اور نظر انداز نہیں کر پارہی تھی

بے شک اس نے زر خان کی نظروں میں نہیں دیکھا تھا

لیکن وہ محسوس کر سکتی تھی کہ وہ جب بھی

دیکھتا ہے حور کو کس نظر سے دیکھتا ہے شاید

زر خان کا دل بدلنے لگا تھا یا پھر بدل چکا تھا یہ تو

خدا ہی جانتا تھا

جو بھی تھا لیکن حور کو اس کی توجہ اس کا محبت

بھری نظروں سے دیکھنا اس سے عزت سے بات کرنا

دھیمے لہجے میں بات کرنا بہت اچھا لگ رہا تھا یہ سب

سوچتے ہوئے حور کے چہرے کو ایک خوبصورت

مسکراہٹ نے چھو زر خان کو یاد کرتے ہوئے وہ

خوبصورتی سے مسکرائی شاید اسے زر خان کی عادت

ہونے لگی تھی اور اس کے دل میں بھی ایک محبت کا

احساس جاگنے لگا تھا جس سے وہ انجان تھی مگر

زر خان اپنے دل کے حال سے ناواقف نہ تھا وہ خود کے

بارے میں جانتا تھا اور وہ حور کے بارے میں بھی

جانتا تھا کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچتی ہے اور

کیا نہیں سوچتی

حور صوفے سے اٹھی اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ

گئی اسی سائیڈ پر جہاں زر خان سوتا ہے سائیڈ ٹیبل پر

زر خان کی ایک تصویر فوٹو فریم میں لگی پڑی تھی

اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ فوٹو فریم پکڑا اور وہاں پر لیٹ

گئی کہنی کا سہارا لے کر اپنا ایک ہاتھ سر کے نیچے

رکھا اور ایک ہاتھ سے زر خان کی تصویر سامنے کرتے

اسے بغور دیکھنے لگی

اس تصویر میں زر خان آف وائٹ شلوار قمیض پہنے

کندھوں پر براؤن اجرک ڈالے اپنی بے پناہ وجیہہ

شخصیت لیے کھڑا تھا صاف رنگت ڈارک براؤن بال جو

نفاست سیٹ کیے ہوئے تھے وہ اس تصویر میں بہت

ہینڈ سمد کھائی دے رہا تھا اور مسکراتی ہوئی اس کی

تصویر دیکھ رہی تھی اور اسے دیکھتے دیکھتے حور

کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا

زرخان رات کے ایک بجے حویلی میں داخل ہوا حویلی

کے چاروں طرف گہرا سناٹا تھا وہ سیڑیاں چڑھتا ہوا

اوپر آیا اور اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو کمرے میں

لائٹ آن تھی

اس نے سامنے کی طرف دیکھا جہاں بینڈ پر اور گہری

نیند سو رہی تھی اس نے اپنے کوٹ کا بٹن کھولا اور

چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا حور کے قریب پہنچ کے اس نے

بغور حور کو دیکھا جو گہری نیند میں تھی جبکہ اس

کا ایک ہاتھ بینڈ پر تھا اور دوسرے ہاتھ کے نیچے

زر خان کی تصویر تھی جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ

پر تھا حور کو ایسے دیکھ کر زر خان کو حیرت ہوئی وہ

اس کی تصویر کے ساتھ کیا کر رہی تھی یہ بات

سوچنے والی تھی لیکن اپنے بیڈ پر اپنی سائیڈ پر سونا

اور اس کی تصویر ہاتھ میں لے کر سونا سے بہت کچھ

باور کروا گیا تھا دیکھ کر وہ مسکرایا اور اگے بڑھ کر

بیٹ سے اپنی تصویر اٹھائی اور سائڈ ٹیبل پر رکھے اور

کی جانب دیکھا جو صحیح طریقے سے نہیں لیٹی

ہوئی تھی مگر وہ گہری نیند میں تھی زر خان نے حور

کو نرمی سے تھامتے ہوئے صحیح طرح لٹایا اور اس پر

کمبل ہو رہا تو حور ذرا سا کسمائی مگر پھر گہری

ننید سو گئی

آج تم نے خود یہاں آنے کی جرات کر لی ہے یہ تو اچھی

بات ہے چلو مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تم خود

ہی اپنے اصل ٹھکانے تک آ گئی اور آج کے بعد تم یہیں

پر سو گے صوفے پر تو تمہیں اب میں ہر گز نہیں سونے

دوں گا کیونکہ تم میرے کہنے پر نہیں خود چل کر بیڈ

تک آئی ہو اور صرف بیڈ تک ہی نہیں آئی بلکہ میری

جگہ پر بھی قبضہ کیا ہے تو مسس زرخان سکندر تم

ساری زندگی اسی جگہ پر رہو گی نہ تمہیں میں ہلاؤں

گا اور نہ ہی تمہیں خود یہاں سے ہلنے کی اجازت دوں

گا زرخان جھکتے ہوئے حور کے کان میں سرگوشی کرتے

ہوئے بولا اور نرمی سے لب اس کے کان پر رکھے اس

سے پہلے کہ وہ جذبات کے ہاتھوں بہک جاتا وہ پیچھے

ہٹا اور چلیج کرنے چلا گیا وہ خود سے کیا ہوا وعدہ

نہیں توڑ سکتا تھا اس نے جو عہد کیا تھا اسے وہ پورا

کرنا تھا پھر ہی وہ حور کے قریب جاسکتا تھا اور وہ

یہ چاہتا تھا کہ اگر دانش بے قصور ہے تو اسے ڈھونڈ لے

اور حور کو اس کا بھائی لوٹا دے وہ نہیں چاہتا تھا کہ

حور ساری زندگی اپنے بھائی کی محبت سے محروم

رہے اور اپنے بھائی کے لیے ترستی رہے اس لیے وہ دانش

کو ڈھونڈنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا تھوڑی دیر

پہلے ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ جس لڑکی کے بارے میں

وہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے وہ لڑکی پاکستان سے

جاچکی ہے اب اس کے لیے اور مشکل بن چکی تھی

مگر اس کی کوشش جارہی تھی وہ اپنی کوشش تب

تک نہیں چھوڑ سکتا تھا جب تک وہ اس حادثے کی تہہ

تک نہ پہنچ جاتا اور اسے یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن

تو ساری حقیقت سامنے آہی جائے گی اور اسے سامنے

لانے والا خود زر خان سکندر ہو گا اور جس دن ساری

حقیقت سامنے آگئی اس دن ہی وہ اپنی زندگی کی نئی

شروعات کرے گا اس سے پہلے وہ حور کے جذبات کے

ساتھ کوئی کھیلوار نہیں کرے گا اس لیے وہ خود کو

مکمل پابندیوں میں رکھے ہوئے تھا ورنہ ایک میاں بیوی

کا حلال رشتہ ہوتے ہوئے کوئی اپنی بیوی سے کیسے

دور رہ سکتا ہے

زر خان فریش ہو کر آیا اور کمرے کی لائٹ آف کر تا بیڈ

کی دوسری جانب آ کر لیٹ گیا کافی دیر گزرنے کے بعد

بھی اسے نیند نہ آئی اور وجہ حور کا قریب ہونا تھا

مگر وہ خود پر قابو پانا جانتا تھا اس لیے اپنے جذبات

پر اشتعال پاتا کروٹ دوسری جانب کیے آنکھیں بند کر

گیا

حور کی آنکھ کھلی تو کمرے میں گھپ اندھیرا تھا اسے

محسوس ہوا جیسے وہ کہیں اور ہی موجود ہے آہستہ

آہستہ ذہن بیدار ہونے لگا تو اسے فوراً یاد آیا کہ وہ تو

رات کو بیڈ پر ہی سو گئی تھی یاد آتے ہی وہ جھٹکے

سے اٹھ کر بیٹھی ادھر ادھر دیکھا مگر اندھیرا ہونے کی

وجہ سے اس سے کچھ دکھائی نہ دیا اس نے ہاتھ بڑھا

کر سائیڈ لیمپ آن کیا تو کمرے میں ہلکی روشنی پھیل

گئی اس نے نظریں گھما کر اپنی بائیں جانب دیکھا

جہاں زر خان گہری نیند سو رہا تھا زر خان کو دیکھ کر

اس کی نیند بھک سے اڑی تھی حور پوری آنکھیں

کھولے زر خان کو دیکھنے لگی مطلب رات کو یہاں

ہی سو گئی تھی

اففف یہ کیا سوچ رہے ہوں گے میرے بارے میں کہ میں

ان کی جگہ پر کیوں سو گئی حور کو شرمندگی

نے آن گھیرا تھا

حور نے اٹھ کر اپنے گرد اپنا دوپٹہ لپیٹا اور بیڈ سے اٹھ

دکھڑی ہوئی آگے بڑھ کر لائٹ آن کی اور گھڑی کی جانب

دیکھا جو پانچ بجارہی تھی مطلب فجر کی اذانیں ہو

چکی تھی ایک نظر گھڑی کو دیکھ کر وہ وضو کرنے چلی

حور وضو کر کے باہر آئی تو زرخان کو سوتا ہی پایا اب

وہ کشمکش کی شکار ہوئی تھی کبھی وہ سوچ رہی

تھی کہ وہ اسے اٹھا دے اور کبھی سوچ رہی تھی کہ نہ

اٹھائے مگر نماز کا وقت تھا نماز کا قضا ہو جاتی اگر وہ

اسے نہ اٹھاتی تو اور وہ جانتی تھی کہ زرخان پابندی

سے پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے اور زر خان کی یہ

عادت حور کو بے حد پسند تھی وہ اتنا مصروف رہنے

والا انسان جس کے پاس کچھ فالتو کے منٹ بھی نہ

ہوں وہ پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھتا تھا

حور نے نماز کے سٹائل میں دوپٹے کا حجاب کیا اور

قدم زر خان کی جانب بڑھائے

سنیں "حور زر خان کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولی مگر"

وہ نہیں اٹھا زر خان کے ناٹھنے پر حور نے بری طرح

اپنے لب کچلے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے

کیسے اٹھائے

ڈھونڈنے دو تین بار اس سے اوازیں دی لیکن وہ نہیں

اٹھا پور کو لگا کے وہ سو رہا ہے لیکن یہ بھی زر خان

کی ہی شرارت تھی اور سو نہیں رہا تھا بلکہ وہ تو اس

کے اٹھنے سے ہی جاگ گیا تھا لیکن وہ جان بوجھ کار

ابھی تک سونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا دیکھنا چاہتا تھا

کہ حور اسے کیسے اٹھاتی ہیں

جب دو تین بار اٹھانے پر بھی زر خان نہ اٹھا تو حور کی

نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے الارم کی طرف گئی اس نے وہ

الارم پکڑا اور اسے ٹھیک دو منٹ بعد کے وقت پر سیٹ

کر دیا الارم واپس اپنی جگہ پہ رکھ کر اس میں جائے

نماز پکڑی اور اپنی نماز کی نیت باندھی

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد زرخان کو حور کی آواز سنائی

دی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ نماز ادا کرنے

میں مصروف تھی اسے بہت عجیب سا لگا کہ اس نے

اسے اٹھایا ہی نہیں اسے اٹھانا تو چاہیے تھا ابھی وہ

یہی سوچ رہا تھا جب اس کے پاس سائڈ ٹیبل پر پڑا

الارم زور و شور سے بجا الارم کے اچانک بجنے پر

زر خان نے جھٹکے سے سر موڑ کے الارم کو دیکھا جو

اپنا پورا ابا جابجا رہا تھا زر خان نے ہاتھ بڑھا کر الارم

بند کیا اور ہلکا سا مسکرایا مطلب وہ پورا انتظام کر

کے ہی نماز پڑھنے بیٹھی تھی اور وقت میں گزرتا ہوا

دیکھ کر زر خان اٹھا اور وضو کرنے چلا گیا

تقریباً پانچ منٹ بعد زر خان وضو کر کے باہر آیا تو حور

دعما نگنہ میں مصروف تھی اسے ایک نظر دیکھ کر

زر خان نے اپنی اجرک اٹھا کر کندھوں پر ڈالی اور

مسجد کے لیے نکل گیا

فارہ اور لائے نماز ادا کر چکی تھی فارہ نے پانی پینے

کے لیے جگ کی طرف دیکھا تو کھالی تھا اسے بہت

پاس لگ رہی تھی اس نے لائے کی طرف دیکھا جو

قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی حویلی والوں کی یہی

خاص بات تھی کہ حویلی میں موجود تمام افراد صبح

فجر کے وقت خود ہی اٹھ جایا کرتے تھے اور نماز

باقاعدگی سے ادا کرتے تھے صرف یہی نہیں سب پر

فرض تھا کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت بھی کریں

فارسیہ نے جگ اٹھایا اور پانی لینے کے لیے کچن کی طرف

چل دی وہ کمرے سے نکل کر باہر آئی معمول کے مطابق

ہر طرف اندھیرا تھا مگر کہیں کہیں دن کے اجالے روشن

ہو رہے تھے اس لیے صاف تو نہیں لیکن تھوڑا تھوڑا

دکھائی دے رہا تھا وہ چلتی ہوئی کچن کی طرف جا

رہی تھی جب آگے سے آتے ہوئے ارحم کے ساتھ اس کی

زبردست ٹکڑ ہوئی اس سے پہلے کہ وہ جگ اس کے

ہاتھوں سے گر کر ٹوٹا اور فاریہ کے پیروں کو زخمی

کرتا ار حم پھرتی سے اس جگ کو تھام چکا تھا اور

اسی در میان جب جگ گرنے لگا فاریہ نے بھی اسے

جلدی سے پکڑنا چاہا اور وہ جھکی فاریہ اور ار حم

کے ایک ساتھ جھکنے پر ان دونوں کا سر ایک دوسرے

سے بہت زور سے ٹکرایا تھا ار حم کو تو کچھ خاص

فرق نہیں پڑا لیکن فاریہ کو تو پوری دنیا ہی گھومتی

ہوئی دکھائی دینے لگی

ارحم نے جگ ٹیبل پر رکھا اور جلدی سے فاریہ کو تھاما

جوزمین بوس ہونے والی تھی اسے اندازہ تھا کہ فاریہ

کو کتنی زور سے لگی ہوگی آخر وہ ایک سخت مرد تھا

وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا لیکن سامنے کھڑی

لڑکی بالکل نازک سی تھی جسے ایک کانٹا بھی چبنے

پر وہ اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھی

بے وقوف لڑکی تمہیں کیا مجھ سے ٹکرانے کا اتنا ہی

شوق ہے جو بار بار بغیر دیکھے ٹکریں مارنے

پہنچ جاتی ہو ارحم اس کا ماتھا سہلاتے ہوئے

بولا جو سرخ پڑ چکا تھا

اپنی تکلیف کو برداشت کرتی فاریہ نے خفگی بھری

نظریں اٹھا کر ارحم کی طرف دیکھا جو اسے گھورنے

میں مصروف تھا

اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو ٹکرانے کے لیے تمہیں اس

حویلی میں اور کوئی دکھائی نہیں دیتا اگر ابھی یہ

جگ ٹوٹ جاتا تو سوچو کتنا زخمی ہوتی تم ارحم

سخت لہجے میں بولا تو فاریہ کی آنکھیں غالباً

پانیوں سے بھر گئی

پتہ نہیں آنکھیں سر پر رکھ کے چلتی ہو خود تو۔۔۔۔۔

ابھی ار حم اپنی بات مکمل کرتا فاریہ نے جھٹکے سے

اپنا آپ اس سے چھڑوایا تھا اور اس سے دو قدم دور

ہو کر کھڑی ہوئی تھی فاریہ کی اس حرکت پر ار حم

نے گھور کر فاریہ کو دیکھا

مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ سے ٹکرا نے کا اور اپنی

ہمدردی آپ اپنے پاس رکھیں مجھے آپ کی ہمدردی کی

بالکل ضرورت نہیں آپ مجھے انسان سمجھتے ہی نہیں

ہیں آپ نے تو کبھی یہ بھی نہیں سوچا کہ میں آپ کی

منگیتر ہوں کوئی غیر نہیں ہر وقت آپ مجھے اس طرح

گھورتے ہیں جیسے کچا چبا جائیں گے جیسے میں آپ

کی دشمن ہوں اور پتہ نہیں میں نے آپ کے ساتھ کیا کر

دیا ہوا گر آپ کو مجھ سے اتنے ہی مسئلے ہیں تو آپ

میرے سامنے ہی نہ آیا کریں یا پھر میں ایک کام کرتی

ہوں میں ہی کبھی آپ کے سامنے نہیں آؤں گی فار یہ

غصے سے بولتی وہاں سے دوڑتی ہوئی اپنے کمرے میں

چلی گئی جبکہ پیچھے ار حم ہکا بکا سے دیکھتا ہی رہ

گیا یہ آج پہلی بار ہوا تھا جب فاریہ نے اس سے بات

اس طرح بات کی تھی اس نے تو کبھی حویلی میں

بھی اس کی اونچی آواز نہیں سنی تھی آج اس کی

آواز اونچی تو نہیں تھی لیکن اسے اس طرح بولتے

دیکھ کر ارحم کو بے حد حیرانی ہو رہی تھی

فاریہ دوڑتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی تھی کمرے میں

آکر اس نے دروازہ بند کیا اور دروازے کے ساتھ ہی

کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لینے لگی کمرے میں لائے

موجود نہیں تھی یقیناً وہ کمرے کی بالکنی میں تھی

جانے آج اس میں ایسی ہمت کہاں سے آگئی تھی آج سے

پہلے تو وہ کبھی بھی ارحم کے آگے نہیں بولی تھی نہ

ہی کبھی کوئی جواب دیا تھا ہمیشہ اس کی بے رخی

اور اس کا سخت لہجہ برداشت کرتی آئی تھی مگر آج

شاید اسے برداشت نہیں ہوا تھا اس لیے وہ بول پڑی

اس نے عہد کر لیا تھا کہ وہ اب اس کے سامنے نہیں

جائے گی

میں اب آپ کے سامنے ہر گز نہیں جاؤں گی جہاں پر آپ

ہوں گے وہاں پر میں کبھی نہیں بیٹھوں گی آپ ہمیشہ

میری تذلیل کرتے ہیں میری بے عزتی کرتے ہیں آپ نے تو

کبھی یہ بھی نہیں سوچا کہ میں آپ کی منگیترا ہوں

لوگ اپنی منگیتروں کے لیے اتنا کچھ سوچتے ہیں لیکن

مجھے یقین ہے کہ آپ نے آج تک میرے لیے کچھ نہیں

سوچا ہو گا خود سے بولتی ہوئی وہ بیڈ پر آ بیٹھی اس

نے اب خود سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ ارحم کو کوئی

ڈھیل نہیں دے گی اور اسے ایسا موقع ہی نہیں دے گی

کہ وہ اس پر پہلے کی طرح غصہ کرے جب وہ اس کے

سامنے جائے گی ہی نہیں تو وہ کیسے اسے کچھ کہہ

لے گا

دعا مانگ کر نیک کمرہ درست کیا اور تمام صفائی کرنے

کے بعد وہ کمرے سے نکل آئی اس کا کوئی ارادہ نہیں

تھا کہ بزر خان سے سامنا کرے رات کو غلطی سے ہی

صحیح مگر وہ اس کی بیڈ پر سو گئی تھی اور اسے

بعد بار یہی شرمندگی ستائے جا رہی تھی کہ پتہ نہیں

سر خان اس کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا اس لیے وہ

زر خان کے سامنے ہی نہیں جانا چاہتی تھی

حور سیڑیاں اتر کر نیچے آرہی تھی جب اسے سامنے سے

ہی صہزیب سکندر شاہنواز سکندر ارجم حارث اور

زر خان آتے ہوئے دکھائی دیے وہ سب مسجد سے نماز

پڑھ کے آئے تھے انہیں دیکھ کر حور نے مشترکہ سلام

کیا سب نے سلام کا جواب ادب سے دیا اور اپنے اپنے

کمرؤں میں چلے گئے جبکہ زر خان وہیں پر کھڑا تھا حور

سوچ رہی تھی کہ وہ کہاں جائے یہ سوچ کر اس نے

قدم کچن کی جانب بڑھائے اس سے پہلے کہ وہ آگے

بڑھتی زر خان کی آواز پر اس کے قدم وہیں پر تھم گئے

کہاں پر جا رہی ہو زر خان کی آواز سن کر حور نے اپنے

خشک لبوں پر زبان پھیر کے ہونٹ تریے اور پیچھے

مرّزر خان کی طرف دیکھا جو بڑی فرصت ہے اسی کو

دیکھنے میں مصروف تھا

وہ پانی پینے حور نے ہلکی سی آواز میں جواب دیا

پانی تو کمرے میں بھی موجود تھا زرخان اس کی

جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولا وہ سمجھ چکا تھا کہ

حور اس سے بھاگنے کی کوشش کر رہی ہے یقیناً

وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

وہ ٹھنڈا نہیں تھا اس نے سوال کا جواب دیا جبکہ

نظریں زر خان کے بڑھتے قدموں کی طرف تھی

لیکن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے بھاگنے

کی کوشش کر رہی ہو زر خان جسے کی حالت سے

محفوظ ہو رہا تھا

نن نہیں تو میں آپ سے کیوں بھاگوں گی حور ہکلاتے

ہوئے بولی جب کہ زر خان کا نزدیک آنا اس کی گھبراہٹ

کا باعث بن رہا تھا

کیونکہ رات کو تم میری جگہ پر سوچ سو گئی تھی اور

یہ بات تمہارے لیے شاید شرمندگی کا باعث بن رہی ہے

اس لیے تم مجھ سے چھپنے کی بھرپور کوشش کر رہی

ہو زرخان جیسے اس کی سوچ پڑھ چکا تھا جب کہ

زرخان کہ اس طرح بولنے پر حور کو بہت حیرانگی

ہوئی اس نے اس کا دماغ کیسے پڑھ لیا وہ حیران تھی

نہیں ایسی بات تو نہیں ہے حور نے فوراً مکرنا چاہا مگر

وہ کہاں اسے مکڑنے دے سکتا تھا

ٹھیک ہے اگر ایسی بات نہیں تو آج سے تم وہاں پر سو

گئی جہاں تم رات کو سوئی تھی اور اب تم مجھے

دوبارہ صوفے پر سوتے ہوئے دکھائی نہ دوزرخان اس

کے بالکل قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا جبکہ حور نے فوراً

سے قدم پیچھے بڑھانا چاہے مگر زرخان نے اسے بازو

سے پکڑ کر اس کی یہ کوشش ناکام بنا چکا تھا

لیکن آپ نے بولا تھا کہ میں وہاں پر نہیں سو سکتی میں

صرف صوفے پر ہی سو سکتی ہوں حور زرخان کے اتنے

قریب آنے پر گھبرا ضرور رہی تھی مگر ہمت کرتے ہوئے

بولی اور اسے یاد دلانا چاہا کہ زرخان نے اسے پہلے ہی

دن کیا بولا تھا

اور اب بھی میں ہی بول رہا ہوں کہ تم آج سے صوفے پر

نہیں سو سکتی بیڈ پر ہی سو گئی اور وہ بھی میرے

ساتھ زرخان نے بغیر کسی بات کو گھمائے پھرائے

سیدھی بات کی

جی کیا...؟؟؟ زرخان کی بات سن کر حور بیچار

ی صدے میں ہی چلی گئی

وہی جو تم نے سنا ہے چلو اب جلدی سے پانی پی کر آؤ

اور آکر میرے کپڑے نکالو مجھے آج کورٹ جلدی جانا

ہے زر خان آج حور کو جھٹکے پر جھٹکے دے رہا تھا

جی میں۔۔۔؟؟ حور تو صدے سے ہی باہر نہیں

نکل پار ہی تھی

ہاں تم اور اب صدے میں بعد میں چلی جانا پہلے پانی

پی کر آؤ تاکہ تمہارا صدہ کم ہو اور جلدی کمرے میں

پہنچو زر خان بولتا ہوا صدے میں ڈوبی حور کو وہیں

چھوڑتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

جبکہ حور کا صدمہ کم ہونے کا نام ہی نہیں دے رہا تھا

اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ وہ سن چکی

ہے وہ واقعی زر خان سکندر نے بولا ہے اب تو واقعی

میں اسے پانی کی کمی ہونے لگی تھی اس لیے اپنے

صدمے جو ایک سائیڈ پر رکھتی وہ کچن کی جانب بڑھی

زر خان کمرے میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ میں کچھ ای میلز

چیک کر رہا تھا جب حور کمرے میں داخل ہوئی حور

کو ایک نظر دیکھ کر زر خان مسکرایا حور نے اسے پہلی

بار مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اس کی اٹریکٹیو پرسنلٹی

وجاہت سے بھرپور مرد اس کے انابی ہونٹوں تلے ہلکی

سی مسکراہٹ اس کی دلکشی کو اور بڑھا رہی تھی آج

پہلی بار زر خان سکندر اسے شوہر کے روپ میں بے حد

حسین لگا تھا

حور نے ایک نظر زر خان کو دیکھ کر اپنی نظروں کا

زاویہ بدلا اور الماری میں سے زر خان کے کہے گے مطابق

اس کے کپڑے نکالنے لگی زر خان کے لیے اس کا بلیک

تھری پیس سوٹ نکال کر حور نے بیڈ پر رکھا اور

زرخان کی طرف دیکھا جوا بھی بھی لیپ ٹاپ میں

ہی مصروف تھا

یہ میں نے کپڑے نکال دیے ہیں اب میں جاؤں ناشتہ

بنوانا ہے حور زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی ہلکی

آواز میں بولی تو زرخان نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا

کر حور کی طرف دیکھا

تم اس کمرے سے آج کے بعد میرے ساتھ ہی جاؤ گی

ناشتہ تمہارے بغیر بھی ملازمہ بنا سکتی ہیں آج کے بعد

اگر تم میرے کہے بغیر اس کمرے سے مجھ سے پہلے

باہر نکلی تو یقین مانو اپنا کورٹ جانے کا ارادہ ترک کر

کے سب سے پہلے تمہارے ہوش ٹھکانے لگاؤں گا تاکہ

دوبارہ تم یہ بے وقوفی نہ کر سکو زرخان حور کی

طرف دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ اس کے ایک ایک

لفظ کو سنتی حور ہکا بکا کسی ٹرانس کی کیفیت میں

زرخان کو دیکھے جا رہی تھی آج تو زرخان کا پکا

ارادہ تھا حور کو دن دھاڑے تارے دکھانے کا

حور کی ایسی حالت دیکھ کر زرخان نے بہت مشکل

سے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی وہ اٹھ کر اس کے قریب

آیا تھا حور اس قدر کچھ سوچنے میں مصروف تھی

کہ اسے زر خان کے اٹھ کر اس کے قریب آنے کا پتہ ہی

نہیں چلا

حور کو دیکھتے ہوئے زر خان نے جھک کر اپنا ڈریس

اٹھایا اور مسکراتے ہوئے چیلنج کرنے چلا گیا

مجھے لگتا ہے کہ ان پر کسی جن کا سایہ آگیا ہے حور

خود سے بڑ بڑائی وہی بیڈ پر بیٹھ گئی

کیونکہ کمرے سے باہر نکل کر وہ کوئی رسک نہیں لے

سکتی تھی کیا پتازرخان واقعی کورٹ سے چھٹی کر

کے اس کے ہوش ٹھکانے لگانے بیٹھ جاتا اس لیے وہ

وہیں پر ٹک کر بیٹھ گئی اور زرخان کے آنے کا انتظار

کرنے لگی

زرخان تیار ہو کر ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو سامنے

ہی بیڈ پر بیٹھی حور کو دیکھا اور چلتا ہوا ڈریسنگ

ٹیبل کے سامنے آن کھڑا ہوا برش پکڑ کے اپنے بال برش

کیے اور شیشے سے نظر آنے والے حور کے عکس کو

دیکھا جو میڈم پھر سے کسی گہری سوچ میں ڈوب

چکی تھی

کیا سوچ رہی ہو یقین مانو تمہارا شوہر ہی ہوں کوئی

اور نہیں زر خان خاصی اونچی آواز میں بولا تو حور

ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی تو زر خان کی طرف

دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا

اگر میڈم ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی ہو تو اٹھ کر

ذرا ادھر تشریف لے آؤ زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے

نارمل انداز میں بولا تو حور گھبراہٹ کا شکار ہوئی

زرخان کا یہ بدلہ بدلہ رویہ اسے بہت حیران کر رہا تھا

زرخان کے بولنے پر حور بیڈ سے اٹھی اور چلتی ہوئی

زرخان کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی

جی.... حور زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ٹائی باندھنی آتی ہے زر خان حوت کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا

نن نہیں کیوں "پہلے حور نے انکار کیا اور پھر وجہ"

پوچھی

چلو میں باندھنی سکھاتا ہوں زر خان ڈریسنگ ٹیبل سے

ٹائی پکڑتے ہوئے بولا

لیکن کیوں حور نے وجہ پوچھنا ضروری سمجھا

کیونکہ اسندہ کے بعد مجھے ٹائی تم باندھا کرو گی

زر خان بولا تو حور نے جھٹکے سے سراٹھا کر اس کی

طرف دیکھا دونوں کی نظریں ملی مگر نظریں ملتے ہی

حور دوبارہ سے اپنی نظریں جھکا گئی

زر خان نے حور کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف

کھینچا اور اپنے اور اس کے بیچ کا فاصلہ ختم کیا

جبکہ اچانک ہونے والے عمل پر حور سنبھل نہ سکی اور

سیدھا اس کے چوڑے سینے سے آگئی

اب تم تو میرے قریب آتی نہیں سوچا خود ہی آ جاؤ

زر خان نے حور کے سر سے دوپٹہ سر کا یا اور ٹائی اس

کے گلے میں ڈالی جب کہ حور کا دل پسلیاں توڑ کر باہر

آنے کو بیتاب تھا

میری طرف مت دیکھو میرے ہاتھوں کی طرف فوکس

کرو اور سمجھو کہ ٹائی کیسے باندھتے ہیں آج کے بعد

یہ کام تمہیں ہی کرنا ہے زر خان حور کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا جو حیرت سے زر خان کی طرف دیکھ رہی

تھی زر خان کے بولنے پر اس نے فوراً سے نظریں

جھکائیں اور زر خان نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور اس

کے گلے میں ٹائی درست کر کے باندھنے لگا

اب سین کچھ یہ تھا کہ زر خان آہستہ آہستہ اس کے گلے

میں ٹائی باندھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ حور کو سمجھا

رہا تھا ٹائی باندھنے کا طریقہ کیا ہوتا ہے اور حور بھی

اپنا پورا فوکس اس کے ہاتھوں کی طرف کیے ہوئے تھی

کہ وہ کس طرح باندھ رہا ہے

میں نے تو تمہیں سمجھا دیا لو اب تم باندھ کے دکھاؤ

دوبار اچھی طرح حور کو سمجھانے کے بعد زر خان نے

اس کے گلے سے ٹائی کھولی اور اس کے ہاتھ میں تھمتے

ہوئے بولا اور اب حور کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ

اصل مشکل میں تو اب پھنسی ہے کیونکہ زر خان کو

ٹائی باندھنے کے لیے اس کے بے حد قریب جانا ضروری

تھا جو وہ نہیں جانا چاہتی تھی

کیا سوچ رہی ہو اپنی سوچوں کو ذرا سائیڈ پر رکھو اور

مجھے ٹائی باندھو دیر ہو رہی ہے نیچے سب کیا سوچ

رہے ہوں گے کہ دونوں میاں بیوی اوپر کمرے میں کیا کر

رہے ہیں زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے

بولا تو حور کے چہرے پر اچانک گلال بکھرا تھا جسے

دیکھتے زر خان مہبوت سا ہوا تھا اس نے ایک پل میں

حور کے چہرے کا بدلتا رنگ دیکھا تھا جس کی سفید

رنگت گلابی رنگ میں بدلی تھی اور یہ منظر اس کے

لیے اتنا حسین تھا کہ وہ یک ٹک صرف اسے ہی دیکھ

رہا تھا

وہ آج آپ خود باندھ لیں کل سے میں باندھ دوں گی

حور نے اپنی جان چھڑوانے کے لیے بہانہ بنایا

تم آج ہی باندھو گئی مسسز زر خان سکندر زر خان حور

کی طرف دیکھتے ہوئے اٹل لہجے میں بولا تو حور نے

ایک بے بس سی نگاہ سے زر خان کی طرف دیکھا

جیسے نظروں ہی نظروں میں منت کر رہی ہو کہ پلینز

یہ کام مجھ سے نہیں ہو پائے گا یہ آپ خود ہی کر لیں

تم دیر کر رہی ہو زر خان حور کی جانب تھوڑا جھکتے

ہوئے بولا کیونکہ اس کا قد کافی دراز تھا اور اسے ٹائی

باندھنے کے لیے حور کو تھوڑی اونچائی کی ضرورت

تھی وہ تو اونچا ہونے سے رہی اس لیے وہ خود ہی

تھوڑا جھک گیا حور کا قد اتنا چھوٹا نہ تھا وہ زر خان

کے کندھے سے اوپر تک آتی تھی یقیناً گروہ ہائی ہیل

پہنتی تو زر خان کے برابر ہوتی چونکہ اس وقت وہ

ہائی ہیل میں موجود نہ تھی اور وہ اونچی بھی نہیں

ہونا چاہتی تھی اس لیے زر خان نے خود ہی جھکنا

بہتر سمجھا

حور کو ابھی بھی کنفیوز دیکھ کر اس نے ڈریسنگ

ٹیل کے درمیان سے سٹول نکالا اور اس پر بیٹھ گیا

اور حور کو ٹائی باندھنے کا اشارہ کیا اب حور کھڑی

تھی اور زر خان بیٹھا ہوا تھا اگر وہ چاہتی تو اب اسے

ٹائی باندھنے میں بہت آسانی ہونی تھی لیکن بات ٹائی

باندھنے کی نہیں تھی زر خان کے قریب جانے کی تھی

حور نے کپکپاتے ہیں ہاتھوں سے زر خان کے گلے میں ٹائی

ڈالی مگر ان دونوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا جس

کی وجہ سے اسے تھوڑی مشکل پیش آرہی تھی زر خان

نے ایک نظر اسے دیکھا جو خاصی بکھلائی ہوئی لگ

رہی تھی زر خان نے اپنا کسرتی بازو اس کی کمر میں

لیپٹا اور جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا

جتنی دور کھڑی ہو کر تم ٹائی باندھ رہی ہو ایسے تو تم

پورا دن ہی یہاں گزار دو گی زر خان حور کی جانب

دیکھتے ہوئے بولا جبکہ بازو ابھی بھی اس کی کمر کے

گرد ہی موجود تھا جو حور کی مزید گھبراہٹ میں

اضافہ کر رہا تھا

حور کپکپاتے ہاتھوں سے اس کی ٹائی باندھنے لگی ایک

بار دو بار تین بار بار بار اس سے غلط بندھ رہی تھی

زرخان محسوس کر سکتا تھا کہ یہ غلطی اس سے جان

بوجھ کر نہیں بلکہ زرخان کے اتنے قریب آنے پر ہو رہی

ہے اس نے اس کی کمر سے بازو ہٹایا اور ٹائی باندھتے

ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

آخری بار سمجھا رہا ہوں غور سے دیکھنا زرخان نے ٹائی

باندھنا شروع کی مگر اس بار وہ خود نہیں باندھ رہا

تھا جبکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں حور کے ہاتھ بھی

موجود تھے اس کے ہاتھ جیسے جیسے حرکت کر رہے

تھے حور کو ویسے ویسے اپنی دھڑکنیں مشترکہ ہوتی

ہوئی محسوس ہو رہی تھی اپنے برف کی طرح ٹھنڈے

ہاتھوں میں زرخان کے گرم ہاتھوں کی گرماہٹ

محسوس کر کے حور کی ریڑھ کی ہڈی میں

سنسناہٹ سی پیدا ہوئی

ٹائی باندھ کر زرخان نے حور کی طرف دیکھا جس کے

چہرہ پر گھبراہٹ صاف ظاہر ہو رہی تھی

امید ہے تمہیں سمجھ آگئی ہو گی کل سے صحیح طرح

باندھو گی چلو اب میرا کوٹ لے کر آؤ اور مجھے کوٹ

پہناؤ زرخان نے حور کے ہاتھ چھوڑتے ہوئے اسے اگلا

حکم دیا تو حور نے پاس ہی صوفے پر پڑا اس کا کوٹ

اٹھایا اور اس کی جانب بڑھایا تو زر خان نے آنکھیں

چھوٹی کر کے اسے گھورا

مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ میری بیوی دوبار بولنے پر

بات کو سنتی ہے میں نے بولا تھا کہ مجھے کوٹ پہناؤ

زر خان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جب کہ زر خان

کے بولنے پر حور شر مندہ سی ہو گئی کیونکہ واقعی یہ

بات سچ تھی کہ زر خان اب تک ہر بات کو دوسری بار

دہرا چکا تھا جب کہ حور کو پہلی بار میں اس کی

کوئی بات سمجھ ہی نہیں آتی تھی یا یوں کہا جائے

کہ اسے یقین نہیں ہوتا تھا کہ یہ بات زر خان بول رہا ہے

حور کوٹ لیتی زر خان کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور

آہستہ سے کوٹ پہنانے لگی جس میں زر خان بھی اس

کا مکمل تعاون کر رہا تھا کیونکہ وہ اس کی گھبراہٹ

سے واقف تھا اسے اندازہ تھا کہ اچانک اس کے بدلنے

والا رویے سے حور پریشان ہو گئی ہے اس لیے وہ کافی

کنفیوز ہے مگر کوئی بات نہیں آہستہ آہستہ وہ اسے

سیٹ کرنے کا پورا ارادہ رکھتا تھا

کوٹ پہننے کے بعد زرخان نے ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی

پرفیوم اٹھائی اور حور کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے

کیا اپنی پرفیوم کا ڈھکن کھول کر ڈریسنگ ٹیبل پر

رکھا اور حور کی کلائی پکڑ کر اس کی کلائی پر

پرفیوم سپرے کی پرفیوم واپس رکھ کر اس نے اپنی

کلائی حور کے کلائی کے ساتھ ہلکی سی رگڑی اور اسی

کلائی کی مدد سے پرفیوم کو اپنے کوٹ پر لگایا حور

کی کلائی کو اپنے چہرے کے قریب کیا اور ایک گہرا

سانس لے کر اس کی خوشبو اپنے اندر اتاری اور حیران

و پریشان کھڑی اس کی تمام کاروائی دیکھ رہی تھی

مجھے اپنی پرفیوم پسند تھی مگر تمہارے بدن کی

خوشبو کے ساتھ مل کر یہ زیادہ خوبصورت خوشبو

دینے لگی ہے زر خان حور کے کلائی پر اپنا انگوٹھا

پھرتے ہوئے بولا تو حور نے اس کی گرفت سے اپنی

کلائی چھڑوانی چاہی تو ایک سر دنگاہ زر خان نے حور

کے چہرے کی طرف دیکھا جیسے اس کی مداخلت

اسے بالکل پسند نہ آئی ہو

وہ سب نیچے ناشتے پر انتظار کر رہے ہوں گے آپ کو دیر

ہور ہی ہے اسے سرد نظروں سے خود کو دیکھتا پا کر

حور نے کلائی چھڑوانے کی وجہ بتائی

ہاں چلو زرخان اس کی کلائی چھوڑتے ہوئے بولا اور

رینگ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھا کر اپنی کلائی میں

پہننے لگا حور نے جلدی سے اپنا دوپٹہ درست کیا اور

سلیقے سے سر پڑ لیا

زر خان نے گھڑی کلائی میں پہن کر حور کو چلنے کا

اشارہ کیا اور پھر ان دونوں نے قدم کمرے سے باہر

کی جانب بڑھائے

ناشتہ کی ٹیبل پر سب موجود تھے لیکن فاریہ موجود

نہیں تھی پتہ نہیں کیوں لیکن ارحم کی نظریں بھٹک

بھٹک کر اس کی کرسی کی طرف جارہی تھی جو آج

خالی تھی دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ لائبہ سے پوچھ

لے کہ فاریہ کہاں ہے لیکن اس نے آج تک کسی کے

سامنے فاریہ کا ذکر نہیں کیا تھا اور نہ ہی اسے

مخاطب کیا تھا اس لیے وہ چپ تھا

فار یہ کہاں پر ہے بچے ابھی تک ناشتے کے لیے نہیں آئی

بڑی اماں لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

بڑی اماں وہ کچن میں ملازمہ کے ساتھ ناشتہ بنوا رہی

ہے اور آپ فکر نہ کریں وہ وہیں پر ناشتہ کر لے گی لائے

نے مسکراتے ہوئے فار یہ کے یہاں موجود نہ ہونے کی

وجہ بتائی تو بڑی اماں نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر

ہلایا کیونکہ کچھ دن پہلے وہی فاریہ سے بول رہی تھی

کہ اب وہ کچن کی نگرانی کیا کرے ویسے تو یہ کام

اماں جان اور زینت بیگم بخوبی سرانجام دیتی تھی

چونکہ ان کا ارادہ اب جلد ہی ارحم اور فاریہ لائے اور

حادثہ کا نکاح کرنے کا تھا اس لیے وہ چاہتی تھی کہ

نکاح سے پہلے وہ تھوڑا گھر بار کا کام ہی سیکھ لیں

فار یہ تو بہت سکھر قسم کی لڑکی تھی وہ ہر بات کو

سمجھ جاتی تھی مگر لائے بہت ڈھیٹ تھی نہ تو وہ

کسی کام کو ہاتھ لگاتی تھی اور نہ ہی کسی کی بات

سنتی تھی اور سارا دن اسے شرارتوں کے علاؤہ اور

کوئی کام نہیں ہوتا تھا

حور بیٹا آپ یہاں پر کیوں بیٹھی ہیں یہاں سے اٹھیں

اور زرخان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھیں اماں جان

حور کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جولائے کے ساتھ

والی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اماں جان کے بولنے پر

اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا

جیسے کچھ غلط سن لیا ہو

آئیں بھابھی یہ آپ کی ہی جگہ ہے حارث جو زرخان کے

ساتھ والی کر سی پر بیٹھا تھا جلدی سے اٹھا اور حور

کو جگہ دی جبکہ حور ابھی بھی وہیں پر بیٹھی ہوئی

تھی

جائیں بھا بھی بھائی آپ کا انتظار کر رہے ہیں لائے حور

کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولی تو حور نے

اسے گھور کر دیکھا

وہ اپنی کرسی سے اٹھی اور چلتی ہوئی زر خان کے

ساتھ والے کرسی پر آکر بیٹھ گئی وہ تو آگے زر خان

کی نظروں سے بچنا چاہ رہی تھی مگر ان لوگوں نے

اسے وہاں سے اٹھا کر زر خان کے ساتھ ہی بٹھا دیا تھا

اب تو اس کے لیے ناشتہ کرنا ناممکن ہو گیا تھا

حارث جو اپنی جگہ سے اٹھا تھا لائے کے ساتھ والی

کرسی خالی دیکھ کر وہاں پر آ کے بیٹھ گیا جبکہ

حادثہ کو اپنے بالکل ساتھ والی کرسی پر بیٹھا دیکھ

کر لائبریری کے لیے حلق سے نوالہ اتارنا مشکل ہو گیا تھا

اس نے بہت مشکل سے اپنا نوالہ نگلا اور سر جھکا کر

آہستہ آہستہ ناشتہ کرنے لگی حادثہ اس کی تمام

کاروائی نوٹ کر رہا تھا مگر اس نے محسوس نہیں

ہونے دیا کیونکہ اس وقت وہ اکیلا نہیں تھا بلکہ پوری

فیمیلی کے درمیان بیٹھا تھا اس لیے لائبہ کے وجود کو

فراموش کرتا وہ اپنا ناشتہ کرنے میں مگن ہو گیا

وہ کب سے اپنے آگے ناشتہ رکھے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ

زرخان اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا

زرخان نے ٹیبل کے نیچے سے اس کی گود میں رکھا

ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو حور نے جھٹکے سے سراٹھا

کر سب کی جانب دیکھا جیسے اسے سب دیکھ رہے

ہوں مگر ان کی طرف کوئی بھی نہیں دیکھ رہا تھا

سب اپنا اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھے

حور نے زر خان کی طرف دیکھا تو زر خان نے اسے

نظروں سے ناشتہ کرنے کا اشارہ کیا تو حور نے اس کے

ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا جبکہ زر خان اپنی

گرفت اور مضبوط کر چکا تھا حور کا دایاں ہاتھ

زر خان کے قید میں تھا اب وہ اسے کیسے کہتی

کہ میرا ہاتھ چھوڑ دیں

زر خان نے اسے دوبارہ ناشتہ کرنے کا اشارہ کیا تو حور

نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور ہلکی سی

آواز میں بولی

میرا ہاتھ چھوڑیں گے تو میں ناشتہ کروں گی نا حور

اتنی ہلکی آواز میں بولی تھی کہ اگر زر خان کا سارا

فوکس اور کی طرف نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی نہ سن

پاتا کہ اس نے کیا بولا ہے

حور کی بات سن کر زر خان نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور

پورے دھیان سے اپنا ناشتہ کرنے لگا جب کہ حور بھی

اپنا سر جھکاتی آہستہ آہستہ ناشتہ کرنے لگی

سب ناشتہ کر رہے تھے جب ار حم نے آواز لگائی

میری چائے لے آؤ مجھے دیر ہو رہی ہے ار حم نے بغیر

کسی کا نام لیے بولا تھا جیسے وہ فار یہ کو بولنا چاہ

رہا ہو یا فار یہ کو بہانے سے باہر بلانا چاہ رہا ہو پانچ

منٹ گزرنے کے بعد ان کی ملازمہ نیلو چائے کی ٹرے

تھامے ڈائننگ ٹیبل کے قریب آتی ہوئی دکھائی دی اسے

دیکھ کر ار حم خاصہ بد مزہ ہوا مطلب فار یہ کا پکا

ارادہ تھا کہ اس نے اس کے سامنے نہیں جانا اور وہ اپنا

کہا ہی پورا کر رہی تھی اس وقت ار حم کو فار یہ پر

بہت غصہ آیا اور اس نے اپنے غصے کو بہت مشکل سے

ضبط کیا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر کچن

میں جائے اور اس کا بازو پکڑ کے اسے باہر لا کر بٹھائے

اور بولے یہاں میرے سامنے بیٹھ کر ناشتہ کرو مگر وہ

ایسا نہیں کر سکتا تھا اس لیے ضبط کر گیا

ایسا نہیں تھا کہ ارحم کو فاریہ پسند نہیں تھی یا وہ

اس سے نفرت کرتا تھا اسے بہت اچھے سے یاد تھا کہ

ان دونوں کی منگنی ہونے سے پہلے وہ اکثر فاریہ کے

ساتھ کتنا فریبنکی بات کرتا تھا مگر منگنی ہونے کا بعد

وہ آہستہ آہستہ سخت ہونے لگا کیونکہ منگیتربنے کے

بعد اس کی فیلنگز بدل چکی تھی اس کا دل چاہتا تھا

کہ وہ ہر وقت فاریہ کے پاس رہے اس سے باتیں کرے

اسے محسوس کرے مگر وہ ایک مرد تھا اور مرد کے

جذبات ہوتے ہیں جب سے اسے معلوم ہوا کہ اس کے

جذبات فاریہ کے لیے بدلنے لگے ہیں صرف بدلنے ہی

نہیں لگے بلکہ محبت بہت چھوٹا لفظ ہو گا عشق میں

تبدیل ہونے لگے ہیں تب سے وہ فاریہ کو خود سے دور

رکھنے لگا جب کہ ار حم کا دور جانا فاریہ سے برداشت

نہیں ہوتا تھا اور وہ بار بار زبردستی اس کے قریب آنے

کی کوشش کرتی تھی بے شک وہ تب بچی تھی اور

بچی کو اتنی سمجھ نہیں ہوتی لیکن ارحم تو ایک

سمجھدار لڑکا تھا اس لیے اس نے مجبوراً فاریہ کو

دھتکارنا شروع کر دیا اسے ڈانٹنا بلا وجہ غصہ کرنا

شروع کر دیا کہ شاید وہ اسے بلانا اس کے قریب آنا

چھوڑ دے اور ہوا بھی ایسا ہی تھا کچھ ہی عرصے میں

فاریہ اس کے قریب آنا بند ہو گئی تھی وہ اب ہر وقت

حویلی میں لائے کے ساتھ ہی رہتی تھی اور ان کے

ساتھ حارث مل جاتا تھا کچھ عرصے بعد حارث بھی

لندن چلا گیا اور وہ دونوں بہنیں اکیلی ہو گئی اور اتنے

عرصے سے وہ دونوں بہنیں اپنا ہر دکھ اپنی ہر خوشی

ایک دوسرے سے ہی بانٹتی تھی وہ ایک دوسرے کی

بہترین دوست تھی جب کبھی فاریہ کا رحم سے سامنا

ہوتا تو ارحم کو اکثر خود پر قابو پانا مشکل لگتا تھا

اس لیے وہ زیادہ تر گھر نہیں رہتا تھا چھٹی کے دن

بھی وہ اپنا سارا دن اڈے پر گزارتا تھا تاکہ وہ فاریہ

سے دور رہے اور اسے بار بار دیکھ نہ سکے وہ چاہتا تھا

کہ جب تک ان کا رشتہ پاک نکاح میں نہ بندھ جائے تب

تک وہ فاریہ کے قریب نہ آجائے مگر فاریہ کا بار بار

اس سے ٹکرا کر اس کے جذبات کو بہکا جاتا تھا اور وہ

بہکنے والا مرد بالکل نہیں تھا اس لیے اپنے جذبات کو

غصے کا روپ دے کر وہ فاریہ کے سامنے ظاہر کرتا تھا

لیکن صبح ہونے والے واقعے سے وہ محسوس کر سکتا

تھا کہ فاریہ اس سے کتنی ناراض ہے اس کے دل میں

ایک ڈر بیٹھا تھا کہیں وہ اس سے بدگمان نہ ہو جائے

اسے اس بات کا علم تو ہو ہی چکا تھا کہ گھر میں جلد

ہی شادی کی بات چھڑنے والی ہے اس لیے وہ مطمئن تھا

حویلی کے تمام مرد حضرات ناشتہ کرنے کے بعد اپنے

اپنے کاموں پر جا چکے تھے جبکہ فاریہ ابھی تک کچن

سے باہر نہیں نکلی تھی سب کے جانے کا سن کر فاریہ

کچن سے نکلی اور ڈائننگ ٹیبل پر گئی جہاں حور اور

لائبہ ملازمہ کے ساتھ مل کر برتن سمیٹ رہی تھی اور

بڑی اماں اماں جان اور زینت بیگم گاؤں کی کچھ

عورتوں کے مسئلے مسائل سننے کے لیے ان کے ساتھ

باہر ڈائننگ ہال میں بیٹھی ہوئی تھی

شکر ہے کہ آج کی صدی میں تم کچن سے باہر نکل آئی

ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا کہ تمہارا آج وہاں ہی رہنے کا

ارادہ ہے لائبہ فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو آ

کر کر سی پر بیٹھ گئی تھی

زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ سامان ادھر

ہی رکھوناشتہ کرنا ہے ابھی میں نے فاریہ لائبہ کے ہاتھ

سے جیم کا جار پکڑتے ہوئے بولی

کیا مطلب تب سے کچن میں بیٹھی تم نے ناشتہ بھی

نہیں کیا انہوں نے فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

بھابھی میرا دل نہیں چاہ رہا تھا سوچا ناشتہ بنانے کے

بعد کر لوں گی اس لیے اب کر رہی ہوں فاریہ پلیٹ میں

پر اٹھا رکھتے ہوئے بولی تو حور نے اثباب میں سر ہلایا

ویسے آپ دونوں کو معلوم ہے کیا یہاں ہمارے گھر میں

ایک میٹنگ چلنے والی ہے لائِبہ حور اور فاریہ کی طرف

تھوڑا جھکتے ہوئے رازداری سے بولی

کیسی میٹنگ فاریہ لائِبہ کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھتے ہوئے بولی

بتاتی ہوں بھا بھی پہلے آپ ادھر بیٹھے ہیں لائِبہ حور کو

کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولی اور ساتھ والی کرسی پر

خود بیٹھ گئی

صبح جب سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے نا تو اماں

جان نے مجھے کچن سے چائے لینے بھیجا تھا اور چائے

لے کر جب میں واپس آئی تو میں نے انہیں بات کرتے

سنا تھا بڑی اماں سب سے بول رہی تھی کہ آج شام کو

سب بڑے ان کے کمرے میں اکٹھا ہوں انہیں بہت

ضروری بات کرنی ہے لائبہ ہلکی سی آواز میں جھکتے

ہوئے بتا رہی تھی جیسے بہت کوئی رازداری کی بات بتا

رہی ہوں

کون سی ضروری بات فاریہ نے پھر سے سوال کیا

اف وہ پاگل لڑکی یہ مجھے تھوڑی پتہ ہوگا کہ کون سی

بات ہے یہ تو اب بعد میں ہی پتہ چلے گا ویسے مجھے

لگتا ہے جیسے تمہاری شادی کی بات ہونے والی ہے آخر

میں لائے شہرارت سے بولی تو فاریہ نے اسے گھورا

ایک تو تم میرے پیچھے ہی پڑی رہا کرو کیا میں تمہیں

ایسے سکون سے بیٹھی اچھی نہیں لگتی اب میں اس

انسان سے برداشت نہیں ہوتی اور شادی ہو گئی تو پتہ

نہیں پھر وہ کیا کریں گے میرے ساتھ میں تو اس جلا

کی پکڑ میں آکر اوپر ہی پہنچ جاؤں گی فاریہ کو لائے

کی بات بالکل پسند نہیں آئی تھی اس لیے وہ بڑا سا

منہ بناتے ہوئے بولی

ایسے نہیں کہتے فاریہ نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے

دیکھنا جب تمہارا نکاح ہو جائے گا تو وہ ٹھیک ہو

جائیں گے حور نے ارجم کی سائیڈ لی اور اسے

سمجھانا چاہا

ہو ہی نا جائیں ٹھیک کہیں بھا بھی انگار چبائے تو پھرتے

ہیں مجھے اس طرح گھور کے دیکھتے ہیں جس طرح

میں کوئی تکا بوٹی ہوں جسے ان کے پسندیدہ مصالحو

لگا کر تیار کیا ہو اور وہ بس دو منٹ کی بھی دیر کیے

بغیر کچا چبا جائیں میری تو بس یہ سوچ سوچ کر ہی

جان نکلتی ہے کہ جس دن میں ان کی کے قبضے میں

آگئی اس دن میرا کیا ہو گا مجھے تو لگتا ہے اگلے ہی دن

میرا اللہ وانا الیہ راجعون ہو گا فار یہ اپنی ہی رو میں

بولے جارہی تھی اس بات سے انجان کے ٹھیک پیچھے

کھڑا رحم اس کی تمام باتیں سن رہا ہے

اور آپ کو پتہ ہے آج کل کی لڑکیاں اپنی شادیوں پر ہارو

سنگار کرتی ہیں اپنی مرضی سے تیار ہوتی ہیں ہیوی

ڈریسز پہنتی ہیں اپنے دل کے تمام ارمان پورے کرتی

ہیں لیکن مجھے پتہ ہے یہ لگتا ہے جس دن میری شادی

ہوگی اس دن مجھے دیکھ کر انہوں نے کہنا ہے یہ تم نے

دلہنوں والا جوڑا کیوں پہنا ہے یہ تم نے میک اپ کیوں

کیا ہے یہ تم نے جیولری کیوں پہنی ہے اور یہ تم دلہن

کیوں بنی ہو دوپٹہ کہاں پہ ہے تمہارا سر پہ دوپٹہ لو

پردہ کرو یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو منہ دھو کر آؤ

فار یہ اپنی آواز بھاری کرتی ار حم کی بھرپور نقل اتارتے

ہوئے بول رہی تھی جبکہ اپنی ہنسی روکنے کے باعث

حور اور لائے کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا وہ اپنی ٹون

میں بولنے میں اس قدر مصروف تھی کہ اس نے لائے

اور حور کی طرف دیکھا ہی نہیں کہ وہ اسے تب سے

کیا اشارہ کر رہی ہیں وہ تب سے اسے یہ بتانے کی

کوشش کر رہی تھی کہ ارحم اس کے بالکل ٹھیک

پیچھے کھڑا ہے لیکن وہ تھی کہ ایک سیکنڈ بھی چپ

بغیر کسی مشین کی طرح فل سپیڈ میں بولے جا رہی

تھی

اور جب شادی کے بعد مجھے ان کے کمرے میں بٹھایا

جانا ہے تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی اٹھا کر کمرے

سے باہر پھینک دینا ہے اور بولنا ہے کہ تم میرے کمرے

میں کیا کر رہی ہو یعنی آپ نہیں سمجھیں گی بھابھی

میرے دکھ بہت بڑے ہیں میرے ہونے والے شوہر نے تو

کبھی مجھے پیار بھری نظر سے بھی نہیں دیکھا بلکہ

وہ دیکھتا ہی نہیں ہے جب دیکھویوں گھور رہا ہوتا ہے

جیسے میں نے اس کی بھینسیں چرا لی ہیں فار یہ ابھی

بھی نہیں رک رہی تھی جیسے وہ اپنے سارے دکھ درد

آج ہی بول دینا چاہتی تھی

میری بہن ذرا اپنی زبان پر بریک لگاؤ اور تھوڑا سا تکلف

کر کے گردن پیچھے گھماؤ لائے اپنی مسکراہٹ دباتی

فارہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کیوں پیچھے کوئی جن کھڑا ہے کیا فارہ نے اس کی

بات کو انگور کیا اور آملیٹ کا پیس منہ میں ڈالا

ہاں میرا مطلب ہے نہیں تم پیچھے تو دیکھو لاٹہ پہلے

ہاں بول گی لیکن ارحم کا ضبط سے پڑتا سرخ چہرہ

دیکھ کر فوراً نہیں بولا اور اسے دوبارہ پیچھے مڑ کے

دیکھنے کا کہا تو فار یہ نے تھوڑی سی گردن گھما کر

پیچھے دیکھا مگر اپنے پیچھے موجود شخصیت کو

دیکھ کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے

ہی رہ گیا ارحم اسے اس وقت اپنے سر پر کھڑا کوئی

موت کا فرشتہ معلوم ہو رہا تھا منہ میں ڈالا آملیٹ کا

پس گلے میں اس طرح اٹکا کہ وہ نیچے اترنے سے

انکاری ہو گیا اور وہ بری طرح کھانسنے لگی

حوراٹھ کر جلدی سے فاریہ کے قریب آئی اور اس کی

کمر سہلانے لگی ار حم نے ایک خونخوار نگاہ کھانستی

ہوئی فاریہ پر ڈالی اور آگے بڑھ کر ٹیبل سے اپنی گاڑی

کی چابی اٹھائی جو وہ ناشتہ کرتے ہوئے یہیں پر بھول

گیا تھا اور بغیر کچھ بولے خود پر ضبط کرتا وہاں سے

نکل گیا جبکہ فار یہ حیران تھی کہ اس نے اسے کچھ

کہا کیوں نہیں کیونکہ جہاں تک اس کے خیالات تھے وہ

تو اسے جلا د معلوم ہوتا تھا اور اسے کسی صورت نہیں

چھوڑتا تھا لیکن آج اس جلا د نے اسے کیسے چھوڑ دیا

وہ بھی اتنی بے عزتی پر فار یہ تو صرف سوچتی ہی رہ

گئی

ٹھیک ہو تم فاریہ کی کھانسی رکتے ہی حور نے فاریہ

کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

نہیں بھا بھی اب تو میں بالکل ٹھیک نہیں ہوں انہوں نے

میری ساری باتیں سن لی اب پتہ نہیں میرے ساتھ کیا

ہو گا فاریہ وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی دیکھ کر ہلکا سا

ہنس دی

کچھ نہیں ہو گا پاگل ابھی تم نے اتنا کچھ بولا وہ تمہیں

کچھ بول کر گئے نہیں ناجب انہوں نے کچھ بولا ہی

نہیں تو بعد کی فکر بھی مت کرو اور اپنے دماغ سے

ساری فضول سوچیں نکال دو ایک غیر محرم کا رشتہ

جو ہوتا ہے میرا ماننا ہے کہ اس میں ایسے ہی اجنبیت

ہونی چاہیے جبکہ نکاح کے رشتے میں پتھر بھی پگھلنے

کی صلاحیت رکھتا ہے تم فکر مت کرو تم خود دیکھنا

تمہاری ایک بار شادی ہو جائے بھائی تمہارے ساتھ خود

ٹھیک ہو جائیں گے تم ابھی کہتی ہونا کہ وہ جلا د ہیں

تب تم خود بولو گی تو وہ جلا د بالکل نہیں ہے تمہیں

اپنے الفاظوں پر پچھتاوا ہو گا اس لیے فضول مت بولا

کرو ٹھیک ہے حور اسے بہت پیار سے سمجھا رہی تھی

اور کچھ باتیں تو فار یہ کی سمجھ میں آ بھی گئی تھی

اس لیے اس نے آج پکارا دہ کر لیا تھا کہ اسندہ کے بعد

وہ ار حم کے خلاف ایک بات نہیں بولے گی کیونکہ یہ

اتفاق ہی تھا کہ جب بھی وہ ار حم کے بارے میں کچھ

بولتی تھی وہ فوراً وہاں پہنچ جاتا تھا اور وہ ساری

باتیں سن لیتا تھا اس لیے آج اس نے پکی توبہ کر لی

تھی کہ وہ اسندہ تو اس کی برائی بالکل نہیں کرنے لگی

میری مانو تو جا کر پہلے توبہ کے چار نوافل ادا کر لو ہو

سکتا ہے کہ تم پھر لالا کے قہر سے بچ جاؤ لائے ہنستے

ہوئے بولی تو فاریہ نے پاس پڑا چیخ اٹھا کے اس کی

طرف پھینکا جو لائے کے بازو پر جا لگا

تم اپنا منہ بند رکھا کرو کالی زبان والی تمہاری زبان ہی

ایسی ہے کہ تم جب کچھ ایسا بولتی ہو تب ہی میرے

ساتھ کچھ نہ کچھ الٹا ہو جاتا ہے اب اگر تم نے کوئی

بھی فضول بات کی نا تو تمہارا سر پھاڑ دوں گی میں

فار یہ لائے کو گھورتے ہوئے بولی تو اس نے برا سامنہ

بنایا

اچھا بس کرو تم دونوں لڑنا اور تم جلدی سے ناشتہ کرو

اماں جان کا آج حکم ہے کہ کھانا ہم تینوں بنائیں گے

کیونکہ شام کو سب نے گھر جلدی آ جانا ہے اس لیے

جلدی سے ناشتہ کرو اور ہم شام کے کھانے کی تیاری

کریں اور فاریہ اور لائبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو

فاریہ ہاں میں سر ہلاتی ہوئی ناشتہ کرنے لگی جب کہ

لائبہ ڈائمنگ ٹیبل سے ناشتہ کا سارا سامان سمیٹنے لگی

تم ناشتہ کرو میں بس ابھی بڑی اماں کی بات سن کر

آتی ہوں انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا تھا ٹھیک

ہے حوران دونوں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور بڑی

اماں کے کمرے کی طرف چلی گئی

سر یہ ان تمام لڑکیوں کی ڈیٹیلز ہیں جو ڈرگز لیتی

تھی اور جنہیں اس وقت ہاسپٹل میں مکمل ٹریٹمنٹ

دیا جا رہا ہے داؤد زر خان کے سامنے ان لڑکیوں کی

ڈیٹیل رکھتے ہوئے بولا جن کے بارے میں زر خان نے

اسے حکم دیا تھا

کیونکہ زر خان کا شک کچھ ان لڑکیوں کی طرف بھی

جاتا تھا اس کا کہنا تھا کہ اسے ایک بار ان لڑکیوں سے

بھی پوچھ تاچھ کرنی چاہیے شاید ان لڑکیوں میں سے

کوئی جانتی ہو اس لڑکی کو یا پھر کوئی بھی سراخ

مل جائے اس لیے زر خان نے ان لڑکیوں کی ڈیٹیل

منگوائی تھی

ٹھیک ہے تم گاڑی نکالو ہم ابھی ہاسپٹل جائیں گے جہاں

ان لڑکیوں کا ٹریڈمنٹ چل رہا ہے زر خان داؤد کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو داؤد سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا

زر خان نے اٹھ کر کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ پکڑا اور

اسے پہن کر کوٹ کا اگلا بٹن بند کیا اپنا فون اور وائٹلٹ پکڑ کے
کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا گلاسز آنکھوں

پر لگائے اور آفس روم سے باہر نکلا جہاں داؤد اس کے

لیے گاڑی لیے کھڑا تھا

اس وقت زرخان بھاری قدم اٹھاتا ہوا ہاسپٹل کی

راہداری سے گزر رہا تھا وہ اتنی تیزی سے گزر رہا تھا کہ

اس کے ساتھ چلنے کے لیے داؤد کو تقریباً دوڑنا پڑ رہا

تھا

وہ تیز تیز قدم لیتا آگے بڑھ رہا تھا جب اس کے قریب

سے ایک وجود گزرا زرخان نے اس کی طرف دیکھا تو

نہیں تھا لیکن اسے ایسا کچھ ضرور محسوس ہوا کہ

اس کے قدم وہیں پر رک گئے اس نے جھٹکے سے پیچھے

مڑ کر دیکھا جہاں چہرے پر ماسک لگائے ایک لڑکی گزر

رہی تھی وہ اس کا چہرہ تو نہیں دیکھ سکا لیکن وہ

یہ دیکھ سکا تھا کہ اس نے ماسک لگایا ہے اسے کچھ

عجیب سا لگا آگے بڑھنے کی بجائے اس نے قدم اس

لڑکی کی جانب بڑھائے اور تیز تیز قدم لیتا اس کے

پیچھے چلنے لگا

عینا اپنے آفیسر کے ساتھ یہاں موجود لڑکیوں سے کچھ

انکوائری کرنے آئی تھی اور انہیں دیکھنے آئی تھی کہ

ان کا ٹریٹمنٹ کیسا چل رہا ہے تمام کارروائی کرنے کے

بعد جب وہ واپسی کے لیے نکل رہی تھی تو وہ اسی

راہداری سے گزری جہاں سے زر خان جا رہا تھا اس نے

زر خان کی طرف نہیں دیکھا تھا نہ ہی توجہ دی تھی

مگر زر خان کا اس کے پیچھے آنا وہ بخوبی محسوس

کر گئی تھی اسے یہ چیز تو معلوم تھی کہ اپنی پہچان

چھپانا اس کے لیے کتنا ضروری ہے لیکن کسی کا یوں

اپنے پیچھے آنا اسے کچھ عجیب سا لگا اس نے وہاں

رکنے کے بجائے اور تیز قدم لینا شروع کیے اور تیزی سے

ہسپتال سے نکلنے لگی جبکہ زر خان بھی اس کے پیچھے

ہی تھا

وہ اپنے پیچھے آنے والے شخص کو جواب بخوبی دے

سکتی تھی مگر یہ پبلک پلیس تھی اور یہاں پر آنا اس

کے لیے خطرے سے خالی نہ تھا اسے کوئی بھی پہچان

سکتا تھا اس لیے وہ کوئی بھی تماشہ نہیں کرنا چاہتی

تھی

اور ہاسپٹل کے داخلی دروازے تک پہنچی تو آگئی اسے

اپنا افسر گھڑا ہوا دکھائی دیا اپنا کود دیکھتے ہی وہ

جلدی سالرٹ ہوا

یہ میرے پیچھے آنے والا شخص کون ہے اسے کنٹرول

کر واور جلد ہی میرے آفس پہنچو عینا ایک نظر اسے

دیکھتے ہوئے بولی اور آگے بڑھ گئی جبکہ اس کی بات

سننے ہی اس آفیسر نے زر خان کی طرف دیکھا جواب

دروازے تک پہنچ چکا تھا ابھی وہ دروازے سے باہر

نکلتا وہ آفیسر جلدی سے زر خان کے سامنے آگیا

زر خان نے اپنے سامنے کھڑے فل بلیک کا سٹیوم میں

موجود اونچے لمبے چورے سینے والے لڑکے کو دیکھا

جس کا چہرہ کالے ماسک سے ڈھکا ہوا تھا

معافی چاہتا ہوں سر لیکن کسی لڑکی کا پیچھا کرنا

اچھی بات نہیں وہ زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدہ لہجے میں بولا

تم جانتے ہو کہ تم کس سے بات کر رہے ہو لڑکے داؤد اس

لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جی معذرت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں

لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ کسی لڑکی کا پیچھا

نہیں کرنا چاہیے اور آپ یہ کام غلط کر رہے ہیں وہ

زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بہت طریقے سے بول رہا

تھانہ تو وہ بد تمیزی سے بول رہا تھا اور نہ ہی اس کے

لہجے میں کوئی گستاخی تھی

میں کسی لڑکی کا پیچھا نہیں کر رہا لیکن میں جاننا

چاہتا ہوں کہ وہ لڑکی کون ہے میں جانتا ہوں کہ وہ

لڑکی تمہیں کچھ نہ کچھ کہہ کر گئی ہے اس لیے تم

میرے راستے میں یوں کھڑے ہو تم مجھے نہیں جانتے

اس لیے تمہیں معاف کر رہا ہوں مگر اب اگر تم میرے

راستے میں آئے تو میں معاف کرنے والوں میں سے بالکل

نہیں ہوں زرخان بولتے ہوئے آگے بڑھ گیا جبکہ اس بار

اس آفیسر نے اسے نہیں روکا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا

کہ اب تک تو عینا یہاں سے نکل گئی ہوگی

زرخان تیزی سے باہر نکلا اور اس نے چاروں طرف

نظریں دوڑائی مگر اسے وہ لڑکی کہیں دکھائی نہ دی

اس نے تھوڑا سا آگے بڑھ کر روڈ کی طرف دیکھا تو

اسے کچھ فاصلے پر ہیوی بائیک پر وہی لڑکی جاتی

ہوئی دکھائی دی ایک سیکنڈ سے بھی پہلے وہ پہچان

چکا تھا کہ یہ لڑکی وہی لڑکی ہے جس نے آج سے کچھ

ہفتوں پہلے روڈ پر ان لڑکوں کو بے دردی سے مارا تھا

جو لڑکیوں کا راستہ روکے کھڑے تھے

داؤد کچھ بھی کرو کیسے بھی کرو لیکن مجھے اس

لڑکی کا تمام پتہ چاہیے یہ کون ہے کہاں کی ہے کیا

کرتی ہے اور یہاں پر کیا کرنے آئی تھی مجھے تمام

معلومات چاہیے زر خان داؤد کو حکم دیتے ہوئے بولا تو

داؤد نے اس کے حکم کو سنتے ادب سے سر کو خم کیا

اور پھر ان دونوں نے قدم ہاسپٹل کے اندر کی جانب

بڑھائے مگر اندر جاتے ہی انہوں نے دیکھا کہ جو لڑکا ان

کا راستہ روک کے کھڑا تھا وہ اب وہاں موجود نہیں تھا

زر خان کو کچھ تو گڑ بڑ کا احساس ہو رہا تھا اس کا

شک اس لڑکی کی طرف جا رہا تھا پتہ نہیں کیوں اسے

یوں محسوس ہو رہا تھا جس لڑکی کے بارے میں

فاطمہ نے اسے بتایا تھا وہ لڑکی یہ ہی تھی کیونکہ

جیسا حلیہ فاطمہ نے بتایا تھا یہ لڑکی بالکل ویسے ہی

حلیہ میں موجود تھی چونکہ اب زر خان کے ہاتھ ایک

ثبوت لگ چکا تھا اس لیے وہ اس کی تہہ تک جانا چاہتا

تھا تا کہ جلد ہی سارا معاملہ سامنے آ سکے

اس وقت بڑی اماں کے کمرے میں گھر کے تمام بڑے

افراد موجود تھے جن میں صہزیب سکندر شاہنواز

سکندر اماں جان زینت بیگم اور زر خان موجود تھا

لائبہ فاریہ اور حور کچن میں موجود کھانا بنا رہی تھی

ارحم اور حارث باہر لاؤنج میں بیٹھے اپنے بزنس کے

متعلق کچھ باتیں کر رہے تھے جبکہ لائبہ کی بے چین

روح کو ایک پل بھی سکون نہیں تھا وہ بار بار کچن

سے باہر آتی اور دیکھتی کہ حارث لاؤنچ سے گیا ہے یا

نہیں کیونکہ بڑی اماں کا کمرہ لاؤنچ کے بالکل سامنے ہی

تھا اور وہ کوئی نہ کوئی خبر لینا چاہتی تھی کہ اندر

کیا بات ہو رہی ہے مگر سامنے ہی بیٹھے جن کو دیکھ

کر وہ بار بار واپس آ جاتی

کیا ہوا لائبہ پتہ چلا کچھ کے اندر کیا بات ہو رہی ہے

اس بار جب لائبہ کچن میں آئی تو فاریہ نے جلدی

سے پوچھا

نہیں یار وہ بیٹھے ہوئے ہیں نہ بڑی اماں کے کمرے کے

بالکل سامنے بڑے منہ والے جن میرا مطلب حارث لالا

جب تک وہ وہاں سے نہیں اٹھیں گے میں کیسے کوئی

جاسوسی کر سکوں گی لائبہ منہ بناتے ہوئے بولی

تو پھر سکون سے بیٹھ جاؤ کیوں پریشان ہو رہی ہو

دونوں جو بھی بات ہو گی پتہ تو چل ہی جائے گی

کھانے کی ٹیبل پر آرام سے بیٹھ جاؤ دونوں حوران

دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جنہیں ایک منٹ

سکون نہیں آ رہا تھا اور جب تک انہیں پتہ نہ چل جاتا

انہیں سکون ملنا بھی نہیں تھا

میں نے آپ سب کو اس لیے یہاں پر اکٹھا کیا ہے کہ میں

آپ سب سے ایک بہت ضروری بات کرنا چاہتی تھی بڑی

اماں سب کو ایک نظر دیکھتی ہوں بولی تو سب نے

توجہ سے میری اماں کی طرف دیکھا

جی اماں بولیں ہم سن رہے ہیں صہزیب سکندر بڑی اماں

کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

تم سب جانتے ہو کہ بچپن میں ہی ہمارے بچوں کا رشتہ

طے کر دیا گیا تھا یہ بات الگ ہے کہ لائبرے اور حارث کو

اس بات سے انجان رکھا گیا ہے بڑی اماں نے اپنی بات

شروع کی تو سب نے بڑی اماں کو توجہ سے سنا

جی اماں ہم سب جانتے ہیں آپ آگے حکم کریں اب کی

بار شاہنواز سکندر نے جواب دیا

ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کا نکاح کر دیں رخصتی

دو ہفتوں بعد رکھ لیں گے لیکن نکاح اس جمعہ کو رکھ

لیتے ہیں ہماری بچیاں ماشاء اللہ سے بالغ ہیں اور ہمارے

بچے بھی اپنا بزنس کرتے ہیں سمجھدار لڑکے ہیں ہمارے

بڑے بیٹے کی تو شادی ہو ہی چکی ہے اب چھوٹوں کی

بھی کر دیتے ہیں پھر ان کی شادی پر ہی زر خان کا

ولیمہ کر دیں گے بڑی اماں نے سب کی طرف دیکھتے

ہوئے تفصیلی بات کی

باقی سب تو ٹھیک ہیں اماں لیکن زر خان کے ولیمے والی

بات مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگی میرا یہ کہنا ہے کہ آپ

ایک بار زر خان سے بات کر لیں کیونکہ مجھے نہیں لگتا

کہ ان دونوں کا رشتہ ایسا ہے کہ ہم ان کے لیے ایسا

فیصلہ کر سکیں زینت بیگم اماں جان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی تو بڑی اماں نے زینت بیگم کے

چہرے سے نظریں ہٹا کر زرخان کی طرف دیکھا

بولو بیٹا ہم سب تمہارے جواب کے منتظر ہیں کیا تم

حور کو قبول کرتے ہو اگر تم نے اسے قبول کر لیا ہے تو

ٹھیک ہے ہم بھی تمہارا ولیمہ کر کے دھوم دھام سے

سب کو بتانا چاہتے ہیں کہ حویلی کے بڑے بیٹے اور اس

گاؤں کے بننے والے سر تنچ کی دلہن اس حویلی میں آ

چکی ہے ویسے بھی یہ بات چاروں طرف پھیل چکی ہے

کہ زر خان سکندر کا نکاح ہو چکا ہے اب تم ہمیں اپنا

فیصلہ سناؤ کہ تم کیا چاہتے ہو اماں جان زر خان کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ولیمے کا فنکشن رکھ

لیں زر خان بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو بڑی

اماں مسکرا دیں یعنی زر خان حور کو قبول کر چکا تھا

اسی لیے تو اس نے ولیمے کے لیے حامی بھری تھی

ٹھیک ہے پھر نکاح کی تیاری کریں آپ سب جمعہ والے

دن لاٹبہ اور حارث ارحم اور فاریہ کا نکاح ہو گا اور اس

کے ٹھیک دو ہفتوں بعد ہم رخصتی کریں گے بڑی اماں

سب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو سب

اشباب میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا دیے

کون تھا وہ شخص جو میرا پیچھا کر رہا تھا عین اپنے

سامنے موجود آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ہیں م وہ زرخان سکندر تھا جس کے بارے میں کچھ دن

پہلے ہی آپ کوڈیٹیلز دی ہیں ہائی کورٹ کانجیہ

وہاں کی لڑکیوں سے کچھ پوچھتاچھ کرنے آیا تھا اور

معلوم یہ ہوا ہے کہ ان لڑکیوں سے بھی وہ آپ کے بارے

میں ہی پوچھ رہا تھا وہ آپ کوڈھونڈنے کی مسلسل

کوشش کر رہا ہے اس نے ہاسپٹل کے سی سی ٹی وی

فوٹیج بھی نکلوائی ہے لیکن اس سی سی ٹی وی فوٹیج

میں آپ کا چہرہ نہیں آیا اسے آپ کی یہ تو پہچان ہو

گئی ہے کہ وہ آپ کا سٹیوم اور آپ کا حلیہ آرام سے

پہچان سکتا ہے مجھے لگتا ہے کہ اب آپ کو پبلک پليس

میں نہیں جانا چاہیے وہ آفیسر عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو عینا کے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل

نمودار ہوئے

آج تک کسی کی جرات نہیں ہوئی کہ وہ مجھے بے نقاب

کر سکے میرے بارے میں جان سکے پھر زرخان سکندر

کی میرے سامنے کیا ویلیو ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا تم

اس کی فکر چھوڑو اور صرف اپنے مشن پہ دھیان دو

پتہ کرواؤ کہ یہاں پر کتنے علاقے اس ہوٹل سے ملتے

ہیں اور اس سے کتنی فیکٹریاں منسوب ہیں اور ہمیں

صرف اپنے مشن پر فوکس کرنا ہے پھر چاہے ہزار

زر خان سکندر جیسے کیوں نہ آجائیں کوئی بھی

ایجنٹ 108 اور اس کی ٹیم کو سامنے نہیں لا سکتا

اور نہ ہی کسی میں اتنی جرات ہے عینا اپنی گرین

آنکھوں سے سامنے موجود آفیسر کو دیکھتی ہوئی

بولی تو وہ ہلکا سا مسکرایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ

عینا سکندر جو بولتی ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں ہو

سکتا اگر اس نے بولا ہے کہ زر خان سکندر اس کا کچھ

نہیں بگاڑ سکتا تو یہ پتھر پر لکیر بن چکی تھی وہ

واقعی میں اس کا یا اس کی ٹیم کا کچھ نہیں بگاڑ

سکتا اور نہ ہی انہیں بے نقاب کر سکتا ہے

اس وقت سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے

جب کہ آج سب کو کھانے میں مختلف ذائقہ محسوس

ہو رہا تھا

آج کھانا الگ الگ ساکیوں ہے میں کافی دن سے یہاں کا

کھانا کھا رہا ہوں مگر روز ذائقہ ایک جیسا ہی ہوتا تھا

آج ذائقہ الگ ہے لیکن یہ بہت لذیذ اور مزیدار سا ذائقہ

ہے حارث کھانا کھاتے ہوئے بولا

ہاں جی کیونکہ آج سارا کھانا ہماری بھابھی نے بنایا ہے

اس لیے آپ کو اتنا اچھا محسوس ہو رہا ہے جب کہ

روزانہ کھانا ملازمہ بناتی ہے فار یہ حارث کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو زرخان نے بے اختیار

چہرہ موڑ کر حور کی طرف دیکھا جس کا سر پہلے

ہی جھکا ہوا تھا مگر زرخان کے دیکھنے سے وہ مزید

کنفیوز ہونے لگی

بھابھی آپ کو کھانا بھی بنانا آتا ہے حارث حور کی

طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے بولا

جی "ہوم میں ہلکی سی آواز میں جواب دیا"

ماشاء اللہ ہماری بہو نے بہت لذیذ کھانا بنایا ہے ہمیں تو

پتہ ہی نہیں تھا کہ تم اتنا اچھا کھانا بھی بناتی ہو بڑی

اماں مسکرا کر حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جب

کہ حور گوں گھبراہٹ سی محسوس ہو رہی تھی

زرخان حور کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا ایک

بار تو اسے بھی حیرت ہوئی کیونکہ کوئی عام لڑکی

ہوتی تو وہ اس بات پر ضرور بہت خوش ہوتی یا

مسکراتی یا کچھ بھی بولتی لیکن حوران سب باتوں

پر گھبرا رہی تھی اسے اپنی تعریف سن کر گھبراہٹ ہو

رہی تھی

مجھے آپ سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے جب سب

کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو بڑی اماں نے سب کو اپنی

طرف متوجہ کیا

تو سب نے سوالیہ نظروں سے بڑی اماں کی طرف دیکھا

وہاں پر موجود سب بڑے تو جانتے تھے کہ بڑی اماں کیا

بات کرنے والی ہیں لیکن چھوٹے نہیں جانتے تھے

جمعہ والے دن ارجم اور فاریہ حارث اور لائے کانکاح

ہے صبح سے نکاح کی تیاری کریں اور دو ہفتوں بعد

رخصتی ہے جس دن ہماری دونوں بیٹیوں کی رخصتی

ہوگی اس دن زرخان کا ولیمہ ہوگا اب شادی کے تیاریاں

آپ سب کے ہاتھ میں ہیں جتنی جلدی ہو سکے تیاری کر

لیں بعد میں کوئی شکایت نہ کرے کہ سب کو وقت

نہیں ملا بڑی اماں مسکراتے ہوئے گویا سب کے سروں

پر بمب پھورا تھا سوائے ارحم کے جو بالکل ریلیکس

انداز میں بیٹھا تھا

فاریہ اور ارحم کا سن کر لائے جو خوش ہوئی تھی مگر

ان کے اگلے الفاظ سن کر اس کی آنکھیں پھٹی کی

پھٹی رہ گئی بڑی اماں کی بات سن کر لائے نے بے

اختیار نظریں اٹھا کر حارث کی طرف دیکھا بیک وقت

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دونوں کی

آنکھوں میں بے یقینی اور حیرانگی ہی حیرانگی تھی

جیسے انہیں اس بات کا یقین نہ ہوا ہو جبکہ فاریہ کی

حالت ایسی تھی جیسے ابھی صدمے میں چلی جائے

گی اور ان سب سے ہٹ کر حور جو ایک جگہ فریز ہی

ہو گئی تھی ولیمے کا سن کروہ پوری آنکھیں کھولے

کبھی بڑی اماں کو تو کبھی زر خان کو دیکھتی جیسے

اسے بھی اس بات کا یقین نہ ہو رہا ہو کہ ابھی یہاں پر

کیا بات ہوئی ہے جبکہ تمام بڑے افراد جو وہاں پر

بیٹھے اپنے بچوں کے چہروں کا ایکسپریشن دیکھ رہے

تھے ان چاروں کے اڑے ہوئے رنگ دیکھ کر بے اختیار

انہوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی

کیا ہوا یقین نہیں ہو رہا صبر کر لو کمرے میں جا کر

اچھے طریقے سے یقین دلا دوں گا یقیناً تب تمہیں یقین

آ بھی جائے گا حور کو ایک جگہ فریز دیکھ کر زر خان

ہلکا سا جھکا اور سرگوشی سی کی آواز میں بولا تو

حور نے ہڑ بڑا کر اپنی نظریں جھکائی دن بدن وہ انتہا

کا بے باک ہوتا جا رہا تھا اور اس کی باتیں جو حور کی

برداشت سے باہر تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ

کھڑوس اور اتنے غصے والے زرخان سکندر سے اتنا بے

باک زرخان سکندر کیسے بن گیا

نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میری شادی ان لوگوں نے

ان کے ساتھ کیسے طے کر دی میں ان سے ہر گز شادی

نہیں کروں گی لائبہ جب سے کمرے میں آئی تھی جلے

پیر کی بلی بنی ہوئی تھی اور بار بار ایک ہی بات کر

رہی تھی کہ مجھے حارث سے شادی نہیں کرنی

ٹھیک ہے اگر تمہیں نہیں شادی کرنی تو تم جا کر بڑی

اماں کو انکار کردو فاریہ ریلیکس سے انداز میں بولی

کیونکہ لائے کے ایکسپریشن دیکھ کر اسے بہت مزہ آ

رہا تھا یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ لائے کی بازی

پلٹی تھی وہ جو ہمیشہ فاریہ کو تنگ کرتی رہتی تھی

اسے تنگ کرنے کا موقع کبھی بھی نہیں جانے دیتی تھی

آج لائے خود پہاڑ کے نیچے آئی ہوئی تھی

بڑی اماں کو انکار نہیں فار یہ میں بڑی اماں کو نہیں

انکار کر سکتی مجھے سمجھ نہیں آرہی میں کیا کروں

میں کیسے کر سکتی ہوں ان سڑے ہوئے کریلے سے

شادی یار تم خود سوچو میری تو ان کے ساتھ بنتی

بھی نہیں نہ تو وہ مجھے پسند کرتے ہیں نہ ہی میں

انہیں پسند کرتی ہوں پھر ہم دونوں کی شادی کا کیسے

سوچ لیا گھر والوں نے ایک کام کرو پلینز تم جاؤ نا اماں

جان کو بولو کہ پلینز یہ شادی رکوادیں میں حارث لالا

سے شادی نہیں کرنا چاہتی لائے فاریہ کے قریب بیٹھتی

اس کا ہاتھ پکڑ کر امید بھری نظروں سے اس کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی

نہیں میری پیاری بہن مجھے تو تم اس معاملے سے دور

ہی رہنے دو میں کچھ نہیں کر سکتی تم ایک کام کیوں

نہیں کرتی جب تمہیں بڑی اماں سے بھی بات نہیں

کرنی اماں جان سے بھی بات نہیں کرنی تو تم حارث

لالا سے بات کر لو انہیں بول دو کہ تمہیں ان سے شادی

نہیں کرنی ہو سکتا ہے کہ وہ گھر والوں کو انکار کر دیں

فارہ نے لائبہ کو نیا مشورہ دیا

ہاں تمہاری بات ٹھیک ہے مگر اگر لالہ نے میری بات نہ

سنی تو لائے نے فاریہ سے اگلا سوال کیا

سن لیں گے تم ایک بار بات تو کر کے دیکھو فاریہ اسے

حل بتایا فاریہ کی بات سن کر لائے نے فقط ہاں میں

سر ہلایا یعنی اب میڈم نے حارث سے شادی سے انکار

کرنے کی بات کرنی تھی

حور کب سے زر خان کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی

جو فریش ہونے گیا تھا اس نے زر خان سے بات کرنی

تھی کہ وہ ولیمے کے لیے انکار کر دے کیونکہ وہ نہیں

چاہتی تھی کہ اس کا ولیمہ ہو جب تک اس کا بھائی نہ

مل جائے وہ دو کشتیوں کی سوار لگ رہی تھی ایک

طرف اس کا بھائی تھا اور دوسری طرف شوہر اسے

بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کی زندگی کس رخ

پہ جارہی ہیں نہ تو ابھی تک اس کے بھائی کی بے

گناہی ثابت ہوئی تھی اور نہ ہی ابھی تک زرخان نے

اسے قبول کیا تھا یہ صرف حور کی سوچ تھی کہ

زرخان نے اسے قبول نہیں کیا جب کہ حقیقت یہ تھی

کہ زرخان اسے بہت پہلے کا قبول کر چکا ہے اب اس کا

بھائی گنہگار نکلتا ہے یا بے قصور اس سے زرخان کو

کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ اس نے حور کو کسی

صورت نہیں چھوڑنا تھا

زرخان واش روم سے باہر نکلا تو حور نے فوراً نظریں

اٹھا کر اس کی جانب دیکھا لیکن اسے شرٹ لیس

دیکھ کر اس نے ہڑبڑا کر نظریں دوبارہ جھکائی تھی

جبکہ زر خان نے حور کا خود کی طرف دیکھنا اور پھر

نظریں جھکا لینا بہت دلچسپی سے دیکھا تھا

وہ چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا اور اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی

اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بالوں کو جھٹکا اور

چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا اور اپنی شرٹ کے

بٹن بند کرنے لگا اس سب کے دوران اس کی نظریں

شیشے سے نظر آتے حور کے عکس پر ہی ٹھہری ہوئی

تھی جو حور بخوبی محسوس کر سکتی تھی

اپنی شرٹ کے بٹن بند کر کے زر خان نے اپنے بالوں میں

برش کیا اور چلتا ہوں بیڈ کے قریب آیا

سنیں "حور زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی"

جی سنائیں "زر خان بھی اسی کے انداز میں بولا تو"

حور جھپ سی گئی

وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی حور بولی تو

زر خان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو صوفے پر

سر جھکائے بیٹھی تھی

بولوسن رہا ہوں زرخان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

وہ آپ ولیمہ کے لیے انکار کر دیں حور بہت ہلکی آواز

میں بولی تھی

اور میں ایسا کیوں کروں زرخان تعجب سے دیکھتے

ہوئے بولا

کیونکہ آپ نے ہی بولا تھا کہ یہ رشتہ آپ کے لیے کوئی

حیثیت نہیں رکھتا اور ابھی تک میری یا میرے بھائی

کی بے گناہی ثابت نہیں ہوئی اس لیے میں نہیں چاہتی

کہ مجھے آپ کے نام کے ساتھ منسوب کیا جائے اس لیے

آپ اس ولیمے سے انکار کر دیں حور بہت ٹھہر ٹھہر کر

بولی تھی شاید وہ زرخان کو اس کے بولے گئے الفاظ

یاد دلانا چاہ رہی تھی کہ آج سے کچھ ہفتوں پہلے اس

نے اس سے کیا بولا تھا

میرے نام کے ساتھ تو تم منسوب ہو چکی ہو اور اب

تمہارا نام میرے نام سے الگ کوئی نہیں کر سکتا اگر

تمہارا بھائی گنہگار بھی نکلتا ہے تو تب بھی زر خان سے

سکندر تمہیں نہیں چھوڑے گا اور نہ ہی اپنی زندگی

سے جانے کہ تمہیں اجازت دے گا زر خان بہت نارمل

انداز میں بولا تھا

آپ ایسا نہیں کر سکتے آپ نے بولا تھا کہ جس دن میرے

بھائی کی بے گناہی ثابت ہو گئی اس دن آپ مجھے

چھوڑ دیں گے زر خان کی بات سن کر حور نے جھٹکے

سے سراٹھایا اور مضبوط لہجے میں بولی

حور کی بات سن کر زر خان نے فون واپس بیڈ پر پھینکا

اور چلتا ہوا حور کے قریب آیا زرخان کو اپنے قریب آتا

دیکھ کر حور گھبرائی

کیا کہا تم نے ذرا دوبارہ بولنا زرخان حور کا بازو پکڑ کر

اپنے مقابل کھڑے کرتے ہوئے بولا اس کا لہجہ اب نارمل

بالکل نہیں تھا بلکہ بے حد سنجیدہ اور سخت تھا حور

کو بے اختیار زرخان سے خوف محسوس ہوا

اگر اسنڊه ڪه بعد تم نه مجھے ميرے هي الفاظ لوٽائے تو

تمهارا حشر ڪر دوں ڳاوه ميرے الفاظ تھے مگر اب مير

اراده بدل چڪا هے اور تمهين ميں هر گز ڪسي صورت

نهين چھوڙوڻ ڳا تم زرخان سڪندر ڪي بيوي هو اور

هميشه ميري بيوي هي رهو ڳي اگر دو باره ايسي فضول

بڪواس ڪي تو تمهين جان سه مار دوں ڳا ميں خود سه

جوڑے لوگوں کو میں اپنے ہاتھوں سے دفن تو کر سکتا

ہوں مگر خود سے الگ نہیں ہونے دے سکتا میری یہ بات

اپنی دماغ میں اچھے سے فیٹ کر لو آئی سمجھ زر خان

حور کے بازوؤں پر اپنی گرفت سخت کرتا اس کے چہرے

پر پھنکارا تو حور کی مانو جیسے جان ہی نکل گئی

پتچ چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے حور زر خان کی گرفت

سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

زرخان نے ایک سخت نظر اس کے چہرے کی جانب

دیکھا اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑ کر

کمرے سے نکل گیا

زرخان کے نکلتے ہی حور نے حیرت سے کمرے کے

دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے زرخان ابھی نکل کر

گیا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی زر خان ایک دم سے

اتنا غصے میں کیوں آگیا جب کہ یہ سارے الفاظ اس نے

ہی بولے تھے اور وہ تو صرف اسے یاد دلانا چاہ رہی

تھی کہ یہ باتیں زر خان نے ہی بولی ہیں مگر اس کی

باتیں حور کو اور بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر

رہی تھی شاید وہ اب کبھی بھی حور کو خود سے دور

نہ جانے دیتا اور نہ ہی کبھی خود کی قید سے آزاد کرتا

دو دن گزر چکے تھے اور لائے کو حادثہ سے بات کرنے کا

موقع ہی نہیں مل رہا تھا وہ رات کو بہت دیر سے گھر

آتا تھا اس وقت جب حویلی کے تمام مکین سو رہے

ہوتے تھے رات کے وقت وہ حادثہ سے نہیں مل سکتی

تھی اور دن کے وقت وہ گھر موجود ہوتا ہی نہیں تھا

ناشتے کی ٹیبل پر موجود ہوتا تھا لیکن ناشتہ کرتے ہی

وہ نکل جاتا تھا نکاح کے دن قریب آرہے تھے نکاح میں

صرف تین دن باقی تھے مگر ابھی تک لائبہ نے حارث

سے کوئی بات نہیں کی تھی اور اسے دن بدن یہ

پریشانی کھائے جا رہی تھی کہ وہ حارث سے بات

کیسے کرے

مگر آج حارث شام کے پانچ بجے ہی گھر واپس آ گیا تھا

اسے جلدی گھر موجود دیکھ کر لائے کو بہت خوش

ہوئی چلو وہ اب اس سے بات تو کر سکے گی اور حارث

کا اس کے کمرے میں جانے کا انتظار کر رہی تھی کہ

کب وہ اپنے کمرے میں جائے اور کب وہ اس سے بات

کرنے جائے کیونکہ وہ جب سے آیا تھا تب سے بڑی اماں

کے کمرے میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اپنے کمرے

میں جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور وہ کب سے ادھر

ادھر چکر کاٹی اس کی جاسوسی کر رہی تھی کہ وہ

کب اپنے کمرے میں جائے گا

ہمیں تم سے ضروری بات کرنی تھی بڑی اماں سامنے

بیٹھے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں

جی بولیں بڑی اماں سن رہا ہوں میں حارث نے بہت نرم

لہجے میں جواب دیا تھا

تمہیں ہمارے فیصلے پر کوئی اعتراض ہے جو ہم نے

تمہارے اور لائبہ کے لیے کیا ہے۔۔۔؟؟

نہیں مجھے آپ کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن

مجھے لگتا ہے کہ آپ کی پوتی کو ضرور ہوگا حارث

بالکل ریلیکس انداز میں بولا

میری پوتی کی تم فکر مت کرو اگر اسے کوئی اعتراض

ہوا بھی تو ہمارے فیصلے کے آگے نہیں بولے گی مجھے

تم صرف جواب دو بڑی اماں کو معلوم تھا کہ حادثہ کا

جواب کیا ہو گا لیکن پھر بھی وہ تسلی کے لیے اس سے

پوچھ رہی تھی

بڑی اماں کے بعد پروہ مسکرایا

اپ سب جانتے ہیں مریم پھر اپ مجھ سے کیا پوچھنا

چاہ رہی ہیں حارث بری اماں کی طرف دیکھتے

مسکراتے ہوئے بولا

وہی جو تم چھپانے کی کوشش کر رہے ہو اور جو تم

پچھلے دو دنوں سے لا پرواہ بنے ہوئے ہو کہ تمہیں اس

بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا مجھے اس سب کے

بارے میں بتاؤ بڑی اماں اسے مشکوک نظروں سے

دیکھتی ہوئی بولی تو وہ ہنس دیا وہ کیسے یہ بات

بھول سکتا تھا کہ بڑی اماں اس کی دادی ہیں وہ اس

کی آنکھوں میں دیکھ کر اس کے اندر کا حال بیان کر

سکتی ہیں اور جو وہ دودن سے لا پرواہ بنا تھا اس کے

پیچھے کیا مقصد ہے وہ بخوبی جانتا تھا کہ بڑی اماں

اس سے واقف ہیں

اپنی پوتی پر دھیان دیں مجھے تو لگتا ہے کہ وہ انکار

کر دے گی حارث نے پھر سے بات گھومائی

مجھے لگتا ہے کہ مجھے اپنے پوتے پر دھیان دینا چاہیے

جو مجھے چارنے کی کوشش کر رہا ہے بڑی اماں کا

اندازا بھی بھی پہلے جیسا ہی تھا

بچپن کی دشمن ہے وہ میری بچپن سے لے کر اب تک اس

نے میرے جتنے نقصان کیے ہیں آپ کی سوچ بھی نہیں

اور آپ کی جاسوسن پوتی سے میں شادی کر رہا ہوں

آپ اس بات پہ خوش ہونے کی بجائے الٹا مجھے

مشکوٰۃ نظروں سے دیکھ رہی ہیں ڈیٹس نوٹ فئیر

ڈارلنگ حارث بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو

بڑی اماں نے اسے گھورا

لیکن مجھے تو لگ رہا ہے کہ ہمارے خوش ہونے سے زیادہ

تمہارے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں بڑی اماں نے ابھی

بھی اس کے سچ اگلو انا چاہا

بڑی اماں آپ نے اپنا فیصلہ سنا دیا اب میرے دل میں

لڈو پھوٹے یا بمب کیا فرق پڑتا ہے حارث کمال کی بے

نیازی سے کہتا ہوا وہی صوفے پر لیٹ گیا

ٹھیک ہے پھر ہمیں یوں لگ رہا ہے جیسے تم راضی نہیں

تو ہم اس رشتے سے انکار کر دیتے ہیں بڑی اماں نے اپنا

ہتھیار آزمایا جو شاید کام بھی کر گیا تھا

بڑی اماں کی بات سن کر حارث جھٹکے سے صوفے سے

اٹھ کر بیٹھا اور بے یقینی سے بڑی اماں کی طرف

دیکھنے لگا جیسے اس نے کچھ غلط سن لیا ہو

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بڑی اماں آپ جانتی ہیں سب

کچھ پھر آپ مجھ سے کیوں بلوانا چاہ رہی ہیں حارث

بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے معصوم سی شکل بنا

کر بولا

کیونکہ ہم ساری حقیقت جاننا چاہتے ہیں بڑی اماں نے

صاف گوئی سے جواب دیا

تو حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پوتا پسند کرتا ہے آپ کی

جاسوسن پوتی کو دل آگیا ہے اس جاسوسن پر میرا اب

سے نہیں تب سے جب سے آپ اس کی تصویریں

مجھے پ بھیجتی رہی ہیں اور اب میرا دل میرے بس

میں نہیں اس لیے انکار کا تو آپ سوچے گا بھی مت

حارث نے ہار مانتے ہوئے اقرار کر ہی دیا

حارث کی بات سن کر بڑی اماں مسکرائیں یہ سب تو وہ

جانتی تھی مگر وہ اس کے منہ سے سننا چاہتی تھیں

حارث جب لندن گیا تھا تو لائبرے اس وقت بالکل چھوٹی

تھی لندن جانے کے بعد اس نے سارا دھیان اپنی پڑھائی

پر ہی دیا تھا اس دوران جس کے ساتھ وہ زیادہ اٹیچ

رہتا تھا وہ تھی بڑی اماں اور بڑی اماں اکثر حویلی

والوں کی تصویریں اسے بھیجتی رہتی تھی اور ان

تصویروں میں سے وہ لائبرے کی تصویروں کو زیادہ

دلچسپی سے دیکھتا تھا ایک سال تک صرف اس کی

تصویروں کو دیکھتے دیکھتے وہ کب لائبرے کی محبت

میں گرفتار ہو گیا اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ تو حیران

تھا کہ جس لڑکی کو وہ اپنی دشمن اول سمجھتا آیا

تھا وہ اس سے کیسے محبت کر سکتا ہے مگر یہ سچ

تھا وہ اتنے دور رہنے والا شخص بھی لائے پر دل و

جان سے مر مٹا تھا اور یہ بات سوائے بڑی اماں کے

کوئی نہیں جانتا تھا کیونکہ وہ اکثر بڑی اماں سے لائے

کے بارے میں بہانے بہانے سے تفصیل لیتا رہتا تھا اور

بڑی اماں اب اتنی بچی تو نہیں تھی کہ اپنے پوتے کی

پسندگی نہ سمجھ سکتی وہ آج سے سات سال پہلے ہی

سمجھ چکی تھی کہ ان کا پوتا ان کی پوتی کی محبت

میں بری طرح گرفتار ہو چکا ہے

حارث بڑی اماں کے کمرے سے نکلا تو اسے دیکھ کر لائے

ہڑ بڑا کر صوفے پر جا بیٹھی حارث اسے دیکھ چکا تھا

لیکن اسے اگنور کرتا ہوا آگے بڑھ گیا

لائے نے ایک چور نظر حارث کی جانب دیکھا جو

سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے کمرے کی جانب جا رہا تھا

لائبہ کو بات کرنے کا موقع نظر آنے لگا مگر وہ اس کے

پیچھے نہیں جاسکتی تھی اس لیے اس نے وہیں بیٹھ

کر تھوڑا انتظار کیا جب 20 سے 25 منٹ گزر گئے تب

وہ اٹھی اور سیڑھیاں چڑھتی حارث کی کمرے کی

طرف چل دی

حادث کے کمرے کی آگے رک کر اس نے دروازہ نوک کیا

اور وہیں کھڑی ہو گئی

اللہ جی پلیز یہ جن مان جائے اور میری بات بن جائے

لائیو آنکھیں بند کرتے ہوئے دل ہی دل میں دعا مانگ

رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے جلدی

سے آنکھیں کھولیں

حارث نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی لائبریری کو کھڑے

دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوا

کیا چاہیے حارث لائبریری کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی

سے بولا

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی لائبریری حارث کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی تو حارث نے اپنی دائیں آئی

برو آچکائی

یہاں نہیں آپ اندر آنے کا راستہ تو دیں لائے اپنی

انگلیاں مروڑتے ہوئے کنفیوز سی کیفیت میں بولی تو

حادث نے ایک نظر اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھا

اور پھر دروازے سے ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا

تو لائے کمرے کے اندر داخل ہو گئی اور اس نے دروازہ

بند کیا مگر لاک نہیں لگایا تھا

ہاں بولو تمہیں مجھ سے کیا بات کرنی تھی حارث لائبہ

کی طرف مڑتے ہوئے بولا

وہ مجھے آپ سے بولنا تھا کہ آپ اس شادی کے لیے انکار

کر دیں لائبہ مسلسل اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے

بول رہی تھی

اور میں انکار کیوں کروں حارث اپنے سینے پر دونوں

بازو باندھتے ہوئے بولا

کیونکہ آپ مجھے پسند نہیں کرتے اور نہ ہی مجھ سے

شادی کرنا چاہتے ہیں میں آپ کو بہت بری لگتی ہوں

اور میں آپ سے بہت چھوٹی بھی ہوں ساری زندگی آپ

میرے ساتھ نہیں گزار سکتے اس لیے آپ شادی سے

انکار کر دیں لائبہ اپنا سارا ملبہ حارث پر ڈالتے ہوئے

بولی

میرے کندھے پر بندوق رکھ کے چلانا بند کرو لڑکی اگر

تمہیں انکار کرنا ہے تو تم بڑی اماں یا چچا جان کو جا

کر انکار کر سکتی ہو حارث اسے گھورتے ہوئے بولا جو

ساری بات اسی پر ڈالے جا رہی تھی

نہیں میں انکار نہیں کر سکتی میں بول تو رہی ہوں کہ

آپ مجھے پسند نہیں کرتے اس لیے آپ انکار کر دیں

میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی لائبہ نے دوبارہ

کوشش کی اس نے منانے کی

اور تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی حارث نے

وجہ جاننا چاہی

کیونکہ آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں اور مجھے پسند بھی

نہیں کرتے مجھے ہر وقت گھورتے رہتے ہیں غصہ کرتے

رہتے ہیں اور آپ کسی اور لڑکی کو پسند کرتے ہیں اس

دن میں نے آپ کو بات کرتے ہوئے سنا تھا آپ کسی لڑکی

سے فون پر بات کر رہے تھے اسے بول رہے تھے کہ آپ

گھر میں اس کے بارے میں بات کریں گے اور اب جلد

ہی دوبارہ لندن بھی جائیں گے

اپ تو کسی اور سے محبت کرتے ہیں پھر اپ میرے

ساتھ شادی کیوں کرنا چاہتے ہیں اپ پلیز اس شادی

سے انکار کر دیں لائبرے ایک ہی سانس میں ساری بات

بول گئی جبکہ حارث حیرانگی سے اسے دیکھتا ہی رہ

گیا لائبرے کی باتیں سن کر اس کے چہرے پر ایک رنگ آ

رہا تھا اور ایک جا رہا تھا

میں شادی سے انکار نہیں کروں گا اگر تمہیں نہیں

منظور تمہیں کوئی اعتراض ہے تو تم جا کر اپنے بڑوں

کو انکار کر سکتی ہو مگر اب تم دوبارہ میرے پاس یہ

وجہ لے کر آئی تو حشر بگاڑ دوں گا تمہارا حارث اس

سے گھورتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں بولا

آپ شادی سے انکار کر دیں کیونکہ میں کسی اور سے

ابھی لائے کی بات پوری ہی نہیں ہوئی تھی کہ حادثہ

نے اس کی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا

جبکہ لائے کو اپنی کلائی ٹوٹی ہوئی محسوس ہو رہی

تھی درد کی شدت سے اس کی آنکھوں میں فوراً آنسو

آگئے

تمہاری ہمت کیسے ہوئی خود کے ساتھ کسی اور کا نام

جوڑنے کی کیا تم نے مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے

جیسے یہ معلوم نہ ہو کہ تم کے ساتھ پسند کرتی ہو اور

کسی سے نہیں اس کی کلائی پر اپنی گرفت سخت

کرتے ہوئے بولا

اور کان کھول کر ایک بات سن لو لڑکی شادی تو تمہاری

مجھ سے ہی ہوگی تم صرف حارث سکندر کی ہوشاوی

تو تمہاری صرف مجھ سے ہی ہوگی اگر میرے علاؤہ

تمہارے دماغ میں کسی اور کی سوچ بھی آئی تو جان

سے مار دوں گا میں تمہیں حارث اس کے چہرے پر

غرایا تو لائبہ نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی

جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میری برداشت ختم ہو

جائے حادثہ ایک جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑتے

ہوئے بولا تو خود کو اس کی گرفت آزاد پاتے دیکھ لائے

بغیر ادھر ادھر دیکھے بھاگتے ہوئے اور اس کے کمرے

سے نکلی جبکہ اس کے پیچھے حادثہ کا غصے سے برا

حال ہو رہا تھا لائے کے منہ سے کسی اور کے بارے میں

سن کر وہ اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا کیونکہ

یہ بات تو وہ اچھے سے جانتا تھا کہ لائِبہ نے جان

بوجھ کر یہ بات بولی ہے مگر اس کا وہ بات بولنا

اسے مزید تیش دلا گئی تھی

لائِبہ حارث کے کمرے سے بھاگتے ہوئے نکلی اور اپنے

کمرے میں آ کر دروازہ بند کیا دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ

پر آ بیٹھی

مجھے تو لگتا تھا کہ وہ انکار کر دیں گے کیونکہ وہ

مجھے پسند نہیں کرتے لیکن وہ تو کچھ اور ہی بول

رہے تھے یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے اگر وہ مجھے پسند نہیں

کرتے تو وہ انکار کیوں نہیں کر رہے مجھے کچھ تو کرنا

پڑے گا لائبہ کو ابھی بھی انکار کرنے کی ہی فکر ستائے

جار ہی تھی

میں امی سے بات کروں گی بولوں گی کہ وہ شادی سے

منع کر دے میں حارث لالا سے شادی ہر گز نہیں کر

سکتی لائے اپنی کلانی پر نظر جماتے ہوئے بولی جو

حد درجہ سرخ پڑ چکی تھی

زرخان اس وقت اپنے آفس میں بیٹھالیپ ٹاپ پر

ہاسپٹل کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ رہا تھا جو

اسے آج دو دن بعد ملی تھی جس میں وہ لڑکی صاف

دکھائی دے رہی تھی مگر مسئلہ یہ تھا کہ ہر جگہ اس

کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اس کا چہرہ تو کیا اس کی

آنکھیں بھی آیاں نہیں ہو رہی تھی اس نے خود کو اس

طرح کو رکھیا ہوا تھا کہ دیکھنے سے معلوم نہیں ہوتا تھا

کہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا زرخان اپنی پوری توجہ لیپ ٹاپ

پر کیے بہت دھیان سے اس کا حلیہ دیکھ رہا تھا فل

بیک کا سٹیوم پہنے اوپر بلیک ہی جیکٹ پہنے ہاتھوں پر

گلو زپیروں میں شوز سرپر ہوڈی اور چہرے پر بلیک

ماسک لگائے وہ لڑکی کسی کی بھی پہچان میں نہیں

آتی تھی

یہ جو بھی ہے سارے راز اسی لڑکی سے جڑے ہیں مجھے

اس لڑکی کو کسی بھی حال میں ڈھونڈنا ہو گا اگر یہ

لڑکی میرے ہاتھ لگ گئی تو ہر چیز میرے سامنے کھل

جائے تھی ہر چھپا چہرا سامنے ہو گا زر خان لیپ ٹاپ

پر

نظریں جماتے ہوئے بول رہا تھا

اب زرخان نے لیپ ٹاپ کے کچھ بٹن پر پس کیے تھے اور

اس کے سامنے لیپ ٹاپ کی سکرین پر کچھ تصویریں تھیں

بلیک کلر کی چمکتی ہیوی بانک جسے وہ بہت مہارت

سے چلاتی ہوئی روڈ سے گزر رہی تھی جہاں سے اس

کی تصویریں لی گئی تھیں ابھی بھی خود کو اس بلیک

کاسٹیوم میں چھپائے ہوئے تھی اس کے تو جسم کا ایک

ناخن تک نظر نہیں آ رہا تھا اسے دیکھ کر زر خان یہ

اندازہ تو لگا چکا تھا کہ یہ لڑکی کوئی عام لڑکی نہیں

ہو سکتی کیونکہ اگر کوئی عام لڑکی ہوتی تو اتنی شاطر

اور تیز دماغ نہ ہوتی جتنی یہ لڑکی دکھائی دے رہی

تھی جس طرح اس نے خود کو ڈھانپا ہوا تھا اس طرح

تو وہ بھی جانتی تھی کہ اسے کوئی نہیں پہچان سکے

گا اور نہ ہی کوئی دیکھ سکے گا

اس دن میں نے اس لڑکی کو یونیفارم میں دیکھا تھا اور

وہ یونیفارم کسی عام آفیسر کا نہیں ہے یہ لڑکی کون

ہے یہ ضرور کوئی ایجنٹ لگتی ہے مگر عام ایجنسی

آفیسر ز ایسے یونیفارم میں نہیں ہوتے مجھے پتہ لگانا

ہو گا کہ یہ لڑکی کون ہے اور اس کا تعلق کہاں سے ہے

زرخان ایک ایک کر کے ان تصویروں کو دیکھتے ہوئے

بول رہا تھا جن میں عینا کبھی ہیوی بانک پر بیٹھی

دکھائی دے رہی تھی کہیں کچھ لڑکوں کو مارتے ہوئے

کہیں ہاسپٹل سے گزرتے ہوئے اور کہیں اپنی گن کو کمر

کے پیچھے سے نکالتے ہوئے دکھائی دے رہی تھی

داؤد میرے آفس میں پہنچو زرخان فون کان سے لگاتے

ہوئے داؤد کو حکم دیتے ہوئے بولا تو اگلے پانچ منٹ کے

اندر اندر داؤد زر خان کے سامنے موجود تھا

اس ہیوی بانیک کا نمبر ٹریس کرو اور پتہ کرو کہ یہ

بانیک کہاں کی ہے کہاں سے خریدی گئی ہے اور اس

وقت کہاں پر ہے مجھے اس بانک کی اور اس بانک کے

مالک کی تمام ڈیٹیلز چاہیے زر خان لیپ ٹاپ پر موجود

عینا کی تصویر داؤد کے سامنے کرتے ہوئے بولا جس

میں اس کی ہیوی بایک کا نمبر پلیٹ صاف ظاہر ہو رہا تھا

ٹھیک ہے سر میں پتہ کر کے اس کی تمام ڈیٹیلز آپ کے

سامنے لے کر حاضر ہوتا ہوں داؤد زر خان کے سامنے ہاتھ

باندھے ہوئے بولا اور پھر آفس سے باہر نکل گیا

داؤد کے نکلتے ہی زر خان نے اپنا فون نکالا جہاں بڑی

ماں کی چار کالز آئی ہوئی تھی جو فون سائلنٹ پہ

ہونے کی وجہ سے اسے پتہ نہیں چلا

زر خان نے دوبارہ کال ملائی اور فون کان سے لگایا فون

تیسری بیل پر اٹھالیا گیا تھا

ہیلو۔۔۔۔۔ فون کان سے لگاتے ہی سپیکر میں سے حور کی

خوبصورت آواز گونجی حور کی آواز سنتے ہی زر خان

کا دل بے اختیار دھڑکا تھا یہ پہلی بار ہوا تھا جب اس

نے حور کی آواز فون پر سنی تھی

ہیلو۔۔۔۔۔ آگے سے جواب نہ پا کر حور دوبارہ سے بولی

کون ہے پیٹاز خان ابھی جواب دینے ہی لگا تھا کہ اس

سے پہلے ہی اسے بڑی اماں کی آواز سنائی دی

پتہ نہیں بڑی اماں میں نے نمبر نہیں دیکھا آپ دیکھ لیں

حور بڑی اماں کی طرف فون بڑھاتے ہوئے بولی کیونکہ

اس سے پہلے وہ حارث کو فون کر رہی تھی جو بڑی

اماں کی دوا لینے گیا تھا مگر بڑی اماں کی فائل تو وہ

گھر ہی بھول گیا تھا اس لیے وہ حارث کو فون کر کے

بتا رہی تھی اسی دوران زر خان کا فون آیا اور بغیر نمبر

اور نام دیکھے اس نے کال اٹھالی

آپ یہ بات کر لیں میں حارث بھائی کو یہ فائل دے کر

آتی ہوں حور بڑی اماں کو فون تھماتے ہوئے بولی اور

بڑی اماں کی فائل پکڑ کے کمرے سے نکل گئی کیونکہ

فون پر حارث اسے بتا چکا تھا کہ وہ واپس آرہا ہے

جی بڑی اماں آپ نے کالز کی تھی خیریت زرخان بڑی

اماں سے نرم لہجے میں مخاطب ہوا

ہاں میں کہہ رہی تھی کہ تم حور کو شاپنگ پر لے جاتے

نکاح میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں میں نے سوچا کہ

تمہیں فون کر کے بولوں کہ کسی ڈرائیور کو بھیج کر

حور کو بلوالو اور پھر وہیں سے شاپنگ کرنے چلے جانا

بڑی اماں نے زر خان کو فون کرنے کی وجہ بتائی

نہیں بڑی اماں ڈرائیور کی ضرورت نہیں میں خود ہی

گھر واپس آ جاؤں گا اور کل ذرا لیٹ کورٹ چلا جاؤں

گا پہلے حور کو شاپنگ پہ لے جاؤں گا آپ فکر مت

کریں زرخان نے بڑی اماں کی فکر دور کرنا چاہی

چلو ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہیں بہتر لگے تم ویسے کر لو

بڑی اماں مسکراتی ہوئی بولی

جی ٹھیک ہے اب رکھتا ہوں خدا حافظ خیال رکھیے گا

اپنا زرخان نے میری اماں کو خدا حافظ کہتے کال کاٹ

دی اور فون سامنے ٹیبل پر رکھا پیچھے ہو کر کرسی

سے ٹیک لگائی اور اپنا سر کرسی کی پشت پر گرا کر

آنکھیں موند گیا تو بے ساختہ اس کے کانوں میں حور

کی آواز گونجی جو اس نے تھوڑی دیر پہلے فون پر

سنی تھی بے اختیار ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے

اس کے انابی لبوں کو چھوا

مسسز زر خان سکندر پہلے تو گھر میں سوچ کا مرکز بنی

رہتی تھی اور اب آفس میں کچھ تو خدا کا خوف کرو

کام کاج کرنے والا بندہ ہوں اگر تمہیں سوچتا رہوں گا

تو کماؤں گا کیسے گھر خان بڑ بڑاتے ہوئے دل فریبی سے

مسکرایا جیسے دل ہی دل میں وہ حور سے مخاطب ہوا

تھا

حور فائل لے کر حویلی کے داخلی دروازے کے قریب آئی

تو اسے سامنے سے ہی حادثہ اٹا ہوا دکھائی دیا

السلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ حادثہ کے نزدیک آتے

ہی حور نے مسکراتے ہوئے سلام لیا

وعلیکم السلام بھا بھی میں بالکل ٹھیک ہوں حارث نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا

یہ بڑی اماں کی فائل حور حارث کی جانب فائل بڑھاتے

ہوئے بولی

بھا بھی بڑی اماں کی میڈیسن لینے تو میں لالا کے آفس

کے قریب ہی جا رہا ہوں ایک کام کریں آپ بھی میرے

ساتھ چلیں لالا سے مل لیں گے حارث حور کے ہاتھ سے

فائل پکڑتے ہوئے بولا

نہیں نہیں بھائی رہنے دیں آپ خود ہی میڈیسن لے آئیں

حور نے فوراً انکار کیا

نہیں بھابھی آپ چلیں میرے ساتھ بڑی اماں کو میں

فون پر ہی بتا چکا ہوں آپ جلدی سے جائیں اور اپنی

چادر لے آئیں اور میرے ساتھ ہی چلیں حارث بضد

لہجے میں بولا

نہیں بھائی کچھ دیر میں وہ واپس آ جائیں گے تو ہم

گھر ہی مل لیں گے میرا آپ کے ساتھ جانا ضروری نہیں

حور نے دوبارہ اسے سمجھانا چاہا

بھابھی اب اب مجھے انکار کریں گی ایک طرف اب

مجھے بھائی بولتی ہیں اور دوسری طرف اب میری بات

ہی نہیں مانتی حارث خفگی سے بولا اب وہ ایمو شنل

بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو شاید کام کر

بھی گئی تھی حور جو تب سے انکار کر رہی تھی اس

کے اسباب ڈھیلے پر گئے تھے اس نے ایک بے بس نگاہ

حارث کی طرف دیکھا تو اس نے اپنے چہرے پر مزید

خفگی چڑھالی

اچھا آپ ناراض نہیں ہوں میں ابھی چادر لے کر آتی ہوں

حارث کو مزید ناراض ہوتا دیکھ کر حور جلدی سے

بولی اور اپنی چادر لینے کے لیے اپنے کمرے کی طرف

بڑھ گئی جبکہ حور کے جاتے ہی حارث کے ہونٹوں پر

فاتحانہ مسکراہٹ رینگ گئی

اور چادر لے کر باہرائی تو حارث گاڑی کے پاس کھڑا اس

کا انتظار کر رہا تھا حور کو اپنی جانب آتا دیکھ کر

حارث نے جلدی سے فرنٹ ڈور کھولا تو حور مسکراتی

ہوئی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی حارث گھوم کر ڈرائیونگ

سیٹ پر آیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی حویلی

سے باہر کی جانب بڑھائی

بھا بھی آپ کی گریجویشن کیا ہے حارث جو کب سے

ڈرائیو کر رہا تھا اور حور کو خاموش دیکھ رہا تھا آخر

کار اس نے خود ہی بات شروع کرنا مناسب سمجھا

میں نے انگلش ایف اے کیا ہوا ہے بھائی حور نے دھیمی

آواز میں جواب دیا

صرف ایف اے آپ نے آگے کیوں نہیں پڑھا بھابی حارث

کو حیرت ہوئی یہ سن کر کہ حور نے صرف ایف اے ہی

کیا ہے

کیونکہ میرے سر پر میرے ماں باپ کا سایہ نہیں تھا اور

مجھے اپنے بھائی کی ذمہ داریاں اٹھانی تھی اس لیے

جب تک دادی زندہ تھی تب تک وہ مجھے پڑھاتی رہی

مگر جب وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی تو مجھے اپنے

بھائی کی پرورش کے لیے اپنی پڑھائی چھوڑنی پڑی

ہو رکالہجہ ابھی بھی بے حد دھیماتا تھا جبکہ حور کی

بات سن کر حارث کو شرمندگی سی محسوس ہوئی

ایم سوری بھابی مجھے پتہ نہیں تھا اس لیے آپ سے

پوچھ بیٹھا اگر آپ کو برا لگا ہے تو معذرت چاہتا ہوں

حارث معذرت کرتے ہوئے بولا

نہیں نہیں بھائی معذرت کیسی یہ تو تلخ حقیقت ہے

جسے میں پچھلے کئی سالوں سے قبول کرتی آرہی ہوں

آپ کو شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے حور

سمجھ چکی تھی کہ حارث شرمندہ ہو گیا اس لیے اس

نے حارث کی شرمندگی ختم کرنے کی کوشش کی

بھابھی آپ اپنے بھائی کو مس تو کرتی ہوں گی کچھ

دیر خاموشی کے بعد حارث نے دوبارہ حور کو

مخاطب کیا

بھائی وہ میرا بھائی ہے ہم دونوں کا خون ایک ہی ہے

میں اپنے بھائی کو مس نہیں کرتی میں اس کے مل

جانے کی دعائیں کرتی ہوں ہر وقت یہ دعا کرتی ہوں کہ

میرا بھائی مل جائے وہ جہاں بھی ہو خیریت سے ہو

اسے میں نے بھائی کم اور اپنا بچہ سمجھ کر زیادہ پالا

ہے اپنے ہاتھوں سے بڑا کیا ہے اسے اس کی پرورش کی

ہے اس لیے دل سے ہمیشہ دعا نکلتی رہتی ہے کہ اللہ

میرے بھائی کو محفوظ رکھے حور بولی تو اس کے

لہجے میں اپنے بھائی کے لیے تڑپ تھی جو حادثہ نے

بخوبی محسوس کی تھی

آپ فکر نہیں کریں بھابھی آپ کا بھائی بالکل ٹھیک ہوگا

حادثہ نے اسے تسلی دینی چاہی تو حادثہ کی بات سن

کر پر پھیکا سا مسکرا دی

ویسے بھابھی میں لالا کو میں میسج کر چکا ہوں کہ ہم

آ رہے ہیں حادثہ حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اچھا" حور نے ہاں میں سر ہلایا"

آپ پوچھیں گی نہیں کہ میں نے کیا میسج کیا حارث

کی آنکھوں میں اب شرارت چمکی تھی

کیا میسج کیا آپ نے حور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی

میں نے لالا کو میسج کیا ہے کہ آپ لالا کو بہت زیادہ

مس کر رہی تھی جس کی بنا پر آپ سے لالا کا ویٹ

نہیں ہو سکا اس لیے آپ ان سے ان کے آفس ملنے آرہی

ہیں حارث بھرپور شرارت سے بولا تو اس کی بات سن

کر حور نے جھٹکے سے سراٹھا کر حارث کی طرف

دیکھا

کیا مطلب آپ کا آپ نے ان سے یہ بولا ہے حور حارث کی

طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے بولی

نہیں میں نے صرف یہی نہیں بولا بلکہ میں نے یہ بولا ہے

کہ آپ کی بیوی آپ سے ملنے کے لیے اتنی بے تاب تھی

کہ ان سے بالکل بھی صبر نہیں ہوا اس لیے آپ کی اور

ان کی پراسٹیوٹ ملاقات ارتج کروانی پڑی حارث اب

بھی باز نہیں آ رہا تھا اسے چھیڑنے سے جب کہ اس کی

باتیں سن کر حور کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی

ارے بھابھی اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہیں یقین مانیں

میرے لالا آدم خور بالکل نہیں ہے آپ کو تو کچھ نہیں

کہیں گے ہاں البتہ میں اپنے بارے میں کچھ نہیں کہہ

سکتا کیونکہ آپ جو اتنا پریشان کرنے کی سزا تو وہ

لازمی دیں گے مجھے حارث سامنے سڑک پر نظر جمائے

بول رہا تھا

آپ کو وہ کیوں کچھ کہیں گے حور کو حارث کی فکر

ستانے لگی

کیونکہ مذاق مذاق میں میں نے آپ کو کافی پریشان کر

دیا ہے ویسے آپس کی بات ہے حارث تھوڑا سا حور کی

طرف جھکتے ہوئے بولا تو اسے دیکھتے ہوئے تھوڑا سا

حور بھی اس کی طرف جھکی

لالا کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ ہم ان سے

ملنے جا رہے ہیں بلکہ ہم تو لالا کو سر پر اُتر دیں گے اور

میں تو آپ کو بس تنگ کر رہا تھا بھابھی مگر آپ تو

پریشان ہی ہو گئی حارث ہلکا سا ہنستے ہوئے بولا تو

حور نے مسکرا کر اپنا چہرہ دوسری جانب کیا کیونکہ

وہ واقعی میں پریشان ہو گئی تھی اور حادثہ کی

شرارت ہی نہیں سمجھ سکی

بھائی آپ لندن میں کون سی زبان بولتے تھے کچھ در

خاموش رہنے کے بعد حور حادثہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی

ویسے تو زیادہ تر وہاں انگلش ہی بولی جاتی ہے لیکن

مجھے تھوڑی تھوڑی چائینز بھی آتی ہے آپ اجازت دیں

تو میں آپ کو چائینز میں کچھ بول کے دکھاؤں حارث

مسکراتے ہوئے بولا تو حور نے مسکرا کر ہاں میں سر

ہلایا

اہمممم اہمممم تو عرض کیا ہے۔۔۔۔۔ حارث اپنا گلا صاف

کرتے ہوئے شاعرانہ انداز میں بولا

اس کی زلفوں نے کیا ہے ہم پر ایسا جادو۔۔

چن بم چوئی کھوئی ہوئی دی اوو بی شا بو۔۔۔

ہاہاہاہاہا حارث ایسے ایکسپریشن بناتے ہوئے بولا کہ

اس کا چہرہ دیکھ کر حور قہقہہ لگا کر ہنسی

ہاں جی بھابی تو اب بتائیں کیسا لگا آپ کو اپنے دیور

پلس بھائی کا یہ خوبصورت شعر حارث اپنے فرضی

کالراٹھاتے ہوئے بولا

اچھا چلیں چھوڑیں فضول باتوں کو ہم آپ کے میاں کے

آفس پہنچ گئے ہیں اب اتریں گاڑی سے اور انہیں جا کر

سرپرانزدیں حارث گاڑی روکتے ہوئے بولا تو حور نے

فوراً سے شیشے کے باہر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ

گاؤں سے نکل اور کافی دور آچکی ہے اور اب وہ ایک

فش سے بنی اونچی اور خوبصورت بلڈنگ کے سامنے

موجود تھی

حادث اپنی طرف کادر وازہ کھول کر گاڑی سے اتر اور

گھوم کر حور کی طرف آیا اور فرنٹ سیٹ کادر وازہ

کھولا تو حور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے گاڑی سے اتری

حادث نے گاڑی کو لاک کیا اور حور کے ساتھ قدم بلڈنگ

کے اندر بڑھائے

بلڈنگ کے اندر داخل ہوتے ہوئے حور چاروں طرف اپنی

نظریں گھما رہی تھی کہنے کو تو زرخان حج تھا لیکن

اس نے بہت ترتیب سے اپنا آفس تعمیر کروایا تھا جو

ایک کمرے پر نہیں بلکہ ایک بلڈنگ کے رقبے پر مشتمل

تھا اور اندر سے وہ اتنا خوبصورت بنایا گیا تھا کہ وہاں

پر ہر شے شیشے کی دکھائی دے رہی تھی جب کہ

ورکرز آتے جاتے اپنے کام میں مصروف دکھائی دے رہے

تھے

بھا بھی یہ سارا آفس بھائی کا ہے اور یہ جتنے بھی لوگ

آتے جاتے دکھائی دے رہے ہیں یہ سب بھائی کے لیے کام

کرتے ہیں حادثہ نے حور کے معلومات میں اضافہ کیا

داؤد بھائی کیسے ہیں آپ حارث داؤد کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو بر خور دار اور تن یہاں کیسے

اور یہ محترمہ کون ہیں داؤد نے ایک ہی بار میں اس

سے سارے سوال پوچھ ڈالے

ہم یہاں لالا سے ملنے آئے ہیں اور یہ زرخان لالا کی بیوی

ہیں حارث نے حور کا تعارف کروایا

بھابھی آپ کیسی ہیں آپ معذرت چاہتا ہوں میں نے آپ

کو پہچانا نہیں تھا داؤد نے جیسے ہی سنا کہ حور

زر خان کی بیوی ہے تو وہ جلدی سے معذرت کرنے لگا

ارے بھائی کوئی بات نہیں آپ بتائی لالا کہاں ہیں حارث

نے اس کی شرمندگی دور کرنا چاہی

وہ اپنے آفس میں موجود ایک کیس کو دیکھ رہے ہیں

آپ لوگ جاسکتے ہیں ان سے ملنے داؤد نے مسکراتے

ہوئے بتایا تو حارث نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

اور حور کے ساتھ زر خان کے آفس کی جانب بڑھ گیا

زر خان نے آفس کے سامنے کھڑے ہو کر حارث نے اجازت

طلب کی تو جواب فوراً سے ہاں میں آیا تو حارث

دروازہ اندر کی جانب دھکیلاتا ہوا اندر داخل ہوا

جبکہ حور بھی اس کے پیچھے ہی تھی

زرخان کا رخ دوسری طرف تھا اور وہ بہت مصروف

انداز میں سامنے رکھے چارٹ پر لکیریں کھینچ رہا تھا

کوٹ اتار کر اپنی کرسی کی پشت پر ڈالا ہوا تھا جو

اس وقت خالی تھی وائٹ شرٹ کی آستینوں کو

کمنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا ٹائی ڈھیلی ڈھالی سی تھی

اور چہرے پر نظر آنے والی سخت سنجیدگی وہ بہت

ہینڈ سم اور دلکش مرد تھا جسے ایک نظر دیکھ کر لوگ

بار بار دیکھنے کی چاہ کرتے تھے اور لڑکیاں اس کی

ایک نگاہ کو ترستی تھی اور ایک زر خان سکندر تھا

جس نے آج تک کسی کو نظر اٹھا کر دیکھا تک گوارا

نہیں کیا تھا آفس میں داخل ہوتے حور نے بہت غور سے

زر خان کو دیکھا تھا آج جس نظروں سے وہ زر خان کو

دیکھ رہی تھی آج سے پہلے اس نے اس نظر سے زر خان

کو نہیں دیکھا تھا آج اسے وہ بہت پیارا ہینڈ سم اور

پیارا لگ رہا تھا زر خان کو دیکھ کر آج حور کا دل الگ

ہی رفتار میں دھڑک رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ

وہ زرخان کو ملنے سے پہلے ہی یہاں سے چلی جائے

مگر وہ اسانہیں کر سکتی تھی

اسلام علیکم لالا "حارث کی آواز سن کر زرخان نے"

نظریں اٹھا کر اپنے سامنے دیکھا جہاں حارث مسکراتے

ہوئے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا مگر اس کے پیچھے

موجود حور کا چہرہ وہ نہیں دیکھ سکا تھا البتہ وہ

دیکھ چکا تھا کہ حادثہ کے پیچھے ایک لڑکی موجود

ہے جس نے اپنا وجود خالی چادر میں چھپائے رکھا ہے

وعلیکم السلام تم یہاں خیریت زر خان حادثہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

جی وہ آپ کی بیگم آئی مین بھا بھی کو آپ سے ملنا تھا

حادثہ حور کے آگے سے ہٹتے ہوئے بولا تو زر خان کی

نظریں سیدھا حور کے وجود سے ٹکرائی اسے دیکھ کر

وہ حیران ہی رہ گیا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حور اس کے سامنے
اس کے آفس میں کھڑی ہے جبکہ حور تو

حادث کو دیکھتی ہی رہ گئی کیونکہ اسے یہاں لانے

والا وہ تھا جبکہ اس نے ایک بار بھی زر خان سے ملنے

کی فرمائش نہیں کی تھی اور اب سارا الزام بھی وہ

اس کے سر ڈال گیا تھا وہ حیرت سے اسے دیکھے جا

رہی تھی اور دوسری طرف زر خان حیرت سے حور کو

دیکھے جا رہا تھا اور تیسری طرف حارث کبھی زر خان

کے حیرت سے ڈوبے چہرے کو دیکھتا تو کبھی حور کے

ان دونوں کو ایسے دیکھ کر اس نے بہت مشکل سے

اپنی مسکراہٹ دبائی تھی

بھابھی لالا سامنے ہے آپ میری طرف کیا دیکھ رہی ہیں

حارث نے حور کو دھیمی آواز میں بولا تو حور نے ہڑبڑا

کر اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی اور زرخان کی طرف

دیکھا جو ٹک ٹکی کے باندھے اسی کی طرف دیکھ رہا

تھا

اسلام علیکم حور زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی

سی آواز میں بولی تو زرخان واپس ہوش کی دنیا میں

لوٹا

وعلیکم السلام زرخان نے اس کے چہرے سے نظریں

ہٹائیں

چلیں آپ دونوں باتیں کریں میں چلتا ہوں حارث بولا تو

حور نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا

نہیں میں بھی چلتی ہوں حور جلدی سے بولی

ارے بھا بھی آپ میرے ساتھ چل کر کیا کریں گی میں تو

بڑی اماں کی میڈیسن لینے جا رہا ہوں آپ تب تک لالا

سے گپ شپ کریں حارث بولتے ساتھ ہی بغیر حور کو

بولنے کا موقع دیے وہاں سے نکل گیا اور اب حور اور

زرخان آفس روم میں بالکل اکیلے تھے

حور نے نظریں گھما کر زرخان کی طرف دیکھا جو بڑی

فرصت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

بیٹھو کھڑی کیوں ہو زرخان حور کو بیٹھنے کا اشارہ

کرتے ہوئے بولا تو حور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی

دوسرے صوفے پر ٹک کر بیٹھ گئی

اتنا گھبرا کیوں رہی ہو کھا تھوڑی جاؤں گا تمہیں

زرخان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

مم میں گھبراتو نہیں رہی حور اپنا لہجہ مضبوط کرتے

ہوئے بلی مگر پھر بھی لڑکھڑائی

تو تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھی زرخان اس کی

حالت سے بہت محفوظ ہو رہا تھا اس لیے اس نے مزید

بات کو چھیرا

وہ میں نہیں ملنا چاہتی تھی حارث بھائی لے کر آئے اپنے

ساتھ حور نے اس بار زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے

جواب دیا تھا کیونکہ سچ بولتے ہوئے وہ بالکل نہیں

ہچکچاتی تھی جتنے مضبوط لہجے میں وہ سچ بولتی

تھی اس کے لہجے میں ذرا لڑکھڑاہٹ محسوس نہیں

ہوتی تھی

مطلب حارث نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ تم مجھ سے

ملنا چاہتی ہو زرخان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

دور کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اپنے سچ

بولنے کے چکر میں وہ حارث کو بری طرح پھسا چکی

تھی

وہ نہیں میرا مطلب ہے ہاں میں نے وہ آپ سے ملنا میرا

مطلب آپ کا آفس دیکھنا تھا گھبراہٹ کے مارے حور

بیچاری سے صحیح سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا اسے

سمجھ ہی نہ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بولے حادثہ کو

بچانے کے چکر میں وہ خود بری طرح پھنستی جا رہی

تھی

اچھا اور میرا آفس کیوں دیکھنا تھا زرخان بھی اس کا

امتحان لینے پر تلا ہوا تھا

وہ بڑی اماں نے بولا تھا حور نے جلدی سے جواب دیا تو

زر خان نے بھرپور نظر اس کے وجود پر ڈالی جس نے

پہنا تو سفید لباس ہوا تھا مگر خود کو وہ کالی چادر

میں چھپائے ہوئے تھی میک اپ سے پاک چہرہ بال جو

بندھے ہوئے تھے دوپٹے جو سر پر تھا اور چہرہ کالی

چادر میں چاند کی مانند سادگی میں بھی دھمک رہا

تھا

وہ بڑی اماں نے بولا تھا حور نے جلدی سے جواب دیا تو

زر خان نے بھرپور نظر اس کے وجود پر ڈالی جس نے

پہنا تو سفید لباس ہوا تھا مگر خود کو وہ کالی چادر

میں چھپائے ہوئے تھی میک اپ سے پاک چہرہ بال جو

بندھے ہوئے تھے دوپٹہ جو سر پر تھا اور چہرہ کالی

چادر میں چاند کی مانند سادگی میں بھی دھمک رہا

تھا

یہ تم ہر کام کا سرٹیفکیٹ بڑی اماں سے کیوں لیتی ہو

کیا تمہیں خود کچھ سمجھ نہیں کہ تمہیں کیا کرنا ہے

یا کیا نہیں زر خان اپنی جگہ سے اٹھ کر حور کے قریب

بیٹھتے ہوئے بولا گویا اس نے اپنے اور حور کے بیچ کا

فاصلہ ختم کیا تھا

بولو چپ کیوں ہو زر خان زرا کھسک کے قریب ہو کر

بیٹھتے ہوئے بولا تو اس کے انداز پر حور گھبرائی اور

زر خان سے دور ہوئی

وہ آپ تھوڑا دُور ہو کر بات کریں حور ہکلاتے ہوئے

بولی تو زرخان کھسک کر اس کے اور تھوڑا قریب ہوا

جبکہ حور صوفے کے دہانے پر پہنچ چکی تھی وہ

صوفہ سٹائش طریقے سے تیار کیا گیا تھا جس کی

سائیڈیں بند نہیں تھی اور وہ اوپن تھا

اور میں دور ہو کر کیوں بات کروں زرخان حور کے بے

حد قریب پہنچ چکا تھا یقیناً وہ تھوڑا سا اور حور کے

قریب ہوتا تو ان دونوں میں ایک انچ کا بھی فاصلہ نہ

رہتا

دیکھیں آپ حور پیچھے کھسکتے ہوئے بولی مگر پیچھے

ٹیک نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے کو گرنے لگی وہ زمیں

بوس ہوتی اس سے پہلے ہی زر خان اس کی کلائی تھام

کر اسے اپنی طرف کی کھینچ چکا تھا اپنا توازن برقرار

نہ رکھتے ہوئے حور سیدھا اس کے چوڑے سینے سے آ

لگی تھی

بہت ہی کوئی نالائق بیوی ہو بیویاں شوہروں کو راضی

کرنے کے لیے ان کے آگے پیچھے مکھیوں کی طرح

گھومتی ہیں اور ایک تم ہو جس نے مجھ سے بھاگنے

کے علاوہ اور کوئی کام سوچتا ہی نہیں ہر وقت اپنے

ذہن میں یہ منصوبے بناتی رہتی ہو مجھ سے کیسے

بھاگنا ہے زر خان اس کی کمر میں اپنا کثرتی بازو لپیٹتے

ہوئے اسے مزید قریب کرتے ہوئے بولا اب تو ان دونوں

میں ایک انچ کا بھی فاصلہ باقی نہ تھا جب کہ حور

اس کی اتنی نزدیکی سے گھبراتی سختی سے آنکھیں

میچ چکی تھی

مگر تمہیں زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں تمہارا

شوہر تم سے پہلے ہی راضی ہے زر خان اس کے رخسار

پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے بولا اور آہستہ سے اپنی

بیسر اس کے گال پر رگڑی تو اس کا پہلا لمس

محسوس کرتے حور تڑپ ہی اٹھی اور وہ اس کے

حصار سے نکلنے کے لیے مچلی

چھوڑیں مجھے یہ آپ کیا کر رہے ہیں حور زرخان کو

پیچھے ہٹانہ دیکھ کر آخر کار بول ہی پڑی

میں تمہاری خدمت کر رہا ہوں سوچا خود چل کر آئی ہو

پہلی بار اپنے شوہر کا آفس دیکھنے تو کچھ تو خدمت

بنتی ہے نا اور جو خدمت میں کرتا ہوں وہ میں اپنے

انداز میں کرتا ہوں زرخان نے اس کے دوسرے گال پر

لب رکھے اور اس بار حور کی برداشت ختم ہو گئی

تھی وہ اپنا سرخ چہرہ چھپاتے ہوئے اس کے سینے پر

دونوں ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش

کرنے لگی مگر کہاں وہ پہاڑ جیسا مرد اس سے

دور ہونا تھا

کوشش بیکار ہے مسس زرخان سکندر اس کی مزاحمت

کو دیکھتے ہوئے زر خان دلکشی سے مسکرایا جبکہ اس

کی مسکراہٹ کو حور نے گہری نظروں سے دیکھا تھا

وہ مسکراتا ہوا کتنا خوبصورت لگتا تھا ایک بھرپور مرد

جو اپنے بھرپور وجاہت لیے چہرے پر سنجیدگی

چڑھائے ہر وقت اس کے سامنے رہتا تھا آج پہلی بار وہ

مسکرایا تھا اس کے چہرے پر جتنی سنجیدگی سوٹ

کرتی تھی اس کی مسکراہٹ اسے اس سے کئی گناہ

زیادہ دلکش بناتی تھی بے اختیاری میں ہی صحیح مگر

حور اسے دیکھتے جا رہی تھی

اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو کہیں محبت تو نہیں ہو

گئی مجھ سے زرخان اس کے کان کے قریب جھکتے

ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا تو حور کا دل سکڑ

کر پھیلا

نن نہیں آپ پلیز پیچھے ہٹیں حور نے دوبارہ مزاحمت

کی تو زرخان نے اسے ایک جھٹکا دے کر اپنے اور قریب

کر لیا حور جتنا دور جانے کی کوشش کر رہی تھی وہ

اتنا ہی قریب کیے جا رہا تھا پتہ نہیں اس کا ارادہ کیا

تھا اس کا ارادہ جو بھی ہو حور کا حال ایسا تھا

جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی

اب تو ناممکن ہے تم خود چل کر مجھ سے ملنے آئی ہو

یہ تمہاری مرضی تھی اور تمہیں آزاد کرنا میری مرضی

ہے ہم جب تک میں نہ چاہوں تم میری باہوں کے حصار

سے نہیں نکل سکتی زر خان بھی اسے بخشنے کے موڈ

میں بالکل نہیں تھا

مم میں آپ سے ملنے نہیں آئی حور اس کی گرفت میں

بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی

فرق نہیں پڑتا بس تم آئی ہو یہ کافی ہے زر خان نے لب

اس کے ماتھے پر رکھے تھے اور اس کا دہکتے لمس پر

حور تڑپ ہی اٹھی تھی

اس سے پہلے کہ زر خان مزید بے باکی سے حور کے ہوش

ٹھکانے لگاتا آفس روم کا دروازہ نوک ہوا

زرخان جو حور کے چہرے کے نقوش میں کھویا ہوا تھا

دروازہ نوک ہونے کی آواز پر خاصہ بد مزہ ہوا جبکہ

دروازہ نوک ہونے پر حور نے سکھ کا سانس لیا تھا چلو

کم سے کم زرخان تو اس سے دور ہوگا

زرخان نے نرمی سے حور کو خود سے الگ کیا اور اٹھ کر

دوسرے صوفے پر جا بیٹھا اور دروازے پر موجود

شخص کو اندر آنے کی اجازت دی تو حارث آفس کا

دروازہ کھولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا

میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا حارث اندر داخل

ہوتے ہوئے اپنے دانتوں کے نمائش کرتے ہوئے بولا تو

زر خان نے اسے گھورا جبکہ حور میں تو ہمت نہیں تھی

کہ وہ حارث کی طرف ہی دیکھ لے

خیر وہ تو تم کر ہی چکے ہو یہ بتاؤ کہ واپس کیا لینے

آئے ہو زر خان حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بے نیاز

انداز میں بولا تو حور کا دل چاہا یہاں سے اٹھ کر بھاگ

جائے

وہ میں بتانے آیا تھا کہ مجھے یہاں پر میرا ایک دوست

مل گیا ہے جس کے ساتھ میں ڈنر پر جا رہا ہوں وہ

بہت زیادہ انسٹ کر رہا ہے اس لیے جانا تھوڑا ضروری

ہے آپ بھابھی کو ساتھ ہی گھر لے جائیے گا حادثہ حور

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو حور نے فوراً نفی میں

سر ہلایا جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ نہیں میں تمہارے

لالا کے ساتھ بالکل نہیں جانا چاہتی

ہاں ٹھیک ہے جاؤ تم ویسے بھی آفس آف ہونے میں 10

منٹ ہی رہ گئے ہیں زر خان حارث کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا جو شام کے چھ بجار ہی تھی

جی ٹھیک ہے سی یو سون پیاری بھا بھی حارث حور کی

طرف دیکھ کر بتیسی نکالتے ہوئے بولا

تم اب خود نکلو گے یا میں اٹھ کر تمہارے بتیس کے

بتیس دانت باہر نکال کر تمہارے ہاتھ میں تھماؤں اور

پھر تمہیں دھکے مار کر اپنے آفس سے نکالوں حارث کو

حور کو تنگ کرتے دیکھ کر زر خان اس کی طرف

دیکھتے سنجیدگی سے بولا تو حارث بوتل کے جن کی

طرح آفس سے غائب ہوا

حارث کے جاتے ہی زر خان نے اپنی نظروں کا تعب حور

کی جانب کیا جو بار بار اپنی چادر سہی کر رہی تھی

کبھی سر سے تو کبھی کندھوں سے کیونکہ وہ زر خان

کے سامنے کافی کنفیوز سی بیٹھی ہوئی تھی اور

زر خان سکندر کا اس کے سامنے ہونا ہی اس کی

گھبراہٹ کا باعث بن رہا تھا اس سے پہلے کا وہ حور کو

کچھ کہتا اس کا فون بجا حور کے چہرے سے نظریں

ہٹا کر وہ اپنے فون کی طرف متوجہ ہوا اور کال اٹینڈ

کر کے فون کان سے لگایا

اپنے ٹیبل کے قریب جاتے ہوئے زر خان نے وہاں سے

شیشے کا گلاس اٹھایا اور جگ میں سے اس میں پانی

ڈالا گلاس اپنے ہاتھ میں تھا اور چلتا ہوا حور کے

قریب آیا

زر خان نے گلاس سامنے ٹیبل پر رکھا تو حور نے نظریں

اٹھا کر زر خان کی طرف دیکھا جو فون پر کسی سے

بات کرنے میں مصروف تھا حور کے دیکھنے پر زر خان

نے اسے پانی پینے کا اشارہ کیا اور واپس اپنے ٹیبل کے

قریب جاتے کچھ فائلز دیکھنے لگا

پانی کا گلاس پکڑا اور ایک ہی سانس میں گھٹا گٹ پی

گئی کھالی گلاس واپس ٹیبل پر رکھ کر حور نے نظریں

گھما کر زرخان کی طرف دیکھا جو کوئی فائل کھولے

کھڑا فائل کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ فون پر کسی سے

گفتگو کر رہا تھا

چلیں "فون بند کرتا ہوا زرخان حور کی طرف دیکھتے"

ہوئے بولا تو حور فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی جلد

بازی پر زرخان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی

جسے وہ بہت مہارت سے چھپا گیا کرسی کی پشت سے

اپنا کوٹ اٹھایا اور پہن کر کوٹ کا اگلا بٹن بند کیا اپنا

فون گاڑی کی چابیاں اور وائلٹ اٹھایا

چلیں محترمہ زرخان ہاتھ کے اشارے سے حور کو آگے

بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تو حور نے اپنی چادر

دوبارہ درست کرتے ہوئے قدم آگے کی جانب بڑھائے

زرخان نے اپنے فون پر ایک میسج ٹائپ کر کے کسی کو

سینڈ کیا اور حور کے ساتھ ہی آفس روم سے باہر نکلا

آفس روم سے باہر نکلنے پر حور کو وہاں کوئی بھی

دکھائی نہ دیا کیونکہ جب وہ آئی تھی یہاں پہ کافی

چہل پہل تھی ہر کوئی آ جا رہا تھا مگر اس وقت وہاں

ایک بھی فرد موجود نہ تھا شاید آفس آف ہونے کی

وجہ سے سب جا چکے تھے لیکن سچ تو یہ تھا کہ

زر خان سکندر نے خود سب کو یہاں سے جانے کو بولا

تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی بیوی کو کوئی

غیر مرد دیکھے چونکہ یہ وقت آفس کے آف ہونے کا تھا

تو آفس کے تمام مرد حضرات اس وقت بلڈنگ سے باہر

نکل رہے ہوتے اور کسی غیر محرم کی نظر وہ اپنی

بیوی پر ہر گز نہیں پڑھنے دینا چاہتا تھا اس لیے صرف

ایک میسج سے اس کی بلڈنگ کے تمام کو لیگنر فوچکر

ہو چکے تھے

زرخان حور کے ساتھ پارکنگ ایریا تک آیا جبکہ حور

زرخان کے ساتھ ہم قدم تھی اپنی گاڑی کے قریب آکر

زر خان نے آگے بڑھ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور حور کو

بیٹھنے کا اشارہ کیا حور خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر

بیٹھ گئی زر خان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی

آگے کی جانب بڑھائی

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی نہ تو زر خان نے کوئی

بات کی تھی اور نہ ہی حور نے خیر وہ تو زر خان سے

بات کرتی ہی نہیں تھی یہ تو زرخاں ہی تھا جو اسے

اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا تھا مگر

اس وقت وہ بھی خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا

جبکہ حور شیشے سے باہر نظر آنے والا خوبصورت

نظارہ دیکھنے میں مصروف تھی

گاڑی ایک خوبصورت فائو سٹار ہوٹل کے سامنے رکی تو

حور نے حیرت سے پہلے اپنے سامنے موجود خوبصورت

ہوٹل کو دیکھا اور پھر زر خان کی طرف جو اپنی سیٹ

بیلٹ کھول رہا تھا

یہ آپ کہاں لے آئے ہیں ہمیں تو گھر جانا تھا نا وہ زر خان

کی طرف دیکھتے ہوئے اس انداز میں بولی جیسے

زر خان کو پتہ ہی نہ ہو کہ اس نے حور کو لے کر گھر

جانا تھا

چلے جائیں گے گھر بھی فکر مت کرو زر خان بولتا ہوا

گاڑی سے اتر اور گھوم کر دوسری سائیڈ پر آیا اور حور

کی طرف کا دروازہ کھولا مگر حور گاڑی سے باہر نہیں

نکلی تو زر خان نے اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تو اپنی

چادر سنبھالتی ہوئی گاڑی سے اتری زر خان نے گاڑی کا

دروازہ بند کیا اور گاڑی کو لاک کیا آہستہ سے اس کا

ہاتھ تھاما اور ہلکے ہلکے قدم لیتا آگے کے جانب چلنے

لگا جب کہ اس کے ہاتھ تھامنے پر حور نے گھبرا کر

زرخان کی طرف دیکھا مگر وہ حور کی طرف نہیں

دیکھ رہا تھا اس کا دھیان بالکل سامنے تھا

ہوٹل کے اندر داخل ہوتے ہی حور کو ایسے لگا جیسے وہ

کسی محل میں داخل ہو گئی ہو اندر سے وہ ہو ٹل اتنا

خوبصورت تھا کہ شاید ہی حور نے کبھی اپنی زندگی

میں اس ہو ٹل کو دیکھا ہو اس نے تو کبھی خواب میں

بھی ایسی جگہ نہیں دیکھی تھی وہ حیرت سے ہو ٹل

کے چاروں طرف نظریں گھما رہی تھی جو مکمل وائٹ

تھا جگہ جگہ فنوس لگے ہوئے تھے خوبصورت ٹیبلز

سچی ہوئی تھی مہنگے مہنگے شوپیس بھی پڑے ہوئے

تھے اور سب سے بڑھ کر وہاں پر لڑکیوں کا سٹاف جو

ہر آنے جانے والی فیملی کو ویلکم کر رہی تھیں وہ

سٹاف لڑکیوں کا تھا اور ہر لڑکی نے سفید حجاب کیا

ہوا تھا لباس ایسا تھا کہ ان کا مکمل جسم ڈھانپا ہوا

تھا سفید ہی رنگ کا خوبصورت لباس پہنے اوپر

خوبصورتی سے حجاب کیے وہ لڑکیاں مسکراتی ہوئی

سب سے مخاطب ہو رہی تھی حور کو یہ سسٹم بہت

اچھا لگا کیونکہ وہ لڑکیاں حجاب کیے ہوئے تھی اور ان

کی نظروں میں اور ان کے لباس میں کہیں سے بھی بے

حیاتی معلوم نہیں ہو رہی تھی

السلام علیکم سر آپ کا ٹیبل ریڈی ہے ابھی حور چاروں

طرف نظر گھما ہی رہی تھی جب اسے اپنے قریب سے

ایک لڑکی کی آواز سنائی دی تو اس نے اس کی جانب

دیکھا جو ادب سے ہاتھ باندھے مسکراتے ہوئے ان دونوں

کی طرف ہی دیکھ رہی تھی

اوکے تھینک یوزر خان اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا اور قدم آگے کی جانب بڑھائے

اب وہ حور کو ساتھ لیے ایک راہداری سے گزر رہا تھا

جس کے دائیں بائیں کافی سارے پھولوں کی بیلین لگی

ہوئی تھی اور جگہ جگہ لیمپ موجود تھے یہ منظر اتنا

خوبصورت نظارہ پیش کر رہا تھا کہ حور کو یہ بہت

اچھا لگا

راہداری سے گزرنے کے بعد زر خان اسے لیے ایک ٹیبل کے

قریب لایا ٹیبل کے آس پاس کا نظارہ دیکھ کر حور

حیران ہی رہ گئے کھلے آسمان کے نیچے ایک بڑا سا ٹیبل

لگا تھا آمنے سامنے دو کرسیاں موجود تھی ٹیبل کو

خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور اپنے آس پاس نظر

دوڑانے پر معلوم ہوتا تھا کہ اس جگہ کو سپیشلی تیار

کروایا گیا ہے جگہ جگہ فریش پھول تھے ٹیبل کے بالکل

سامنے ہی ایک سوئمنگ پول تھا اور کھلے آسمان پر

چمکتا چاند یہ سب بہت خوبصورت تھا

یہ سب آپ نے کروایا ہے حور زرخان کی طرف دیکھتے

ہوئے دھیمے لہجے میں بولی تو وہ دلکشی سے مسکرایا

ہاں میں نے سوچا کہ اپنی بیوی کو بتادوں کہ وہ میرے

لیے کیا ہے کیونکہ وہ جو سوچتی ہے وہ بالکل غلط ہے

زر خان دو قدم چلتا ہوا اس کے قریب آن کھڑا ہوا تو

حور نے سوالیہ نظروں سے زر خان کی طرف دیکھا

میں کچھ نہیں سوچتی آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی

ہے حور زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ

زر خان کی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی

تم سوچتی ہو نا یہ کہ تم میرے قابل نہیں اور ایک نہ

ایک دن تم نے یہاں سے چلے جانا ہے میں تمہیں چھوڑ

دوں گا اس لیے تم میرے قریب نہیں آتی اور نہ ہی

مجھے اس چیز کی اجازت دیتی ہوں کہ میں تمہیں

اپنے قریب کروں مجھ سے کھینچے کھینچے رہنا بات نہ

کرنا شوہر ہونے کے باوجود اجنبی جیسا رویہ رکھنا ایک

ہی کمرے میں اجنبی بن کر رہنا میرے بولنے کے باوجود

میری بات نہ ماننا زر خان بول رہا تھا جب کہ زر خان کے

بولنے سے حور کو اپنی ایک ایک بات سمجھ آرہی تھی

کیونکہ اسے اچھے سے یاد تھا کہ زر خان نے جب ایسا

بولا تھا کہ وہ اسندہ صوفے پر نہیں سوئے گی تو وہ

جان بوجھ کر صوفے پر سوتی تھی اس نے اس دن کے

بعد بیڈ پر سونا تو کیا بیٹھنا بھی پسند نہیں کیا تھا

زر خان کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی وہ صوفے پر سو

جاتی تھی تاکہ وہ اسے کچھ کہہ نہ سکے اور وہ اسے

جو ابدہ نہ ہو زر خان کے قریب آنے پر وہ اسے اس کے

الفاظ یاد دلاتی تھی جو اس نے پہلے دن ہی اس کو

بولے تھے وہ اسے کبھی بیوی کا درجہ نہیں دے گا جبکہ

زر خان ہزار باہر یہ بات بول چکا تھا کہ وہ صرف اس

کے الفاظ تھے لیکن یہ اس کے ارادے ہیں اور زر خان

سکندر کبھی اپنے ارادوں سے پیچھے نہیں ہٹا

آج سے کچھ ہفتے پہلے شاید میری نظر میں تمہاری

کوئی حیثیت نہ ہو مگر اب جو میری نظروں میں

تمہاری حیثیت ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم بخوبی

دیکھو تم اتنی بچی تو نہیں ہو جو میاں بیوی کے

رشتوں کو سمجھ نہ سکتی ہو تم اچھے سے جانتی ہو

کہ ایک میاں بیوی کا پاک رشتہ کیسا ہوتا ہے مجھے تم

سے محبت بالکل نہیں تھی نہ ہی ہمدردی تھی مگر اب

مجھے تم سے ہمدردی نہیں ہے مجھے تم سے محبت ہے

اگر تم میرے ساتھ زندگی گزارنے کے حامی بھرتی ہو

اس محبت میں میرا ساتھ دیتی ہو تو یہ محبت بے

تخاصہ محبت میں تبدیل ہو جائے گی میں تمہیں پسند

کرتا ہوں بے حد پسند کل تک مجھے تم سے لگاؤ نہیں

تھا مگر اب مجھے تمہاری عادت ہے میں چاہتا ہوں کہ

تم ان سب باتوں کو اچھے سے ذہن نشین کر لو اور اپنے

دماغ سے یہ بات نکال دو کہ زر خان سکندر تمہیں کبھی

چھوڑے گا وہ تمہیں کبھی بھی اپنی زندگی سے جانے

نہیں دے گا میں چاہتا ہوں کہ آج تم اس بات پر ایمان

لے آؤ کہ زرخان سکندر واقع ہی تمہارے اور اپنے نکاح

کو قبول کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس نکاح کو

قبول کر لو میں تمہیں وقت دینے کو تیار ہوں جب تک

تمہارا بھائی واپس نہیں آجاتا تب تک تم جتنا چاہے

وقت لو مجھے کوئی اعتراض نہیں میں تم سے اپنا حق

نہیں لوں گانہ ہی تمہیں زبردستی اس رشتے کو نبھانے

پر مجبور کروں گا مگر تمہیں اس نکاح کو مجھے یعنی

زرخان سکندر اپنے شوہر کو قبول کرنا ہی پڑے گا میں

تمہیں بہت پیار سے سمجھا رہا ہوں یقین مانو آج سے

پہلے ایسا اظہار محبت کسی سے نہیں کیا زرخان بہت

ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا جبکہ اس کا ایک ایک لفظ

حور کے کانوں میں کسی شہد کی مانند گھل رہا تھا

السلام علیکم پیارے ریڈرز کیسے ہیں آپ سب امید

کرتی ہوں کہ آپ سب بالکل ٹھیک ٹھاک خیریت سے ہو

ں گے تو پیارے ریڈرز کل بہت زیادہ مصروفیات کی

وجہ سے میں لپیسوڈ اپلوڈ نہیں کر سکتی اس کے لیے

آپ سے بہت زیادہ معذرت چاہتی ہوں آج کے بعد ڈیلی

دولپیسوڈ ہی آیا کریں گی انشاء اللہ میری پوری

کوشش ہوگی میں آپ کو روز دولپیسوڈ ہی دیا کروں

اور آج بھی دولپیسوڈ ہی اپلوڈ ہوں گی انشاء اللہ دو

سے تین گھنٹوں کے درمیان آپ کو دوسری لپیسوڈ مل

جائے گی ناول کیسا جارہا ہے کمنٹ باکس میں لازمی

بتایا کریں اور اچھے اچھے ریویو بھی دیا کریں اپنا

بہت سارا خیال بھی رکھا کریں شکریہ خدا حافظ

میں چاہتا ہوں محبت نہ سہی مگر تم مجھ پر ایک بار

یقین کرو میں تم سے یہ نہیں کہہ رہا کہ تم مجھے اپنے

تمام تر حقوق سے نوازو مگر میں تم سے یہ ضرور

بولوں گا کہ تمہیں مجھے قبول کرنا پڑے گا زرخان

حور کے دونوں ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھوں میں تھامتے

ہوئے بولا تو حور نے بے اختیار نظریں اٹھا کر زرخان

کی طرف دیکھا

ایسا نہیں تھا کہ حور اسے اگنور کر رہی تھی اس کا

قریب آنا اسے تمام تر حق خود دینا بہت حق سے اسے

بولنا کہ میرے لیے ناشتہ لگواؤ میرے ساتھ ہی کمرے

سے باہر نکلوا سے عزت دینا نرمی سے بات کرنا یہ ساری

باتیں حور کے دل میں ایک طوفان سا پیدا کر دیتی

تھی وہ اپنی حالت سے خود انجان تھی وہ زر خان کی

طرف مائل ہوتی جا رہی تھی وہ اسے اگنور نہیں کرتی

تھی بس وہ یہ چاہتی تھی کہ اسے زر خان کی یا

زر خان کو اس کی عادت نہ ہو کیونکہ وہ اپنے بارے

میں بخوبی جانتی تھی کہ وہ کیا ہے اگر کل کو قسمت

اسے اس موڑ پر لے آتی کہ زر خان کو اسے چھوڑنا پڑتا

تو وہ زر خان کی دوری کیسے برداشت کرتی ایسا نہیں

تھا کہ صرف زر خان کو ہی حور کی عادت ہو گئی تھی

اصل حقیقت تو یہ تھی کہ حور کو بھی زر خان کی

اتنی ہی عادت ہو گئی تھی جتنی زر خان کو حور کی

تھی مگر وہ صرف اپنے بھائی کا انتظار کر رہی تھی

میں محبتوں سے محروم لڑکی ہوں اور نظریں

جھکاتے ہوئے بولے

میں تمہیں اتنی محبت دوں گا کہ تمہیں محرومیوں کا

احساس ہی نہیں ہو گا زر خان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

مجھ میں کوئی خاص خوبی نہیں ہے نظریں ابھی بھی

جھکی ہوئی تھی

مجھے تم میں خوبیاں چاہیے بھی نہیں صرف تم چاہیے

ہو زرخاں کا لہجہ بے حد نرم تھا

میں محبت کرنا نہیں جانتی نظریں زمین پر گاڑتے ہوئے

کہا تھا

میں سیکھا دوں گا "حور کے ہاتھ ابھی بھی اسی کے"

ہاتھوں میں تھے

میں اگر بیوی کے فرائض پورے نہ کر سکی تو حور نے

اپنا خدشہ پیش کیا

تم صرف ابھی میری دوست بن جاؤ زرخان نے اس کا

خدشہ دور کیا

میں بہت غریب ہوں اور عام سی لڑکی ہوں حور کی

نظر ابھی بھی جھکی ہوئی تھی

غلط بالکل غلط تم غریب نہیں ہو بلکہ اس کل جہاں

میں رہنے والے تمام لوگ غریب ہیں اور اپنے خدا کے

محتاج ہیں جب ہم سب اپنے خدا کے محتاج ہیں تو

پھر ہماری کیا اوقات کا ہم کسی کو غریب بولے تم

غریب نہیں ہوا اور تم عام نہیں ہو تم خاص ہو بہت

خاص زر خان سکندر کی بیوی عام ہو ہی نہیں سکتی

زر خان بولا تو حور کے دل نے ایک بیٹ مس کی

میرا بھائی بے قصور ہے اس نے کوئی قتل نہیں کیا حور

کے منہ پر اصل بات آئی تھی

اگر وہ بے قصور ہوا تو میرا وعدہ ہے کہ اسے باحفاظت

واپس لاؤں گا زرخان نے اس کی پریشانی دور کرنا

چاہی

آپ سچ بول رہے ہیں زرخان کی بات سن کر حور نے

جھٹکے سے سراٹھا کر زرخان کی طرف دیکھا اور

یقین دہانی کرنا چاہی

ہاں میں سچ بول رہا ہوں تمہارے بھائی کی جان میرے

حوالے ہے اگر وہ بے قصور ہوا تو وہ تمہارے پاس بالکل

ٹھیک اور سلامت موجود ہو گا میں لاؤں گا اسے زر خان

اسے یقین دلانا چاہا

آپ میرے قریب نہیں آئیں گے حور نے اگلی شرط رکھی

بیوی ہو میری حق رکھتا ہوں مگر تمہاری خواہش کے

تحت تب تک انتظار کروں گا جب تک تمہارا بھائی نہیں

مل جاتا زرخان اس کا ہاتھ تھامے ٹیبل کے قریب لاتے

ہوئے بولا اور کرسی گھسیٹ کر نرمی سے کرسی پر

بٹھایا اور چلتا ہوا سامنے موجود کرسی پر آ بیٹھا

ٹیبل پر بیٹھتے ہی وہاں پہ کچھ ویٹرز آئے اور کھانا

رکھنے لگے ٹیبل پر کھانا سجا کر وہ لوگ واپس چلے

گئے وہ کوئی ایک قسم کا کھانا نہیں تھا وہ بہت سی

ڈشز تھی

کھانا شروع کرو کافی وقت ہو رہا ہے ہمیں وقت سے

حویلی بھی پہنچنا ہے زر خان مسکراتے ہوئے بولا اور

پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا جب کہ حور اب زر خان کے

ساتھ تھوڑی کمفر ٹیبل ہو گئی تھی یا شاید یہ اس کی

کہی گئی باتوں کا اثر تھا جو اسے اب گھبراہٹ نہیں

محسوس ہو رہی تھی

اماں مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے زینت

بیگم اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی فون پر اپنی بہن

سے بات کر رہی تھی جب لائبہ آندھی طوفان کی طرح

کمرے میں داخل ہوئی

اچھا بعد میں سن لوں گی تمہاری بات ابھی جاؤ تم

زینت بیگم لائے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور

دوبارہ فون پر ہونے والی گفتگو میں مصروف ہو گئی

نہیں اماں مجھے ابھی اور اسی وقت آپ سے بات

کرنی ہے لائے ضدی لہجے میں بولی

یہ کیا طریقہ ہے لائبہ نظر نہیں آرہا کہ میں فون پر

تمہاری خالہ سے بات کر رہی ہوں ایسی کون سی

مصیبت آگئی ہے جو تمہیں ابھی اور اسی وقت بات

کرنی ہے جاؤ یہاں سے کچھ دیر بعد آننا زینت بیگم

اسے گھورتے ہوئے بولی تو اس نے برا سامنہ بنایا اور

وہیں بیڈ پر ٹک کر بیٹھ گئی

کیونکہ اس کا ارادہ بات کیے بغیر یہاں سے جانے کا

بالکل نہیں تھا اس لیے وہ زینت بیگم کے پاس ہی بیٹھ

گئی اور انتظار کرنے لگی کہ کب وہ بات کر کے فارغ

ہوں اور کب وہ ان سے اپنی بات کرے

اماں بس بھی کر دیں میری بات سن لیں اسے وہاں بیٹھا

ہوئے تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا

مگر زینت بیگم اور ان کی بہنوں کی باتیں تھی جو

ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جبکہ لائبرے اب

سخت اکتا چکی تھی ان کی باتیں سن سن کر کیونکہ

فون پر ہونے والی گفتگو اسی کی شادی کے بارے میں

ہو رہی تھی

اچھا ٹھیک ہے تم لوگ کل پہنچ جانا فون رکھتی ہوں

اب خدا حافظ زینت بیگم نے خدا حافظ کہتے فون

رکھا اور لائے کی طرف دیکھا

ہاں بولو کیا مصیبت ان پڑی ہے جو تم اتنی بے صبری

بنی ہوئی ہو زینت بیگم لائے کو گھورتی ہوئی بولی

اماں میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی آپ اس شادی سے

انکار کر دیں لائے زینت بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے

اس انداز میں بولی جسے وہ اس کی بات سن کر فوراً

انکار کرنے چلی جائیں گی

کیا بکو اس کر رہی ہو تم دماغ ٹھیک تو ہے تمہارا لائے

کی بات سن کر زینت بیگم کا دماغ ہی گھوم گیا

جی ہاں میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے اس لیے تو انکار کر

رہی ہوں آپ پلیز انکار کر دیں جا کر بڑی اماں کو بول

دیں کہ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی لائے منت کرنے

والے انداز میں بولی

کیا فضول بکے جا رہی ہو اور تمہاری ہمت کسے ہوئی

اس شادی سے انکار کرنے کی تمہارا رشتہ حارث سے اب

نہیں بلکہ بچپن سے جڑ چکا ہے تم بچپن سے اس کی

منگ ہو یہ الگ بات تھی کہ ہم نے اپنے بچوں کو نہیں

بتایا تا کہ ان کے ذہنوں پر برا اثر نہ پڑے وہ ایک

دوسرے سے غافل نہ ہو جائیں اور اب تم آکر بول رہے

ہو کہ تمہیں یہ شادی نہیں کرنی مجھے وجہ بتا سکتی

ہو کہ تمہیں شادی سے کیا اعتراض ہے جو بھی تھا وہ

ان کی بیٹی تھی نا سمجھ اور بے وقوف صحیح مگر وہ

جاننا چاہ رہی تھی کہ اسے شادی سے کیا مسئلہ ہے اور

انکار کی وجہ کیا ہو سکتی ہے

کیا بچپن سے "ان کی بات سننے لائے تو جیسے صدمے"

میں ہی چلی گئی

ہاں بچپن سے تم بچپن سے حادثہ کے نام سے منسوب کر

دی گئی ہو اور شادی تو تمہاری حادثہ سے ہی ہوئی

تھی اور اس سے ہی ہوگی کیونکہ تم اس کی امانت ہو

زینت بیگم لائبہ کے صدمے بھرے چہرے کو دیکھتی

ہوئی بولی

نہیں اماں مجھے ان ہٹلر شادی نہیں کرنی پلینز آپ میری

بات سمجھنے کی کوشش کریں وہ اتنا غصہ کرتے ہیں

ہر وقت مجھے گھورتے رہتے ہیں اور میں ان سے کتنی

چھوٹی بھی ہوں آپ پلینز سمجھیں نا وہ مجھے پسند

بھی نہیں کرتے لائے نے پھر وہی الفاظ دوہرائے جو وہ

حادث سے بول کر آئی تھی

میں تمہارے بابا سے 10 سال چھوٹی ہوں میں نے تو

کبھی اعتراض نہیں کیا شادی کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہو

جائے گا اور تمہیں کس نے کہا کہ وہ تمہیں پسند نہیں

کرتا اگر وہ تمہیں پسند نہ کرتا ہوتا تو وہ پہلے ہی

شادی سے انکار کر دیتا مگر اس شادی میں اس کی

مکمل رضامندی شامل ہے اور اب اگر تمہارے منہ سے

میں نے دوبارہ انکار سنا تو میری جوتیاں ہوں گی اور

تمہارا سر یقین مانولا تبہ میں تمہارا ذرا لحاظ نہیں

کروں گی یہ بھی نہیں سوچوں گی کہ تمہاری شادی

ہونے والی ہے اب اٹھو یہاں سے اور عزت سے اپنے کمرے

میں جاؤ پر سوں نکاح ہے اور اپنا دماغ ٹھکانے پر لگاؤ

تا کہ تمہارے دماغ سے فضول سوچیں نکلیں اور اگر

دوبارہ تم نے ایسی کوئی بھی فضول بکو اس کسی کے

بھی سامنے کی تو تمہارے بابا سائیں کو تمہارے بارے

میں بتادوں گی میں پھر تم خود ہی انہیں انکار کر

دینا زینت بیگم سخت لہجے میں بولیں تو لائے کا دل

ڈوب سا گیا اب اسے کہیں سے بھی اپنا کام بنتا ہوا

نہیں دکھائی دے رہا تھا اس لیے وہ بجھے چہرے کے

ساتھ اٹھی اور زینب کا کمرے سے نکل گئی کیونکہ

اسے کوئی شک نہ تھا اگر وہ مزید ایک بار اور بات کرنے

کی کوشش کرتی یا دوبارہ انکار کرتی تو اس نے زینت

بیگم کی جوتی کا شکار ہو جانا تھا اور وہ ایسا بالکل

نہیں ہونے دینا چاہتی تھی

کیا ہوا چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے تمہارا لائے کمرے میں

داخل ہوئی تو فاریہ اس کی طرف دیکھتی ہوں بولی

کیا ہونا ہے اماں کو انکار کرنے گئی تھی لائے سر سے

دوپٹہ اتار کر اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے بولی تو فاریہ کو

ساری بات سمجھ آ گئی یقیناً وہ انکار کرنے گئی تھی

اور آگے سے اماں نے اسے ٹھیک ٹھاک عزت سے نوازا ہو

گا اور وہی عزت لیے یہ واپس کمرے میں آگئی یہ سوچ

کرفار یہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی کیونکہ وہ جانتی

تھی کہ ہونا تو یہی تھا مگر اس افلاطون کو کون

سمجھاتا جس کے سر پر انکار کرنے کا بھوت سوار تھا

اچھا تو پھر کیا بات ہوئی اماں سے تمہاری فار یہ

دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولی

اماں نے بولا ہے کہ اپنے دماغ سے ساری فضول سوچیں

نکال دو تم بچپن سے حارث کی منگ تھی اور تم لوگوں

کارشتہ بچپن سے طے تھا تم اس کی امانت ہو اور

دوبارہ تمہارے منہ سے میں انکار نہ سنوں ورنہ اپنی

جوتی سے تمہاری چھترول کرنے میں ایک منٹ نہیں

لگاؤں گی لائے دھ بھرے انداز میں بتا رہی تھی جبکہ

اس کی بات سن کر فاریہ کا زوردار قہقہہ پورے کمرے

میں گونجا

بے مروت لڑکی تمہیں ذرا شرم نہیں آتی اپنی بہن کے

دھ پر یوں قہقہے لگاتے ہوئے یہاں پر میرا دل ڈوبے جا

رہا ہے اور تمہیں ہنسی آرہی ہے فاریہ کو ہنستے دیکھ

کر لائے اسے گھورتے ہوئے بولی تو اس نے بڑی مشکل

سے اپنی ہنسی دبائی اور سیریس ہو کر بیٹھی

میری بہن تم بہت زیادہ سوچ رہی ہو اماں نے بولانا کہ

تم بچپن سے حارث لالا کی منگ ہو تو خود سوچو جب

بچپن سے تم حارث لالا کی مانگ ہو تو وہ تمہارے بارے

میں کچھ تو سوچتے ہوں گے تم خود سوچو اگر حارث

لالا کو تم سے کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ اس شادی کی

حامی کیوں بھرتے انہوں نے انکار کیوں نہیں کیا اگر تم

انہیں پسند نہ ہوتی تو وہ فوراً انکار کر دیتے نا اگر

انہوں نے تم پر غصہ کیا ہے تو اس میں کون سی بڑی

بات ہے یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اور اگر تمہیں ان

سب چیزوں سے اتنا مسئلہ ہے تو جب شادی ہو جائے

گی تو تم خود ہی انہیں سدھار لینا فار یہ نے لائے کو

ساری بات سمجھائی اور آخر میں شرارت سے آنکھ

دبائی ہوئی بولی تو اس نے ایک چپیت اس کے سر پر

رسید کی

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن میں نے اس دن خود سنا تھا

انہیں کسی لڑکی سے بات کرتے ہوئے وہ شاید کسی

لڑکی کو پسند کرتے ہیں وہ بول رہے تھے کہ وہ واپس

جائیں گے یا پھر وہ لڑکی ادھر آجائے وہ اسے گھر

والوں سے ملوانا چاہتے ہیں لائبہ نے فاریہ کے سامنے وہ

بات رکھی جو بات اسے کئی دنوں سے چین نہیں لینے

دے رہی تھی

ہو سکتا ہے کہ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو تم شاید

بھول رہی ہو کہ حارث لالا لندن رہے ہیں پورے اٹھ سال

وہاں سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں ہو سکتا ہے ان کی

کوئی دوست ہو اور تمہیں کیا پتہ کہ دوسری جانب کیا

بات ہو رہی تھی تم نے جو سنا اسے اپنے مطابق لے لیا

اگر وہ کسی کو پسند کرتے تو وہ شادی سے انکار کر

دیتے باقی تم یہ بات حارث لالا سے خود کلیئر کر لینا

مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں ضرور حقیقت بتائیں گے

فارہ مسکراتے ہوئے بولی تو لائے کو اس کی باتیں

کچھ حد تک ٹھیک لگی

بھابھی نہیں آئی ابھی تک کیا لائے گھڑی کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی جو رات کے نو بجار ہی تھی حویلی

کے تمام افراد تو کھانا کھا کر بھی فری ہو چکے تھے اور

اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لیے جا چکے تھے جبکہ

حور زرخان اور حارث ابھی تک گھر سے غائب تھے وہ

ابھی تک واپس نہیں آئے تھے اور ان سب سے ہٹ کر آج

تو ارحم بھی کھانے کے ٹیبل پر موجود نہیں تھا وہ

حویلی فون کر کے میں بتا چکا تھا کہ کسی ضروری

میٹنگ کے سلسلے میں وہ شہر سے باہر جا رہا ہے اس

لئے شاید رات کو آنے میں اسے دیر ہو جائے ان دونوں

نے آج حور کو بہت مس کیا صرف کچھ ہی گھنٹوں

میں انہیں حور کی شدت سے کمی محسوس ہونے لگی

تھی

نہیں ابھی تک تو بھا بھی نہیں آئی بھائی کا فون آیا تھا

کہ وہ کھانا باہر ہی کھائیں گے کچھ دیر میں آجائیں

گے واپس گھر آج تو حادثہ لالا بھی گھر سے غائب ہیں

بس ہم دونوں ہی بچے ہیں جن معصوموں کو کوئی

کہیں لے کر جاتا ہے ہی نہیں فاریہ منہ بسورتے ہوئے

بولی

کوئی بات نہیں تمہاری شادی ہو جائے پھر ارحم لالا کے

ساتھ چلی جایا کر نالائکہ کا ارادہ اب فاریہ کو تنگ

کرنے کا تھا اس لیے وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی

اونہوں لے ہی ناجائیں کھڑوس کہیں کے فار یہ منہ بناتے

ہوئے بولی

ارے میری بہن نیک خیالات رکھو لا تبہ اب بھی باز نہ آئی

فلحال تم اپنا منہ بند رکھو اور سو جاؤ چپ کر کے

فار یہ بیڈ پر لیٹتے ہوئی بولی

اب مجھے تمہاری آواز نہ آئے اور لائٹ بھی بند کر دو

فار یہ اسے حکم دیتے ہوئے بولی

اچھا ملکہ عالیہ زیادہ حکم مت چلایا کرو مجھ پر لائٹ

جل کر بولی اٹھ کر لائٹ بند کرنے چلی گئی

حور اور زر خان حویلی میں داخل ہوئے تو رات کے 10

بج رہے تھے یقیناً حویلی کے تمام افراد سونے کے لیے جا

چکے تھے

حور اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور فوراً کپڑے چھینج

کرنے چلی گئی کیونکہ اسے بھی اس وقت بہت نیند

آ رہی تھی وہ صبح فجر کے وقت اٹھتی تھی اور اس

کے بعد نہیں سوتی تھی کیونکہ اس کی عادت نہیں

تھی نہ ہی وہ زیادہ نیند لینے کی عادی تھی بس وہ

مناسب سے نیند پوری کرتی تھی

زرخان کمرے میں داخل ہوا تو حور کمرے میں موجود

نہیں تھی یقیناً وہ کپڑے چینج کرنے گئی ہوگی زرخان

نے اپنا سامان سائڈ ٹیبل پر رکھا اور کوٹ اتار کر بیڈ پر

رکھا چلتا ہوں الماری کے قریب آیا الماری سے اپنا

ڈریس نکالا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا

حور کپڑے چینج کر کے نکلی تو سامنے ہی بیڈ پر اسے

زر خان کا کوٹ دکھائی دیا جبکہ واش روم سے پانی

گرنے کی آواز آرہی تھی حور نے زر خان کا کوٹ اٹھا کر

الماری کے ساتھ ہینگ کیا اور آکر صوفے پر لیٹ گئی

لائٹ آن ہی رہنے دی اور اپنے چہرے پر چادر لے لی اس

وقت اسے سخت نیند آرہی تھی اس لیے اس نے زر خان

کے آنے کا بھی انتظار نہیں کیا

زر خان واشروم باہر نکلا تو اس نے صوفے پر حور کو

سوتا پایا اسے صوفے پر سوتا دیکھ کر زر خان کا پارہ

ہائی ہوا وہ چلتا ہوا صوفے تک آیا اور ایک جھٹکے سے

اس کے چہرے چادر ہٹائی مگر وہ گہری نیند میں تھی

زر خان نے اسے گھور کر دیکھا یعنی اتنا کچھ کرنے کے

بعد بھی اس پر کسی بات کا اثر نہیں ہوا تھا وہ پھر

فاصلے بناتی صوفے پر آکر سو گئی تھی اگر حور کی

جگہ کوئی اور ہوتا تو زر خان اس کی بوٹی بوٹی کر کے

باہر چیل کوؤں کو ڈال دیتا کیونکہ اس کی بات کو نظر

انداز کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی مگر یہ

محترمہ ایسی ہستی تھی جو اس کی ہر بات کو بہت

ہلکے میں لے لیتی تھی

زرخان نے جھک کر ایک جھٹکے سے اسے اپنے بازوؤں میں

اٹھایا تو حور ہڑبڑا کر اٹھی اور زرخان کی طرف

دیکھنے لگی جسے سخت تیوری چڑی ہوئی تھی چہرے

کے نقوش تنے ہوئے تھے

یہ آپ کیا کر رہے ہیں مجھے نیچے اتاریں حور مزاحمت

کرتی ہوئی بولی تو زرخان نے سے سخت نظروں سے

گھورا

کیا تمہیں میری ایک بات سمجھ میں نہیں آتی یا تم بار

بار سننے کی عادی ہوا اگر تم بار بار سننے کی عادی ہو

تو اپنی عادت بدلو کیونکہ مجھے بار بار بولنے کی

عادت نہیں اور اسنہ کے بعد اگر میں نے تمہیں صوفے

پر سوتے دیکھا تو جان نکال دوں گا تمہاری زرخان اسے

نرمی سے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے سخت لہجے بولا تو حور

اسے دیکھتی ہی رہ گئی مطلب آدھی رات کو وہ اس

کے صوفے پر سونے سے اعتراض کر رہا تھا

میری بات تمہارے اس دماغ میں گھسی ہے کہ نہیں حور

کو خود کو دیکھتا پا کر زرخان اس کی کنپٹی پر دو

انگلیاں بجاتے ہوئے بولا

نچ جی "اور جلدی سے بولی تو زرخان نے ایک"

سنجیدہ نظر سے دیکھا اور پھر اٹھ کر لائٹ اف کر دی

اور چلتا ہوا بیٹھ کے قریب ایادو سری سائیڈ پر ا کے

لیٹ گیا مگر حور ابھی تک وہیں بیٹھی حالات سمجھنے

کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک ہوا کیا

اب تم خود سونا پسند کرو گی یا میں تمہیں اپنے

طریقے سے سلاؤں اپنے قریب سے زر خان کے سخت

آواز کانوں میں پڑھتے ہی حور نے سٹپٹا کر دوسری

جانب دیکھا مگر اندھیرا ہونے کے باعث وہ زر خان کو

نہیں دیکھ سکی اور جلدی سے لیٹ کر کروٹ دوسری

جانب لے لی اس پاگل کا کیا بھروسہ کہ وہ واقعی ہی

اپنے طریقے سے سلانے بیٹھ جائے اور اسے کیا پتہ تھا

کہ اس کا طریقہ کیا ہوگا

نکاح کی تیاریاں عروج پر تھی ہر کوئی اپنی اپنی تیاری

کرنے میں مصروف تھا جبکہ لائبریا اور فاریہ کو گھر سے

نکالنے کی اجازت بالکل نہ تھی ان کے نکاح کے جوڑے

ان کے ہونے والے شوہروں نے ہی پسند کر کے لانے تھے

کیونکہ یہ بڑی اماں کا حکم تھا اور اسے مانتے ہوئے آج

ارحم اور حارث اپنی اپنی بیویوں کے لیے نکاح کے

جوڑے لینے کے لیے جانے والے تھے جبکہ حور اور

زرخان نے بھی آج ہی شاپنگ کے لیے جانا تھا اور اس

طرح ان چاروں کا پلان اکٹھا بن گیا جانے کا بڑی اماں کا

حکم سن کر اریہ نے تو صبر کر لیا مگر لائے نے اچھا

خاصا ہنگامہ کیا تھا اس کا کہنا تھا کہ نکاح اس کا ہے

تو اپنی نکاح کا جوڑا بھی وہ خود ہی پسند کرے گی

جبکہ زینت بیگم نے بہت سمجھایا اسے بہت پیار سے

سمجھانے کی کوشش کی کہ بیٹا تو اپنی شادی کی

شاپنگ کر لینا لیکن ابھی نکاح کا جوڑا خارش ہی لے

کرائے گا مگر لائے تھی جو کسی کی ایک نہیں سن رہی

تھی جب وہ نہ مانی تو مجبور ازینت بیگم کو اپنی

جوتی اٹھانی پڑی اور اپنی ماں کی جوتی دیکھ کر تو

وہ شروع سے ہی سیدھی ہو جاتی تھی وہ تیر کی طرح

سیدھی ہو جاتی تھی اور اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا

وہ اپنی ماں کی جوتی کو دیکھتے ہوئے بالکل خاموش

ہو گئی تھی کہ یہ نہ ہو کہ ہونے والی دلہن اپنی ماں کے

ہاتھوں پیٹ جائے

اس وقت سب ناشتے کے ٹیبل پر موجود ناشتہ کرنے میں

مصرف ہے جبکہ حارث اپنا آگے کا پلان حور کو بتا رہا

تھا

بھابی ہم یہاں سے سیدھا ڈولفن مال جائیں گے سب سے

پہلے آپ کی شاپنگ کریں گے پھر بعد میں اپنی حارث

اس انداز میں بول رہا تھا جیسے حور زرخان کے ساتھ

نہیں بلکہ حارث کے ساتھ شاپنگ کرنے جا رہی ہو

لا لا اپنی شاپنگ خود کر لیں گے اور ارحم لا لا بھی اپنی

شاپنگ خود ہی کر لیں گے ان کی فکر کرنے کی ضرورت

نہیں ہم دونوں بس اپنی اپنی شاپنگ کریں گے ٹھیک ہے

حارث زر خان کو نظر انداز کیے حور کے ساتھ اپنی ہی

پلاننگ بنانے میں مصروف تھا جب زر خان نے اسے گھور

کر دیکھا جو اس نے وہ بہت مہارت سے اگنور کر گیا

بس ٹھیک ہے آپ بس جلدی سے ناشتہ کریں اور تیار ہو

کر آجائیں پھر ہم چلتے ہیں اور بھا بھی ایک اور بات

حارث حور کی طرف تھوڑا جھکتے ہوئے بولا تو حور نے

سوالیہ نظروں سے حارث کی طرف دیکھا

آپ کو اس دن والی بات یاد ہے نا حارث بہت راز دار

انداز میں بولا جب کہ حور کو اس کی بالکل سمجھ

نہیں آئی تھی کہ وہ کون سی بات کی بات کر رہا ہے

کون سی بات بھائی حور اس کی طرف سوالیہ نظروں

سے دیکھتی ہوئی بولی

حارث کے ایسے بولنے پر ٹیبل پر تمام موجود افراد نے ان

دونوں کی طرف نظریں گھمائی تھی کیونکہ ایک حور

ہی تھی جس سے وہ ڈھنگ سے بات کر لیتا تھا لائے کے

سامنے تو وہ انگارے چبائے پھرتا تھا اور جب سے شادی

کی بات ہوئی تھی اور اسے حارث سے ڈانٹ پڑی تھی

اس کے بعد اس کا اور حارث کا سامنے نہیں ہوا تھا اور

نہ ہی ارحم اور فاریہ کا ایک دوسرے سے سامنا ہوا تھا

صرف کھانے کے ٹیبل اور ناشتے کے ٹیبل پر ہی وہ ایک

دوسرے کو پاتے تھے اس کے علاوہ ان کی ملاقات نہیں

ہوئی تھی

وہی بھابی جو اس دن میں نے آپ کو بتائی تھی حارث

نے حور کو یاد دلانا چاہا مگر اسے ابھی بھی وہ بات یاد

نآئی

ارے بھابھی وہی میرے آفس والی حادثہ اب کی بار

آنکھوں سے بھی اشارہ کیا تو حور کو فوراً سے پہلے

اس کی بات کی سمجھ آگئی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے

اچھا وہ والی جی جی مجھے یاد ہے حور مسکراتے ہوئے

بولی چپ کے زر خان کبھی حور کی شکل دیکھ رہا تھا

تو کبھی حارث کی کہ دونوں کون سی ایسی بات کر

رہے ہیں جس کا اسے نہیں پتا اور وہ بھی کوئی

راز داری کی بات جو حارث اسے اشاروں میں بتا رہا ہے

جبکہ باقی سب افراد کا بھی حال زر خان سے مختلف

نہ تھا وہ بھی کبھی حور کی طرف دیکھ رہے تھے تو

کبھی حارث کی طرف جو سب سے بے نیاز ایک

دوسرے کو اشارہ ہی اشاروں میں کچھ بتانے میں

مصروف تھے

شکر ہے آپ کو یاد آگیا ورنہ مجھے تو صدمہ ہی لگنے لگا

تھا کہ آپ یہ بات اتنی جلدی بھول گئی حارث مسکراتے

ہوئے بولا

نہیں بھائی میں یہ بات نہیں بھول سکتی آپ فکر نہ

کریں حور بھی حارث کی طرف دیکھتی بھی بولی

بھا بھی بس آپ نے وہ بات نہیں بھولنی کبھی بھی نہیں

حارث حور کی طرف دیکھتے ہوئے جیسے اسے نصیحت

کر رہا تھا اور بھی اس کی مانتے ہوئے جلدی سے

مسکراتے وہاں میں سر ہلا گئی جب کہ زر خان کے صبر

کاپیما نہ اب لذیذ ہو چکا تھا

یہ کیا تم نے اب وہ یہ والی بات لگا رکھی ہے جو بھی

بات کھل کے کرو سب کے سامنے ار حم سے بھی برداشت

نہ ہو سکا تو وہ حارث کو اس کی گردن سے پکڑتے

ہوئے بولا

آہ لالہ میری گردن تو چھوڑیں کچھ بہن بھائیوں میں

پر سنل بھی ہوتا ہے اب آپ کو کیوں بتائیں ہم حارث

ارحم کی گرفت سے اپنی گردن چھڑواتے ہوئے بولا تو

اس نے اسے گھور کے دیکھا

نکمے کہیں کے آج سے پہلے تو تمہاری پر سنل باتیں کسی

کے ساتھ نہیں تھی اب اچانک کون سی رازداری کے

پردے گرنے لگے جسے تم ہم سب کے سامنے عیاں نہیں

کرنا چاہ رہے ارحم اس کی گردن چھوڑتے ہوئے بولا تو

حادث نے شرارتی نظر حور کی طرف دیکھا تو حور نے

اپنی مسکراہٹ دبائی اب ان دونوں کے درمیان ایسی

کون سی بات چل رہی تھی یہ صرف وہ دونوں ہی

جانتے تھے جبکہ حور کا حادث سے اس طرح بات کرنا

اور حادث کا پہلی بار کسی سے اس طرح رازداری سے

بات کرنا ان سب کو گہری سوچ میں مبتلا کر رہا تھا

جبکہ لائبہ تو غش کھا کر مرنے کو تھی وہ تو اسے

سڑے ہوئے کریلے کا خطاب دیا کرتی تھی اور وہ حور

سے کیسے دوستوں والا رویہ اپنائے ہوئے بات کر رہا تھا

بس کر دو تم سب چپ کر کے ناشتہ کرو کیا پاگلوں کی

طرح لڑنے بیٹھے ہوئے ہو ہو گی ان کی کوئی پرسنل بات

اور تم کیوں ٹانگ اڑا رہے ہو بیچ میں بڑی اماں سب کو

ٹوکتے ہوئے بولی تو ارحم نے حیرت سے بڑی اماں کی

طرف دیکھا

اس کا مطلب بڑی اماں آپ بھی ان دونوں کی کی جانے

والی گفتگو کے بارے میں جانتی ہیں ارم کو کافی

حیرت ہو رہی تھی

ہاں جانتے ہیں ہم کیوں تمہیں کوئی مسئلہ ہے بڑی اماں

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ارے لو یو ڈار لنگ آپ نے تو آج میرا دل ہی جیت لیا

حارث بڑی اماں کی طرف دیکھے شرارت سے بولا تو

بڑی اماں نے اسے گھورا جب کہ انہوں نے اپنی

مسکراہٹ دبائی اس تمام کاروائی میں زر خان تو صرف

اپنے بغل میں بیٹھی اپنی بیوی کو ہی دیکھ رہا تھا

جس کے انداز آج بالکل ہی بدلے ہوئے تھے

میں نے تو ناشتہ کر لیا ہے اب آپ سب تیار ہو کر ٹائم

سے باہر پہنچ جائیں گاڑیاں تیار ہیں ار حم اپنی کر سی

گھسیٹ کر کھڑے ہوتے ہوئے بولا اور ایک نظر فاریہ کی

طرف دیکھا جو سر جھکائے ناشتہ کرنا ہے مصروف

تھی دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ وہ فاریہ کو ساتھ لے

جائے مگر اس کا ابھی فاریہ سے ایسا کوئی رشتہ نہیں

تھا جو وہ اسے تنہائی میں ساتھ لے کر گھومتا

میں نے بھی ناشتہ کر لیا ہے اب بھابھی اور لالا آپ

دونوں آجائیں جلدی باہر حارث بھی اٹھ کھڑا ہوا اور

ارحم کے ساتھ قدم باہر کی جانب بڑھائے جب کہ حور

کمرے سے اپنی چادر لینے جا چکی تھی اور زر خان اس

کے آنے کا انتظار کر رہا تھا

کیا ہوا آج میری دونوں شہزادیوں کا منہ کیوں لٹکا ہوا

ہے زر خان فاریہ اور لائبہ کے لٹکے ہوئے چہرے دیکھ کر

بولا

کچھ نہیں لالا ہم تو ٹھیک ہیں فاریہ مسکراتے ہوئے بولی

لالا ہمیں بھی بھا بھی کے ساتھ جانا ہے لائے زر خان کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

ہر گز نہیں جب تک تم دونوں کا نکاح نہیں ہو جاتا تم

دونوں حویلی سے باہر نہیں جاسکتی نکاح ہو جائے

اس کے بعد شادی کی جتنی بھی شاپنگ ہو گی تم

دونوں جا کر اپنی مرضی سے کر لینا ہمیں اس بات پہ

کوئی اعتراض نہیں ہوگا ابھی تم لوگوں کو اگر کچھ

چاہیے تو اپنی بھابھی سے بول دو اس سے پہلے کہ

زرخانہ انہیں کچھ کہتا بڑی اماں نے سختی سے ٹوکا

تو لائے منہ بناتی رہ گئی

بڑی اماں ہمیں جو بھی چاہیے ہم بھابھی کو بتا چکے

ہیں وہ خود ہی ہمارے لیے شاپنگ کر لیں گی ہمیں

کوئی مسئلہ نہیں اور تم چپ رہو جب بڑی اماں بول

رہی ہیں کہ ہم بعد میں شاپنگ کرنے چلے جائیں گے تو

اس کا مطلب ہے کہ چلے جائیں گے اب فضول میں منہ

بنا کر کیوں اپنا اور دوسروں کا دل خراب کر رہی ہو

فارسیہ لائبریری کو گھورتے ہوئے بولی کیونکہ وہ کچھ زیادہ

ہی اور ری ایکٹ کر رہی تھی

لا لا آپ بالکل فکر نہ کریں اور خیریت سے جائیں فار یہ

زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

چلیں بھا بھی بھی آگئی فار یہ سامنے سے آتی حور کو

دیکھتے ہوئے بولی تو زر خان کر سی گھسیٹنا اٹھ کھڑا ہوا

اچھا بڑی اماں نکلتے ہیں ہم زر خان بڑی اماں کی طرف

جھکتے ہوئے بولا تو انہوں نے محبت سے اس کے سر پر

ہاتھ پھیرا تب تک حور بھی ان کے قریب آچکی تھی

زرخان نے حور کو چلنے کا اشارہ کیا تو حور نے زرخان

کے ساتھ ہی قدم حویلی سے باہر کی جانب بڑھائے

حور اور زرخان ایک گاڑی میں تھے جبکہ دوسری گاڑی

میں ارحم اور حارث موجود تھے دونوں گاڑیاں آگے

پیچھے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی گاڑی میں

مکمل خاموشی تھی حورشیشے سے باہر نظر آنے والے

منظر پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جب کہ زر خان کی

ساری توجہ ڈرائیونگ کرنے کی طرف تھی

کچھ دیر گزرنے کے بعد گاڑی میں پھیلی خاموشی کو

زر خان کی بھاری گھمبیر آواز نے توڑا

تمہیں جو بھی چاہیے ہو گا بلا جھجک لے لینا ہچکچانے

کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے تمہارے پاس ضرورت

کا تمام سامان موجود ہونا چاہیے زر خان سڑک پر نظر

جماتے ہوئے بولا

میرے پاس تمام سامان موجود ہے اماں جان نے مجھے

ہر چیز منگوا دی تھی اس لیے مجھے کسی چیز کی

ضرورت نہیں حور بہت دھیمی آواز میں جواب دیا

میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا کہ تمہیں کسی چیز کی

ضرورت ہے یا نہیں میں نے تمہیں یہ بولا ہے کہ تم اپنی

ضرورت کا تمام سامان دوبارہ لوگی زر خان اب میں

لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولا

لیکن جب میرے پاس سب کچھ موجود ہے تو میں

دوبارہ آپ کے پیسے کیوں ضائع کروں حور کو حیرت

ہورہی تھی اس کی بات سن کر اس لیے وہ زر خان کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا اگر میں تم پر اپنے

پسے خرچ کروں گا تو وہ ضائع ہونے میں آجائیں گے

زر خان کو اس کی بات پر بہت غصہ آیا وہ تھا جو اس

کی چاہت میں مرے جا رہا تھا اور ایک اور تھی جو

ایک سیکنڈ میں اس کی چاہت کو پیسے ضائع کرنے کا

نام دے گئی تھی

نہیں میں نے ایسے تو نہیں کہا میرے کہنے کا یہ مطلب

نہیں تھا اسے ایک دم غصے میں آتا دیکھ کر حور

گھبرائی

تو کیا مطلب تھا تمہارے کہنے کا زرخان سخت لہجے

میں بولا

وہ کلک کچھ نہیں زر خان کی سخت آواز سن کر حور

ہکلاتے ہوئے بولی

تم نے کیا قسم کھا رکھی ہے میری کسی بھی بات کو

اپنے کھاتے میں نہ لانے کی تم پر میری بات کوئی اثر ہی

نہیں کرتی اور یقین مانو مسس زر خان سکندر تم وہ

واحد شخصیت ہو جو زرخان سکندر کو نظر انداز کر

بھی دے تو زرخان سکندر اسے کچھ کہہ نہیں کہتا بلکہ

اس کی غلطیوں کو تاہیوں کو نظر انداز کر کے معاف کر

دیتا ہے مگر تم اب حد سے بڑھ رہی ہو میری باتوں کو

نظر انداز کرنا بند کر دو ورنہ میرا طریقہ تمہیں بالکل

پسند نہیں آئے گا زرخان سڑک پر نظریں جماتے ہوئے

سنجیدہ ترین لہجے میں بولا تو حور نے اپنا گلا تر کی

میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا آپ اتنا غصہ کیوں

کرتے ہیں مجھ زر خان کی طرف دیکھتی نہ چاہتے ہوئے

بھی شکوہ کر گئی

کیونکہ تم باتیں ہی غصہ دلانے والی کرتی ہو ایک مہینے

سے تم کوئی ایک ایسا دن بتا دو جس دن تم نے مجھ

سے پیار سے بات کی ہو اپنی باتوں سے تم ہمیشہ میرا

دماغ ہی خراب کرتی ہو زرخان کا لہجہ نرم تھا

اب یہ پیار سے بات کیسے ہوتی ہے اتنے آرام سے تو بات

کرتی ہوں میں آپ سے ابھی بھی آپ کو شکایت ہے حور

منہ بناتے ہوئے بولی تو زرخان نے بے اختیار گردن موڑ

کے اس کی طرف دیکھا جو معصوم سی شکل بنائے

اسی کی طرف دیکھ رہی تھی

نہیں میری جان تم آرام سے بات کرتی ہو اور تمہارا یہی

آرام سے بات کرنے کا انداز ایک سیکنڈ میں میرا دماغ

خراب کر جاتا ہے زرخان نے اس کا پوائنٹ پکڑا اور اس

سے طنز کیا

آپ کا دماغ صحیح کب ہوتا ہے حور ہلکی سی آواز میں

بڑ بڑائی جو زرخان کے سماعتوں تک آسانی سے پہنچ

چکی تھی

یہ تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا کہ میرا دماغ صحیح

کب ہوتا ہے اور جب میں تمہیں بتاؤں گا تب میں

تمہاری یہ گھومی ہوئی کھوپڑی کو بھی ایسا سیدھا

کروں گا کہ دوبارہ تم میرا دماغ خراب کرنے کی جرات

نہیں کرو گی زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے زو

معنی انداز میں بولا تو حور نے گھبرا کر اپنا رخ دوسری

جانب کیا کیونکہ اس کی بات میں موجود وار ننگ کو

وہ بہت اچھے سے سمجھ چکی تھی اگر اب وہ ایک

بھی فضول بات کرتی تو اس نے بری طرح پھنس جانا

تھا جو وہ نہیں چاہتی تھی

اس وقت وہ چاروں شاپنگ مال میں موجود تھے شاپنگ

مال میں داخل ہوتے ہی حارث اور حور نے ان دونوں

سے اپنے راستے الگ کر لیے تھے اب وہ دونوں کبھی

یہاں جاتے تو کبھی وہاں جاتے کبھی اس دکان میں

گھستے تو کبھی اس دکان میں گھس جاتے جبکہ ار حم

اور زر خان ان کے پیچھے پیچھے تھے اور ان کے پیچھے

چلتے چلتے وہ تھکنے لگے تھے مگر وہ دونوں تھے جن

میں شاید کوئی فیرقی بھری گئی تھی جنہیں ردی برابر

فرق نہیں پڑا تھا اور وہ پھرتی سے کبھی ایک دکان

میں جارہے تھے تو کبھی دوسری میں جب کہ ان

دونوں کے پیچھے وہ دونوں بیچارے گھوم چک کر بنے

ہوئے تھے

بھا بھی یہ ڈریس دیکھیں مجھے تو یہ بہت خوبصورت

لگ رہا ہے اب آپ اپنی رائے دیں حارث اور حور اس

وقت ایک بوتیک میں کھڑے تھے حارث سامنے موجود

وائٹ کلر کے خوبصورت سے ڈریس کو دیکھتے ہوئے

بولا جو فل لونگ میکسی تھی اور اس پر گولڈن کام

ہوا تھا وہ میکسی بہت ہی خوبصورت تھی ایک نظر

دیکھتے ہی حارث کو وہ بے حد پسند آئی تھی اور اب

اس کا مشورہ وہ حور سے لے رہا تھا

بھائی یہ تو بہت خوبصورت ہے لائے بہت اچھی لگے

گی حور کو بھی وہ میکسی بہت پیاری لگی تھی اس

لیے اس نے اپنی رائے پیش کی

بات سنیں حارث شاپ کیپر کو اواز دیتے ہیں میں بولا

وہ جلدی سے ہر اس کے قریب آیا

یہ ڈریس پیک کروادیں حارث اس ڈریس کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے بولا

سر یہ ڈریس ہمارے پورے بوتیک کی بیسٹ کلکیشن

میں سے ایک ہے اور اس کی قیمت دو لاکھ روپے ہے

شاپ کیپر نے قیمت بتانا ضروری سمجھا

اگر اس ڈریس کی قیمت دو کی بجائے دس لاکھ بھی

ہوتی تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑنا تھا تم بس یہ

ڈریس پیک کرواؤ حارث اس کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا تو شاپ کیپر نے ایک کو لیک کو بولا تو اس نے

جلدی سے وہ ڈریس پیک کر دی

ڈریس لینے کے بعد وہ لوگ باہر نکلے تو باہر زر خان اور

ارحم موجود نہیں تھے ان دونوں کو انہوں نے ہی اپنے

پیچھے آنے سے منع کیا تھا ان دونوں کا کہنا تھا کہ آپ

لوگ اپنی اپنی شاپنگ کریں ہمارے پیچھے کیوں گھوم

رہے ہیں ان کے بات سن کر ان دونوں کو غصہ تو بہت

آیا کیونکہ اگر وہ پہلے ہی بتا دیتے کہ وہ ان دونوں کی

نہیں بلکہ اپنی اپنی شاپنگ کر رہے ہیں تو وہ کب سے

اپنی شاپنگ کرنے لگ جاتے ہیں

بھابھی ڈریس تو لے لیا اب جیولری رہ گئی ہے چلے آئیں

اب ہم وہ لیتے ہیں حارث حور کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا تو حور نے مسکراتے ہوئے حارث کے ساتھ ہی قدم

جیولری شاپ کی جانب بڑھائے

وہ چاروں ہی شاپنگ کر کے فارغ ہو چکے تھے اور اس

وقت وہ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے

کھانا کھانے کے بعد زر خان کو کورٹ کے لیے روانہ ہونا

تھا جبکہ ارحم اور حارث نے حور کے ساتھ حویلی ہی

واپس جانا تھا کیونکہ جتنی پابندی دودن کے لیے

لڑکیوں پر لگی تھی اتنی ہی پابندی حویلی کے لڑکوں پر

بھی لگائی گئی تھی کہ وہ دودن تک گاؤں سے باہر

نہیں جائیں گے یہ تو ان کی مجبوری تھی کہ انہیں

شاپنگ کرنی تھی ورنہ بڑی اماں تو انہیں بالکل نہ آنے

دیتی

چلو ٹھیک ہے دھیان سے جانا اور خیال سے گاڑی چلانا

اس وقت وہ چاروں ہوٹل سے باہر نکل رہے تھے جب

زر خان ارحم کے ساتھ ساتھ چلتا اسے خیریت سے

پہنچنے کی ہدایت کر رہا تھا وہ ہمیشہ سے ہی اپنے

بھائیوں کو ایسے ٹریٹ کرتا تھا حارث تو یہاں نہیں تھا

مگر ارحم وہ بہتر جانتا تھا کہ وہ اگر حویلی سے ایک

منٹ کے لیے بھی باہر نکلتا تھا تو زر خان اسے یہ ضرور

بولتا تھا کہ اپنا خیال رکھے اور دھیان سے جائے یہ

زر خان سکندر کی ایک خوبصورت عادت تھی جو اس

کی اپنے بھائیوں کے لیے محبت تھی

ارے لالا فکر کیوں کرتے ہیں یقین مانیں آپ کی بیوی کو

کچھ نہیں ہونے دیں گے خیر خیریت سے ہی حویلی لے

کر جائیں گے حارث زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے

شرارت سے بولا تو زرخان نے اسے گھورا

تم کیوں چاہتے ہو کہ میں یہیں پر تمہاری گردن مروڑ

دو انسان بن کر گاڑی میں بیٹھو اور خبردار جو

راستے میں کوئی بھی فضول حرکتیں کی تو زرخان

حادث کو گھورتے ہوئے بولا تو حادث نے ہنستے ہوئے ہاں

میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ زرخان کتنا

سنجیدہ مزاج مرد ہے وہ ایسی فضول حرکتوں میں اور

ایسی باتوں میں بالکل دلچسپی نہیں لیتا اور اس کی

دی گئی ہدایت پر عمل نہ کرنے پر وہ جو سزا دیتا ہے

حادثہ اس سے بھی بخوبی واقف تھا

ٹھیک ہے لالہ آپ بھی اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا خدا

حافظ ارجم زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر

بولا تو خان نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور ایک نظر

اپنے بائیں جانب کھڑی حور کی طرف دیکھا جو مکمل

چادر میں چھپی ہوئی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر گاڑی کا

پیشچھلا دروازہ کھولا حور نے نظریں اٹھا کر زر خان کی

طرف دیکھا دونوں کی نظریں ملی اور دو دل ایک

ساتھ دھڑکے تھے

حور نے جلدی سے اپنی نظروں کا مرکز بدلا اور

خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی زر خان نے گاڑی

کا دروازہ بند کیا اور تھوڑا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا

ارحم کو گاڑی آگے بڑھانے کا اشارہ کیا تو ارحم نے ہاں

میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی ریسٹورنٹ سے باہر نکالی

ان کے جاتے ہی زر خان بھی اپنی گاڑی کے جانب بڑھا

اور کورٹ کی طرف روانہ ہو گیا اسے ایک بہت ضروری

کیس کے سلسلے میں کورٹ جانا تھا اور اس کا جانا

بہت ضروری تھا ورنہ اس کا ارادہ ارحم اور حارث کو

حویلی بھیج کر حور کے ساتھ اکیلے میں شاپنگ کرنے

کا تھا

ایک دن بعد نکاح تھا اور آج حویلی میں ڈھولک رکھی

گئی تھی حویلی میں تمام مہمان آچکے تھے حویلی

میں چہل پہل ہر وقت رہتی تھی کہیں سے قہقہوں کی

آواز آتی تو کہیں سے باتیں کرنے کی کہیں پر بچوں کے

کھلکھلاہٹیں گونجتی حویلی میں مکمل رونق لگی

ہوئی تھی حویلی کو کسی دلہن کی طرح سجایا گیا

تھا کیونکہ اس حویلی کے بچوں کا نکاح جو تھا اور

ایسا کیسے ممکن تھا کہ حویلی کو سجا یا نہ جاتا

لائبہ انسان بن کے بیٹھو کیا بندریوں کی طرح کبھی

ادھر اچھل رہی ہو تو کبھی ادھر لائبہ جو تمام لڑکیوں

کے درمیان ڈھولک لے کر بیٹھی اپنی شادی کی ڈھولک

خود ہی بجا رہی تھی کبھی ادھر جاتی تو کبھی ادھر

جاتی زینت بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے ٹوکا جب کہ

خود کو بندریا کا خطاب ملنے پر لائے منہ بسور کر رہ

گئی یہ اس کی ماں ہی تھی جو اس کی ذرا عزت نہیں

کرتی تھی اور ایک منٹ میں اس کی عزت افزائی کے

جھنڈے ایسے گھاڑتی تھی کہ شاید ہی کسی کی سوچ

ہو مگر اس سب سے لائے کا کیا لینا دینا اسے کون سا

فرق پڑتا تھا

لائبہ کا بنا منہ دیکھ کر حور اور فاریہ نے اپنی

مسکراہٹ دبائی تھی اس وقت ڈائمنگ ہال میں تمام

لڑکیوں کا میلہ لگا ہوا تھا لڑکیاں گول دائرہ بنائے

ڈھولک بجانے میں مصروف تھی جبکہ مرد حضرات کو

اس طرف آنے کی ہر گز اجازت نہ تھی

لڑکی تھوڑی شرم کر جاؤ تمہاری شادی ہے دلہنیں اپنی

شادی کی ڈھولک خود نہیں بجایا کرتی لائے کی خالہ

لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو ڈھولک بجانے

میں اس قدر مصروف تھی جیسے اس کی نہیں کسی

اور کی شادی ہو اور وہ اسے بھرپور طریقے سے

انجوائے کرنے آئی ہوں

ارے خالہ میری بہن کی شادی تو ہے نا اور اپنی بہن کی

شادی کے لیے میں نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا جسے

میں نے اب پورا کرنا ہے یہ تو پتہ نہیں کیسے اس سب

کے درمیان میری شادی آگئی لیکن مجھے کوئی فرق

نہیں پڑتا میں تو اپنی بہن کی شادی کی تمام ارمان

پورے کروں گی لائے مسکراتے ہوئے بولی تو بڑی اماں

نے مسکراتے ہوئے تاسف سے سر ہلایا یعنی یہ لڑکی

نہیں سدھرنے والی

بھابھی اپ بھی کوئی گانا گانے سنائیں نا ہمیں کب سے

خاموش بیٹھی ہیں لائے کا نشانہ اب حور کی طرف تھا

نہیں میری پیاری بہن مجھے کوئی گانا نہیں آتا یقین

مانو مجھے گانا بھی گانا نہیں آتا تم گاؤ میں سن رہی

ہوں نا حور نے حقیقت بیان کی کیونکہ اسے واقعی میں

کوئی گانا نہیں آتا تھا

بھا بھی کیا آپ کو واقعی میں کوئی گانا نہیں آتا فار یہ

کو جسے حور کی بات پر یقین نہیں آیا

نہیں آتا میں نے کبھی گانے سنے ہی نہیں حور نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا

اچھا چلیں چھوڑیں یہ سب تو چلتا ہی رہے گا آپ میرے

ساتھ چلیں مجھے آپ کو کسی سے ملوانا ہے فار یہ حور

کا ہاتھ تھامتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

فار یہ حور کو ساتھ لیے بڑی اماں کے بالکل ساتھ والے

کمرے میں داخل ہوئی کمرے میں داخل ہو کر اس نے

لائٹ آن کی تو سارا کمرہ روشنی سے نہا گیا

یہ کس کا کمرہ ہے فار یہ اور تم مجھے یہاں پر کیوں

لائی ہو رنے سواریاں نظروں سے فار یہ کی جانب

دیکھتے ہوئے پوچھا

بھا بھی یہ ہمارے چچا جان کا کمرہ ہے وہ یہاں پر نہیں

ہوتے وہ ایک آرمی آفیسر ہیں حویلی وہ بہت کم آتے

ہیں یہ ان کا کمرہ ہے اور وہ سامنے تصویر لگی دیکھ

رہی ہیں آپ فار یہ نے سامنے لگی تصویر کی طرف

اشارہ کیا تو حور نے نظریں گھما کر اس تصویر کی

طرف دیکھا

ایک بہت بڑی تصویر فوٹو فریم میں لگا کر دیوار کے

ساتھ لگوائی گئی تھی اس میں ایک خوبصورت گرین

آنکھوں والی گرٹ یاد کھائی دے رہی تھی وہ بچی دو سے

تین سال کی عمر کے درمیان کی تھی مگر وہ بہت

خوبصورت تھی اس کے چہرے کے نقوش اس کی رنگت

سب سے بڑھ کر اس کی سبز آنکھیں اسے بہت منفرد بنا

رہی تھی

یہ بچی کون ہے حور نے فاریہ سے اگلا سوال کیا

یہ ہماری بڑی بہن ہے بھابھی جس سے ہم آج تک نہیں

ملے کبھی اسے دیکھا نہیں آپ کو پتہ ہے یہ ہم سے

پورے پانچ سال بڑی ہیں مگر آج تک ہم ان سے نہیں

ملے بچپن سے ان کی یہ تصویر دیکھتے آرہے ہیں اس

کے علاؤہ نہ تو ہمارے پاس ان کی کوئی تصویر ہے اور

نہ ہی ان کا آتا پتہ بہت دل چاہتا ہے کہ ہم اپنی بہن سے

ملیں وہ بچپن میں اتنی خوبصورت تھی تو اب وہ

کتنی خوبصورت ہوں گی یہ سوچ کر ہی دل کو کچھ

ہوتا ہے کاش ہم اپنی بہن کو مل پاتے اسے دیکھ پاتے یا

کاش وہ یہاں پر آ جاتی فاریہ کے انداز میں حسرت

تھی جیسے وہ اس لڑکی سے ملنے کے لیے بہت بے تاب ہو

اور تم لوگ کیوں نہیں ملے ان سے فاریہ کی باتیں سن

کر حور پوچھے بنانہ رہ سکی

یہ ہمارے چچا جان کی بیٹی ہیں اور جب یہ پیدا ہوئی

تھی تب ان کی والدہ کی ڈیٹھ ہو گئی اس کے بعد چچا

جان اپنی بیٹی کو لے کر اٹلی سیٹل ہو گئے پھر کچھ

حویلی میں دادا جان اور چچا جان کے آپس میں کچھ

اختلافات قائم ہو گئے جس کی بنا پر چچا جان نے

دوبارہ اس حویلی میں قدم نہیں رکھا دادا جان کی

وفات پر وہ حویلی آئے مگر سب کے اصرار کرنے کے

باوجود وہ اپنی بیٹی کو نہیں لے کر آئے سال میں ایک

یاد و بار وہ صرف حویلی بڑی اماں سے ملنے آتے ہیں

ورنہ وہ بھی یہاں پر نہیں آتے ہمارے چچا جان بہت

اتجھے ہیں وہ جب کبھی بھی آتے ہیں ہم سب سے بہت

محبت سے پیش آتے ہیں ہمارے دل میں حسرت ہی رہ

گئی کہ کاش ہمارے چچا جان اور ہماری بڑی بہن ہمارے

درمیان ہوتی فار یہ سامنے تصویر پر نظر جماتی ہوئی

بول رہی تھی جبکہ حور دلچسپی سے اس کی ایک ایک

بات کو سن رہی تھی

آپ کو پتہ ہے بھابھی اس کمرے میں آنے کی اجازت اس

حویلی کی عورتوں کے سوا کسی کو نہیں ہے اور یہ

حکم بھی چچا جان کا تھا اور آپ کو معلوم ہے کہ ان

کی تصویر آج تک ہم عورتوں کے علاؤہ گھر کے کسی

فرد نے نہیں دیکھی سوائے گھر کے بروں کے زر خان لالا

حارث لالا اور ارحم میں سے کسی نے بھی ان کی

تصویر آج تک نہیں دیکھی فاریہ نے حور کو تفصیلی

بات بتائی

تو کوئی بات نہیں اس میں اداس ہونے والی کون سی

بات ہے تمہاری شادی پر تو تمہارے چچا جان آئیں گے نا

تو تم سب بیٹھ کر انہیں منالینا کہ وہ اپنی بیٹی کو

یہاں لے آئیں ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار تم لوگوں کی

بات مان جائیں حور نے فاریہ کو حوصلہ دیا اور ساتھ

ایک بہترین مشورے بھی دیا

مجھے پتہ ہے بھابھی چچا جان کبھی نہیں مانیں گے

لیکن پھر بھی ہم اس بار پوری کوشش کریں گے اگر وہ

انہیں یہاں پر لا نہیں سکتے تو کم سے کم فون پر ہماری

بات کروادیں فاریہ حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تو حور نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

فکر مت کرو انشاء اللہ سب بہتر ہوگا اگر تم سب کی

محبت تمہاری بہن کے لیے خالص ہے تو وہ ضرور تم تک

آجائے گی اور تم لوگ ضرور اس سے ملو گے اللہ پر

بھروسہ رکھا کرو حور نے مسکراتے ہوئے فاریہ کو

حوصلہ دیا اس بات سے انجان کہ شاید اس لڑکی کا ان

کی زندگی میں آنا اس کی زندگی کو برباد کر سکتا ہے

یا اسے ایک کڑی مشکل کے چوراہے پر لا کر کھڑا کر

سکتا ہے

فار یہ نے مسکراتے ہوئے انشاء اللہ کہا تو حور بھی مسکرا

دی اب ان کی قسمت میں جو بھی ہونا تھا وہ خدا سے

بہتر کوئی نہیں جانتا تھا اور بے شک خدا جو بھی کرتا

ہے وہ بہتر ہی ہوتا ہے اور اس میں ہر انسان کے لیے

حکمت ہی چھپی ہوتی ہے

داؤد پتہ چلا کچھ اس لڑکی کے بارے میں زرخان اپنے

آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولا جبکہ داؤد اس کے

پیچھے پیچھے چلتا آ رہا تھا

نہیں سر ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں

انشاء اللہ کچھ ہی دنوں میں آپ کے پاس اس لڑکی کی

تمام ریٹیل موجود ہوں گی داؤد زر خان کے سامن

ے کھڑے ہوتے ہوئے بولا جو اپنی کرسی پر جا بیٹھا تھا

سی سی ٹی وی فٹیج سے پتہ چلا کہ اس لڑکی کو

دوبارہ کہاں دیکھا گیا ہے زر خان نے داؤد کی طرف

دیکھتے ہوئے اگلا سوال کیا

جی سر ہم نے تمام سی سی ٹی وی فٹیج چیک کی تھی

اس ہاسپٹل میں اس لڑکی کو صرف دو بار دیکھا گیا

ہے اس کے بعد نہ تو اس لڑکی کو ہاسپٹل میں دیکھا گیا

ہے اور نہ ہی کہیں اور ہم اپنی طرف سے پوری کوشش

کر رہے ہیں مگر شاید اس لڑکی کا بیک گراؤنڈ کافی

مضبوط ہے اس لیے ہم اتنی جلدی اس کے بارے میں

نہیں جان پارہے لیکن آپ فکر مت کریں جلد ہی ہم

جان جائیں گے کہ وہ لڑکی کون ہے داؤد نے زر خان کی

طرف دیکھتے ہوئے اسے ساری تفصیل بتائی

تمہیں ایک ہیوی بائیگ کا نمبر پلیٹ دیا تھا اس سے پتہ

چلا کہ وہ بائیگ کس کی ہے زر خان کرسی کی پشت

سے کمر ٹکاتے ہوئے بولا

جی سروہ نمبر پلیٹ جیلی تھا اس ہیوی بانک پر جو

نمبر پلیٹ لگا تھا وہ اصل نہیں تھا ہمارے بہت زیادہ

معلومات لینے کے بعد بھی صرف اتنا ہی پتہ چل سکا

ہے کہ جہاں جہاں اس ہیوی بانک کو دیکھا گیا ہے وہاں

وہاں اس ہیوی بانک کے نمبر پلیٹ چنچ تھے مطلب

اس ہیوی بانک کے نمبر پلیٹ اصل نہیں تھے اسے جان

بوجھ کر چیلنج کیا گیا تھا وہ لڑکی جہاں بھی جاتی ہے

اپنی بابتیک کا نمبر پلیٹ چیلنج کر کے ہی جاتی ہے اس

لیے ہم اس بابتیک تک نہیں پہنچ سکے اور نہ ہی اس کے

مالک تک داؤد زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو

زر خان نے سنجیدہ چہرے سے صرف ہاں میں سر ہلایا

اور اسے جانے کا اشارہ کیا تو داؤد آفس روم سے باہر

نکل گیا

زرخان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس لڑکی کی طرف

جانے والا ہر راستہ بند کیوں ہوتا جا رہا ہے وہ جیسے

جیسے جاننے کی اسے منظر عام پر لانے کی کوشش کرتا

ہے ویسے ویسے اس کی امیدوں کو شکست ملتی ہے

اتنے زیادہ ثبوت ہونے کے باوجود بھی وہ اس لڑکی کے

بارے میں معلومات نہیں لے پارہا تناو قت گزر جانے

کے بعد بھی اسے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ

وہ لڑکی کون ہے اب تو اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس

سارے کھیل اسے جڑی لڑکی یہی ہے مگر وہ لڑکی اس

دن کے بعد زر خان کو نہیں دکھائی دی تھی شاید وہ

منظر عام سے ہٹ چکی تھی یا کہیں چھپ چکی تھی

مگر خیر زر خان سکندر بھی کوئی کمزور مرد نہیں تھا

اس کا بھی عہد تھا خود سے کہ وہ اس لڑکی کو منظر

عام پر لا کر رہے گا جب تک وہ لڑکی اس کے سامنے

نہیں آ جاتی وہ سکون کا سانس نہیں لے سکتا تھا

اب اس در کھانے ہی سب کچھ سوچ رہا تھا جب اس کا

فون بجایا اپنی سوچوں سے باہر نکل کر زر خان نے اپنے

فون کی طرف دیکھا جہاں بری اماں کا نمبر شو ہو رہا

تھا ان کے نمبر سے شاید کہیں میسج آیا تھا نے ان باکس

ان کر کے میسج دیکھا

السلام علیکم "بڑی اماں نے کچھ جیولری منگوائی تھی"

اور اس کا آرڈر ہم دے آئے تھے اب وہ جیولری ریسیو

کرنی ہے آپ کو جیولری کی شاپ کا نمبر سینڈ کر دیا ہے

دیکھ لیجیے اور آتے ہوئے وہ جیولری لیتے آئے گا رحم

بھائی اور حارث بھائی کو حویلی سے نکلنے کی اجازت

نہیں ہے اس لیے وہ نہیں آ سکتے "بھولے گامت" یاد

سے لیتے آئے گا خدا حافظ میسج پڑھ کے زر خان

دلکشی سے مسکرایا یقیناً یہ میسج حور نے ہی کیا تھا

اوکے لکھ کر زر خان نے میسج سینڈ کیا اور فون دوبارہ

ٹیبیل پر رکھ دیا اس کا دھیان اب اس بات کی طرف

گیا تھا کہ حور کے پاس تو فون موجود ہی نہیں اور نہ

ہی اس نے لے کر دیا حالانکہ اس کے پاس فون ہونا

چاہیے اس دن بھی جب اس نے کال کی تھی تو بڑی

اماں کے نمبر سے ہی کی تھی اور آج بھی میسج بڑی

اماں کے نمبر سے ہی کیا تھا اسے فون کی ضرورت تو

تھی مگر زرخان نے اس بات پر دھیان نہیں دیا

زرخان اپنی کرسی گھسیٹتے ہوئے اٹھا اور ایک نظر

گھڑی کی طرف دیکھا جو شام کے پانچ بجے جارہی

تھی ویسے بھی آفس بند ہونے والا تھا اس لیے اپنا فون

اور ضروری سامان پکڑتا زرخان آفس روم سے باہر نکل گیا

اس کا ارادہ مال جانے کا تھا وہاں سے جیولری ریسیو

کر کے حور کے لیے ایک اچھا سا فون لینا تھا تا کہ اگلی

بار جب حور اسے کال یا میسج کرے تو بڑی اماں کے

فون سے نہیں بلکہ اپنے فون سے کرے اور کچھ زر خان

خود بھی چاہتا تھا کہ حور کے پاس فون ہوتا کہ جب

اس کا دل چاہے تو وہ حور کو میسج یا کال کر لے

اس وقت حویلی میں مہمانوں سمیت سب کھانا کھا

چکے تھے مگر زرخان ابھی تک حویلی واپس نہیں آیا

تھا اور حور اس کا انتظار کر رہی تھی سب کے درمیان

بیٹھے ہوئے بھی بار بار اس کی نظریں بھٹک بھٹک کر

حویلی کے داخلی دروازے کی طرف جارہی تھی

جیسے وہ زر خان کے آنے کی منتظر بیٹھی ہو

بھا بھی حوصلہ رکھ لیں آجاتے ہیں لالا حور کو بار بار

دروازے کی طرف دیکھتا پا کر لائبہ حور کے کان میں

جھکتے شرارت سے بولی تو حور نے گھور کر اسے دیکھا

اب مجھے گھوریں تو نہیں بھا بھی لالا کا ہی انتظار کر

رہی ہیں آجاتے ہیں فکر مت کریں لائے ابھی ابھی باز نہ

آئی چھڑنے سے

میں کسی کا انتظار نہیں کر رہی اور تم فضول مت بولا

کر و حور نے لائے کو گھورتے ہوئے بولا

میں نے بھا بھی ایسا تو مت بولیں وہ دیکھیں لا لا آگئے

لائے بولی تو حور نے جھٹکے سے گردن موڑ کے دروازے

کی جانب دیکھا جہاں سے زر خان اندر داخل ہو رہا تھا

دیکھا میں بول رہی تھی ناکہ آپ لالا کا ہی انتظار کر

رہی ہیں ویسے آپ مانتی ہی نہیں اپنے قریب سے لائے

شرارت سے بھرپور آواز سن کر حور نے فوراً سے نظروں

کا زاویہ بدلا

زر خان چلتا ہوا ان سب کے قریب آیا اور مشترکہ سلام

کیا سب نے اس کا سلام کا جواب دیا جب کہ زر خان

کی نظریں حور پڑ جمی تھی جو نیلے رنگ کا جوڑا

پہنے سر پر دوپٹہ جمائے بیٹھی اسے ہمیشہ کی طرح

سادگی میں بھی اس کے دل میں اترتی ہوئی محسوس

ہوئی

کمرے میں آؤ مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے

زرخان حور کی طرف جھکتے ہلکی آواز میں بولا تو

حور نے جھٹکے سے سر اٹھا کر زرخان کی طرف دیکھا

تو اس نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور آگے کی

جانب بڑھ گیا جبکہ حور اب سوچ رہی تھی کہ اتنے

مہمانوں کے درمیان سے اٹھ کر کیسے زرخان کے پیچھے

جائے مگر اس کی مشکل کو بڑی اماں کی آواز میں

آسان کر دیا

حور جاؤ بیٹا زر خان ابھی آفس سے آیا ہے کھانے کا

پوچھو اس سے جا کر بڑی اماں حور کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو حور ہاں میں سر ہلاتے ہوئے جلدی سے

اٹھی اور اپنے کمرے کی جانب چلی گئی

زر خان کمرے میں داخل ہوا تو اور اپنے ہاتھ میں پکڑے

بیگز کو صوفے پر رکھا اپنا کوٹ اتار کر بیڈ کی طرف

پھینکا اور دروازے کی جانب مڑا جہاں حور کمرے میں

داخل ہو رہی تھی البتہ وہ دیکھ چکا تھا کہ حور اس

کے پیچھے ہی آرہی ہے

اسلام علیکم حور کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی

و علیکم السلام ادھر آؤ بیٹھتے ہوئے بولا

جی۔۔۔؟؟؟ زر خان کو اپنے پاس بلانے پر حور صرف اتنا

ہی بول سکی

میں نے بولا ادھر آؤ زر خان نے دوبارہ اپنی بات دوڑائی

کک کیوں "حور کو زر خان کا انداز کچھ عجیب لگا تھا"

تم اتنے سوال جواب کیوں کرتی ہو لڑکی میں تمہیں اپنے

پاس بلارہا ہوں تو اس کا مطلب ہے تم میرے پاس آؤ

زر خان کا لہجہ ایک دم سنجیدہ ہوا تھا اسے سنجیدہ

دیکھ کر چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کے قریب جا کر

کھڑی ہو گئی

حور کے قریب آنے پر زر خان نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر

کیے بغیر اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے قریب بٹھایا

بہت فضول بولتی ہو تم فضول بولنا تھوڑا کم کرو

زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

میں کب فضول بولتی ہوں حور کو اس کی بات سن کر

حیرت ہوئی کیونکہ وہ بہت کم ہی زر خان کو مخاطب

کرتی تھی بلکہ وہ تو کسی کو بھی بلا وجہ مخاطب

کرتی ہی نہیں تھی اور وہ بول رہا تھا کہ کم بولا کرو

یہی تو مسئلہ ہے کہ تم بولتی ہی نہیں ہو جب بولتی ہو

تو تمہارے سوال جواب ہی ختم نہیں ہوتے کیوں کیا

کیسے کس طرح یہ سب بولنا کم کر و زرخان اس کے

چہرے پر نظر ہے جماتے ہوئے بولا تو حور نے خفگی سے

اس کی طرف دیکھا یعنی اب وہ بولے بھی تو فضول

ہے اس کا خفگی بھرا چہرہ دیکھ کر زرخان مسکرایا

اور سائیڈ سے ایک بیگ پکڑ کے جانب بڑھایا

یہ کیا ہے حور نے سوالیہ نظروں سے زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے پوچھا

کھول کر دیکھ لو زر خان اس کے ہاتھ میں بیگ تھماتے

ہوئے بولا تو حور نے وہ بیگ کھول کر دیکھا بیچ میں

ایک ڈبہ نما کچھ چیز تھی اس نے وہ باہر نکالا تو وہ

فون کا باکس تھا یعنی زر خان اس کے لیے فون لے کر

آیا تھا

یہ کیوں لائے ہیں آپ حور نے زر خان کی طرف دیکھتے

ہوئے اگلا سوال گیا جبکہ زر خان تو اپنی بیوی کا

سوالوں سے تنگ آچکا تھا

سوچا سارا دن فری ہوتی ہو یہاں بیٹھی ریڈیو سن لیا

کرو گی اس لیے فون لا دیا اب بیٹھ کے ریڈیو سنتی

رہنا ٹھیک ہے اس کے سوال پر زرخان جل کر بولا

لیکن مجھے ریڈیو کی کیا ضرورت ہے اس کمرے میں

اتنی بڑی ایل ای ڈی لگی تو ہوئی ہے حور زرخان کی

ریڈیو والی بات کو سیریس لے گئی اس لیے اسے

سمجھاتے ہوئے بولی کہ اس کے کمرے میں ایل ای ڈی

موجود ہے

تم کیوں ہر وقت میرا دماغ گھمانے کے چکروں میں

رہتی ہو یقین مانو میں آگے ہی بہت کھسکا ہوا بندہ

ہوں اور تم جان بوجھ کر مجھ سے پنگے لیتی ہو اگر

میرا دماغ گھوم گیا نہ کسی دن تو تم بری طرح پھنس

جاؤ گی زر خان حور کو گھورتے ہوئے بولا

میں نے کیا کیا "حور معصوم سی شکل بناتی ہوئی"

بولی تو زرخان تو اس کی معصومیت بھرے چہرے کو

دیکھا ہی رہ گیا

بات سنو میری مانا کہ تم حسین ہو مگر اس کا ہر گزیہ

مطلب نہیں کہ تم مجھ پر اپنی معصومیت کے تیر

چلاؤ گی زرخان سنجیدگی سے بولا جیسے اسے دھمکا

رہا ہو جبکہ اسکے اس انداز پر حور نے نا سمجھی سے

زرخان کی طرف دیکھا کیونکہ سامنے بیٹھے اس کے

شوہر کی ایک بھی بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی

یہ فون تمہارے لیے لایا ہو سیم بھی موجود ہے اس میں

اور واٹساپ بھی بنا دی ہے نیک بھی چلتا ہے تم کچھ

بھی دیکھ سکتی ہو اور یہ فون اب ہمیشہ ہر وقت

تمہارے پاس رہنا چاہیے یہاں وہاں رکھ کر بھولی تو

تمہیں چھوڑوں گا نہیں میں ساری بات نرم لہجے میں

بول کر آخر میں زرخان نے اسے دھمکی دی

لیکن میں "حور نے کچھ بولنا چاہا اس سے پہلے ہی"

زرخان اس کی

تمہارا لیکن گیا بھاڑ میں کپڑے نکالو میرے زرخان اسے

حکم دیتا ہے وہ بولا اور اٹھ کر واش روم میں بند ہو

گیا جبکہ حور حیرت سے اس کی پشت ہی دیکھتی رہ

گئی

زر خان واقعی میں حور کے سوالوں جوابوں سے تنگ آ

چکا تھا وہ کوئی بات اتنی آسانی سے مانتی ہی نہیں

تھی ماننا تو دور کے بعد وہ تو سنتی بھی نہیں تھی اور

زر خان اس کے معاملے میں بے بس ہو جاتا تھا اسے

سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ جب نہیں بولتی تھی تو بالکل

نہیں بولتی تھی اور جب بولتی تھی تو اتنے سوال

جواب کرتی تھی کہ سامنے بیٹھے بندے کا دماغ ایک

سیکینڈ میں گھما دیتی تھی اور زر خان کو تو لگتا تھا

کسی دن اس کے سوالوں جوابوں نے اس کا بی پی

شوٹ کروا دینا ہے اور اسے یقین تھا کہ عنقریب یہ

کام بھی ہو جائے گا

ہر طرف ایک روشن صبح کی کرنیں پھیلی ہوئی تھی

اور وہیں حویلی میں افرا تفری مچی ہوئی تھی کیونکہ

جمعہ کے ٹھیک بعد نکاح تھا اور ہر کوئی نکاح کی

تیا ریاں کرنے میں مصروف تھا نکاح کا اہتمام باہر لان

میں کیا گیا تھا عورتوں اور مردوں کو الگ الگ انتظام

تھایہ اس حویلی کا اصول تھا کہ جہاں عورتیں ہوتی

تھیں وہاں مرد حضرات نہیں آ سکتے تھے اس لیے لہذا

باہر لان میں مردوں کا انتظام تھا جبکہ حویلی کے اندر

عورتوں کا

السلامیہ اتنا خوبصورت ڈریس میرا ہے لائے نے جب

اپنا سفید نکاح کا جوڑا دیکھا تو اسے یقین ہی نہیں آیا

اتنا حسین اور اتنا خوبصورت جوڑا حارث نے اس کے

لیے لیا تھا

جی ہاں یہ جوڑا آپ کا ہے محترمہ اب چینیج کر کے آؤ

نکاح کا وقت ہو رہا ہے حور لائبہ کے ہاتھ میں نکاح کا

جوڑا اٹھاتے ہوئے بولی تو لائبہ مسکراتی ہوئی چینیج

کرنے چلے گئی جبکہ فاریہ کو بیوٹیشن پہلے سے ہی

تیار کر رہی تھی

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو حور فاریہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی جسے بیوٹیشن تقریباً تیار کر چکی

تھی اور اب وہ اس کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی

شکریہ بھا بھی فاریہ مسکراتے ہوئے بولی تو حور بھی

مسکرا دی

بھا بھی آپ بھی چنچ کر لیں ہم تو تیار بھی ہو گئے ہیں

اور آپ ابھی تک ایسے ہی گھوم رہی ہیں بڑی اماں نے

دیکھ لیا تو بہت ڈانٹیں گی چلیں اب جلدی سے آپ

بھی کپڑے چنچ کر آئیں بیوٹیشن آپ کو تیار کر دیتی

ہے فاریہ حور کی جانب دیکھتے ہوئے بولی جوا بھی

تک سادہ سے حو لیے میں موجود تھی

نہیں فار یہ میں میک اپ نہیں کرتی اس لیے مجھے تیار

ہونے کی کوئی ضرورت نہیں میں صرف کپڑے چینج

کروں گی حور مسکراتے ہوئے بولی

ایسے کیسے بھا بھی ہمارا نکاح ہے اور آپ سادہ سے

حو لیے میں رہیں گی پلیز زیادہ نہیں تھوڑا سا میک اپ

کروالیں کون سا ہم نے مردوں والی سائیڈ پر جانا ہے

عمورتوں میں ہی رہنا ہے اور آپ کو کس نے دیکھنا ہے

اس لیے پلیز تھوڑا سا تیار ہو جائیں حور کی بات سن

کر لائے اس کی منت کرنے وہ چیلنج کر کے نکلی ہی

. تھی جب اس نے حور کی بات سنی اور پھر اسے منانے

کی کوشش کرنے لگی کہ وہ بھی تیار ہو جائے

مجھ پر میک اپ سوٹ نہیں کرے گا کیونکہ میں نے

کبھی کیا ہی نہیں ضد مت کرو میں ایسے بھی اچھی

ہی لگوں گی حور نے اسے سمجھانا چاہا

بھا بھی آپ ہمیں اپنی بہنیں سمجھتی ہیں نا پھر ہماری

خاطر زیادہ نہیں تو تھوڑا سا تو تیار ہو جائیں آنکھوں

میں امید لیے فار یہ حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تو حور نے ایک ایک نظر فار یہ اور لائے کے چہرے کی

طرف دیکھا جو آنکھوں میں التجا لیے اسی کی طرف

دیکھ رہی تھی

اچھا ٹھیک ہے لیکن میں زیادہ تیار نہیں ہوں گی بس

تھوڑا سا اور ہار مانتے ہوئے بولی تو وہ دونوں خوش

ہو گئی

ٹھیک ہے بھابھی اب آپ جلدی سے جائیں اور چیلنج کر

کے آئیں لائے حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو حور

نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا اور چہنچ کرنے چلی گئی .

اس وقت بیوٹیشن لائے اور فاریہ کے کمرے میں موجود

انہیں تیار کر رہی تھی انہیں حویلی سے باہر جانے کی

اجازت نہیں تھی اس لیے بیوٹیشن کو شہر سے حویلی

میں بلایا گیا تھا اور وہ بہت مہارت سے اپنا کام کر

رہی تھی لائے اور فارے نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ

زیادہ ہیوی میک اپ کی عادی نہیں اور نہ ہی انہیں

ایسا میک اپ پسند ہے اس لیے بیوٹیشن نے بہت ہلکا

ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں لائٹ میک اپ کر کے دلہن کی

طرح تیار کیا تھا

اس وقت زر خان باہر کھڑا آنے والے مہمانوں کا استقبال

کر رہا تھا جبکہ حارث اور ارجم بھی زر خان کے قریب

ہی کھڑے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کر رہے تھے

بیٹا مولوی صاحب آگئے ہیں میرے خیال سے اب نکاح

کی رسم شروع کر دینی چاہیے صہمز یب سکندر زر خان

کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

جی ٹھیک ہے بابا جان آپ چچا جان کو بلائیں پھر ہم

نکاح شروع کرواتے ہیں زر خان صہمز یب صاحب کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا

نکاح کے لیے دو مولوی بلوائے گئے تھے ایک نے ار حم اور

فاریہ کا نکاح پڑھوانا تھا جبکہ دوسرے نے لائے اور

حادث کا نکاح پڑھوانا تھا

دلہنوں کے چہروں پر چادر ڈال دو نکاح کے لیے مولوی

صاحب اور کچھ گواہ آ رہے ہیں فاریہ اور لائے اپنے

کمرے میں دلہن کے روپ میں بیٹھی ہوئی تھی جب

زینت بیگم کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی تو حور نے

آگے بڑھ کر دونوں کے چہروں پر چادر سے گھونگٹ کر

دیا اور زینب بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے ہاں میں سر

ہلایا زینت بیگم اپنی دونوں بیٹیوں کو محبت پاش

نظروں سے دیکھتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی اور باہر

کھڑے زر خان کو کمرے میں جانے کی اجازت دی تو وہ

مولوی صاحب صہزیب سکندر اور شاہنواز سکندر کو

ساتھ لیتا کمرے کے اندر داخل ہوا

کمرے میں داخل ہوتے ہی زر خان کی نظر سامنے کھڑی

حور پر پڑی جس کا رخ دوسری جانب تھا وہ اسے

دیکھ نہیں سکا اور اسی طرح وہ سائیڈ پر ہو گئی

زر خان نے مولوی صاحب کو سامنے صوفے پر بٹھایا اور

خود ان کے قریب ہی کھڑا ہو گیا مولوی صاحب سامنے

صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ تمام گواہ ہاتھ باندھے ان کے

قریب کھڑے تھے

کچھ پل گزرنے کے بعد کمرے کی گہری خاموشی میں

مولوی صاحب کے بولے جانے والے کلمات گونجے

فاریہ شاہنواز سکندر آپ کا نکاح ار حم صہزیب ولد

صہزیب سکندر کے ساتھ سکھ راج الوقت پانچ لاکھ

حق مہر میں قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

مولوی صاحب کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ سنتے ہیں

فاریہ کے دل کی دھڑکن مشترکہ ہوئی تھی دل جیسے

رک رک کے چلنا شروع ہو گیا تھا گلے میں انسوؤں کا

پھندا ایسے پھنسا تھا جیسے ابھی سانس نہیں لے پائے

گی انج وہ پورے حق سے کسی اور کی ہونے جارہی

تھی اور اس چیز کی اجازت سامنے بیٹھے مولوی

صاحب سے مانگ رہے تھے

جواب دو بیٹا شاہنواز سکندر نم آنکھوں سے فاریہ کا

سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تو فاریہ نے کانپتی آواز

میں قبول ہے بولا تین بار قبول ہے بولنے کے بعد فاریہ

آج اپنا وجود اپنی روح اپنا آپ اپنی ساری زندگی

ارحم کے نام کر چکی تھی

فاریہ سے نکاح کی رضامندی لینے کے بعد مولوی صاحب

نے لائے کی طرف رخ کیا اور اس کی طرف دیکھتے

ہوئے نکاح کے کلمات ادا کیے

لائے شاہنواز سکندر آپ کا نکاح حارث صہزیب ولد

صہزیب سکندر سے سکہ راج الوقت پانچ لاکھ حق مہر

قرار پایا گیا ہے کہ آپ کو یہ نکاح قبول ہے مولوی

صاحب بولے تو لائے کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گال

پر بہنے لگے وہ جلدی رونے والی لڑکی نہیں تھی مگر یہ

وقت ایسا تھا جو اسے خود معلوم نہ تھا کہ اسے اتنی

بے چینی کیوں ہو رہی ہے

شاہنواز سکندر آگے بڑھے اور نرمی سے اپنی لاڈلی کے

سر پر ہاتھ پھیر اپنے باپ کا لمس ملتے ہی وہ زار و

قطار رونے لگی زینت بیگم نے آگے بڑھ کر لائے کی کمر

سہلائی اور نم آنکھوں سے اسے قبول ہے کہنے کا بولا تو

لائے نے تین بار رضا مندی دے کر اپنا آپ حارث کے

سپر د کر دیا

ان دونوں کے نام کے آگے سے آج ان کے باپ کا نام ہٹ

چکا تھا ان کے نام کے آگے ان کے شوہروں کا نام لگ

چکا تھا جن کی روح پر جسم پر اور ساری زندگی پر

ان کا ہی حق تھا کیسے ایک پل میں وہ اپنے ماں باپ

کے لیے پرانی ہو گئی تھی

لاٹہ اور فاریہ سے رضامندی لینے کے بعد مولوی صاحب

گواہوں کے ساتھ کمرے سے چلے گئے جبکہ ان کے جاتے

ہی وہ دونوں بہنیں بے تحاشہ رونے لگی ان کے رونے

سے زینت بیگم کا بھی یہی حال تھا وہ ماں تھی اور

انہوں نے ایک ساتھ اپنی دونوں بیٹیوں کو رخصت کرنا

تھا آج اپنے ہاتھوں سے وہ اپنی شہزادیوں کو کسی اور

کے سپرد کر گئی تھی

بس کرو میرا بچہ اب اور نہیں رونا تم لوگ کہاں جا رہی

ہو یہی تور ہوگی اسی حویلی میں اپنے ماں باپ کے

پاس انہیں چپ ہوتا نہ دیکھ کر اماں جان آگے بڑھی۔

اور دونوں کی پیشانی کو چوما اور انہیں حوصلہ دیا

جب ان کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑی حور کی جانب

گئی جولائے اور فاریہ کی طرف دیکھ رہی تھی وہ

جانتی تھی کہ وہ لڑکی کتنی سادہ اور معصوم ہے

فاریہ اور لائبہ کے پاس تو ماں باپ اور بہت سے رشتے

موجود تھے مگر اس بیچاری کے پاس کیا تھا جس نے

آج تک اپنے ماں باپ کا لمس ہی محسوس نہیں کیا تھا

اسے کیا پتا کہ ماں باپ کی جدائی کیسی ہوتی ہے سچ

تو یہ تھا کہ اسے ہی تو معلوم تھا کہ ماں باپ کی

جدائی کیا ہوتی ہے کیونکہ اس نے اپنے ماں باپ کو

اپنے ہاتھوں سے خود رخصت کیا تھا بیٹیاں تو رخصت

ہو کے دوسرے گھر جاتی ہیں مگر اس لڑکی نے اپنے ماں

باپ کو خود اس دنیا سے رخصت کیا تھا اماں جان کو

آج پہلی بار حور اپنے دل کے بے حد نزدیک لگی تھی

ہمیشہ حور کے لیے اس حویلی میں بڑی اماں ہی بولتی

تھی مگر اماں جان کو پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ

حور کو بھی ان کی ضرورت ہے

حور کو دیکھتے ہوئے بے اختیار اماں جان حور کی

طرف بڑھی اور اس کے نزدیک جاتے سے نرمی سے اپنے

گلے لگایا اور محبت سے اس کا ماتھا چوما

تم تینوں میری بہوئیں نہیں میری بیٹیاں ہو اور تم

تینوں کے لیے میں اپنے بیٹوں سے بھی لڑنے کو تیار ہوں

اگر میرے بیٹوں میں سے کسی ایک نے بھی تم لوگوں

کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو یہ میرا وعدہ

ہے کہ ان کی ٹانگیں توڑ دوں گی مگر اپنی بیٹیوں کی

آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گی اماں جان ان تینوں

کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو وہ تینوں ہلکا سا

مسکرا دی

جبکہ کچھ فاصلے پر بیٹھی بڑی اماں نے خدا کا لاکھ

بار شکر ادا کیا تھا کہ اماں جان نے حور کو اپنی بیٹی

سمجھا چاہتی تو وہ بھی یہی تھی کہ حور کو سب

قبول کر لیں اور ہو بھی ایسا ہی رہا تھا آہستہ آہستہ

سب حور کو قبول کر رہے تھے

اس وقت مولوی صاحب حارث اور ار حم کے قریب

بیٹھے تھے جب کہ تمام مہمان خاموشی سے نکاح کے

کلمات سن رہے تھے

ار حم ولد صہمزب سکندر آپ کا نکاح فار یہ شاہنواز

کلمات پڑھنے شروع کیے

حارث ولد صہزیب سکندر آپ کا نکاح لائے شاہنواز

سکندر سے سکھ راج الوقت پانچ لاکھ حق مہر قرار پایا

گیا ہے کہ آپ کو یہ نکاح قبول ہے خاموش لان میں

مولوی صاحب کی آواز گونجی

جی قبول ہے۔۔۔۔۔ حارث مولوی صاحب کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو مولوی صاحب نے دو بار دوبارہ اس سے

رضامندی لی تینوں بار رضامندی لینے کے بعد مولوی

صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو وہاں موجود تمام

افراد بھی اس دعا میں شامل ہوئے

دعا مکمل ہونے کے بعد ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا ہر

کوئی صہزیب سکندر اور شاہنواز سکندر کو مبارکباد

دے رہا تھا جبکہ کوئی زر خان کے گلے ملتے ہوئے اسے

مبارک باد دے رہا تھا کچھ افراد سٹیج پر ارحم اور

حادث کے گلے ملتے ہوئے انہیں خوشحال زندگی کی

دعائیں دے رہے تھے اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے

مبارکباد وصول کر رہے تھے آخر ان دونوں کو ان کی

محبت مل گئی تھی وہ جتنے خوش تھے کوئی بھی ان

کی خوشی کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا ان کا دل آج

خوشی سے جھوم رہا تھا کیونکہ ان کی من چاہے

بیویاں ان کی ملکیت بن چکی تھی جنہوں نے ساری

زندگی ان کے ساتھ ہی رہنا تھا

بہت بہت مبارک ہو اللہ پاک تم دونوں کے نصیب اچھے

کریں تم دونوں کو ڈھیروں خوشیاں دیں حور فاریہ اور

لائبہ کے گلے ملتے انہیں دعائیں دیتی ہوئی بولی

اللہ پاک آپ کو بھی ہمیشہ خوش رکھے بھابھی اب تو

آپ ہماری جیٹھانی بن گئی ہیں فاریہ مسکراتی ہوئی

بولی تو حور بھی ہلکا سا مسکرا دی کیونکہ اب وہ

دونوں اس کی بہنوں سے ہٹ کر اس کی دیورانیاں بن

چکی تھی اور اسے اپنی یہ دونوں دیورانیاں بہت عزیز

تھی

آمین اللہ پاک ہماری بھابی کی جھولی میں بھی ڈھیروں

خوشیاں ڈالیں اور جلدی سے ہمیں ایک پیاری سی گڑیا

یا شہزادہ دے کیونکہ ہمارا بہت شوق ہے اپنے بھائی کے

بچے دیکھنے کا لائبہ خوش ہوتے ہوئے بولی تو اس کے

بات پر حور کچھ نہیں بولی

چلو جی بڑی اماں کا حکم ہے کہ دلہنوں کو لے کر باہر آیا

جائے کیونکہ ان کے دلہے ان کا بے صبری سے انتظار کر

رہے ہیں ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے شرارتی

انداز میں بولی تو فاریہ اور لائبہ نے گھور کر اسے

دیکھا یہ ان کے ماموں کی بیٹی تھی

ٹھیک ہے ادھر اوٹل کر لے کر چلتے ہیں انہیں اور اس

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو وہ جلدی ہوئی ان کے

قریب آئی اور پھر دلہنوں کے ساتھ انہوں نے قدم کمرے

سے باہر کے جانے بڑھائے

مہمانوں کو کھانا کھلانے کے بعد بڑی اماں نے حکم دیا

تھا کہ حارث اور ارحم کو حویلی کے اندر لایا جائے

کیونکہ نکاح کی کچھ رسمیں کرنی تھیں اور وہ دلہنوں

کے ساتھ کرنی تھیں اس لیے دلہنوں کو تو مرد حضرات

میں نہیں لے جایا جاسکتا تھا مگر دونوں دلہوں کو

اندر بلا لیا گیا تھا اور اب وہ دونوں حویلی کے اندر بنے

خوبصورت سیٹج پر بیٹھے اپنی اپنی دلہن کا انتظار کر

رہے تھے

جب دالہنوں کے آنے کا شور اٹھا تو ان دونوں نے سراٹھا

کر سامنے کی طرف دیکھا جہاں سے لائبر فاریہ حور

اور اس کے کزن کے ساتھ چلتی ہوئی اسٹیج تک آرہی

تھی

فاریہ کو دیکھتے ہی ارحم کی نظر اس پر ٹھہر سی گئی

اس کے لائے گئے ہلکے مہرون رنگ کے بھاری جورے میں

وہ بہت حسین لگ رہی تھی اس کی جیولری اس کا

ڈریس سب کچھ ارحم نے اپنی پسند سے لیا تھا اس

وقت وہ اس ہی جورے میں ملبوس گولڈن جیولری

پہنے ہکا پھلکا میک اپ کیے بالوں کو جوڑے کی شکل

میں قید کیے دوپٹے کو نفاست سے سر پر سیٹ کیا

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے سیٹج کی طرف آرہی تھی

جبکہ اس کا ایک ایک قدم ار حم کو اپنے دل پہ لگتا ہوا

محسوس ہو رہا تھا وہ آج پہلی بار اسے اتنے غور سے

دیکھ رہا تھا جو اس وقت اس کی محرم تھی اس کی

بیوی تھی اس کی ملکیت تھی

اور اس کی حالت بھی ار حم سے مختلف نہ تھی لائبہ پر

نظر پڑتے ہی وہ جیسے فریز ہو گیا تھا اس کے لائے گئے

سفید رنگ کے خوبصورت جورے میں ہلکا پھلکا میک

اپ کیے ڈھیلا سا جوڑا بنائے دوپٹہ سر پر ٹکائے ہلکی

پھلکی جیولری پہنیں وہ پوری شہزادی لگ رہی تھی

اس وقت وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی پری معلوم ہو

رہی تھی اسے یہ تو اندازہ تھا کہ لائے اس ڈریس میں

بہت پیاری لگے گی مگر اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ اتنی

خوبصورت لگے گی کہ اس کے چاروں شانیں چٹ کر

جائے گی وہ بے خودی میں یک ٹک اسے ہی دیکھتا جا

رہا تھا جبکہ ان دونوں کو اپنی دلہنوں کی طرف یوں

دیکھتے پورے ہال میں لڑکیوں کی ہونگ اٹھی تھی

جسے سنتے وہ دونوں دوبارہ ہوش کی دنیا میں لوٹتے تھے

لائبہ اور فاریہ سیٹج کے قریب آئی تو دونوں نے اٹھ کر

ان کے اگے اپنا ہاتھ پھیلا دیا

ارحم کی مضبوط چوری ہتھیلی اپنے سامنے دیکھ کر

فاریہ نے بے اختیار نظریں اٹھا کر ارحم کی طرف دیکھا

تھا وہ وائٹ کاٹن کے سوٹ میں مہرون اس کے جورے

جیسی میچنگ واسکٹ پہنے بالوں کا نفاست سے سیٹ

کیے کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا

فار یہ نے اپنا کانپٹا نازک ہاتھ اس کی چوری ہتھیلی

میں رکھا تو ارحم نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے

ہوئے اس سٹیج پر چڑھایا اور سہارا دیتے ہوئے صوفے

تک لایا اور اسے احتیاط سے صوفے پر بیٹھا کر خود

اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا

لائبہ نے ایک نظر اپنے سامنے پھیلائے حارث کے مضبوط

ہاتھ کو دیکھا اور پھر آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ

میں رکھ دیا لائبہ کے ایسے کرنے پر حارث مسکرایا اور

اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتا اسے اپنے ساتھ ہی

سٹیج پر لے آیا اور اس کے ساتھ آکر صوفے پر بیٹھ

گیا لائبہ حارث سے کچھ فاصلہ بنا کر بیٹھی تھی جبکہ

حادثہ ایک ہی جست میں وہ فاصلہ ختم کر چکا تھا

بہت بہت مبارک ہو بھائی آپ کو حور سٹیج پر آتی

ہوئی ار حم کے قریب کھڑی ہوتی ہوئی بولی

خیر مبارک شکریہ بھابھی ار حم مسکراتے ہوئے بولا تو

حور اور فاریہ نے حیرت سے ار حم کی طرف دیکھا

کیونکہ جب سے حور اس حویلی میں آئی تھی یہ پہلی

بار تھا جب ار حم نے اسے مخاطب کیا تھا اور وہ بھی

بھا بھی بول کر

بھائی میں اپ سے چھوٹی ہوں اپ میرا نام بھی لے

سکتے ہیں اور مسکراتے ہوئے بولی اور اسے بتایا کہ اس

سے زیادہ تکلف کرنے کی ضرورت نہیں وہ عمر میں اس

سے چھوٹی ہے

آپ چاہے عمر میں مجھ سے چھوٹی ہوں لیکن رشتے

میں آپ مجھ سے بڑی ہیں اور میں اپنے لالا کا بہت

احترام کرتا ہوں اس حساب سے آپ کا احترام کرنا بھی

مجھ پر فرض ہے ارحم حور کی طرف دیکھتے ہوئے

مسکرا کر بولا تو حور نے آہستہ سے مسکرا کر ہاں میں

سر ہلا دیا کیونکہ اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ ارحم

نے اسے قبول کر لیا ورنہ جن نظروں سے وہ حور کو

دیکھتا تھا حور کو اپنا شرمندگی میں ڈوبتا ہوا

محسوس ہوتا تھا

السلام علیکم بہت بہت مبارک ہو اپ کو نگاہ کی اور

حال اس کے قریب جاتی ہوئی بولی تو خارش اپنی

جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

خیر مبارک خیر مبارک با بھی جان آپ کو بھی بہت بہت

مبارک ہو آپ جیٹھانی بن گئی ہیں حارث حور کی

طرف دیکھتے ہوئے اپنے ہمیشہ والے انداز میں بولا تو

حور کھل کر مسکرائی کیونکہ حارث میں اسے دانش

کی جھلک دکھائی دیتی تھی وہ جب اس سے بہت نرم

لہجے میں بات کرتا تھا اور بہت احترام سے اسے

بھا بھی پکارتا تھا تو اسے بے اختیار دانش کی یاد آتی

تھی

جی شکریہ بھائی اور آپ کو بھی مبارک ہو آخر آپ

شوہر بن گئے ہیں حور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے

شرارت تو بولی تو حارث نے ہلکا سا ہنستے ہوئے ہاں

میں سر ہلایا اور واپس صوفے پر بیٹھ گیا

بھا بھی بات سنیں حورا بھی سٹیج سے اترنے ہی لگی

تھی جب لائے نے اسے مخاطب کیا

بھا بھی آپ یہیں پر بیٹھ جائیں میرے پاس مجھے بہت

عجیب سالگ رہا ہے لائے حور کی طرف دیکھتے ہوئے

ہلکی سی آواز میں بولی

کچھ نہیں ہوتا تمہارا شوہر تمہارے قریب ہی بیٹھا ہے

ریلیکس ہو کر بیٹھو میں آتی ہوں تھوڑی دیر تک بڑی

اماں کو دیکھ لوں اور لائے کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی پھر بغیر اسے اگے بولنے کا موقع دیا سٹیج سے اتر

گئی جب کہ لائے اسے دیکھتی ہی رہ گئی دراصل وہ

حادث کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی جو بار بار ٹک

ٹکی بندھے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا

آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے مجھے یوں گھورے کیوں جا

رہے ہیں اس کی نظروں سے تنگ آکر آخر لائے بول ہی

پڑی

تمہیں کوئی مسئلہ ہے اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں حارث

بے نیاز انداز میں بولا

میں آپ کی بیوی نہیں ہوں منکوحہ ہوں لائے نے اسے

یاد دلانا چاہا کہ اس کا صرف ابھی اس سے نکاح ہوا ہے

تو اس میں کون سی بڑی بات ہے نام تو تم پوری زندگی

کے لیے میرے لگ چکی ہو اور رہی بات رخصتی کی تو

زیادہ دور نہیں وہ صرف دو ہفتوں کی بات ہے حارث کا

انداز باور کروانے والا تھا

حارث کی بات سن کر لائیبہ نے اس سے مزید بحث کرنا

بیکار ہی سمجھا اس لیے چپ چاپ حارث کی نظروں

کو اگنور کرتی سامنے دیکھنے لگی جہاں پر حویلی کے

تمام مکین بہت خوش نظر آ رہے تھے

فاریہ ارحم کے قریب بیٹھی اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو

کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جوارحم

کے قریب بیٹھنے سے بے ترتیب ہو چکی تھی جبکہ

ارحم اس کی حالت سے واقف تھا اس نے ابھی تک

فارہ سے کوئی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی اسے کچھ

بولا تھا جبکہ فارہ تو اس کے قریب بیٹھنے پر ہی

گھبرا رہی تھی اور اس کے گھبراہٹ دیکھتے ہوئے ارحم

کو اس پر غصہ بھی آرہا تھا بھلا اب وہ اس سے کیوں

گھبرا رہی تھی جبکہ اب تو وہ اس کا شوہر تھا اس کا

محرم تھا

کیا پر اہلم ہے تمہارے ساتھ لڑکی کیوں اتنی کنفیوز

بیٹھی ہو کھا تو نہیں جاؤں گا تمہیں ارحم سے فار یہ

کایوں گھر انا برداشت نہ ہو اس لیے وہ بول ہی پڑا

آپ کا بس چلے تو آپ کھا ہی جائیں آدم خور کہیں کے

فار یہ یہ بات صرف اپنے دل میں ہی بول سکی تھی

کیونکہ ارحم کے سامنے بولنے کی اس کی ہمت نہیں تھی

وہ کچھ نہیں میں گھبراتو نہیں رہی فاریہ نے ہلکی سی

آواز میں جواب دیا یقیناً ارحم اس کے قریب نہ بیٹھا

ہوتا تو وہ کبھی بھی نہ سن پاتا کہ اس نے کیا بولا ہے

پھر مجھ سے خوف آرہا ہے کیا ارحم اس کے چہرے کو

اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے بولا

نن نہیں "ناچاہتے ہوئے بھی فاریہ کی آواز لڑکھڑائی"

تم نے نکاح کی مبارکباد نہیں دی ارحم فاریہ کے کان کی

طرف جھکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا

مم میں بعد میں دے دوں گی فاریہ کو ارحم کا یہ انداز

کچھ عجیب سا لگتا تھا

بعد میں تو میں خود بھی وصول کرنے آ جاؤں گا فکر

مت کروارحم مسکراتے ہوئے بولا جبکہ فاریہ کی

دھڑکنیں وہ مشترکہ کر گیا تھا

فاریہ کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا

جبکہ ارحم کے لیے یہ نظارہ کافی دلکش تھا وہ صوفے

کی پشت سے کمرٹکاتا ایک بازو کو صوفے کے اوپر

پھیلا گیا اپنی پشت پر ارحم کا مضبوط بازو

محسوس کرتے فار یہ جی جان سے کانپی تھی

حور بچے تم بھی کچھ کھا لو تب سے مہمانوں کو ہی

دیکھ رہی ہو صبح سے تم نے کچھ نہیں کھایا چلو

بیٹھو یہاں پہ شام کھانا کھاؤ حور مہمانوں کو

دیکھ رہی تھی جب بڑی اماں کے بلانے پر وہ ان کے

قریب گئی اور قریب جاتے ہی بڑی اماں نے اسے بولا کہ

وہ بیٹھے اور کھانا کھائے جب کہ حور کا بالکل دل نہیں

چاہ رہا تھا کھانا کھانے کو

بڑی اماں ابھی میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا جب میرا دل

کرے گا میں خود ہی کھانا کھالوں گی حور نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا

نہیں تم ابھی کھانا کھاؤ بیٹھو ادھر بڑی اماں نے اس کا

ہاتھ تھامتے ہوئے اسے وہی کرسی پر بٹھایا اور پھر

حور کے ہزار بار انکار کرنے کے باوجود بھی بڑی اماں نے

اسے کھانا کھلا کر ہی دم لیا

بس بڑی اماں اب میں مزید نہیں کھا سکتی حور

بیچاری سی شکل بنا کر بڑی اماں کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو وہ بھی مسکرا دی کیونکہ زبردستی ہی

صحیح مگر وہ اسے کھانا کھلا چکی تھیں

وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں نے تمہیں گجرے بھجوائے تھے

تم نے وہ کیوں نہیں پہنے بڑی اماں حور کے خالی ہاتھ

دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ جب وہ تیار ہو رہی تھی بڑی

اماں نے فاریہ کے کمرے میں حور کے لیے گجرے

بھجوائے تھے مگر اس کی کلاسیاں تو بالکل خالی تھی

بڑی اماں مجھ سے نہیں پہنے گئے مجھے الجھن سی ہو

رہی تھی اس لیے میں نے اتار دیے حور مسکراتے ہوئے

بولی تو بڑی اماں نے اسے گھورا

لڑکی تمہیں بناؤ سنگھار کیوں نہیں آتا تمہیں ہر وقت

تیار رہنا چاہیے بناؤ سنگھار کرنا چاہیے کیونکہ تم شادی

شدہ ہو مگر تم ہو جو ہر چیز سے بھاگتی ہو بڑی اماں

اسے ڈانٹتے ہوئے بولی

میں نے کبھی نہیں پہنے اس لیے جب اب پہنتی ہوں تو

مجھے الجھن ہوتی ہے حور معصومیت سے بولی

تو کوئی بات نہیں بار بار پہنو گی تو یہ الجھن بھی دور

ہو جاؤ گی اسندہ کے بعد میں تمہاری کلائیاں خالی مت

دیکھوں بڑی اماں حور کی طرف دیکھتی ہوئی

سنجیدگی سے بولی مطلب وہ اپنا حکم سنا چکی تھی

اور اب حوران کی خلاف ورزی کرتی یہ ناممکن تھا

بڑی اماں نے حور کی طرف دیکھتے ہوئے ایک بچی کو

بلایا اور اسے سامنے پڑے تھال میں سے دو گجرے لانے

کا بولا تو وہ بھاگ کر گئی اور دو گزرے اٹھلائی اس

بچی کے ہاتھ سے گجرے لینے کے بعد بڑی اماں نے حور

کی جانب بڑھائے تو مجبوراً حور کو گجرے اپنی

کلائیوں میں پہننے ہی پڑے

ہاں بہت خوبصورت لگ رہے ہیں اب کبھی بھی تمہاری

کلائیاں خالی نہیں ہونی چاہیے بڑی اماں حور کی

کلائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی دودھیانا زک

کلائیوں پر گلاب کے گجرے بہت خوبصورت لگ رہے

تھے

جی ٹھیک ہے حور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اٹھ

کر سٹیج کی جانب چل دی جہاں لائبرے اسے مسلسل

وہاں آنے کے پیغام بھیج رہی تھی

آپی وہ آپ کو زرخان لالابلا رہے ہیں حورا بھی سٹیج

کی جانب بڑھ ہی رہی تھی جب ایک بچہ حور کے

قریب آتے ہوئے بولا

کہاں "حور اس بچے کی جانب دیکھتی ہوئی بولی تو"

اس نے حویلی کے داخلی دروازے کی جانب اشارہ کیا

تو حور اس طرف چل دی

زر خان چلتا ہوا حویلی کے اندر داخلے ہو رہا تھا جب

اس کی نظر سامنے سے آتی حور پر پڑی تو وہ وہیں رک

گیا

حور زر خان کی لائی گئی آف وائٹ گھٹنوں تک آتی

فراک پہنے جس پر موتیوں سے کام ہوا تھا لائٹ سا

میک اپ کیے کانوں میں ڈریس کے ساتھ میچ کی ہے

گولڈن اور اف وائٹ جھمکے پہنے بالوں کو ہمیشہ کی

طرح باندھے ہلکے پھلکے جوڑے میں قید کیے سر پر

طریقے سے دوپٹہ سیٹ کیے وہ واقعی میں آسمان سے

اتری حور معلوم ہو رہے تھی زرخان نے پہلی بار اسے

اس طرح کے ڈریس اور ہلکے پھلکے میک اپ میں دیکھا

تھا بے شک حور اتنی حسین تھی کہ اسے میک اپ کی

ضرورت نہیں تھی مگر تھوڑا سا سنگار کرنے سے وہ

غضب ڈھار ہی تھی اور کلائیوں میں پہنے گجرے اس

کی خوبصورتی کو مزید بڑھا رہے تھے زر خان اسے

دیکھتے ہی جیسے اپنے آس پاس کی دنیا کو بھلائے

بیٹھا تھا

آپ نے بلایا تھا حور زر خان کے کچھ فاصلے پر کھڑی

ہوتے ہوئے بولی تو حور کی آواز پر زر خان فوراً ہوش

کی دنیا میں واپس لوٹا

ہاں تمہارا فون کہاں ہے زر خان حور کے چہرے پر نظر

ٹکاتے ہوئے بولا

وہ تو کمرے میں ہے کیوں سب خیریت ہے حور زر خان

کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

کب سے کالز کر رہا ہوں میں نے بولا تھا نا فون اپنے پاس

رکھا کرو زرخان اپنے اور حور کے درمیان کا فاصلہ

مٹاتے ہوئے بولا

گھر میں فنکشن ہے اور اس دوران مجھ سے فون

سنجھالا نہیں جانا تھا اس لیے میں نے کمرے میں ہی

چھوڑ دیا حور دو قدم پیچھے بڑھاتے ہوئے بولی

ایک چھوٹا سا فون تم سے نہیں سنبھالا جاتا اپنے شوہر

کو کیسے سنبھالو گی زرخان شوخ نظریں حور کے نازک

سر آپے پر ڈالتے ہوئے بولا اور اپنے اور حور کے درمیان

کا فاصلہ پھر سے طے کیا

یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب مہمان یہیں پر موجود ہیں

حور زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ اسے

مہمانوں کا خیال تھا جو ارد گرد موجود تھے

میں تو کچھ نہیں کر رہا اپنی بیوی کو لے کر سٹیج پر

جار ہا ہوں کیونکہ مجھے اپنے بھائیوں کو نکاح کی

مبارک باد دینی ہے وہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ زر خان

حور کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا تو اس کے ہاتھ تھامنے پر

حور نے گھبرا کر زر خان کی طرف دیکھا جو اس کی

طرف بغیر دیکھے اسے ساتھ لیے سٹیج کی طرف جا رہا

تھا

بہت بہت مبارک ہو میرے بھائیوز رخان پہلے ارحم اور

پھر حارث کے گلے ملتے ہوئے مبارکباد دینے لگا جب کہ

حور کا ہاتھ ابھی تک اسی قید میں ہی تھا جو اس نے

نہیں چھوڑا تھا اور یہ بات حور کے لیے شرمندگی کا

باعث بن رہی تھی

ارے بھائی بھابھی کا ہاتھ تو چھوڑ دیں یقین مانیں

سب آپ کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہے ہیں حارث

زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا

سب کیسی نظروں سے دیکھتے ہیں کیسی نہیں یہ تو

مجھے نہیں پتہ مگر اب تم نے کوئی بھی فضول بکواس

کی تو میں تمہارے دولہا بنے کا لحاظ کیے بغیر پہلے

تمہارا علاج کروں گا زرخاں حارث کی طرف دیکھ کر

مسکراتے ہوئے بولا جبکہ اس کے لہجے میں صاف

وارننگ محسوس کر کے حارث چپ کر کے بیٹھ گیا

کیونکہ اسے دلہے کے روپ میں اپنے لالا سے اپنی

دھلائی نہیں کروانی تھی کیونکہ حور کا ہاتھ پکڑے

زرخان کو ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا تھا یہ تو

حادث کی ہی مشکوک نظریں تھی جس کی غلطی

سے نظر اس کے ہاتھ پر پڑ گئی

پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں آپ کیا کر رہے ہیں حور زر خان

کے گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے

بولی مگر وہ تھا جو ڈھیٹ بنا بیٹھا حور کی کوئی بات

سن ہی نہیں رہا تھا

زرخان کو بات نہ مانتے دیکھ کر حور نے ایک نظر پورے

حال میں گھمائی جہاں تمام مہمان ایک دوسرے سے

باتیں کرنے میں مگن تھے موقع ملتے ہی حور نے زرخان

کے ہاتھ پہ ایک زوردار مکار سید کیا مگر یہ زوردار

صرف حور کے لیے تھا زرخان کو تو ردی برابر بھی فرق

نہیں پڑا

حور کی اس حرکت پر زرخان نے حیرت سے حور کی

طرف دیکھا اسے بالکل توقع نہیں تھی کہ حور بھی

ایسی حرکت کر سکتی ہے

مسز زرخان سکندر اس کا حساب دینے کے لیے تیار رہنا

یہ تو میں لازمی لوں گا زرخان حور کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو حور کے اوسان خطا ہوئے

آپ بھی تو میرا ہاتھ چھوڑیں نا اگر کسی نے دیکھ لیا

تو وہ کیا سوچے گا حور دوبارہ مزاحمت کرتے ہوئے

بولی

سوچنا کیا ہے یہی سوچے گا کہ میں نے اپنی بیوی کا

ہاتھ پکڑا ہے زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے

ریلیکس انداز میں بولا

نہیں آپ میرا ہاتھ چھوڑیں بس مجھے لائے کی بات

سننی ہے وہ کب سے مجھے بلارہی ہے حور اب معصوم

نظروں سے زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو

زرخان کو اس پر ترس آہی گیا اس نے مسکراتے ہوئے

آہستہ سے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کی قید سے

آزاد کیا تو حور فوراً اٹھ کر لائے کے ساتھ والی کرسی

پر بیٹھ گئی مباد کہیں زر خان کا کیا بھروسہ کہ وہ

دوبارہ ہاتھ پکڑ لے اس کی تیزی پر زر خان کے چہرے پر

دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

حور نے ایک چور نظر اٹھا کر زر خان کی طرف دیکھا

جوار حم سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھا سفید

کاٹن کی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر ہمیشہ کی طرح

آف وائٹ اجرک ڈالے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے

کلائی میں ہمیشہ کی طرح برینڈ وایچ پہنے اپنی مردانہ

پرسنلٹی لے کر پوری محفل کی نظروں میں آنے کا سبب

بنا ہوا تھا وہ بہت ہینڈ سم اور خوبصورت مرد تھا اگر

حور حسن میں بے مثال تھی تو زرخان سکندر بھی اس

سے کم نہ تھا ان دونوں کی جوڑی پرفیکٹ تھی زر خان

سکندر پر لاکھوں لڑکیاں مرتی تھی اس کے ایک اشارے

پر کوئی بھی اس کے لیے حاضر ہو جاتی مگر یہ زر خان

سکندر کی نظروں کی حیا اور اس کی تربیت تھی جو

اس نے اپنی 30 سالہ زندگی میں آج تک کسی لڑکی کی

طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اور اگر دیکھا تھا تو

وہ اس کی اپنی بیوی تھی کوئی غیر نہیں مسئلہ تو یہ

تھا کہ حور بھی اب زر خان کی عادی ہونے لگی تھی وہ

اسے چور نظروں سے دیکھتی تھی اور یہ نظر صرف

عام نظر نہیں ہوتی تھی ان نظروں میں محبت ہوتی

تھی اعتبار ہوتا تھا جو اسے زر خان سے ملا تھا یہ کہنا

غلط تو نہیں ہو گا کہ زر خان کی طرح حور بھی زر خان

کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی اور اب واپسی

ناممکن تھی مگر وہ کبھی ظاہر نہیں کروانا چاہتی تھی

تب تک جب تک اس کا بھائی اسے نہ مل جاتا مگر یہ

بھی صرف حور کی سوچ تھی کہ وہ ظاہر نہیں کروائی

گی تو ظاہر نہیں ہو گا زرخان اس کی ایک ایک نظر کو

پہچانتا تھا اگر وہ اس پر ایک چور نظر بھی ڈالتی

تھیم تو زر خان سکندر فوراً محسوس کر جاتا تھا کہ

خود پر بندھے نظروں کا حصار کس کا ہے

حور اپنی ہی سوچ میں گم زر خان کی طرف دیکھے جا

رہی تھی جب زر خان کی نظر اچانک حور پر گئی جو

اسی کی طرف دیکھ رہی تھی حور کو خود کی طرف

دیکھتا پا کر زر خان نے دائیں آئی برو آچکائی زر خان

کی اس حرکت پر حور نے ہڑ بڑا کر اپنا چہرہ جھکایا تھا

بھا بھی بھائی کو بعد میں دیکھ لیجیے گا پہلے میری تو

بات سن لیں میں کب سے آپ کو مخاطب کر رہی ہوں

حور کو اپنے قریب سے لائے کی آواز سنائی دی تو اس

نے جھٹکے سے سراٹھا کر لائے کے جانب دیکھا

کیا ہوا کچھ چاہیے تمہیں حور لائے کی طرف دیکھتی

ہوئی بولی

جی میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں مجھ سے مزید یہاں

بیٹھا نہیں جا رہا رسم بھی ہو چکی ہے اب بڑی اماں

سے بولیں کہ ہمیں کمرے میں بھجوادیں لائے حور کی

طرف دیکھتے ہوئی بولی اس کے چہرے سے تھکن

صاف واضح ہو رہی تھی پتہ چل رہا تھا کہ وہ واقعی

میں تھک چکی ہے

اچھا ٹھیک ہے میں بڑی اماں سے اجازت لے کر آتی ہوں

اتنی دیر تم تھوڑا صبر کرو حور لائے کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی اور سٹیج سے اتر کر بڑی اماں سے بات کرنے

چلی گئی

لائے نے گردن گھما کر اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں

فار یہ بیٹھی ہوئی تھی جب کہ ار حم اور حارث زر خان

کے ساتھ وہاں سے جا چکے تھے لائے اپنا ڈریس

سنجالتے ہوئے اٹھی اور فار یہ کے ساتھ جا بیٹھی

بہت تھک گئی ہوں یار اب بس دل چاہ رہا ہے کہ جا کر

سو جاؤں لائے فار یہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو

لائے کی طرح تھکی تھکی سی لگ رہی تھی ظاہر سی

بات تھی دونوں دلہنیں بنی کئی گھنٹوں سے بیٹھی

ہوئے تھی اتنے بھاری جو رے سنبھال کر انہیں تھکن تو

محسوس ہونی ہی تھی

تقریباً دس منٹ گزرنے کے بعد وہ واپس سیٹج پر آتی

ہوئی دکھائی دی تو لائبرے نے سکھ کا سانس لیا

بڑی اماں بول رہی ہیں کہ تم دونوں چلو کمرے میں اور

چلیج کر کے تھوڑا آرام کر لو حور لائے اور فاریہ کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی تو دونوں فوراً سے اٹھ کھڑی

ہوئی جیسے کب سے اس موقع کی تلاش میں ہو اور

پھر حور کے ساتھ انہوں نے قدم اپنے کمرے کی جانب

بڑھائے کیونکہ انہیں چلیج کر کے اب آرام کرنا تھا

فنکشن کی وجہ سے وہ نہایت تھک چکی تھی

نکاح کا فنکشن اختتام پر پہنچ چکا تھا تمام مہمان

خوشی خوشی اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے جبکہ

لاٹبہ اور فاریہ اتنا تھک چکی تھی کہ وہ چلیج کرتے ہی

سو گئی تھی ویسے بھی اس وقت رات کے 10 بج رہے

تھے

حور بھی کافی تھک چکی تھی لیکن وہ ہمت نہیں ہار

رہی تھی اماں جان کے ساتھ وہ ان کا بھرپور ساتھ دے

رہی تھی تمام مہمانوں کا بہت عزت سے رخصت کیا گیا

تھا اور اس میں زیادہ ہاتھ حور کا تھا جو اماں جان۔

کے کہنے پر یہ ذمہ داری نبھار ہی تھی

اب تو حور کو بھی کافی تھکن محسوس ہو رہی تھی

حویلی کے تمام افراد اپنے اپنے کمروں میں جا چکے

تھے حور نے بھی قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے وہ

ابھی تک اسی جو رے میں موجود تھی جو اس نے

فنکشن کے لیے پہنا تھا

وہ کمرے میں آئی تو اسے کمرے میں زر خان نہیں

دکھائی دیا ایک نظر کمرے کو دیکھ کر وہ چیخ

کرنے چلی گئی

زرخان کمرے میں داخل ہوا اور اپنی اجرک کو اتار کر

صوفے پر رکھا اور بیڈ پر آ بیٹھا ایک نظر کمرے میں

دوڑائی حور دکھائی نہ دی اٹھ کر الماری کے قریب آیا

اور اپنا ڈریس نکال کر ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا

حور اپنے گیلے بال تو لیے سے رگڑتی ہوئی واش روم سے

باہر نکلی اسے سخت تھکن کا احساس ہو رہا تھا اس لیے

اس لیے اس نے شاور لینا بہتر سمجھا اپنے بالوں کو

تو لیے سے سکھاتی ہوئی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے

کھڑی ہوئی گئی اس دوران اس نے یہ دھیان نہیں دیا

تھا کہ زر خان کمرے میں آچکا ہے نہ ہی اس نے صوفے

پر پڑی اس کی اجرک دیکھی تھی اسے یہی گمان تھا

کہ کمرے میں اس کے علاؤہ اور کوئی موجود نہیں

حور آنکھیں بند کیے اپنے بالوں میں ٹاول رگڑ رہی تھی

جب زر خان چینجنگ روم سے کپڑے چینج کر کے باہر

نکلا مگر اگلا منظر دیکھتے ہی وہ بے خود سا ہو گیا

حور کے بال جو اس نے آج تک نہیں دیکھے تھے وہ آج

اس کے سامنے عیاں تھے

سلکی لائٹ براؤن گیلے بال کمر تک آرہے تھے اس کے بال

بہت خوبصورت تھے زر خان نے آج سے پہلے اسے کھلے

بالوں میں نہیں دیکھا تھا جبکہ شانوں پر بکھرے بال

اس کے روشن چہرے کو مزید چار چاند لگا رہے تھے وہ

شاید آنکھیں بند کیے کچھ اور ہی سوچ رہی تھی اس

بات سے انجام کہ اس کے کچھ فاصلے پر کھڑا زر خان

اس کے گرد گہری نظروں کا حصار بنائے ہوئے ہے

زرخان حور کامر مریں وجود اپنی نظروں کے حصار

میں رکھے بے آواز قدم لیتا اس کے ٹھیک پیچھے آن

کھڑا ہوا اور پھر آہستہ سے حور کو پیچھے سے اپنے

حصار میں لیا

حور جو کچھ سوچتے ہوئے آنکھیں بند کیے اپنے بالوں

کو سکھا رہی تھی اچانک ہونے والے اتفاق پر ہڑبڑا کر

آنکھیں کھولتی سامنے آئینے میں دیکھنے لگی جہاں

زرخان کے مضبوط بازو اس کے پیٹ پر بندھے ہوئے تھے

زرخان کو اپنے اتنا قریب دیکھ کر حور کا دل پسلیاں

توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہوا

تم بہت خوبصورت ہو اور تمہاری خوشبو مجھے تمہاری

طرف کھینچتی ہے زرخان حور کے نرم بالوں میں چہرہ

چھپاتے گہرا سانس لیتے ہوئے بولا

آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی مجھے نہیں معلوم تھا

کہ میری پسند میں ڈھل کر تم اتنی خوبصورت لگو گی

زرخان نے اس کے نم بال سمیٹتے ہوئے بائیں کندھے پر

ڈالے تھے

آآپ۔۔ حور نے کچھ بولنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی

ہو

تم وکیل ہوتی اور میں جج ویسے تو وکیل مقدمہ پیش

کرتا ہے اور جج حکم سناتا ہے لیکن اگر تم وکیل اور

میں جج ہوتا تو میں تمہارے سامنے میں مقدمے پیش

کرتا اور تم حکم سناتی زر خان نے خمار آلود آواز میں

بولتے اس کی گردن پر لب رکھے جبکہ اس کا دھکتا

لمس محسوس کر کے حور کی ریڈ کی ہڈی میں

سنسناہٹ پیدا ہوئی

تم میری زندگی میں کہاں سے آگئی یار میں نے تو کبھی

سوچا بھی نہیں تھا کہ تمہارے جیسے لڑکی میری

قسمت میں لکھ دی جائے گی سچ سچ بتاؤ یہاں آنے کے

بعد تم نے کون سا جادو کیا ہے مجھ پر زرخان اس کے

بدن سے اٹھتی مسور کن کی خوشبو سے مدہوش ہوتا

جار ہا تھا جبکہ حور کی سانسیں اس کی قربت پر ہی

رک چکی تھی

مم مجھے نن نیند آرہی ہے زرخان کا یہ روپ دیکھتے

ہوئے حور لڑکھڑاتی آواز میں بولی تو زرخان نے اس

کی گردن میں سے چہرہ نکال کر سامنے آئینے کی طرف

دیکھا جہاں اس کا چہرہ سرخی جھلک رہا تھا

نیند آرہی ہے یا مجھ سے بھاگنا چاہ رہی ہو زرخان حور

کارخ آہستہ سے اپنی جانب کرتے ہوئے بولا تو حور نے

فوراً نظریں جھکالی

نن نیند آرہی ہے حور نے نظریں جھکاتے ہوئے ہلکی سی

آواز میں جواب دیا

لیکن مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے تم مجھ سے بھاگنا

چاہ رہی ہو زرخان اس کی ٹھوڑی دو انگلیوں سے اوپر

کرتے ہوئے بولا

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے حور اپنا سرخ چہرہ چھپاتے

ہوئے بولی تو زرخان بے اختیار مسکرایا

اچھا اگر ایسا نہیں ہے تو پھر مجھ سے کترا کیوں رہی

ہو زرخان اس کی کمر پہ ہاتھ رکھتا ہے ایک جھٹکے سے

خود کے بے حد قریب کر چکا تھا جبکہ اس کی اتنی

نزدیکی پر حور سختی آنکھیں بند کر چکی تھی

معصومیت میں تو پیاری لگتی ہی تھی مگر یہ مجھ سے

ڈرتے ہوئے زیادہ پیاری لگتی ہو زرخان نے اس کی

بند

آنکھوں پر پھونک ماری تو اس کی بند آنکھیں لرزیں

پلیز مجھے نیند آرہی ہے چھوڑیں مجھے حور آہستہ سے

اپنی آنکھیں کھولتی زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی مگر اس کی آنکھوں میں موجود تحریر پر کے

فوراً سے دوبارہ نظر جھکا گئی

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا لیکن ایک شرط پر زر خان حور

کے سرخ پڑتے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا

کل کیسی شرط حور کو اس کی شرط والی بات کچھ

عجیب لگی

پہلے میری تعریف کرو جو تم نے کی ہی نہیں شوہر ہوں

تمہارا تم پر فرض ہے کہ میری تعریف کرو زرخان حور

کوئی شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا پتہ نہیں

کیوں حور کو تنگ کرنے میں بہت مزا آ رہا تھا

میں آپ کی تعریف کیسے کروں حور نے سوالیہ نظروں

سے زرخان کی طرف دیکھا اس بات سے انجان کہ وہ

جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا ہے

چاہو تو میرے انداز میں بھی کر سکتی ہوں زرخان اس

کے گال پر لب رکھتا اسے گھبرانے پر مجبور کر گیا

مجھے نہیں کرنی آپ پیچھے ہٹیں حور اس کے سینے پر

دونوں ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرتے

ہوئے بولی

کیوں نہیں کرنی کافی غور سے دیکھ رہی تھی مجھے

مجھے تو لگا کے ضرور تعریف کرنے کے لیے ہی دیکھ

رہی ہوگی زرخان اس کی حالت سے محفوظ ہوتے ہوئے بولا

جب آپ مجھے گھور سکتے ہیں تو میں آپ کو دیکھ

نہیں سکتی کیا وہ مزاحمت کرتی بولی مگر اپنے

الفاظوں پر غور کرنے پر اسے احساس ہوا کہ وہ جلد

بازی میں غلط بول گئی ہے

حور کے بات سنتے زر خان کا قہقہہ بے اختیار تھا ساؤنڈ

پر فیکٹ کمرے میں زر خان کا زوردار قہقہہ گونجتا تو

حور کا چہرہ شرمندگی سے مزید سرخ ہونے لگا

میری جان تمہارا ہی ہوں تم دیکھو یاد دیکھتی رہو میں

تو خود یہ چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ تمہارے نظروں کے

سامنے تمہاری نظروں کے حصار میں رہوں زر خان حور

کے پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا تو حوت کے جسم

میں ایک سرد لہر دوڑ گئی زر خان کی گرفت کمزور

محسوس کرتے حور نے جھٹکے اس سے پیچھے دھکیلا

اور بیڈ کی طرف بھاگی

آپ بہت بڑے بے شرم انسان ہیں حور بیڈ پر بیٹھ کے

زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو زر خان نے اس

کی جانب قدم بڑھائے مگر اس سے پہلے ہی وہ بیڈ پہ

لیٹ کر خود پر کمبل اوڑھ چکی تھی اور یہ زر خان سے

بچنے کی ایک چھوٹی سی کوشش تھی

پہلے تو نہیں تھا مگر تم نے آکر بنا دیا ہے اب بھگتو

زر خان حور کے قریب جھکتے سائیڈ ٹیبل سے اپنا

موبائل اٹھاتے ہوئے بولا تو حور نے کمبل پر اپنے
گرفت

سخت کی

کمبرل ہٹاؤ اپنے چہرے سے ورنہ میں نے ہٹانے میں ایک

منٹ نہیں لگانا زرخان حور کے کمبل میں چھپے موجود

کو دیکھتے ہوئے سیریس انداز میں بولا

آپ پلیز مجھے سونے دیں مجھے بہت نیند آرہی ہے

مجھے صبح فجر کا وقت اٹھنا بھی ہے زرخان کو کمبل

کے اندر سے حور کی بے بس سی آواز سنائی دی اسے

تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے اس نے آگے بڑھ کر لائٹ

بند کی اور چلتا ہوا بیڈ پر اپنی سائیڈ پر لیٹ گیا

زر خان کے لیٹ جانے پر حور نے آہستہ سے اپنا چہرہ

کمبل سے نکالا کیونکہ کمبل کے اندر اسے اپنا دم گھٹتا

ہوا محسوس ہو رہا تھا

میں یہیں پر ہوں کسی گمان میں مت رہنا تمہاری جان

تو میں ہر گز نہیں چھوڑنے لگا اپنے بالکل قریب سے

زرخان کی آواز سن کر حور نے جھٹکے سے گردن گھوما

کر اپنے بائیں جانب دیکھا جہاں زرخان اس کی طرف

کروٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

زرخان کو خود کی طرف دیکھتا پا کر حور نے جلدی

سے کروٹ بدل کر اپنی آنکھیں بند کی تھیں جیسے وہ

زرخان سے اور اس کی نظروں سے بچنا چاہ رہی ہو اس

کی حالت دیکھتے ہوئے زر خان مسکرایا اور آنکھیں

موند گیا آج کا دن اس کے لیے بہت تھکا دینے والا تھا

مگر تھوڑی دیر پہلے حور کی قربت اسے سکون پہنچا

گئی تھی اس کے جسم سے اٹھنے والی ہو شر باخو شبو

زر خان ابھی بھی محسوس کر سکتا تھا اتنے قریب

ہوتے ہوئے بھی وہ حور کو اپنے نزدیک نہیں کر سکتا

تھا اور وجہ اس کا وعدہ تھا جو اس نے خود سے اور

حور سے کیا تھا اور نہ وہ تو ایک منٹ نہ لگاتا حور کو

اپنی پناہوں میں چھپانے میں

فارسیہ گہری نیند سو رہی تھی جب ان کے کمرے میں

کوئی آہستہ سے داخل ہوا دے دے قدم اٹھاتا بیڈ کے

قریب گیا جہاں فاریہ خوابوں کا جہاں میں پہنچی

ہوئی تھی

ارحم نے ایک نظر قریب بھی سوئی ہوئی لائے پر ڈالی

جو گہری نیند میں تھی اور پھر آہستہ سے جھکتے ہوئے

فاریہ کا نازک وجود اپنی باہوں میں اٹھایا اور قدم

بالکنی کی جانب بڑھائے

بالکنی میں آکر سوئی ہوئی فاریہ کو نرمی سے وہاں

پورچ پر لٹایا اور خود قریب ہی بیٹھ گیا

وہ بالکل فاریہ کے قریب بیٹھا ہے اس کے روشن چہرے

کو دیکھ رہا تھا وہ سوتے ہوئے بہت معصوم اور

خوبصورت لگ رہی تھی دنیا سے بے خبر وہ اپنی گہری

نیند میں تھی

میں آپ کے سامنے کبھی نہیں آؤں گی نہ ہی کبھی آپ

کو اپنی شکل دکھاؤں گی ارحم کے کانوں میں فاریہ

کی آواز گونجی جو اس نے غصے میں بولا تھا اس کے

الفاظ یاد کر کے وہ مسکرایا

تم نے تو بولا تھا کہ تم کبھی مجھے اپنی شکل نہیں

دکھاؤ گی اب کہاں جاؤ گی اب تو میری بیوی بن چکی

ہو ساری زندگی یہی شکل دیکھنی ہے مجھے تم چاہو

تب بھی ایک پل کے لیے خود سے دور جانے کے اجازت

نہیں دوں گا رحم اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے

چہرے کو چھوتے ہوئے بولا تو وہ کسمسائی

کیا خیال ہے میری معصوم پری شوہر سامنے بیٹھا ہے اور

تم گہری نیند کے مزے لوٹ رہی ہو ار حم اس کے کان

میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا جبکہ فاریہ جو نیند میں

تھی ار حم کی سرگوشی کو خواب سمجھنے لگی

نہیں مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی مجھے اتنا برا

خواب نہیں دیکھنا فاریہ نیند میں بڑبڑائی مگر اس کی

بڑبڑاہٹ سن کر ار حم نے گھور کر فاریہ کو دیکھا

تمہاری ہمت کس طرح ہوئی مجھے برا خواب کہنے کی

ارحم اس کا بازو بہت سخت گرفت میں لیتا ایک

جھٹکے سے اپنے سامنے کھڑا کر چکا تھا جبکہ فاریہ

جو نیند میں تھی اچانک کھڑے ہونے پر زمین بوس

ہونے لگی مگر اس سے پہلے ارحم اس کی کمر پر بازو

لیپٹے اسے اپنے قریب کر گیا

فاریہ نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کر ارجم کو دیکھنے

کی کوشش کی مگر وہ اس قدر نیند میں ڈوبی ہوئی

تھی کہ دوبارہ آنکھیں بند کرتی اس کے سینے پر سر ٹکا

گئی

اٹھو لڑکی کیا نشہ کر کے سوئی ہو جو بار بار سوتی ہی

جار ہی ہو کچھ ہوش ہے کہ تمہارے سامنے کون کھڑا

ہے ارحم اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتا اپنے سامنے کرتے

ہوئے بولا مگر فاریہ میڈم گہری نیند میں تھی اسے اس

بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ اس کے سامنے اس

وقت کون کھڑا ہے

تو تم ایسے نہیں اٹھو گی چلو اچھی بات ہے ارحم

آنکھوں میں خمار لیے فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اور اگلے ہی لمحے اسے کھینچ کے اپنے قریب کرتا اس

کے نازک لبوں پہ اپنے سخت گرفت جما گیا

فارسیہ جو گہری نیند میں تھی اپنے لبوں پر جاہرا نہ آگ

کی طرح دہکتا لمس محسوس کرتے پوری آنکھیں کھول

کر ارحم کو دیکھنے لگی جو اس کے ہونٹوں پر جھکا

دنیا جہاں بھلائے ہوئے تھا

ارحم کے عمل میں شدت آئی تھی اس کی شدت کو اپنے

لبوں پر محسوس کرتے فار یہ کی نیند بھک سے اڑی

تھی وہ اب بالکل اپنے ہوش و حواس میں کھڑی

سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ سب کیا ہو رہا ہے

حواس با ساختہ ہوتے ہی فار یہ نے دونوں ہاتھ اس کے

کندھوں پر رکھے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی

جبکہ ارحم اس کی کمر پر اپنی گرفت مزید تنگ کرتا

اسے اور قریب کر گیا فاریہ کی سانسیں رکنے لگی تھی

اسے لگ رہا تھا اگر اب اس ظالم شخص نے نہ چھوڑا تو

یقیناً وہ مر جائے گی

فاریہ کی مزاحمت اور رکتی سانسوں کو محسوس کرتے

ارحم نے نرمی سے اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے جدا

کیے اور بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جو لمبے

لمبے سانس لیتی اپنی سانسیں بحال کرنے میں ہلکان ہو

رہی تھی

میں نے تو بولا تھا کہ تم خود ہی جاگ جاؤ تو بہتر ہوگا

مگر تم نے میری کوئی بات سنی ہی نہیں اس لیے سزا

تو دینی بنتی تھی نارحم اس کی چھوٹی سی ناک پر

لب رکھتے ہوئے بولا تو فاریہ کا چہرہ ایک دم سے سرخ

پڑا

مجھے لگ رہا ہے کہ تم اب مکمل ہوش میں ہو چلو اب

اگر تم اپنی گہری نیند سے جاگ ہی گئی ہو تو وہ کام

کرتے ہیں جو میں کرنے آیا ہوں ارحم فاریہ کا ہاتھ

تھا متے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی اسے

بٹھایا اور نرمی سے اپنے حصار میں لیا

آآپ یہاں کیا کر رہے ہیں فار یہ ہمت کرتی ارحم کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ جہاں تک اسے یاد تھا

وہ تو سونے کے لیے لیٹی تھی اس کے بعد وہ بالکنی

میں کیسے آئی اسے کچھ یاد نہیں تھا اس لیے اس نے

ارحم سے پوچھنا ضروری سمجھا

میں یہاں اپنی بیوی سے نکاح کی مبارکباد لینے آیا تھا

مگر آگے میری بیوی اتنی گہری نیند میں تھی کہ اسے

میری موجودگی کا بالکل بھی احساس نہیں ہوا اس لیے

اسے مجھے اپنے انداز میں جگانا پڑا ارحم فاریہ کی

طرف دیکھتے ہیں آخر میں آنکھ دباتے ہوئے بولا تو

فارہ سسٹپا کر اس سے تھوڑا فاصلہ بنا کر بیٹھی

ویسے مبارکباد تو میں لے چکا ہوں وہ بھی اپنے طریقے

سے مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری بیوی میں اتنی

مٹھاس ہے ارحم فارہ کو دوبارہ اپنے قریب کرتے ہیں

زو معنی انداز میں بولا وہ فارہ کی دھڑکنیں ایک دم

سے تیز ہوئی

میں نے بولا تھا نا کہ میں مبارکباد وصول کرنے آؤں گا

پھر تم سوئی کیوں میرا انتظار کیوں نہیں کیا ارحم

اس کے بھگے گلابی لبوں اور انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا

تو فاریہ کے جسم میں سرد لہر سے دور گئی

وہ پوری آنکھیں کھولے ارحم کی طرف دیکھنے لگی

کیونکہ اسے نہیں یاد تھا کہ ارحم نے کب اسے بولا تھا

کہ وہ اس کا انتظار کرے اور وہ آئے گا اس نے تو صرف

یہ بولا تھا کہ وہ مبارکباد وصول کرنے آئے گا مگر وہ

اس نے کب کا بولا تھا یہ فار یہ نہیں جانتی تھی اور

ویسے بھی وہ اس کی اس بات کو اگنور کر گئی تھی

لیکن اب وہ شخص اس سے حساب مانگ رہا تھا کہ اس

نے اس کا انتظار کیوں نہیں کیا

بولو چپ کیوں ہوار حم اس کے چہرے کے ایک ایک

نقوش کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے بولا جبکہ فار یہ

صدے کی کیفیت میں فریز ہو چکی تھی آج سے پہلے

اس نے کب دیکھا تھا ار حم کا ایسا روپ وہ تو اس سے

بات تک نہیں کرتا تھا مگر اچانک وہ ایک سرے ہوئے

کریلے سے میٹھا رس گلہ کیسے بن گیا فار یہ کو یہ بات

سمجھ نہیں آرہی تھی

آآپ پلیرز جائیں یہاں سے لائے اٹھ جائے گی فاریہ

ارحم کی گرفت میں گھبراتے ہوئے بولی کیونکہ اس کی

نزدیکی فاریہ کے لیے جان لیوا ثابت ہو رہی تھی

کوئی نہیں اٹھے گا تم صرف اپنے شوہر پر دھیان دو وہ

کیا بول رہا ہے صرف اسے سنو ارحم خمار آلود نگاہیں

فار یہ کے چہرے پر گاڑتے ہوئے بولا جو سرخ انار بنی

ہوئی تھی اور اس کے یہی بدلتے رنگ ار حم کو مزید بے

چین کر رہے تھے

ابھی وہ کچھ اور بولتا پیچھے سے کمرے کی لائٹ آن

ہوئی تو فار یہ کی جان پر بن آئی یقیناً لائٹ اٹھی ہوگی

ار حم نے گردن گھما کر کمرے کی جانب دیکھا جہاں

لائبہ اٹھ کر واش روم کی طرف گئی تھی

پپ پلینز آپ جائیں یہاں سے فاریہ ہمت کرتی ہوئی پھر

سے بولی

تم مجھے جانے کا بول رہی ہو ار حم فاریہ کی طرف

دیکھتے سنجیدگی سے بولا

نچ جی "فاریہ اس کے انداز پر گھبرائی ار حم نے ایک"

نظر فار یہ کی طرف دیکھتے ہوئے اگلے ہی لمحے اسے

کھینچ کر اپنے قریب کیا

یہ نازک مزاجی صرف اب کے لیے برداشت کر رہا ہوں آج

سے ٹھیک 15 دن بعد یہ سب کچھ اپنے کمرے میں ہی

چھوڑ کر آنا اور اپنے اس دماغ پر زیادہ زور ڈالنے کی

ضرورت نہیں کہ میں اچانک کیسے بدل گیا شوہر ہو

تمہارا اور شوہر ایسے ہی ہوتے ہیں بلکہ تم نے تو ابھی

دیکھا ہی نہیں کہ تمہارا شوہر کیسا ہے خیر وہ میں

تمہیں شادی کے بعد دکھا دوں گا بس خود کو تیار

رکھنا میرے لیے ارحم اس کے لبوں کو ہلکا سا چھوتے

ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور ایک آخری نظر فاریہ کے گلابی

چہرے پہ ڈال کر کمرے سے نکل گیا

ارحم کے جاتے ہی فارسیہ نے اپنا رکاوٹ اسانس بحال کیا

اور اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی دھڑکنوں کو

نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی جو آج باہر آنے

کو بے تاب تھا

لاٹبہ کا خیال آتے ہی فارسیہ جلدی سے اٹھی اور بالکنی

سے نکل کر کمرے میں داخل ہوئی کیونکہ اسے معلوم

تھا کہ اگر آدھی رات کو اس نے فاریہ کو بالکنی میں

دیکھ لیا تو وہ ضرور بہت سے سوال جواب کرے گی

اس لیے وہ اس کے آنے سے پہلے ہی کمرے میں پہنچ

جانا چاہتی تھی اس سے پہلے وہ اپنے بنائے گئے

منصوبے میں کامیاب ہوتی اسے پہلے ہی لائے

دیکھ چکی تھی

کیا ہوا یہ تم بالکنی میں کیا کر رہی تھی اس وقت

لائبہ فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کچھ نہیں بس میرا دل گھبرا رہا تھا اس لیے تھوڑی دیر

بالکنی میں چلی گئی فاریہ لائبہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی اور چلتی ہوئی بیڈ تک آئی

آج سے پہلے تو کبھی تمہارا دل نہیں گھبرا یا اور یہ

تمہارا چہرہ کیوں اتنا سرخ ہو رہا ہے کیا بات ہے تمہاری

طبیعت تو ٹھیک ہے لائے فاریہ کا سرخ چہرہ دیکھتے

ہوئے بولی

وہ کچھ نہیں بس گھبراہٹ ہو رہی تھی نا اس کی وجہ

سے فاریہ بہانہ بناتے ہوئے بولی اور بیڈ پر لیٹ کے

انکھیں بند کر گئی کیونکہ وہ لائے کے مزید کوئی بھی

سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی

لائٹ بند کر دو اور تم بھی سو جاؤ آ کر فار یہ بند

آنکھوں سے بولی

ہاں یہ ٹھیکہ تو میرے سر ہے نا لائٹہ جل کر بولی اور

لائٹ بند کر کے خود بھی سونے کے لیے لیٹ گئی

اس وقت سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود ناشتہ کرنے

میں مصروف تھے جبکہ فاریہ ارحم کی نظروں سے تنگ

آئی ہوئی تھی اسے بار بار محسوس ہو رہا تھا کہ ارحم

اسی کی جانب دیکھ رہا ہے اور یہ چیز فاریہ کو نظریں

بھی نہیں اٹھانے دے رہی تھی وہ بہت مشکل سے

بیٹھی آہستہ آہستہ ناشتہ کر رہی تھی جبکہ ارحم بڑی

فرصت ہے ناشتہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا پسندیدہ کام

فاریہ کو دیکھنے کا سرانجام دے رہا تھا

اس وقت ناشتہ کے ٹیبل پر بیٹھے افراد کا دھیان سوائے

اپنے ناشتہ کرنے پر اور کسی کی طرف نہیں تھا اور اس

بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ارحم فار یہ کی حالت سے۔

لطف انداز ہو رہا تھا

ابھی سب ناشتہ ہی کر رہے تھے جب زر خان کا فون بجا

ادھر خان نے فون کی طرف دیکھا تو داؤد کی کال تھی

ویسے تو آج تک داؤد نے اس وقت کال نہیں کی تھی

مگر آج اس کے کال آرہی تھی زر خان کو کچھ عجیب

سالگا اس نے ہاتھ ٹشو سے صاف کرتے زر خان کرسی

گھسیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا اور فون کان سے لگاتا سائیڈ پر

ہو کے بات کرنے لگا

السلام علیکم سر "سر اس وقت فون کرنے کے لیے"

معذرت چاہتا ہوں مگر بات بہت ضروری تھی اور آپ کو

بتانا بھی بہت ضروری تھا فون کان سے لگاتے ہیں فون

کے سپیکر میں داؤد کی آواز گونجی

وعلیکم السلام بولو سن رہا ہوں زر خان سنجیدہ لہجے

میں بولا

سر ایک علاقے سے معلومات ملی ہیں کہ وہاں سے دانش

کافون اور اس کا کچھ سامان برآمد ہوا ہے اور وہاں پر

سوائے اس سامان کے اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ

وہاں جانے پر ہمیں بہت سے ثبوت مل جائیں داؤد نظر

خان کو تفصیل بتائی

ٹھیک ہے میں بس ابھی نکل رہا ہوں تم اس جگہ کی

لوکیشن سینڈ کرو یہ بات سنتے ہی زر خان جلدی سے

بولا اور فون بند کر کے ٹیبل کی جانب بڑھا

بڑی اماں میں چلتا ہوں بہت ضروری کام آگیا ہے زر خان

کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھاتے بڑی اماں کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا

خیریت بیٹا سب ٹھیک تو ہے اماں جان زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی جو کافی سنجیدہ دکھائی دے رہا

تھا

جی سب خیریت ہے بس آپ یہ سمجھ لیں کہ ہم

مصطفیٰ کے قاتل کے قریب ہیں زر خان یہ بولتے ہی باہر

کی جانب بڑھ گیا جبکہ اس کی بات سن کر سب تھوڑا

پریشان ہو گئے تھے

ناشتہ کریں آپ سب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں سب

ٹھیک ہو جائے گا صہزیب سکندر ایک نظر سب کے

پریشان چہروں پر ڈالتے ہوئے بولے اور ان سب کے

چہروں میں سے ایک چہرے پر ان کی مکمل نظر تھی

اور وہ حور تھی جس کے چہرے پر زرخان کے بات

سنتے ہی پریشانی صاف دکھائی دے رہی تھی

آپ بھی ناشتہ کرو بیٹا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

ہے صہزیب سکندر حور کی طرف دیکھتے مسکراتے

ہوئے بولے

جی "حور نے ایک لفظ جواب دے کر اپنا چہرہ جھکا لیا"

ناشتہ کرنا تو اب اس کے لیے بہت مشکل تھا مگر اس

کی مجبوری تھی اس لیے تھوڑا تھوڑا ناشتہ کرنے لگی

اس وقت زر خان اور داؤد ایک کھنڈر نما گھر کے آگے

کھڑے تھے جو کہیں سے بھی گھر معلوم نہیں ہو رہا تھا

وہ گھر دیکھنے سے ایسے لگ رہا تھا جیسے صدیوں سے

بند پڑا ہو جگہ جگہ سے دیواریں ٹوٹی ہوئی تھی

داخلی دروازہ ٹوٹا ہوا تھا دھول اور مٹی اس قدر تھی

کہ گھر کی صحیح طرح سے پہچان بھی نہیں ہو پا

رہی تھی

سر معلومات کے مطابق یہی پتہ چلا ہے کہ اس گھر کے

اندر سے ہی فون اور کچھ سامان برآمد ہوا ہے انہوں نے

کسی بھی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا جہاں پر انہوں نے وہ

سامان دیکھا ہے وہیں پر پڑا ہے آپ چلیے میرے ساتھ

اندر اور خود دیکھ لیجیے داؤد زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو زر خان نے داؤد کے ساتھ قدم اس

کھنڈر نما گھر کے اندر بڑھائے

اس گھر کے اندر داخل ہوتے ہی زر خان نے چاروں طرف

نظریں دوڑائیں جگہ جگہ پرانے زمانے کا فرنیچر ٹوٹا

اور بکھرا ہوا تھا کہیں کرسی ٹوٹی پری تھی کہیں پر

کوئی میز کہیں پر فرنیچر کے کچھ ٹکڑے کہیں پر پرانے

زمانے کے برتن جن پر اتنا گند تھا کہ انہیں چھوا بھی

نہیں جاسکتا تھا جگہ جگہ ٹوٹے ہوئے پتھر پڑے تھے

اس کے بالکل سامنے ہی ایک کرسی پڑی تھی جس کے

ارد گرد درسیاں لٹک رہی تھیں وہ کرسی پرانی اور ٹوٹی

ہوئی نہیں تھی مگر اس پر دھول مٹی واضح تھی

یعنی یہ بات ماننے میں آتی تھی کہ اس کرسی پر کسی

کو باندھا گیا تھا اور یہ بات کوئی ایک دو دن کی نہیں

بلکہ کچھ ہفتوں کی ضرور ہوگی کیونکہ جس قدر گند

مٹی اور دھول اس کرسی پر موجود تھی اس سے

اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ مٹی ایک دو دن کیا ایک دو

ہفتوں کی نہیں بلکہ ایک مہینے کی ہے اس کرسی کے

کچھ فاصلے پر ہی ایک فون گرا پڑا تھا جس کی

سکرین ٹوٹی ہوئی تھی کچھ فاصلے پر ایک گھڑی اور

ٹائی گری پڑی تھی زر خان نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا اور

اسے بغور دیکھنے لگا جس کی سکرین ٹوٹ چکی تھی

جب کہ وہ پیچھے سے بھی کافی بڑی حالت میں تھا

یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس فون کو کسی نے پاؤں

سے کچلا ہو اس فون کے صحیح ہونے کے چانسز کم

ہی تھے

داؤد نے جھک کر وہ ٹائی اور گھر ہی اٹھائی اور زر خان

کی جانب بڑھائی ٹائی تو مکمل گندی ہو چکی تھی اور

گری جس کا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا شاید وہ غریب زمین پر

گرنے کی وجہ سے ٹوٹی تھی داؤد نے ایک پیکٹ نکالا

اور یہ تینوں چیزیں اس میں ڈال دیں

چیک کرنے کے لیے بھجواؤ یہ چیزیں اور پتہ کرواؤ کہ

اس پر فنگر پرنٹ کس کے ہیں اگر یہ چیزیں دانش کی

ہوئی تو دانش کے فنگر پرنٹس میچ کر جائیں گے اور

اگر کسی اور کی ہوئی تو وہ بھی پتہ چل جائے گا

زر خان داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور وہاں سے

نکل گیا جبکہ داؤد وہ چیزیں لیتا زر خان کے پیچھے ہی

اس گھر سے باہر نکلا

میم ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ کچھ آدمی اس وقت اس

مال میں موجود ایک سیکرٹ روم میں میٹنگ کر رہے

ہیں ایک گھنٹے تک ان کی میٹنگ شروع ہوگی اور اس

میٹنگ میں انہوں نے اپنے بیگ آپس میں بدلنے ہیں اور

ان بیگز میں وہ نشہ اور ادویات ہیں جو یہ لوگ

پرائیویٹ ہاسپٹلز کی ادویات میں ملا کر انہیں دو

نمبری سے سیل کرتے ہیں

عینا اس وقت اپنا آفس میں بیٹھی اپنے سامنے موجود

ان چار آفیسرز کو دیکھ رہی تھی جو اسے تمام تفصیل

سے آگاہ کر رہے تھے

کچھ آفیسرز کو عام حوالے میں مال بھجوا یا گیا تھا ان

کی طرف سے کیا خبر ملی ہے عینا نے ان کی طرف

دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا

جی میم ان سے یہ معلومات معلوم ہوئی ہیں کہ ایک

پارٹی وہاں پر پہلے ہی پہنچ چکی ہے اور وہ دوسری

پارٹی کے آنے کا انتظار کر رہی ہے جب دوسری پارٹی

کے لوگ وہاں پہنچ گئے تب ان کی میٹنگ شروع ہوگی

ہمارے آفسر جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں مگر ان کا کہنا

ہے کہ یہاں پر وہ اتنی ہوشیاری سے کام لیا جا رہا ہے کہ

ان کی پارٹی کا کوئی بھی فرد بغیر نقاب کے نہیں

دکھائی دیا ہر کسی نے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا اور

جس روم میں میٹنگ ہوگی اس روم کے آگے ایک لفٹ

لگی ہوئی ہے دیکھنے سے وہ لفٹ معلوم ہوتی ہے مگر

اندر وہ ایک سیکرٹ روم ہے اور انہوں نے نگرانی بھی

بہت سخت رکھی ہے وہ سیکنڈ فلور سے آگے کی

معلومات نہیں لے سکے لیکن ہمارے سارے آفیسر زابھی

بھی وہیں پر موجود ہیں ایک آفیسر عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا جو ہمیشہ اسے تمام تفصیل سے آگاہ

کرتا تھا

ٹھیک ہے آپ سب تیار ہیں عینا ان سب کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی

جی میم ہم بالکل تیار ہیں وہ چاروں ایک ہی آواز میں

بولے تو عینا اپنی کرسی سے اٹھ کھری ہوئی

OK then let's complete our plan

عینا ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور ان سب نے اپنے

چہرے پر بلیک ماسک لگائے اس وقت وہ چاروں آفیسرز

اور عینا فل بلیک کاسٹیوم میں موجود تھے سر پر

ہوڈی پہنی جس سے آنکھیں چھپ گئی اور ماسک

لگانے سے ان کا پورا چہرہ ہی ڈھانپا گیا ہاتھوں پر گلوں

موجود تھے جب کہ پیروں میں بلیک شوز ان کے جسم

کا ایک حصہ بھی واضح نہ تھا اور کوئی چاہ کر بھی

انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا

عینا اپنے آفیسر کے ساتھ آفس سے باہر نکلی اور گاڑی

میں بیٹھ کر مال کی جانب بڑھ گئی تمام راستے وہ

اپنے آفیسرز کے ساتھ رابطے میں تھی جو آفیسرز مال

میں پہلے سے موجود تھے

مال پہنچ کر وہ پانچوں آفیسرز مال میں بکھر گئے

کیونکہ انہیں ایک ساتھ دیکھ کر وہ لوگ محتاط ہو

سکتے تھے اور عینا سکندر دشمن کو محتاط ہونے کا

موقع دیتی ہی نہیں تھی اس لیے اس نے اپنے تمام

آفیسرز کو جگہ جگہ پھیلا دیا اور اب خود اس کا

ٹارگٹ وہ سیکرٹ روم تھا جو تھرڈ فلور پر موجود تھا

وہاں تک پہنچنے کے لیے اسے بہت ہوشیاری سے کام لینا

تھا

میں راستے سے جانے کے بجائے عینا نے اپنے قدم مال کی

پچھلی سائیڈ پر بڑھائے مال کی پچھلی سائیڈ پہ آکر

عینا نے ایک نظر اپنے آس پاس دوڑائی تو اسے پچھلی

سائیڈ پر ایک لفٹ دکھائی دی وہ لفٹ کافی بڑی تھی

شاید بھاری سامان اوپر والے فلور تک لے جانے کے لیے

اس لفٹ کا استعمال ہوتا تھا عینا نے آگے بڑھ کر اس

لفٹ کا معائنہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ لفٹ ڈائریکٹ

ہے اور اس کے قریب ہی دو بٹن لگے تھے عینا اس لفٹ

میں کھڑی ہوئی اور گرین بٹن دبا دیا بٹن دباتے ہیں وہ

لفٹ اوپر کے جانب چلنے لگی

تھرڈ فلور پر جا کر وہ لفٹ خود ہی رک گئی شاید اس

لفٹ کا سسٹم تھرڈ فلوٹ تک ہی تھا لفٹ رکتے ہی عینا

مخاط ہوئی اس نے اپنی ہوڈی کو تھوڑا سا پیچھے

کھسکایا اور اپنی گرین تیز نظر آنکھوں سے چاروں

طرف دیکھنے لگی لیکن اسے وہاں کوئی نہ دکھائی دیا

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھی اس کے قدموں

کی ذرا آہٹ بھی نہیں سنائی دے رہی تھی اس کے چلنے

کا طریقہ ایسا تھا

تھوڑا سا آگے جا کر عینا کو ایک دروازہ دکھائی دیا

شاید وہ دروازہ اس فلور کے اندر جانے کا تھا اس نے

دروازے کو آہستہ دھکیلا تو وہ کھلتا گیا وہاں پر کوئی

بھی موجود نہیں تھا یہ بات عین کو عجیب لگی

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی جب اسے

اچانک اپنے قریب سے قدموں کی آہٹ سنائی دی تو وہ

فوراً پیلر کے پیچھے چھپ گئی

آنے والا کوئی آدمی تھا اس نے اپنا چہرہ کسی رومال

سے باندھ رکھا تھا اس نے آکر وہاں موجود ڈبوں میں

سے سب سے اوپر والا ڈبہ اٹھایا اور ایک نظر اپنے دائیں

بائیں جانب دیکھا اور پھر وہ ڈبا اٹھا کر باہر نکل گیا

اس آدمی کے جاتے ہی عینا نے پلر کے پیچھے سے اپنا ذرا

سلسر نکال کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ

آدمی جا چکا تھا عینا اس پلر کے پیچھے سے نکلی اور

چلتے ہوئے ان ڈبوں کے قریب آئی مگر دیکھنے پر اسے

وہ ڈبے کھالی ملے یعنی جو ڈبہ وہ لے کر گیا تھا ضرور

اس میں کچھ ایسا تھا جو بہت احتیاط سے وہ ڈبہ لے

جارہا تھا

عینا نے آہستہ آہستہ قدم باہر کے جانب اٹھائے اور دائیں

جانب مڑی تھوڑا سا آگے جانے پر اسے تین سے چار

آدمی ایک ساتھ ایک دروازے کے آگے کھڑے ہوئے

دکھائی دیے انہیں دیکھتے ہی عینا فوراً سائیڈ پر ہو

گئی

Hello officers I'm speaking up
everyone stay close to this door

عینا نے اپنے کان میں لگی بلوٹو تھ کو آن کرتے اپنے

آفیسرز کو پیغام دیا

Ok ma'am we are all ready we

are waiting for your next order

عینا کو اپنے کان میں لگی بلوٹو تھ میں سے اپنے ایک

آفیسر کی آواز سنائی دی

اینانے اپنی گن نکال کر اسے لوڈ کیا اور واپس اپنے کمر

کے پیچھے آراستے اہستہ اہستہ قدم اٹھاتی ہوئی اگے

بڑھی وہاں پہ اب دوا دمی موجود تھے جبکہ دوا دمی

اگے پری کر سیوں پر بیٹھے تھے

عینا بے آواز قدم لیتی ان دونوں آدمیوں کے پیچھے

کھڑی ہو گئی ایک آدمی کے منہ پر ہاتھ رکھے اس نے

اس کے گردن کی مخصوص رگ دبائی تو وہ وہیں پر

ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتا زمین پر گر پڑا اس کے

گرنے کی آواز پر دوسرے آدمی نے پیچھے مڑ کے دیکھنا

چاہا مگر اس سے پہلے ہی عینا کے پڑنے والے زوردار

مکے سے وہ سنبھل نہ سکا اور سیدھا زمین بوس ہو گیا

عینا نے آگے بڑھ کر کرسیوں پر بیٹھے دونوں آدمیوں کے

منہ پر اپنے ہاتھ رکھے تو وہ ہڑبڑا کر خود کو چھڑانے

کی کوشش کرنے لگے مگر عینا نے ایک جھٹکے سے ہاتھ

نیچے لے جا کر ان کی گردنوں کے مخصوص رگ دبائی

تو وہ دونوں بھی وہیں بیہوش ہوتے کر سیوں پر جھول

گئے چار مردوں کو ایک منٹ کے اندر ہوش و حواس

سے بیگانہ کرنے والی صرف عینا سکندر ہی ہو سکتی تھی

ان بیہوش آدمیوں کو ایک نظر دیکھ کر عینا نے اس

دروازے کی جانب قدم بڑھائے دروازہ کھولنے سے پہلے

اس نے اپنا کان اس دروازے کے قریب کیا اور اندر سے

آنے والی آوازوں کو سننے کی کوشش کرنے لگی

مال اصلی ہے نا ایک آدمی سامنے موجود پارٹی کے آدمی

کو دیکھتے ہوئے بولا

سو فیصد اصلی ہے تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم دو نمبر کام

کریں گے اس پارٹی کا آدمی دوسرے آدمی کو گھورتے

ہوئے بولا جیسے اس کی یہ بات اسے پسند نہ آئی ہو

نہیں ٹھیک ہے جلدی سے ہمیں ہمارا مال دو اور اپنا مال

لو اور یہاں سے نکلو ہمارا یہاں رکنے کا کوئی ارادہ

نہیں وہ آدمی دوسرے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

Hello Officers the poison are being
exchanged

inside hurry up to the door and
enter

without stopping

ہیلو آفیسر زاندر مال (زہر) بدلا جا رہا ہے مین دروازے

(پر پہنچو اور بنار کے اس کمرے کے اندر داخل ہو جاؤ

عینا اپنے کان میں لگی بلوٹو تھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

Ok ma'am we are all ready

وہ آفیسر اینا کو جواب دیتے ہوئے بولا

اور پھر ایک جھٹکے سے دونوں دروازے کھلے ایک طرف

داخل ہونے والی عینا تھی جبکہ دوسری طرف داخل

ہونے والے افیسر زتھے

اس کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ کسی شیر کی طرح

وہاں موجود آدمیوں پر جھپٹے تھے کمرے میں داخل

ہوتے آفیسر ز نے انہیں ان کی گردنوں سے دبوچا تھا

جبکہ اچانک کمرے میں داخل ہونے والے نوجوانوں کو

دیکھ کر وہ سب آدمی خوف کے مارے کچھ کر ہی نا

سکے

ایک آدمی نے اپنی گن نکال کر ایک آفیسر کی طرف

نشانہ باندھنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی عینا اس تک

پہنچ کر اس کا بازو توڑ چکی تھی جس کی بنا پر وہ

درد سے بلبلاتا وہی زمین پر گر پڑا

عینا نے آفیسرز کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی گرین

آنکھوں سے انہیں ایک اشارہ کیا اور اس اشارے کو

سمجھتے ہی تمام آفیسرز نے ان آدمیوں کے گلے کی

مخصوص رنگ دہائی جس سے وہ سب بیہوش ہو کر

گر پڑے

ان سب کو یہاں سے اٹھاؤ اور کل مجھے یہ سب ہمارے

اسپیشل روم میں چاہیے عینا ایک آفیسر کی جانب

دیکھتے ہوئے بولی تو وہ سب یس مین کہتے ہیں اپنے

اپنے کام کو لگ گئے انہیں پیچھے کے راستے سے ان

سب اد میوں کو یہاں سے نکالنا تھا

اپنے آفیسرز کو دیکھتے عینا نے قدم باہر کی جانب

بڑھائے اب وہ پچھلے راستے سے واپس نہیں جا رہی

تھی بلکہ مین راستے سے جا رہی تھی

عینا اس کمرے سے نکل کر لفٹ میں داخل ہوئی اور

فرسٹ فلور پر جانے کا بٹن دبا دیا لفٹ میں اس کے

سوا کوئی موجود نہ تھا فرسٹ فلور پر پہنچتے ہی

جیسے ہی لفٹ کھلی عینا جلدی سے باہر نکلی مگر

سامنے سے آتے وجود سے بری طرح ٹکرائی مگر سنبھل

گئی لیکن جب نظر اٹھا کر اس وجود کی جانب دیکھا

تو اسے احساس ہوا کہ وہ کتنی بڑی مصیبت میں

پھنسنے جا رہی ہے

زرخان جو پرسوں جیولر کی شاپ پر حور کے لیے ایک

خوبصورت پینڈ ڈپسند کر کے گیا تھا آج اسے وہ ریلی

کرنا تھا آفس سے فری ہو کر وہ سیدھا مال ہی آیا تھا

ابھی وہ پینڈ ڈلے کر واپس جانے ہی والا تھا جب اسے

یاد آیا کہ اس نے اپنے کچھ ڈریس بھی پک کرنے ہیں

ویسے تو اسے وہ حویلی میں آجانے تھے مگر اس نے

سوچا کہ وہ یہاں آیا ہوا ہے تو خود ہی پکڑ لے اس لیے

وہ لفٹ کی جانب بڑھا مگر اپنے سامنے اچانک اسی

لڑکی کو دیکھ کر وہی رک گیا اس کے قدم آگے بڑھنے

سے انکاری ہو گئے جبکہ عینا جو لفٹ سے تیزی سے نکل

رہی تھی زر خان کے وہیں رکنے پر اس سے بری طرح

ٹکرائی

زر خان کو دیکھتے ہی عینا نے جلدی سے وہاں سے نکلنا

چاہا مگر زر خان اسے بازو سے پکڑتا روک چکا تھا

اپنے بازو پر زر خان کی گرفت دیکھتے عینا کو سخت

طیش آیا اس نے اپنی سرخ ہوتی گرین آنکھوں سے

زر خان کی طرف دیکھا اور اس سے اپنے بازو ایک

جھٹکے سے چھڑوایا مگر زر خان آگے بڑھ کر دوبارہ اس

کا بازو پکڑ چکا تھا اس کی دوبارہ اس حرکت پر عینا

نے بغیر لحاظ کیے ایک زوردار ٹانگ اس کی پیٹ میں

دے ماری جو اس کی پسلی پر لگی تھی ٹانگ اتنی زور

سے لگی تھی کہ زر خان پیچھے لگے پلر سے زور سے

ٹکرایا پلر اس کی کمر پہ بہت زور سے لگا تھا مگر اسے

پرواہ کب تھی اسے صرف اس لڑکی کو پکڑنا تھا وہ

اپنی تکلیف کو اگنور کرتا اس لڑکی کے پیچھے بھاگا

مگر اس سے پہلے ہی وہ تیز قدم لیتی وہاں سے غائب

ہو چکی تھی زر خان نے آگے پیچھے گھوم کر دیکھا مال

کے مین گیٹ پر بھی گیا مگر وہ لڑکی اسے کہیں نہ

دکھائی دی جانے ایک منٹ میں وہ کہاں غائب ہو گئی

تھی ایک بار پھر عینا سکندر زر خان سکندر کے ہاتھ

لگتے لگتے رہ گئی وہ اس کے سامنے تھی مگر زر خان

سکندر اسے پکڑ نہ کر سکا

شیٹ "زر خان ایک ہاتھ کاملہ بنا کر دوسرے ہاتھ پہ"

زور سے مارتے ہوئے بولا اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا

دماغ کی رگیں تن گئی تھی پہلی بات تو یہ کہ وہ

لڑکی اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور دوسری بات یہ کہ

پہلی بار زر خان سکندر پر کسی نے حملہ کیا تھا اور وہ

کوئی لڑکا نہیں بلکہ ایک لڑکی تھی زر خان سے اپنا

غصہ کسی قیمت کنٹرول نہیں ہو رہا تھا اس کا دل چاہ

رہا تھا کہ اس لڑکی کو ڈھونڈ کے لائے اور پہلے تو اس

کے ہوش ٹھکانے لگائے کیونکہ جو بد تمیزی وہ کر گئی

تھی آج تک کسی میں اتنی جرات نہیں تھی کہ زر خان

سکندر کے سامنے اونچی آواز میں بات بھی کر جائے

لیکن وہ لڑکی سیدھا اسے ٹانگ رسید کر گئی تھی

اپنے اشتعال پر قابو پاتے زر خان نے نظریں اپنے دائیں

بائیں جانب گھمائی یہ تو شکر تھا کہ وہاں پر کوئی

بھی موجود نہیں تھا ورنہ زر خان سکندر کو کوئی ایک

لڑکی سے مار کھاتا دیکھ لیتا تو اس کی عزت کا تو

فالودہ بن جاتا

اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کرتے

زرخان نے قدم مال سے باہر کی جانب بڑھائے کیونکہ

اب اس کا ارادہ اپنے کپڑے لینے کا بالکل نہیں تھا

آخر اس آدمی کو چاہیے کیا مجھ سے میرے تو پیچھے

ہی پڑ گیا ہے جہاں میں جاؤں پیچھے ہی پہنچ جاتا ہے

اتنا ہی شوق ہے ملاقات کا تو صبر رکھو زرخان سکندر

تم سے ملاقات تو لازمی کروں گی مگر ابھی نہیں

صحیح وقت آنے پر پھر تمہیں اپنی ایک ایک کوتاہی کا

حساب چکانا پڑے گا جو تم میرے سامنے آکر کرتے ہو

عینا کو زرخان پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا اس کا بار بار

سامنے آجانا اس کے کام میں دخل اندازی کرنا یہ سب

عینا کو بالکل پسند نہیں تھا

اپنے غصے پر قابو پاتے عینا نے اپنا بجتا ہوا فون اٹھایا

جس پر ایک میسج شوہور ہا تھا وہ میسج اس ایک

آفیسر نے کیا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ جن آدمیوں

کو گرفتار کرنے کے لیے عینا نے بولا تھا وہ آدمی ان کے

قبتے میں ہیں جہاں عینا نے انہیں رکھنے کا بولا تھا وہ

وہیں پر موجود ہیں اور انہیں ہوش آچکا ہے

میسیج پڑھتے ہوئے عینا اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اسے

اپنی زندگی میں اور بھی بہت کام تھے وہ زر خان

سکندر کے بارے میں ہی نہیں سوچ سکتی تھی اپنی

تمام سوچوں کو جھٹک کر اٹھی اور وہاں سے نکل گئی

اپنے سیکرٹ روم کے قریب پہنچتے ہی روم کے آگے

کھڑے آفیسر نے عینا کو سلیوٹ کیا اور کمرے کا

دروازہ کھول دیا

عینا اندر داخل ہوئی تو اس کمرے کے چاروں طرف

شیشے لگے تھے یعنی باہر کھڑا شخص آسانی سے اندر

دیکھ سکتا ہے مگر اندر بیٹھا شخص باہر نہیں دیکھ

سکتا تھا اس روم کو اس طریقے سے ڈیزائن کیا تھا

اندر بہت سے مائیکروفونز کیمرے لگے ہوئے تھے اور وہاں

کاسٹم ایسا تھا کہ اندر ہونے والی تمام گفتگو باہر

موجود شخص آسانی سے سن سکتا تھا جبکہ اندر

موجود افراد کو یہ علم تک نہیں ہو سکتا تھا کہ باہر

کوئی اسے دیکھ رہا ہے یا سن رہا ہے وہ ساؤنڈ پرفیکٹ

روم تھا اندر لگے اٹومیٹک مائیکروفونز کے علاوہ اندر

کی اندر کی آواز باہر نہیں جاسکتی تھی

اینا چلتی ہوئی ٹھیک ان آدمیوں کے سامنے کرسی پر آ

بیٹھی جو زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے ہاتھ

بندھے ہوئے تھے جب کہ وہ مکمل ہوش میں تھے

یہ بات تو تم لوگوں کو معلوم ہو چکی ہو گی کہ تم لوگ

اس وقت ایجنسی کے قبضے میں ہو اور یہاں سے نکل

پانا تم لوگوں کے لیے ناممکن ہے میں کوئی بھی فضول

بات سننے کی عادی نہیں اور نہ ہی میں ان جھمیلوں

میں پڑتی ہوں میں صرف ایک بار پوچھوں گی اس کے

بعد میں عمل کر کے دکھاؤں گی چلو اب جلدی سے

طوطے کی طرح اپنی زبان چلاؤ اور بتاؤ کہ وہاں پر کیا

چل رہا تھا عینا ان آدمیوں کی طرف دیکھتی سپاٹ

انداز میں بولی

ہم وہاں پر مال کی خریداری کرنے آئے تھے ایک آدمی

ڈرتے ڈرتے بولا کیونکہ سامنے بیٹھی لڑکی سے اسے بے

انتہا خوف محسوس ہو رہا تھا

کون سے مال کی خریداری عینا اپنی گرین آنکھوں میں

سختی لیے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے آدمیوں کو

سپاٹ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی

درد و ایسوں کی "وہ آدمی ہکلاتے ہوئے بولا کچھ اسے"

عینا سے خوف آرہا تھا اور کچھ اس روم میں موجود

سات سے آٹھ اونچے لمبے جوان آفیسرز سے بے شک وہ

پولیس کی وردی میں موجود نہ تھے دراز قد چورا

سینہ کمر کے پیچھے ہاتھ باندھے وہ بالکل ایک جگہ اکڑ

کر کھڑے تھے بلیک ٹی شرٹ جوان کے جسم کے ساتھ

چپکی ہوئی تھی ہاف ٹی شرٹ سے نظر آنے والے ہاف

مضبوط سکس پیک بازوان آدمیوں کا خون خشک

کرنے کا کام کر رہے تھے ابھی تک کسی آفیسر نے بھی

انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا تھا مگر ان آفیسرز کو دیکھتے

ہی انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ان آفیسرز کے سامنے وہ

ایک چیونٹی برابر ہیں

ان آفیسر سے کم تو عینا بھی نہیں تھی وہ عام لڑکیوں

کی طرح دو گلی پتلی اور چھوٹے قد کی بالکل نہیں

تھی اس کا قد دراز تھا اور صحت میں وہ عام لڑکیوں

کی طرح نہیں تھی اس کی صحت کافی اچھی اور

ٹھیک تھی وہ ایک مضبوط لڑکی تھی یوں کہا جائے کہ

وہ ایک سخت پہاڑ کی مانند تھی جس سے ٹکرا نے والا

خود ریزہ ریزہ ہو کر بیکھر سکتا ہے مگر اسے ایک انچ

ہلا نہیں سکتا

کون سی دوائیاں "اب کی بار نہ تو عینا کا لہجہ"

سنجیدہ تھا اور نہ ہی سپاٹ تھا اس کا لہجہ خوفناک

ہسپتال میں استعمال ہونے والی دوائیاں وہ آدمی ڈرتے

ڈرتے بولا مگر وہ بہت بڑی غلطی کر چکا تھا جھوٹ

بول کر

اس کے بعد سنتے ہی پاس ہی کھڑا ہے افیسر اس آدمی

کی جانب بھرا اور اسے گردن سے دبویں کر ایک جھٹکے

سے اس کا سر زمین سے لگا گیا اس کی پکڑ میں اتنی

سختی تھی کہ اس آدمی کو لگ رہا تھا کہ وہ ابھی مر

جائے گا

میں نے بولا تھا کہ میں صرف ایک باہر پوچھوں گی تم

لوگوں نے شاید میری بات غور سے نہیں سنی عینا

غرائی تو سامنے بیٹھے شخص خوف سے کانپنے لگے

عینا کے بولنے پر ان آدمیوں میں سے کوئی نہ بولا تو

دوسرا آفیسر آگے بڑھا اس نے ایک آدمی کو اسی طرح

دبوچا جس طرح پہلے ایک آفیسر نے دبوچا ہوا تھا سر

فرش پر مضبوطی سے لگنے کی وجہ سے ماتھے سے

خون بہنے لگا ان دونوں کی یہ حالت ہوتے دیکھ کر

دوسرے آدمی خوف سے تھر تھرانے لگے

میں سب کچھ بتاتا ہوں پلیز ہمیں مت مارو میں ساری

حقیقت بتاؤں گا ایک آدمی ہانتے ہوئے بولا تو عینا نے

اپنے آفیسرز کو اشارہ کیا تو وہ دونوں پیچھے ہٹ گئے

اور واپس اپنی جگہ پر جا کے ویسے ہی کھڑے ہو گئے

جیسے پہلے کھڑے تھے

ہم ایک دوسرے کو زہر دے رہے تھے یہ ادویات میں

ملانے والا زہر تھا اس زہر کو ادویات میں ملا کر

ہاسپٹل میں سیل کیا جاتا ہے تاکہ ہماری دوائیوں کا

خرچہ کم ہو اور خریدنے والے کو فوراً سکون ملے مگر

یہ سکون کے لیے نہیں اس میں موجود زہر انسان پر

آہستہ آہستہ حاوی ہونے لگتا ہے اور وہ نشے میں جانے

لگتا ہے وہ یہ سوچتا ہے کہ اسے سکون مل رہا ہے لیکن

ایسا نہیں یہ زہر دوائیوں میں ملانے سے ہم بہت پیسہ

کماتے ہیں اور ہاسپٹل میں آنے والا شخص جو آخری

سانسیں لے رہا ہو اسے یہی زہر دیا جاتا ہے جس کی بنا

پر کچھ ہی منٹوں میں اس کی موت ہو جاتی ہے اس

دوائی کا فائدہ یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کروانے

سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مرنے والے کو زہریلی

ادوايات دى گئى هياں بلکہ يہى پتہ چلتا ہے کہ اسے

ہارٹ اٹیک ہوا جس کی وجہ سے وہ موقع پر مر گیا ہم

یہ ادوايات خود نہیں دیتے یہ زہر ہمیں ہمارے مالک

دیتے ہیں جن کے پاس ہم کام کرتے ہیں اور اس زہر کو

ہم نے آگے پہنچانا ہوتا ہے وہ آدمی فر فر زبان چلاتا

جلدی جلدی عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بتا رہا تھا

جیسے اسے اپنی جان بہت عزیز ہو اور اپنی جان بچانے

کی خاطر وہ تمام حقیقت عینا کے سامنے رکھ گیا تھا

اس بات سے انجان کہ جس کی حقیقت اس نے سامنے

کھولی ہے اس کے ہاتھوں وہ قتل بھی ہو سکتا ہے

کون ہے وہ جس کے کہنے پہ تم لوگ یہ زہر سپلائی کرتے

ہو اس آدمی کی ساری بات سن کر عینا کا دل چاہ رہا

تھا کہ ان کا سر دھڑ سے الگ کر دے جنہوں نے لوگوں

کی زندگیوں کو کوئی کھیل سمجھ رکھا ہے

ملک ظہیر اور اس کے دونوں چھوٹے بھائی ان تینوں کے

لیے ہم سب کام کرتے ہیں اس سے زیادہ ہمیں کچھ

نہیں معلوم وہ آدمی لڑکھڑاتی ہے آواز میں بولا

تم لوگ انسان ہو کہ نہیں ایک انسان دوسرے انسان کو

زہریلی ادویات کیسے دے سکتا ہے تم جیسے ہی

غداروں کی وجہ سے ہمارا ملک بدنام ہے اور یہ مت

سوچنا کہ تم لوگوں کے جرم کی تم لوگوں کو سزا نہیں

ملے گی تم لوگوں کو سزا ضرور ملے گی تم لوگ کسی

قانون کے نہیں بلکہ ایک ایجنسی کے ہاتھ لگے ہو اور

ایجنسی والے تب تک نہیں چھوڑتے جب تک ان کی

خود مرضی نہ ہو تم لوگ حوالات میں جلو گے سرو

گئے مرو گے لیکن آزاد نہیں ہو سکو گے عینا ان کی

طرف دیکھتے ہوئے سختی سے بولی اس آدمی کی

تفصیلی بات سن کر عینا کی آنکھیں لال انگارہ بنی

ہوئی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس سب کے

پیچھے چھپے مجرم کو نکالے اور سب کے پھانسی

کے پھندے پر لٹکا دے

نہیں نہیں ہمارے ساتھ ایسا مت کرو ہم تو تمہارے

سامنے جرم قبول کر چکے ہیں اب ہمیں چھوڑ دو عینا

کی بات سن کروہ آدمی گڑ گڑانے لگا جب کہ باقی

آدمیوں کا بھی یہی حال تھا

اٹھاؤا نہیں اور لے جاؤ ان کی اصل جگہ پر جس جگہ

کے یہ حقدار ہیں عینا آفیسرز کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی تو وہ بغیر ان آدمیوں کے گڑ گڑانے کی پرواہ کیے

وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گئے

مجھے اگلے 24 گھنٹوں میں ملک ظہیر اور اس کے

بھائیوں کی تمام ڈیٹیل میرے ٹیبل پر چاہیے گوڈاٹنا

اپنا آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے جلدی

سے یس میم بولا

اس آدمی کا ریکارڈ کیا ہوا بیان مجھے چیپ میں چاہیے

اور یہ ریکارڈ اس فائل میں شامل کرو جس کیس میں

یہ لوگ لڑکیاں اغواہ کر رہے ہیں کیونکہ مجھے پورا

یقین ہے کہ ان لڑکیوں کو اغواہ کرنے کے پیچھے بھی

ملک ظہیر اور اس کے ساتھیوں کا ہی ہاتھ ہے عینا

سامنے موجود آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی

سے بولی اور وہاں سے چلی گئی

زر خان ڈرائیونگ کر رہا تھا جب کہ اسے اپنے کندھے میں

بے تحاشہ درد کا احساس ہو رہا تھا مگر اپنے درد کو

برداشت کرتا وہ گاڑی چلا رہا تھا وہ بس جلد از جلد

حویلی پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے کندھے کا درد

بڑھتا جا رہا تھا

آخر کار دس منٹ مزید گاڑی چلانے کے بعد اس کی

گاڑی حویلی میں داخل ہوئی گاڑی پورچ میں کھڑی

کرتا وہ حویلی کے اندر کی جانب بڑھا

ہمیشہ کی طرح بری اماں اسے لاؤنج میں ہی بیٹھی

دکھائی دی جبکہ زینت بیگم اور اماں جان حور اور

فاریہ کے ساتھ کچن میں موجود تھی اور لائبریری گاہوں

کے کچھ بچوں کو بلوا کر انہیں کتابیں بانٹنے میں

مصروف تھی

السلام علیکم بڑی اماں کیسی ہیں آپ زرخان بڑی اماں

کے نزدیک بیٹھتے ہوئے بولا

وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں میرا بچہ کیسا ہے بڑی

اماں محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی

میں بھی ٹھیک ہوں بڑی اماں بس تھوڑی تھکن

محسوس ہو رہی ہے زر خان بڑی اماں کی جانب دیکھ

کر مسکراتے ہوئے بولا

تو میرا بچہ تم یہاں کیوں بیٹھ گئے سیدھا اپنے کمرے

میں جاتے نہادھو کر فریش ہو کر آ جاتے ہیں میرے

پاس بڑی اماں زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

بڑی اماں ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ راستے میں

میری بڑی اماں بیٹھی ہوں اور میں انہیں اگنور کرتا

اپنے کمرے میں چلا جاؤں ایسا تو نا ممکن ہے زر خان نے

مسکراتے ہوئے بولا اور زر خان کے اس قدر ادب اور

احترام پر بڑی اماں کا دل خوش ہو گیا ان کے پوتے اور

پوتیاں تھے ہی ایسے ان کا احترام کرنے والے سب سے

زیادہ ترجیح دینے والے اور یہ ان کی تربیت کا اثر تھا

جوان کے ماں باپ اور بڑی اماں نے مل کر کی تھی

مجھے پتہ ہے ایسا ممکن نہیں میرا بچہ ابھی تم جاؤ

اور جلدی سے فریش ہو جاؤ سارا دن کے تھکے ہارے

گھر آتے ہو تھوڑا آرام کر لیا کرو بڑی اماں زر خان کو

آرام کی تاکید کرتے ہوئے بولی کیونکہ وہ کورٹ سے آتے

ہی کھانا کھانے کے بعد ڈیرے پہ چلا جاتا تھا ویسے

بھی ان قریب وہ اس گاؤں کا سردار بننے والا تھا

سردار بننے سے پہلے ہی پچھلے چار سالوں سے اس نے

اس گاؤں کی ساری ذمہ داریاں اٹھار کھی تھی گاؤں

والے تو زر خان کو ہی اپنا سردار مانتے تھے مگر زر خان

کا دل یہ گوارا نہیں کرتا تھا کہ وہ اپنے باباجان کے

ہوتے ہوئے خود سردار بنے اس لیے اس نے صاف انکار کر

دیا تھا کہ جب تک اس کے باباجان ہیں تب تک وہ

سردار نہیں بنے گا صہزیب صاحب پچھلے کچھ عرصے

سے بیمار رہنے لگے تھے اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا تھا

کہ زر خان کو سردار بنایا جائے گا اور صہمز یب صاحب

کا یہ فیصلہ پورے گاؤں کو بہت پسند آیا تھا زر خان

سکندر ایک ایسی شخصیت تھی جس کے اندر آنے کے

لیے صرف ایک گاؤں نہیں بلکہ 14 گاؤں تیار تھے وہ 14

بستیاں چاہتی تھیں کہ ان کا سردار زر خان سکندر بنے

اور کچھ ہی دنوں میں زر خان سکندریہ عہدہ حاصل

کرنے والا تھا اس نے ایک ساتھ 14 گاؤں کی ذمہ داریاں

سنبھالی تھی

جی بس میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں پھر کھانے کی

ٹیبل پر ملتے ہیں زر خان بڑی اماں کی طرف دیکھ کر

مسکراتے ہوئے بولا اور اپنے کمرے کی جانب چلا گیا

زر خان کے جانے کے بعد بڑی اماں نے ایک ملازمہ کے ہاتھ

حور کو پیغام بھیجا کہ وہ آکر ان کی بات سننے بڑی

اماں کا حکم سنتے ہی ملازمہ فوراً حور کو بلانے چلی

گئی

حور کچن میں کھری بریانی بنانے میں مصروف تھی

جب ملازمہ کچن میں داخل ہوئی

بی بی جی وہ بڑی اماں آپ کو بلارہی ہیں وہ بول رہی

ہیں کے آکر ان کی بات سن لیں ملازمہ حور کے قریب

کھڑی ہوتی ہوئی بولی تو حور نے رخ موڑ کر ملازمہ

طرف دیکھا

مجھے بول رہی ہیں آپ حور ملازمہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی

ہاں بیٹا تمہیں ہی بول رہی ہے بڑی اماں تمہیں ہی بلا

رہی ہیں جاؤ جا کر بات سن لو ملازمہ کچھ بولتی اس

سے پہلے ہی اماں جان حور کی جانب دیکھتے ہوئے

بولی

لیکن اماں جان یہ جل جائے گی حور چلے پہ رکھے

پتیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جس میں بریانی

کے لیے مصالحہ بن رہا تھا

کوئی بات نہیں تم جاؤ فار یہ دیکھ لے گی اماں جان

مسکراتے ہوئے بولی تو حور نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے

اپنے ہاتھ دھوئے اور اسے رومال سے صاف کرتی کچن

سے باہر نکلی

جی اماں جان خیریت اپ نے مجھے بلایا تھا اور اماں

جان کے قریب جاتے ہوئے بولی

ہاں بیٹا زرخان ابھی آفس سے واپس لوٹا ہے آج وہ

کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا وہ فریش ہونے کمرے میں گیا

ہے جاؤ تم بھی اسے کپڑے نکال کر دو اس کا حال چال

پوچھو اور اس کے لیے پانی لے کر جاؤ بڑی اماں حور

کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

جی ٹھیک ہے میں ابھی لے کر جاتی ہوں حور مسکراتے

ہوئے بولی اور دوبارہ کچن کے جانب بڑھ گئی کیونکہ

اسے زر خان کے لیے ٹھنڈا پانی لے کر جانا تھا

کیا بات ہے پیٹا بڑی اماں کی بات سن لی اتنی جلدی

واپس آگئی اماں جان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

جو ایک منٹ کے اندر اندر واپس بھی آگئی تھی

جی اماں جان وہ گھر آگئے ہیں اس لیے انہیں پانی دینے

جارہی ہوں کمرے میں یہی بتانے کے لیے بڑی اماں نے

بلایا تھا حور فریح سے ٹھنڈا پانی نکال کر شیشے کے

گلاس میں ڈالتے ہوئے بولی تو اماں جان مسکرا دی

حور کے وہ کہنے پر اور زر خان کا نام نہ لینے پر اماں

جان کو بہت خوشی ہوئی تھی وہ گاؤں کی نہیں تھی

لیکن پھر بھی ادب و لحاظ شرم و حیا اس میں کوٹ

کوٹ کر بھری تھی

پانی کا گلاس ٹرے میں رکھ کر حور کچن سے باہر نکلی

اور اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے

حور کمرے میں داخل ہوئی تو زرخان اسے سامنے ہی

صوفے پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا وہ صوفے پر بیٹھا

صوفے کی پشت پر اپنا سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا

ہوا تھا اسے ایسے دیکھ کر حور کو تھوڑا عجیب سا

محسوس ہوا کیونکہ وہ کافی تھکا تھا کاسالگ رہا تھا

اسلام علیکم حور کی نرم اور خوبصورت آواز سن کے

زرخان کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی

جسے وہ بہت مہارت سے چھپا گیا اور آنکھیں کھول کر

حور کی جانب دیکھنے لگا جو اس کی طرف آرہی تھی

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟ حور زرخان کی جانب پانی کا گلاس

بڑھاتے ہوئے بولی اور ساتھ حال چال بھی پوچھ لیا

ہاں میں ٹھیک ہوں اگر نہیں بھی ہوتا تو تمہیں دیکھ کر

ہو گیا ہوں زرخان پانی کا گلاس پکڑتے ہوئے بولا تو اس

کی بے تکی سی بات پر حور اسے دیکھتی ہی رہ گئی

زرخان نے ایک ہی سانس میں پانی کا گلاس ختم کرتے

گلاس دوبارہ ٹرے میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا زرخان کے

کھڑے ہونے پر حور نے دو قدم دوڑی بنائی

اور نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور الماری کی طرف زرخان

کے کپڑے نکالنے کے لیے مرگئی زرخان کے کپڑے نکال

کر اس نے بیڈ پر رکھے اور مرغ زرخان کی طرف دیکھا

جواپنا کوٹ اتار کر صوفے پر رکھ رہا تھا

حور کی نظر زرخان کے کوٹ سے ہوتے اس کے کندھے

کی جانب گئی جہاں خون کا ایک کافی بڑا دھبہ تھا

اسے دیکھ کر وہ ایک دم پریشان سی ہو گئی بے اختیار

قدم بڑھاتے ہوئے وہ زرخان کے قریب گئی

یہ کیا ہوا آپ کے کندھے پر حور زرخان کے کندھے پر

نظریں جماتے ہوئے بولی

کیا ہوا زرخاں انجان بنتے ہوئے بولا ویسے بھی وہ اپنے

کندھے کو کیسے دیکھ سکتا تھا جو بھی لگا تھا پیچھے

کندھے پر لگا تھا اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا

یہ آپ کے کندھے سے خون نکل رہا ہے کیا ہوا یہ چوٹ

کیسے لگی حور زرخاں کے مزید قریب ہوئی تو زرخاں

نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولے اور چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل

کے سامنے آن کھڑا ہوا

اپنی شرٹ اتار کر اس نے سائیڈ پر پھینکی اور مڑ کر

شیشے سے اپنا کندھا دیکھنے لگا کندھے کے ٹھیک

پیچھے ایک زخم بنا تھا جس میں سے ابھی تک خون

رس رہا تھا

حور جو اس کا زخم دیکھنے کے لیے اس کے قریب جانے

کا ارادہ رکھتی تھی زر خان کو شرٹ لیس دیکھ کر اس

نے فوراً سے نظریں پھیریں تھی

اب وہاں کھڑی کیا کر رہی ہو کچھ بیویوں والی خدمت

ہی کر دو آ کر بینڈ تاج کر دو اپنے معصوم شوہر کی

زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو نظریں

جھکائے کھڑی تھی فلحال وہ اس بات کو نہیں نوٹ کر

پایا تھا کہ حوریوں نظریں جھکائے کیوں کھڑی ہے اس

لیے چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھام کر

وہیں صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ زر خان کی اس حرکت پر

حور ایک دم سے لال ٹماٹر بنی تھی

زر خان کی نظر جیسے ہی حور کے سرخ پڑتے چہرے پر

پڑی تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ معاملہ کیا ہے

دیکھو مسز زرخان سکندر اگر تم اتنی چھوٹی چھوٹی

باتوں پر بلش کرو گی تو معاملہ تھوڑا سنگین ہو جائے

گا اگر معاملہ سنگین ہو تو تمہارا شوہر بے ایمان ہو

جائے گا اور اگر تمہارا شوہر بے ایمان ہو تو تم مشکل

میں پھنس جاؤ گی جس سے نکل پانا تو تمہارے بس

کی بات نہیں زرخان حور کے چہرے پر نظریں جماتے

ہوئے بولا

وہ میں فرسٹ ایڈ باکس کے کر آتی ہوں اس سے پہلے

کہ زرخان اور کچھ بولتا حور فوراً سے بولی اور اٹھ

کھڑی ہوئی اس کی جلد بازی پر زرخان کے انابی ہونٹوں

تلے دلکش سے مسکراہٹ رینگ گئی

حور فرسٹ ایڈ باکس لے کر واپس زر خان کے قریب

بیٹھی تو زر خان نے ایک بھرپور نظر اس کی جانب

دیکھا جو اس کے سامنے نظریں جھکائے بیٹھی تھی

محترمہ میری بینڈ تاج کر و سوچنے کے لیے نہیں بولا

تمہیں مرہم پٹی کرنے کے لیے بولا ہے زر خان حور کو

سوچ میں ڈوبے دیکھ کر بولا تو اس نے ہڑ بڑا کر نظر

اٹھا کہ زر خان کی طرف دیکھا مگر مسئلہ تو پھر وہی

تھا کہ وہ شرٹ لیس اس کے سامنے بیٹھا تھا

آآپ دوسری طرف منہ کریں حور زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی زر خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے

ہوئے اپنا رخ بدلا

حور نے دھیان سے اس کے کندھے کی جانب دیکھا

جہاں زخم سے خون رس رہا تھا وہ زخم زیادہ بڑا تو

نہیں تھا لیکن وہ گہرا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا

جیسے کوئی لمبی کیل نما چیز اس کے کندھے میں

چبھی ہو

حور فرسٹ ایڈ باکس سے کاٹن اور پائوڈین نکال کر

آہستہ آہستہ اس کا زخم صاف کرنے لگی وہ اتنی نرمی

سے اس کی بینڈ تاج کر رہی تھی زر خان کو اگر تکلیف

ہوتی بھی تو وہ تب بھی محسوس نہیں کرتا وہ بس

چپ چاپ بیٹھا حور کے ہاتھوں کی نرماہٹ محسوس

کر رہا تھا جو نرم اور نازک ہاتھوں سے اس کا زخم

صاف کرنے میں مصروف تھی جب کہ زر خان آنکھیں

بند کیے سکون سے بیٹھا تھا

بینڈ تیج کرنے کے بعد حور نے فرسٹ ایڈ باکس واپس

دراز میں رکھا اور زر خان کی طرف دیکھا جو اس کی

طرف دیکھ رہا تھا

یہ اپ کو چوٹ کیسا لگی اور نظر خان کی طرف

دیکھتے وقت دوبارہ وہی سوال کیا

ایک لڑکی نے ٹانگ رسید کی تھی جس کی وجہ سے میں

سنجھل نہ سکا اور پیچھے پلر سے جا لگا اس پلر پر

شاید کوئی کیل تھا اس لیے وہ چہ گیار خان صوفے

کی پشت سے ٹیک لگاتا ریلکس انداز میں بولا جبکہ

حور کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اسے یقین نہیں ہو رہا

تھا کہ اس کا شوہر ایک لڑکی سے ٹانگ کھا کر آیا ہے

آپ ایک لڑکی سے ٹانگ کھا کر آئے ہیں حور زرخان کی

طرف بے یقینی سے دیکھتی ہوئی بولی اسے لگا شاید

وہ مذاق کر رہا ہے

ہاں "زرخان کا لہجہ ابھی بھی بالکل ریلیکس تھا"

کیونکہ وہ پوری ایمانداری سے سچائی بیان کر رہا تھا

کیوں "حور کی بے یقینی ختم ہی نہیں ہو رہی تھی"

میں نے اس کا بازو پکڑا تھا زرخان کمال کی بے نیازی

سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا جب کہ حور پر بے یقینی کے

ساتوں پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے

اور آپ نے اس لڑکی کا بازو کیوں پکڑا تھا حور کو

سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس کی بات پہ یقین کرے

یا غصہ کرے کیونکہ اسے غصہ بھی آرہا تھا اور اس

کی بات پر حیرت بھی ہو رہی تھی زرخان سکندر کسی

لڑکی کا ہاتھ پکڑ لے یہ بات بہت عجیب تھی اور حور

کے لیے تو زیادہ عجیب یہ تھا کہ اس کا شوہر اس لڑکی

سے انعام بھی وصول کر آیا تھا

کیونکہ مجھے اس سے بات کرنی تھی زر خان حور کے

چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جہاں پہلے تو بے

یقینی تھی مگر اب غصے کے کچھ کچھ اثرات دکھائی

دے رہے تھے یعنی اسے زر خان کی یہ حرکت بالکل

پسند نہیں آئی تھی

اور آپ کو اس لڑکی سے کون سی بات کرنی تھی حور

کے چہرے پر غصہ اب واضح دکھائی دے رہا تھا

زر خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے اپنی بیوی کی

طرف دیکھا جو آج تک تو اس سے کوئی بات ڈھنگ سے

کرتی نہیں تھی مگر اب زر خان کے بلکل بیویوں والے

سوال کر رہی تھی

بس کرنی تھی ایک ضروری بات ہر بات بتانے والی

تھوڑی ہوتی ہے زر خان حور کی حالت سے محفوظ ہوتے

ہوئے بولا

زر خان کی بات سن کر حور نے تیوری چڑھا کر زر خان

کی طرف دیکھا

تو پھر آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں حور زرخان کی

طرف دیکھتی ہوئی غصے سے بولی تو زرخان چلتا ہوا

اس کے قریب آیا

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ ہمارے کمرے میں کچھ

جل رہا ہے زرخان حور کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا

مگر اس کی بات حور کو مزید طیش دلا گئی تھی

آپ کا دماغ جل رہا ہے حور زرخان کی طرف دیکھتی

بغیر لحاظ کیے بولی تو زرخان تو لگا اب وہ خود پر

کنٹرول نہیں کر سکے گا

سنو بیوی لگتا ہے تم جیسے ہو رہی ہو زرخان اپنی

مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر حور کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا

اونہوں جیلس ہوتی ہے میری جوتی جس مرضی سے

بات کریں میری بلا سے حور بڑ بڑاتے ہوئے بولی اور

کمرے سے نکلنے کے غرض سے زر خان کی سائیڈ سے ہو

کر نکلنے لگی مگر اس سے پہلے ہی زر خان اسے بازو سے

پکڑ کے دیوار کے ساتھ پن کر چکا تھا

اور تم مجھے ہر کسی سے بات کرنے کی اجازت دے دو

گی زر خان حور کے چہرے کے قریب دائیں بائیں اپنے

دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بولا

آپ نے مجھ سے اجازت لے کر اس لڑکی کا ہاتھ نہیں

پکڑا تھا حور نہ چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئی اس کے

شکوے پر زر خان کے انابی ہونٹوں تلے مسکراہٹ رینگ

گئی

تم مان کیوں نہیں لیتی کہ تمہیں میرا کسی اور لڑکی

کے قریب جانا اچھا نہیں لگا زر خان حور کے چہرے پر

نظر جماتے ہوئے بولا

حور جو تب سے بہادر بنی اپنا غصہ نکال رہی تھی

زر خان کے اچانک اس سوال پر اچھی خاصی بوکھلا

گئی

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا آپ جس مرضی کے پاس

جائیں حور زرخان کے بازو پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی

وہاں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی مگر زرخان دوبارہ

اس کا راستہ روک چکا تھا

اچھا مگر تمہاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہیں

کب تک لرو گی خود سے اور خود کے جذباتوں سے ایک

نہ ایک دن تو تمہیں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ تم

اپنے شوہر یعنی زرخان سکندر کی محبت میں بڑی

طرح گرفتار ہو چکی ہو زرخان حور کے چہرے کو اپنی

انگلیوں کے پوروں سے چھوتے ہوئے بولا تو حور کو

اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی جن جذباتوں سے

وہ بھاگتی پھر رہی تھی اس بات کو تسلیم نہیں کر

رہی تھی کہ وہ بھی زرخان سے محبت کرنے لگی ہے ان

جذباتوں کو زرخان بہت آسانی سے حور کی آنکھوں

میں پڑھ چکا تھا

مم میں آپ سے محبت نہیں کرتی حور نظریں جھکاتے

ہوئے بولی تو زرخان نے اسے سخت نظروں سے گھورا

یعنی اتنا پیار سے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لڑکی

اپنی ہی بات پر اڑی ہوئی تھی

ٹھیک ہے میں بھی زر خان سکندر ہوں تم ابھی جانتی

نہیں مجھے اگر تمہارے ہی منہ سے محبت کا اظہار نہ

کر دیا تو میرا نام بھی زر خان سکندر نہیں زر خان حور

کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے بولا اور پیچھے ہٹ کر

بیڈ سے اپنا ڈریس اٹھایا اور واشتروم میں بند ہو گیا

زرخان کے جاتے ہی حور نے ایک بے بس نگاہ واشتروم کے

دروازے پر ڈالی وہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ حور کے

انکار کے پیچھے وجہ کیا ہے اور نہ ہی حور اتنی جلدی

اپنے جذبات عیاں ہونے دینا چاہتی تھی وہ صحیح

وقت کا انتظار کر رہی تھی بے صبری سے کہ کب اس کا

بھائی اسے ملے اور کب وہ اپنے بھائی کی بے گناہی

ثابت کر سکے مگر یہ بات زر خان شاید نہیں جانتا تھا

یا جانتے ہوئے بھی انجان بن رہا تھا

حور نے یہ سب سوچتے ہوئے اپنا سر جھٹکا اور اپنا

دوپٹہ درست کرتی کمرے سے باہر نکل گئی

لائبہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی تیز تیز قدم

اٹھاتی وہ اندھا دھند چل رہی تھی جب اچانک سامنے

سے آتے حادث کے ساتھ بڑی طرح ٹکرائی چونکہ ان کی

ٹکر بہت اچانک ہوئی تھی اس چیز سے نہ حادث سنبھل

سکا اور نہ لائے ٹکڑے ہونے کے باعث لائے جو حادث سے

ٹکڑائی تھی حادث پیچھے کی جانب گرا اور لائے حادث

کے اوپر اب منظر کچھ یوں تھا کہ وہاں فرش پر حادث

گرا پڑا تھا جبکہ اس کے اوپر لائے

السامیر اسر توڑ دیا لائے اپنا سر پکڑتی ہوئی بولی تو

حادث نے گھور کر اسے دیکھا اچانک فرش پر گرنے کی

وجہ سے حارث کی کمر بڑی طرح فرش سے ٹکرائی تھی

جبکہ محترمہ بچ گئی تھی لیکن پھر بھی اپنا سر پکڑ

کے دہائیاں دینے میں مصروف تھی

بے وقوف لڑکی آنکھیں نہیں ہیں کیا کسی کے آگے بچ

دی ہیں اپنے نزدیک سے حارث کی سخت آواز سن کر

لائبہ نے ہڑ بڑا کر آنکھیں کھولیں تو اسے فوراً احساس ہو

اکہ وہ حارث کے اوپر گڑی پڑی ہے اپنا توازن برقرار

کرتے ہوئے لائبہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی

اگر تم اپنی آنکھوں کا استعمال نہیں کر سکتی تو برائے

مہربانی انہیں ڈونٹ کر دو کیونکہ جب تم اندھی ہو

گی اور کسی سے ٹکراتی پھر وگی تو ہمیں بھی حوصلہ

ہو گا کہ تم اندھی ہو مگر دو آنکھیں ہونے کے باوجود

اگر اندھوں والے کام کرو گی تو ہمیں اس بات کا دکھ

ہو گا کہ خدا نے تمہیں یہ دو آنکھیں کیوں دی حارث

لائبہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اسے گھورتے ہوئے بولا

تو لائبہ نے برا سامنہ بنا کر حارث کی طرف دیکھا

دیکھیں آپ میری توہین نہیں کر سکتے میں آپ سے نہیں

آپ مجھ سے ٹکرائے ہیں لائبہ ایک سیکنڈ میں سارا الزام

حادثہ پر ڈال گئی

اچھا اب ملکہ عالیہ تو ہیں ہو رہی ہے ویسے سچ سچ

بتاؤ تم نے کیا مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے ایک

سیکنڈ میں سارا الزام مجھ پہ ڈال کر کیا سمجھ رہی

ہو کہ میں بہت بڑا بے وقوف ہوں یا پاگل ہوں جو

تمہاری باتوں میں آ جاؤں گا اور یہ سمجھوں گا کہ

غلطی تمہاری نہیں بلکہ میری ہے حارث لائبہ کو گھوڑتے

ہوئے بولا

دیکھیں حادث لا لا آپ مجھ سے ایسے بات نہیں کر

سکتے لائبہ بے اختیاری میں اسے لا لا بول گئی جو

مقابل کو تن بدن میں آگ لگانے کے لیے کافی تھا

کیا کہا تم نے اس کے لا لا کہنے پر حارث کو سخت تیوری

چڑھی حارث نے سختی سے اس کا بازو دوپٹے ہوئے

اسے کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگایا

حارث کو آتش فشاں بنے دیکھ کر لائے کو فوراً احساس

ہوا کہ وہ کیا بول گئی ہے

بولو کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے حارث اس کے بازو پر

اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے بولا تو لائے نے سختی سے

اپنی آنکھیں بند کر لیں

وہ غلطی سے بول دیا عادت ہے نالائکہ حادثہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

بدلو اپنی اس عادت کو کیا تم اتنی بچی ہو کہ تمہیں

میرے اور اپنے رشتے کے بارے میں معلوم نہیں کہ میں

رشتے میں تمہارا کیا لگتا ہوں اگر اسلندہ تمہاری زبان سے

میں نے یہ لفظ سنا تو گدی سے تمہاری زبان کھینچ لوں

گا اور یہ صرف دھمکی مت سمجھنا میں کر کے دکھانے

والوں میں سے ہوں حارث اس کے منہ پر غرایا تو لائے

نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لیں

جج جی نہیں بولوں گی اب مجھے جانے دیں لائے

آنکھیں کھول کر حارث کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

کیوں جانے دوں "حارث کے اعصاب ڈھیلے تو پڑ گئے"

تھے لیکن پھر بھی وہ چہرے پر سنجیدگی سجاتے ہوئے

بولا

میں نے بول تو دیا اب نہیں بولوں گی لائے معصوم سی

شکل بناتے ہوئے بولی تو حارث کو وہ بہت کیوٹ لگی

میں تمہیں بولنے کا موقع دوں گا تو تم بولو گی ناکام

میں اتنا الجھ گیا تھا کہ وقت نہیں ملا اور نہ تم سے

تفصیلی ملاقات لازمی کرتا آخر کار تمہیں بتانا بھی تو

تھانا کہ میں تمہیں کتنا ناپسند کرتا ہوں بقول تمہارے

کہ میں تمہیں بالکل پسند نہیں کرتا حارث لائے کی

طرف شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا اس بات کے

پیچھے چھپا مطلب حارث تو جانتا تھا مگر یہ بات

لائبہ کے سر کے اوپر سے گزر گئی

کیا مطلب آپ کا۔۔۔ لائبہ نے نا سمجھی سے حارث کی

طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

میرا مطلب سمجھنے کے لیے تمہیں بہت عقلمندی کی

ضرورت ہے جو تم میں بالکل نہیں پائی جاتی حارث

چہرہ اس کے چہرے کے مزید قریب کرتے ہوئے بولا

جبکہ حارث کی سلگتی سانسیں اپنے چہرے پر

محسوس کرتے لائبہ کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی

دیکھیں آپ پیچھے ہٹیں مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے

لائبہ حارث کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے

پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

حارث کو بھی جگہ کا احساس بخوبی تھا کیونکہ وہ

سیڑھیوں کے بالکل قریب ہی اس کی اڑ میں کھڑے تھے

اس وقت وہاں کوئی بھی آسکتا تھا اس لیے حادثہ نے

پیچھے ہونے میں بہتری سمجھی کیونکہ لائے کا اتنا

قریب ہونا سے بہکار ہا تھا اور وہ لائے کی اور اپنی

عزت سب سے آگے رکھتا تھا اس لیے آہستہ سے پیچھے

ہٹ گیا اور دو قدم دور ہو کے کھڑا ہو گیا

حارث کو پیچھے ہٹتا دیکھ کر لائبہ نے فوراً فرار ہونا

چاہا مگر حارث کی آواز پر اس کے قدم وہیں رک گئے

میری ایک بات کان کھول کر سنو لڑکی اگر اسندہ کے بعد

کمرے سے باہر تمہیں بغیر دوپٹے کے دیکھا تو حشر

بیگار دوں گا حارث لائبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو

لائبہ نے فوراً اپنے حلیے پر غور کیا حارث سے ٹکرانے کی

وجہ سے اس کا دوپٹہ سر سے سرک کر گلے میں آگیا تھا

حویلی میں ملازمین ہونے کی وجہ سے انہیں شروع سے

ہی سکھایا گیا تھا کہ بغیر سر پر دوپٹہ لیے کمرے سے

باہر نہیں نکلنا کمرے کی چار دیواری میں وہ بغیر

دوپٹے کے بھی رہ لیتی تھی مگر کمرے سے باہر ان کے

سر پر ہمیشہ دوپٹہ موجود ہوتا تھا ویسے تو حویلی

میں مرد حضرات کو آنے کی اجازت نہیں تھی لیکن پھر

بھی بڑی اماں ہر کسی کو ان کا کام سمجھاتی رہتی

تھی اس لیے کس وقت کون سا ملازم حویلی کے اندر

بڑی اماں کے سامنے موجود ہو اس کا کچھ پتہ نہیں

ہوتا تھا اس لیے حویلی کی تمام عورتوں پر یہ لازم تھا

کہ وہ ہر وقت خود کو دوپٹے میں ڈھانپ کے رکھیں

اور وہ کرتی بھی ایسا ہی تھی خود کو دوپٹے میں

ڈھانپنے رکھنا ان کی عادت بن چکی تھی اب تو بغیر

دوپٹے کے رہنا انہیں بھی بہت عجیب لگتا تھا

حادث کی بات سن کر لائبر نے جلدی سے اپنا دوپٹہ

درست کر کے اپنے سر پر لیا اور بغیر حادث کی طرف

دیکھے وہاں سے بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

بے وقوف لڑکی "حارث زیرِ لمب بڑ بڑایا اور باہر کی"

جانب بڑھ گیا کیونکہ اسے ایک بہت ضروری کام سے

شہر جانا تھا

اس وقت زینت بیگم فاریہ حور اور لائِبہ کے ساتھ کچن

میں موجود رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی جبکہ

لائب ٹیبل پر بیٹھی شام کے کھانے کی سلا دینا رہی

تھی حور اور فاریہ چولہے کے آگے کھڑی کھانا بنانے

میں مصروف تھی اور زینت بیگم سبزی بنا رہی تھی

حارث کا بزنس سٹارٹ ہو چکا ہے اب وہ روز اپنے آفس

شہر سے باہر جایا کرے گا اور اسے آتے وقت کافی دیر

ہو جایا کرے گی دس بجے تک وہ واپس آئے گا تب تک

حویلی میں سب سونے کے لیے جا چکے ہوں گے اور آج

کے بعد تم جاگ کر حارث کا انتظار کیا کرو گی اور جب

وہ آئے اسے کھانا دے کر ہی سونے جایا کرو گی لائے

بہت مزے سے بیٹھی سلا دتیار کر رہی تھی جب زینت

بیگم نے اسے مخاطب کیا بلکہ ساری کی ساری بات ہی

اس کے آگے رکھ دی

کیا کیا کیا میں رات کو جاگ کر ان کا انتظار کروں گی

اور انہیں کھانا بھی میں دیا کروں گی لائے زینت بیگم

کی طرف دیکھتی ہوئی صدمے کی کیفیت میں بولی

ہاں تم تب تک جاگا کرو گی جب تک حارث گھر واپس

نہ آجائے اور اسے کھانا کھلا کر ہی تم اپنے کمرے میں۔

جایا کرو گی زینت بیگم نے دوبارہ اپنی بات دہرائی

نہیں اماں ایسا نہیں ہو سکتا آپ کو پتہ ہے کہ مجھے

کتنی نیند آتی ہے میں اتنی دیر تک نہیں جاگ سکتی

لا سبہ فوراً انکار کرتی ہوں بولی

مجھے بہت اچھے سے پتہ ہے کہ تمہیں کتنی نیند آتی ہے

کتنی نہیں جب رات بھر جاگ کر ناو لڑ پڑھتی ہو تب

تمہاری نیند کہاں جاتی ہے یہ بہانے بازی اس کے سامنے

کرو جسے تمہارے بارے میں پتہ نہ ہو میں تمہاری ماں

ہوں اور میرے سامنے زیادہ نوٹنکی کرنے کی ضرورت

نہیں زینت بیگم اسے گھورتی ہوئی بولی جبکہ زینت

بیگم کی بات سن کر لائے کا دماغ بھک سے اڑا

نہیں اماں میرے ساتھ ایسا ظلم تو نہ کریں لائے مسکین

سی شکل بناتی ہوئی بولی

لاٹہ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا اب میں کوئی بھی

فضول بات نہیں سنوں گی زینت بیگم اسے اپنا حتمی

فیصلہ سناتے ہوئے بولیں

نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میں اپنی نیند کی اتنی

بڑی قربانی نہیں دے سکتی لاٹہ ہاتھ میں پکڑی چھری

کو ٹیبل اور پٹکتی ہوئی بولی جبکہ فاریہ اور حور بہت

دلچسپی سے اس نو ٹنکی کو دیکھا تھا جو ڈرامے دیکھ

دیکھ کر ڈراموں میں ہونے والے ڈائلاگز دہرا رہی تھی

لائے انسان بنو ورنہ میں تمہیں انسان بنانے میں ایک

منٹ نہیں لگاؤں گی زینت بیگم اسے غصے سے گھورتے

ہوئے بولی

نہیں اماں اپ ایسا نہیں کر سکتی میں ہر گز یہ کام نہیں

کروں گی لائن بار پھر سے انکار کرتی ہوئی بولی تو

فار یہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی کیونکہ وہ جانتی تھی

کہ اگلا سین کیا ہونے والا ہے

ایک تو میں نے آپ کی بات مان کر اس کھڑوس سے

نکاح کر لیا اور اب آپ بول رہی ہیں کہ میں اس سڑے

ہوئے کریلے کے لیے۔۔۔۔۔

ابھی لائے آگے کچھ بولتی زینت بیگم کی جوتی چٹاخ

کر کے اس کے کندھے پہ آگئی

آہ اماں مجھ جیسی معصوم نے آپ سب کا کیا بگاڑا ہے

لائے کی ایکٹنگ دوبارہ شروع ہو چکی تھی جبکہ

زینت بیگم کا ہاتھ دوبارہ اپنی جوتی کی طرف جاتا

دیکھ کر لائے نے کچن سے دوڑ لگائی جب کہ فاریہ کا

قہقہہ بے اختیار تھا اور حور نے اپنی مسکراہٹ دبائی

تھی

ایک تو خدا ایسی گندی اولاد کسی کو نہ دے ذلیل کر

کے رکھ دیا ہے کیسے منہ پھاڑ کے شوہر کو سڑا ہوا

کر یلا بول رہی تھی احمق لڑکی ذرا تمیز نہیں ہے زینت

بیگم اپنے غصے پر قابو پاتی ہوئی بولی

یہ ان کی ایسی اولاد تھی جو ایک منٹ میں ان کا

دماغ خراب کر دیتی تھی اور اس کی حرکتیں ایسی

تھیں کہ زینت بیگم کو لگتا تھا کہ کسی دن اپنی بیٹی

کو سیدھا کرتے کرتے انہوں نے پاگل ہو جانا ہے جب کہ

لائبہ میڈم ایک ایسی ہستی تھی جس میں سیدھے

ہونے کے چانسیر تھے ہی نہیں اسے جتنا سدھارنے کی

کوشش کرو وہ اتنے اٹے کام کرتی تھی جبکہ زینت

بیگم تو اپنی بیٹی کی ان حرکتوں سے تنگ آچکی تھی

اور اب جانے اس نے اپنی اگلی زندگی میں اپنے شوہر

کے ساتھ کیا کرنا تھا وہ تو آگے یہ سوچ سوچ کر ہلکان

ہوتی رہتی تھی کہ کہاں وہ سلجھا ہوا پڑھا لکھا لڑکا

اور کہاں ان کی نا سمجھ پاگل لڑکی جیسے بات کرنے

کی سمجھ نہیں کب کیا بول جائے کوئی بھروسہ نہیں

رات کے 10 بج رہے تھے مگر ابھی تک حادثہ حویلی

نہیں لوٹا تھا جبکہ لائبرے اس کے انتظار میں مرنے والی

ہو گئی تھی نیند سے اس کی آنکھیں بری طرح بند ہو

رہی تھیں مگر وہ ڈائمنگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھی

مسلسل حارث کے آنے کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ

زینت بیگم کے حکم کے مطابق حارث کو کھانا دیے

بغیر وہ کمرے میں نہیں جاسکتی تھی اس دن کی لگی

جوتی وہ نہیں بھولی تھی اس لیے دوبارہ اپنی درگت

بنتے دیکھنا اس کے بس سے باہر تھا

حارث کا انتظار کرتے کرتے لائبہ کی کب آنکھ لگ گئی

اسے پتہ ہی نہیں چلا

رات کے 11 بج رہے تھے جب حادثہ حویلی میں داخل

ہوا اس کا ارادہ سیدھا اپنے کمرے میں جانے کا ہی تھا

کیونکہ اسے نہیں پتہ تھا کہ لائٹ اس کا انتظار کر رہی

ہے وہ ابھی وہاں سے گزر کر سیڑھیاں چڑھتا اسے کچن

کی لائٹ چلتی ہوئی دکھائی دی لائٹ بند کرنے کے

غرض سے حارث کچن کے جانب بڑھا مگر آگے ہی

ڈائمنگ ٹیبل پر سر رکھ کے سوتی لائے کو دیکھا تو

حیران ہوا

وہ چلتا ہوا لائے کے قریب آیا اور بغور اس کا چہرہ

دیکھنے لگا جو دونوں ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھے

بازو ڈائمنگ ٹیبل پر پھیلائے گہری نیند میں تھی

اٹھو لڑکی کیا گھوڑے گدھے بیچ کے سو رہی ہو گھر

والوں نے کے کمرے سے نکال دیا ہے کیا جو یہاں پر

سوئی پھر رہی ہو حادثہ لائے کا بازو پکڑ کے اسے ہلاتے

ہوئے بولا تو لائے ہڑ بڑا کراٹھی

جی جی وہ میں آپ کا انتظار کر رہی تھی لائے نیند سے

ڈوبی ہوئی آواز میں بولی

میرا انتظار کیوں کر رہی تھی تم حارث کو تعجب ہوا

وہ اماں نے بولا تھا آپ کو کھانا دینا ہے اس لیے جب تک

آپ نہیں آجاتے تب تک میں نہیں سو سکتی لائے منہ

بناتے ہوئے بولی لائے کی بات سن کر حارث کو فوراً سے

ساری بات سمجھ آگئی جو کہ اسے یاد تھا کہ دوپہر

میں زینت بیگم نے اسے فون کر کے بولا تھا کھانا وہ

گھر آکر ہی کھائے جبکہ حارث بول چکا تھا کہ وہ

کھانا باہر سے کھا کر آئے گا مگر زینت بیگم بار بار

اصرار کر رہی تھی کہ کھانا گھر سے ہی کھائے ضرور وہ

اس لیے بول رہی تھی کیونکہ لائے کو انہوں نے اس کے

انتظار میں بٹھایا ہوا تھا

اچھا مطلب تم اس لیے میرا انتظار کر رہی تھی کہ تم

مجھے کھانا کھلا سکو حادثہ لائے کے ساتھ والی کرسی

گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولا تو لائے نے زور و شور سے

ہاں میں سرسارے ہلایا حادثہ نے بغور اس کے چہرے

کی طرف دیکھا آنکھوں میں نیند کی سرخ ڈوریاں

واضح تھی جبکہ چہرہ سونے کی وجہ سے ہلکا ہلکا

سو جا ہوا تھا وہ بالکل چھوٹے معصوم بچے کی طرح

لگ رہی تھی جسے کچی نیند سے اٹھا دیا جائے تو وہ

منہ بنا کر بیٹھا ہو

دوپٹہ سر سے سرک کر تھوڑا نیچے کو ہوا تھا مگر حارث

کے دیکھنے سے وہ اسے فوراً درست کر گئی تھی یعنی

وہ حارث کی بات نہیں بھولی تھی

میں آپ کے لیے کھانا گرم کرتی ہوں لائبریری سے

اٹھی اور جلدی سے حارث کے لیے کھانا گرم کرنے لگی

کیونکہ اسے بے تحاشہ نیند آرہی تھی وہ جلد سے جلد

حارث کو کھانا دے کر واپس اپنے کمرے میں جانا

چاہتی تھی تاکہ وہ سکون کی نیند سو سکے

جلدی جلدی کھانا گرم کر کے اس نے حارث کے سامنے

ٹرے رکھی وہ حارث نے ایک نظر کھانے سے بھری ٹرے

کو دیکھا اور دوسری نظر لائے پر ڈالی جس کے چہرے

سے ہی دیکھ کر سب پتہ چل رہا تھا کہ اسے بہت

سخت نیند آرہی ہے

اب میں جاؤں حارث کو کھانا کھاتے دیکھ کر لائے اس

سے اجازت لینے لگی

نہیں چائے بناؤ میرے لیے حارث نے کھانا کھاتے ہوئے اگلا

حکم پیش کیا لائبہ نے پہلے تو حارث کی طرف دیکھتے

ہوئے منہ بسورا مگر جیسے ہی حارث نے نظر اٹھا کر

لائبہ کی طرف دیکھا تو وہ جلدی سے چائے بنانے کے

لیے سامان نکالنے لگی

دس منٹ میں چائے بنا کر لائیو نے چائے کا کپ حارث

کے آگے رکھا تب تک حارث بھی کھانا کھا چکا تھا

اب میں جاؤں حارث کو چائے پیتا دیکھ کر لائِبہ نے

دوبارہ اجازت طلب کی

نہیں مجھے چائے پینے دو پھر میرے ساتھ ہی جانا

حارث لائِبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولس

لیکن میں نے تو صرف آپ کو کھانا دینا تھا وہ میں نے

دے دیا اب میرا یہاں رکنے کا کیا مقصد ہے لائِبہ منہ

بناتے ہوئے بولی

وہ بات کرتے ہوئے منہ کے ایسے ایسے ایکسپریشن بناتی

تھی حارث کو اس پر بہت پیارا تھا مگر وہ یہ بات لائے

کو نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ مستقبل میں وہ یہ چیز

بطور ہتھیار "بھی استعمال کر سکتی تھی لہذا حارث"

اس معاملے میں تھوڑا خود غرض تھا

حارث نے ایک ہی گھونٹ میں ساری چائے اپنے حلق میں

انڈیلی اور اٹھ کھڑا ہوا

چلو "حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو فوراً"

اٹھ کھڑی ہوئی اور حارث کے ساتھ ہی قدم اپنے کمرے

کی جانب بڑھائے

سیڑھیاں چڑھتے ہی بائیں ہاتھ تیسرا کمرہ حارث کا تھا

جب کہ اس کے دو کمروں کے فاصلے پر لائبریری اور فارم

کا کمرہ تھا

اپنے کمرے کے آگے پہنچ کر حارث کا جب کہ لائبریری

قدم اٹھاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی

حارث وہاں کھڑا تب تک اسے دیکھتا رہا جب تک وہ

اپنے کمرے میں داخل نہ ہوئی جیسے ہی وہ اپنے کمرے

میں گئی اور دروازہ بند کیا تو حارث بھی اپنے کمرے

کا دروازہ کھولتے کمرے میں داخل ہوا

حارث کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ لائے کو تھوڑی دیر اپنے

پاس روک کر رکھے اس سامنے بٹھائے اور کچھ باتیں

کرے

وہ چاہتا تو لائے کو کچھ دیر روک کے رکھ سکتا تھا

مگر اس کی آنکھوں میں نیند کا خمار اتنا زیادہ تھا کہ

حادثہ کو اس پر ترس آگیا اور اس نے لائبہ کو جانے دیا

دو دن ہو چکے تھے زر خان ناتو حور کو زیادہ مخاطب

کرتا تھا اور نہ ہی اس کی طرف دیکھتا تھا حور کو تو

یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے مگر

زرخان کی بے رخی اسے بہت پریشان کر رہی تھی وہ

جیسے ہی حویلی لوٹا تھا کھانا کھا کر وہ ڈیرے پر

چلا جاتا تھا گاؤں کے کچھ مسئلے مسائل حل کرنے اور

رات کو اس وقت واپس آتا تھا جس وقت حور سو گئی

ہو صبح ناشتے کے وقت بھی وہ خود ہی تیار ہو کر

خاموشی سے کمرے سے نکل جاتا تھا حور کو اس کی

یہ بے رخی بہت چبھ رہی تھی اسے یہ تو پتہ تھا کہ

اس دن ہونے والی گفتگو سے زر خان کو کچھ اچھا

محسوس نہیں ہوا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ

ناراض ہی ہو جائے گا

وہ اس وقت کمرے میں بیٹھی مسلسل زر خان کے بارے

میں ہی سوچ رہی تھی کہ اپنے ناراض شوہر کو کیسے

منایا جائے آخر اس کے دماغ میں ایک ترکیب سو جھی

حور نے ایک پین اور ڈائری اٹھائی اور اس ڈائری پر

کچھ لکھنا شروع کیا جو وہ ڈائری پر لکھ رہی تھی

لکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی دھڑکنیں بھی مشترکہ

تھی کیونکہ وہ اس ڈائری پہ اپنے احساسات لکھ رہی

تھی اپنے جذبات لکھ رہی تھی جس سے زر خان بخوبی

واقف تھا مگر وہ حور کی زبان سے سننا چاہتا تھا حور

میں بولنے کی ہمت تو نہیں تھی اس لیے وہ سب کچھ

ڈائری پر لکھ رہی تھی اب وہ ڈائری اس نے زر خان کے

حوالے کرنی تھی

ڈائری بند کرتے ہوئے حور نے ایک نظر گھڑی کی جانب

دیکھا جو رات کے 10 بجارہی تھی اور زر خان ابھی تک

حویلی واپس نہیں لوٹا تھا

حور نے وہ ڈائری بینڈ کے سائڈ ٹیبل پر رکھی اور اگر

اپنی جگہ پر لیٹ گئی اس نے وہ ڈائری اس لیے سامنے

رکھی تھی تاکہ زر خان کو وہ ڈائری آسانی سے دکھ

جائے اور وہ اسے اٹھا کر پڑھ لے ایک نظر سائڈ ٹیبل پر

پڑی ہوئی ڈائری پر ڈال کر حور آنکھیں بند کر لی اور

سونے کی کوشش کرنے لگی کیونکہ وہ زر خان کا سامنا

نہیں کرنا چاہتی تھی خاص طور پر تب جب زر خان وہ

ڈائری پڑھ رہا ہو اس لیے اس نے سونا ہی بہتر سمجھا

اور کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی گہرائیوں میں اترتی

چلی گئی

زرخان رات کے تقریباً 12 بجے کمرے بنا ہوا کمرے کی

لائٹ آن کر کے اس نے ایک نظر بیڈ پر سوئی حور کو

دیکھا اور پھر الماری سے اپنے کپڑے لیتا فریش ہونے

چلا گیا

زرخان فریش ہو کر باہر نکلا اپنے بال برش کیے اور چلتا

ہوا بیڈ پر اپنی سائیڈ پہ آیا جب اس کی نظر سائیڈ

ٹیبیل پر پڑی ڈائری پر پڑی زر خان تھوڑا قریب ہوا تو

اپرا یہ چٹ لگی تھی جس پر لکھا تھا

اس نے صفا پلٹا اور آگے لکھی تحریر پڑھنے لگا وہ

جیسے جیسے ڈائری پر لکھے الفاظ پڑھ رہا تھا ویسے

ویسے اس کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ ٹرینگ

رہی تھی دل کی دھڑکنیں اشتعال پیدا کر رہی تھی اور

خود کو وہ سرشار ہوتا ہوا محسوس کر رہا تھا

ڈائری کو بند کر کے زر خان نے دوبارہ سائیڈ ٹیبل پر

رکھی اور حور کی طرف دیکھا جو اس کے برابر ہی

گہری نیند سو رہی تھی زر خان بے اختیار اس کے قریب

گیا تھا

مجھے تو لگا کہ میری ناراضگی کو دیکھتے ہوئے تم ہار

مان جاؤ گی لیکن تم نے ہار تو مان لی مگر پوری نہیں

بہت ضدی ہو منہ سے بولنا پسند نہیں کیا اور ڈائری پر

لکھ دیا خیر میرے لیے تو یہ بھی بہت خوشی کی بات

ہے کہ تم نے اس بات کو مانا تو سہی کہ میں بھی

تمہاری زندگی میں تمہارے لیے کوئی اہمیت رکھتا ہوں

زرخان پورے حق سے حور کو اپنے حصار میں لیتے

ہوئے بولا

لیکن میں تمہارے اس اظہار کو بالکل قبول نہیں کروں

گا مجھے وہی اظہار سننا ہے جو تم اپنے منہ سے کرو

اور مجھے بے صبری سے انتظار رہے گا اس لمحے کا جب

تم اپنے منہ سے اپنی محبت کا اظہار کرو گی زر خان

حور کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیتے ہوئے بولا اور

آنکھیں موند گیا

صبح فجر کے وقت حور کے آنکھ کھلی تو اس نے خود

کو زر خان کے حصار میں پایا زر خان کو اپنے اتنا نزدیک

دیکھ کر اس کی نیند بھک سے اڑی تھی زر خان کا

حصار جھٹکے سے توڑتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی

زر خان جو پہلے سے ہی جاگ رہا تھا لیکن حور کے اٹھنے

کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ وہ حور کے چہرے کے

ایکسپریشن دیکھنا چاہتا تھا جو زر خان کے حصار میں

خود کو پا کر حور کے چہرے پر آنے تھے

کیا ہوا کسی کیرے نے کاٹ لیا ہے کیا جویوں اچھلتی

پھر رہی ہو زر خان اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا

وہ آپ میرے اتنا قریب کیا کر رہے تھے حور زرخان کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی اس وقت وہ بہت گھبرائی

ہوئی لگ رہی تھی

ایسے تمہیں سمجھ نہیں آئے گا دھر آؤ تمہیں بتاتا ہوں

کہ کیا کر رہا تھا زرخان حور کا ہاتھ تھامتے ہوئے ایک

جھٹکے سے اسے بیڈ پر گرا چکا تھا جب کہ حور زرخان

کی اس حرکت پر بوکھلا گئی

یہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں حور زرخان کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی جو اسے اپنے سخت حصار میں لے چکا تھا

تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں تمہارے اتنے قریب کیا کر رہا

تھا زرخان اس کے کان میں سرگوشی کرتا اس کے سرخ

پڑتے کان پر شدت سے لب رکھ گیا جبکہ حور اس کی

پکڑ میں بری طرح پھڑپھڑائی

چھوڑیں مجھے آپ کتنے بے شرم ہیں حور بھرپور

مزاحمت کرتے ہوئے بولی

یہ میں تمہیں اس دن بتاؤں گا جس دن میں تمہاری

روح میں اتروں گا تمہیں اس دن معلوم ہو جائے گا کہ

میں کتنا بے شرم ہوں ابھی مجھ سے اس طرح مت

پوچھو ورنہ مجھ پر لازم ہو جائے گا کہ میں تمہیں

ابھی بتا دوں زرخان نے بولتے ہوئے اس کے رخسار پر

لب رکھے اور پھر دانتوں سے ہلکا سا کاٹا جبکہ زرخان

کی بے باک باتوں سے حور گردن تک سرخ پڑ چکی تھی

مجھے نماز پڑھنی ہے چھوڑیں مجھے حور اس کی

گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

صرف ابھی چھوڑ رہا ہوں بعد میں بالکل نہیں چھوڑوں

گا اور کسی گمان میں مت رہنا تمہارے پاس بہت کم

وقت ہے زر خان حور کو نرمی سے چھوڑتے ہوئے بولا تو

اندھے کو کیا چاہیے تھا دو آنکھیں زر خان کی گرفت

ہلکی ہوتے ہی حور تیزی سے وہاں بھاگتی ہوئی

ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی

زر خان اٹھا اور وضو کرنے چلا گیا کیونکہ اسے بھی فجر

کی نماز ادا کرنے مسجد جانا تھا

حور فریش ہو کر باہر نکلی تو زر خان کمرے میں موجود

نہیں تھا مطلب وہ نماز پڑھنے مسجد جا چکا تھا حور

نے ایک گہرا سانس ہوا کا سپرد کیا اس کے گال ابھی

بھی دھک رہے تھے زر خان کی اتنی سی قربت نے اسے

اچھا خاصا بوکھلانے پر مجبور کر دیا تھا یقیناً زر خان

نے وہ ڈائری پڑھ لی تھی اس لیے وہ حور کے اتنا قریب

تھا کیونکہ جب حور بھی یہ بات تسلیم کر چکی تھی کہ

وہ زر خان سے محبت کرتی ہے تو بیچ میں کھڑی

دیواروں کا کھڑا رہنا بے حد مشکل تھا لیکن زر خان نے

اس سے وعدہ کیا تھا جب تک اس کا بھائی سامنے نہیں

آج تا تب تک وہ حور کو پوری اجازت دیتا ہے کہ وہ

اس رشتے کو سمجھے

اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے حور ہے نماز

بچھائی اور نماز کی نیت باندھ کر نماز ادا کرنے لگی

زرخان حارث اور ار حم کہاں پر ہیں کوئی بھی دکھائی

نہیں دے رہا یہ تینوں ابھی تک واپس کیوں نہیں آئے

بڑی اماں صہزیب سکندر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

کیونکہ زرخان ار حم اور حارث فجر کے وقت نماز

پڑھنے کے لیے نکلے ابھی تک نہیں لوٹے تھے اور اب تو

بج رہے تھے اور زرخان 10 بجے ہی حویلی سے 10

کورٹ کے لیے نکلتا تھا مگر آج تو وہ مسجد سے ہی

واپس نہیں آیا تھا

حور نے بھی کافی دیر زر خان کا انتظار کیا تھا وہ اب

بھی زر خان کی منتظر تھی مگر زر خان واپس ہی نہیں

آیا تھا پتہ نہیں کیوں لیکن حور کو بہت پریشانی ہو

رہی تھی اسے کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا اس کا

دل بہت گھبرا رہا تھا اور یہ سب کیوں تھا اسے یہ خود

سمجھ نہیں آ رہا تھا

پتہ نہیں اماں میں نے تو کافی بار رابطہ کرنے کی

کوشش کی مگر وہ تینوں ہی فون نہیں اٹھا رہے فکر

مت کریں جوان بچے ہیں ہمارے آجائیں گے ابھی

واپس کسی کام میں الجھ گئے ہوں گے صہمزیب صاحب

بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

ایسا کون سا کام آن پڑا ہے جو صبح سویرے ہی وہ لوگ

نکل پڑے اجالا ہونے سے پہلے گھر سے نکلے ابھی تک

واپس نہیں لوٹے کسی کو بھجوا کر پتہ کر د کہ یہ

تینوں کہاں پر ہیں بڑی اماں سے صہزیب سکندر کی

طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی کیونکہ ان

تینوں کی یہ حرکت بڑی ہے ماں کو ناگوار گزری تھی

ابھی صہزیب سکندر کوئی اور جواب دیتے انہیں زر خان

کی گاڑی کا ہار سنائی دیا مطلب وہ لوگ گھر آگئے تھے

لیجئے آگئے آپ کے شہزادے جن کے لیے آپ اتنا پریشان

ہور ہی تھی صہزیب سکندر اماں جان کی طرف

دیکھتے ہوئے بولے اماں جان نے حویلی کے داخلی

دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ تینوں حویلی کے

اندرداخل ہو رہے تھے

سب سے سلام لیتے ہوئے وہ تینوں سامنے صوفے پر

برجمان ہو گئے

کہاں تھے تم تینوں اتنی دیر سے 11 بج رہے ہیں نہ ناشتہ

کیا ہے اور نہ ہی حویلی واپس آئے کیا آج تم لوگوں نے

اپنے اپنے آفس نہیں جانا اماں جان ان تینوں کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

نہیں اماں جان آج تو ایک بہت ضروری کام نیٹانا ہے

زر خان نظریں حور کے چہرے پر ٹکاتے ہوئے بولا اس کے

چہرے پر سنجیدگی جب کہ نظروں میں سختی تھی

جو آج سے پہلے حور نے نہیں دیکھی تھی یہ سختی تو

اس وقت بھی زر خان کی آنکھوں میں نہیں تھی جس

وقت وہ اس سے نکاح کر رہا تھا پھر وہ آج اتنی عجیب

نگاہوں سے حور کو کیوں دیکھ رہا تھا حور یہ بات

سمجھنے سے قاصر تھی

کیا مطلب کون سا کام اماں جان زر خان کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی جب کہ زر خان کو حور کی طرف

دیکھتا پا کر بڑی اماں کو بھی بہت عجیب سا

محسوس ہو رہا تھا

زر خان صوفے سے اٹھا اور بھاری قدم لیتا ہوا حور کے

قریب آیا زر خان کو اپنے قریب آتا دیکھ کر حور کا دل

سہم سا گیا وہ فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی

میں نے بولا تھاناکہ اگر تم اپنے بھائی کے ساتھ ملی

ہوئی تو تمہارے بھائی کے ساتھ ساتھ تمہیں ایسی

عبرت ناک موت دوں گا کہ دیکھنے والے کی روح کانپ

جائے گی زرخان کہ لہجے میں وحشت تھی زرخان کو

ایسے بولتا دیکھ کر سب ایک دم سے پریشان ہو گئے

سب نے بے اختیار زرخان کی طرف دیکھ رہا تھا جس

کی آنکھیں سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی جیسے سامنے

والے کو وہ ابھی جان سے مار دے گا

کیا مطلب ہے آپ کا یہ آپ کیا بول رہے ہیں حور زر خان

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ زر خان جو بول رہے

تھا وہ بالکل غلط بول رہا تھا

زر خان نے ایک سرد نظر حور کی طرف دیکھا اور پھر

اپنی قمیض کی جیب سے ایک فون نکال کر حور کے

آگے کیا اس فون کو دیکھتے ہی حور کی سانس اس ک

ے گلے میں ہی اٹک گئی

زر خان نے اس فون کی کال ہسٹری نکالی اور اسے حور

کے چہرے کے سامنے کیا اس فون سے دانش کے نمبر پر

بے شمار کالز کی گئی تھی اور بے شمار کالز آئی بھی

ہوئی تھی کوئی کال آدھے گھنٹے کی کوئی دس منٹ

کی کوئی 50 منٹ کی اور کوئی دو گھنٹے کی کال تھی

دانش کے نمبر کے علاوہ بھی اس فون سے اور بھی

کچھ نمبرز پر کالز کی گئی تھیں یہ حور کا پر سنل

فون تھا جواب زر خان کے ہاتھ لگ چکا

یہ یہ فون آپ کے پاس کیسے حور اپنے سفید پڑتے

چہرے سے زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تم نے کیا مجھے بے وقوف سمجھ رکھا تھا اور تم نے

بہت آسانی سے سوچ لیا کہ تم یعنی مجھے زر خان

سکندر کو بے وقوف بنا سکو گی مجھ سے چھپ کر تم

نے فون رکھا مجھ سے چھپ کر تم اپنے بھائی سے اور

پتہ نہیں کس کس سے رابطے میں رہیں اور تم نے یہ

سوچ لیا کہ میں اس سے انجان رہوں گا ہاں پچھلے دو

مہینوں سے میں تم پہ ایک ایک منٹ نظر رکھے ہوئے

ہوں یہ فون جہاں سے بھی مجھے ملا ہے تمہیں اس کی

فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تم بھی بخوبی

جانتی ہو کہ تم نے یہ فون کہاں چھپایا تھا زرخان حور

کی طرف ایک ایک قدم بڑھاتے ہوئے اپنی خوفناک

وحشت لیے بول رہا تھا جبکہ سب بے یقینی کے عالم

میں حور کی جانب دیکھ رہے تھے یعنی حور ان سب

کو دھوکہ دے رہی تھی اس نے تمام حویلی والوں کو

دھوکے میں رکھا تھا

میں نے آپ کو بے وقوف نہیں بنایا حور اپنا سرخ چہرہ

چھپاتے ہوئے بولی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس

کی بے بسی کوئی دیکھے

اگر آپ نے ہم سب کو بیوقوف نہیں بنایا تو وہ سب کیا

تھا جو آپ پچھلے دو مہینوں سے کرتی آرہی ہیں اب

کی بار حارث بولا تھا جبکہ حارث کے بولنے پر حور نے

بے یقینی سے حیرت کے عالم میں حارث کی طرف

دیکھا وہ جو بہت ہی کم عرصے میں اس کا اچھا

دوست اچھا بھائی بن چکا تھا آج اس کا روپ بالکل

اگر آپ نے ہم سب کو بیوقوف نہیں بنایا تو وہ سب کیا

تھا جو آپ پچھلے دو مہینوں سے کرتی آرہی ہیں اب

کی بارحادث بولا تھا جبکہ حادث کے بولنے پر حور نے

بے یقینی سے حیرت کے عالم میں حادث کی طرف

دیکھا وہ جو بہت ہی کم عرصے میں اس کا اچھا

دوست اچھا بھائی بن چکا تھا آج اس کا روپ بالکل

دشمنوں والا تھا

یہ سب کیا ہو رہا ہے زر خان صہزیب سکندر زر خان کی

طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولے

آپ کے سامنے ہے سب بابا یہ لڑکی ہمیں پچھلے دو

مہینوں سے دھوکا دے رہی ہے اور ہم سب بھی اس

کی باتوں پر یقین کر کے اس کے دھوکے کو سکون سے

دوماہ سے سہہ رہے ہیں یہ سمجھ کر کہ اس کی

محبت ہم سب کے لیے سچی ہے جبکہ یہ دکھاوے کے

علاؤہ اور کچھ نہیں حارث صہزیب صاحب کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

آپ ایسا نہیں کہہ سکتے بھائی حور اپنا سر جھکاتے

ہوئے خود پر ضبط کے بندھن باندھ کر بولی

کیوں تم کر سکتی ہو اور میں ایسا کہہ بھی نہیں سکتا

مجھے تو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ ضرور کچھ گڑ بڑ ہے

اس لیے تو میں نے تم سے دوستی کی تھی تاکہ تمہارے

نزدیک رہ کر تمہاری سچائی معلوم کر سکوں مجھے تو

پہلے دن سے ہی شک تھا کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ ملی

ہوئی ہو ہمارے سامنے معصومیت کا جھوٹا کھیل کھیل

کر ہمیں دھوکہ دے رہی ہو اپنے کھیل میں پھنسا رہی

ہو حادثہ کا ایک ایک لفظ حور کے کان میں پگھلتے

ہوئے سیہ کی طرف لگ رہا تھا

ایسا نہیں ہو سکتا آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی

ہے لالا فاریہ زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تم اپنا منہ بند رکھو اگر اب تم دونوں میں سے کسی کی

بھی آواز آئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا حارث

لاٹبہ اور فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارا

کہاں پر ہے تمہارا بھائی کہاں پر چھپا رکھا ہے اسے

زر خان حور کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا جبکہ اس کے

دھاڑنے پر حور کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا

کیا پوچھ رہا ہوں میں تمہیں سنائی نہیں دے رہا زرخان

حور کا بازو سخت گرفت میں لیتے ہوئے پھر سے دھاڑا

جب کہ زرخان کی سخت انگلیاں حور کے بازو میں

سختی سے پوسٹ تھی

بھائی یہ ایسے نہیں مانے گی اور نہ ہی ایسے بتائے گی

اسے آپ پولیس کے حوالے کریں پولیس بس راستے میں

ہی ہوگی حارث زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

آپ مجھے پولیس کے حوالے کریں گے زر خان کو نظر

انداز کرتی وہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے

بولی یہ شاید آخری توقع تھی جو وہ حارث سے نہیں

رکھتی تھی

ہاں ہم تمہیں پولیس کے حوالے ہی نہیں کریں گے بلکہ

تمہیں اس حویلی سے بھی دھکے مار کر نکال لیں گے

حارث بالکل پارٹ انداز میں بولا

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے نکاح کیا ہے آپ کے

بھائی نے مجھ سے بھاگ کر نہیں آئی میں حور حارث

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

نکاح کون سا نکاح لڑ کی کوئی نکاح نہیں ہوا تمہارا

میرے بھائی سے اور جسے تم نکاح کا نام دے رہی ہونا

وہ نکاح نامہ جھوٹا تھا اصل میں تو تمہارا نکاح میرے

بھائی سے ہوا ہی نہیں حارث ہنستے ہوئے بولا گویا حور

کا مذاق اڑا رہا ہو

حارث کے بولنے پر لائبر اور فاریہ نے بے اختیار اپنے

دونوں ہاتھ اپنے منہ پر جمائے اور کھلی آنکھوں سے

حارث کی جانب دیکھنے لگی جبکہ بڑی اماں زینت

بیگم اور اماں جان کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات

اتنے تھے کہ انہیں یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ حارث کے

بولے گئے الفاظ سچ ہیں

حارث کی بات سن کر حور کے سر پر جیسے ساتوں

آسمان ٹوٹ پڑے تھے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی

اس کی سانسیں رک چکی تھی وہ بے یقینی کے عالم

میں بے اختیار زر خان کو دیکھے جا رہی تھی

صاحب جی باہر پولیس آئی ہے ایک ملازم حویلی میں

داخل ہوتے ہوئے سے صہمزب سکندر کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا

اندر لے آؤ انہیں زر خان اس ملازم کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا جبکہ حور کو لگ رہا تھا کہ وہ اپنے پیروں پر

کھڑی نہیں رہ سکے گی اتنا بڑا دھوکا اتنا بڑا فریب اس

کے ساتھ کیا گیا تھا مطلب جس شخص کے ساتھ وہ

رہ رہی تھی وہ اس کے لیے نامحرم تھا اور وہ اس کے

اتنے نزدیک رہ کر اب تک گناہ کما رہی تھی

پولیس آفیسرز حویلی میں داخل ہوئے ان میں سے چھ

سے سات آفیسرز میل تھے جبکہ چھ سے سات ہی

فیمیل آفیسرز تھی وہ چلتے ہوئے ٹھیک زر خان کے

قریب کھڑے ہو گئے

جی سرکس کی گرفتاری کے لیے آپ نے بلایا تھا ہمیں

ملزم دکھا دے تاکہ ہم اسے گرفتار کر کے لے جائیں ایک

آفیسرز زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

یہ ہے ملزم آفیسر لے جائیں اسے یہاں سے اور اگلے 24

گھنٹوں کے درمیان اس کے منہ سے نکلوائیں کہ اس نے

اپنے بھائی کو کہاں چھپا رکھا ہے چاہے اس کے لیے آپ

کو کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے حارث اس آفیسر کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اس آفیسر نے لیڈی آفیسر کو

اشارہ کیا اس نے ہتھکری نکالی اور حور کی جانب

بڑھی

اس سے پہلے تو وہ لیڈی آفیسر حور کو ہتھکری پہناتی

حویلی میں ایک گرجدار اور سخت آواز گونجی

خبردار اگر کسی نے میری بیٹی کو ہاتھ بھی لگایا تو

ہاتھ کندھے سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا شیرازی سکندر

کی گرجدار آواز پر آفیسر کے ہاتھ وہیں پر رک گئے

جبکہ سب نے بے یقینی سے شیرازی سکندر کی طرف

دیکھا تھا

میجر شیرازی سکندر کو کون نہیں جانتا تھا انہیں

دیکھتے ہی آفیسر نے فوراً انہیں سیلوٹ کا

شیرازی سکندر چلتے ہوئے حور کے قریب آئے

میری بچی "شیرازی سکندر نے حور کا ہاتھ تھامنا چاہا"

جو اس نے فوراً پیچھے کر لیا

یہ آپ کا خاندان ہے مسٹر شیرازی حور اپنی سرخ انگارہ

آنکھیں اٹھاتے شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی

سب بے یقینی کے عالم میں کبھی حور کو تو کبھی

شیرازی سکندر کی طرف دیکھ رہے تھے ان سب کے

دماغ صرف شیرازی سکندر کے ایک لفظ "بیٹی" پر اٹک

چکا تھا

بولیں کہ یہ آپ کا خاندان ہے اس نے پھر وہی سوال کیا

تو شیرازی سکندر اس سے نظریں نہیں ملا پائے

عینا "حویلی میں داخل ہوتے دانیال نے بے اختیار عینا"

کو پکارا کیونکہ یہاں کی ساری صورت حال وہ بھی جان

چکا تھا

دانیال تیز تیز قدم لیتا عینا کے قریب آیا

اس بار چونکنے کی باری حویلی والوں کی تھی پہلے

شیرازی سکندر اور اب یہ بر خور دار خوبصورت لڑکا جو

زر خان سکندر سے ایک ہاتھ آگئے ہی تھا وہ حور کی

جانب بڑھ رہا تھا اور اسے عینا پکار رہا تھا

شیرازی سکندر نے پولیس آفیسرز کو جانے کا اشارہ کیا

وہ دوبارہ انہیں سلیوٹ کرتے وہاں سے چلے گئے جبکہ

شیرازی سکندر اب خود کو آنے والی صورتحال کے لیے

تیار کر رہے تھے کیونکہ انہیں اپنی بیٹی کو بہت سے

جواب دینے تھے

عینا یہ سب کیا ہو رہا ہے دانیال عینا کے قریب کھڑے

ہوتے ہوئے بولا

میری تنزیل ہو رہی ہے دانی وہ تنزیل جو میرے باپ نے

خود اپنے ہاتھوں سے اپنے خاندان والوں سے میری ذات

کی کاروائی ہے عینا اپنی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے

دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

ایک نے شوہر اور ایک نے بھائی بن کر میری روح کو

خاصا نقصان پہنچایا ہے حور کا لہجہ ہر جذبے سے آڑی

تھا اس کے لہجے میں کوئی دکھ کوئی افسوس کوئی

تکلیف نہیں تھی ایسے جیسے وہ پتھر کی ہو گئی ہو

اور وہ تھی بھی تو ایسی ہی بالکل پتھر جس نے نہ

کبھی اپنے باپ سے محبت مانگی اور نہ ہی توجہ مانگی

پھر وہ اب کچھ وقت کے بنے شوہر اور بھائی کہ

دھوکے سے کیسے ٹوٹ جاتی ایسا تو ناممکن تھا

حور اپنی مخصوص زبان اٹلین میں بات کر رہی تھی

اس لیے وہاں پہ موجود کسی بھی افراد کو اس کی یا

دانیال کے درمیان ہونے والے بات کی بالکل سمجھ نہیں

آ رہی تھی سوائے دانیال اور شیرازی سکندر کے

عینا کی بات سن کر شیرازی سکندر شرمندگی کی

گہرائیوں میں ڈوبنے لگے کیونکہ جتنے بھروسے سے

انہوں نے عینا کو یہاں بھیجا تھا ان کے گھر والوں نے

اتنی ہی بے دردی سے انکا بھروسہ توڑ چکے تھے

شیرازی سکندر کا سر جھکا چکے تھے

عینا کی بات سن کر دانیال کی آنکھوں میں سرخ لکیریں

نمودار ہونے لگی اس نے غصے سے اپنی دونوں مٹھیاں

سختی سے بھینچی اور سرد نظریں اٹھا کر زر خان کی

طرف دیکھا دانیال کی نظروں میں اتنی سختی تھی کہ

اسے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی زر خان سکندر کو جان سے

مار دے گا

عینانے ایک نظر دانیال کو دیکھا جو زر خان کی طرف

اپنی وحشت زدہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا عینانے

دانیال کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے آنکھوں سے

ایک مخصوص اشارہ کیا جس سمجھتے ہوئے دانیال نے

زرخان سے اپنی نظریں ہٹائی اور عینا کی طرف

دیکھنے لگا

عینا چلتی ہوئی زرخان کے بالکل سامنے آن رکی جو

سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا یعنی وہ بہت

کشکش کا شکار تھا آخرا اس کے سامنے کھڑی لڑکی

کون تھی وہ نہیں سمجھ پارہا تھا

اگر اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینا ہوتا اور میرے بھائی

کا پتہ کروانا ہوتا تو اپنی مردانگی کا استعمال کرتے

خدا کے بنائے پاک رشتے کا مذاق اڑا کر جو تم نے کیا ہے

نا اسے بزدلی کہتے ہیں مسٹر زرخان سکندر اور تم ایک

بزول مرد ہو عینا اپنی سرخ انگار آنکھیں زرخان کی

سرخ آنکھوں میں گاڑ ہتی ہوئی بے لچک انداز میں بولی

تو زرخان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی

جس کے لیے تم نے اتنے پاک رشتے کی برہمستی کی جانتے

اس سب کے پیچھے وجہ کیا تھی حور بغیر کسی خوف

کے زرخان کے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی زرخان کو

اس وقت وہ بالکل وہ والی حور نہیں لگ رہی تھی جو

اس کے ساتھ پچھلے دو مہینے سے رہ رہی تھی

جانتے ہو تمہارے بھائی کو قتل کس نے کیا تھا جس کا

پتہ لگوانے کے لیے تم مارے مارے پھرتے ہو اور تمہیں

ابھی تک قاتل نہیں ملا حور دو قدم مزید زرخان کی

طرف بڑھاتے ہوئے بولی

تمہارے بھائی کو میں نے قتل کیا تھا اپنے ہاتھوں سے

یہاں اس کے سینے کو گولیوں سے چھلی کیا تھا حور

اپنی شہادت کی انگلی زر خان کے سینے پر رکھتی ہوئی

بولی تو سب نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عینا کی جانب

دیکھا یعنی وہ ایک قاتل بھی تھی مصطفیٰ جیسے

معصوم لڑکے کو قتل کرنے والا شخص اور کوئی نہیں

بلکہ عینا تھی

بہت افسوس ہو رہا ہے تمہاری یہ حالت دیکھ کر اور

ہنسی بھی آرہی ہے کہ تم جیسے مرد کو سہارا ملا بھی

تو کس کا ایک جھوٹے رشتے کا عینا نے پھر سے اسے

شرمندگی کے کنویں میں پھینکا تھا

اور تم تمہیں تو میں نے اپنا بھائی مانا تھا اپنا گہرا

دوست مانا تھا بھائی سے کم عزت اور احترام نہیں کیا

تمہارا اور تم نے کیا کیا بہن جیسے خوبصورت رشتے کے

ساتھ دھوکا کیا عینا حارث کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی

غرائی

عینا میری بچی بات سنو میری شیرازی صاحب عینا کو

دونوں بازوؤں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے ہوئے بولے

کہنے اور سننے کے لیے کچھ نہیں بچا مسٹر شیرازی آپ

کے اس خاندان نے میری روح کو چھلی کیا ہے اور آپ

اس کا مداوا نہیں کر سکتے ہیں عینا کی آنکھوں میں

سرخی بڑھتی جا رہی تھی وہ ضبط کی آخری سیڑھی

پر کھڑی تھی

آپ کی شرط مجھے یہاں بھیجنا تھا میرا یہاں رہنا

میرے مشن کا حصہ تھا بقول آپ کے جو میں نے بخوبی

پورا کر دیا ہے اور اب میں یہاں مزید نہیں رک سکتی

میری فرمانبرداری کا ضبط یہیں تک ہے مسٹر شیرازی

میں نے بیٹی ہونے کا فرض یہیں تک نبھانا تھا اس سے

آگے اب میرا ضبط مت آزمائیں عینا نے خود پر بہت

مشکل سے کنٹرول کیا ہوا تھا جبکہ اس کے کچھ

فاصلے پر کھرا دانیال عینا کی حالت دیکھ کر طرف ہی

اٹھاتا

میں دوبارہ کبھی اس حویلی میں قدم نہیں رکھوں گی

میں کبھی یہاں نہیں آؤں گی اگر آپ چاہیں تب بھی

نہیں عینا شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تو انہوں نے تڑپ کر عینا کی طرف دیکھا وہ ان کی

بیٹی تھی چاہے وہ ان سے بہت دور رہی تھی مگر وہ

اپنی بیٹی کے حال سے بخوبی واقف تھے اس وقت

جس تکلیف سے گزر رہی تھی اس کا اندازہ لگانا کسی

کے بس کی بات نہیں تھی جبکہ عینا کے چہرے پر

کوئی بھی تکلیف دکھائی نہیں دے رہی تھی وہ خود پر

ضبط کرنا جانتی تھی اور یہ بات شیرازی سکندر بھی

بہت اچھے سے جانتے تھے

Andiamocene da qui Aina

(عینا چلو یہاں سے)

دانیال عینا کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا

عینا تم نہیں جاؤ گی شیرازی سکندر عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولے

آپکی شرط اور میرا امتحان ختم ہوا لیکن اس سب کے

بدلے جو میرا نقصان ہوا ہے نا اس کے بدلے میں کسی

کو معاف نہیں کروں گی مسٹر شیرازی میرا دل توڑتے

تو میں صبر کر لیتی مگر رشتوں کی آڑ میں چھپ کر

مجھے دھوکہ دیا ہے ان لوگوں نے اور یقین مانیں

حورالعین سکندر ہر چیز برداشت کر لے گی مگر یہ دغا

برداشت نہیں کر سکتی میں عینا کی آنکھوں میں

سرخ مائل کی جگہ پانی نے لی تھی جسے وہ بہت

مہارت سے اپنے اندر دھکیل چکی تھی

عینا۔۔۔۔۔ دانیال نے آہستہ سے عینا کا ہاتھ تھاما تو عینا نے

نظریں اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھا

Esci di qui o li ucciderò entrambi,
perdio

یہاں سے چلو ورنہ خدا کی قسم میں ان دونوں کو

(جان سے مار دوں گا)

دانیال اپنے اشتعال پر قابو پاتے عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا

Il mio viaggio finisce qui Mr sher-
azi:

(میرا یہاں کا سفر ختم ہوتا ہے مسٹر شیرازی)

عینا شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

چلو دانی عینا نے بولتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھائے

اور ایک بار بھی پلٹ کر پیچھے نہیں دیکھا

سب کی منتظر نگاہیں عینا کی طرف تھی کہ شاید وہ

ابھی پلٹ آئے اور بول دے کہ یہ جھوٹ ہے کہ وہ یہاں

سے جا رہی ہے یہ سب جھوٹ ہے جو یہاں پر ہوا ہے

مگر ایسا کچھ نہیں ہوا وہاں سے تیز قدم لیتی ہوئی

نکلتی چلی گئی اور مڑ کر ایک بار بھی اس حویلی کو

اور اس حویلی کے لوگوں کو دیکھنا پسند نہیں کیا

شیراز کیا تھا یہ سب حور تمہاری بیٹی ہے بڑی اماں

شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو انہوں

نے اپنے سرخ پڑتے چہرے اور سرخی مائل نگاہوں سے

بڑی اماں کی طرف دیکھا

جی ہاں اماں جان یہ میری بیٹی ہے حور العین سکندر

جس کی تذلیل میں آپ کے دونوں پوتوں نے اس کی

روح تک زخمی کر کے رکھ دی شیرازی سکندر بولے تو

ان کا لہجہ بہت سخت تھا

بڑی اماں نے ایک نظر شیرازی سکندر کی طرف دیکھا

اور دوسری نظر زر خان کی طرف جو سختی سے

مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا بڑی اماں چلتی ہوئی زر خان

کے قریب گئی اور بغیر لحاظ کیے اس کے منہ پر زناٹے

دار تھپڑ دے مارا

حویلی میں ایک دم خاموشی چھا گئی گہری خاموشی

جیسے یہاں پر کوئی موجود ہی نہ ہو

کیا ہم نے تمہاری یہ تربیت کی تھی کہ تم ایک عورت

ذات کی یوں تذلیل کرو خدا کے بنائے گئے پاک رشتے کا

یوں مذاق اڑاؤ تم نے نکاح کی آڑ میں چھپ کر اپنا

مقصد پورا کرنا چاہا بڑی اماں کی سخت آواز پوری

حویلی میں گونج رہی تھی

تم نے آج ہمارا سر جھکا دیا اپنے پوتے کا نام لیتے ہوئے

اپنا سر ہم فخر سے اونچا کرتے تھے مگر تم نے یہ گھٹیا

حرکت کر کے ہمارا سر شرمندگی سے نیچے جھکا دیا

زرخان سکندر ہمیں یقین نہیں آ رہا کہ تم ہمارے پوتے ہو

جس نے یہ گھٹیا حرکت کی ہے بڑی اماں زرخان کے

سامنے کھڑی بول رہی تھیں جبکہ زر خان ضبط کی ہے

نظریں جھکائے کھڑا تھا

بڑی اماں لالانے ایسا کچھ نہیں کیا نکاح جھوٹا نہیں

تھا وہ تو حور کے منہ سے سچائی اگلوانے کے لیے میں

نے ایسا بولا بڑی اماں کو اپنے پیچھے سے حارث کی

آواز سنائی دی تو بڑی اماں نے پلٹ کر حارث کی طرف

دیکھا جوان کے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کسی

مجرم کی طرح کھڑا تھا

کیا کہا تم نے۔۔۔ بڑی اماں حادثہ کی طرف دیکھتی ہوئے

بولیں

نن نکاح جھوٹا نہیں ہے میں نے جھوٹ بولا تھا بڑی کو

بتاتے ہوئے حادثہ کی آواز لڑکھڑائی

اور اس کی بات سن کر بڑی اماں چلتی ہوں وی اس کے

قریب آئی

چٹاخ۔۔۔۔ بڑی اماں نے تھپڑ اتنی شدت سے مارا تھا کہ اس

تھپڑ کی آواز حویلی کے دیواروں میں بھی گونجی تھی

جبکہ حارث اپنے گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی کہ عالم

میں بڑی اماں کی طرف دیکھ رہا تھا وہاں پر موجود

تمام افرادوں کا حال بھی اس سے مختلف نہ تھا

بغیرت انسان اس نے تمہیں اپنا بھائی بولا تھا بلکہ بھائی

سے بڑھ کر کیا تمہارے ساتھ تم نے کیسے اس کا یقین

توڑ دیا تم دونوں نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ

سچائی کچھ اور بھی ہو سکتی ہے تم لوگوں نے اپنے

اندازے کے مطابق اس لڑکی پر آ کے بہتان لگا دیا بغیر

سوچے سمجھے اس کے یقین کی دھجیاں اڑادی اس

کے سامنے یہ بول دیا کہ یہ نکاح جھوٹا تھا وہ ہمیں

دھوکہ دے رہی تھی تو سنو تم دونوں ہم نے یہ بال

دھوپ میں سفید نہیں کیے دکھاوے میں اور مخلصی

میں صاف فرق نظر آتا ہے اس بچی کے پیچھے چاہے

جو مرضی وجہ ہو مگر اس نے یہاں پر رہ کر جو رشتے

نبھائے ہیں وہ مخلصی سے نبھائے ہیں تم لوگوں کی

ہمت کیسے ہوئی کہ تم لوگوں نے ہماری پوتی کی روح

کو چاک کیا بڑی اماں ان دونوں کی طرف دیکھتی ہوں

سخت لہجے میں بول رہی تھی

دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے اس سے پہلے کہ

میں تم دونوں کو جان سے مار دوں بڑی اماں ان کی

طرف دیکھتی ہوں دھاڑیں

اماں حوصلہ رکھیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی

صہمزیب سکندر بڑی اماں کو کندھوں سے تھامتے ہوئے

بولے

چھوڑو ہمیں کچھ نہیں ہوگا ہماری طبیعت کو یہ جو

تمہارے بیٹوں نے کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کا مداوی

کون کرے گا وہ ہماری پوتی ہے وہ ہم سب کے درمیان

دو ماہ رہی مگر اس نے ایک بار احساس نہیں ہونے دیا

کہ وہ ہماری پوتی ہے وہ چاہتی تو یہاں پر ہر چیز کو

واضح کر سکتی تھی ہم پر جتلا سکتی تھی کہ وہ

ہماری پوتی ہے اس حویلی کی بیٹی ہے مگر اس نے

ایسا کچھ نہیں کیا مجھے ہمیشہ اس کے قریب ان چاہا

احساس ہوتا تھا مگر مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ

ہمارا ہی خون ہے ان دونوں نے جو کیا ہے اس کے لیے

میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اگر یہ دونوں

میرے پوتے ہیں تو وہ میری پوتی تھی جس کے لیے

ساری زندگی ترسی ہوں میں اس کی شکل دیکھنے کے

لیے پل پل مری ہوں اور اس کے ساتھ ان دونوں نے کیا

کیا انہیں بولو صہمزب یہ یہاں سے چلے جائیں ورنہ ہم

انہیں جان سے مار ڈالیں گے بڑی اماں کی آنکھوں سے

اب اشک بہنے لگے تھے جبکہ بڑی اماں کو روتا دیکھ کر

وہ دونوں تڑپ ہی اٹھے تھے

بڑی اماں۔۔۔۔۔ ان دونوں نے تڑپ کر بڑی اماں کو پکارا اور

ان کی جانب بڑھنا چاہا

صہمز یب ان سے بولویہ دونوں چلے جائیں یہاں سے ورنہ

ہم ان دونوں کی جان لے لیں گے بڑی اماں اور شدت سے

بولی تو صہمز یب صاحب نے ان دونوں کو جانے کا اشارہ

کیا

اماں آپ یہاں بیٹھیں فاریہ جاؤ بیٹا جلدی سے پانی لے

کر آؤ صہمز یب صاحب بڑی اماں کو صوفے پر بٹھاتے

ہوئے بولے تو فاریہ جلدی سے کچن کی طرف دوڑی اور

پانی کا گلاس لے کر آئی

فاریہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھام کر صہمزیب

صاحب نے بڑی اماں کے لبوں سے لگانا چاہا جو انہوں

نے بری طرح جھٹک دیا ہے

نہیں پینا ہمیں کچھ بھی۔۔۔۔۔ نہیں چاہیے ہمیں کچھ بھی

بڑی اماں اپنی پھولی ہوئی سانسوں سے بمشکل بول

پانی تھی کیونکہ اتنا غصہ کرنے کے بعد ان کے سانسیں

بری طرح سے پھول چکی تھی

اماں اس طرح مت کریں شیرازی سکندر بڑی اماں کے

ساتھ ہی بیٹھتے ہوئے بولے اور صہمزیب سکندر کے

ہاتھوں سے پانی کا گلاس لے کر بڑی اماں کے لبوں سے

لگایا تو بڑی اماں نے دو گھونٹ پانی پی کر گلاس کو

پیچھے کیا

شیراز میرا بچہ ہمیں معاف کر دو ہم نہیں پہچان سکے

کہ وہ ہماری پوتی ہے اگر ہمیں تھوڑا سا بھی علم ہوتا

تو آج ہم اس کے ساتھ ذرا سی بھی زیادتی نہ ہونے

دیتے بڑی اماں شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی روتے

ہوئے بولی

اماں رو کیوں رہی ہیں پلینز ایسا نہ کریں خدا ارچپ کر

جائیں آپ کیوں بار بار معافی مانگ رہی ہیں اس کی

پہچان چھپانے کو میں نے ہی اسے بولا تھا یہ میرا حکم

تھا جو مان کر وہ یہاں پر آئی تھی اور یہاں پر رہ رہی

تھی وہ میرے حکم پر چل رہی تھی اماں شیرازی

سکندر بڑی اماں کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولے

زرخان نے اچھا نہیں کیا وہ یہاں سے گئی ہے تو یقین

مانو میرا دل کٹ رہا ہے شیرازی اسے واپس لے آؤ اتنے

سال اس کے لیے تڑپ تڑپ کر گزارے ہیں اب جب وہ

سامنے آگئی ہے تو اسے دور مت رہنے دو اسے میرے

پاس لے آو شیرازی میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ

دوبارہ اسے کوئی دکھ کوئی تکلیف نہیں آنے دوں گی

بڑی اماں شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تو شیرازی سکندر کوشدت سے ان کی ٹرپ محسوس

ہوئی تھی وہ یہ تو جانتے تھے کہ ان کی ماں اپنی پوتی

کو دیکھنے کے لیے اس سے ملنے کے لیے کتنا ٹرپتی ہیں

لیکن جو ٹرپ آج ان کے لہجے میں تھی وہ کچھ اور ہی تھی

بڑی اماں فکر مت کریں سب ٹھیک ہو جائے گا حوصلہ

رکھیں ارحم جو تب سے چپ کھڑا تھا اب گھٹنوں کے

بل زمین پر بیٹھتے ہوئے بڑی اماں کے گھٹنوں پر ہاتھ

رکھتے ہوئے بولا

کیسے حوصلہ کر لوں میرا بچہ میرے ہی دو بچوں نے

میری جان سے عزیز پوتی کو دھوکہ دیا ہے میں کیسے

یہ چیز برداشت کر لوں سنا نہیں تھا تم نے وہ بول کر

گئی ہے کہ وہ کبھی دوبارہ حویلی نہیں آئے گی وہ

کبھی ہم لوگوں کو مڑ کر نہیں دیکھے گی بڑی اماں

ارحم کے چہرے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی تو ارحم نے

بڑی اماں کا وہی ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا

سب ٹھیک ہو جائے گا بڑی اماں الیسا پر بھروسہ رکھیں

ارحم نے بڑی اماں کو تسلی دینی چاہی

بڑی اماں کو کمرے میں چھوڑ کر آؤ اور انہیں ان کی

میڈیسن بھی دینا تاکہ بڑی اماں تھوڑی دیر آرام کر لیں

ارحم فاریہ اور لائبریری کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ان

دونوں نے آگے بڑھ کر بڑی اماں کو نرمی سے تھاما اور

انہیں ان کے کمرے کی جانب لے گئی

بڑی اماں کا جاتے ہی شیرازی سکندر بغیر کسی کی بھی

طرف دیکھے وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں چلے گئے

اس وقت وہ جس حال سے گزر رہے تھے یہ وہ یا ان کا

خدا جانتا تھا اور اس حال میں وہ کسی کو بھی جواب

نہیں دے سکتے تھے اس لیے انہوں نے وہاں سے جانا ہی

بہتر سمجھا

یہ سب اس حویلی میں کیا ہو رہا ہے یا اللہ! ہم سب پر

اپنا کرم فرما ماں جان اپنی آنکھیں بند کرتی ہوئی

بولیں

صبح سے شام ہو گئی تھی زر خان تب سے ڈیرے پر ہی

موجود تھا وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی ناکام کوشش

کرتے ہوئے ہلکان ہو رہا تھا مگر اس کا غصہ تھا جو کم

ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا شام کے چھ بجے کے

قریب وہ حویلی میں داخل ہوا اور سیدھا اپنے کمرے

کی جانب بڑھ گیا

کمرے میں داخل ہوتے ہی زر خان کمرے کی ایک ایک

چیز کو تہس نہس کر چکا تھا اس وقت وہ کمرہ کوئی

کھنڈر معلوم ہو رہا تھا کمرے میں موجود ہر چیز وہ بے

دردی سے توڑ چکا تھا

جب ساری چیزیں توڑ کر بھی اس کا دل نہ بھرا تو اس

نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر شیشے کے ٹیبل پردے

ماری جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کافی زخمی ہو گیا

اور ہاتھ سے خون بہنے لگا جس کی زرخان کو بالکل

پرواہ نہ تھی

زرخان کی آنکھوں کے سامنے بار بار حور کا چہرہ آرہا

تھا اس کا بدلتا روپ آرہا تھا اس کی آنکھوں کے

سامنے دانیال گھوم رہا تھا جس طرح دانیال نے اس کا

ہاتھ تھاما تھا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے وہاں

سے لے گیا تھا زرخان کو یہ بات کانٹے کی طرح چب

رہی تھی اور یہی بات اس کا اشتعال بڑھانے کا سبب بن

رہی تھی وہ آگ بگولہ ہوتے ایک ایک چیز کو برے

طریقے سے توڑ پھوڑ رہا تھا

زرخان کو حور پر بالکل شک نہ تھا نہ ہی وہ اس پر نظر

رکھے ہوئے تھا کیونکہ اس کے کمرے میں ہر وقت

کیمرے لگے ہوتے تھے اور وہ آسانی سے حور کو وہاں

سے دیکھ لیتا تھا یہ بات حقیقت تھی کہ زر خان کو

حور سے محبت ہو گئی تھی مگر آج سے چار دن پہلے

جب حور کمرے سے نکل کر ناشتے کے لیے گئی تو

زر خان نے صوفے کے پاس ایک ڈبی گری ہوئی دیکھی

اس نے وہ ڈبی اٹھا کر دیکھی تو وہ ڈبی لینز کی تھی

پہلے تو زر خان کو یہ بات کچھ عجیب سی لگی کہ

حور کے پاس لینز کیا کر رہے ہیں اس نے تو کوئی لینز

استعمال ہی نہیں کیے مگر پھر یہ سوچتے ہوئے اگنور

کر گیا کہ شاید یہ لائبریا فار یہ میں سے کسی کے ہوں

مگر پر سورات زر خان جب بڑی اماں کے کمرے میں ان

کی طبیعت معلوم کرنے گیا تو بڑی اماں کی الماری میں

سے اسے ایک فون برآمد ہوا وہ الماری میں سے بڑی

اماں کی دوائیاں دیکھ رہا تھا کیونکہ حور کے آنے سے

پہلے بڑی اماں کی دوائیاں الماری میں ہی موجود ہوتی

تھی الماری کھولتے ہی وہ دوائیاں ڈھونڈنے لگا دوائیوں

کا ڈبہ تو نہ ملا مگر دوائیاں ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کے

ہاتھ ایک فون لگ گیا وہ فون نیو برینڈ یا آج کے دور کا

بالکل نہیں تھا وہ فون کوئی بہت پرانے زمانے کا لگتا

تھا وہ ٹچ فون لیکن وہ بہت پرانا سا تھا زرخان نے

فون کو الٹ سیدھا کر کے دیکھا مگر اسے وہ فون بڑی

اماں کا نہیں لگا اور دوسرا فون بڑی اماں کے پاس ہونا

ناممکن تھا زرخان نے اس فون کو آن کیا اور اس کا

پاسورڈ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں کھل سکا

اس نے وہ فون ایسے ہی اپنی جیب میں ڈال لیا اور

بڑی اماں کے کمرے سے نکل آیا پھر جب وہ اپنے آفس

گیا تو اس نے وہ فون داؤد کو دیا تکہ وہ اسے انلاک

کروا کر لائے تاکہ وہ دیکھ سکے کہ اس فون میں کیا ہے

ایک دن بعد داؤد وہ فون انلاک کروا کے لے آیا تھارات

کے وقت داؤد کی کال آئی تھی تو اس نے بتایا کہ فون

آچکا ہے اپ چاہیں تو ابھی میں پہنچا دوں زر خان کے

حکم کے مطابق داؤد وہ فون رات میں ہی زر خان کو

دے گیا تھا زر خان کو وقت نہیں ملا اس وجہ سے وہ

فون کو نہیں دیکھ سکا مگر جب صبح فجر کی نماز

پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا کہ اس کے پاس فون تھا تو

اس نے اپنی گاڑی کے ڈیش بورڈ پر فون کو تلاش کیا

تو اسے فون مل گیا اس نے وہ فون آن کر کے دیکھا تو

اس میں دانش نام کی بے شمار کالز تھی نام بھی سیو

تھا اور صرف دانش ہی نہیں اور بھی کافی نمبر سے

کال آئی بھی ہوئی تھی اور گئی بھی ہوئی تھی اس کے

علاوہ اس فون میں کچھ بھی نہیں تھا زرخان نے داؤد

کو دوبارہ فون کیا اور اس فون کا تمام ریکارڈ نکالنے کا

حکم دیا داؤد کا فون آیا کہ تمام ریکارڈ نکل گیا ہے اور

ریکارڈ کی تمام ڈیٹیل آفس میں موجود ہے داؤد کی

بات سن کر زر خان نے گاڑی اپنے آفس کی طرف موڑ لی

جبکہ اس کے ساتھ ارحم اور حارث بھی موجود تھے

آفس پہنچ کر جب زر خان نے وہ ریکارڈ دیکھا جس

میں صاف پتہ چل رہا تھا کہ حور دانش سے ہی بات کر

رہی ہے مگر کیا بات کر رہی ہے یہ بات وہ معلوم نہیں

کر سکے تھے کیونکہ یہ کام بہت ہی شاطر دماغ سے کیا

گیا تھا اس کا سارا ریکارڈ نکلوانے کے بعد بھی زر خان

ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کو نہیں سن سکا تھا

مگر اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حور اپنے بھائی سے

رابطے میں ہے مطلب وہ دو ماہ سے حویلی والوں کو

اور اسے دھوکہ دے رہی تھی

آہ۔۔۔ کیوں کیا تم نے ایسا آخر کون ہو تم کیوں آئی میری

زندگی میں حور بن کر چاہتی کیا ہو تم آخر تمہارا

اصلی روپ ہے کون سا تم میرے بھائی کے قاتل ہو یہ

بات تم نے خود تسلیم کی ہے اب میں تمہیں نہیں

چھوڑوں گا زرخان سامنے پڑی ٹیبل کو ٹانگ مارتے

ہوئے بولا

اور کمرے سے باہر نکل گیا اس کا ارادہ اب شیرازی

سکندر سے بات کرنے کا تھا ان سے پوچھنے کا تھا کہ

آخر حور کی اصلی پہچان کیا ہے اور وہ ہے کون اس کا

یہاں آنے کا مقصد کیا تھا

زرخان سیڑھیاں اتر کر آیا تو سامنے ہی لاؤنج میں

اسے حویلی کے تمام افراد بیٹھے ہوئے دکھائی دیے

بڑی اماں کی طبیعت اب کچھ بہتر ہوئی تھی اس لیے

وہ خود ہی کمرے سے باہر نکل آئی تھی اور بڑی اماں

کے باہر آنے سے سب لوگ بڑی اماں کے قریب ہی بیٹھے

ہوئے تھے جبکہ شیرازی سکندر بڑی اماں کے بالکل ساتھ

بیٹھے ہوئے تھے اور بار بار انہیں ایک ہی بات بول رہے

تھے وہ زیادہ ٹینشن نہ لیں زیادہ پریشان مت ہوں سب

ٹھیک ہو جائے گا

زرخان پر نظر پڑتے ہی بڑی اماں نے اپنا چہرہ پھیر لیا

تھا اور یہ چیز زر خان کو کسی کانٹے کی طرح اپنے

سینے پر چبھی تھی وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا

لیکن بڑی اماں کی بے رخی نہیں

السلام علیکم چچا جان مجھے آپ سے ایک ضروری بات

کرنی ہے زر خان شیرازی سکندر کی جانب دیکھتے ہوئے

بولا تو انہوں نے نظر اٹھا کر زر خان کی طرف دیکھا جو

بالکل ان کے سامنے کھڑا تھا

بولو کیا بات کرنی ہے تمہیں سن رہا ہوں میں شیرازی

سکندر کے لہجے میں وہ چیز نہیں تھی جو زرخان آج

تک دیکھتا آیا تھا ان کا لہجہ آج سخت تھا اور ان کے

لہجے میں بے رخی بھی شامل تھی

مجھے آپ سے اکیلے میں بات کرنی ہے زرخان ان کی بے

رنخی کا کروا گھونٹ پیتے ہوئے بولا

یہیں پر کرو سب کے درمیان شیرازی سکندر اس کی

جانب دیکھتے ہوئے سپاٹ انداز میں بولے جب کہ

حویلی سے کے اندر آتا حادث بھی ان کی یہ بات سن

چکا تھا

ٹھیک ہے اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو ایسے ہی صحیح

زرخان شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور

سامنے صوفے پر برجمان ہو گیا

مجھے حور کی حقیقت جانی ہے زرخان نے بغیر کسی

بات کو گھمائے پھر اے سیدھی بات سامنے رکھی

کیوں تمہیں اس لڑکی کی حقیقت کیوں جانی ہے جس

سے تم نے اپنا نکاح تک جھوٹا قرار دیا ہے شیرازی

سکندر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے ان کا لہجہ

اب سرد تھا

کیونکہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس حویلی میں وہ

کیوں بھیجی گئی اس حویلی میں آنے کے پیچھے اس

کا کیا مقصد تھا مجھے جاننا ہے کہ حور کا اصل چہرہ

کیا ہے وہ حقیقت میں کون ہے زر خان نے پھر سے صاف

گوئی کی تو شیرازی سکندر نے طنزیہ مسکراہٹ کے

ساتھ زر خان کی طرف دیکھا

تمہیں پھر پتہ ہے کہ میری بیٹی کون ہے یقیناً نہیں پتہ

ہوگا اس لیے تو میرے سامنے بیٹھے پوچھ رہے ہو خیر

یہاں بیٹھے تمام افراد کا حق ہے کہ وہ اس کے بارے

میں جانیں تاکہ سب کو اندازہ ہو کہ انہوں نے کیا

کھویا ہے خاص کر تمہیں اندازہ ہو کہ تم نے اپنے

ہاتھوں سے کس ہیرے کو دفن کیا ہے شیرازی سکندر

کا لہجہ بھسم کر دینے والا تھا

شیرازی سکندر نے اپنا وائلٹ نکالا اور اس میں سے ایک

یو ایس بی نکالی جو ایک چھوٹی سی چیپ کی شکک

میں تھی وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اسے آسانی سے اپنے

وانٹ میں چھپا کر رکھا جاسکتا تھا

ادھر آؤ گریاشیرازی سکندر نے لائبہ کو اپنے قریب بلایا

تو وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی

یہ لو اسے جا کر ایل ای ڈی میں لگاؤ شیرازی سکندر وہ

چیپ لائبہ کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولے تو اس نے ہاں

میں سر ہلاتے ہوئے قدم ایل ای ڈی کی جانب بڑھائے اور

وہ چیپ ایل ای ڈی سے اٹیج کر کے ریموٹ اٹھایا اور

ایل ای ڈی آن کی

ریموٹ لے کر وہ چلتی ہوئی شیرازی سکندر کے پاس آئی

اور ریموٹ ان کی جانب بڑھایا کیونکہ اس چیپ کے

اگلے فنکشنز کا لائبہ کو بالکل اندازہ نہیں تھا

ریموٹ تھام کر شیرازی سکندر نے اس چیپ کو آن کیا

اور اب ان کے سامنے ایک فائل شوہور ہی تھی اس

فائل پر کلک کرتے ہی پہلے سکرین بالکل بلیک آئی مگر

پھر ایک آرمی کا ٹیگ آیا جس پہ پاک آرمی لکھا تھا

سکرین پر ایک ویڈیو چلنا سٹارٹ ہوئی جس کے شروع

پر یہ الفاظ لکھے تھے

This is our secret agent number

This is our brave agent who has
controlled

all the army forces community

اس ویڈیو پر یہ الفاظ لکھے بھی آرہے تھے اور ساتھ

ساتھ اسے کوئی بول بھی رہا تھا

Our brave young secret agent
Army officer

Major Justice Hur-ul-Ain Sikan- dar

یہ فقرہ آتے اگلے ہی لمحے ایل ای ڈی کی بڑی سکرین پر

عینا کی ایک تصویر نمودار ہوئی جسے دیکھتے ہی وہاں

پر موجود تمام افراد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

گئی

عینا اپنے یونیفارم میں ملبوس فل بلیک یونیفارم جس

کے دونوں کندھوں پر چمکتے ستارے موجود تھے سینے

کے دائیں جانب چمکتا روشن نام تھا جس پر صاف

واضح دکھائی دے رہا تھا حور العین سکندر لکھا ہوا

چہرے کے گرد کالا حجاب تھا جبکہ سر پر چمکتے

ستارے والی کیپ موجود تھی وہ کوئی عام آرمی

آفیسر نہیں تھی بلکہ وہ تمام آرمی آفیسرز کی سینئر

تھی اس تصویر میں اس نے اپنی آنکھوں پر بلیک

گلاسز لگائے ہوئے تھے اور وہ دوسری جانب دیکھ رہی تھی

اس کے بعد سکریں پر ایک اور تصویر روشن ہوئی جس

میں وہ اپنے آفس میں موجود اپنی کرسی کے پیچھے

کھڑی تھی وہ آفس اتنا شاندار اور خوبصورت تھا اس

کی پشت پر اس کی لاتعداد ٹرافیاں سر ٹیفکیٹس دیوار

پر لگے ہوئے تھے چہرے پر سنجیدگی اور گرین آنکھوں

میں چمک تھی

اسے دیکھتے ہی زر خان کے دماغ میں کچھ کلک ہوا

دوسری تصویر کے بعد تیسری تصویر روشن ہوئی جس

میں ایک بہت بڑا آرمی گراؤنڈ دکھائی دے رہا تھا اور

وہ سارا گراؤنڈ آرمی آفیسرز سے بھرا پڑا تھا وہ سب

قطاروں میں سینہ چورا کیے کھڑے تھے جبکہ ان سب

کے سامنے حورالعین کھڑی انہیں کچھ بول رہی تھی

تیسری تصویر کے بعد چوتھی تصویر روشن ہوئی جس

میں عینا اور دانیال فل بلیک کا سٹیوم میں موجود اپنے

اپنے ہاتھوں میں گن لیے کھڑے تھے اور ان کے ٹھیک

پیچھے کوئی فیکٹری نما چیز جل رہی تھی جیسے وہاں

پر بری طرح آگ لگا کر اسے جلایا ہوا اور تصویر کو

دیکھنے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ کام کرنے والے یہ

دونوں ہی ہیں

اگلی تصویر روشن ہوئی تو اس میں عینا مسکرا رہی

تھی جبکہ اس کے سامنے بہت سے بچے کھڑے آرمی

یونینفارم میں موجود تھے دیکھنے سے یوں محسوس

ہوتا تھا جیسے ان سب کو آرمی یونینفارم میں عینانے

تیار کیا ہو

تصویریں آگے بڑھتی جا رہی تھی جبکہ وہاں پر موجود

تمام افراد بغیر پلک جھپکائے ایل ای ڈی کی طرف

دیکھ رہے تھے ان کے لیے یہ چیز ناقابل اعتبار تھی کہ

جو حوران کے درمیان رہ کر گئی ہے وہ اتنی ظالم ہے

رحم اور سفاک آرمی آفیسر ہے جو دشمنوں کو کسی

کیرے مکوڑے کی طرح کچل کر رکھ دیتی تھی

تصویریں ختم ہونے کے بعد سکرین پر ایک ویڈیو چلنے

لگی اس ویڈیو میں کنٹرول روم دکھائی دے رہا تھا

جس میں تمام آرمی آفیسر کمپیوٹرز کے آگے بیٹھے

کنٹرول روم کو دیکھ رہے تھے جب اچانک ایک الارم

بجنے لگا

Enemy plane has entered the borders of

Pakistan Agent 108 prepare quickly

ایک آرمی آفیسر اپنے کانوں میں ہیڈ فونز لگائے ہوئے

بولا جب ایک کمرے سے عینادوڑتی ہوئی باہر نکلی اس

وقت وہ کسی اور یونیفارم میں موجود تھی یونیفارم

کے دائیں جانب ایک سیارہ بنا ہوا تھا

عینادوڑتی ہوئی ایک گیراج نما جگہ پر داخل ہوئی

جہاں پر سیارہ اس کے لیے تیار کھڑا کیا گیا تھا عینا کو

دیکھتے ہی وہاں موجود آفیسر نے سیارے میں بیٹھنے

کے لیے یونینفارم عینا کے آگے بڑھایا تو عینا جلدی سے

وہ یونینفارم پہن کر طیارے کے اندر بیٹھی

طیارہ آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگا اور کچھ ہی لمحوں

میں وہ آسمان میں اڑ رہا تھا

Agent 108 Are you listening? Our
plane

has evolved

ایک آفیسر اپنے مائک میں میں بولا تو سکرین پر عینا

کی ویڈیو شو ہونے لگی جو طیارے کے اندر لگے کیمرے

سے دکھائی دے رہی تھی عینا کا چہرہ سیارے کے اندر

لگی مشین سے مکمل ڈھمپا ہوا تھا جب کہ اس کی

پوری توجہ سیارہ اڑانے کی طرف تھی

Yes, I'm listening and my plan is
in the right

place. The enemy plan is right in
front of

me. I'm about to fire

عینا کی آواز کنٹرول روم کے تمام سپیکرز میں گونجی

Agent 108 where you are and
where you

are trying to fire from is not the
right place

it can also damage you

وہ آفیسر عینا کو سمجھاتے ہوئے بولا کہ جہاں وہ

سیارے کو فائر کرنے کا بول رہی ہے وہاں پر اس کی

جان کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے

I don't care about my life at all, I
only care

about my country and I started fir-
ing

Over Over And Over

عینا نے بولتے ہی اس طیارے پر فائر چھوڑے تھے پہلے

دو فائر ہونے پر تو وہ طیارہ ڈگمگایا اور اس طیارے نے

جوابی کاروائی کی جس کے فائر سے عینا بہت مشکل

سے بچی تھی

عینا نے پھر سے ایک فائر کیا جو اس طیارے کے پچھلے

پر پہ جا لگا مگر چوتھے فائر پر وہ سنبھل نہ سکا اور

وہیں پر تباہ ہو گیا

The plan is gone now take the way
back

ایک آفیسر اپنے مخصوص مائک میں بولا تو عینا نے

ہاتھ کی دو انگلیاں کیمرے کے سامنے کرتے ہوئے

گھمائیں یہ اس کا ایک اشارہ تھا جو وہ انہیں دے رہی

تھی اس اشارے کو سمجھتے ہوئے ان آفیسر نے اپنے

کانوں سے مائک اتارے اور چلتے ہوئے کنٹرول روم سے

باہر آگئے جہاں پر عینا اپنے طیارے کو لینڈ کرنے والی

تھی

کچھ ہی دیر میں عینا کا طیارہ واپس لینڈ ہوا تو طیارہ

رکتے ہی عینا اس سیارے سے نکل کر باہر آئی اپنے

چہرے سے ہیلیمٹ اتارا اور ایک لمبا سانس ہوا کا سپرد

کیا

آگے ہی تمام آفیسرز کھڑے مسکرا کر اسے ویلکم کر رہے

تھے کیونکہ وہ موت کے منہ سے واپس آئی تھی جہاں

اتنا خطرہ تھا وہاں وہ دشمنوں کو جہنم نصیب کر کے

آئی تھی ان کے سیارے کو بری طرح نصب و نبوت کر

کے آئی تھی کیونکہ اسے اپنی جان سے زیادہ اپنا وطن

عزیز تھا

ابھی ویڈیو چل رہی تھی جب شیرازی سکندر نے

ریموٹ سے ایل ای ڈی کو بند کر دیا اور ایک نظر سب

کے چہروں کی طرف دیکھا جن کے چہروں پر اتنی بے

یقینی تھی کہ انہیں یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ جو

کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ حقیقت ہے

یہ ہے میری بیٹی سیکرٹ ایجنٹ 108 سینئر آرمی

آفیسر آف جسٹس حور العین سکندر شیرازی سکندر

فخر سے اپنا سراونچا کرتے ہوئے بولے

آرمی آفیسر زر خان کے منہ سے بے آواز الفاظ نکلے وہ

بھی ابھی تک صدمے کی کیفیت میں تھا اس کی حور

جو بہت معصوم اور بہت سیدھی سادی تھی اس کے

پیچھے اتنی سٹرانگ پاور تھی وہ کبھی خواب میں

بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ جو لڑکی اس کے سامنے دو

مہینے رہی ہے وہ ایک سیکرٹ ایجنٹ سینئر آرمی

آفیسر ہے

ہماری حور العین آرمی آفیسر ہے بڑی اماں شیرازی سکندر

کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو انہوں نے مسکرا کر ہاں

میں سر ہلایا

میں قربان جاؤں اپنی بچی کے بن ماں کی بچی اتنی

سخت کیسے بن گئی بڑی اماں کی آنکھوں میں تیزی

سے نمی تیرنے لگی تھی

اماں وہ سخت نہیں ہے یقین مانیں میں اپنی بچی کو

آج تک جتنا سمجھ سکا ہوں اس وہ سخت نہیں ہے اس

کے اندر ایک ڈری سہمی بچی موجود ہے جو آج بھی

اپنے باپ کی محبت کو ترستی ہے میں اسے کبھی

محبت کبھی توجہ نہیں دے سکا اماں میری سب سے

بڑی غلطی ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو اکیلا چھوڑ دیا

اس نے اپنی تربیت معاشرے کے حساب سے خود کی ہے

اماں آپ جانتی ہیں کہ وہ کتنی مضبوط ہے وہ اتنی

مضبوط ہے کہ دشمنوں کا سر دھڑ سے الگ کرتے ہوئے

اسے ذرا خوف نہیں آتا پچھلے پانچ سال سے اس نے

ایسی ایسی ٹریننگز لی ہیں کہ وہ ایک سخت جان بن

چکی ہے اس پر تو لگنے والی گولی بھی اثر نہیں کرتی

آپ کو معلوم ہے کہ اس نے پاکستان کے کتنے غداروں

کو موت کے گھاٹ اتارا ہے آج تک اسے کوئی نہیں دیکھ

سکا مگر پردے میں رہ کر بھی اس نے پاکستان کے

دشمنوں کو جڑ سے اکھاڑا ہے

اماں میری بچی محبتوں کے لائق تھی مگر میری

غلطیوں نے اس سے محبت تو کیا شفقت بھی چھین لی

میں اس کے سامنے نظریں نہیں اٹھاتا میں اپنی بیوی

کے سامنے بھی نظریں نہیں اٹھاتا میں اس چیز سے

ڈرتا ہوں اماں کہ روزے محشر جب وہ مجھ سے

پوچھے گی کہ میں نے اس کی بیٹی کے ساتھ ایسا

کیوں کیا تو میں اس کو کیا جواب دوں گا اماں میں

جانتا ہوں کہ میری مجبوری تھی مگر مجبوریوں کے آڑ

میں میں نے اسے مکمل بھلا دیا تھا آج مجھے احساس

ہوتا ہے کہ میں نے کیا کھویا ہے اولاد کے ہوتے ہوئے بھی

کبھی اولاد کے منہ سے باپ نام کا لفظ نہیں سنا

وہ یہاں پر آئی تھی اس نے رشتے نبھائے ہیں اماں وہ

رشتوں کے معاملے میں کھوٹ نہیں رکھ سکتی وہ آپ

سب کو دھوکہ نہیں دے سکتی اس نے یہاں پر رہ کر

رشتے نبھائے ہیں مگر جوان دونوں نے اس کے ساتھ

کیا ہے نامیں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گا میرے

لیے یہ میری اولاد کے برابر تھے لیکن جو کچھ انہوں نے

میری بیٹی کے ساتھ کیا ہے یہ ہمیشہ میرے گنہگار رہیں

گے شیرازی صاحب سامنے بیٹھے زر خان اور حارث کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے تو حارث کا سر شرمندگی

سے جھک گیا جبکہ زر خان صرف انہیں ہی دیکھے جا

رہا تھا

اس وقت پتہ نہیں اس کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی اماں

میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی بھی عام لڑکیوں کی طرح

زندگی گزارے مگر اس نے اپنی زندگی خود مشکل بنائی

ہے اماں لیکن یہ جودھو کہ اسے آج ملا ہے نامیں کہہ

سکتا ہوں میں محسوس کر سکتا ہوں کہ یہ اس کے لیے

ناقابل برداشت ہے مگر وہ کچھ بول کر نہیں گئی وہ

خاموشی سے یہاں سے چلی گئی اماں مجھے بہت ڈر

لگتا ہے اگر وہ نہ آئی تو میں اسے واپس کیسے لاؤں گا

اس کے ارادے بہت مضبوط ہیں اماں وہ جو ایک بار

بول دے وہ کبھی نہیں پلٹتا شیرازی سکندر کے لہجے

میں بے بسی تھی وہ مکمل بے بس بیٹھے سر جھکائے

بول رہے تھے

میرا بچہ اماں نے تڑپ کر شیرازی سکندر کہ سر کو چوما

تھا مگر اس درد کو کوئی کیسے محسوس کر رہا تھا

جو اپنی بیٹی کی خاطر ان کے دل میں اٹھ رہا تھا

مجھے آپ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی چچا

جان چلیں اٹھیں آئیں ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں ارحم

جو کب سے شیرازی سکندر کے چہرے پر نظر آنے والی

تکلیف کو نوٹ کر رہا تھا اب ان کے تاثرات مزید بڑھتے

دیکھ کر ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا مگر یہ کیا ان کا

جسم تو ٹھنڈا پڑ رہا تھا

چچا جان ار حم نے شیرازی سکندر کو پکارا جو اپنا ایک

ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھے تکلیف سے سختی سے

آنکھیں میچ گئے تھے ہٹو پیچھے زر خان آگئے بڑھا تھا

چچا جان آنکھیں کھولیں چچا جان اٹھیں کیا ہو رہا ہے

آپ کو آنکھیں کھولے چچا جان زر خان شیرازی صاحب

کا گال تھپتھپاتے ہوئے انہیں اٹھانے کی کوشش کر رہا

تھا جب کہ وہ تکلیف سے بے ہوش ہو چکے تھے ان کی

ایسی حالت دیکھ کر سب ہی تڑپ اٹھے تھے ان کے

چہرے پہ بے حد پریشانی کی لہر دوڑاٹھی تھی زر خان

اور ارحم نے شیرازی سکندر کو سہارا دے کر جلدی سے

اٹھایا اور گاڑی کی جانب دوڑ لگائی کیونکہ ان کا جسم

ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا

عینا اس وقت کرسی سے ٹیک لگائے سر کو کرسی کی

پشت پر گرائے آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی اس کے

ذہن میں وہ تمام لمحات گھوم رہے تھے جو پاکستان

میں آنے کے بعد سے لے کر اب تک وہ گزار چکی تھی

اور ان سب میں زیادہ تکلیف دہ لمحات وہ تھے جو

کچھ دیر پہلے وہ دیکھ کر آئی تھی

عینا کافی "عینا کو اپنے قریب سے دانیال کی آواز"

سنائی دی تو اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر دانیال

کی طرف دیکھا جو کافی کاگ اس کی جانب بڑھا رہا

تھا عینا نے وہ کافی کاگ تھا ما اور سیدھی ہو کر

بیٹھی تو دانیال بھی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا

کیا سوچ رہی تھی دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تم پاکستان کب آئے۔۔۔ دانیال کے سوال کو نظر انداز کرتے

ہوئے عینا نے دانیال سے سوال کیا

کچھ گھنٹوں پہلے ہی انکل کے ساتھ ہی پاکستان لوٹا

تھا سوچا تمہیں سر پر انزدوں گا دانیال عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

ہممم کام ختم ہو گیا جو بولا تھا عینا دانیال کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی

ہاں ہو گیا تھا اور ساری فائلز بھی تیار کر کے لے آیا ہوں

جو نقشے بنانے کے لیے تم نے بولا تھا وہ نقشے بھی تیار

ہیں اب صرف ہمیں ایکشن لینا ہے دانیال کافی کامگ

لبوں سے لگاتے ہوئے بولا اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا کہ

عینا اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی اور

دانیال عینا کے سامنے دوبارہ وہ بات دہرا کر اسے تکلیف

نہیں پہنچانا چاہتا تھا اس لیے وہ بھی اپنی لہجے کو

مطمئن کرتا اسے جواب دینے لگا

دانیل کی بات سن کے اینا نے صرف خواب میں سر ہلایا تھا

ابھی انہیں بیٹھے کچھ ہی وقت ہوا تھا جب دانیال کا

فون بجنے لگا

دانیال نے فون اپنے سامنے کیا تو ایک آفیسر کی کال

تھی جو ان کے ساتھ ہی پاکستان آیا تھا دانیال نے کال

اٹینڈ کی اور فون کا کان سے لگایا

واٹ۔۔۔۔۔ دانیال مقابل کی بات سن کر پریشانی کے عالم

میں بولا

کون سے ہاسپٹل میں ایڈریس سینڈ کروہم ابھی

پہنچتے ہیں دانیال نے بولتے ہی کال کاٹ دی جب کہ

دانیال کو ایسے بات کرتا دیکھ کر عینا بھی پریشانی

سے اس کی طرف دیکھنے لگی

عینا انکل کو ہارٹ پین شروع ہوا ہے اور وہ بے ہوش ہو

گئے ہیں اس لیے انہیں ہاسپٹل لے جایا گیا ہے دانیال

عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو وہ فوراً اٹھار ہی ہوئی

ٹھیک ہے تم گاڑی نکالو میں ابھی آرہی ہوں عینا بولتی

ہوئی اپنے کمرے کی جانب چلی گئی

وہ سب پچھلے ایک گھنٹے سے ایمر جنسی روم کے باہر

کھڑے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے جبکہ اندر

سے ابھی تک کوئی خبر نہیں ملی تھی شیرازی سکندر

کس حال میں ہیں اور انہیں کیا ہوا ہے ابھی تک کچھ

معلوم نہیں ہوا تھا

ڈاکٹر کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے ڈاکٹر کو ایمر جنسی

روم سے باہر آتا دیکھ کر شاہنواز سکندر نے ڈاکٹر سے

پوچھا

جی سب کچھ ٹھیک ہے وہ بالکل ٹھیک ہے بہت زیادہ

سٹریس لینے کی وجہ سے انہیں ہارٹ پین ہوا تھا مگر

آپ سب کو بہت زیادہ احتیاط کرنی ہوگی اگر دوبارہ

انہیں اسی کنڈیشن سے گزارا گیا تو انہیں ہارٹ اٹیک

بھی آسکتا ہے انہیں ٹینشن سے دور رکھیں تاکہ یہ

ریلیکس رہیں اور کسی بھی بات کو اپنے دماغ پر

حاوی نہ کر سکیں کچھ ہی دیر میں انہیں روم میں

شفٹ کر دیا جائے گا انہیں ہوش بھی آچکا ہے کچھ

دیر میں آپ ان سے مل سکتے ہیں ڈاکٹر مسکرا کر بولتے

ہوئے اپنے کیبن کی جانب بھر گیا جبکہ سب نے شکر کا

کلمہ پڑھا تھا کہ شیرازی صاحب کو کچھ نہیں ہوا اور

وہ بالکل ٹھیک ہیں

ابھی انہیں وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب

انہیں کچھ آرمی آفیسرز سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیے

ان آفیسرز کو دیکھ کر صہمزیب سکندر اٹھے اور جا کر

ان سے بات چیت کرنے لگے کیونکہ یہ بات وہ تو وہ

بھی جانتے تھے کہ شیرازی سکندر ایک میجر ہیں اور

ان کی پل پل کی خبر ان کے آرمی آفیسرز کو بخوبی

رہتی ہے یقیناً ان کی طبیعت کا سن کر ہی وہ سب یہاں

پر موجود تھے ویسے بھی وہ ایک آرمی آفیسر تھے اور

ایک ارمی میجر کی جان کو ہمیشہ خطرہ رہتا تھا اس

لیے ان کے ساتھ ہمیشہ آرمی آفیسرز موجود ہوتے تھے

السلام علیکم سر زرخان کو ہاسپٹل میں موجود دیکھ

کر ان سب آفیسرز نے زرخان کو ادب سے سلام کیا

وعلیکم السلام آپ سب یہاں خیریت زرخان ان آفیسرز

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جی سر میجر شیرازی سکندر کی جان کو خطرہ ہے اور ہم

انہیں ایک پل کے لے بھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتے یہ

ہماری ڈیوٹی ہے سر اور ویسے بھی یہ ہاسپٹل ہے پبلک

پلیس ہے اس لیے ہمارا یہاں ہونا زیادہ ضروری ہے وہ

آفیسر زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو زرخان نے

اشباب میں سر ہلایا

ابھی صہمزیب سکندرا اور شاہنواز سکندران آفیسر سے

کچھ بات چیت کرنے میں مصروف تھے جب ایک آفیسر

وہاں پر آیا

Officers be alert

اس نے ان آفیسرز کی طرف دیکھ کر صرف یہی الفاظ

بولے تھے اور یہ الفاظ سنتے ہی وہ سب آفیسرز الرٹ ہو

کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہو گئے

ان آفیسرز کے ایک دم سے الرٹ ہو جانے پر وہاں پر

موجودار حم شاہنواز سکندر اور صہمزب سکندر نے

حیرانگی سے انہیں دیکھا تھا جب کہ زر خان کے لیے یہ

بات بالکل عام تھی کیونکہ وہ بھی ایک ایسی ہی

شخصیت رکھتا تھا جسے دیکھ کر روز آفیسرز الرٹ ہو

جایا کرتے تھے

آفیسرز بالکل الرٹ کھڑے آنے والی شخصیت کے منتظر

تھے جب کہ زر خان اور باقی سب کی نظریں بھی

سامنے کوریڈور کی طرف تھی جہاں سے شاید کوئی

آنے والا تھا

ابھی ان سب کی نظریں سامنے ہی تھی جب اس

کو ریڈور میں عینا اور اس کے ساتھ دانیال داخل ہوئے

وہ بالکل سیدھی راہداری سے گزرتے آرہے تھے دونوں

نے بلیک کاسٹیوم پہنے تھے سر پر ہڈی موجود تھی

چہرے پر بلیک ماسک وہ مکمل اپنی پہچان چھپائے

ہوئے تھے بغیر ادھر ادھر دیکھے وہ سیدھا چلتے آرہے تھے

قریب پہنچنے پر انہیں آفیسرز نے سلیوٹ کیا جبکہ عینا

نے ایک نظر آفیسرز کی طرف دیکھا اور دوسری نظر

دائیں جانب کھڑے شاہنواز اور صہمزیب سکندر کی

طرف دیکھا جو زر خان اور ار حم کے پیچھے کھڑے تھے

انہیں دیکھ کر عینا نے سر کے اشارے سے سلام کیا

گرین آنکھوں میں بلا کی سختی تھی جب کہ چہرہ

مکمل چھپا ہوا تھا عینا کو دیکھ کر زر خان کے سامنے

تمام دلدل کھل گئی عینا وہی لڑکی تھی جس کے

پیچھے یہ دو مہینے سے پاگل ہوا پھر رہا تھا جسے

ڈھونڈ رہا تھا جگہ جگہ اپنے آدمی چھوڑ رکھے تھے یہ

وہی لڑکی تھی جسے ڈھونڈنے کے لیے زر خان سکندر نے

دن رات ایک کیا ہوا تھا اور وہی لڑکی اس کے گھر میں

اس کے کمرے میں اس کے بے حد قریب موجود تھی

زرخان کے سامنے حورالعین سکندر آج کھل کر آگئی تھی

زرخان صرف اسے ہی دیکھے جا رہا تھا جبکہ عینا نے

ایک غلط نگاہ بھی اس پر ڈالنا پسند نہیں کی تھی وہ

چلتی ہوئی سیدھی ڈاکٹر کے کبین میں داخل ہو گئی

جبکہ دانیال بھی اس کے ساتھ ہی تھا

عینا جیسے ہی ڈاکٹر کے کبین میں داخل ہوئی دو

آفیسر زڈاکٹر کے کیبن کے آگے دائیں بائیں جانب کھڑے

ہو گئے جبکہ باقی بھی آفیسر ز وہاں پر ابھی تک ویسے

ہی کھڑے تھے جیسے کھڑے ہونے کا انہیں بولا گیا تھا

آپ کے پیشٹ کو ہوش آچکا ہے اور انہیں کمرے میں

بھی شفٹ کر دیا گیا ہے آپ چاہیں تو ان سے مل سکتے

ہیں ایک نرس زر خان کے قریب آتے ہوئے بولی

جی ٹھیک ہے شکریہ ارحم اس نرس کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو وہ وہاں سے چلی گئی جب کہ ان چاروں

نے قدم شیرازی سکندر کہ کمرے کی جانب بڑھائے تھے

جہاں انہیں شفٹ کیا گیا تھا

یہ شیرازی سکندر کے فائل ہے آپ اس میں دیکھ سکتی

ہیں کہ ماشاء اللہ سے وہ کتنے ایکٹو اور مضبوط انسان

ہیں انہیں کسی قسم کی کوئی بیماری نہیں ہے مگر آج

جیسے انہیں ہارٹ پین شروع ہوا ہے ان کا دل تھوڑا

کمزور ہو چکا ہے انہوں نے ایک دم بہت زیادہ سٹریس

لیا تھا جس کی وجہ سے ان کا پی پی بھی شوٹ کر گیا

تھا اگر آپ ان کی صحت کا خیال رکھیں اور انہیں

کسی بھی ذہنی سٹریس سے دور رکھیں تو یہ صحتیاب

رہ سکتے ہیں لیکن اگر آپ احتیاط نہیں کرتے اور دوبارہ

وہ اسی کنڈیشن سے گزرتے ہیں تو پھر ہم کچھ نہیں

کہہ سکتے پھر انہیں ہارٹ پین نہیں ہوگا پھر انہیں

میجر ہارٹ اٹیک ہوگا وہ ڈاکٹر عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بول رہا تھا

جی ڈاکٹر ہم بہت خیال رکھیں گے آپ میڈیسن لکھ دیں

دانیال سامنے بیٹھے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تو ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے انہیں میڈیسن سیکھ لی اور

ڈاکٹر کی مکمل ہدایات لینے کے بعد وہ دونوں ڈاکٹر کے

کیبن سے باہر نکل آئے

عینا تم جاؤ انکل سے ملوان کی طبیعت کا پوچھو میں

آفیسرز کو کچھ کر کے آتا ہوں دانیال عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے فقط ہلایا اور اس کمرے

کی جانب چل دی جہاں شرازی سکندر کو شفٹ کیا گیا

تھا

چچا جان بڑی اماں بہت پریشان ہو گئی تھی آپ نے تو

سب کو ہی پریشان کر دیا یہ کیا بستر مل کے بیٹھ گئے

ہیں جلدی سے اٹھیں اور ہم گھر چلتے ہیں بڑی اماں

وہیں بیٹھی آپ کا انتظار کر رہی ہیں ار حم شیرازی

سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو وہ ہلکا سا مسکرا

دیے وہ اب بالکل ٹھیک تھے بس انہیں تھوڑی تھوڑی

کمزوری محسوس ہو رہی تھی

ہاں چلو ہاسپٹل رہنے کا میرا بھی کوئی ارادہ نہیں ہے

شیرازی سکندر ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

نہیں ابھی آپ نہیں جاسکتے یہ جو ڈرپ لگی ہے یہ

ختم ہوگی تب ہی آپ جاسکتے ہیں ویسے بھی ڈاکٹر

نے ہدایت کی ہے کہ آپ کو دو سے تین گھنٹوں بعد ہی

ڈسچارج کیا جائے گا زرخان شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو شیرازی سکندر اسے سرے سے نظر

انداز کر گئے

زر خان نے ان کا نظر انداز کرنا بہت مشکل سے ضبط کیا تھا

کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ ایک ڈاکٹر شیرازی سکندر

کا پاس کھڑے ہوتے ہوئے میں بولا

میں نے کہا محسوس کرنا ہے ڈاکٹر میں بالکل ٹھیک ہوں

مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے آپ سے درخواست ہے کہ

آپ ڈسچارج پیپر تیار کر دیں تاکہ میں یہاں سے جا

سکوں سکندر ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولے ڈاکٹر

انہیں دیکھ کر مسکرا دیے

ہم جانتے ہیں میجر صاحب کہ آپ جیسے جوانوں کو

اگر تکلیف ہو بھی تو آپ محسوس نہیں کرتے لیکن

زندگی اللہ کا دیا ہوا تحفہ ہے اسے سلامت رکھنا ہم

سب پر فرض ہے اور آپ اپنی صحت پر دھیان دیا کریں

ویسے تو آپ بالکل ٹھیک ہیں مگر پھر بھی آپ کو اپنی

صحت پر دھیان دینا پڑے گا

ڈاکٹر کے بعد سن کر شیرازی سکندر نے تاسف سے سر

جھٹکا وہ اب انہیں کیا بتاتے کہ انہیں صحت کی نہیں

بلکہ اپنی بیٹی کی ضرورت تھی

ابھی شیرازی سکندر یہی سوچ رہے تھے جب کمرے کا

دروازہ کھلا اور عینا اندر داخل ہوئی

عینا کو اپنے سامنے دیکھ کر شیرازی سکندر کے چہرے

پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی تھی

آئیں مس شیرازی آپ کے والد اب بالکل ٹھیک ہیں ہم ان

کے ڈسچارج پیپر تیار کرواتے ہیں اور ایک گھنٹے میں

انہیں ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا جائے گا آپ نے ان کے

کھانے پینے کا اور ان کی ڈائٹ کا بہت خیال رکھنا ہے

ڈاکٹر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ڈاکٹر کو عینا

کا نام لیتے دیکھ کر سب نے جھٹکے سے سراٹھا کر

عینا کی طرف دیکھا تھا جواب بھی اسی حوالے میں

تھی میں انہوں نے اسے باہر دیکھا تھا

جی شکر یہ عینا ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو

وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے

ڈاکٹر کے جاتے ہی عینانے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا

جہاں بیڈ پر شیرازی سکندر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے

اور اسی کی طرف دیکھ رہے تھے وہ چلتی ہوئی ٹھیک

بیڈ کے سامنے آئی اور دونوں ہاتھ اپنی کمر پہ باندھ کے

انہیں بغور دیکھنے لگی

یہ سب کیا تھا مسٹر شیرازی عینا شیرازی سکندر کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی جب کہ کمرے میں موجود

باقی شخصیات کو وہ سرے سے نظر انداز کر چکی تھی

ادھر آؤ میرے قریب آ کے بیٹھو شیرازی سکندر عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولے

بات کو مت گھمایا کریں مسٹر شیرازی عینا شیرازی

سکندر کی بات کو نظر انداز کرتی انہیں دیکھتے ہوئے

بولی کیونکہ وہ اس کے سوال کو اگنور کر چکے تھے

جو عینا کو بالکل پسند نہیں آیا تھا

بوڑھا باپ ہوں تمہارا اب تو ہڈیاں بھی بوڑھی ہو چکی

ہیں ظاہر سی بات ہے جب اولاد دکھ دے گی اور مجھ

سے دور رہے گی تو ایسی تکلیفیں تو آتی ہی رہیں گی

اب بھی تم میری بات نہ مان کر میرا ہی نقصان کر رہی

ہوشیرازی سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو

عینا نے ایک سرد سانس ہوا کہ سپرد کیا

مسٹر شیرازی اب آپ مجھے بیزل کرنے کی کوشش کر

رہے ہیں عینا شیراز سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کیونکہ وہ بخوبی جانتی تھی کہ وہ ایسی باتیں کیوں

کر رہے ہیں

ادھر آ کر بیٹھو میرے سامنے شیرازی سکندر عینا کو

اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے تو عینا

چلتی ہوئی ان کے قریب آئی اور پاس والی کرسی کو

تھوڑا آگے گھسیٹ کر ان کے نزدیک ہی بیٹھ گئی

اب آپ مجھے میرے سوال کا جواب دینا پسند کریں گے

عینا شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

میں تمہیں تمہارے سارے سوالات کے جوابات دوں گا

مگر اس کے لیے تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا شیرازی

سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

کہاں۔۔۔۔؟؟ میں نے پوچھنا ضروری سمجھا

حویلی۔۔۔۔ شیرازی سکندر نے ایک لفظ جواب دیا

ایسا ممکن نہیں عینا اپنے سر سے ہڈی ہٹاتے ہوئے بولی

آپ بے شک میرے کسی سوال کا جواب مت دیں لیکن

میں حویلی ہر گز نہیں جاؤں گی عینا اپنے چہرے سے

ماسک ہٹاتے ہوئے بولی تو کچھ فاصلے پر بیٹھے زر خان

نے بہت غور سے اس کے چہرے کو دیکھا وہ ویسی ہی

تھی خوبصورت ترین مگر اس کی آنکھوں کا سبز رنگ

سے مزید خوبصورت بنا رہا تھا

تمہیں حویلی چلنا ہو گا عینا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے

شیرازی سکندر کے لہجے میں ایک دم سنجیدگی آئی

تھی

میں کسی صورت وہاں نہیں جاؤں گی آپ میرا ضبط

مت آزمائیں عینا نے شیرازی سکندر کو دوبارہ سمجھانا

چاہا جب کہ ان کے کچھ فاصلے پر بیٹھے صہرزیب

سکندر اور شاہنواز سکندر زر خان اور ار حم کو ان کی۔

باتوں کے بالکل سمجھ رہی آرہی تھی کیونکہ وہ دونوں

اٹلین زبان میں بات کر رہے تھے اس لیے وہ یہ سمجھنے

سے قاصر تھے کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں

ٹھیک ہے اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو اگلی بار

مجھے دوبارہ اسی حالت میں دیکھنے کے لیے تیار رہنا

شیرازی سکندر ک لہجے میں اب سختی تھی جبکہ اس

بار انہوں نے اٹلین زبان بالکل استعمال نہیں کی تھی

آپ مجھے ایمو شنل بلیک میل کر رہے ہیں مسٹر شیرازی

عینا خود پر ضبط کرتے ہوئے بولی جبکہ آہستہ آہستہ

ہونے والی گفتگو میں اس کے چہرے پر سختی بڑھتی

جارہی تھی

تم کچھ بھی سمجھ لو مگر یہ میرا آخری فیصلہ ہے

شیرازی سکندر عینا کے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے

بولے

آپ غلط کر رہے ہیں عینا اپنی مٹھیاں سختی سے

بھینچتے ہوئے بولی

میں صحیح کر رہا ہوں اور تم میرے ساتھ چل رہی ہو

ابھی اور اسی وقت شیرازی سکندر بے حد سنجیدگی

سے بول رہے تھے جبکہ دونوں باپ بیٹی کو ایسے بات

کرتا دیکھ کر صہمزب صاحب تھوڑا پریشان ہوئے تھے

کیونکہ اب شیرازی سکندر اردو زبان میں بات کر رہے

تھے جبکہ عینا نے ابھی تک صرف اٹلی ہی بولی تھی

اس نے ایک بار بھی وہ الفاظ نہیں بولے تھے جو اردو

زبان کے ہوں یا سامنے موجود شخص کو سمجھ آتے ہو

میں آپ کے خاندان والوں سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا

چاہتی پھر آپ مجھے وہاں کیوں لے جانا چاہ رہے ہیں

عینا اپنے اشتعال پر قابو پاتی شیرازی سکندر کے طرف

دیکھتی ہوئی بولی

تم سے کس نے بولا ہے کہ تم میرے خاندان والوں سے

رشتہ رکھو تم وہاں صرف میری خاطر جاؤ گی شیرازی

سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے ان کا لہجہ اب

نرم تھا

میں وہاں نہیں جاسکتی آپ اس بات کو چھوڑ دیں تو

بہتر ہو گا عینا ابھی بھی اپنے فیصلے پر اٹل تھی

ٹھیک ہے اگر تم وہاں نہیں جاسکتی تو بھول جانا کہ

تمہارا کوئی باپ بھی ہے اور اگلی بار اس ہاسپٹل میں

میری خیریت پوچھنے نہیں بلکہ میری لاش لینے آنا

شیرازی سکندر کا لہجہ اب جلادینے والا تھا

شیرازی سکندر کی بات سن کر عینا نے اپنی سرد نظریں

اٹھا کر شیرازی سکندر کی طرف دیکھا شیرازی سکندر

نے اسے کبھی باپ والا پیار اور محبت نہیں دی تھی

ہمیشہ اس سے دور رہے تھے مگر تھے تو وہ اس کے باپ

ہی نہ اس کے دل میں ہمیشہ اپنے باپ کے لیے عزت اور

احترام قائم تھا اور اس میں کبھی بھی کوئی کمی

نہیں آئی تھی اور باپ کے مرنے کی بات سن کر ایسی

کون سی بیٹی ہوتی ہے جو خاموشی سے بیٹھی رہیں

آپ غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں مسٹر شیرازی عینا

کی آواز میں اب سختی تھی مگر اس کا لہجہ

گستاخانہ ہر گز نہیں تھا

اس سے پہلے کہ شیرازی سکندر عینا کو کوئی اور جواب

دیتے کمرے کا دروازہ کھلا اور دانیال اندر داخل ہوا

ایک نظر اس نے سائیڈ صوفے پر بیٹھے ان چاروں پر

ڈالی اور صہمزیب سکندر اور شاہنواز سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے مشترکہ سلام لیا پھر چلتا ہوا شیرازی

سکندر کے سامنے کھڑا ہو گیا

السلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ دانیال اپنے چہرے سے

ماسک ہٹاتے ہوئے مسکرا کر بولا

میں ٹھیک ہوں بیٹا مجھے کچھ نہیں ہوا مگر آگے کی

کوئی گارنٹی نہیں دیتا میں شیرازی سکندر نے آخری

الفاظ عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تھے

اور یہ وہ لمحہ تھا کہ عینا اب کوئی بھی سخت الفاظ

برداشت نہیں کر سکتی تھی

ٹھیک ہے میں آپ کی بات ماننے کے لیے تیار ہوں لیکن

میری ایک شرط ہے عینا شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی تو شیرازی سکندر نے سوالیہ نظروں

سے عینا کی طرف دیکھا

حویلی میں اکیلی نہیں جاؤں گی بلکہ میرے ساتھ

دانیال بھی جائے گا اور جتنا عرصہ میں وہاں رکوں گی

اتنا ہی عرصہ دانیال بھی اسی حویلی میں رکے گا ہمارا

مشن کمپلیٹ ہونے کے بعد ہم وہاں سے چلے جائیں گے

اور اس کے بعد اب ہمیں نہیں روکیں گے عینا کر سی سے

کھڑے ہوتے ہوئے بولی

منظور ہے تمہاری شرط مجھے شیرازی سکندر مسکراتے

ہوئے بولے

میرے مشن اور میرے کام کے درمیان میں آپ کے

خاندان کا کوئی فرد نہیں آئے گا نہ ہی میری وہاں کسی

سے بھی کوئی رشتہ داری ہوگی بقول آپ کے کہ وہاں

میں صرف آپ کی خاطر جاؤں گی تو آپ اپنے الفاظ

یاد رکھیے گا کہ میں وہاں صرف آپ کے خاطر ہی

جاؤں گی اس کے علاوہ وہاں پر موجود کوئی بھی

شخص مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا اور آپ بہتر

جانتے ہیں کہ میں اپنی بات دہرانے کی عادی نہیں ہوں

اس کا لہجہ سرد تھا جبکہ چہرے پر سختی تھی

عینا۔۔۔ عینا کی بات سن کر دانی نے عینا کو بے اختیار

پکارا کیونکہ جو بات وہ کر رہی تھی دانیال کو بالکل

سہی نہیں لگی تھی

ٹھیک ہے مجھے تمہاری شرط منظور ہے دانیال اسی

حویلی میں رہے گا شیرازی سکندر دانیال کو چپ رہنے

کا اشارہ کرتے ہوئے بولے

ٹھیک ہے آپ حویلی پہنچنے کی تیاری کریں میں آپ سے

حویلی میں ہی ملوں گی خدا حافظ عینا نے بولتے

ساتھ ہی اپنے چہرے پر ماسک لگا یا سر پر ہڈی ڈالی

اور قدم کمرے کے دروازے کی جانب بڑھائے

دانی میں باہر تمہارا انتظار کر رہی ہوں عینا ٹلین زبان

میں بولتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی

اس نے جان بوجھ کر شرط والی بات اردو زبان میں

بولی تھی کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ وہاں موجود

شخص اس کی یہ بات سنیں اور اپنے دماغ میں اچھے

سے بٹھالیں کہ عینا کوئی مجبور اور لاچار لڑکی نہیں

جو اپنے باپ کی بلیک میلنگ پر دوبارہ سے ان سب سے

رشتہ بنالے گی بلکہ وہ ایک مضبوط لڑکی ہے جسے

کہیں بھی رہنے کے لیے رشتے بنانے کی ضرورت نہیں

انکل یہ ٹھیک نہیں ہے میرا اپنا گھر ہے یہاں پھر میں

حویلی کیوں رہوں گا دانیال شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

کیونکہ یہ تمہاری سینیئر آفیسر اور تمہاری دوست کا

حکم ہے اور تم بہتر جانتے ہو کہ تم اس کے حکم کو

نہیں ٹال سکتے نہ ہی تم انکار کر سکتے ہو شیرازی

سکندر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو اس نے

تاسف سے سر ہلایا کیونکہ یہ تو سچ ہی تھا دانیال

حیدر عینا سکندر کی بات کو ٹال جائے یہ کہیں لکھا

ہی نہیں تھا دنیا دھر سے ادھر ہو سکتی تھی مگر

دانیال حیدر عینا سکندر کی کسی بات کو رد نہیں کر

سکتا تھا

ٹھیک ہے انکل میں چلتا ہوں عینا باہر میرا انتظار کر رہی

ہے آپ سے حویلی میں ملاقات ہوگی خدا حافظ دانیال

شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور اپنے

چہرے پر دوبارہ ماسک لگاتے کمرے سے نکل گیا

اماں کو فون کروا رہا نہیں بتاؤ کہ عینا دوبارہ

حویلی آرہی ہے شرازی سکندر ار حم کی جانب دیکھتے

ہوئے بولے ان کے چہرے پر الگ ہی خوشی نظر آرہی

تھی جسے دیکھتے ہوئے ار حم نے جلدی سے بڑی اماں

کو فون کیا اور انہیں عینا کے آنے کی اطلاع دی اور

شیرازی سکندر کو لیتے وہاں سے نکل گئے کیونکہ ان کے

ڈسچارج سپر آچکے تھے اور شیرازی سکندر خود بھی

اتنی دیر ہاسپٹل نہیں رکنا چاہتے تھے اس لیے ہاسپٹل

سے ڈسچارج ہوتے ہی وہ حویلی کی طرف روانہ ہو گئے

عینا تم ایک بار پھر فیصلہ غلط لے چکی ہو تمہیں اس

حویلی نہیں جانا چاہیے دانیال گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا

جبکہ عینا اس کے بغل میں ہی بیٹھی تھی

شیرازی سکندر کا حکم تھا اور وہ مجھے ایمو شنل بلیک

میل کرنے کی کوشش کر رہے تھے میری مجبوری تھی

اور مجھے ان کی بات ماننی پڑی اور تم اب چپ چاپ

گاڑی ڈرائیو کرو میں کوئی بھی بہانہ نہیں سن سکتی

جا کے چپ چاپ اپنی پیکنگ کرو اور کچھ ہی دیر میں

ہم حویلی کے لیے نکل رہے ہیں عینا دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی

عینا تم پاکستان سے صرف ہمارے مشن کے لیے آئی تھی

مگر یہاں آکر یہ نکاح اور یہ حویلی یہ سب کیا ہے

مجھے ساری حقیقت جانی ہے عینا تم نے مجھے انجان

رکھ کر اچھا نہیں کیا دانیال کا لہجہ بے حد سنجیدہ

تھا وہ تب سے اس لیے چپ تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ

عینا اپنے اندر کے غصے کو دبا رہی ہے اور وہ اس کے

لیے مزید مشکل نہیں پیدا کرنا چاہتا تھا

میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی دانی عینا

سڑک پر نظریں جماتی ہوئی بولی

تم چاہتی ہو یا نہیں یہ تمہارا مسئلہ ہے مجھے ساری

حقیقت جانی ہے ابھی اور اسی وقت دانے دانیال عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے ایک نظر دانیال

کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے گاڑی چلانے میں

مصروف تھا یعنی اب وہ کوئی بہانہ سننے والا نہیں تھا

پاکستان آنے سے پہلے مسٹر شیرازی نے میرے سامنے

ایک شرط رکھی تھی انہیں معلوم تھا کہ میں اپنے

مشن کے سلسلے میں پاکستان آرہی ہوں اور وہ اس

مشن میں میرے سینئر ہیں

عینا بولنا شروع ہوئی تو دانیال دلچسپی سے اسے سننے

لگا کیونکہ عینا بھی جانتی تھی کہ دانیال کتنا بزدل

انسان ہے اگر وہ اس وقت اسے نہ بتاتی تو یقیناً وہ اس

سے ناراض ہو جاتا اور وہ اپنے بہترین دوست کی

ناراضگی بالکل نہیں جھیل سکتی تھی

عینا کے مشن کا پہلا حصہ وہ گینگ تھا جو ڈرگ

سپلائی کر رہا تھا مختلف کالجز میں یونیورسٹی میں

ان کا پہلا ٹارگٹ وہ گینگ تھا معلومات کے مطابق پتہ

یہ چلا تھا کہ ایک کالج تھا جس میں وہ گینگ صرف

ڈر گز ہی نہیں بلکہ اسلحہ بھی آگے پہنچا رہی تھی اور

اس سب میں اس کالج کا پرنسپل میں شامل تھا مزید

معلومات لینے کے لیے ان کا اس کالج کے اندر جانا بہت

ضروری تھا اس لیے دانش جو کہ عینا کا ہی آفیسر تھا

اسے بطور سٹوڈنٹ بنا کر اس کالج میں بھیجا گیا تاکہ

وہ وہاں پر نظر رکھ سکے اور پتہ کر سکے کہ یہ سب

کام کہاں سے ہو رہا ہے اور اس میں کون کون شامل ہے

پلان کے مطابق دانش نے بہت سی معلومات بہت کم

وقت میں اکٹھی کر لی تھی اس دوران ان کی گینگ کے

کچھ لوگوں جنہیں دانش پر شک ہو گیا تھا اور شک

کی بنا پر وہ لوگ اب محتاط رہتے تھے جس دن فاطمہ

کے ساتھ وہ آدمی زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا

اس دن اس کلاس میں لگے مائیکروفون کی وجہ سے

دانش نے سب کچھ سن لیا تھا اس لیے سے وہ اس

کمرے کی جانب آیا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ

سب وہاں سے فرار ہو گئے جبکہ فاطمہ اسے وہیں پر

ملی تھی فاطمہ کو دیکھتے ہی وہ تمام معاملہ سمجھ

چکا تھا یہ دانش کی عقل مندی تھی کہ اس نے کالج

کے کچھ کمروں میں مائیکروفون چھپا کے لگائے ہوئے

تھے کیونکہ جو کمرے اسے مشکوک لگتے تھے انہی

کمروں سے کچھ نہ کچھ برا مدلازمی ہوتا تھا

دانش پر شک ہونے کی وجہ سے اس گینگ کے لوگ ہر

وقت دانش پر نظر رکھنے لگے تھے ان کی نظروں میں

دانش آچکا تھا جبکہ دانش نے انہیں بالکل بھی یہ شک

نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے اسی طرح

جس دن فاطمہ مصطفیٰ سے ملنے آئی اس دن دانش

اس آدمی کو اس ڈھابے میں جاتا ہوا دیکھ کر وہیں آیا

تھا مگر اس آدمی نے دانش کو دیکھ لیا تھا اس سے

پہلے کہ دانش اس آدمی تک پہنچتا اس آدمی نے ایک

چال چلی اور اس چال میں دانش خود ہی پھنس گیا

فاطمہ نے آکر سارا الزام دانش پر لگا دیا جبکہ مصطفیٰ

اسے بری طرح مارنے لگا اسی دوران جب ڈھابے سے

تمام لوگ باہر نکل گئے تو وہاں پر کچھ آفیسرز داخل

ہوئے انہوں نے ان دونوں کو چھڑوایا اور ایک دوسرے

سے الگ کیا اسی دوران وہ آدمی جو ڈھابے کے اندر ہی

موجود تھا وہ آرمی آفیسرز کو دیکھ کر وہاں سے بھاگا

اس کے ساتھ اس کے کچھ آدمی بھی موجود تھے جن

میں سے ایک لڑکا جو کہ اسی گینگ کا تھا وہ آرمی

آفیسرز کے ہاتھ لگ گیا اس سے پہلے کہ وہ آفیسرز اس

لڑکے کو گرفتار کرتے اس لڑکے نے اپنی جیب سے ایک

ڈبی نما چیز نکالی

دیکھتے ہی دیکھتے اس لڑکے نے اسے نگل لیا گلے ایک

منٹ کے اندر اندر اس کے منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو

گئی وہ ایک شیشے کے دروازے کے آگے کھڑا تھا جب وہ

زمین بوس ہونے لگا تو اس نے اس دروازے کو تھامنا

چاہا جو ٹوٹا ہوا اس کے اوپر آن گرا وہ شیشہ اس

لڑکے کے وجود پر گرا تھا جس کی وجہ سے وہ گرتے ہی

چکنا چور ہو گیا وہ کانچ اس کے چہرے اور اس کے

جسم میں بری طرح گھونپ چکا تھا اور کچھ ہی پل

میں وہ لڑکا تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا ایک سائیڈ پر

کھڑا مصطفیٰ یہ سب دیکھ کر بے حد خوفزدہ ہوا مگر

اگلے ہی لمحے وہاں پہ فائرنگ فائرنگ ہوئی اچانک

فائرنگ ہوتے دیکھ کر دانش نے مصطفیٰ کی طرف

دیکھا جس پر کسی نے نشانہ باندھا ہوا تھا دانش

جلدی سے آگے بڑھا اس نے مصطفیٰ کو بچانا چاہا مگر

تب تک ایک گولی مصطفیٰ کے سر میں لگ چکی تھی

اسے مزید گولیاں لگتی دانش جلدی سے مصطفیٰ کے

قریب پہنچا اور اسے کھینچ کر سائیڈ پر کیا اس دوران

ایک گولی اس کا بازو چیرتی چلی گئی وہ گولیاں اسی

گینگ کے آدمی چلا رہے تھے انہیں گولیاں چلاتے دیکھ

کر آرمی آفیسر نے ان پر حملہ کیا اور وہ وہاں سے

بھاگتے نکل گئے آرمی آفیسر ز بھی ان کے پیچھے ہی تھے

وہ آدمی اپنی گینگ کے ساتھ موجود فاطمہ کے ساتھ

زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب وہاں ایک

بائیک آن رکی سب نے حیرت سے دوسری جانب دیکھا

بلیک کاسٹیوم میں کوئی موجود بانک سے نیچے اترا

اور ان کے قریب آیا اور بغیر کسی کو سمجھنے کا موقع

دیے اس آدمی اور اس کی گینگ کے لوگوں پر فائر

چلائے کچھ ہی پلوں میں وہ سب وہاں ڈھیر ہو چکے تھے

عینا فاطمہ کے قریب گئی اور اسے سمجھایا کہ جو

کچھ اس نے دیکھا ہے اس کا ذکر کسی سے نہ کرے

اتنی دیر میں وہاں پہ آفیسرز بھی پہنچ چکے تھے ان

آفیسرز کو ہدایت دے کر عینا نے فاطمہ کو ان آفیسرز

کے ساتھ بھیج دیا اور ان آفیسرز نے باہر حفاظت

فاطمہ کو اس کے گھر تک پہنچایا تھا

یہ معاملہ ختم ہونے کے بعد عینا اور اس کی ٹیم کو

معلوم ہوا کہ مصطفیٰ کا بھائی مصطفیٰ کے قتل کی

انکوائری کر رہا ہے ہر جگہ سے معلوم کر رہا ہے کہ یہ

قتل کیسے ہوا یہ سب سن کر وہ تھوڑا پریشان ہو گئے

اس بات کا علم شیرازی سکندر کو بھی ہو چکا تھا

شیرازی سکندر نے عینا کو حکم دیا کہ وہ دانش کی

بہن بن کر ایک آبادی میں جا کر رہے کیونکہ وہ لوگ

ابھی منظر عام پر نہیں آ سکتے تھے وہ سیکرٹ ایجنٹ

تھے اگر وہ اب منظر عام پر آ جاتے تو ان کا مشن ادھورا

ہی رہ جاتا جس کی محنت وہ پچھلے پانچ سال سے کر

رہے ہیں اور عینا اپنے مشن کو ادھورا یا نامکمل کبھی

نہیں ہونے دینا چاہتی تھی اس لیے اس نے شیرازی

سکندر کی بات مانتے ہوئے دانش کی بہن بنی اور ایک

بستی میں جا کر رہنے لگی اسے جو ایک غریب لاچار

اور ایک عام سالٹر کے کی بہن بننا تھا عینا نے بالکل خود

کو ویسے ہی تیار کیا مگر جب زر خان نے نکاح کا دعویٰ

کیا تو وہ عجیب سی کشمکش ختم شکار ہوئی اسے

سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس نے انکار کرنے

کی بہت بار کوشش کی مگر انکار نہیں ہو سکا موقع

پاتے ہی اس نے شیرازی سکندر کو بھی اس بات سے

آگاہ کیا کہ وہ ہرگز نکاح نہیں کرے گی مگر شیرازی

سکندر نے اس بات پر اسے زور دیا کہ وہ نکاح کرے ہر

حال میں کرے گی اگر اس نے نکاح نہیں کیا تو مصطفیٰ

کا بھائی ہر چیز کو منظر عام پر لے آئے گا اور مجبوراً

اسے نکاح کرنا ہی پڑا نکاح ہونے کے بعد اس نے تمام

صورتحال سے شیرازی سکندر کو آگاہ کیا تو شیرازی

سکندر کا یہ کہنا تھا کہ وہ یہ نکاح کو چلائے اور جب

ساری حقیقت سامنے آئے گی تو وہ خود اسے اس رشتے

سے آزاد کروادیں گے ویسے بھی وہ باقی دلہنوں کی

طرح دلہن بن کر نہیں گئی تھی بلکہ اسے بدلے کے طور

پر لے کے جایا گیا تھا عینا جو کہ پہلے نہیں جانتی تھی

کہ زر خان کون ہے مگر نکاح کے بعد وہ حویلی والوں

کے بارے میں اور زر خان کے بارے میں اچھے سے جان

گئی تھی مگر پھر بھی ایک بات تھی جو اس نے نہیں

سوچی تھی وہ تھا شیرازی سکندر کا دماغ اب ان کے

شاطر دماغ کے پیچھے کیا کیا تھا اور اس نکاح کے

پیچھے کیا وجہ تھی یہ شیرازی سکندر ہی جانتے تھے

نہ کہ عینا اس نے صرف اپنے سینیئر آفیسر کے حکم کو

مانا تھا

حویلی آنے کے بعد پلان کے مطابق عینانے حور کا کردار

بخوبی نبھایا تھا مگر اس سب کے دوران ایک چیز تھی

وہ جو نہیں کر سکی تھی وہ تھا دکھاوا اس سے

دکھاوا نہیں ہوا تھا چاہے وہ اپنے خاندان والوں سے

کبھی ملی نہیں تھی لیکن تھی تو وہ ان کا ہی خون اور

آج سارا خاندان اس کے سامنے موجود تھا اور ویسے

بھی حور کو دکھاوے کرنے نہیں آتے تھے وہ جو کام

کرتی تھی سچے دل سے کرتی تھی اس نے تمام رشتوں

کو سچے دل سے اپنا یا سب کا خیال رکھا سب کو

محبت دی کسی کے آگے بھی کچھ نہیں بولی اور اس

سب کے دوران زرخان کا اس کے قریب آنا

وہ اس کے قریب آنے سے اکتاتی نہیں تھی مگر وہ

چاہتی تھی کہ وہ زر خان سکندر کی محبت میں کبھی

بھی گرفتار نہ ہو اور وہ زر خان سے بھی اسی چیز کی

امید رکھتی تھی اس لیے وہ زر خان سے شروع سے

کھنچی کھنچی رہتی تھی اسے زیادہ مخاطب نہیں

کرتی تھی اتنی اختیاط کے باوجود بھی زر خان کو اس

سے محبت ہو گئی اور اپنی محبت کے رنگ وہ عینا پر

بھی لٹانے لگا زرخاں سکندر کی محبت اور توجہ ہی

تھی جو عینا بھی آہستہ آہستہ اس کی طرف مائل ہونے

لگی شاید نکاح میں طاقت ہی اتنی ہوتی ہے کہ دو

اجنبی ایک دوسرے کے اس بے تحاشہ محبت کرنے

لگتے ہیں ایک دوسرے کے جسم و جاں بن جاتے ہیں

عینا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا وہ شروع سے محبتوں

سے محروم لڑکی تھی اور جب اسے اس کے شوہر کی

محبت مل رہی تھی تو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے

محبت کر بیٹھی تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ

آگے یہ سب ہو جائے گا اسے یہ ضرور معلوم تھا کہ ایک

نہ ایک دن اس کی سچائی سامنے لازمی آئے گی اس

وجہ سے وہ زرخان کے قریب نہیں گئی تھی نہ ہی اس

نے زر خان کو اپنے قریب آنے دیا تھا وہ چاہتی تھی کہ

رشتہ چاہت تک ہی رہے اس سے آگے نہ بڑھے پروہ اپنے

اس کام میں کامیاب رہی تھی

جب اس کی دو سے تین بار زر خان سے ملاقات ہوئی تب

وہ اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھی اسے معلوم تھا کہ

زر خان اس کے پیچھے پاگلوں کی طرح پھر رہا ہے اسے

ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس کا اب اس کے

سامنے آنانا ممکن تھا حویلی میں ہر وقت لائبر اور

فار یہ اس کے ساتھ ہی ہوتی تھی مگر جب اسے ضروری

کام کے سلسلے میں جانا پڑتا تھا تو وہ اکثر اس وقت

حویلی سے نکلتی تھی جس وقت بڑی اماں کی دوائی

کا وقت ہوتا تھا وہ تقریباً شام کے وقت دوالے کے

تھوڑی دیر آرام کرتی تھی اور اس وقت میں حوران

کے کمرے میں ہی موجود ہوتی تھی انہیں دوا دینے کے

بعد وہ حویلی سے چلے جایا کرتی تھی دو سے تین

گھنٹوں میں اپنا کام آسانی سے نیٹا کر وہ واپس بھی

آ جایا کرتی تھی اس دوران بڑی اماں کے کمرے میں

کوئی بھی نہیں آتا تھا کیونکہ سب کو یہی لگتا تھا کہ

بڑی اماں آرام کر رہی ہیں جبکہ بڑی اماں دوا لیتے ہی

گہری نیند میں چلی جاتی تھی اور اس چیز کا فائدہ

اٹھاتے ہوئے حور کو حویلی میں نکلنے میں آسانی ہوتی

تھی وہ حویلی کے مین گیٹ سے کبھی نہیں گئی تھی

وہ ہمیشہ حویلی کی بیک سائیڈ سے دیوار پھلانگ کر

جاتی تھی خود کو مکمل ڈھانپ کر جاتی تھی اس کے

پاس ایک فون تھا اور اس فون سے ہی وہ اپنے آفیسر

سے رابطہ کرتی تھی اس نے زیادہ نمبر سیو نہیں کیے

تھے لیکن دانش کا نمبر سیو تھا بڑی اماں کے کمرے میں

فون رکھنے کا فائدہ یہ تھا کہ وہ بات کرنے کے بعد فون

کو بند کر کے چھپا دیا کرتی تھی

کیونکہ پہلے دن ہی وہ زر خان کے کمرے میں لگے کیمرے

دیکھ چکی تھی وہ اپنی چل سی نگاہوں سے یہ دیکھ

چکی تھی کہ زر خان سکندر کے کمرے میں جگہ جگہ

کیمرے لگے ہیں اس وجہ سے اس نے کسی کو ذرا بھی

شک ہونے دیے بغیر اپنا کام جاری رکھا اپنی آنکھوں کا

رنگ بدلنے کے لیے وہ لینز استعمال کرتی تھی اور یہ کام

وہ تب کرتی تھی جب زر خان گہری نیند سو جاتا تھا

زرخان کو لگتا تھا کہ حور گہری نیند سو رہی ہے لیکن

ایسا بالکل نہیں تھا اور کبھی بھی گہری نیند نہیں

سوئی تھی وہ ہمیشہ بند آنکھوں سے بھی سب دیکھ

رہی ہوتی تھی کیونکہ اسے ایک ایک قدم سنبھل کر

چلنا ہوتا تھا لوگوں کو سنبھلنے کے لیے موقع کی تلاش

ہوتی تھی جبکہ حور العین سکندر ایک ایسی شخصیت

تھی جسے سنبھلنے کے لیے موقع کی ضرورت بالکل

نہیں ہوتی تھی وہ اپنے پیروں کی پکی تھی

اس دن زر خان جب اس کے سامنے وہ فون لے کر کھڑا

تھا تو حور فون دیکھ کر حیران ہوئی مگر اسے یہ

معلوم نہیں تھا کہ فون زر خان انلاک کر چکا ہو گا اس

لیے وہ خود کونار مل رکھتے ہوئے پوچھنے لگی کہ یہ

کیا ہے مگر زرخان نے جب فون انلاک کر کے اس کے

سامنے کیا تو ایک بار حور بھی حیران رہ گئی مگر آگے

سے چلنے والے الفاظوں کے تیر اس سے بالکل برداشت

نہیں ہو رہے تھے سب سے بڑھ کر حارث کا رویہ اس نے

حارث کو بالکل بھائی کی طرح سمجھا تھا وہ حارث

سے صرف ایک سال چھوٹی تھی مگر اس نے اپنی اصل

پہچان کسی کو نہیں بتائی تھی

حارث کا یوں ایک دم سے رنگ بدلنا ایک دم سے یہ بول

دینا کہ اس نے تو عینا سے جان پہچان اس لیے بنائی

تھی تاکہ وہ حقیقت جان سکے عینا کو بہت دکھ ہوا

تھا مگر وہ ٹھہری پتھر جس نے کبھی بھی اپنے دکھ

اور تکلیف چہرے پر عیاں نہیں ہونے دیے تھے اس دن

بھی وہ ایسی ہی تھی اس نے اپنے چہرے پر کوئی بھی

دکھ تکلیف واضح نہیں کی تھی بلکہ وہاں سے چپ

چاپ جانے میں ہی عافیت جانی تھی مگر جانے سے

پہلے وہ زرخان کو یہ بتانا نہیں بھولی تھی کہ جو اس

نے کیا ہے وہ کیا کیا ہے اسے رہ رہ کر اس چیز کا دکھ

ہو رہا تھا کہ اب تک وہ ایک نامحرم کے ساتھ رہتی آئی

ہے اس نامحرم نے اسے چھوا اس کے قریب آیا اس کے

بے حد قریب رہا عینا کو یہ بات نہیں بھول رہی تھی

اسے دھوکہ دینے سے زیادہ اس بات کا دکھ تھا کہ وہ

ایک نامحرم کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کیسے رہی

ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا وہ اتنی گنہگار کیسے بن گئی

جب کہ وہ اس بات سے انجان تھی کہ وہاں بولے گئے

جھوٹے نکاح کے الفاظ بھی جھوٹے ہی تھے نکاح بالکل

اصلی ہوا تھا جھوٹا نہیں تھا

حورالعین سکندر ایک ایسی لڑکی تھی جس نے اپنی 23

سالہ زندگی میں کبھی کسی لڑکے کو اپنے قریب نہیں

آنے دیا تھا ایک آزاد ملک میں رہتے ہوئے بھی وہ اپنے

مذہب کو بخوبی جانتی تھی اس کا صرف ایک ہی

دوست تھا اور وہ تھا دانیال سکندر جس نے کبھی نظر

بھر کر بھی عینا کو نہیں دیکھا تھا وہ عینا کے احترام

میں اکثر نظریں جھکا دیا کرتا تھا اگر وہ بات بھی کرتا

تھا تو اس کی نظریں اکثر جھکی ہی ہوتی تھی اور یہ

بات عینا بخوبی جانتی تھی

فار یہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے حور بھا بھی ہی حور العین

آپی ہیں مجھے تو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا لائے فار یہ

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی وہ دونوں اس وقت باہر

لاؤنچ میں بیٹھی ہوئی تھی

یقین تو مجھے بھی نہیں ہو رہا لائے کہ حورالعین آپ

ہی حور بھا بھی ہیں ان کی تو آنکھوں کا رنگ گرین تھا

لیکن حور بھا بھی کی آنکھوں کا رنگ تو کالا تھا پھر

حورالعین آپ ہی حور بھا بھی کیسے ہو سکتی ہیں

فارسیہ لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ویسے ایک بات بتاؤں بھا بھی کو دیکھ کر اکثر مجھے

لگتا تھا کہ جیسے وہ حورالعین آپنی سے ملتی ہیں

کیونکہ ان کی بچپن کی تصویر دیکھی جائے تو ان کے

کچھ نقوش اب بھی ان کے چہرے سے ملتے ہیں لیکن

ان کی آنکھوں کا رنگ دیکھ کر ہمیشہ خاموش ہو جایا

کرتی تھی وہ بچپن میں جتنی خوبصورت تھی اب وہ

اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں مگر وہ ہم سب سے

خفا ہو گئی ہیں لائے زر خان نے اور حارث لالانے ان کے

ساتھ اچھا نہیں کیا فار یہ اداسی سے بولی

تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو فار یہ آپ بھی سینئر آفیسر

ہیں ایک سیکرٹ ایجنٹ اگر وہ چاہتی تو یہی پر بہت

کچھ بول سکتی تھی لیکن انہوں نے تو کسی کو کچھ

کہا ہی نہیں شاید وہ ہم سب سے بہت زیادہ ناراض ہو

گئی ہیں مگر کوئی بات نہیں وہ حویلی واپس آرہی

ہیں نا انشاء اللہ ہم دونوں مل کے انہیں منالیں گے لائبہ

فارہ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جیسے خود کو اور

اسے تسلی دے رہی ہو کہ وہ دونوں ضرور عینا کو منا

لیں گی

ہاں ہم بھابی سے معذرت کریں گے اور ان کے لیے گفٹ

بھی لیں گے کیونکہ وہ ہماری آپنی بن کر واپس آرہی

ہیں تو ہم اپنی آپنی کو گفٹ بھی تو دیں گے نافر یہ

چمکتے ہوئے بولی تو لائے نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا

ہاں سب سے پہلے ہم پھول منگواتے ہیں جو ہم بھا بھی

کو دیں گے اور اس کے بعد ہم گفٹ لے کر آئیں گے ٹھیک

ہے لیکن گفٹ لینے کے لیے تو ہمیں مارکیٹ جانا پڑے گا

چلو کوئی بات نہیں بڑی اماں سے اجازت لے کر چلیں

گے لائبہ نے فاریہ کو اپنا پورا پلان بتایا کیونکہ انہیں

کچھ دیر پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ عینا شام تک واپس

حویلی آرہی ہے اس لیے وہ اس کا بہترین استقبال کرنا

چاہتی تھی

وہ دونوں تو بالکل معصوم اور سچے دل کی لڑکیاں

تھیں انہیں کیا معلوم تھا کہ عینا جس دل سے واپس

آ رہی ہے اس دل کی تکلیف کتنی تکلیف دہ ہے وہ تو

صرف یہ جانتی تھی کہ انہیں عینا کو منانا ہے اور وہ

عینا کو منا بھی لیں گی انہیں اس بات کا یقین تھا اب

دیکھنا یہ تھا کہ عینا ان کی بات کا مان رکھتی ہے یا نہیں

بڑی اماں تو بہت زیادہ خوش تھی کہ ان کی پوتی

واپس حویلی آرہی ہے ان کی خوشی کی انتہا کوئی

نہیں تھی جبکہ زینت بیگم اور اماں جان بھی ان کی

خوشی میں بے حد خوش تھی وہ بھی تو یہی چاہتی

تھی کہ حویلی کی خوشیاں لوٹ آئیں اور عینا کا

واپس آنا ہی ان کے لیے خوشیوں کا باعث بننا تھا

کیونکہ جو غلطیاں ان کے بیٹے کر چکے تھے وہ ان کی

وجہ سے بے حد شرمندہ تھی وہ مانتی تھی کہ عینا نے

سب چھپایا ہے مگر وہ اپنی جگہ پر جائز تھی اس نے

کچھ غلط نہیں کیا تھا اس نے اپنے باپ کا حکم مانا تھا

وہ ایک سیکرٹ ایجنٹ تھی اس وجہ سے اس کی

مجبوری تھی کہ اسے اپنی پہچان چھپانی تھی مگر

اس کی نیت میں اس کی محبت میں کھوٹ نہیں تھا

اس بات کی گواہی حویلی کا ایک ایک مکین دینے کو

تیار تھا مگر جو حرکت حارث نے کی تھی اس حرکت

پر اماں جان حارث سے بے حد ناراض تھی حویلی میں

کوئی بھی حارث سے بات کرنا اسے مخاطب کرنا پسند

نہیں کر رہا تھا کیونکہ جتنا بڑا دھوکہ حارث نے دیا تھا

اتنی تکلیف تو تب بھی نہیں ہونی تھی جب عینا کا سچ

سامنے آنا تھا حادثہ نے ایک بھائی بن کر ایک بھائی بہن

کے رشتے کا مذاق بنایا جس کے لیے اسے حویلی میں

کوئی بھی اسے معاف کرنے کو تیار نہیں تھا

شیرازی سکندر واپس حویلی آچکے تھے اور انہیں

احتیاط سے ان کے کمرے میں بٹھایا گیا تھا ان کا تو

کہنا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے انہیں کچھ نہیں ہوا جب

کہ ارحم ان کی ایک بھی بات سنے بغیر ان کا بھرپور

خیال رکھ رہا تھا

حویلی کے سب لوگ شیرازی سکندر سے مل چکے تھے

اس وقت سب ان کے کمرے سے نکلے تاکہ وہ تھوڑی دیر

آرام کر سکے اور لاؤنچ میں آکر بیٹھ گئے جب باہر سے

ایک ملازم آیا اس نے آکر پیغام دیا کہ کچھ آفیسر ز اور

ان کے ساتھ عینا آئی ہے

عینا کا سن کر لائبرہ اور فاریہ تو بے حد خوش ہو گئی

تھی جب کہ بڑی کی منتظر نگاہیں حویلی کے داخلی

دروازے پر ٹکی ہوئی تھی

ابھی سب حویلی کے داخلی دروازے کی جانب ہی دیکھ

رہے تھے جب عینا کچھ آفیسرز کے ساتھ اندر داخل

ہوئی اس کے ساتھ دوشیرازی سکندر کی عمر کے

آفیسرز موجود تھے شاید وہ شیرازی سکندر کے دوست

تھے عینا کے ساتھ دانیال چلتا ہوا اندر داخل ہوا جب

کہ وہ دونوں ان دونوں کے پیچھے ہی تھے

عینا بغیر ادھر ادھر دیکھے سیدھا شیرازی سکندر کے

کمرے کی جانب بڑھی تھی

یہ دونوں چچا جان کے دوست ہیں ان کی خیریت

معلوم کرنے آئے ہیں ارجم بڑی اماں کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو انہوں نے ہاں میں سر ہلادیا

کچھ دیر بعد شیرازی سکندر کے کمرے کا دروازہ کھلا

تو عینا ان دونوں آفیسرز کے ساتھ کمرے سے باہر نکلی

چلتی ہوئی داخلی دروازے تک آئی تو وہ دونوں ہی رک

گئے

بڑی اماں نے بغور عینا کی طرف دیکھا تھا جو اپنا

مخصوص لباس بلیک کاسٹیوم پہنے جس کے نیچے

پینٹ اور اوپر بلیک شرٹ جبکہ شرٹ کے اوپر ایک بلیک

جیکٹ تھی جو کمر سے نیچے تک آتی تھی چہرے پر

ماسک تھا دونوں ہاتھ کمر پر بندھے ہوئے تھے گردن

بالکل سیدھی تھی وہ کہیں سے بھی وہ حور نہیں لگ

رہی تھی جو دو مہینے سے ان کے قریب رہ رہی تھی

چلیں ٹھیک ہے بیٹا اب ہم چلتے ہیں آپ اپنا اور میجر

شیرازی کا بہت سارا خیال رکھیے گا وہ آفیسر عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے مسکراتی نظروں سے

اشباب میں سر ہلایا

اور برخوردار تم بھی اپنا خیال رکھنا پہلی بار پاکستان

آئے ہو ذرا دھیان سے رہنا دوسرا آفیسر قریب آتے دانیال

کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو دانیال مسکرا دیا

آپ فکر مت کریں اسی پاکستان کے انڈر پچھلے پانچ

سال سے کام کر رہا ہوں میں چاہے پاکستان پہلی بار آیا

ہوں لیکن اپنے ملک کے لیے کام تو کر رہا ہوں نامیرے

لیے اتنا ہی کافی ہے دانیال مسکراتے ہوئے بولا تو وہ

دونوں بھی مسکرا دیے اور پھر خدا حافظ بولتے

حویلی سے باہر نکل گئے جبکہ دانیال انہیں گاڑی تک

چھوڑنے گیا تھا

ان کے جاتے ہی عینانے نظریں گھما کر حویلی کے اندر

کی جانب دیکھا جہاں سامنے لالچ میں ہی اسے حویلی

کے تمام مکین بیٹھے ہوئے دکھائی دیے اور ان کے

درمیان میں وہ دو شخصیات میں بیٹھی تھی جنہیں

دیکھنا وہ بالکل دیکھنا نہیں کرنا چاہتی تھی

اینا چلتی ہوئی لالچ میں داخل ہو گئی اور بڑی اماں

کی طرف دیکھتے ہوئے مشترکہ سلام لیا

اسلام علیکم عینا اپنے چہرے سے ماسک اتارتے ہوئے بولی

وعلیکم السلام میرا بچہ ادھر آؤ میرے پاس آکر بیٹھو

بڑی اماں عینا کا ہاتھ تھامتے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے

بولی اور محبت سے اس کا ماتھا چوما

تم ہماری پوتی ہو ہمارا خون اتنی دیر ہم سے غافل

کیسے رہ لیا تم نے میری جان تمہارے لیے تو میں ایک

زمانہ ترسی ہوں میرا بچہ بڑی اماں نے دوبارہ اس کا

ماتھا چوما تھا جب کہ عینا کا چہرہ ہر جذبات سے آڑی

تھا بالکل خاموش اور خالی چہرہ جہاں سنجیدگی کے

سوا اور کچھ نہیں تھا اور یہ چیز وہاں بیٹھے دو

مکینوں کے دل میں بری طرح چبھ رہی تھی

کیسی ہو بیٹا طبیعت کیسی ہے تمہاری اماں جان عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

الحمد للہ بالکل ٹھیک ہوں میں عینا کا انداز باور کروانے

والا تھا جیسے کسی کو بتانا چاہ رہی ہو کہ اسے جینے

کے لیے یا ٹھیک رہنے کے لیے کسی کی ضرورت نہیں وہ

خود بھی بالکل ٹھیک اور بنا کسی کے سہارے رہ سکتی ہے

کھانا لگائیں تمہارے لیے رات ہو گئی ہے بھوک تو لگی ہو

گی اماں جان نے حور کو دوبارہ مخاطب کیا

جی بہت شکریہ لیکن ہمیں بھوک نہیں عینا کا لہجہ نرم

تھا مگر اس کا انکار اماں جان کو اچھا نہیں لگا تھا وہ

کہاں تھی ایسی وہ تو سیدھی سادی سی خوبصورت

سی نازک سی لڑکی تھی مگر یہ اس کا اصل روپ تھا

یا شاید اصل روپ اس نے ابھی کسی کے سامنے ظاہر

کیا ہی نہیں تھا

اسلام علیکم دانی لاؤنج میں داخل ہوتا ہوا بولا

عینا۔۔۔۔۔ ابھی کوئی اور عینا سے سوال کرتا دانیال نے

لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے عینا کو مخاطب کیا تو عینا

نے نظریں اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھا

فائلز آچکی ہیں مجھے لگتا ہے کہ ہمیں دیکھ لینا چاہیے

دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے اٹلین زبان میں بولا

اس یونیورسٹی کی فائل ملی جو ہمارا اگلا ٹارگٹ ہے

عینا نے دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے اٹلین زبان میں

ہی پوچھا تھا

نہیں وہ فائل ابھی نہیں مل سکی دانیال نے جواب دیا

تو عینا کے ماتھے پر بے اختیار کچھ بل نمودار ہوئے

چہرے پر ایک دم سے بے حد سنجیدگی چھائی تھی

کدھر ہے تمہارا بے وقوف آفیسر کال کرو اسے بولو کہ

فائل جلدی پہنچائیں عینا سنجیدگی سے بولتی ہوئی

اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ سب نے تعجب سے عینا کے

بدلتے چہرے کو دیکھا تھا

مجھ سے زیادہ وہ تمہاری مانتا ہے میری مانو تو تم بول

کر دیکھ لو تمہارے ڈر سے تو وہ یہ کام دس منٹ میں

سرا انجام دے گا جبکہ میری بات کو وہ سرے سے اگنور

کر جائے گا دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے ریلیکس

انداز میں بولا تو عینا نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا

جب کہ پاس بیٹھے تمام افراد ان کی باتوں کو سمجھنے

سے قاصر تھے کیونکہ وہ دونوں ہی اپنی اٹلین زبان بول

رہے تھے

ہمارے کمرے کس جانب ہیں عینا بڑی اماں کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

بھابھی۔۔۔۔۔ ابھی لائے آگئے کچھ بولتی عینا نے فوراً اس

کی بات کاٹی تھی

مجھے اُسندہ بھا بھی مت بلانا میرا نام حورالعین سکندر

ہے اگر مجھے مخاطب کرنا ہو تو میرے نام سے بھی کر

سکتی ہو عینا سپاٹ انداز میں بولی

سوری آپي۔۔۔۔۔ لائے شرمندگی سے بولی

Don't tell me sorry, just be careful
in the future

عینا لائے کی شرمندگی کو محسوس کر چکی تھی اس

لیے نرم لہجے میں بولی تو لائِبہ لائِبہ ہلکا سا مسکراتی

یعنی وہ جتنا سخت خود کو دکھاتی تھی اتنا وہ تھی

نہیں اسے شرمندہ دیکھ کر اس نے فوراً سے لائِبہ کی

شرمندگی ختم کر دی تھی

اوپر جا کہ بائیں جانب 3 کمرے چھوڑ کر آگے والے

کمرے آپ کے ہیں لائِبہ عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے بڑی اماں اجازت دیں اب عینا بڑی اماں کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے مسکرا کر اثباب

میں سر ہلایا

چلو دانی عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو ان

دونوں نے قدم سیڑھیوں کے جانب بڑھائے جبکہ زر خان

نے عینا کو گہری نظروں سے دیکھا تھا اس کا یوں

دانیال کے ساتھ بات کرنا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا

زرخان کی نظروں نے عینا کا دور تک پیچھا کیا تھا جو

کہ عینا بخوبی محسوس کر سکتی تھی

ظہیر ملک کے بارے میں کیا معلومات ہیں عینا سیریا

چڑھتے ہوئے بولی

ظہیر ملک کے بارے میں معلومات یہ ہے کہ وہ اس وقت

پاکستان میں موجود نہیں ہے اپنے بھائیوں کے ساتھ

ملیشیا عیاشی کرنے گیا ہے اور کچھ ہی دنوں میں

واپس آجائے گا مجھے لگتا ہے کہ یہ اچھا موقع ہے اس

کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کا دانیال عیسا کے ساتھ ہم

قدم چلتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے پھر صبح ہم نکلیں گے تم ابھی آرام کرو اتنی

دور کا سفر کر کے آئے ہو اور صبح سے سفر ہی کیے جا

رہے ہو بہت تھک گئے ہو گے رینا دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے میں نہیں تھک سکتا ہے عینا

دانیال مسکراتے ہوئے بولا

تمہاری فلا سفر کی دکان پھر کھلنے لگی ہے انسان بنو

اور جا کر آرام کرو صبح ہمیں جلدی نکلنا ہے عینا

دانیال کو گھورتے ہوئے بولی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ

اتنا سیدھا تو وہ ہے نہیں کہ پیار کی زبان سمجھ جائے

ایک تو تم میری کبھی قدر نہ کرنا ناشکری لڑکی کبھی

تو شکر کر لیا کرو اللہ نے اتنا چاہنے والا اتنا خوبصورت

بے حد ہینڈ سم دوست سے نوازا ہے مگر تم ہو جو ہمیشہ

مجھے ہی گھوریاں ڈالنے میں مصروف رہتی ہو مجال

ہے جو کبھی میری تعریف کر دی ہو دانیال عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا

تم جارہے ہو یا میں تمہاری تعریف اپنی گن سے کروں

عینا دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی گویا وہ صاف

صاف دھمکی دے رہی تھی

تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں اس کھلونے سے ڈر جاؤں گا

کیا تم نہیں جانتی کہ میرے کھیلنے کی فیورٹ چیز ہے

یہ کھلونا اور تم اسی سے مجھے ڈرا رہی ہو اٹس نوٹ

فیریاردانیال ہنستے ہوئے بولا تو عینانے بغیر کی بحث

کیے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا اور ایک جھٹکے سے

دھکا دے کر دروازہ واپس بند کر دیا کیونکہ جتنی دیر

اس نے یہاں کھڑے رہنا تھا اتنی دیر ہی اس نے عینا کا

دماغ چاٹتے رہنا تھا اور اس وقت عینا چاہتی تھی کہ

وہ آرام کرے کیونکہ وہ اتنا لمبا سفر کر کے آیا تھا اور

صبح سے اس کے ساتھ ہی تھا مسلسل سفر کرنے کی

وجہ سے اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے تاثرات تو عیاں

ہو رہے تھے مگر وہ محسوس نہیں ہونے دے رہا تھا

لیکن عینا کی نظریں اتنی گہری تھی کہ وہ دانیال کو

دیکھتے ہی سمجھ چکی تھی کہ وہ اس وقت بہت

تھکا ہوا ہے یہ الگ بات تھی کہ وہ اپنے منہ سے نہیں

بول رہا تھا اور نہ ہی اس نے بولنا تھا

اگر صبح ہونے سے پہلے تم کمرے سے باہر نکلے تو دانیال

حیدر میں تمہاری ٹانگوں کی گارنٹی بالکل نہیں دیتی

عینا دروازے کے قریب ہوتے ہوئے بولی تو دانیال جو

اندر دروازہ کھولنے کی تیاری میں تھا عینا کی بات سن

کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عینا سکندر

نے جو حکم پیش کر دیا ہے اب اسے ماننا ہی پڑے گا

ورنہ وہ واقعی میں اس کی ٹانگیں توڑنے میں ایک منٹ

نہیں لگاتی وہ یہ بھی نہیں سوچتی کہ وہ اس کا

دوست ہے اور عینا نے اس کی ٹانگیں توڑ کر واقعی میں

اسے چلنے کے قابل نہیں چھوڑنا تھا

میرے ساتھ اتنا ظلم جو کرتی ہو تم اس کا تمہیں الگ

حساب دینا پڑے گا ظالم لڑکی دانیال نے اندر سے ہانگ

لگائی تو عینا نے مسکرا کر سر جھٹکا اور اپنے کمرے

کے جانب بڑھی جب اس کی نظر سامنے ہی کافی

فاصلے پر ہے زر خان پر پڑی وہ اپنے کمرے کے آگے کھڑا

سرد نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

ایک نظر خان کے سر آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالتے

عینانے اسے بھرپور طریقے سے نظر انداز کیا اور اپنے

کمرے کا دروازہ کھولتی کمرے میں داخل ہو گئی اور

دروازہ دوبارہ بند کر دیا عینا کی اس حرکت پر زر خان

نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی پتہ نہیں کیوں لیکن

عینا کی بے رخی اس کا اجنبی سالہجہ زر خان کے دل

میں کسی تیر کی مانند لگ رہا تھا

اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر زر خان اپنے کمرے میں

داخل ہو گیا اس کا کمرہ اب بہتر حالت میں تھا کیونکہ

اس کے جانے کے بعد ملازمہ نے صفائی کر دی تھی لیکن

جو کمی اسے شدت سے محسوس ہوئی تھی وہ تھی

حور کی کیونکہ اس وقت وہ اس کے سامنے موجود

ہوتی تھی روزانہ اس وقت اس کے کپڑے نکال کر

رکھتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ زر خان نے کمرے

میں اتے ہی فریش ہونا ہے مگر آج وہ یہاں نہیں تھی

بیڈ بالکل خالی تھا وہاں کوئی کپڑے موجود نہیں تھے

جب کہ سامنے صوفے پر بھی کوئی موجود نہیں تھا

جہاں عیناروز بیٹھی اس کا انتظار کر رہی ہوتی تھی

وہ اسی گھر میں موجود تھی اس کے قریب تھی مگر

ان دونوں کے درمیان میلوں دور کا فاصلہ بن چکا تھا

اور یہ فاصلہ بنانے والا زرخان خود تھا

مجھے اپنی عادت ڈال کے تم میرے ساتھ ایسے نہیں کر

سکتی جو بھی سچ تھا وہ تم نے مجھ سے اور اس

حویلی والوں سے چھپایا اگر قصور وار میں ہوں تو

قصور وار تم بھی ہو زر خان ڈریسنگ ٹیبل پر دونوں

ہاتھ رکھے سامنے شیشے میں دیکھتے ہوئے بولا

تم بیوی ہو میری اور نکاح میں ہو میرے تمہیں اس

کمرے میں واپس نہ لے کر آیا تو میرا نام زر خان سکندر

نہیں تم چاہے جتنے مرضی طاقت رکھتی ہو مگر میں

تمہارا شوہر ہوں اور بیویاں شوہروں سے آگے نہیں

چلتی زر خان شیشے میں نظر آنے والے اپنے عکس کو

دیکھتے سخت ترین لہجے میں بول رہا تھا جیسے وہ

خود سے عہد کر رہا ہو

تمہاری یہ بے رخی یہ اجنبیت اور اس لڑکے کے قریب

رہنا میرے سینے میں تیر کی طرح وار کر رہا ہے صرف

کچھ دن حور العین سکندر پھر تمہیں واپس اسی جگہ

پر لا کر نہ پٹکا تو کہنا زرخان اپنے کف کہنیوں تک

فولڈ کرتے ہوئے بولا اتنا تو اسے معلوم تھا کہ عینا نے

شرط رکھی ہے کہ اس کے اور اس کے مشن کے درمیان

میں حویلی کا کوئی بھی فرد نہیں آئے گا وہ جانتا تھا

کہ اس کے لیے اس کا مشن کتنا ضروری ہے اس لیے وہ

خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے راستے میں

رکاوٹ بنے اور وہ اپنا فرض بخوبی نبھائے کیونکہ

جیسا جذبہ وہ اپنے ملک کے لیے رکھتا تھا ویسا ہی

جذبہ اس کی بیوی رکھتی تھی یاں شاید وہ اس سے

دوہا تھ آگے تھی

ابھی زر خان یہی سوچ رہا تھا جب کمرے کا دروازہ ناک ہوا

اس وقت کون ہو سکتا ہے زر خان نے باہر موجود شخص

کو اندر آنے کی اجازت دی تو حارث کمرے کا دروازہ

کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا جیسے دیکھ کر زر خان نے

اپنی غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں کیونکہ جو واقعی

صبح ہوا تھا اس کے بعد اس نے حارث کو ایک بار بھی

مخاطب نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کی طرف دیکھا تھا

جبکہ حارث یہ سب کچھ نوٹ کر چکا تھا

السلام علیکم لالا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی

تھی حارث زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

مجھے تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی جاؤ یہاں سے

زرخان سختی سے کہتا ہوا بیڈ پر بیٹھ گیا

لالا ایسے مت کہیں میں شر مندہ ہوں اپنی غلطی پر

مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا مجھے ایک بار آپ سے

مشورہ لے لینا چاہیے تھا لیکن اس وقت پتہ نہیں میں

کیسے یہ بے وقوفی کر گیا پلیز لالا مجھے معاف کر دیں

حادثہ زمین پر پنچوں کے بل بیٹھ کر زر خان کے گٹھنے

پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بولا زر خان نے ایک سرد نظر

اس کی جانب دیکھا

یہ غلطی تھی تم نے ایک نکاح کو ایک پاک رشتے کو

جھوٹا ثابت کیا دوسروں کی نظروں میں اسے جھوٹا بنا

دیا اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ غلطی تھی زر خان غرایا تو

حادث نے مجرموں کی طرح اپنا سر جھکا لیا

لا لا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے مجھے ایسا نہیں کرنا

چاہیے تھا حارث نظر جھکاتے ہوئے بولا

کون سی غلطی بھائی بن کر اسے دھوکہ دینے کی غلطی

یا جھوٹا نکاح پیش کرنے کی غلطی زر خان حارث کی

طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو حارث کا

جھکا ہوا سر مزید جھک گیا

لالا میں بہت شرمندہ ہوں حارث ہلکی سی آواز میں بولا

کیونکہ جو غلطیاں اس نے کی تھی ان غلطیوں کی بنا

پر وہ بہت شرمندہ تھا اسے بار بار اس چیز کا احساس

ہو رہا تھا کہ اس نے عینا کے ساتھ غلط کیا ہے اسے

بھائی بن کر اسے دھوکہ نہیں دینا چاہیے تھا جو بھی

تھا عینا نے سچے دل سے بھائی سمجھا تھا عینا کی

نظروں میں اس وقت کی بے یقینی جب حادثہ اسے

بول رہا تھا کہ میں نے یہ سب کھیل تمہارے منہ سے

سچ اگلوانے کے لیے کیا تم پر نظر رکھنے کے لیے کیا عینا

کو اس وقت حارث کی باتوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا

یقیناً اس نے بہت بڑا دھوکا کھایا تھا اور اب اس

دھوکے کی بنا پر حارث کو وہ حور دیکھنے کو ملی

تھی جس کی وہ کبھی اس سے توقع نہیں رکھتا تھا وہ

بہت مہارت سے اسے نظر انداز کر رہی تھی صرف نظر

انداز ہی نہیں کر رہی تھی بلکہ اسے باور کروا رہی تھی

کہ وہ کسی بھائی کے رشتے کی محتاج نہیں نہ ہی اسے

اس طرح کے بھائی کی ضرورت ہے

میرے سامنے اپنی شرمندگی ظاہر کرنے سے کچھ نہیں

ہوگا کیا تمہاری نظر میں اس حویلی کے بڑوں کی کوئی

اہمیت نہیں تھی جو تم نے خود مختیار ہونے کی

کوشش کی تم نے کیسے سوچ لیا کہ تم اپنی عقلمندی

کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ حرکت کرو گے اور اس کے منہ

سے سارا سچ نکلوا لو گے وہ لڑکی کوئی عام لڑکی نہیں

یہ تو تم شکر مناؤ کہ اسے تمہارے دھوکے کا احساس

نہیں ہو سکا اور وہ تم سے بری طرح شکست کھا گئی

ورنہ وہ لڑکی شکست کھانے والوں میں سے نہیں ہے تم

نے ایک بھائی کا رشتہ بنا کر اسے شکست دی ہے اور

یقین مانو تم نے اپنا گھٹیا پن دکھایا ہے اور اس گھٹیا

پن کے بدلے تمہیں اس حویلی کا کوئی بھی فرد آسانی

سے معاف نہیں کرے گا اب تم جا سکتے ہو یہاں سے

جب تمہیں اپنی غلطی کا سہی سے احساس ہو جائے

تب تم میرے پاس آنے کے بجائے اس کے پاس جانا

جسے تم نے دھوکا دیا جس سے معافی مانگنا تمہارا

حق بنتا ہے زر خان بیڈ سے کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدگی

سے بولا تو حارث بھی اٹھ کھڑا ہوا

لیکن لا لا آپ۔۔۔۔ جاؤ یہاں سے حارث اس سے پہلے کہ

میرا تم پر ہاتھ اٹھ جائے اپنی شکل گم کرو یہاں سے

زر خان اپنا چہرہ دوسری جانب کرتے ہوئے بولا گویا اس

نے خود پر بہت مشکل سے ضبط کیا تھا ورنہ زر خان کا

ایک تھپڑ حارث کے چودہ طبق روشن کر دیتا

زر خان کی بات سن کر حارث خاموشی سے کمرے سے

نکل گیا زر خان نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا اور

پھر چینج کرنے ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا

فار یہ کچن میں چائے بنا رہی تھی جب ار حم کچن میں

داخل ہوا فار یہ اس وقت کچن میں بالکل اکیلی تھی

اسے دیکھتے ہوئے ار حم کر سی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ

گیا جبکہ اپنے پیچھے سے آنے والی آواز کو سن کر

فاریہ نے گردن موڑ کر دیکھا تو ارحم کو کرسی پر

بیٹھے پایا

ارحم کو اچانک کچن میں بیٹھے دیکھ کر فاریہ گھبرائی

مگر جلدی خود پر کنٹرول کر کے دوبارہ چائے بنانے اور

مصروف ہوں گی

سنو لٹ کی کھانا لگاؤ میرے لیے ارحم فاریہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو فار یہ دل ہی دل میں اپنی سلامتی

کی دعا کرتی کھانا گرم کرنے لگی کیونکہ اس کی نظر

میں اس کا شوہر آدم خور تھا اور آدم خور بندوں کو

کھانے میں ایک منٹ نہیں لگاتے اور نکاح کے رات والی

جسارت تو وہ بالکل نہیں بھولی تھی اس لیے ارحم

جب بھی اس کے سامنے آتا تھا اور لال گلابی ہونے لگتی

تھی اور اس وقت بھی اس کا یہی حال تھا ارحم اس

کے قریب بیٹھا تھا جب کہ وہ بری طرح گھبرا رہی تھی

جلدی جلدی کھانا گرم کر کے فاریہ نے ٹرے میں رکھا اور

چلتی ہوئی ارحم کا قریب آئی جو اسے گہری نظروں

سے ہی دیکھ رہا تھا وہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہو

رہی تھی اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے ٹرے ارحم کے

سامنے رکھی اور جلدی سے وہاں سے جانے لگی جب

ارحم نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اپنا

توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے فاریہ سیدھا اس کی گود

میں آگری

یہ جو تم مجھ سے بھاگنے کی تیاری کرتی ہو نازہر

دکھائی دیتی ہو اس وقت مجھے ارحم اس کے گرد اپنے

بازو پھیلاتے ہوئے اسے قید کرتے ہوئے بولا

یہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں چھوڑے مجھے فار یہ اس کی

حرکت پر خاصہ بوکھلا گئی تھی اس لیے وہ خود کو

چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں خود

نکل سکتی ہو تو آزما لو اپنا زور ارحم اسے چیلنج کرتے

ہوئے بولا تو فار یہ اپنی پوری جان لگاتی اس کی گرفت

کو توڑنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ اس ہر کوشش پر

ارحم کی گرفت اور زیادہ مضبوط ہوتی جا رہی تھی

چھوڑیں مجھے یہ کچن ہے فار یہ مزاحمت کرتے ہوئے

بولی اور ساتھ اسے یاد بھی دلایا کہ اس وقت وہ کہاں

پر موجود ہے

تو تمہارا خیال ہے کہ کمرے میں چلیں ار حم کی بے

باکیاں عروج پر تھی جبکہ فار یہ اس کی باتوں سے

سرخ پڑتی جا رہی تھی

آپ کو شرم نہیں آتی فار یہ ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی تو ار حم نے اپنے مسکراہٹ دہائی کیونکہ وہ اس

طرح معصوم شکل بنا کر پوچھ رہی تھی جیسے معلوم

ہی نہ ہو کہ سامنے بیٹھے شخص میں شرم نام کی چیز

ہے یا نہیں

نہیں میری جان مجھے بالکل شرم نہیں آتی اور جب سے

تم سے نکاح ہوا ہے تب سے جو آتی تھی وہ بھی چلی

گئی ارحم فاریہ کے گال پر لب رکھتے ہوئے بولا تو

فاریہ کی کمر میں خطرناک سنسناہٹ پیدا ہوئی

آپ۔۔۔۔۔ فار یہ کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ وہ اسے کیا بولے

ہاں میں میری جان آگے۔۔۔۔۔ ار حم اس کے دوسرا گال پر

لب رکھتے ہوئے بولا فار یہ نے اس کے سینے پہ ہاتھ

رکھتے ہوئے پورا زور لگا کے اس کی گرفت کو توڑنا

چاہا جو کہ ناکام ٹھہری اور وہ واپس اس کے مضبوط

حصار میں قید ہو چکی تھی

گھر میں اتنی ٹینشن چل رہی ہے اور آپ کو شرم نہیں

آتی آپ میرے ساتھ یہاں یہ سب کر رہے ہیں فار یہ

ارحم کو گھورتے ہوئے بولی مگر اس کی گھوری ایک

سیکنڈ کے لیے ہی تھی ارحم کے دیکھتے ہی وہ واپس

نظریں جھکا چکی تھی

کیسی ٹینشن تمہاری بہن واپس اس حویلی اچکی ہے

فلحال وہ سب سے ناراض ہے مگر ایک وقت ائے گا کہ

اس کی ناراضگی بھی ختم ہو جائے گی تمہیں تو اس

چیز کو دیکھتے ہوئے خوش ہونا چاہیے کہ وہ واپس

اسی حویلی میں موجود ہے اور تم اسے ٹینشن کا نام لے

رہی ہو

should not be done sweetheart

ارحم نے بولتے ہوئے اس کے گال پر ہلکی سی بائٹ کی

تو وہ سسکی

آآ آپ کا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے فاریہ نے ہکلاتے ہوئے اسے بتایا

کوئی بات نہیں میرا تو تمہیں کھانے کا ارادہ ہے کھانا

پھر کبھی کھالوں گا ارحم نے دوبارہ سے وہی حرکت

کی تو فاریہ نے بڑی طرح اس گھورا

بلکل ٹھیک کہتی ہوں میں ہے تو یہ پورے آدم خور ہی

فار یہ نے دل ہی دل میں اسے آدم خور کے قلب سے نوازا

جب اسے کچھ جلنے کی سمیل آئی تو اس نے سامنے

دیکھا جہاں چولہے پر رکھی گئی چائے اب دھوئیں

چھوڑ رہی تھی

ہائے الہامیری چائے فار یہ نے بولتے ہوئے جھٹکے سے

ارحم کا حصار توڑا تھا اور بھاگتی ہوئی اپنی چائے

دیکھنے لگی جواب بری طرح جل چکی تھی اس نے

جلدی سے چولہا بند کیا اور پتیلی میں کو پکڑ کر پانی

کے نیچے رکھا

ارحم جو فاریہ کے نقوش میں کھویا ہوا تھا ایک دم سے

فاریہ کو اٹھتے دیکھ کر اسے بری طرح گھورنے لگا اور

اگلے ہی لمحے وہ اس کے سر پر کھڑا تھا

تمہاری ہمت کس طرح ہوئی میرا حصار توڑنے کے ارحم

فارسیہ کے سر پر کھڑے ہوتے ہوئے سخت لہجے میں بولا

آپ کی وجہ سے میری چائے جل گئی فارسیہ ہلکی سی

آواز میں بولی

اچھا تو تم اب اس کا قصور وار بھی مجھے ٹھہراؤ گی

ارحم فار یہ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا تو فار یہ

پیچھے شلف سے جا لگی

تو آپ کی وجہ سے ہی ہوا ہے ایسے اگر آپ مجھے----- یہ

بول کر فار یہ فوراً چپ ہو گئی کیونکہ اس سے آگے والے

الفاظ میں نہیں بول سکتی تھی جبکہ اس کی اس

حرکت پر ارحم کے چہرے پر مسکراہٹ رہینگئی

اس چیز سے اندازہ لگالو مسز کہ مجھے تمہارے اور

اپنے درمیان کسی کی بھی مداخلت پسند نہیں چاہے وہ

انسان ہو یا کوئی چیز اسنہ جب تم میرے قریب ہو تو

یاد رکھنا کبھی بھی دوبارہ یہ حماقت کرنے کی کوشش

نہ کرنا ورنہ میں تمہیں اچھے سے بتاؤں گا کہ مداخلت

کی سزا کیا ہوتی ہے ار حم شلف کے دائیں بائیں ہاتھ

رکھتے ہوئے فاریہ کی طرف جھکتے ہوئے بولا تو فاریہ

نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

فاریہ یار چائے لانے کا بولا تھا لائِبہ جو بے دھیانی کے

عالم میں کچن میں داخل ہوئی تھی آگے سے ار حم اور

فاریہ کو یوں دیکھ کر اس کا منہ پورا کا پورا کھل گیا

جبکہ اپنے قریب سے لائِبہ کی آواز سن کر ار حم جلدی

سے پیچھے ہٹا تھا جبکہ فاریہ سرخ انار بن چکی تھی

ارحم نے ایک نظر فاریہ کے سرخ پڑتے چہرے کی طرف

دیکھا اور دوسری نظر لائے کی طرف جو پوری آنکھیں

پھاڑے فاریہ کی طرف دیکھ رہی تھی ارحم نے اپنا

ایک ہاتھ اپنے چاکلیٹ براؤن بالوں میں پھیرا اور اپنی

مسکرا د باتے ہوئے کچن سے نکل گیا

ارحم کے جاتے ہی فاریہ دودھ نکال کر دوبارہ چائے

بنانے لگی جبکہ لائبہ ابھی بھی وہیں پر پتھر بنی کھڑی

فاریہ کی طرف دیکھ رہی تھی

یہ سب کیا تھا لائبہ فاریہ کے قریب آتے ہوئے بولی

اففف اب اس لڑکی کے انکوائری فاریہ خاصا جھنجلائی

کچھ نہیں تھا اپنا منہ بند رکھو اور جاؤ یہاں سے دس

منٹ تک چائے بنا کر لاتی ہوں فار یہ اپنی شرم و حیا پر

قابو پاتی ہوئی بولی مگر وہ بھی اس کی بہن تھی

پوری افلاطون انکو اتری کیے بغیر تو اس نے سکھ کا

سانس لینا ہی نہیں تھا

نہیں تم مجھے بتاؤ کہ ار حم لالا یہاں کیا کر رہے تھے

تمہارے اتنا قریب لائے فاریہ کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے
بولی

اچار ڈال رہے تھے کیوں تم نے بھی کھانا ہے فاریہ اسے

گھورتے ہوئے بولی تو لائے میں نے اپنی مسکراہٹ دبائی

نہیں یہ جو اچار ارحم لائے تمہارے ساتھ ڈال رہے تھے وہ

اچار تم ہی کھا سکتی ہو لائے کی زو معنی بات پر

فاریہ کا دل کیا کہ اس کے منہ پہ تھپڑ دیے مارے

لائبہ دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تمہارا

سر پھاڑ دوں فاریہ لائبہ کو گھورتے ہوئے بولی

ارے سیاں جی کے رنگ تو بہت خوبصورت لگ رہے ہیں

تمہارے چہرے پر لائبہ فاریہ کے سرخ پڑتے گالوں پر

چوٹ کرتے ہوئے بولی تو فاریہ نے گلاس اسے مارنے کے

لیے اٹھایا ہی تھا اس سے پہلے ہی وہ ہنستے ہوئے باہر

کی جانب بھاگی تھی

السا ایک تو اس آدم خور نے مجھے کہیں منہ دکھانے کے

لا لاق نہیں چھوڑنا فاریہ بڑ بڑائی اور دوبارہ چائے بنانے

میں مصروف ہو گئی

صبح فجر کی نماز کے وقت حویلی کے تمام مکین نماز

ادا کرنے کے لیے جاگ رہے تھے جبکہ مرد حضرات مسجد

جا چکے تھے اور عورتیں گھر میں ہی نماز ادا کر رہی تھی

نماز ادا کرنے کے بعد تمام مرد حضرات دوبارہ حویلی

میں داخل ہوئے تو شیرازی سکندر نے زر خان کو وہیں

گیٹ پر روک لیا اور ایک سائیڈ پر ہو کے اس سے ایک

ضروری بات کرنے لگے جب کہ ارحم اور حارث بھی

انہی کے قریب کھڑے تھے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد

شیرازی سکندر خاموش ہو گئے

ٹھیک ہے چچا جان جیسا آپ بول رہے ہیں ویسا ہی ہوگا

میں کل تک اس کا کوئی حل نکالتا ہوں اور پھر آپ کو

بتا دوں گا پھر آپ جیسے چاہیں اپنے کیس کو ہینڈل کر

سکتے ہیں زر خان شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو انہوں نے ہاں میں سر ہلایا جب ان کی نظر

سامنے سے آتے ہو گئے دانیال اور عینا پر بڑی

وہ دونوں اس وقت اپنے مخصوص لباس میں موجود

تھے جبکہ ہاتھوں پر بلیک گلوڑ تھے اور عینا کانوں میں

بلوٹو تھ لگاتے ہوئے چلتی آرہی تھی زر خان نے نظر اٹھا

کر اس کی جانب دیکھا تھا وہ مکمل سراپائے حسن

تھی مگر کالے رنگ میں اس کی خوبصورتی کسی چاند

کی مانند دھمکتی تھی

اس وقت کہاں جا رہے ہو تم دونوں ابھی تو دن کا اجالا

بھی نہیں پھیلا شیرازی سکندر ان دونوں کی طرف

دیکھتے ہوئے بولے

دن کے اجالوں کی بجائے مجھے رات کے پہروں میں اپنا

کام کرنا زیادہ پسند ہے مسٹر شیرازی اور آپ یہ بات

بہتر جانتے ہیں کہ ہمارے کام کا کوئی وقت نہیں ہوتا

ہمارا کام رات کے تیسرے پہر بھی شروع ہوتا ہے اور

رات کے پہلے پہر بھی عینا شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی جبکہ زر خان کی نظریں عینا پر

ٹھہری ہوئی تھی

لیکن تم اس وقت حویلی میں موجود ہو اور یہ حویلی

کے اصول نہیں کہ تم رات کے پہروں میں حویلی سے

باہر نکلو شیرازی سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولے عینا کے تاثرات جو نارمل تھے ان

کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں سختی آئی تھی

آپ کے کہنے کا مطلب کیا ہے مسٹر شیرازی اپنے فرض

کے سامنے میں آپ کی اس حویلی کے سو کالڈ پہروں

کو بٹھالوں ایسا ناممکن ہے اور شاید آپ میری شرط

بھول رہے ہیں جو یہاں آنے کے بدلے میں نے رکھی تھی

اپنے قول پر قائم رہیں جو آپ نے بولے تھے مجھے نہیں

لگتا کہ آپ کو مجھے کسی چیز سے روکنا چاہیے کیونکہ

میں خود مختیار ہوں اور میں اپنا فرض سرانجام دینے

کے لیے کسی بھی پہر کہیں بھی جانے کی صلاحیت

رکھتی ہوں اس لیے برائے مہربانی آپ دوبارہ مجھے

روکنے کی حماقت نہیں کریں گے اور میں آپ سے امید

بھی اسی چیز کی رکھتی ہوں عینا شیرازی سکندر کی

طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی اور اپنے

چہرے پر ماسک لگایا اور کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی

ہیوی بانک کی جانب بڑھی

انکل مجھے آپ کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا آپ تو

یہ بات جانتے ہیں کہ ہم سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور ہمارا

کام ہی ایسا ہے کہ ہمیں کسی بھی وقت کہیں بھی جانا

پڑ سکتا ہے لیکن آپ کی یہ بات بالکل خیر تو قع ہے جو

آپ نے ابھی بولی ہے دانیال شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ اسے یہ بات تو بالکل سمجھ

نہیں آئی تھی کہ شیرازی سکندر ایسا کیوں بول رہے

ہیں جبکہ وہ تو اس سب کے بارے میں بخوبی جانتے تھے

دانیال کی بات سن کر شہزادے سکندر مسکرائے

تم کیا جانو بر خور دار کہ اپنی بیٹی سے مخاطب ہونے

کے لیے مجھے کیسے کیسے کام سرانجام دینے پڑ رہے

ہیں میں چاہتا ہوں کہ میری بیٹی مجھ سے خود

مخاطب ہو مگر ایسا ناممکن ہے اس لیے کسی نہ کسی

بات کو مہرہ بنا کر مجھے اس سے مخاطب ہونا ہی پڑتا

ہے شیرازی سکندر مسکراتے ہوئے بولے تو دانیال کو تمام

بات سمجھ آگئی مطلب وہ عینا سے بات کرنے کے لیے

اس طرح بول رہے تھے

کوشش جاری رکھیں انکل انشاء اللہ ایک دن آئے گا کہ وہ

آپ سے خود مخاطب ہوگی دانیال مسکراتے ہوئے بولا

جب اسے اپنے پیچھے سے عینا کی آواز سنائی دی

تم چل رہے ہو مسٹر دانیال حیدر کہ میں تمہیں گھسیٹ

کر لے کے جاؤں اور تم جانتے ہو کہ میں یہ کام کرنے

میں میں بالکل نہیں ہچکچاؤں گی عینا اپنی ہیوی بانک

پر بیٹھتے ہوئے بولی تو شیرازی سکندر نے اپنی

مسکراہٹ دباتی جب کہ دانیال منہ بسورتارہ گیا

انکل آپ دونوں کے درمیان ہمیشہ میں پھنس جاتا ہوں

دانیال شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا

وہ کھل کر مسکرائے

ٹھیک ہے انکل چلتا ہوں خدا حافظ دانیال شیرازی

سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر ایک نظر

قریب ہی کھڑے زر خان ار حم اور حارث پر ڈالی حارث

اور ار حم تو اسی کی جانب دیکھ رہے تھے جبکہ زر خان

کی نظریں عینا کی طرف تھی دانیال چاہتے ہوئے بھی

ان سے ہنس کے بات نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ اس

کی بہترین دوست عینا کا دل دکھانے میں اول نمبر پر

آنے والی شخصیت تھی جنہیں معاف کرنے کا وہ بھی

کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لیے ان سے مخاطب ہو

کر وہ ہر گز یہ غلطی نہیں کر سکتا تھا

دانیال عینا کے قریب آیا اور اپنی ہیوی بانک پر بیٹھ گیا

اپنے چہرے پر بلیک ماسک لگایا اور ہیلمٹ پہنا اس سے

پہلے ہی عینا اپنی بانگ سٹارٹ کر چکی تھی

اپنی ڈیوائس کو ایکٹیویٹ رکھنا کسی بھی صورت

تمہاری ڈیوائس بند نہیں ہونی چاہیے دانی عینا اپنے

ہیلیمٹ کا شیشہ اوپر کرتے ہوئے بولی تو دانیال نے جلدی

سے ہاں میں سر ہلایا عینا نے اپنے ہیلیمٹ کا شیشہ

نیچے کیا اور دونوں نے بانگ سٹارٹ کی اور دونوں کی

بانگس ایک ساتھ حویلی سے باہر نکلی تھی

چچا جان وہ آپ کو مسٹر شیرازی کیوں کہتی ہے وہ آپ

کو بابا کیوں نہیں کہتی ار حم شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو وہ تلخی سے مسکرا دیے

میری اپنی غلطیاں ہیں بیٹا ماضی کی گہری غلطیاں جن

کے بعد شاید میں نے بابا کہلانے کا حق کھودیا مجھے

آج شدت سے احساس ہوتا ہے کہ میں نے کیا کیا اپنی

ہی بیٹی کے ساتھ جو میں نے کیا ہے نا وہ بہت غلط تھا

وہ اتنا غلط تھا کہ زندگی نے مجھ سے میری بیٹی کے

ہاتھوں ہی باپ کہلوانا چھوڑ دیا شیرازی سکندر حویلی

کے اندر کے جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولے

کیسی غلطیاں ہیں چچا جان زر خان نے سوال کیا

جب حورالعین پیدا ہوئی تھی تب ہی اس کی ماں

مجھے اور اسے چھوڑ کے چلی گئی اس کی موت کا

دکھ تھا اور بھاری غم تھا جو میں برداشت نہیں کر پا

رہا تھا میں یہ بھی بھول گیا کہ میری ایک چھوٹی سی

نومولود بچی بھی ہے میں اس سے غافل ہو گیا اور اپنے

غم کو کم کرنے کے لیے اٹلی چلا گیا وہ میرے ساتھ ہی

تھی اٹلی جانے کے بعد ایک ضروری مشن آن پڑا جسے

پورا کرنے کے لیے مجھے واپس پاکستان آنا پڑا اس

میشن کو پورا ہوتے ہوتے تین سال لگے اور ان تین سالوں

میں صرف چار بار میں دوبارہ اٹلی گیا تھا میری بیٹی

ملازموں کے حوالے ہوتی تھی لیکن جب بھی میں وہاں

جاتا تھا تو مجھے ایک نیا غم ستانے لگتا تھا مجھے

دوبارہ سے اس کی ماں کی یاد آنے لگتی تھی میں پورا

پورا دن ایک کمرے میں بند رہتا تھا اس کمرے میں بند

ہونے کے باوجود بھی وہ چھوٹی سی بچی جوا بھی

گھٹنوں کے بل چلنا شروع ہوئی تھی میرے کمرے کا

دروازہ کھلا دیکھ کر وہ ایسے ہی میرے کمرے میں

آگئی میں زیادہ تر اس کے سامنے نہیں رہتا تھا لیکن وہ

مجھے بہت اچھی طرح پہچانتی تھی وہ میرے قریب

آئی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے میرا ہاتھ تھا مننا

چاہا اور پہلا لفظ جو میں نے اس کے منہ سے سنا تھا

وہ بابا تھا اس نے پہلی بار مجھے بابا بولا تھا مگر میں

اسے نظر انداز کر گیا ایسے ہی کرتے کرتے وہ چلنے لگی

وہ تین سال کی ہو چکی تھی

وہ پھر بھی میرے کمرے میں ہی آتی تھی وہ مجھ سے

زبردستی پیار لینے کی کوشش کرتی تھی کرتی تھی

میری توجہ لینے کی کوشش کرتی تھی مگر میں نے

کبھی اس پر دھیان ہی نہیں دیا وہ اتنی معصوم اور

اتنی چھوٹی سی تھی اور پھر بھی وہ جانتی تھی کہ

میں اس کا باپ ہوں اور جب میں کسی ملازمہ کو حکم

دیتا کہ وہ اسے مجھ سے دور لے جائے تو وہ برے

طریقے سے رونے لگتی تھی جیسے اسے میری ضرورت

ہو مگر اس وقت میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت

نہیں رکھتا تھا اس لیے اس لیے میں اسے بالکل اکیلا

چھوڑتا گیا پاس میں ہی ہمارے پڑوسی سائتمہ اور

حیدر جن کا ایک بیٹا دانیال تھا وہ عینا کا اچھا دوست

بن گیا وہ ایک ساتھ سکول جاتے تھے ایک ساتھ رہتے

تھے کھاتے پیتے تھے اس دوران سائمنہ حورالعین کا بہت

خیال رکھنے لگی وہ اکثر سائمنہ کے پاس ہی رہتی تھی

اس کی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال سائمنہ ہی

رکھتی تھی اس طرح وہ سائمنہ اور دانیال سے اٹیچ

ہوتی گئی اور مجھ سے دور ہوتی گئی

وقت تیزی سے گزرنے لگا اور وہ بڑی ہونے لگی وہ چھ

سال کی تھی جب اپنی کسی فائل خراب ہونے پر میں

نے اسے بری طرح ڈانٹا اور اپنی بے خودی میں اسے

تھپڑ بھی مار دیا یہ میری قسمت کا سب سے بڑا وقت

تھا جو مجھ پر آیا تھا اس کے بعد میری بیٹی مجھ

سے دور ہوتی گئی اور بہت دور ہو گئی اس کے بعد اس

نے مجھے کبھی بابا نہیں بولا اس نے مجھے کبھی اپنی

ضرورت کا احساس نہیں دلایا وہ کبھی میرے کمرے

نہیں آئی اس نے کبھی نہیں بولا کہ اسے میری ضرورت

ہے اس نے کبھی یہ بات نہیں بولی کہ بابا میرے سکول

چلیں بابا میں فرسٹ پوزیشن لے کے آئی ہوں یہ

دیکھیں وہ ہمیشہ ٹاپر رہی تھی اور وہ کبھی بھی

خوش نہیں ہوتی تھی اتنی چھوٹی سی عمر میں میں

نے اسے ایک سنجیدہ لڑکی بنا دیا تھا حالانکہ اس کا

سنجیدہ ہونا بنتا نہیں تھا اسے توجہ کی محبت کے

ضرورت تھی جو اسے بالکل نہیں ملی اور وہ سخت

سے سخت ہوتی گئی وہ 17 سال کی تھی جب اس نے

آرمی جوائن کی اس نے مجھ سے اجازت لینا ضروری

نہیں سمجھا وہ دانیال کے ساتھ ہی آرمی فورسز کی

ٹریننگز لینے لگی اور آہستہ آہستہ اس نے ایسی ایسی

ٹریننگز لی جس کو اسے ایک ایک ہفتہ پہاڑوں پہ گزارنا

پڑا بھوکے رہنا پڑا

تین سال ٹریننگ لینے کے بعد اس کے حوالے ایک کیا کیا

گیا اس کیس کے سلسلے میں اسے پاکستان آنا تھا اور

پاکستان کے دہشت گردوں کے بارے میں معلومات لینی

تھی معلومات لینے کے بعد ان دہشت گردوں کو گرفتار

کرنا تھا یہ چیز حور العین سکندر کو سونپی گئی تھی

جسے بخوبی نبھاتے ہوئے وہ 20 سال کی عمر میں

پاکستان آئی اور تب عینا کو آرمی فورسز آفیسر زدے

گئے تھے اور ان فورسز میں 300 سے زائد آفیسرز

موجود تھے جن کی ٹریننگ عینانے کی تھی جنہیں

مشن کے حوالے سے آگاہ عینانے کیا تھا اور پھر وہ

وقت آیا جب اس نے ان دہشت گردوں کو موت کے

گھاٹ اتار دیا اس دوران عینا کو چار گولیاں لگی تھیں

سال کی عمر نے اس نے اپنی جان کو اتنا سخت بنا 20

لیا تھا کہ چار گولیاں لگنے کے باوجود بھی وہ کمزور

نہیں پڑی اور اپنے سامنے موجود شمنوں کو بری طرح

کچلتی گئی

جب مجھے پتہ چلا کہ عینا کو چار گولیاں لگی ہیں تو

میں ہاسپٹل پہنچا لیکن اس کے چہرے کو دیکھ کر

مجھے یوں لگا کہ جیسے ابھی میرا دل بند ہو جائے گا

اس کے چہرے پر تو تکلیف کے کوئی اثرات موجود نہیں

تھے وہ بالکل سنجیدگی سے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اس

کے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی کچھ مشینیں چل رہی

تھی لیکن اس کے چہرے پر کوئی تکلیف نہیں تھی اس

وقت مجھے احساس ہوا کہ میں نے کیا کیا ہے اس وقت

مجھے پتہ چلا کہ میں نے اپنی بیٹی کے معاملے میں

اتنی لاپرواہی برت کر کیا کچھ کھو دیا ہے آج مجھے

بہت پچھتاوا ہوتا ہے اس کا بھی ایک عام لڑکی کی

طرح زندگی جینے کا حق تھا اسے حق تھا کہ وہ اپنے

باپ کی محبت لے مگر اسے کچھ بھی نہیں ملا کچھ

بھی نہیں شیرازی سکندر اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتے

ہوئے اپنے سر کو جھکا گئے تھے

جب کہ ارحم اور حارث پھٹی پھٹی آنکھوں سے

شیرازی سکندر کو دیکھ رہے تھے یعنی وہ لڑکی جوان

کے ساتھ دو ماہ رہی ہے اس نے اپنی جان پر چار

گولیاں جھیلی تھیں وہ اتنی سخت جان تھی کہ اس نے

اپنے چہرے پر تکلیف کے تاثرات ہی نہیں آنے دیے ان کے

لیے یہ عالم بے یقینی کا تھا وہ بے یقینی سے صرف

شیرازی سکندر کی طرف دیکھے جا رہے تھے

شیرازی سکندر کی بات سننے کے بعد زر خان کو اپنا

سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا

جیسے اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو

اسے عینا کی تکلیف خود کے سینے میں ہوتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی اسے شدت سے اپنی غلطی کا

احساس ہوا تھا وہ جلدی سے وہاں سے اٹھا اور وہاں

سے چلا گیا

چچا جان حوصلہ رکھیں الہیہ یقین رکھیں انشاء اللہ

سب ٹھیک ہو جائے گا عینا ضرور آپ کو بابا بولے گی

وہ ضرور آپ سے محبت کرے گی ار حم شیرازی سکندر

کو دلا سہ دیتے ہوئے بولا

تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی

جب میں اسے اپنی بے رخی دکھاتا تھا تب بھی وہ

میرے پاس آتی تھی اس کے دل میں میرے لیے اتنی

محبت تھی مجھے یقین ہے اس کے دل میں آج بھی

میرے لیے اتنے ہی محبت ہے ورنہ وہ میری ان باتوں کو

کیوں مانتی میں نے اسے جو بھی حکم دیا اس نے مان

لیا کیا ابھی بھی مجھے شک کرنا چاہیے کہ میری بیٹی

کے دل میں میرے لیے محبت نہیں ہے شیرازی سکندر

ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

سب ٹھیک ہو جائے گا چچا جان انشاء اللہ سب کچھ

ٹھیک ہو جائے گا حارث شیرازی سکندر کے کندھے پر

ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے ادا سی سے ہاں میں

سر ہلا دیا وہ صرف اس لمحے کا انتظار کر سکتے تھے

زرخان اپنے کمرے میں آیا اور اپنے کمرے کی بالکنی میں

چلا گیا شدت اکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی

اس نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنا

سینہ مسئلہ تھا یہ سب کیا ہوا تھا اس لڑکی کے ساتھ

وہ حورالعین سکندر جو اس کے ساتھ رہی نازک مزاج

س لڑکی اور یہ حورالعین سکندر جسے وہ کل سے

دیکھ رہا تھا سخت مزاج لڑکی اس نے خود پر اتنی

مصیبتیں جھیلی تھی اس کا تو بچپن ہی محرومیوں

میں گزرتا آیا تھا اتنا ظلم کیا تھا اس کے ساتھ قسمت

نے کہ اسے کسی کا پیار ہی نہیں ملا اس شدت سے

اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا کہ اس نے یہ کیا کر دیا

تم زرخان سکندر جو اتنے عقلمند ہائی کورٹ کے جج ہو

جس نے ہزاروں فیصلے سنائے ہیں تفہم ہے تم پر کہ تم

اس وقت اپنی عقلمندی کا مظاہرہ نہیں کر سکے اور

ایک غلط قدم اٹھالیا اگر اس وقت تم یہ سب کرنے کی

بجائے عقل سے کام لے لیتے تو آج سب ٹھیک ہوتا وہ

تمہارے قریب تمہارے پاس ہوتی زر خان کو اپنے اندر

سے ایک آواز سنائی دی جسے سنتے وہ مزید بے چین

ہونے لگا

یہ کیا کر دیا میں نے او خدا یا مجھے یہ سب نہیں کرنا

چاہیے تھا کیا ہو گیا تھا اس وقت مجھے میری عقل پر

کیوں پردے پڑ گئے تھے کاش ایک بار ایک بار میں سوچ

لیتا ایک بار میں اس سے خود پوچھ لیتا تو کیا وہ

مجھے اپنی حقیقت نہ بتاتی اس نے مجھے بتا دینا تھا

لیکن اس طرح اسے ذلیل کر کے اس کی تذلیل کر کے

میں نے بہت بڑی غلطی کر دی زر خان ادھر ادھر چکر

کاٹا مسلسل بڑبڑا رہا تھا

زر خان کا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ حور اس وقت

اس کے سامنے ہوا اور وہ اسے کھینچ کر اپنے گلے لگا لے

اسے بولے کہ اپنی تمام تکلیفیں تمام دکھ اسے کہہ ڈالے

لیکن وہ حور العین جس نے کبھی خود سے اپنی

تکلیفیں اور دکھ نہیں بانٹے تھے وہ اس سے کیسے بانٹتی

لائے بڑی اماں کے کمرے سے نکلی جب اس کا سامنا

حارث سے ہوا وہ بڑی اماں کے کمرے میں ہی جانے والا

تھا مگر لائبہ کو اس کمرہ سے باہر نکلتا دیکھ کر وہیں

رک گیا

لائبہ نے ایک نظر حارث کو دیکھا اور پھر اسے نظر انداز

کرتی آگے کی جانب بڑھ گئی جبکہ حارث نے تعجب سے

لائبہ کی پشت کو دیکھا تھا پھر اس کے ماتھے پر غصے

کی علامت پر کچھ بل نمودار ہوئے وہ ایک ہی جست

میں اس تک پہنچا اور اس کا بازو پکڑ کر گیسٹ روم

کی طرف لے گیا

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ اگنور کیوں کر رہی ہو مجھے

حادثہ لائیبہ کو دیوار کے ساتھ پن کرتا اس کے دونوں

اطراف اپنے ہاتھ رکھ کر اسے گھورتے ہوئے بولا

مم میں آپ کو اگنور نہیں کر رہی لائے حارث کی اتنی

نزدیکی پر گھبرائی تھی اس لیے ہکلاتے ہوئے بولی

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں اندھا ہوں ابھی کچھ لمحوں

پہلے تم نے مجھے نظر انداز کیا اور اب تم پوچھ رہی ہو

کہ تم مجھے اگنور نہیں کر رہی حارث دیوار پر ہاتھ

مارتے ہوئے غصے سے بولا

میں آپ کو صرف نظر انداز کر رہی ہوں تو آپ سے

برداشت نہیں ہوا سوچیں آپ نے جسے دھوکہ دیا ہے کیا

اس سے برداشت ہوا ہو گا لائے حادثہ کی طرف دیکھتی

ہوئی مضبوط لہجے میں بولی

وہ میرا اور ان کا مسئلہ ہے ڈیم اسٹ حادثہ لائے کو

گھوڑتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے اگر وہ ان کا اور آپ کا مسئلہ ہے تو نظر انداز

کرنا بھی میرا مسئلہ ہے آپ کا نہیں لائے حادثہ کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی اور اس کا ایک بازو پکڑ کے

اسے پیچھے ہٹایا اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتی

حادثہ اسے دوبارہ پکڑ کر دیوار سے لگا چکا تھا

غلطی ہو گئی تھی مجھ سے شرمندہ ہوں میں معافی

مانگوں گا میں ان سے حارث کل لہجہ نار مل تھا

اور آپ کو لگتا ہے کہ وہ آپ کو معاف کر دیں گی نہیں

آپ کی غلطی بہت بڑی ہے اتنی آسانی سے وہ آپ کو

معاف نہیں کریں گی لائبہ حارث کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو حارث نے اسے گھورا جو اس سے الگ ہی

حساب لینے پر توی ہوئی تھی

معافی مانگنا میرا فرض ہے معاف کرنا نہ کرنا ان کی

مرضی ہے اور یہ ہم دونوں کا مسئلہ ہے تم اس میں نہ

ہی پروتو بہتر ہے اور یہ بات میں تمہیں آخری بار

سمجھا رہا ہوں اگر اب تم نے مجھے نظر انداز کیا تو

لائبہ حارث سکندر سانس لینے کے قابل بھی نہیں

چھوڑوں گا سمجھی حارث لائبہ کی طرف دیکھتے

ہوئے سخت لہجے میں بولا تو لائِبہ نے خفگی بھری نگاہ

اس پر ڈالی

پیچھے ہٹیں مجھے جانا ہے لائِبہ حارث کے بازو پر

دونوں ہاتھ رکھ کے اس کا بازو پیچھے کرتے ہوئے بولی

مجھے لگتا ہے کہ تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی

حارث لائِبہ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

میں نے کیا کیا ہے لائے منہ بناتے ہوئے بولی

اپنے شوہر کو نظر انداز کیا ہے تم نے اور یہ بات مجھے

بالکل اچھی نہیں لگی حارث لائے کے چہرہ پر آئی ایک

آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے آراستے ہوئے بولا

میں نے آپ کو نظر انداز نہیں کیا اور چھوڑیں مجھے

جانا ہے اماں مجھے بلارہی تھی لائے نے دوبارہ وہاں

سے نکلنا چاہا جب کہ دوبارہ اس کی حماقت پر حارث

نے اس کی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں لیا اور

ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تو وہ کٹی ہوئی

پتنگ کی طرح اس کے سینے سے آگلی دونوں بازو اس

کی کمر پر سختی سے جماتے حارث نے بغیر سمجھنے کا

موقع دیے اس کی سانسوں کو قید کر لیا جبکہ فار یہ

کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اس کے

لمس میں بے حد شدت اور جنونیت تھی جسے لائبہ

برداشت نہیں کر پار ہی تھی اس نے اپنے دونوں ہاتھ

حارث کے سینے پر رکھ کر اسے دور کرنا چاہا مگر اگلے

ہی لمحے وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی اپنی قید

میں لے چکا تھا اب لائبہ حارث کا سہارے ہی کھڑی

تھی اگر حارث نے اسے کمر سے نہ تھما ہوتا تو یقیناً وہ

اب تک زمین بوس ہو چکی ہوتی

لائبہ کی رکتی ہوئی سانسوں کو محسوس کر کے حارث

پیچھے ہٹا اور اس کا چہرہ دیکھنے لگا جبکہ دونوں

بازو ابھی تک اس کی کمر میں ویسے ہی حائل تھے اور

اس کے دونوں ہاتھ وہ چھوڑ چکا تھا

لائبہ لمبا لمبا سانس لیتی اس کے بازو سے سر ٹکائی تھی

یہ مجھے نظر انداز کرنے کی سزا ہے اگر اس نے تم نے

مجھے نظر انداز کرنے کی کوشش بھی کی تو اس سے

بری سزا دوں گا جو تم بالکل برداشت نہیں کر پاؤ گی

اس لیے بی کیٹر فل مسز حارث سکندر حارث لائبہ کو

دیکھتے ہوئے بولا اور پھر آخری نظر اس کے سرخ پڑتے

چہرے کو دیکھ کر وہاں سے نکل گیا جب کہ لائے اپنی

دھڑکنوں کا شمار کرتی بے حال ہو رہی تھی

سڑے ہوئے کریلے بے شرم کہیں کے ذرا شرم نہ
کوئی چیز

نہیں ہے لائے بڑ بڑائی جب اسے اپنے ہونٹوں پر جلن کا

احساس ہوا کہ اس نے آگے بڑھ کے شیشے کی طرف

دیکھا تو اس کے نچلے ہونٹ کے کونے سے خون رس رہا تھا

ہائے اللہ اگر یہ کسی نے دیکھ لیا تو میں کیا جواب دوں

گی لائبہ نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پر

جمائے تھے

اور اب یہ فکر ستانے لگی تھی کہ اگر یہ نشان فارہ نے

دیکھ لیا تو وہ اس کی جان نہیں چھوڑے گی سوال پہ

سوال پوچھے گی کیونکہ لائبہ اسے کبھی سکون سے

رہنے نہیں دیتی تھی تو جب فاریہ کو موقع ملنا تھا تو

اس نے بھی ضرور اس سے پوچھ تاچھ کرنی تھی اس

کے سوال ایسے ہونے تھے جن کا جواب دے پانا لائبہ کے

لیے ناممکن ہونا تھا

جاہل بے شرم سرے ہوئے کریلے لائبہ دل ہی دل میں

حارث کو قلبات سے نوازتی ہوئی وہاں سے چلی گئی

ناشتے کی ٹیبل پر حویلی کے تمام افراد موجود تھے

لیکن حوروں وہاں موجود نہیں تھی جو روزانہ ان کے

درمیان ہی موجود ہوتی تھی

حورالعین اور دانیال کہاں ہیں آئے نہیں ابھی تک ناشتے

کے لیے حور اور دانیال کو ناشتے کی ٹیبل پر ناپا کر

بری اماں شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

وہ دونوں جاچکے ہیں اماں ایک ضروری کام کے سلسلے

میں شیرازی سکندر بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

صبح سویرے انہیں کون سا کام آن پڑا۔۔۔؟؟

ضروری کام تھا اماں فکر مت کریں شام تک آجائیں گے

واپس آپ کی ملاقات ہو جائے گی ان سے شیرازی

سکندر بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے اور پھر

خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے

بڑی اماں کو حور کا صبح سویرے حویلی سے جانا اچھا

تو نہیں لگا تھا مگر وہ خاموش ہو گئی آخر ان کی

پوتی ان سب سے ناراض تھی ویسے بھی اس کا کام ہی

ایسا تھا کہ اس کام کے لیے وقت کو نہیں دیکھنا پڑتا

تھا مگر وہ چاہتی تھی کہ روز کی طرح آج بھی وہ ان

کے درمیان موجود ہو جبکہ وہ ان کے درمیان موجود

نہیں تھی

زر خان نے خاموشی سے ناشتہ کیا اور ناشتہ کرنے کے

بعد کورٹ کے لیے روانہ ہو گیا کیونکہ آج کورٹ میں

ایک کیس پیش ہونا تھا اور اس کیس کی آج آخری

تاریخ تھی آج جو فیصلہ زر خان نے سنانا تھا وہ فیصلہ

آخری اور اٹل ہونا تھا

یہ ظہیر کمپلیکس کمپنی کا منظر تھا جہاں کے تمام

کیمرے ایک بار میں ہی ہیک کر لیے گئے تھے اور وہ اس

طرح سے کیے گئے تھے کہ کنٹرول روم میں بیٹھے

کنٹرولر کو بھی پتہ نہیں چل سکا اس کمپنی کے

کیمرے ہیک کیے گئے ہیں

میں اندر جارہی ہوں دانی اور تم بیک سائیڈ فیکٹری

میں جاؤ گے ہر حال میں مجھے آج وہ فائل چاہیے تمام

معلومات لو فائل کو ڈھونڈو اور کوئی بھی چیز

مشکوک لگے تو اسے ریکارڈ کر لو عینا دانیال کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی اور اپنے چہرے پر دوبارہ

ماسک لگایا سر پر ہڈی پہنی اور دونوں نے اپنے اپنے

قدم اپنے مقرر کردہ راستے کی جانب بڑھائے

عینا کمپنی کی بیک سائیڈ سے اندر داخل ہوئی تھی

کیونکہ مین روڈ سے جانا اس کے لیے خطرے سے خالی

نہیں تھا کوئی بھی اس پر شک کر سکتا تھا اس لیے

عینا نے بیک سائیڈ کا راستہ چنا تھا

ظہیر ملک کے آفس کیبن کے قریب پہنچ کر عینا نے ایک

نظر چاروں جانب دیکھا جہاں کوئی بھی موجود نہیں

تھا ظہیر ملک وہاں موجود نہیں تھا اور اسی وجہ سے

اس کے آفس کے قریب بھی جانے کی کسی کو اجازت

نہیں تھی مگر جگہ جگہ ڈھیروں کیمرے لگے تھے

جنہیں چھپا کر لگایا گیا تھا اور وہی کیمرے عینا بہت

مہارت سے ہیک کر چکی تھی

عینا خاموشی سے آفس کے اندر داخل ہو گئی اور غور

سے ایک ایک چیز کو دیکھنے لگی

کوئی بھی عقلمند اپنے جرموں کو چھپانے کے لیے اپنے

گناہوں کو ایسی جگہ نہیں چھپا سکتا جہاں چاروں

طرف دوڑاتے ہوئے بولی کیونکہ اس کی ہیومن سینس

بتاتی تھی کہ اپنے جرموں کی فائل وہ لوگ کم سے کم

اپنے آفس روم میں تو نہیں رکھ سکتے ضرور وہ فائل

کہیں اور تھی اس لیے بغیر کسی بھی چیز کے ساتھ

چھیڑ کھانی کیے عینا وہاں سے نکل گئی اور اب وہ

کوریدور سے گزرتے ہوئے بغور دونوں طرف موجود

دیواروں کو دیکھنے لگی جہاں مختلف قسم کی

اسٹائلش پینٹنگز لگی ہوئی تھی عینا چلتی جا رہی تھی

اور ان پینٹنگز کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی جب ایک

جگہ اس کے قدم رک گئے

آگے لگی راہداری میں کچھ فاصلے پر کچھ نمبرز لکھے

تھے وہ نمبرز کافی بڑے بڑے تھے اور وہ دیواروں کے

ساتھ لگائے گئے تھے عینا چلتی جا رہی تھی اور غور

سے ان نمبرز کو دیکھتی جا رہی تھی وہ بڑے بڑے

ہندسوں میں بنائے گئے تھے چھ تک ہندسے تو اسے نظر

آئے مگر آگے سے ہندسے غائب ہو گئے اور پھر آٹھ سے

ہند سے دوبارہ شروع ہو گئے اور اٹھویں ہند سے کو

دیکھ کر عینا کے قدم دوبارہ سے رکے تھے

اٹھ ہند سے یہاں پر موجود ہیں مگر ان کے درمیان

ساتواں نمبر موجود نہیں ہے مطلب اب اسے ساتویں

ہند سے کوڈ ہونڈنا تھا اور وہ بھی یہی کہیں چھپا کر

لگایا گیا تھا

ساتواں نمبر موجود نہیں ہے ضرور وہ کسی جگہ چھپایا

گیا ہے یا اسے کسی جگہ چھپا کر لکھا گیا ہے کسی شو

پس میں کسی پینٹنگ میں عینا کے دماغ میں اچانک

کچھ کلیک ہوا "پینٹنگ" عینا نے الٹے قدم لینا شروع

کیے اور واپس اسی راہداری سے گزرنے لگی

عینا دوبارہ اسی پینٹنگز کو دیکھنے لگی جب ایک

پینٹنگ کے سامنے اس کے قدم رک گئے اس پینٹنگ میں

شطرنج بنی ہوئی تھی اور شطرنج کے مہرے سیاہ اور

سفید تھے عینادو قدم چل کے اس پینٹنگ کے قریب

ہوئی اور اپنی تیز نظروں سے بغور اسے دیکھنے لگی

سفید شطرنج کے مہرے سیاہ مہروں سے الجھے ہوئے

تھے جب عینا کی نظر ایک سفید مہرے پر گئی اس میں

سات نمبر لکھا ہوا تھا اور وہ بھی سفید رنگ میں لکھا

ہوا تھا اگر عینا کی اتنی تیز اور بغور نظر نہ ہوتی تو

یقیناً وہ دھوکہ کھا جاتی اور اس نمبر کو پہچان نہ

سکتی مگر وہ پہچان چکی تھی اسے اس شطرنج کے

مہرے میں لکھا نمبر سات نظر آچکا تھا

عینا نے جلدی سے وہ پینٹنگ کو دائیں بائیں ہلانا شروع

کیا اسے اتارنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ پینٹنگ

نہیں اتر رہی تھی پھر عینا نے اسے نیچے سے تھام کے

اوپر کے جانب کیا تو عجیب سی چرچراہٹ کی آواز

پیدا ہوئی اور اگلے ہی لمحے دیوار کے راستے سے ایک

دروازہ کھلتا گیا عینا کے لیے یہ چیز حیران کن نہ تھی

کیونکہ اس فیلڈ میں آنے کے بعد اس نے ایسے بہت سے

واقعات دیکھے تھے جس میں ایسے خفیہ دروازے بنائے

گئے تھے اس لیے وہ بغیر حیران ہوئے اس کے اندر داخل

ہو گئی اور داخل ہوتے ہی وہ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا

اندر داخل ہوتے اس نے چاروں طرف اپنی نظریں دھرائی

اندر ایک خفیہ کمرہ بنایا گیا تھا اور وہ بالکل کسی

آفس کی طرح معلوم ہو رہا تھا سائٹیڈ پر ایک کیبن بنا

تھا جس میں حرام مشروبات پڑی ہوئی تھی شاید یہاں

پڑا کر وہ لوگ شراب پیتے تھے یا اپنی کوئی میٹنگ

وغیرہ کرتے تھے ایک نظر چاروں طرف دیکھ کے عینا

نے اپنا کام شروع کر دیا وہ ایک ایک جگہ کو اچھی

طرح سے دیکھنے لگی کیونکہ آج کسی بھی حال میں

اسے وہ فائل حاصل کرنی تھی ساری جگہ دیکھ کر

عینا نے قدم اس کعبین کی جانب بڑھائے جہاں مختلف

قسم کی شراب پڑی تھی اس کے سامنے رک کر عینا نے

کچھ شراب کی بوتلیں اٹھا کر سائیڈ پر رکھیں تو اسے

ایک لاکر دکھائی دیا اس لاکر کو دیکھ کر عینا کے

چہرے پر مسکراہٹ رہینگئی کیونکہ ایک لاکر کو ان

لاک کرنا اس کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا

عینا نے اپنی جیکٹ میں سے ایک چھوٹی سی بوتل

نکالی وہ بالکل چھوٹی سی تھی اور وہ کوئی سپرے

تھی عینا نے وہ سپرے لا کر کے بٹن پر کی تو کچھ ہی

دیر میں لا کر کے بٹنوں پر کچھ نشان نظر آنا شروع ہو

گئے سپرے کو واپس اپنی جیکٹ میں رکھتے ہوئے عینا

نے کچھ بٹن پر پس کیے اور وہ لا کر کھل گیا لا کر

کھولتے ہی آگے ڈھیروں پیسے پڑے تھے جبکہ ان سب

کے نیچے کچھ فائلز موجود تھیں

عینا ایک ایک کر کے ان فائلز کو دیکھنے لگی مگر بری

قسمت تھی ان لوگوں کی جو عینا کے ہاتھ ان کی ایک

نہیں بلکہ چھ فائلز لگ چکی تھیں عینا تو صرف ایک

فائل لینے آئی تھی جو ان کے جرم تھے مگر یہاں تو

اسے ان کی ان لیگل کمپنی ان لیگل فیکٹری اور باقی

تمام ان لیگل کاموں کی فائلز مل چکی تھی عینانے

فائلز پکڑتے لا کر کو دو بارہ بند کیا اور وہاں سے نکل

گئی البتہ دانیال کو اس دوران ہی وہ تمام صورت حال

سے آگاہ کر چکی تھی

زر خان ہے جس کیس کا آج فیصلہ سنانا تھا کہ اس کے

عین موقع پر وہ شخص ہی نہیں آیا جس نے کیس فائل

کیا تھا کمرہ عدالت لوگوں سے بھری پڑی تھی مگر سب

کے سامنے وہ شخص کورٹ آنے سے انکار کر چکا تھا

اس کے پیچھے وجہ کیا تھی یہ معلوم کرنے کے لیے

زر خان نے کوٹ کو اگلی تاریخ دے دی اور اٹھ کر آفس

آگیا داؤد کو حکم دیا کہ اس شخص کو لے کر اس کے

پاس حاضر ہو مگر داؤد کا کہنا تھا کہ وہ شخص یہ

شہر چھوڑ کر جا چکا ہے جسے سن کر زر خان نے داؤد

کو دوسرا حکم دیا کہ وہ جس بھی شہر گیا ہے اسے

وہاں سے ڈھونڈ کر زر خان کے سامنے پیش کیا جائے

جب کہ داؤد زر خان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے

وہاں سے چلا گیا کیونکہ اسے اس شخص کو ڈھونڈنا

تھا وہ بھی 24 گھنٹوں کے اندر اندر

زر خان حویلی میں داخل تو حویلی کے تمام خواتین

لاؤنج میں موجود تھیں جبکہ ان سب کے درمیان اس

حور نظر نہیں آئی تھی مطلب وہ ابھی تک واپس

حویلی نہیں آئی تھی ورنہ بڑی اماں کے پاس بیٹھی ہوتی

السلام علیکم زر خان ان سب کے قریب جاتے ہوئے بولا

تو سب نے سلام کا جواب دیا اور زر خان وہیں بڑی اماں

کے قریب برجمان ہو گیا

بیٹا تم یہیں بیٹھ گئے ہو جاؤ پہلے جا کے فریش ہو جاؤ

کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہو اماں جان زرخان کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی جو چہرے سے تھکا ہوا تو بالکل

نہیں لگ رہا تھا بلکہ اس کے چہرے پر تو کچھ اور ہی

دکھائی دے رہا تھا جیسے حور کا انتظار

نہیں اماں جان میں بالکل ٹھیک ہوں کچھ دیر تک جاؤں

گافریش ہونے زرخان صوفے کے پشت سے کمر ٹکاتے

ہوئے بولا تو اماں جان فقط ہاں میں سر ہلایا اور پھر

وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں

یہ تم دونوں کے پاس کیا پڑا ہے زر خان فار یہ اور لائے

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جن کے قریب ہی دو گفٹ

باکس پڑے تھے

لا لایہ گفٹ ہیں اور یہ ہم نے اپنی کے لیے خریدے ہیں

کل وہ رکی ہی نہیں اور ہمیں دینے کا موقع ہی نہیں

ملا لیکن اس لیے ہم یہاں بیٹھے ہیں کہ جب وہ آئیں

گی ہم فوراً سے انہیں دے دیں گے لائبہ نے مسکراتے

ہوئے بتایا تو زرخان بھی ہلکا سا مسکرا دیا کیونکہ یہ

بات تو وہ بھی محسوس کر چکا تھا کہ حور کے بغیر

وہ دونوں بھی اداس اداس سی رہنے لگی تھی انہیں

حور کی عادت پڑ چکی تھی کہ اور اب وہ اسے بہت

زیادہ مس کر رہی تھی

لائبہ بات سنو وہ جو پھول۔۔۔ ابھی فار یہ آگے بولتی اس

کی نظر لائبہ کے ہونٹ پر پڑی جو کونے سے تھوڑا سا

سو جا ہوا تھا اور اس پہ ہلکا سا زخم بھی موجود تھا

یہ تمہارے ہونٹ پر کیا ہوا ہے یہ زخم کیسے لگا تمہیں

فارہ لائے کی طرف دیکھتے ہوئے فکر مندی سے بولی

تو فارہ کی بات سن کر لائے نے ہڑ بڑا کر اپنے ہونٹ پر

ہاتھ رکھا اور اسے چھپانا چاہا

کچھ نہیں وہ بس مجھ سے کاٹ لیا تھا لائے اپنی

گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولی جب کہ اس کے گال

سرخ مائل ہو چکے تھے

لائے کو لال گلابی ہوتا دیکھ کر فاریہ کو کچھ عجیب

سالگا اور وہ مشکوک نظروں سے اس کی جانب

دیکھنے لگی

دکھاؤ تو کون سی نسل کا چھڑ تھا جو تمہیں اتنا

زہریلا کاٹ گیا مجھے تو لگتا ہے یہ کسی بڑے چھڑ کا

کام ہے کیونکہ چھوٹا چھڑ تو ایسا زخم نہیں دے

سکتا فار یہ اپنی مسکراہٹ دبا کر لائے کے ہونٹوں سے

اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی

میں نے بولا نا کہ چھرنے کا تھا فضول بحث کیوں کر

رہی ہولا ئے فار یہ کو گھورتے ہوئے بولی

ارے میں کب بحث کر رہی ہوں دیکھو نا تمہیں چھرنے

کاٹ گیا اور وہ بھی اتنے بڑے والا آج کل ڈینگے چھرنے

بھی بہت پھیلا ہوا ہے مجھے دکھاؤ تو سہی کہیں زہر نا

پھیل گیا ہو فاریہ نے اسے تنگ کرنے میں کوئی کسر

نہیں چھوڑی تھی

شٹ اپ فاریہ لائے دانت پیستے ہوئے بولی تو نہ چاہتے

ہوئے بھی فاریہ کی ہنسی نکل گئی وہ ہنسی اور پھر

ہستی چلی گئی کیونکہ اسے لائے کو تنگ کرنے میں

بہت مزہ آرہا تھا ہمیشہ وہی اسے تنگ کرتی تھی مگر

آج اس کی درگت بنتے دیکھ کر فاریہ کو الگ ہی لطف

مل رہا تھا

اگر تم نے اپنے دانت بند نہ کیے تو میں تمہارا سر پھاڑ

دوں گی لائبہ فاریہ کو گھورتے ہوئے بولی جو تب سے

ہنسے جارہی تھی جبکہ پاس بیٹھی اماں جان بڑی

اماں اور زینت بیگم ان دونوں کو سرے سے اگنور کر

گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ دونوں ہی ایسی

ہیں کسی بھی بات پر یوں ہی شور مچانے والی اور

اپنے آپ میں مگن رہنے والی اس لیے انہوں نے ان دونوں

پر زیادہ دھیان نہیں دیا تھا اور زر خان کے ساتھ اپنی

باتیں کرنے میں مصروف ہو گئی تھیں

اچھا ٹھیک ہے پھاڑ کھانے کو کیاں دوڑ رہی ہو نہیں

کہتی اب تمہیں کچھ فارسیہ اپنی ہنسی کنٹرول کرتے

ہوئے بولی جب اس کی نظر حویلی میں داخل ہوتے

ہوئے دانیال پر پڑی

لگتا ہے آپ آگئی فارسیہ کے بولنے کی دیر تھی سب نے

نظریں اٹھا کر حویلی کے داخلی دروازے کی جانب

دیکھا تھا جہاں سے دانیال چلتا آ رہا تھا

دانیال ابھی کچھ ہی قدم کے فاصلے پر تھا جب انہیں

عینا بھی اندر داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی

زرخان نے سرایت سے نظر اٹھا کر سامنے کی جانب

دیکھا تو سامنے سے وہ دشمن جان چلتی ہوئی آرہی

تھی اسے دیکھنے کے لیے وہ صبح سے بے قرار تھا پل

پل تڑپ رہا تھا وہ اس کے سامنے موجود تھی مگر اس

نے اسے ایک بار بھی نظر اٹھا کے دیکھنا مناسب نہیں

سمجھا تھا

اس وقت اس کے چہرے پر ماسک موجود نہیں تھا نہ

ہی سر پر ہڈی موجود تھی جیکٹ کی زپ کھلی ہوئی

تھی دائیں ہاتھ میں فون تھا جس کی سکرین کو

دیکھتے ہوئے وہ چلتی آ رہی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ

میں ہیوی بانک کی چابیاں موجود تھیں وہ بہت

مصروف انداز میں موبائل کی طرف دیکھتی ہوئی

چلتی آ رہی تھی البتہ اس نے نظر اٹھا کر سامنے نہیں

دیکھا تھا جبکہ سامنے بیٹھے زر خان کی نظریں اسی پر

ٹھہری ہوئی تھی جو کچھ ہی فاصلے پر آتے دانیال نے

خوبی دیکھی تھی

مجھے لگتا ہے کہ یہ سب تمہارے ہی انتظار میں بیٹھے

ہوئے ہیں دانیال عینا کے ساتھ قدم ملاتے ہوئے بولا تو

عینا نے فون سے نظریں ہٹا کر دانیال کی طرف دیکھا

تو اس نے سامنے کی طرف اشارہ کیا

دانیال کے اشارہ کرنے پر عینا نے نظر اٹھا کر سامنے کی

جانب دیکھا جہاں پر بیٹھے تمام افراد اسی کی جانب

دیکھ رہے تھے مطلب واقعی میں وہ اسی کے انتظار

میں بیٹھے تھے عینا نے سب کو ایک نظر دیکھا تھا مگر

زرخان کی طرف دیکھنے کی غلطی ہر گز نہیں کی تھی

اور عینا کے نظر انداز کرنے پر زرخان نے اپنی مٹھیاں

بھینچ کر اپنے غصے کا کنٹرول کیا تھا

اسلام علیکم عینا اور دانیال لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے

ایک ہی آواز میں بولے

وعلیکم السلام کیسے ہو تم دونوں بیٹا بڑی اماں دانیال

اور عینا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

جی ٹھیک ہیں اب بھی ان دونوں کا جواب ایک ہی تھا

جب کہ دانیال کو اپنے ساتھ بولتا دیکھ کر عینا نے

اپنی سبز آنکھیں چھوٹی کر کے دانیال کو گھورا تھا وہ

جانتی تھی کہ دانیال جان بوجھ کر یہ چول مار رہا ہے

اور دانیال بھی جانتا تھا کہ اگر یہ حرکت عینا کو پسند

نہ آئی تو ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر وہ بغیر

جگہ کا لحاظ کیے وہ اس کا سر پھاڑ دے گی

بیٹھو بیٹا تم دونوں کھڑے کیوں ہو اماں جان ان دونوں

کی طرف دیکھتی ہوں بولی ان کے قریب ہی کھڑے تھے

جی کیا میں آپ کے قریب بیٹھ سکتا ہوں دانیال بڑی

اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو انہوں نے مسکرا کر

ہاں میں سر ہلایا اور وہ جلدی سے بڑی اماں کی بائیں

جانب بیٹھ گیا جبکہ دائیں جانب زر خان بیٹھا ہوا تھا

وہ دراصل بڑی اماں کچھ چیزیں خطرناک ہوتی ہیں نا

اور ان سے تھوڑا بچ کے رہنا چاہیے ورنہ وہ آپ کے لیے

بھی خطرہ بن سکتی ہیں دانیال بڑی اماں کی طرف

دیکھتے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا اس کا

اشارہ صاف عینا کی طرف تھا جو سامنے صوفے پر

بیٹھی اسے گھور رہی تھی

مسٹر دانیال حیدر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ کو

کسی چیز کی شدت سے کمی محسوس ہو رہی ہے عینا

دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تو

دانیال کے دانت فوراً اندر ہوئے تھے

ہاں ٹھیک پہچانا تم نے جب سے تم پاکستان آئی ہو تب

سے میں نے تمہارے ہاتھ کا بنا کھانا نہیں کھایا اس کی

شدت سے کمی محسوس ہو رہی ہے بس وہ بنادواپنے

پیارے پیارے ہاتھوں سے بنا کر اچھا سا کھانا کھلا دو

دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

بس اتنا ہی اور کچھ نہیں چاہیے تمہیں عینا کا لہجہ اب

نارمل تھا اس لیے دانیال اس کے منہ سے یہ بات سنتا

خوش ہی ہو گیا

کیا تم سچ میں مجھے کھانا بنا کر کھلاؤ گی دانیال

حیرت اور خوشی کے ملے جلے اثرات کے ساتھ عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا

ہاں بالکل صرف کھانا ہی نہیں بناؤں گی بلکہ اس

کی گولیاں بھی ملاؤں گی تاکہ تم کھانا کھاؤ 20X میں 2

تو ساری زندگی یاد تو رکھو کہ تم نے کس کے ہاتھ سے

کھانا کھایا تھا عینا چہرے پر خطرناک مسکراہٹ

سجائے ہوئے بولی تو دانیال نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے

عینا کی طرف دیکھا یعنی وہ اسے زہر دینے کی بات کر

رہی تھی

یار میں تمہارا دوست ہوں دانیال نے عینا کو یاد دلانا

چاہا کہ وہ اس کا دوست ہے کوئی دشمن نہیں جسے وہ

زہر دے

دوں گی اگر تم دوست نہ X20 دوست ہو اسی لیے تو 2

دیتی عینا دانیال کی طرف دیکھتی X40 ہوتے تو 2

ہوئی بولی تو دانیال نے خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالی

کیسی پوتی ہے آپ کی بڑی اماں اپنے ہی دوست کو زہر

دینے کی بات کر رہی ہے دانیال بڑی اماں کو عینا کی

شکایت لگاتے ہوئے بولا تو بڑی اماں فقط مسکرا دی

عینا نے دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

یعنی یہ بندہ تو نہیں سدھرنے والا چاہے عینا سکندر

اسے ایٹم بمب سے اڑانے کی دھمکی کیوں نہ دے دے

زرخان جو تب سے ان کے درمیان خاموش بیٹھا تھا اس

کا دل چاہ رہا تھا کہ عینا کا ہاتھ تھامے اور اسے لے جا

کر کمرے میں بند کرے اور اس سے اچھے سے پوچھے

کہ وہ اسے نظر انداز کیوں کر رہی ہے جبکہ وجہ وہ

جانتا تھا کہ وہ اسے نظر انداز کیوں کر رہی ہے لیکن

پھر بھی وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ نظر انداز

کرنے کی وجہ کیا ہے اور آج زر خان کا ارادہ تھا کہ نکاح

کی حقیقت وہ خود عینا کو بتائے جبکہ ریناکب سے

خود پر زر خان کی نظریں محسوس کر رہی تھی دل تو

اس کا چاہ رہا تھا کہ اسے اچھا سا جواب دے اب وہ

اسے ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہا ہے جبکہ وہ ایسا

کوئی حق نہیں رکھتا مگر وہ صرف خاموش تھی

کیونکہ وہ اسے چپ کی مار مارنا چاہتی تھی اور اس

کی چپ اس کی توقع کے عین مطابق ہی کام کر رہی تھی

عینا ابھی دانیال کی طرف دیکھ رہی تھی جو بڑی اماں

سے پتہ نہیں کون سی شکایتیں لگانے میں مصروف تھا

جب اس کا فون بجایا عینا نے اپنا فون سامنے کیا تو

فون کی سکرین پر چمکتا نام دیکھ کر اس کے چہرے

پہ ایک دم سے سنجیدگی چھائی تھی اس نے کال اٹینڈ

کر کے فون کان کو لگایا اور بالکل خاموش رہی

عینا کو کافی دیر خاموش بیٹا دیکھ کر دانیال نے عینا

کی طرف دیکھا جو فون کان سے لگائے سنجیدہ نظروں

سے دانیال کی طرف دیکھ رہی تھی

ٹھیک ہے تم اسے لے کر پہنچو۔۔۔!! تب سے اب تک عینا نے

صرف اتنا ہی جواب دیا اور فون بند کر دیا

عینا۔۔۔۔۔!!! دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

افتخار کا قتل ہو گیا ہے دانی عینا دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

کیا.....!!! ایسے کیسے ہو سکتا ہے عینا کی بات سن کر

دانیال فوراً اٹھ کھڑا ہوا

مسٹر شیرازی کو فون کرو اور انہیں تمام صورتحال سے

آگاہ کرو انہیں بولو وقت پر اس کے جنازے پر پہنچیں

جنازے کے بعد اپنے تمام آفیسرز کو اطلاع کرو مجھے

میرے تمام آفیسرز میٹنگ روم میں چاہیے عینا دانیال

کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولتی ہوئی اٹھ

کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی

سب نے پریشانی سے عینا کی طرف دیکھا تھا جانے وہ

کس کے انتقال کی بات کر رہی تھی

عینا کے جاتے ہی دانیال نے اپنا فون نکالا اور شیرازی

سکندر کو اطلاع کرنے لگا کچھ ہی دیر میں شیرازی

سکندر دانی کے ساتھ افتخار کے جنازے کے لیے حویلی

سے نکل چکے تھے جبکہ عینا بھی حویلی میں ہی

موجود تھی

عینا بھی کپڑے چینج کر کے نکلی ہی تھی جب اس کے

کمرے کا دروازہ نوک ہوا تو اس نے اندر آنے کی اجازت

دی اور اپنا فون پکڑ کر کسی کو میسج ٹائپ کرنے لگی

کیا ہم اندر آ سکتے ہیں آپ فاریہ ذرا سادہ وازہ کھول

کر اندر جھانکتے ہوئے بولی تو اپنے نزدیک سے فاریہ کی

آواز سن کر عینانے دروازے کی طرف دیکھا اور اسے

اندر آنے کا اشارہ کیا وہ دونوں دروازہ دھکیلتی اندر

داخل ہو گئی

السلام علیکم آپی کیسی ہیں آپ لائے عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے اپنا فون بیڈ پر رکھا اور

ان دونوں کی جانب مڑی جو سامنے کھڑی اس کی

طرف دیکھ رہی تھی

میں ٹھیک ہوں تم دونوں کیسی ہو۔۔۔؟؟ عینا مسکرائی

ہم دونوں بھی بالکل ٹھیک ہیں آپی یہ ہم دونوں کی

طرف سے آپ کے لیے لائے اور فار یہ اپنے ہاتھ میں

موجود گفت با کس عینا کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی تو

اس نے سوالیہ نظروں سے ان دونوں کی جانب دیکھا

یہ کس لیے عینا ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

جب کہ لہجہ بالکل نارمل تھا

آپ ہماری بڑی بہن ہیں اور آپ کے لیے تو ہم نے اتنے سال

انتظار کیا ہے آپ کا انتظار کرتے رہے ہیں آپ کو یاد کرتے

رہیں اور آپ سے ملنے کی خواہش تھی مگر ہمیں نہیں

بتا تھا کہ آپ ہماری آپی ہیں اس لیے جب ہمیں پتہ چلا

ہے تو ہم دونوں آپ کو گفٹ دینا چاہتی تھے کل آپ سے

ملاقات نہیں ہو سکی اس لیے آج دینے آگئے فاریہ نے

مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی

بیٹھو "عینا نے ان دونوں کو بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا"

تو وہ دونوں بیڈ پر بیٹھ گئی اور عینا ان کے سامنے

بیٹھ گئی۔

دکھاؤ کیا لائی ہو عینا ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے

بولی تو ان دونوں نے مسکراتے ہوئے وہ گفت اس کے

حوالے کر دیا جسے عینا نے تھام کر سائیڈ پر رکھ دیا

آپ ہم سے ناراض تو نہیں لائبہ عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو عینا کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ

رینگ گئی

میں تم دونوں سے کیوں ناراض ہوں گی عینا نے الٹا ان

سے ہی سوال کیا

ہمیں لگا شاید آپ ہم سے ناراض ہیں فاریہ عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی آواز میں بولی

اول تو یہ کہ میں تم دونوں سے ناراض نہیں ہوں کیونکہ

تم دونوں میری دیندار نہیں ہو اور آخری بات میں کسی

سے ناراض نہیں ہوتی اسے سزا لیتی ہوں یہ ناراض

ہونے والے چھوٹے موٹے کام مجھ سے نہیں ہوتے عینا ان

دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو ان دونوں کے

چہرے خوشی سے کھل اٹھے

کیا سچ میں آپ ہم سے ناراض نہیں ہم تو یہ سوچ کر

آدھے ہو گئے تھے کہ آپ ہم سے ناراض ہیں اور ہم سے

کبھی بات نہیں کریں گی لائبریرینا کی طرف دیکھتے

ہوئے چہکتی بولی تو عینا نے مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا

ایسا کچھ نہیں ہے اپنے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالا کرو

میرا تم لوگوں سے ناراض ہونا بنتا ہی نہیں اور میں تم

لوگوں سے بات کرنا کبھی بند نہیں کروں گی ٹھیک ہے

عینا ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس طرح بول

رہی تھی جیسے نہیں یقین دار ہی ہو کہ نہ تو وہ ان

سے ناراض ہے اور نہ ہی کبھی ان سے بات کرنا چھوڑے گی

پکا وعدہ نافر یہ اپنا ہاتھ ہے عینا کے آگے کرتے ہوئے

بولی تو اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ فاریہ کے ہاتھ

میں رکھ دیا

ہاں وعدہ اب تم لوگ جاؤ میں تم لوگوں کی گفٹ بعد

میں دیکھ لوں گی ابھی مجھے ایک ضروری کام کے لیے

جانا ہے عینا ان دونوں کے جانب دیکھتے ہوئے نرم لہجے

میں بولی تو وہ دونوں خوش ہو کر ہاں میں سر ہلاتے

ہوئے فوراً وہاں سے چلی گئی ان کے لیے اتنا ہی کافی

تھا کہ عینا انہیں احساس دلا چکی تھی کہ وہ نہ تو ان

سے ناراض ہے اور نہ ہی کبھی بات کرنا بند کرے گی

بلکہ ہمیشہ ان کے ساتھ ان کے دوستوں کی طرح ہی رہے گی

ان کے جاتے ہی عینا نے اپنا فون پکڑا جو کافی دیر سے

بج رہا تھا مگر سائلنٹ پر ہونے کی وجہ سے عینا کو پتہ

نہیں چلا اس نے فون پر جگمگاتا نام دیکھا اور کال

اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا اور چلتی ہوئی کھڑکی

کے قریب آن کھڑی ہوئی

کیا خبر ہے دانش عینا فون کان سے لگاتے ہوئے بولی

خبر یہ ہے میم کے افتخار کو قتل کرنے والا کوئی اور

نہیں بلکہ ملک ظہیر ہی ہے اس نے افتخار کو قتل

کروایا ہے اور افتخار کے کپڑوں سے ایک چیپ برآمد

ہوئی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ چیپ آپ ہی دیکھیں

اوپن کر کے ہم سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں نماز جنازہ

کے بعد سب آفیسرز آپ کو میٹنگ روم میں ہی ملیں گے

فون کے سپیکر سے دانش کی آواز گونجی جبکہ عینا

جو پوری توجہ سے دانش کی بات سن رہی تھی اسے

ایسے احساس ہوا جیسے اس کے کمرے میں کوئی

داخل ہوا ہو اور پیچھے سے دروازہ بند کیا ہو مگر وہ

مڑی نہیں تھی نہ ہی اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا

ٹھیک ہے افتخار کی فیملی کو لاہور شفٹ کرواؤ اب ان

کا اسلام آباد رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے یہاں شفٹ

کروانے کے بعد انہیں مکمل پروٹیکشن دواپنے آفیسرز

ان کے گھر کے آگے پہرے داری کے لیے بٹھاؤ افتخار کی

فیمیلی کو ایک خرچ بھی نہیں آنی چاہیے عینا

سنجیدگی سے بول رہی تھی

جی میم ٹھیک ہے میں ابھی انتظام کرتا ہوں 24 گھنٹوں

کے اندر اندر افتخار کی فیمیلی لاہور میں موجود ہوگی

دانش نے اپنی بات مکمل کی تو عینا نے فون کاٹ دیا

اور کھڑکی کے پاس ہی کھڑی رہی اپنے فون والا ہاتھ

اور دوسرا ہاتھ کمر کے پیچھے باندھا اور گردن سیدھی

کمر کے کھڑکی سے باہر نظر آنے والے مناظر دیکھنے لگی

میرے کمرے میں بغیر میری اجازت کے داخل ہونے کی

وجہ۔۔۔؟؟ عینا کھڑکی سے باہر نظر آنے والی کھیتوں پر

نظریں جماتے ہوئے سنجیدگی سے بولی

جبکہ زر خان جو اس کے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے فون

پر بات کرتا ہوا دیکھ رہا تھا اور اس کے فارغ ہونے کا

انتظار کر رہا تھا عینا کو اس طرح بولتا دیکھ کر

حیران ہوا وہ کیسے پہچان گئی تھی کہ اس کے پیچھے

موجود شخص کون ہے شاید وہ بھول گیا تھا کہ اس

وقت اس کے سامنے کھڑی لڑکی حور نہیں بلکہ

حورالعین سکندر ہے بہت زیادہ مضبوط خود مختیار

اور ایک سخت پہاڑ کی مانند لڑکی جسے توڑنا کسی کے

بس کی بات نہیں

اپنی بیوی کے کمرے میں داخل ہونے کے لیے مجھے

کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں زرخان عینا کی

طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا تو زرخان کے منہ سے بیوی

لفظ سن کر عینا کے ماتھے پر ایک دم بل نمودار ہوئے

آنکھوں میں سختی آنے لگی وہ ایک جھٹکے سے مڑی

اور اپنے سامنے موجود زر خان کو خو نوار نگاہوں سے

دیکھنے لگی

کون بیوی اور کس کی بیوی میں نہ تو کسی کی بیوی

ہوں اور نہ ہی میرا یہاں پر کسی سے بیوی والا رشتہ

ہے عینا زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی ایک ایک لفظ

چبا چبا کر بولی

زرخان عینا کی طرف قدم با قدم چلتا ہوا آیا اور اس

کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے

ہوئے بولا

تم بیوی اور میری بیوی اور تمہارا بیویوں والا مجھ سے

ہی رشتہ ہے زر خان دل جلانے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر

سجاتے ہوئے بولا جبکہ عینا کا خون کھول رہا تھا اسے

اپنے سامنے دیکھ کر

یہ کون سا نیا طریقہ ڈھونڈا ہے اپنا آپ دکھانے کا مسٹر

زر خان سکندر کیا جو نکاح کی تیز لیل دو دن پہلے کیا

وہ کم تھی جو دوبارہ پھر چلے آئے عینا زر خان کی

آنکھوں میں آنکھیں گاڑتی ہوئی بے حد سخت انداز میں بولی

عینا کی بات سن کر زرخان کی مسکراہٹ ایک دم سے

غائب ہوئی تھی اور سنجیدگی کے تاثرات نے مسکراہٹ

کی جگہ لی تھی

اگر تم نے دوبارہ یہ لفظ بولے تو جان لے لوں گا میں

تمہاری نکاح ہوا ہے میرا تم سے اور زرخان سکندر اتنا

گھٹیا نہیں کہ خدا کے بنائے گئے پاک رشتے کی تذلیل

کرے اس دن جو بولا حادثہ نے غلط بولا تھا سمجھی

تم زر خان عینا کے طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولا

عینا نے اپنے زر خان کے درمیان دو قدموں کا فاصلہ مٹایا

اور بالکل اس کے سامنے کسی چٹان کی طرح کھڑی ہو

کر اس کی کالی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑ ہی تھی

بہت افسوس کی بات ہے مسٹر زرخان سکندر آپ یہ

سوچ رکھتے ہیں کہ میں یعنی حورالعین سکندر اس

بات سے انجان ہے کہ یہ نکاح اصلی تھارائٹ میں وہ

ہوں جہاں آپ کی سوچ بھی نہیں جاتی میں نے دھوکہ

صرف ایک بار کھانا تھا بار بار نہیں اور فکر کس بات

کی ہے اکثر میاں بیوی والے رشتے ختم بھی تو ہو جاتے

ہیں اور ویسے بھی میرا تو آپ سے ایسا کوئی رشتہ ہے

بھی نہیں ایک نام کا نکاح تھا اور ایک نام کا رشتہ تھا

اور تو اس میں کچھ نہیں تھا اور وہ بھی بہت جلد

ختم ہو جائے گا جسے میں اپنے ہاتھوں سے خود ختم

کروں گی عینا زرخان کی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں

گاڑھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی

عینا کی آنکھوں میں کوئی خوف کوئی ہچکچاہٹ کوئی

شرم و حیا نہ تھی جو اکثر زرخان کے قریب آنے پر اس

کی آنکھوں میں پائی جاتی تھی اس کی آنکھوں میں

تو زرخان وہ سختی دیکھ رہا تھا جو سختی اس نے آج

سے پہلے کسی کی آنکھوں میں نہیں دیکھی تھی شاید

وہ سختی اس کے اندر کا حال بیان کر پاتی مگر ایسا

بھی ناممکن تھا وہ اپنے تاثرات چھپانا بہت بہتر طریقے

سے جانتی تھی اور وہ بہت مہارت سے اپنے جذباتوں

کو کنٹرول کرنا بھی جانتی تھی

عینا کی بات سن کر زرخان کہ آنکھیں سرخ انگار بننے

کے درپر تھی دماغ کی رگیں بری طرح پھول چکی

تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ رشتہ ختم کرنے

کی بات پر وہ عینا کو دور کھ کے لگا دے اور اس کے

ہوش ٹھکانے لگائے مگر وہ عورت ذات پر ہاتھ اٹھانا

گناہ سمجھتا تھا اس لیے وہ عینا پر بھی کوئی سختی

نہیں کرنا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ عینا سے معافی

مانگ لے اور عینا سب کچھ بھول جائے مگر ایسا اتنی

جلدی ممکن نہ تھا ابھی تو زرخان سکندر کو بہت پیڑ

بیلے تھے

تمہاری ہمت کس طرح ہوئی اس رشتے کو ختم کرنے کے

بارے میں سوچنے کی زر خان عینا کا بازو دبوچتے ہوئے

پھنکارا

ہمت کے بات تم نہ ہی کرو مسٹر زر خان سکندر وہ شاید

میں آپ سے زیادہ ہی رکھتی ہوں عینا ایک ہاتھ زر خان

کے سینے پر رکھ کے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی

زرخان کا غصہ اس کا سختی بھرا لہجہ عینا پر ذرا اثر

نہیں کر رہا تھا ایک طرف شیر تھا اور دوسری طرف

سوا شیر تھا وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالے بے خوفی سے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے

ہمت چاہے جتنی مرضی رکھ لو مسز زرخان سکندر رہنا

تو تمہیں میری ہی بیوی ہے آخری سانس تک زر خان

عینا پر اپنا رشتہ جتلاتے ہوئے بولا

خوش فہمی لا علاج ہے اور کچھ فیصلے اٹل اور یہ بات

میں بہت جلدی سچ ثابت کر کے دکھاؤں گی عینا اپنی

سبز آنکھیں زر خان کی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے اٹل

لہجے میں بولی تو زر خان نے اس کا بازو پکڑ کے اسے

ایک جھٹکا دیا اور دیوار کے ساتھ پن کیا اچانک دیوار

کے ساتھ لگنے کی وجہ سے عینا کا ایک بازو سوچ بورڈ

پر لگا تھا جس کے نتیجے میں کمرے کی ساری لائٹس

ایک دم سے بند ہوئی تھی اور اب کمرے میں گہرا اندھیرا تھا

اگر دوبارہ اس رشتے کو ختم کرنے کے بارے میں تم نے

سوچا بھی تو تمہارے جسم سے تمہاری روح کھینچ لوں

گا میں زر خان عینا کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے

ہوئے سنجیدگی سے بولا جبکہ عینا اپنے چہرے پر

زر خان کی آگ کی طرح دکھتی سانسیں صاف

محسوس کر سکتی تھی

پیچھے ہٹیں یہ کیا بیہودگی ہے عینا زر خان کو دھکا

دیتے ہوئے بولی جبکہ اگلے ہی لمحے زر خان دوبارہ

اسے اپنے نزدیک کر چکا تھا

بیہودگی کہو یا کچھ بھی تمہیں تو اب یہ سب برداشت

کرنا ہی پڑے گا میری جان زرخان نے بولتے اس کی

گردن پر لب رکھے تھے جبکہ عینا جو تب سے اس کے

سامنے سخت جان بنی کھڑی تھی اس کے سلگتے

ہونٹوں کا لمس اپنے گردن پر محسوس کر کے بے ایک

تیار جھڑ جھڑی لی تھی

تم نے مجھ سے سچائی چھپا کر اچھا نہیں کیا اس کا

حساب تو میں الگ لوں گا مگر ابھی نہیں پہلے مجھے

اپنے حساب چکانے ہیں شر مندہ ہوں اپنی غلطی پر

معافی مانگنا چاہتا ہوں تم سے مگر ایسے نہیں اپنے

طریقے سے زر خان عینا کے کان میں سرگوشی کرتا بہکے

کے انداز میں بولا اور اس کے سرخ ہوتے کان پر لب

رکھے جبکہ اس کی اتنی نزدیکی پر عینا گھبراہٹ کا

شکار ہوئی تھی

تم نے شرط رکھی تھی ناکہ تمہارے کام اور تمہارے

مشن کے درمیان حویلی کا کوئی فرد نہیں آنا چاہیے تو

ٹھیک ہے تمہارے راستے میں کوئی نہیں آئے گا مگر یہ

وقت صرف مختصر ہے اس کے بعد تم یہ بات بھول

جانا مسز حور العین سکندر کہ تمہیں میں اپنے نام سے

آزاد کروں گا یا تمہارے راستے سے ہٹ جاؤں گا تمہارا

ہر راستہ ہی میری طرف آتا ہے اس لیے اپنے دماغ سے

تمام الٹی سوچوں کو نکال دو تو ہی بہتر ہے تمہارے

لیے بھی اور ہماری آنے والی نئی زندگی کے لیے بھی

زر خان سنجیدگی سے بولا

کون سا راستہ اور کون سی زندگی میں آپ کے ساتھ

ایک پل نہیں گزاروں گی سمجھے آپ اور اگر اب آپ

بغیر اجازت کے میرے کمرے میں آئے یا مجھ سے

بد تمیزی کرنے کی کوشش کی تو میں تمام لحاظ بھول

جاؤں گی عینا زر خان کو پیچھے کی طرف دھکا دیتے

ہوئے بولی تو زرخان جو اپنا آپ ڈھیلا ڈھالا سا کیے

عینا پر جھکا ہوا تھا چانک لگنے والے دھکے سے دو

قدم لڑکھڑا کر پیچھے ہوا مگر سنبھل گیا

اب بھی تم نے کون سے لحاظ رکھے ہیں ہاتھ پاؤں تو

تمہارے ابھی بھی ویسے ہی چل رہے ہیں زرخان عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ عینا کمرے کی

لائٹس آن کر چکی تھی

لگتا ہے حورالعین سکندر سے کی گئی آخری ملاقات آپ

بھول چکے ہیں عینا ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ لیے

زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی وہ اسے وہ دن یاد

کروار ہی تھی جس دن عینا نے اسے ٹانگ رسید کی

تھی صرف زرخان کے اس کا بازو پکڑنے پر

مجھے اپنی بیوی سے کی گئی ہر ملاقات یاد ہے اور

میری یادداشت اتنی بھی کمزور نہیں کہ میں اپنی

زندگی کی اتنی عظیم ہستی سے کی گئی ملاقاتوں کو

بھول جاؤں زر خان اپنے چہرے پر دل جلانے والی

مسکراہٹ لیے بولا

اوجسٹ شٹ اپ اگر اب مجھے دوبارہ بیوی بولا تو

مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا یہ بات اپنے دماغ میں

اچھے سے بٹھالیں آپ تو آپ کے لیے بہتر ثابت ہو گا اس

کے دوبارہ بیوی کہنے پر عینا بھڑک ہی اٹھی تھی

اور یہ جو توقعات آپ مجھ سے لیے بیٹھے ہیں ناکہ

میں عام لڑکیوں کی طرح آپ کی ان باتوں میں آکر

خوش ہو جاؤں گی اور نئے نئے خواب سجانے لگوں گی

تو یہ آپ کی سب سے بڑی بھول ہے میں کوئی عام

لڑکی نہیں ہوں اور جو آپ لوگوں نے میرے ساتھ کیا ہے

نا اسے معاف کرنے کا حوصلہ میں بالکل نہیں رکھتی

عینا نے اپنی بات مکمل کر کے قدم زر خان کی جانب

بڑھائے اور اس کے ایک قدم فاصلے پر رک گئی آنکھیں

اس کی آنکھوں میں ڈالیں اور پھر سے بولنا شروع ہوئی

اپنی زندگی میں غلطیوں کو میں برداشت نہیں کرتی

جب میں نے خود کو غلطی کا پتلا نہیں بنایا تو میں

کسی کی غلطیوں کو کیسے معاف کر دوں اور ان

حویلی کے مکینوں نے غلطیاں نہیں دھوکہ کیا ہے صرف

مجھ سے نہیں میرے دل کے ساتھ میری روح کے ساتھ

مجھے دغا دیا ہے اور میں مرتے دم تک اس کی معافی

نہیں دوں گی میں کچھ بھی برداشت کر سکتی تھی

مگر جھوٹی محبت کے دھوکے جھوٹی ہمدردی کے

دھوکے جھوٹی نزدیکیوں کے دھوکے اور جھوٹے رشتوں

کے دھوکے میری روح کو چھلی کر کے گئے ہیں جنہیں

چاہتے ہوئے بھی میں کبھی معافی نہیں بخشوں گی

عینا کی آنکھیں ایک دم سے سرخ ہونے لگی تھی گرین

آنکھوں کی جگہ وحشت پھیلنے لگی تھی اس سے پہلے

کہ عینا کے منہ سے کچھ اور سخت الفاظ نکلتے اس نے

خود پر کڑے ضبط کے پہرے لگائے اور ایک نظر سخت

زر خان کو دیکھ کر بیڈ سے اپنی جیکٹ اٹھائی اور بغیر

پیچھے مڑے کمرے سے نکل گئی

تم کیوں ہو ایسی یار میں جتنا تمہاری آنکھوں میں

جھانکنے کی کوشش کرتا ہوں تم اتنا ہی اپنے اندر کی

ویرانیوں کو چھپانے میں کامیاب ہو جاتی ہو آخر تم

کیوں نہیں اپنی تکلیفیں کسی سے کہتی کسی سے تم

کہو کسی کو تو بتاؤ کہ تمہارے اندر کیا ہے اپنے اندر کے

طوفانوں کو کبھی تو باہر نکالو تم اتنی پتھر ہو ہی

نہیں جتنی تم بنتی ہو زرخاں اپنے بالوں میں ہاتھ

پھیرتے ہوئے بولا کیونکہ اس کی آنکھوں میں وہ جو

دیکھنے آیا تھا اسے وہ نہیں ملا تھا اور اس کے لیے وہ

دیکھنا اتنا آسان بھی نہیں تھا

میں نے تمہارے ساتھ غلط کیا ہے بلکہ بہت غلط کیا ہے

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے اور میں تم سے معافی

بھی مانگوں گا مگر سہی وقت پر اس سے پہلے تمہارے

اندر کے غبار کو نکالنا بہت ضروری ہے جسے دبا دبا کر

تم نے اپنے دل کو بھاری کیا ہوا ہے اور یہ میرا تم سے

وعدہ ہے مسسز حور العین زرخان سکندر کہ ایک دن

تمہارے اندر کی ساری تکلیفیں سارے دکھ خود میں

سمیٹ لوں گا تمہیں اتنی خوشیاں دوں گا کہ تمہیں

اپنی تمام محرومیاں ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوں گی

انشاء اللہ رخان نے بولتے ہوئے اپنے رب سے اپنے ارادوں

میں کامیاب ہونے کی دعا کی اور پھر وہاں سے نکل گیا

افتخار کہ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد تمام آفیسرز

میٹنگ روم میں موجود تھے سب نے اپنی نشست

سنجالی ہوئی تھی جبکہ رینا سربراہی کر سی پر بیٹھی

اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر اپنی تھوڑی کے

نیچے رکھی ہوئی تھی اور بغور سامنے لگی دیوار پر

ایل ای ڈی کی طرف دیکھ رہی تھی جو پوری دیوار

جتنی تھی اور اس پر افتخار کے کپڑوں سے ملی گئی

چیپ کو چلایا گیا تھا جس میں افتخار کی ویڈیو چل

رہی تھی اور وہ کچھ بول رہا تھا

میم مجھے معلوم ہے کہ جب تک یہ چیپ آپ تک پہنچے

گی تب تک میں اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہوں گا مگر

اس چیپ کا آپ تک پہنچنا بہت ضروری ہے میں یہاں

پر ایک وین کے پیچھے آیا تھا اس وین میں دو لڑکیوں

کو زبردستی بے ہوش کر کے ڈالا گیا تھا ان کی

جاسوسی کرتے کرتے میں بہت دور نکل آیا میں نے تمام

معلومات لے لی مگر ایک آدمی کی مجھ پر نظر پڑ گئی

میں نے وہاں سے بھاگنے میں عافیت جانی کیونکہ اس

وقت میرے پاس کوئی بھی ریوالور یا اپنی حفاظت کے

لیے چیز موجود نہیں تھی اس لیے میں نے وہاں سے راہ

فرار لی مگر کچھ فاصلے پر جاتے انہوں نے مجھ پر

گولیوں کی بھپار کر دی اس وقت مجھے تین گولیاں

لگی ہیں اور میں جنگل میں چھپا ہوا ہوں میرا خون

بری طرح بہہ رہا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ

مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے مگر اس چپ میں وہ

تمام ویڈیو تمام تصویریں موجود ہیں جو میں نے

ریکارڈ کی ہیں یہاں پر چھوٹی چھوٹی بچیاں موجود

ہیں جنہیں بے رحمی سے قتل کر کے ان کے دل اور

گردے باہر سپلائی کیے جا رہے ہیں میم خدار ان

بچیوں کو بچالیں ان کی حفاظت کریں یہ چھوٹی

چھوٹی معصوم بچیاں ہیں جن کی عمر چھ سے نو

سال تک ہے میری جان کو خطرہ ہے مجھے یقین ہے کہ

میں نہیں بچ سکوں گا میری آخری خواہش ہے کہ آپ

ان بچیوں کو بچالیں اور میرے گھر والوں کا خیال

رکھے گا انہیں بولے گا کہ افتخار مرا نہیں ہے بلکہ وہ

شہید ہوا ہے یہ بولتے ہی وہ ویڈیو بند ہو گئی تھی

افتخار کے خون سے بھرے وجود کو دیکھ کر عینانے

قرب سے آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولی تھی

آفیسرز-----

Get ready everyone, we will start
this

operation now and at the same
time

عینا آفیسرز کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو سب

آفیسرز فوراً سے اٹھ کھڑے ہوئے

یس میم ائی ایم ریڈی آفیسرز عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بولے اور پھر سب نے قدم میٹنگ روم سے باہر کی

جانب بڑھائے اور اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر اپنی

منزل کی طرف روانہ ہو گئے

آفیسر ز ایک بھی بچی کو ایک بھی خروچ نہیں آنی

چاہیے اس کے لیے چاہے اپنی جان پر کیوں نہ کھیلنا

پڑے کھیل جانا مگر کسی بچی کو ایک آنچ نہیں آنی

چاہیے دشمنوں کو نصب و نبوت کر دینا مجھے ان کی

لاشیں دیکھنی ہیں صرف ایک بندے کو زندہ رکھنا جو

ہمیں اس تک پہنچا سکے جو اس سب کے پیچھے چھپا

ہے اس کے علاوہ تمہارے سامنے جو بھی آتا ہے اس کے

دماغ میں گولی مارنا گولی اس کے دماغ میں لگنی

چاہیے جسم کے کسی اعضاء میں نہیں عینا کنٹرولر

فون اپنے منہ کے قریب کرتے ہوئے بولی تو تمام آفیسرز

جن کے کانوں میں بلوٹو تھ لگی ہوئی تھی عینا کی آواز

سنتے وہ فوراً الرٹ ہوئے اور عینا کو ہاں میں جواب دیا

عینا کی باتیں آفیسرز میں جوش پیدا کر دیتی تھی

ایسا جوش جو سامنے موجود دشمن کو موقع دیے بغیر

اسے ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا

عینا کے آفیسر زچاروں طرف پھیل چکے تھے انہوں نے

بغیر کسی کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیے وہاں پر

حملہ کیا تھا اور عینا کے کہے کہ ٹھیک مطابق سامنے

آتے ہر فرد کو وہ گولیوں سے اڑاتے گئے تھے اور گولی

عین دماغ پہ لگ رہی تھی نہ تو وہ یہ سوچ رہے تھے کہ

سامنے موجود شخص کون ہے اور نہ وہ یہ دیکھ رہے

تھے کہ اسے گولی کہاں لگ رہی ہے وہ صرف اپنا نشانہ

باندھ رہے تھے اور انہیں موت کی گھاٹ اتارتے جا رہے

تھے اور کچھ ہی منٹوں میں وہ لوگ اس علاقے کے ایک

ایک مرد کو ہلاک کر چکے تھے جبکہ وہاں موجود تمام

آفیسرز صحیح سلامت موجود تھے کچھ آفیسرز زخمی

ہوئے تھے مگر وہ اب ٹھیک تھے

عینا نے بیسمنٹ کا دروازہ کھولا تو دن کی روشنی

بیسمنٹ میں پھیلنے لگی وہاں پر کافی زیادہ چھوٹی

بچیاں موجود تھیں جو بے ہوش پڑی ہوئی تھیں اور

کچھ ہوش میں آرہی تھیں انہیں نشہ آور ادویات دے کر

بے ہوش کیا گیا تھا جبکہ ان کے کچھ فاصلے پر ان

بچیوں کی لاشیں پڑی تھیں جن بچیوں کو مار کر انہوں

نے اعضاء نکال کے سپلائی کیے تھے ان بچیوں کے

لاشوں کو دیکھ کر عینا نے سختی سے اپنی آنکھیں بند

کر کے دوبارہ کھولی تھی

دانیال ان بچیوں کو ہاسپٹل پہنچاؤ تا کہ ان کا وقت پر

علاج کیا جاسکے اور جن بچیوں کا انتقال ہو چکا ہے

ان کے والدین کو اطلاع کرو عینا دانیال کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی جب کہ اس کا لہجہ ڈھلا ہوا تھا

اس سے یہ سب دیکھا ہی نہیں جا رہا تھا اور دانیال یہ

چیز بہتر طریقے سے محسوس کر سکتا تھا

عینا تمہارے ہاتھ پر بری طرح چوٹ آئی ہے تم جاؤ میں

ان بچیوں کو ہاسپٹل پہنچا کر آ جاؤں گا دانیال عینا

کی حالت کے پیش نظر اسے دیکھتے ہوئے بولا وہ کسی

بھی حال میں اسے یہاں سے بھیجنا چاہتا تھا کیونکہ

اگر وہ کچھ دیر یہاں اور رکتی تو اس کی حالت غیر

ہونے لگتی کیونکہ وہ معصوم اور چھوٹی چھوٹی

بچیوں کی لاشیں تھیں جنہیں دیکھا ہی نہیں جا رہا

تھا جن کا قتل جہالت سے کیا گیا تھا اور ان کے بے

جان وجود کفن اور قبر کے بغیر بے سہارا زمین پر گرے

پڑے تھے

دانیال کی بات سن کے عینا نے فقط ہاں میں سر ہلایا

اور وہاں سے نکل گئی

وہ باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھی اور اپنی گاڑی اس

علاقے سے نکالی اس میں بالکل ہمت نہیں تھی کہ وہ

اس جگہ پر مزید رک سکتی

قسم کھاتی ہوں میں اس سب کے پیچھے چھپے انسان

کو ایسی دردناک موت دوں گی کہ دیکھنے والے کی

روح کانپ جائے گی اس کے لاش کے اتنے ٹکڑے کروں

گی کہ کتے بھی کھانے سے انکاری ہو جائیں گے

چھوڑوں گی نہیں میں ان کو کتے کی موت ماروں گی

سرمام انہیں پھانسی کے پھندے پر لٹکا کے چیل کووں

کوان کی گندی لاشوں پر چھوڑوں گی تاکہ وہ انہیں

نوح نوح کر کھائیں اور دنیا ان کی عبرت ناک موت

دیکھ سکے اور دوبارہ کسی میں یہ ہمت نہ ہو کہ وہ

کسی معصوم کی جان سے کھیلے

عینا اپنی سبز سرخ ہوتی آنکھوں سے سامنے سڑک کی

طرف دیکھتی ہوئی سخت لہجے میں بول رہی تھی اس

کے لہجے میں جو تھا وہ حقیقت تھی یقیناً ان لوگوں

کو اب عبرت ناک موت کا سامنا کرنا تھا اور ان کی

زندگی کی ڈوڑیاں اب عینا سکندر کے ہاتھ میں آچکی

تھی اب وہ انہیں کس طریقے کی موت دیتی ہے یہ عینا

سکندر کی مرضی تھی مگر ان کی موت پکی تھی

پورے پاکستان میں ہر طرف یہ خبر پھیل چکی تھی ہر

میڈیا چینل پر یہ ہیڈ لائنز چل رہی تھی جن میں ان

بچیوں کے بارے میں بتایا جا رہا تھا جبکہ میڈیا میں

یہی ظاہر کروایا گیا تھا کہ وہاں پر آفیسرز کی ریٹ

ہوئی ہے کیونکہ سیکرٹ ایجنٹ کی پہچان کو چھپالیا

گیا تھا اور اس میں آرمی آفیسرز کا ہی کمال تھا

اس وقت سب لاؤنج میں بیٹھے یہی خبر سن رہے تھے

جب کہ شیرازی سکندر بہت اچھے طریقے سے جانتے

تھے کہ اس سب کے پیچھے ضرور عینا اور دانیال ہی

تھے جنہوں نے وہاں ریٹ کی تھی انہیں عینا کی فکر

ہونے لگی تھی کیونکہ اس جگہ کی کافی بری حالت

دکھائی دے رہی تھی جبکہ عینا کا ابھی تک کوئی آتا

پتہ نہیں تھا نہ تو وہ واپس آئی تھی نہ ہی اس سے

کوئی رابطہ ہو سکا تھا

فارہ گڑیا عینا کا نمبر ملاؤ مجھے اس سے ضروری بات

کرنی ہے شیرازی سکندر فارہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

لیکن چچا جان ان کا نمبر تو بن جا رہا ہے فار یہ سکندر

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

میں نمبر بتاتا ہوں ڈائل کرو شیرازی سکندر نے فار یہ کو

نمبر بتایا اور فار یہ نمبر ڈائل کر کے اس نمبر پر کال

ملائی اور شیرازی سکندر کے اشارے پر فون سپیکر پر

ڈال دیا

پہلے دو دفعہ ٹرائی کرنے کے بعد فون نہیں اٹھایا گیا

مگر تیسری بار کال ملانے پر دوسری بیل پر ہی فون

اٹھالیا گیا تھا

ہیلو۔۔۔۔۔ فون کا سپیکر میں عینا کی آواز گنجی

السلام علیکم آپنی چچا جان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں

آپ ان سے بات کر لیں فاریہ نے بولتے ساتھ ہی فون

شیرازی سکندر کی طرف بڑھایا

عینا کہاں ہو چکے۔۔۔ شیرازی سکندر فون ہاتھ میں

تھامتے ہوئے فکر مندی سے بولے

آفس "آگے سے صرف ایک لفظ جواب دیا گیا تھا"

اتنی رات ہو چکی ہے تم ابھی تک واپس نہیں لوٹی سب

خیریت ہے شیرازی سکندر نے عینا سے اگلا سوال کیا

جی سب خیریت ہے کام ہے بہت ضروری ہے مجھے اس

لیے میں نہیں آسکوں گی ہو سکتا ہے کہ کافی وقت لگ

جائے آپ میں سے کوئی بھی میرا انتظار نہ کرے عینا

اس انداز میں بولی تھی جیسے اسے معلوم ہو کہ فون

سپیکر پہ ہے اور اسے سننے والے حویلی کے تمام افراد

وہیں پر موجود ہیں

تم ٹھیک ہو بیٹا شیرازی سکندر فکر مندی سے بولے

میں پچھلے 23 سال سے بالکل ٹھیک ہوں مسٹر شیرازی

آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں اپنا خیال

خود رکھ سکتی ہوں عینا کا لہجہ بہت نارمل تھا مگر

اس میں بہت کچھ تھا جو وہ باور کروا چکی تھی

کیونکہ شیرازی سکندر نے پہلی بار اسے اتنی فکر مندی

سے اس کا حال چال پوچھا تھا جو عینا سے بالکل ہضم

نہیں ہوا تھا

عینا بچے اتنی رات ہو گئی ہے کام بعد میں کر لینا بھی

گھر واپس آؤ مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی

بڑی اماں عینا کی بھاری بھاری آواز محسوس کر چکی

تھی یقیناً اس کی طبیعت کچھ بہتر نہیں تھی

بڑی اماں میں نہیں آسکتی اگر میں سکون کی نیند سو

سکتی ہوں تو ان معصوم بچیوں کا کیا جوان ظالموں

کے ہاتھ لگ چکی ہیں میں اس چیز سے لا علم نہیں ہو

اور نہ ہی میں لا علم ہو سکتی ہوں جب مجھے معلوم

ہے کہ وہ بچیاں مصیبت میں ہیں تو مجھ پر نیندیں

حرام ہیں آپ میری فکر بالکل مت کریں میں بالکل

ٹھیک ہوں اور مجھے کچھ نہیں ہوگا ویسے بھی بلائیں

اتنی جلدی ٹلتی نہیں اور میں تو اپنے باپ کے سر کی

بلا ہوں جو پچھلے 23 سال سے نہیں ٹل سکی تو اب

کیسے ٹل جائے گی عینا ہلکا سا ہنستے ہوئے بولی جیسے

اپنا مذاق وہ خود اڑا رہی تھی

عینا کی یہ بات وہاں موجود ہر وجود کے دل کو تیر کی

طرح لگی تھی وہ خود کو بلا کیسے کہہ سکتی تھی

بھلا کوئی لڑکی بھی خود کو بلا کہہ سکتی ہے ان کے

لیے یقین کرنا مشکل تھا

ایسی باتیں مت کیا کرو میری بچی وہ باپ ہیں تمہارے

اگر ان سے غلطیاں ہو گئی ہیں تو انہیں بار بار ایسے

بول کر اذیت تو نہ دو اماں جان نے عینا کو سمجھانا چاہا

ٹھیک ہے اگر آپ ایسا بولتی ہیں تو اسَندہ یہ بھی اذیت

میں نہیں دوں گی ویسے میں نے آج تک انہیں تو کچھ

نہیں کہا اپنے وجود کے بارے میں کوئی بات کرنا بھی

کسی کو اذیت دے سکتا ہے میں نے کبھی سوچا نہیں

تھا یہ بات میرے لیے کافی نئی اور حیران کن ہے عینا

بھرپور حیرانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی جب کہ اس

کی باتیں برداشت کرنا شیرازی سکندر کے بس سے باہر

تھا وہ کیسے اسے سمجھاتے کہ خود کے بارے میں ہی

تو برا بھلا بول کر وہ انہیں تڑپاتی ہے وہ سیدھا ان کے

منہ پر انہیں بول دے کہ وہ اچھے باپ نہیں ہے انہوں

نے اسے پیار نہیں دیا محبت نہیں دی کچھ بھی بول

دے مگر خود کو اس طرح نہ بولا کرے

ابھی شیرازی سکندر نے عینا کو روکنے کے لیے لب کھولے

ہی تھے جب دانیال کی آواز کانوں میں پڑھتے ہی وہ

خاموش ہو گئے

عینا یہ کیا بے وقوفی ہے تم ابھی تک ایسے ہی بیٹھی ہو

ہاتھ دیکھو اپنا پچھلے تین گھنٹے سے خون بہہ رہا ہے

دانیال عینا کو ڈانٹتے ہوئے بولا جب کہ دانیال کی بات

سن کر زرخان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر فون کی جانب

دیکھا تھا

کیا مطلب ہے خون بہہ رہا ہے کیا ہوا ہے تمہیں زرخان

ٹیبیل سے فون اٹھا کر عینا سے مخاطب ہوا مگر عینا

اس سے مخاطب ہونا نہیں چاہتی تھی

میں جلدی حویلی آنے کی کوشش کروں گی خدا حافظ

عینانے بول کر فوراً فون کاٹ دیا صرف فون ہی نہیں

کاٹا تھا اس نے اپنا فون سوئچ آف کر دیا تھا شاید وہ

کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی

کیا ہو گیا ہے اسے یہ اس طرح کی بات ہے کیوں کر رہی

ہے آج بڑی اماں فکر مندی کے عالم میں شیرازی سکندر

کی طرف دیکھتی ہوں بولی

آج کے دن اس کی ماں دنیا سے رخصت ہوئی تھی اماں

اور آج کے دن ہی وہ اس دنیا میں آئی تھی وہ بس

خود کو اس دنیا میں آنے کی سزا دے رہی ہے اور کچھ

نہیں شیرازی سکندر بڑی اماں سے نظر چراتے ہوئے بولے

کیا مطلب سزا دے رہی ہے کیا کر رہی ہے وہ لڑکی خود

کے ساتھ کچھ بتانا پسند کرو گے تم اب کی بار صہسزیب

سکندر بولے تھے

پچھلے پانچ سال تھے وہ یہی سب کچھ کرتی آرہی ہے

اس رات کے 12 بجتے ہی وہ گھر سے غائب ہو جاتی ہے

وہ خود کو تکلیف دیتی ہے اور بے تحاشہ تکلیف دیتی

ہے وہ دود و دن تک واپس نہیں آتی جانے اس وقت اس

نے خود کو کیسی تکلیف سے آشنا کروایا ہے ہر بار تو وہ

اکیلی ہوتی ہے لیکن اس بار دانیال اس کے پاس ہے

مجھے امید ہے کہ وہ اسے کچھ نہیں ہونے دے گا

شیرازی سکندر صہزیب سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے

بولے تو سب نے پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو

دیکھنا شروع کر دیا

سزا دیتی ہے خود کو تکلیف دیتی ہے یا اللہ یہ کیسی

سختیاں ہیں اس بچی پر اماں جان تو اپنا دل ہی

تھامتی رہ گئی تھی

زر خان کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی جائے اور عینا کو

ڈھونڈ کر اپنے روبرو کرے سب سے پہلے تو اسے خود

کو نقصان پہنچانے پر دو تھپڑ لگائے اور پھر اسے اپنی

پناہوں میں بری طرح قید کر کے اس کے نکلنے کا ہر

راستہ بند کر دے مگر وہ اس وقت ایسا نہیں کر سکتا

تھا پہلی بات تو یہ کہ عینا نے جھوٹ بولا تھا وہ آفس

میں موجود نہیں تھی پیچھے سے آنے والی آوازیں بتا

رہی تھی کہ وہ آفس میں نہیں بلکہ کسی سنسان جگہ

پر موجود ہے جہاں پر رات کے وقت ہونے والی عجیب

سی چیر پرندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی اور

دوسری بات اس وقت اس کا عینا کوڈ ہونڈنا تقریباً

ناممکن تھا کیونکہ وہ اپنا فون سوئچ آف کر چکی تھی

آپ سب پریشان نہ ہوں کچھ نہیں ہو گا دانیال اس کے

ساتھ ہے وقت کافی ہو چکا ہے اب سب جا کر سو

جائیں شیرازی سکندر سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولے

جو کافی پریشان ہو چکے تھے

ابھی شیرازی سکندر اپنی جگہ سے اٹھتے ان کا فون

بجنے لگا انہوں نے اپنا فون دیکھا تو دانیال کا نام

جگمگارتھا انہوں نے جلدی سے کول اٹینڈ کی اور

فون کان سے لگایا

السلام علیکم انکل مجھے آپ کو ایک ضروری اطلاع

دینی تھی دانیال کی آواز فون کا سپیکر میں گونجی تو

صہمز یب سکندر نے شیرازی سکندر کو فون سپیکر پہ

لگانے کا اشارہ کیا تو انہوں نے فون سپیکر پر لگا دیا

کیونکہ وہ دانیال کو خود بھی سمجھانا چاہتے تھے کہ

وہ عینا کا خیال رکھے اور اسے کوئی نقصان نہ پہنچانے دے

انگل آپ کو میں نے یہ بتانا تھا کہ عینا کو جو چوٹ

لگی ہے وہ ریٹ کے دوران لگی تھی جب ہم نے وہاں

ریٹ کیا تھا تو اس دوران فائرنگ کرتے ہوئے عینا کو

چوٹ لگ گئی اس کے علاوہ عینا نے خود کو یہ نقصان

نہیں پہنچایا وہ صرف خاموشی سے بیٹھی ہوئی ہے

اور مجھے نہیں لگتا کہ وہ ایسی کوئی بھی حرکت

کرے گی میں یہیں پر موجود ہوں اور اسے میڈیسن

بھی دے دی ہے اس میڈیسن میں نیند کی گولی ہے

کچھ ہی دیر میں وہ سو جائے گی آپ بے فکر رہیں وہ

خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اب دانیال نے

مسکراتے ہوئے شیرازی سکندر کو تمام صورتحال سے

آگاہ کیا

ٹھیک ہے چلو خیال رکھنا اپنا اور اس کا خدا حافظ

شیرازی سکندر نے بول کر فون کاٹ دیا اور سب نے

سکھ کا سانس لیا کہ عینا محفوظ تھی اور وہ خود کو

کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی ان کے لیے یہ ہی

چیز کافی تھی

زر خان کے ساری رات جاگتے ہوئے کٹی تھی وہ کبھی

ایک طرف کروٹ لیتا کبھی دوسری طرف مگر عینا کی

یاد بری طرح اس کے سر پر سوار ہو چکی تھی وہ

جانتا تھا کہ آج اس کی برتھ ڈے ہے مگر وہ یہ نہیں

جانتا تھا کہ وہ اپنی ہی سالگرہ پر خود کو نقصان

پہنچاتی ہے اور جب سے وہ شیرازی سکندر کے منہ سے

یہ سب سن چکا تھا وہ مزید بے چین ہو گیا تھا دل تو

چاہ رہا تھا کہ اس دشمن جان کو واپس اسی کمرے

میں لے آئے کسی طرح اسے ڈھونڈ کر حویلی میں

واپس لے آئے مگر وہ تھی جو جانے کہاں چھپی بیٹھی

تھی یوں ہی سوچتے سوچتے زر خان کی ساری رات دو

آنکھوں میں کٹ گئی اور فجر کی آذان ہونے لگی

آج اتوار کا دن تھا جس کی وجہ سے حویلی کے تمام

مرد حضرات حویلی میں ہی موجود تھے اور اس وقت

وہ سب ناشتہ کرنے کے بعد لاؤنج میں بیٹھے تھے مگر

عینا ابھی تک حویلی واپس نہیں آئی تھی

صہمزیب سکندر زرخان کے ساتھ گاؤں کے معاملات کے

بارے میں بات کر رہے تھے اور اسے اس بات سے آگاہ کر

رہے تھے کہ آج سے تین دن بعد زرخان کو سردار کی

گدی سوچی جائے گی

صہمزیب سکندر کی بات سن کر سب بہت خوش ہوئے

تھے آخر کار وہ وقت آہی گیا تھا جب زر خان سکندر

قبیلوں کا سردار بننے جا رہا تھا 16

جی ٹھیک ہے بابا جان میں سارے انتظام کروادوں گا

آپ بے فکر رہیں زر خان صہزیب سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

اسلام علیکم "لاؤنج سے گزرتے ہوئے عینا نے مشترکہ"

سلام لیا جبکہ اچانک عینا کی آواز سن کر سب نے

جھٹکے سے سر اٹھا کر عینا کی طرف دیکھا تھا جو کل

والے ہی حلے میں موجود تھی مگر وہاں پر رکی نہیں

تھی سلام لے کر وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ

گئی تھی جب دانیال اس کے پیچھے ہی آرہا تھا وہ

وہی لاونج میں رک گیا

زرخان نے نظریں اٹھا کر عینا کی طرف دیکھنا چاہا

جس کے ایک دیدار کے لیے وہ پوری رات تڑپتا رہا تھا

مگر اس ظالم لڑکی نے وہاں ایک سیکنڈ بھی رکنا

ضروری نہیں سمجھا تھا زرخان عینا کے پشت کو ہی

گھورتا رہ گیا جو تیز تیز قدم لیتی اپنے کمرے کی

جانب جا رہی تھی

بیٹھو بیٹا اتنی دیر کر دی تم لوگوں نے واپس آنے میں

سب ٹھیک ہے شیرازی سکندر دانیال کی طرف دیکھتے

ہوئے بولے تو وہ مسکراتے ہوئے سامنے صوفے پر برجمان

ہو گیا جہاں کچھ فاصلے پر زر خان بیٹھا ہوا تھا

جی انکل سب ٹھیک ہے بس صبح صبح ایک ضروری

کام آن پڑا تھا اس کے سلسلے میں ہمیں شہر سے باہر

جانا پڑا وہاں سے واپسی میں ہی بہت دیر ہو گئی ورنہ

ہم تو صبح کے پہنچ چکے ہوتے دانیال نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا

مجھے یقین تھا کہ تم عینا کے ساتھ ہو تو وہ خود کو

کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی تم نے عینا بھرپور خیال

رکھا ہو گا شیرازی سکندر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

بولے تو دانیال نے تعجب بھری نظر سے شیرازی سکندر

کی طرف دیکھا

انکل مائنڈ مت کرے گا لیکن آپ سے ایک سوال پوچھنا

چاہتا ہوں دانیال شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے

نارمل انداز میں بولا

ہاں پوچھو بیٹا۔۔۔۔۔ شیرازی سکندر نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا

انکل آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ عینا خود کو کوئی

نقصان پہنچاتی ہے کیا آپ نے کبھی اس کے جسم پہ

اس کے کلائیوں پہ یا اس کے چہرے پہ کوئی زخم کے

نشان دیکھے ہیں دانیال نے شیرازی سکندر کے طرف

دیکھتے ہوئے پوچھا تو شیرازی سکندر اپنے ذہن پر زور

ڈالا مگر ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ انہیں عینا کے

چہرے پر کلائیوں پر یا جسم پہ کوئی بھی نشان

دیکھنے کو ملا ہو

نہیں میں نے ایسا کوئی نشان نہیں دیکھا شیرازی

سکندر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے عینا کو خود کو نقصان

پہنچاتے ہوئے دانیال نے اگلا سوال کیا

نہیں "شیرازی سکندر دانیال کی طرف سوالیہ نظروں"

سے دیکھتے ہوئے بولے کیونکہ انہیں سمجھ نہیں آرہا

تھا کہ وہ یہ سوال کیوں پوچھ رہا ہے جبکہ باقی سب

بھی سیدھے ہو کر بیٹھے بہت غور سے ان دونوں کی

گفتگو سن رہے تھے مگر زرخان کا فوکس ان کی طرف

زیادہ تھا

انکل جب آپ نے کبھی اسے خود کو نقصان پہنچاتے

ہوئے نہیں دیکھا کبھی اس کے چہرے پر یا ہاتھوں پہ

کوئی نشان نہیں دیکھا تو پھر آپ یہ بات کیسے کہہ

سکتے ہیں کہ وہ خود کو نقصان پہنچاتی ہے دانیال

شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو شیرازی

سکندر گہری الجھن کا شکار ہوئے

کیا مطلب ہے آپ کے کہنے کا بیٹا آپ کھل کر بات کریں

شاہنواز سکندر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

میرے کہنے کا مطلب صاف ہے انکل عینا نے کبھی خود

کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا وہ ایسی نہیں ہے کہ وہ

ہمارے دین کے خلاف ہونے والے کاموں کی طرف جائے

وہ تو ہمارے دین کو بہت سنبھال کر رکھنے والی لڑکی

ہے آپ سمجھتے ہیں کہ وہ دود و دن غائب رہتی ہے تو

وہ خود کو نقصان پہنچاتی ہے آپ کی سوچ بالکل غلط

ہے انکل اٹلی سے پاکستان کا سفر دودن کا ہی ہوتا ہے

جب ایک انسان نے صرف کچھ گھنٹوں کے لیے پاکستان

آنا ہو اور کچھ گھنٹوں کے بعد ہی اس کی واپسی اٹلی

کے لیے ہو تو اسے آنے جانے میں دو دن لگ ہی جاتے ہیں

ہر سال وہ اس دن پاکستان آتی ہے اور اپنی ماں کی

قبر پر موجود ہوتی ہے وہ ان کی قبر پہ جا کے ان کے

لیے دعا مانگتی ہے کافی دیر ان کے پاس بیٹھی رہتی ہے

آپ نے کبھی پتہ کروانے کی کوشش ہی نہیں کی اور آپ

پتہ کرواتے بھی کیسے عینا سکندر کی ذات کے بارے

میں معلوم کرنا کوئی عام بات نہیں آج آپ کے سامنے

یہ بات کھل رہی ہے کیونکہ میں نے آپ کو بتایا ہے لیکن

مجھے پورا یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کو نہ بتاتا تو

تاحیات آپ کو یہ بات کا علم نہیں ہونا تھا دانیال

شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں

بتا رہا تھا جبکہ شیرازی سکندر کا دل ڈوبتا جا رہا تھا

ان کی بچی پاکستان آتی تھی اپنی ماں کی قبر پہ ہر

سال جب کہ شیرازی سکندر نے تو کبھی اسے اس کی

ماں کی قبر دکھائی ہی نہیں پھر بھی وہ اتنے سالوں

سے یہاں آتی تھی ان کے لیے یہ بات ناقابل یقین تھی

یا خدا یا یہ لڑکی ابھی ہوئی کتاب ہے ہم اس کے

جیسے جیسے پنہ کھولنے کی کوشش کرتے ہیں ہم

ویسے ویسے الجھتے جارہے ہیں آخر اپنے اندر اتنا کچھ

کیسے چھپا کر رکھا ہے اس نے بڑی اماں کسی ٹرانس کی

کیفیت میں بول رہی تھی

کیونکہ اللہ نے اسے بہت بڑے دل اور ظرف سے نوازا ہے

اس کے پاس اتنا ظرف موجود ہے کہ شاید ہی کسی اور

عورت ذات کے پاس موجود ہو اور عورت ذات تو ایک

منٹ میں ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے مگر عینا سکندر ٹوٹ

کے بکھرنے والوں میں سے نہیں ہے وہ بکھرے ہوئے کو

سمیٹنے والوں سے ہے آپ سب کو لگتا ہے کہ عینا ہم

سب کی وجہ سے ہے لیکن آپ کی سوچ بالکل غلط ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ ہم سب عینا کی وجہ سے ہیں اگر

وہ لڑکی ہماری زندگی سے جاتی ہے تو ہماری زندگی کی

تمام خوشیوں کو ساتھ لے جائے گی اور پیچھے سے

ہماری زندگی کو ملیا مٹی کر جائے گی وہ ایک چھپا ہوا

ہیرا ہے جس کی پہچان کرنا آپ سب کے لیے تو ناممکن

ہے ابھی تو آپ نے دیکھا ہی نہیں کہ عینا سکندر ہے

کون پتہ نہیں جب آپ دیکھیں گے تب آپ سب کے دل

پر کیا گزرے گی دانیال مسکراتے ہوئے بولا تو پاس

بیٹھے زر خان نے بہت غور سے اس حسین لڑکے کو

دیکھا تھا وہ عینا کے بارے میں کتنا کچھ جانتا تھا وہ

الف تاپے عینا کو جانتا تھا

عینا دانیال حیدر کے لیے کھلی کتاب تھی اور اس کتاب

کو پڑھنا صرف دانیال حیدر جانتا تھا دانیال حیدر

واحد شخص تھا جو عینا کی خاموشی کو بھی سمجھ

جاتا تھارات کی تاریکی سے لے کر دن کے اجالوں تک

وہ عینا سکندر کی ذات کا محافظ تھا عینا سکندر کے

لیے دانیال حیدر ایک بہترین دوست تھا مگر دانیال

حیدر کے لیے عینا سکندر ایک دوست سے کئی درجے

آگے تھی

میری خدا سے صرف ایک ہی دعا ہے کہ جو تکلیفیں اسے

اس حویلی کے مکینوں سے ملی ہے ہم سب ان تکلیفوں

کا مداوا کر سکے اور اسے اس تکلیف سے نکال سکے ہم

پوری کوشش کریں گے پھر چاہے ہمیں حور سے خود

معافی کیوں نہ مانگنی پڑے لیکن ہم مانگیں گے اپنی

بچی کو واپس خوش دیکھنے کے لیے ہم کچھ بھی

کرنے کو تیار ہیں اور انشاء اللہ ایک دن ایسا ضرور آئے

گا کہ حورالعین سکندر بھی ہم میں موجود تمام

تکلیفوں سے دور ایک حسین زندگی جیے گی بڑی اماں

مسکراتے ہوئے بولی تو ان کی بات پر اماں جان نے بے

اختیار آمین بولا تھا

عینا نے سارا دن اپنے کمرے میں بند رہا کر گزارا تھا اماں

جان نے بہت بار ملازمہ کو بھیجا تھا کہ عینا جو بلا کر

لائے مگر عینا کا ایک جواب تھا کہ میری طبیعت ٹھیک

نہیں ہے اور مجھے ڈسٹر ب نہ کیا جائے اماں کا دل تو

یہی چاہ رہا تھا کہ عینا کی سا لگرہ منائی جائے مگر وہ

ایسا نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس کے زخم آگے ہی

بہت گہرے تھے جس دن اس کی سا لگرہ تھی اسی دن

اس کی ماں اس دنیا سے گئی تھی وہ اپنی ماں کے

سائے سے محروم ہو گئی تھی شاید اپنے باپ کی

محبتوں سے بھی اس لیے بڑی اماں اس کے زخموں کو

مزید کریدنا نہیں چاہتی تھی اس لیے وہ چپ ہو گئی

اور سارا دن ایسے ہی گزر گیا

شام کے سائے ہر طرف پھیل چکے تھے جہاں دن کا

اجالا

ختم ہوا تھا وہی رات کے اندھیرے نے جگہ بنائی تھی

اور اس وقت عینا اور دانیال لاؤنج میں کسی کو نہ پا

کر اپنے سامنے ایک نقشہ رکھے کچھ گفتگو کرنے میں

مصروف تھے

اگر یہ فیکٹری ہے تو اس کے پیچھے سے جانے والا راستہ

مین سائڈ سے جانے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہاں

پرانہوں نے اپنے پالتو کتے چھوڑے ہوتے ہیں وہاں داخل

ہوتے ہی وہ کتے اس شخص پر حملہ اور ہو جاتے ہیں

کیونکہ وہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ظاہر

سی بات ہے جب کسی کو اجازت نہیں تو وہاں جانے

والا ضرور کوئی جاسوس یا چور ہی ہوگا اور ان کے

لیے ان لوگوں نے حفاظتی طور پر یہ کتے چھوڑے

ہیں اگر ہم وہاں کا راستہ لیتے ہیں تو ہمارے لیے یہ

خطرے سے خالی نہیں دانیال نقشے پر نظریں جماتے

ہوئے بولا جو ایک فیکٹری کا نقشہ تھا اور یہ فیکٹری

ظہیر ملک کی تھی جہاں ان لیگل طریقے سے اسلحہ

بنایا جاتا تھا

اور یہ مین راستہ ہے جہاں پر ایک دروازہ نہیں بلکہ

سات دروازے ہیں ہمیں ایک دروازے سے گزرنے کے لیے

سات دروازوں کو پار کرنا پڑے گا اور ہر دروازے پر چھ

سکیورٹی گارڈ موجود ہوتے ہیں خفیہ طور پر کیمرے

چھپا کر لگائے گئے ہیں اور جگہ جگہ مشینز اور پاسورڈ

لگائے گئے ہیں وہاں پہ داخل ہونے والے شخص کو ایک

پاسورڈ کی ضرورت ہوتی ہے وہ پاسورڈ دیے بغیر وہ

اندر نہیں جاسکتا صرف پاسورڈ ہی نہیں وہاں پر لگے

دروازوں پر فنکٹر پرنٹ بھی موجود ہے فنکٹر پرنٹ لگائے

بغیر وہ دروازہ نہیں کھولتا ہمارے لیے دونوں راستے ہی

مشکل ہیں دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو

سنجیدہ ترین تاثرات لیے اپنے دونوں ہاتھ کی مٹھیاں

بنا کر تھوڑی کے نیچے رکھے اپنی سخت گرین آنکھوں

نقشے پر جمائے بیٹھی تھی

ہم پیچھے کے راستے سے جائیں گے عینا دانیال سے

مخاطب ہوئی ہمواز نظریں ابھی بھی نقشے پر ہی جم

ی ہوئی تھی

لیکن عینا یہ بہت خطرناک ہے ہم ایسے کیسے جائیں گے

دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

یہ بیک سائیڈ کا دروازہ ہے اور اس دروازے میں ہیوی

کرنٹ بھی چھوڑا گیا ہے جب ہم وہاں داخل ہوں گے تو

سب سے پہلے تمام کیمرے ہیک کریں گے کیمرے ہیک

کرنے کے بعد وہاں موجود ڈاور سے بجلی کو بند کر دیا

جائے گا جیسے ہی بجلی بند ہوگی ہم اس دروازے کو

پار کر کے اندر داخل ہوں گے اندر داخل ہوتے ہی ہر

طرف سپرے پھینکنی نہیں ہوگی وہ سپرے پھینکتے ہی

وہاں موجود کتے خود ہی بے ہوش ہو جائیں گے اور اس

کے بعد ہمارا اگلا قدم اندر کی جانب ہو گا اندر کی

جانب جانے کے لیے ہم دونوں کا ایک ساتھ ہونا بہت

ضروری ہے اپنا کام سرانجام دینے کے بعد ہم لوگ

خاموشی سے وہاں سے نکلیں گے اور نکلنے سے پہلے

دوبارہ ایک سپرے وہاں پھینکیں گے اور اس سپرے کو

سونگتے ہی وہ کتے واپس سے ہوش میں آجائیں گے او

رجیسے ہم دروازہ واپس پار کریں گے تو ٹاور کہ بجلی

بھی چلا دی جائے گی جیسے ہی لائٹ واپس آئے گی

فیکٹری میں ہر طرف روشنی پھیل جائے گی مگر یاد

رہے ہمیں یہ کام اندھیرے میں کرنا پڑے گا عینا صوفے

کی پشت سے ٹیک لگا کر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی تو دانیال نے حیرت سے عینا کی طرف دیکھا وہ

ہمیشہ سے مشکل سے مشکل مسئلے کا بھی حل ایسے

ہی نکالتی تھی چٹکیوں میں

کل رات ٹھیک دو بجے ٹاور کے پاس دانش موجود ہوگا

اور وہ میرے حکم کا منتظر ہوگا جیسے ہی کیمرے ہیک

کیے جائیں گے دانش کو اطلاع دے دی جائے گی کہ

ٹاور کی بجلی کو بند کر دے عینا بول رہی تھی جب کہ

دانیال بہت غور سے عینا کو سن رہا تھا جب داخلی

دروازے سے داخل ہوتے ار حم حارث اور زر خان نے ان

دونوں کو سامنے بیٹھا دیکھ لیا تھا اور عینا کو بھی ان

کی موجودگی کا احساس ہو چکا تھا مگر اس نے بغیر

رکے اپنی بات جاری رکھی

جیسے بجلی بند کی جائے گی سب سے پہلے فیکٹری

میں داخل ہوں گی میرے داخل ہوتے ہی تم دروازے کے

نیچے سے اندر کے جانب سپرے پھینکو گئے کیونکہ جب

میں دروازے کے اندر داخل ہوں گی تو میری موجودگی

کو محسوس کر کے وہ جانور میری طرف آئیں گے اور

اس چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تمہیں بروقت سپرے کا

استعمال کرنا پڑے گا تا کہ ہمارے بنائے گئے پلاننگ پر

کچھ ہی دیر میں وہ جانور بے ہوش ہو کر ہمارا راستہ

صاف کر سکیں جیسے ہی وہ جانور بے ہوش ہوں گے

میں تمہیں اطلاع کر دوں گی میرے اطلاع دیتے ہی تم

اندرداخل ہو گئے عین ممکن ہے کہ بجلی بند ہونے کی

وجہ سے فیکٹری میں افرا تفری مچ جائے اور اسی وجہ

سے ہمیں اپنا کام جلدی سر انجام دینا ہو گا ہمارے پاس

صرف دس منٹ کا وقت ہو گا اور اس دس منٹ میں

ایک طرف تم اور دوسری طرف میں جاؤں گی اپنا کام

کرنے کے بعد دس منٹ کے اندر اندر ہمیں وہاں سے نکلنا

پڑے گا وہاں سے نکلے سے پہلے ایک بات بالکل مت

بھولنا کہ ہم جیسے داخل ہوئے تھے ہمیں ویسے ہی نکلنا

پڑے گا اگر انہیں ذرا سا بھی شک ہو تو ہمارا بنا بنایا

کھیل خراب ہو سکتا ہے اس لیے بی کئیر فلی

اس سب سے ہٹ کر اگر دیکھا جائے تو 10 پر سنٹ

چانسز ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کے قبضے میں بھی

آ سکتا ہے یعنی اس داخلی دروازے سے پہنچنے میں

انہیں تقریباً پانچ منٹ لگیں گے اور ہمیں ہمارا کام کرنے

میں تقریباً 10 منٹ اگر ان 10 منٹ کے درمیان پانچ

منٹ لگا کر وہ لوگ ہم تک پہنچتے ہیں تو اپنا کام مکمل

ہونے پہ تم بغیر پیچھے مڑے وہاں سے نکل جاؤ گے عینا

نقشہ پہ انگلی رکھ کے دانیال کو سمجھاتے ہوئے بولی

جبکہ عینا کی بات سن کر دانیال نے جھٹکے سے سر

اٹھا کر عینا کی طرف دیکھا تھا

کیا مطلب ہے تمہارا عینا کہ میں وہاں سے نکل جاؤں

تمہیں اکیلا چھوڑ کر میں وہاں سے کیسے نکل سکتا

ہوں دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولا

Don't talk nonsense, Daniyal, just
focus on me

دانیال کے بیچ میں بولنے سے عینا نے اسے ٹوکا

زر خان چلتا ہوا لانچ میں داخل ہوا اور کچھ فاصلے پر

پڑے صوفے پر بیٹھ گیا اور بغور اس دشمن جان کو

دیکھنے لگا جو اپنے کام میں بری طرح غرق تھی مگر

اس نے کسی کی طرف بھی دیکھنے کی غلطی ہرگز

نہیں کی تھی خیر عینا کو منانے کے لیے اسے کچھ بھی

کرنا پڑتا تو زر خان سکندر کر لیتا مگر ابھی وہ اپنے کام

میں بری طرح الجھی ہوئی تھی وہ بالکل وقت نہیں

دے پارہی تھی کسی کو بھی اور زر خان نہیں چاہتا تھا

کہ اس کے فرض کے درمیان وہ خود آئے کیونکہ وہ بھی

بہتر طریقے سے جانتا تھا کہ وطن سے محبت اور فرض

کا ہونا انسان کے لیے کیا اہمیت رکھتا ہے خاص کر ایک

آرمی آفیسر کے لیے اس لیے وہ صرف ابھی چپ تھا

ورنہ عینا سکندر چاہے جتنی مرضی مضبوط کیوں نہ

ہو زرخان سکندر کے آگے اس نے کمزور پر ہی جانا تھا

It is impossible for me to believe

what you

are saying

دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے

نظریں اٹھا کر اسے گھورا جو بے وقوف اپنی ہی کیے

جار ہا تھا اور اس کی ایک نہیں سن رہا تھا

اب اگر تم نے میری بات بیچ میں کاٹی یاں کوئی بھی

فضول بکو اس کی تو یہ واس اٹھا کر تمہارا سر میں

دے ماروں گی سمجھے اپنی زبان بند رکھو عینا دانیال

کو گھورتے ہوئے بولی تو دانیال نے برا سامنہ بنایا وہ

ہمیشہ اسے بری طرح ڈانٹ دیا کرتی تھی اور اس وقت

بھی ایسا ہی ہوا تھا

اور اگر یہاں پر وہ لوگ آجاتے ہیں تو تم برا مد کیے گئے

ثبوت لے کر وہاں سے نکل جاؤ گے بغیر میرا انتظار کیے

لیکن۔۔۔۔۔ دانیال ابھی آگے سے کچھ بولتا ہے انہوں نے

دوبارہ اس کی بات کاٹی

شٹ اپ دانی۔۔۔ عینا سے گھورے ہوئے بولی کیونکہ وہ

اس کے سوالوں سے وہ تنگ آچکی تھی جو اسے اپنی

بات پوری ہی نہیں کرنے دے رہا تھا

وہاں سے نکلتے ہی تین کلو میٹر کی دوری پر تمہیں ہمارا

آفیسر ملے گا اس آفیسر کے ساتھ بیٹھ کر تم وہاں سے

نکل جاؤ گے عینا دوبارہ نقشے پر نظر جماتے ہوئے بولی

یاد رکھنا دانیال حیدر اگر تم نے میری بات نہ مانی یا

کوئی بھی گڑ بڑ کرنے کی کوشش کی تو یقین مانو اگلے

دن شہیدوں کی تصویروں میں ایک تمہاری تصویر کا

اضافہ ہو گا عین دانیال کو سنجیدہ نظروں سے دیکھتے

ہوئے سنجیدگی سے بولی جبکہ قریب ہی بیٹھے ارحم

حارث اور زر خان کو وہ سرے سے نظر انداز کر چکی

تھی جیسے وہ لوگ یہاں پر موجود ہوں ہی نا

تمہارا بس چلے تو تم مجھے زندہ ہی شہیدوں کی لائن

میں لٹکا دو دانیال منہ بسورتے ہوئے بولا کیونکہ وہ

سامنے سے آتی بڑی اماں کو دیکھ چکا تھا اور اب

دانیال کی دہائیاں عروج پر ہونی تھی

میرا بس چلتا ہے دانیال حیدر یہ تو تم شکر مناؤ کہ میں

نے ابھی تک ایسا کچھ نہیں کیا ورنہ میں تمہیں بتاتی

کہ میرا بس کہاں کہاں چلتا ہے عینا دانیال کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی اب اس کے لہجے میں سنجیدگی

نہیں تھی مگر لہجہ اتنا نرم بھی نہیں تھا

خدا کا خوف کرو لڑکی تمہارے بچپن کا دوست ہوں

میں اور تم مجھے شہید کرنے کے منصوبے بنائے بیٹھی

ہو عینا کی بات سن کر دانیال کا منہ پورا کا پورا کھل

گیا تھا

منصوبے بنانے میں کون سا وقت لگتا ہے بس تم بچپن

کے دوست ہو اس لیے بچے ہوئے ہو اب تک ورنہ میں

یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ شہیدوں کی قطار میں اس

وقت ایک تصویر دانیال حیدر کی بھی موجود ہونی

تھی عینا سامنے ٹیبل پر پڑا نقشہ اٹھاتے ہوئے بولی

حد ہے یا ایک تو بھلائی کا کوئی زمانہ ہی نہیں ہے ایک

تو تمہیں اتنا ہینڈ سم خوبصورت لویل کیئرنگ بیسٹ

فرینڈ ملا وہ بھی بچپن سے اور تمہیں اس کی قدر ہی

نہیں دانیال بھرپور اداکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا

عینا نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر سامنے بیٹھے سستے

ایکٹر کو دیکھا جو بڑی اماں کو دیکھ کر دہائیاں دینے

میں مصروف تھا

کیا ہوا بچہ کیوں اتنے پریشان لگ رہے ہو بڑی اماں

دانیال کی طرف دیکھتی ہوں بولی اور عینا کے قریب

ہی آکر بیٹھ گئی جبکہ فاریہ اور لائبہ بھی انہی کے

ساتھ تھی

شٹ اپ دانی۔۔۔ عینا اس کی بات کاٹتے ہوئے اٹھ کھڑی

ہوئی اور چلتی ہوئی اس کے قریب آئی

جتنا فضول بول کر تم میرا دماغ چاٹتے ہونا اگر اتنا

دماغ تم میری کوئی بات سمجھنے میں لگاؤ تو یقین

مانو مجھے بہت آسانی ہوگی عینا دو انگلیوں سے اس

کی کنپٹی بجاتے ہوئے بولی

سکین کرواؤ اسے ایڈیٹ "عینا دانیال کو گھورتے ہوئے"

اس کی جھولی میں اس نقشے کو پھینکتے ہوئے بولی

یہ پانچویں دفعہ ہے حور العین سکندر کہ تم ایک ہی

نقشے کو بار بار سکین کروا رہی ہو کیا تمہیں نقشے کا

رنگ پسند نہیں آرہا پنک کلر کروادوں یا ریڈ اچھا لگے

گادانیال نقشے کے کھول کر اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہوئے

بولا

دانی۔۔۔۔۔ عینا دانت پیستے ہوئے بولی جبکہ وہاں موجود

سب نے لب دبا کر اپنے مسکراہٹ روکتی تھی دانیال کی

حرکتیں ہی ایسی تھی کہ لائبہ سے تو اپنی ہنسی

کنٹرول کرنا بے حد مشکل ہو رہا تھا

ارے ادھر بیٹھو اتنا گرم کیوں ہو رہی ہو دانیال عینا کا

ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے پاس ہی بٹھاتے ہوئے بولا جبکہ

زرخان کو دانیال کی یہ حرکت ناگوار گزری تھی

گڑیا ایک ٹھنڈا گلاس پانی کالے کر آؤ دانیال لائے کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے مسکراتے ہوئے ہاں

میں سر ہلائے اور جلدی سے ٹھنڈا پانی لینے چلی ہوئی

جیسے وہ اس کی بہت تابعدار ہو

فارہ نے ایک چور نظر ارحم کی طرف دیکھا اور بیک

وقت ار حم نے بھی فاریہ کی طرف دیکھا تھا دونوں

کی نظریں ملی تھی لیکن ار حم کو دیکھتا پا کر فاریہ

نے گڑ بڑا کر نظروں کا زاویہ بدلا تھا جبکہ فاریہ کہ اس

حرکت پر ار حم کے ہونٹوں پر دلکشی مسکراہٹ رینگ گئی

اففف ڈوب مرو فاریہ وہ تمہیں یوں چوری دیکھتے ہوئے

پکڑ چکے ہیں فاریہ نے دل ہی دل میں خود کو صلواتیں

سنائی

اتنا غصہ ٹھیک نہیں ہوتا صحت پر اثر کرتا ہے اور

تمہاری صحت تو آگے ہی۔۔۔۔۔!! ماشاء اللہ ٹھیک ہے
لیکن

پھر بھی اگر کمزور ہو گئی تو تمہارا تو خون بھی جلدی

نہیں ملتا سوچو اگر تمہارا خون نہ ملا تو تمہارا پیارا

دوست کہاں کہاں کھجبل خوار ہو گا مجھے تو لگتا ہے

لوگوں کو اغواہ کر کے ان کا خون نکالنا پڑے گا تاکہ

میں اپنی دوست کو خون کی کمی پوری کروا سکوں

دانیال دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا

تم اس کام کے لیے بھی لوگوں کو اغواہ کرو گے عینا کو

حیرت ہوئی تھی اس کی بات سن کر دانیال نے

مسکراتے ہوئے جلدی سے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا

اوو و خدا یا۔۔۔۔۔ دانیال کے سر ہلانے پر وہ ہنس پڑی

سب نے خوشی سے چمکتی آنکھوں سے عینا کے

خوبصورت چہرے کو دیکھا تھا اس تمام عرصے میں وہ

پہلی بار ہنسی تھی سنجیدہ رہنے والی لڑکی جو

سنجیدگی میں بھی بہت خوبصورت لگتی تھی مگر

منستے ہوئے وہ غضب ڈھاتی تھی

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا دانی عینا اپنا چہرہ جھکا کر

مسکراتے ہوئے بولی

ہو سکتا ہے نا اگر آج تم میری شادی کروادو تو کل کو

میں باپ بن سکتا ہوں دانیال عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے شوق لہجے میں بولا جبکہ دانیال کی بات پر سب

کے قہقے بے اختیار تھے اور سب سے پہلے قہقہہ لگانے

والا فرد زرخان تھا

دانیال کی بے باک بات سن کر عینا نے نہ دائیں دیکھانہ

بائیں سامنے ٹیبل پر پڑی ڈائری اٹھا کر اس کا سر میں

دے ماری

آئی اپنے اس نمونے کو سمجھا دیں ورنہ یہ میرے

ہاتھوں آج مارا جائے گا عینا دانیال کو گھورتے ہوئے

بولی جب کہ اس نے آنٹی کس کو بولا تھا یہ بات کسی

کو سمجھ نہیں آئی تھی مگر پیچھے سے آنے والی آواز

کو سن کر انہیں سمجھ آچکی تھی کہ اس نے آنٹی

کس کو بولا ہے

اسے سمجھانا ہمارے بس سے باہر کی بات ہے بیٹا یہ تو

تمہارے ہاتھوں ہی سیٹ رہتا ہے سائِمہ مسکراتے ہوئے

بولیں تو اپنے پیچھے سے سائِمہ کی آواز سن کر دانیال

کو حیرت کا جھٹکا لگا وہ فوراً سے اٹھ کھڑا ہوا اور بے

یقینی سے اپنے ماں اور باپ کی جانب دیکھنے لگا جو

اس کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے

لیکن آپ کا بیٹا اب میرے ہاتھوں سے بھی نکل گیا ہے

عینا کھڑی ہو کر مسکراتی ہوئی بولی اور قدم سائمه

بیگم کی طرف بڑھائے

میں مان ہی نہیں سکتی اگر سو صدیاں بھی گزر جائیں

تو دانیال حیدر حور العین سکندر کا ہی محتاج رہے گا

صائمہ مسکراتے ہوئے بولی اور عینا کو اپنے گلے لگایا

کیسی ہو میرے بچے مجھے بغیر بتائے آگئی اچھا نہیں

کیا سائمنہ نے ساتھ ہی شکوہ بھی کر ڈالا

میں ٹھیک ہوں آنٹی اور وقت نہیں ملا بہت اچانک آنا

پڑا میں آپ سے ملنا تو چاہتی تھی مگر مہلت نہیں ملی

عینا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور حیدر کے آگے اپنا

سر کیا تو انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تمہیں کیسے علم ہو گیا کہ ہم

حویلی آئے ہیں حالانکہ تمہیں تو اطلاع بھی نہیں دی

تھی اور نہ ہی تم نے ہماری طرف دیکھا تھا سائمه عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو وہ ہلکا سا مسکرا دی

میں تو دشمنوں کی آہٹیں پہچان لیتی ہوں آپ تو پھر

جانِ عزیز ہیں آپ کو کیسے نہ پہچانتی عینا مسکراتے

ہوئے بولی

کیا ہے یہ لڑکی کیا واقعی میں یہ کوئی انسان ہے جس

میں اتنی صلاحیتیں موجود ہیں مجھے تو یقین نہیں

ہوتا ارحم عینا کی طرف دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں

بولا جبکہ پاس کھڑے حارث کے دل کی آواز بھی یہی تھی

ڈیس نوٹ فیئرمام آتے ہی آپ ان سے چپک گئی مجھے

بھی کبھی دیکھ لیا کریں آپ ہی کی اولاد ہو یا ردانیال

حیدر اور سائمه کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر جا

کران کے گلے ملا

دانیال سے ملنے کے بعد سائمه بیگم بڑی اماں سے ملی

اور پاس کھڑے زر خان حارث اور ارحم نے آگے ہو کر

سائمه سے پیار لیا اور سب دوبارہ وہیں پر برجمان ہو

گئے اور اب لاؤنج میں حویلی کے افرادوں میں اضافہ

ہو چکا تھا حویلی کے تمام مکین وہیں پر آ کر بیٹھ

چکے تھے کیونکہ سائمنہ بیگم اور حیدر صاحب کے آنے

کی خبر سن کے سب وہیں پر آ گئے تھے اور شیرازی

سکندر کی حیدر سے تو گہری دوستی تھی اس لیے ان

کا آنا زیادہ ضروری تھا

بھائی آپ کا پانی لائے ٹھنڈے پانی کا گلاس دانیال کی

طرف بڑھاتے ہوئے بولی

ارے بہناب تو آپ نے بہت دیر کر دی لیکن کوئی بات

نہیں آپ رکھ دیں یہاں دانیال سامنے ٹیبل کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے بولا تو لائبرے نے مسکراتے ہوئے پانی

کا

گلاس ٹیبل پر رکھ دیا جبکہ حارث بہت غور سے لائبرے

کے ایک ایک ایشن کو دیکھ رہا تھا

اب کیا کرنا چاہیے اس پانی کا دانیال عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

ڈوب مرو اس میں اور کیا کرنا ہے عینا کمال کی بے

نیازی سے بولی

میں چھ فٹ کا انسان اس چار انچ کے گلاس میں کیسے

پورا آؤں گا دانیال اپنے گال پہ انگلی رکھ کر سوچتے

ہوئے بولا

اس کا بھی حل ہے میرے پاس عینا دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی جب کہ باقی سب بھی اپنی گفتگو

سے ہٹ کر ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے

کیا۔۔۔۔۔؟؟ دانیال سوالیہ نظروں سے عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

یہاں لاہور میں دریائے راوی ہے چلو تمہیں وہاں دھکا

دے کر آؤں عینا بالکل نارمل انداز میں بولی جبکہ عینا

کے بات پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی تھی

ہاہا ہا ہا سب سے زیادہ زور سے ہنسنے والی لائبریری تھی

دانیال نے عینا کو خفگی بھری نظروں سے دیکھا

کیا اب اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو تم نے مجھ سے

مشورہ مانگا اور میں نے تمہیں دے دیا اور تم جانتے ہو

کہ میں ہمیشہ بہترین ہی مشورہ دیا کرتی ہوں عینا نے

اپنی مسکراہٹ دبا کر دانیال کے خفا خفا چہرے کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی

اچار ڈال لو تم اپنے اس مشورے کا دانیال جل کر بولا

اور وہ اچار تم کھا لینا "دانیال کا مزید تپاتے ہوئے بولی"

زہرنا کھالوں دانیال تیواری چڑھا کر عینا کو دیکھتے

ہوئے بولا

(یس یو ہیو چوائس از بیسٹ) عینا اپنی مسکراہٹ

دباتے ہوئے بولی کیونکہ اب دانیال حیدر عینا کے قابو

میں آچکا تھا اور عینا اسے تنگ کرنے کا کوئی موقع

نہیں جانے دے رہی تھی

عینا کی بات سن کر دانیال کا پورا کا پورا منہ ہی کھل گیا

کھانا لگ چکا ہے چلیں سب پہلے کھانا کھالیں اماں جان

سب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولیں

مجھے نہیں کھانا دانیال خفگی کی سے بول کر اٹھ کر

جانے لگا جب عینا نے جلدی سے اٹھ کر اس کا راستہ

روک چکی تھی

تمہارے تو اچھے بھی کھائیں گے تم کیوں نہیں کھاؤ گے

عینا دانیال کا بازو پکڑ کے اسے آگے کی جانب دھکا

دیتے ہوئے بولی

حد ہو گئی ہے یار یعنی میری کوئی عزت ہی نہیں ہے

دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بیچارگی سے بولا

اب میرا نہیں دل کرتا تمہاری عزت کرنے کو بتاؤ میں کیا

کروں عینادانیال کی طرف دیکھتے ہوئے کندھے اچکاتے

ہوئے بولی

اب تم چلو گے یہ تو میں یاں میں اپنا طریقہ آزماؤں

عینادانیال کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولی تو وہ دو

قدم پیچھے ہوا کیونکہ دانیال جانتا تھا کہ اس کا

طریقہ کیا ہو سکتا ہے

خبردار اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو ابھی تمہارا

پیچھے پڑنے والا مکار برداشت نہیں ہوا ابھی تک نشان

ہے پتہ نہیں کیسے سخت ہاتھ ہیں اور تم اپنی طاقت

مجھ پر ہی کیوں آزماتی ہو تمہیں کوئی اور نظر نہیں

آتا کیا دانیال عینا سے ایک نہیں دو نہیں بلکہ دس

قدموں کے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو حیدر اور

سائمه کا قہقہہ بے اختیار تھا کیونکہ جو مکہ دانیال کو

پڑا تھا وہ ان کے سامنے ہی پڑا تھا

آپی نے اپ کو مکہ مارا تھا لائے حیرت سے دانیال کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

ہاں بہنا آپ کو کیا پتہ کتنی ظالم لڑکی ہے یہ ہمیشہ

اپنی طاقت مجھ پر ہی آزماتی ہے اتنے ظالم طریقے سے

مارتی ہے کہ بندہ تڑپ تڑپ کر رہ جاتا ہے دانیال لائبر

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ زر خان کو بے اختیار

ان لڑکوں کا حشر یاد آیا تھا جنہیں عینا نے برے طریقے

سے سڑک کے درمیان مارا تھا اور پھر اسے عینا کی ٹانگ

یاد آئی جو اس نے زر خان کو رسید کی تھی اسے ابھی

بھی یاد تھا کہ اس نے کتنے برے طریقے سے ماری تھی

اور وہ اتنا مضبوط آدمی بھی پیچھے جا گرا تھا

الساخیر کرے زر خان سکندر تمہاری بیوی تو ماشاء اللہ

ایسی ملی ہے جو ایک منٹ میں ہڈی پسلی ایک کرنے

کی صلاحیت رکھتی ہے اب تو ساری زندگی بہت سوچ

سمجھ کر بات کرنی پڑے گی کہیں بغیر سوچے سمجھے

وہ حشر ہی نہ بگاڑ دے زر خان کو اپنے دل کی آواز

سنائی دی تو بے اختیار مسکرا مسکرا اٹھا

عینا نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے قدم آگے کی جانب

بڑھائے تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ دانیال حیدر کا

ڈبہ کبھی بند نہیں ہونے والا یہ وہ ایسا ریڈیو ہے جو

بغیر کیسٹ کے چلتا رہتا ہے

دانیال عینا کو ایسے بولتا دیکھ کر بے تحاشہ خوش اور

مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ وہ یہی تو چاہتا تھا کہ عینا

پہلے جیسی ہو جائے جب سے وہ یہاں آیا تھا عینا کو

خاموش اور سنجیدہ ہی دیکھ رہا تھا مگر آج عینا کو

واپس پہلے والے روپ میں دیکھ کر صرف دانیال ہی

نہیں بلکہ شیرازی سکندر بھی بہت خوش ہوئے تھے

لائبہ اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی جب اچانک کسی

نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے کمرے کے اندر کی جانب

کھینچا اور دروازہ بند کر کے اسے دروازے کے ساتھ پن

کیا اچانک ہونے والے حملے سے لائبہ کی چیخ نکلتی

نکلتی رہ گئی تھی کیونکہ حارث اپنا مضبوط ہاتھ اس

کے ہونٹوں پر جما چکا تھا

یہ کیا بد تمیزی ہے لائبہ حارث کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے

ہٹاتے ہوئے غصہ سے بولی

کون سی بد تمیزی حارث انجان بنا۔

وہی جو ابھی آپ نے کی ہے کسی کو اس طرح زبردستی

اپنے کمرے میں لایا جاتا ہے لائے حارث کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

بیوی ہو میری میری مرضی میں تمہیں زبردستی لے کے

آؤ یا آرام سے حارث لائے کو گھورتے ہوئے بولا

بہت ہنسا جا رہا تھا باہر کسی غیر کے ساتھ حارث بغیر

ادھر ادھر کے بات کیے سیدھا مطلب کی بات پر آیا جب

کہ حارث کی بات پر لائبہ نے نہ سمجھی سے حارث کی

طرف دیکھا یقیناً اسے اور اس بات کی سمجھ نہیں

آئی تھی

کیا مطلب ہے آپ کا لائبہ سوالیہ نظروں سے حارث کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی

اگر اسندہ میں نے تمہیں کسی غیر کے ساتھ مخاطب

ہوتے دیکھا تو تمہارے جسم سے جان نکال دوں گا

سمجھی تم حارث لائِبہ کی شہ رگ کو انگوٹھا سے

دباتے ہوئے بولا تو لائِبہ نے گھبرا کر حارث کی طرف دیکھا

میں کسی سے مخاطب نہیں ہوئی اور انہیں میں بھائی

سمجھتی ہوں اور وہ مجھے بہن آپ اس طرح نہیں کہہ

سکتے لائِبہ کو حارث کی بات بری لگی تھی

میں نے تم سے رشتہ داریاں نہیں پوچھی صرف تمہیں

بولایا ہے کہ اسنڈہ میں تمہیں کسی غیر سے مخاطب ہوتے

نہ دیکھو حارث نے لائے کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے

دوبارہ اپنی بات دہرائی

میرا کسی غیر سے مخاطب ہونا آپ کو اتنا برا لگ رہا ہے

اور آپ جو کسی اور سے محبت کرتے ہیں اور کسی اور

سے ہر وقت گفتگو کرتے رہتے ہیں اس کے بارے میں آپ

کا کیا خیال ہے لائِبہ بولی تو پھر بولتی ہی چلی گئی یہ

سوچو سمجھے بغیر کہ جو وہ بول رہی ہے وہ غلط

بھی ہو سکتا ہے لائِبہ کی بات سن کر حارث کے ماتھے

پر ایک ساتھ کئی نمودار ہوئے تھے

کون سی محبت اور کس سے میں ہر وقت گفتگو کرتا

رہتا ہوں حارث لائبہ کے بازو کو بوجھتے ہوئے پھنکارا

یہ آپ بہتر جانتے ہیں اور چھوڑیں میرا بازو مجھے درد

ہو رہا ہے لائبہ حارث کی سخت گرفت سے اپنے بازو کو

چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

مجھے صرف میرے سوال کا جواب دو کس سے گفتگو

کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے تم نے مجھے یاں کس سے اظہار

محبت کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے جو یہ بکو اس کر رہی ہو

حادث کا غصہ کنٹرول ہی نہیں ہو رہا تھا لائے کی بات

نے اس کا دماغ ہی گھما دیا تھا

چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے حادث کی اتنی سخت

گرفت پر لائے کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے

سنائی نہیں دیتا تمہیں میں کیا پوچھ رہا ہوں تم سے

حادثہ وار اطلاعہ کانپ کے رہ گئی

اس دن جب مم میں آپ کے کمرے کے پاس سے گزر رہی

تھی تت تو میں نے آپ کو کل کسی سے بات کرتے ہوئے

سنا تھا آپ کسی لڑکی کو بول رہے تھے آپ جلدی واپس

لندن جائیں گے یا پھر آپ اس لڑکی کو یہاں بلا لیں گے

اور آآ آپ گھر والوں سے بھی بات کریں گے اس کے

بارے میں لائبہ نے بمشکل ہکلاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی
تھی

لابہ کی بات سن کر حارث کا دماغ بھک سے اڑا تھا اس

کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دو

تھپڑ جھاڑ ہی دے جس نے آج اپنی بیوقوفی کی حد کر

دی تھی

مجھے یہ تو معلوم تھا کہ تم میں عقل نام کی چیز نہیں

پائی جاتی مگر تم اتنی بے وقوف ہو گی مجھے اس بات

کا علم نہیں تھا بے وقوف لڑکی حارث لائے کا باز چھوڑ

کر سامنے صوفے پر جا بیٹھا جب کہ لائے نے اپنا بازو

مسلے ہوئے خفگی بگری نظر حارس پر ڈالی تھی

اب وہاں کھڑی میری شکل کا دیکھ رہی ہے ادھر آ کر

بیٹھو حارث لائے کو گھورتے ہوئے بولا تو وہ چھوٹے

چھوٹے قدم اٹھاتی حارث کے کچھ فاصلے پر جا بیٹھی

دل تو چاہ رہا ہے کہ تمہاری اس بے وقوفی پر تمہارا

دماغ ٹھکانے لگا دوں مگر میں تمہاری طرح بے وقوف

نہیں ہوں حارث نے دوبارہ لائے کو بے وقوف کہا تو

خود کو دوبارہ بے وقوف کہلائے جانے پر لائے نہ غصے

سے حارث کو گھورا مگر یہ صرف ایک سیکنڈ کے لیے

تھا جیسے ہی حادثہ نے نظر اٹھا کر لائے کو دیکھا تو

وہ دوبارہ سے اپنی نظریں جھکا چکی تھی

جس کی بات تم کر رہی ہونا وہ میری دوست تھی

میرے ساتھ میری یونیورسٹی پڑھتی تھی اس کی

شادی تھی اور وہ مجھے اپنی شادی پر آنے کا ہی بول

رہی تھی جس کے بدلے میں نے بولا تھا کہ میں لندن آنے

کی کوشش کروں گا ان کا ولیمہ پاکستان میں ہونا ہے

اور وہ حویلی والوں سے ملنا چاہتی تھی اس لیے میں

نے اسے یہ بولا تھا کہ میں حویلی والوں سے بات کروں

گا یعنی اس کے آنے کی اطلاع دے دوں گا لیکن مجھے

یہ نہیں پتہ تھا کہ سننے والا اتنا بے وقوف ہو گا کہ اس

بات کو اپنی مرضی کا رخ دے دے گا حادثہ لائے کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا تو لائِبہ نے شر مندگی سے اپنا

سر جھکا لیا کیونکہ یہاں حارث کی غلطی نہیں تھی

یہاں سر اسر لائِبہ ہی غلط تھی کیونکہ اس نے اپنی

مرضی کا رخ دیے کربات کو غلط رخ دیا تھا

حارث نے لائِبہ کا جھکا ہوا سر دیکھا اور پھر نرمی سے

اسے اپنے حصار میں لیا بھلا وہ کہاں دیکھ سکتا تھا

اپنی بیوی کا جھکا ہوا سر یہ تو اس کی محبت کی

توہین ہونی تھی

ایم سوری مجھے اس طرح نہیں سوچنا چاہیے تھا لائے

ہلکی سی آواز میں بولی

یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا

ہوں مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تم دوبارہ یہی

بے وقوفی سرانجام دوگی اپنے اس دماغ سے عقل سے

بھی کام لے لیا کرو اب تم بیوی ہو میری اور حارث

سکندر کی بیوی کو عقلمند ہونا چاہیے نہ کہ بے وقوف

حارث لائے کے ماتھے کو اپنے بے تاب ہونٹوں سے چھوتے

ہوئے بولا تو لائے جو اس کے حصار میں آرام سے بیٹھی

تھی اس کے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کے تڑپ ہی اٹھی

مم میں اسندہ ایسا نہیں کروں گی اب مجھے چھوڑیں

لائبہ حارث کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

تمہیں اسندہ ایسا کرنے کی مہلت دوں گا تو تم کرو گی نا

حارث اپنا حصار تنگ کرتے ہوئے بولا

نہیں میں نہیں کروں گی مجھے عینا آپ کے کمرے میں

جانا تھا آپ پلیز مجھے چھوڑیں مجھے ان سے ایک بات

کرنی ہے لائے بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے بولی

کر لینا بعد میں ابھی تمہارا شوہر تمہارے سامنے موجود

ہے تمہیں صرف اپنے شوہر کو محسوس کرنا چاہیے

حادثہ لائے کے گال پر لب رکھتے ہوئے بولا

نہیں پیچھے ہٹیں آپ یہ سب بہت غلط کرتے ہیں ابھی

ہماری رخصتی نہیں ہوگی لائے حادثہ کے سینے پر

دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی

رخصتی ضروری ہوتی ہے یا نکاح حارٹ نے دوبارہ اسے

اپنے قریب کیا

نکاح کے بعد رخصتی اور اب جب تک رخصتی نہیں ہو

جاتی آپ میرے قریب نہیں آئیں گے لائبہ حارٹ کو

دوبارہ پیچھے دھکیلتے ہوئے معصومیت سے بولی

حکم دے رہی ہو یا التجا کر رہی ہو حادثہ لائے کی

معصوم شکل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

آپ کچھ بھی سمجھ لیں لیکن آپ کو یہ ماننا پڑے گا

ورنہ۔۔۔۔۔ لائے یہ بول کر چپ ہو گئی

ورنہ کیا۔۔۔۔۔؟؟ حادثہ نے دائیں آئی برو آچکائی

ورنہ میں رات کے وقت آپ کے لیے جاگ کر آپ انتظام

نہیں کروں گی اور نہ ہی آپ کے لیے کھانا لگاؤں گی

لائبہ حارث کو اپنی معصوم سی دھمکی دیتے ہوئے

بولی تو حارث کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

دھمکی دے رہی ہو مجھے حارث لائبہ کی طرف دیکھتے

ہوئے ہم مسکرا کر بولا

آپ جو مرضی سمجھ لیں ڈھیل ملتے ہی لائبہ اتراتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے میں تمہاری بات ماننے کو تیار ہوں لیکن اس کے

لیے تمہیں بھی میری ایک بات ماننی پڑے گی حادثہ نے

لائبہ کے سامنے اپنی شرط رکھی

کیا۔۔۔۔۔؟؟؟ لائبہ حادثہ کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھتی ہوئی بولی

تمہیں روز رات کو میرے قریب ہی بیٹھ کر مجھے سارا

دن کی کاروائی سنانی ہوگی اور تم تب تک میرے پاس

سے اٹھ کر نہیں جاسکتی جب تک میں کھانا کھا کر

فری نہ ہو جاؤں حارث لائبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

کیونکہ وہ لائبہ سے باتیں کرنا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ

لائبہ اس کے ساتھ کمفر ٹیبل ہو جائے وہ اس سے کھل

کربات کر سکے اور اس کے لیے اسے یہی چیز بہتر لگی

او کے ڈن۔۔۔۔ لائے کو حارث کی بات بہت مناسب لگی

اس نے اس لیے اس نے فوراً حامی بھر دی

اب مجھے چھوڑیں لائے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی تو حارث نے آخری دفعہ اس کی پیشانی کو اپنے

لبوں سے چوما اور نرمی سے اسے چھوڑ دیا جبکہ راہ

فرار ملتے ہی لائے وہاں سے بھاگی تھی اور اسے

چھڑیلوں کی طرح اس کمرے سے غائب ہوتا دیکھ کر

حادثہ تو اسے حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا اور پھر آخر

میں خود ہی ہنس دیا

پلان کے عین مطابق اس وقت عینا اور دانیال فیکٹری

کی بیک سائیڈ پر کھڑے تھے کیمرے ہیک کر لیے گئے

تھے اب اگلا قدم اٹھانے کی باری تھی عینا نے اپنے کان

میں لگی بلوٹو تھ کو ایکٹو کیا اور دانش سے مخاطب ہوئی

دانش آڑیوریڈی "عینا اپنے کان میں لگے بلوٹو تھ پر"

اپنی ایک انگلی رکھتے ہوئے بولی

یس میم "دانیال نے فوراً جواب دیا"

او کے 3، 2، 1 اینڈ ڈواٹ عینا کہہ بولتے ہی دوسری طرف

دانش نے ٹاور کے مین ہینڈل کو اٹھا دیا تھا جس کی

وجہ سے اس علاقے کی بجلی فوراً غائب ہوئی تھی

Daniyal Come on, time is short

دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور پھر ایک سیکنڈ

کی بھی دیر کے بغیر اس فیکٹری کے بیک ڈور سے اندر

داخل ہو گئی

توقع کے عین مطابق پہلا قدم فیکٹری کے اندر رکھتے ہی

خونخوار کتے کسی وجود کو اندر پا کر اس کی طرف

بھاگے مگر اس سے پہلے ہی دانیال وہاں سپرے پھینک

چکا تھا جو چاروں طرف پھیل چکی تھی اور دو

سیکینڈ کے اندر اندر وہ کتے وہیں پر بے ہوش ہو کر گر

پڑے تھے

Come inside quickly

عینا کے بولتے ہی دانیال اندر داخل ہوا تھا اور دونوں

اندر کی جانب بھاگ گئے تھے دانیال بائیں جانب جب

کہ عینا نے دائیں جانب کا راستہ چنا تھا اور اب وہ

دونوں فیکٹری کے اندر موجود تھے

دانیال کو اندر موجود اسلحہ کے مال میں سے سمپل کے

طور پر کچھ اسلحے اٹھانے تھے جنہیں ثبوت کے طور

پر پیش کیا جانا تھا اور وہ وہاں پہنچتے ہی بہت

مہارت سے کام سرانجام دے رہا تھا جبکہ دوسری

جانب عینا فیکٹری کے ایک ایک کونے میں تقریباً دوڑتی

ہوئی جارہی تھی اور ہر جگہ اپنی بنائی گئی الیکٹرک

چیپ لگا رہی تھی وہ چیپ اتنی چھوٹی تھی کہ غور

کرنے پر بھی پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ وہ کوئی

الیکٹرک چیپ ہے اور اس کا فائدہ یہ تھا کہ وہ فیکٹری

میں ہونے والی تمام کاروائی دیکھ اور سن بھی سکتی تھی

عینا بھی اپنا کام سرانجام دے رہی تھی جب اسے ایسے

احساس ہوا جیسے فیکٹری میں کچھ ہلچل ہو رہی ہو

وہ کافی فاصلے پر چلتے قدموں کے آہٹوں کو بھی

پہچان چکی تھی یعنی وہ لوگ اس فیکٹری کے گارڈز

تھے جو کسی شک کی بنا پر اس طرف آرہے تھے

جلدی یہاں سے نکلو دانیال وہ لوگ اسی طرح آرہے ہیں

عینا کان میں لگے بلوٹو تھ کے ذریعے دانیال سے

مخاطب ہوئی اور دوسری طرف دانیال عینا کی بات

سننے ہی باہر کے جانب بھاگا تھا

وہ دونوں فیکٹری کے اندر سے نکلے اور دروازے کی

جانب بھاگے جب اچانک سامنے سے آنے والا گارڈ سے

عینا کے زبردست ٹکڑے ہوتے رہ گئی مگر وہ گارڈ

عینا کا بازو پکڑ چکا تھا عینا نے اس گارڈ کو تیر کی

تیزی سے ایک ٹانگ رسید کی جس کی وجہ سے وہ دور

جا گرا اس سے پہلے کہ عینا وہاں سے نکلتی دوسرے

گارڈ نے اس پر حملہ کیا دانیال جو عینا کہ کچھ ہی

فاصلے پر تھا اس نے بغیر سوچے سمجھے اس گارڈ پر

حملہ کیا مگر اس گارڈ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی

جس کی دھاڑ بہت تیز تھی جب دانیال نے اس پر حملہ

کیا تو جوابی کاروائی میں اس گارڈ نے دانیال کے بازو

پر وہ چیز ماری جس کی وجہ سے دانیال کا بازو زخمی

ہو گیا مگر اس نے ہمت نہ ہارتے ہوئے اس گارڈ کے منہ

پر لمکوں کی برسات کر دی جس کی وجہ سے وہ گارڈ

وہیں گر گیا

دانیال چلو وقت نہیں ہے عینا نے دانیال کو روکا اس کا

بازو پکڑ کے باہر کی طرف بھاگی اور بغیر پیچھے مرے

وہ لوگ وہاں سے تیزی سے بھاگتے ہوئے نکلتے گئے

فیکٹری سے نکلنے کی اطلاع ملتے ہی دوسری جانب

دانش نے بھی ٹاور کے سسٹم کو دوبارہ سے چلا دیا تھا

جس کی وجہ سے چاروں طرف روشنی پھیل گئی تھی

بجلی واپس آتے ہی دانش بھی وہاں سے تیزی سے نکلا تھا

اس وقت دانیال عینا کے سامنے بیٹھا ہوا تھا جب کہ

عینا سے بری طرح گھور رہی تھی بغیر پلک چپکائے وہ

صرف دانیال کو گھورنے میں مصروف تھی جبکہ پاس

بیٹھی بڑی اماں اور سائیمہ بیگم کو ابھی تک ان دونوں

میں سے کسی نے کچھ نہیں بتایا تھا وہ پریشانی کے

عالم میں کبھی دانیال کو دیکھ رہی تھی اور کبھی عینا کو

کیا ہوا ہے بیٹا کچھ بتاؤ گے تم دانیال دونوں میں سے

کوئی تو کچھ بتائے صبح سے گئے اب تم لوگ واپس آئے

ہو اور آکر تم لوگوں نے کھانا بھی نہیں کھایا آخر ہوا

کیا ہے کچھ تو بتاؤ سائمه بیگم دونوں کی طرف

دیکھتے ہوئے فکر مندی سے بولی

کچھ نہیں مام آپ کے بیٹی بس تھوڑا سا ناراض ہو گئی

ہے مجھ سے دانیال سائمنہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا جب کہ عینا کی نظریں ابھی بھی دانیال کی طرف

ہی تھی جیسے نظروں ہی نظروں میں آج وہ اس کا

قتل کر دینا چاہتی ہو

کیوں اب کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے تم نے کیوں

تم سکون سے نہیں رہتے سائمنہ بیگم دانیال کو گھورتے

ہوئے بولی

میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا مام آپ تو ایسے ہی غصہ

کرنے لگ گئی ہیں ایک کیا کم گھور رہی ہے جو آپ بھی

رہی سہی کسر پوری کر رہی ہیں دانیال منہ بناتے ہوئے

بولا تو عینا نے خو نخواستہ نگاہوں سے دانیال کو دیکھا

کیا ہوا ہے بیٹا سب خیریت یوں کیوں بیٹھے ہو حیدر

صاحب شیرازی سکندر کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوتے

ہوئے بولے جبکہ باقی سب بھی ان کے پیچھے ہی تھے

کیونکہ سب مرد حضرات عشاء کی نماز ادا کرنے مسجد

گئے ہوئے تھے اور ابھی ان کی واپسی ہوئی تھی

کیا ہوا ہے بیٹا کوئی پریشانی ہے کیا کیا ہے اس نے حیدر

صاحب عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جو بری طرح

دانیال کو گھور رہی تھی

یہ تو آپ اپنے سپوت سے پوچھیں کہ اس نے کیا کیا ہے

عینا بولی تو اس کی آواز بے حد سخت اور سنجیدہ

تھی جبکہ پیچھے سے آتے زر خان نے بہت غور سے عینا

کی طرف دیکھا تھا جس کے چہرے پر اتنی سختی

تھی کہ کوئی بھی اس وقت نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس

لڑکی کے چہرے پہ کبھی نرم تاثرات بھی آ سکتے ہیں

جبکہ گرین آنکھوں میں سرخ لکیریں صاف واضح تھا

اور اس کے اندر کیے جانے والے ضبط کو صاف ظاہر کر

رہی تھی

کیا کیا ہے دانیال تم نے حیدر صاحب دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولے

میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا باہا دانیال بیچاری سی

شکل بناتے ہوئے بولا کیونکہ اسے اب احساس ہو چکا

تھا کہ اس کی شامت بری آنے والی ہے

دانیال کو دوبارہ مکر تادیکھ کر عینا جھٹکے سے اپنی

جگہ سے اٹھی اور تن فن کرتی دانیال کے قریب آئی

دانیال نے اپنے کندھوں پر اپنی بلیک جیکٹ ڈال کر

دونوں بازوؤں کو کور کیا ہوا تھا عینا نے جھٹکے سے وہ

جیکٹ پکڑی اور کھینچ کر دوسری جانب پھینکی

جیکٹ ہٹتے ہی دانیال کے بازو کا زخم صاف واضح ہو

رہا تھا جبکہ سفید شرٹ بائیں طرف سے خون سے

بھیگی ہوئی تھی سائیمہ بیگم اور بڑی اماں نے بے اختیار

اپنے دل کو تھاما تھا

بازو پر سفید پیٹی کی گئی تھی مگر پھر بھی زخم کا

اندازہ لگایا جاسکتا تھا زخم کتنا بڑا ہے جبکہ پہنی

گئی سفید شرٹ لال دھبوں سے بھری ہوئی تھی

یہ کیا ہے یہ چوٹ کیسے لگی شیرازی سکندر دانیال کی

طرف دیکھتے ہوئے بولے

وہ انکل بس غلطی سے لگ گئی دانیال منمنایا

کیا کہا تم نے غلطی یہ غلطی سے ہوا ہے یہ تم نے جان

بوجھ کر کیا ہے دانیال اسے غلطی کا نام مت دو یہ

تمہاری بے وقوفی ہے تمہاری بے عقلی ہے عینا دانیال کے

سامنے کھڑے ہوتے ہوئے غصے سے بول رہی تھی

تمہارے اس دماغ میں میری کوئی بات کیوں نہیں

بیٹھتی آخر تم کیوں نہیں سمجھتے جب میں نے تمہیں

ایک بات سمجھائی تھی تو میرے کہے کا مطابق کیوں

نہیں چلے کبھی اپنے دماغ میں رکھی گئی عقل سے

بھی کام لیا ہے تم نے عینا دانیال کے ماتھے پر شہادت

کی انگلی رکھ کر اس کے سر کو پیچھے کی طرف

دھکیلتے ہوئے بولی

بیٹا کیا بات ہے حیدر صاحب عینا کو غصے میں دیکھ

کر پریشان ہو گئے تھے

انکل آپ اس سے پوچھیں کہ آخر یہ انسان چاہتا کیا ہے

اسے کیوں میری کوئی بات سمجھ نہیں آتی یہ کیوں

میرا باپ بنے کی کوشش کرتا ہے عینا حیدر صاحب

طرف دیکھتی ہوئی بولی

میں۔۔۔۔۔ دانیال نے کچھ بولنا چاہا مگر عینا پہلے اس کا

منہ بند کرو اچکی تھی

شٹ اپ اگر ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکالا تو تمہاری

زبان کاٹ دوں گی میں تم نے کیا مجھے پاگل سمجھ

رکھا ہے بے وقوف ہوں میں تمہاری سینیئر آفیسر ہوں

میری بات کو تم ایسے ٹالتے ہو جیسے میں نے کوئی

فضول بکواس کی ہو تم نے کبھی میری کوئی بات اپنے

اس خالی دماغ میں بٹھائی ہے پتہ نہیں کون بے وقوف

تھا جس نے تمہیں سیکرٹ ایجنٹ کی نوکری دے دی

عینا کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا

دانیال نے خاموشی سے اپنا سر جھکا لیا تھا کیونکہ اسے

معلوم تھا کہ اب اسے عینا کے غصے کا سامنا کرنا ہی

پڑے گا

تمہاری ہر غلطی کو میں نے ہمیشہ نظر انداز کیا ہے اس

کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج تم میرے دیے گئے آرڈر کو

اس طرح نظر انداز کر کے اپنی کرو گے آج سے دس دن

پورے دس دن کے لیے میں تمہیں سسپینڈ کرتی ہوں

مسٹر دانیال حیدر صبح میرے آفس کے اپنا سسپینڈ

لیٹر لے لینا عینا بولی تو دانیال نے جھٹکے سے سراٹھا

کر بے یقینی سے رینا کی طرف دیکھا جس کا چہرہ

غصے کی وجہ سے سرخ انار بن چکا تھا جبکہ آنکھیں

خون جھلکنے کو تیار تھیں

اگر ان دس دنوں میں تم نے مجھے اپنی یہ شکل بھی

دکھائی تو تمہاری جان نکال دوں گی میں عینا دانیال

سے بے حد غصے میں بولتی وہ وہاں سے جانے لگی

عینا "دانیال نے اسے بہت محبت سے پکارا"

شٹ اپ "عینا دانیال سے بولتی بغیر کسی کی طرف"

بھی دیکھے وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ لاؤنچ سے

نکلتے وقت زر خان لانچ کے دروازے کے قریب ہی کھڑا

تھا مگر عینا اس کے قریب سے اس طرح گزری تھی

جیسے کوئی تیز ہوا گزرتی ہو

عینا کے جاتے ہی دانیال نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا

جہاں سائمنہ بیگم حیدر اور شیرازی سکندر اسے گھور

رہے تھے

کیا یار اب آپ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں

دانیال ان کی طرف دیکھتے ہوئے جھنجھلا کر بولا

اب تم خود ساری بات بتاؤ گے یا میں اٹھ کر اپنے طریقے

سے اگلوؤں حیدر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولے تو دانیال نے گہرا سانس لیتے ہوئے

انہیں ساری بات تفصیل سے بتادی

مجھے ایک بات بتاؤ کہ جب وہ خود ان گارڈز کو ڈیل

کر رہی تھی تو تم نے بیچ میں ٹانگ کیوں آرائی شیرازی

سکندر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

انکل آپ نہیں سمجھ سکتے وہ اکیلی تھی اور وہ لوگ

زیادہ تھے دانیال ایسے بولا جیسے انہیں بہت پتے کی

بات بتا رہا ہو

بیٹا تم مجھے ناہی سمجھاؤ تو بہتر ہے یہاں پر بیٹھا

ایک ایک شخص جانتا ہے کہ عینا کے لیے ایک ساتھ دس

بندوں کو ڈیل کرنا بھی بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور تم

صرف دو گارڈز کو دیکھ کر بیچ میں کو دپڑے سہی

کہہ کر گئی ہے عینا دماغ میں رکھی عقل کا بھی

استعمال کر لیا کرو شیرازی سکندر دانیال کو عینا کے

بولے گئی بات یاد دلائی تو دانیال اپنا چہرہ نیچے کیے

ہلکا سا ہنس دیا

کیسے پاگل آفیسر ہو تم لوگوں کو سسپینڈ کیا جائے تو

وہ خود کشتی کرنے کے در تک پہنچ جاتے ہیں اور تم ہو

جس کے دانت ہی بند نہیں ہو رہے حیدر صاحب دانیال

کو گھورتے ہوئے بولے

ارے ڈیڈ آپ نہیں سمجھیں گے مجھے معلوم ہے کہ اسنے

مجھے کیوں سسپینڈ کیا ہے دانیال مسکراتے ہوئے بولا

تو سب نے سامنے بیٹھے اس بے وقوف لڑکے کو دیکھا

کیونکہ وہ سب کے سامنے بول کر گئی تھی وجہ بتا کر

گئی تھی کہ اس نے اسے کیوں سسپینڈ کیا ہے پھر بھی

وہ بول رہا تھا کہ اسے معلوم ہے کہ اسے کیوں سسپینڈ

کیا گیا ہے جیسے اس کے علاوہ تو یہاں کسی شخص

کو معلوم ہی نہ ہو کہ جناب سلطان کو عزت سے دھکے

دے کر کیوں نکالا گیا ہے

ہمیں بھی معلوم ہے کہ اس نے تمہیں کیوں نکالا ہے بیٹا

اس لیے اپنے یہ دانتوں کی نمائش کم کرو اور اسے منانے

کا سوچو سخت ناراض ہے وہ تم سے سائیمہ دانیال کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

نہیں ناموم آپ میں سے کسی کو بھی نہیں معلوم کہ

اس نے مجھے کیوں سسپینڈ کیا ہے یہ بات میں جانتا

ہوں عینا جانتی ہے اور ہمارا خدا جانتا ہے اس کے

علاؤہ کوئی نہیں جانتا دانیال مسکراتے ہوئے بولا سچ

ہی تو بول رہا تھا وہ دانیال کے بازو کا زخم دیکھتے

ہوئے ہی عینا نے اسے جان بوجھ کر سسپینڈ کیا تھا

تاکہ وہ گھر پر رہ سکے اور اس کا زخم جلدی سے ٹھیک

ہونا کہ وہ دوبارہ عینا کا ساتھ جگہ جگہ جا کر کام

کرے کیونکہ عینا کے لیے دانیال حیدر کی صحت سب

سے زیادہ ضروری تھی اس لیے سب کے سامنے تو اسے

سسپینڈ کر کے گئی تھی مگر اصل وجہ یہی تھی کہ وہ

دانیال کو تھوڑا وقت دینا چاہتی تھی تاکہ وہ جلدی

اپنے زخم کو ریکور کر لے اور یہ بات دانیال حیدر بہت

اچھے سے جانتا تھا اس لیے وہ چیل ماحول میں بیٹھا

انجوائے کر رہا تھا

اب زیادہ فضول بولنے کی ضرورت نہیں ہے اٹھو اور جا

کر آرام کرو سائمنہ بیگم دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی جسے اتنی چوٹ لگنے کے باوجود بھی کوئی اثر

نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تو اس طرح بیٹھا تھا جیسے وہ

اس چوٹ کو بہت انجوائے کر رہا ہو

دانیال کوئی جواب دیتا اسے سامنے سے عینا اترتی ہوئی

دکھائی دی وہ داخلی دروازے کی جانب دیکھ رہی

تھی اور چلتی آرہی تھی دانیال نے گردن گھما کر

حویلی کے داخلی دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں پر

ایک آفیسر کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں کچھ فائل

تھی یقیناً عینا نے اسے بلایا تھا

زرخان کی نظر بھی عینا پڑ رہی تھی جب اس کا فون

بجنے لگا اس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے فون کان سے لگایا

اور لاؤنج سے تھوڑا ہٹ کر مقابل سے بات کرنے لگا

عینا سیدھا چلتی ہوئی اس آفیسر کے پاس گئی اور اس

سے فائل لے کر کچھ بات کرنے میں مصروف ہو گئی وہ

آفیسر کوئی اطلاع دے رہا تھا جب کہ عینا بہت

سنجیدگی سے اس کی بات کو سن رہی تھی

ٹھیک ہے آپ جائیں اب عینا اس آفیسر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی تو وہ مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہتا

وہاں سے چلا گیا جب عینا نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں

پکڑی فائل کو دیکھا اور دوسری نظر سامنے اٹھائی تو

اسے زر خان دکھائی دیا زر خان کے عینا کی طرف پیٹھ

تھی لیکن زر خان کے پشت سے نظریں ہٹا کر عینا نے

سامنے کھڑکی کی جانب دیکھا تو اس سے کچھ عجیب

سا لگا

اپنی نظروں کا تاب لاتے ہوئے عینا نے آہستہ آہستہ قدم

زر خان کے جانب بڑھانا شروع کیے وہ جاتو زر خان کی

جانب رہی تھی مگر اس کی نظریں سامنے کھڑکی کی

طرف تھی اور دانیال کی نظریں عینا کی طرف تھی

عینا نے ہاتھ میں پکڑی فائل دیوار کے ساتھ لگی ٹیبل پر

رکھی اور اپنے قدم جاری رکھے جبکہ نظراب بھی

صرف کھڑکی پر ہی تھی

کھڑکی کے شیشے سے نظر آنے والے عینا کے عکس کو

دیکھ کر زرخان تھوڑا حیران ہوا کیونکہ وہ اسی کی

جانب آرہی تھی اس سے پہلے کہ زر خان فون بند کر

کے پیچھے مڑتا عینا ایک ہی جست میں زر خان تک

پہنچی اور اس کا بازو پکڑ کے اسے پیچھے کی جانب

دھکیلا اور اسی وقت ایک گولی کھڑکی کو چیرتی

ہوئی سامنے دیوار میں آگئی

اس سے پہلے کہ زر خان کچھ سمجھ پاتا ایک اور گولی

چلی اس بار بھی گولی زر خان پر ہی چلائی گئی تھی

جبکہ دوبارہ نشانے کو زر خان کی طرف دیکھ کر عینا

نے اسے زوردار دھکا دیا تھا جس کے بدلے وہ گولی

زر خان کو تو نہیں مگر عینا کے بازو کو چیرتی چلی

گئی مگر عینا نے بغیر اپنے درد کی پرواہ کیے اپنی کمر

کے پیچھے سے گن نکالی اور صرف ایک گولی کھڑکی

پر نشانہ باندھ کر چلائی تھی دوسری گولی اس نے

حویلی میں لگے مین بلب پر چلائی تھی جس کی وجہ

سے لاؤنج کی تمام لائٹس بند ہو گئی تھی یعنی عینانے

بہت عقلمندی سے کام لیا تھا وہ جانتی تھی کہ کھڑکی

کے باہر سے حویلی کے اندر کا منظر نظر آ رہا ہے اس لیے

کوئی بھی روشنی میں دیکھ کر گولی چلا سکتا تھا

اس لیے عینانے وہاں اندھیرا کر کے باہر موجود لوگوں

کے ارادے ناکام بنا دیے

دانیال سب کو لے کر کسی حفاظتی جگہ پر پہنچو عینا

اونچی آواز سے چلائی اور حویلی کے داخلی دروازے

کی طرف بھاگی کیونکہ باہر سے گولیوں کی آوازیں آنا

تیز ہو گئی تھی

اچانک گولیاں چلنے کی وجہ سے لائے اور فاریہ نے سہم

کے ایک دوسرے کو تھامتا تھا مگر اندھیرا ہونے کی وجہ

سے کوئی بھی کسی کو نہیں دیکھ پارہا تھا

حادث سب کو سٹڈی روم میں لے کر چلو اور حم اونچی

آواز میں بولا اور پھر انہوں نے سب کو سٹڈی روم کے

اندر با حفاظت پہنچایا تھا سٹڈی روم حویلی کے اندر

کی جانب تھا جہاں پر کوئی کھڑکی موجود نہیں تھی

وہ سٹڈی روم دیکھنے سے کوئی کمرہ بالکل نہیں لگتا

تھا باہر سے وہ کوئی شیشے کی دیوار ہی لگتی تھی

جبکہ اندر سے وہ ایک خفیہ سٹڈی روم تھا جسے

حویلی کے مکین ہی جانتے تھے

آپ سب ان کا خیال رکھیں میرا باہر جانا بہت ضروری

ہے دانیال حارث ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور

تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں سے باہر نکلا

بڑی اماں آپ آرام سے یہاں بیٹھیں کچھ نہیں ہوا میں

باہر دیکھ کر آتا ہوں فکر مت کریں زر خان بڑی اماں کا

ہاتھ تھام کر انہیں کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولا اور وہاں

سے نکل گیا مگر جانے سے پہلے حارث اور ار حم کو

سخت تاکید کر کے گیا تھا کہ وہ انہیں اکیلا چھوڑ کر

وہاں سے ہر گز نہ نکلیں

زرخان سٹڈی روم سے نکل کر باہر کی جانب بڑھنے ہی

لگا تھا جب سٹڈی روم کا دروازہ اسے بند ملا بہت

کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ دروازہ نہیں کھل رہا

تھا شاید اسے غلطی سے لاک لگ گیا تھا

یہ دروازے کو کیا ہوا ہے اس کی چابیاں کدھر ہیں

زرخان اماں جان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

چابیاں تو کچن میں تھی ہو سکتا ہے کہ سٹڈی روم

میں بھی کہیں ہو تلاش نے اسے مل جائیں گی اماں

جان زرخان کی طرف دیکھتی ہوں بولی تو وہ جلدی

سے اگے بڑھ کر چابی تلاش کرنے لگا

لالا اسے تو شاید لاک لگ چکا ہے اور لاک تو چابیوں کے

بغیر نہیں کھلے گا حارث دروازہ کھولنے کی کوشش

کرتے ہوئے بولا

رکو میں بھی ڈھونڈتا ہوں ارحم بھی آگے بڑھ کر چابیاں

تلاش کرنے لگا

عینا باہر آئی تو حویلی کے گارڈز جو حویلی کے گیٹ پر

ہی موجود ہوتے تھے ان گارڈز کو بری طرح زخمی کیا

گیا تھا جبکہ نشانہ حویلی کے باہر سے لیا جا رہا تھا اور

دھرا دھر گولیاں چلائی جا رہی تھی یہ بہت سوچی

سمجھی سازش تھی کیونکہ دیکھنے والوں کو بالکل

سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر گولیاں کہاں سے چل رہی

ہیں اور کون چلا رہا ہے

ان گارڈز کو ایک نظر دیکھ کے عینا باہر کی طرف بھاگی

تھی کیونکہ کچھ بھی کر کے اسے یہ معاملہ سمجھنا

تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو تو

قابو کرتی جو حویلی پر گولیوں کی بوچار کر رہے تھے

ے اور گارڈز کو بھی زخمی کر چکے تھے

حویلی سے باہر نکل کر عینا نے نظر چاروں طرف

گھمائی تو اسے معلوم ہوا کہ کھیتوں میں چھپے کچھ

لوگ کندھوں پر بندوق رکھ کر حویلی پر نشانہ باندھے

کھڑے گولیاں چلا رہے ہیں ان کو ایسے دیکھ کر عینا کا

تو دماغ ہی گھوم گیا اس نے اپنی پسٹل نکالی اور ایک

سائیڈ کو ہو گئی جہاں پہ کسی کی بھی نظر نہ پڑتی

ہو وہ بالکل تاریکی والی جگہ تھی عینا نے ان کے

ہاتھوں پر نشانہ لیا جن ہاتھوں سے وہ نے وہ بند و قیں

پکڑے ہوئے تھے اس کا نشانہ اتنا پکا تھا کہ ایک بھی

نشانہ چوک نہیں سکا تھا اور ایک ایک کر کے وہ سب

کو اپنا نشانہ بنا رہی تھی جبکہ دانیال بھی باہر آچکا

تھا عینا کی موجودگی کو محسوس کرتے ہی دانیال نے

بھی اپنی گن نکال کر ان لوگوں پر نشانہ باندھا تھا اور

کچھ ہی دیر میں ان دونوں نے کھیتوں میں چھپے ان

لوگوں کو بری طرح زخمی کر دیا تھا

دانیال پہلے ہی اپنے آفیسروں کو کال کر چکا تھا کیونکہ

ان لوگوں کو گرفتار کرنا بہت ضروری تھا تا کہ پتہ چل

سکے کہ حویلی پر حملہ کیوں اور کس لیے کروایا گیا

ہے اور یہ کام کس کا ہے گارڈز کو بھی بروقت وہ لوگ

ہاسپٹل پہنچا چکے تھے جس کی وجہ سے گارڈز خمی

تو تھے مگر ان سب کی جان بچ گئی تھی

کچھ ہی دیر میں آفیسر زان آدمیوں کو گرفتار کرنے آ

چکے تھے جب کہ دانش بھی وہیں پر موجود تھا

ان سب کو گرفتار کریں اور ان میں سے ایک بھی فرد

فرار نہیں ہونا چاہیے ان سب کو لے کر جائیں یہاں سے

اینا سامنے موجود افسر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تو وہ یس مین کہتا اپنے باقی آفیسرز کے ساتھ ان

آدمیوں کی جانب بڑھ گیا

دانیال نے ایک نظر ان آفیسرز کی طرف دیکھا اور

دوسری طرف عینا کو دیکھا اور پھر نظر اس کے بازو

پر گئی جو گولی لگنے کی وجہ سے زخمی ہو چکا تھا

اور بازو سے خون بہہ رہا تھا جب کہ عینا کو اس کی

بالکل پرواہ نہیں تھی

عینا دیکھو کتنا خون بہہ رہا ہے اور تم کتنے آرام سے

کھڑی ہو دانیال عینا کا بازو تھامتے ہوئے بولا تو عینا نے

اپنے بازو کی طرف دیکھا جہاں بازو سے خون نکل کر

شرٹ میں جذب ہو رہا تھا

دانیال نے جلدی سے اپنی جیب سے اپنا رومال نکالا اور

عینا کے بازو پر کس کے باندھ دیا کیونکہ اس کا خون

نہیں رک رہا تھا

میں ٹھیک ہوں دانی عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی جو اس کے لیے کافی پریشان نظر آ رہا تھا

میم آپ پلیز ڈاکٹر کے پاس چلیں بینڈج کروالیں

مجھے آپ کا زخم گہرا لگتا ہے دانش عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

نہیں دانش تم ایک کام کرو حویلی کے اندر لائٹ آن

کرو او تب تک میں آتی ہوں عینا دانش کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ اسے اب حویلی کہ دوسری

سائیڈ پر جانا تھا جہاں اس نے کھڑکی سے گولی چلائی

تھی کیونکہ اسے پکاریہ یقین تھا کہ وہ گولی حویلی

کے اندر سے ہی چلی تھی اور جوابی کاروائی میں عینا

نے بھی گولی چلائی تھی یقیناً وہ گولی اس شخص کو

لگی ہوگی اس لیے عینا وہاں جا کر دیکھنا چاہتی تھی

دانش کو بولتے ہی عینا حویلی کے اندر کی جانب بڑھ

گئی جب کہ دانیال بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی تھا

وہ حویلی کی دوسری سائیڈ پر آئی تھی جہاں بہت

اندھیرا تھا مگر حویلی کے باہر چلنے والی لائٹ کی

روشنی سے وہ جگہ صاف دکھائی دے رہی تھی

عینا اس طرف پہنچی تو اسے وہاں کوئی اندر کے جانب

بھاگتا ہوا دکھائی دیا

اے رکو۔۔۔۔۔ دانیال اونچی آواز میں چلایا اور اس کے

پیچھے دوڑا تھا جبکہ عینا بھی اس کے پیچھے ہی تھی

اپنی جان بچانے کی خاطر وہ شخص باہر کی طرف

بھاگنے کے بجائے غلطی سے اندر کی طرف بھاگا تھا اس

لیے اب وہ برا پھنس چکا تھا

وہ شخص بھاگتا ہوا اندر جا رہا تھا اچانک کسی سے

بری طرح ٹکرایا اور زمین پر گر پڑا

دانش جو کچھ آفیسرز کو ساتھ لیے حویلی کے اندر کی

لائٹ ٹھیک کر رہا تھا اس سے اچانک کوئی ٹکرایا مگر

وہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ ضرور کوئی باہر کا

شخص ہے جو یوں حویلی میں بھاگ رہا ہے اس لیے

موقع پاتے ہی اس نے اس شخص کو اپنی سخت گرفت

میں لے لیا تھا

اسے پکڑو جلدی دانش اپنے قریب موجود کھڑے موجود

کو بولا تو اس نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو دبوچا جو

دانش کی گرفت سے نکلنے کے لیے بری طرح سے ٹانگیں

مار رہا تھا

تب تک عینا اور دانیال بھی حویلی میں داخل ہو چکے

تھے مگر آگے بہت اندھیرا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک

دوسرے کو نہیں دیکھ پارہے تھے

شیشے کے پار کھڑے ان سب نے لاؤنج میں ہوتی ہلچل

کو محسوس کیا تھا وہاں اندھیرا تو تھا مگر وہاں پر

انہیں سائے گزرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے یعنی

حویلی کے اندر کوئی موجود تھا

یہ حویلی کے اندر کون اس وقت اس طرح داخل ہوا ہے

اور یہ دروازہ کیوں نہیں کھل رہا جلدی سے چابیاں

ڈھونڈو صہزیب سکندر شیشے کے پاڑ لاؤنج میں

دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولے جب اچانک حویلی

میں چاروں طرف روشنی پھیل گئی اور روشنی ہوتے

ہی جب ان سب نے لاؤنج کی جانب دیکھا تو سب کی

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی

لاؤنج میں سامنے ہی دانش اور دانش کے ساتھ مصطفیٰ

کھرا تھا دانش نے اس شخص کو دبوچا ہوا تھا جو

شکل سے پاکستانی تو بالکل نہیں لگتا تھا جبکہ اس کے

کچھ فاصلے پر ہی کچھ اور آفیسرز بھی کھڑے تھے

اور جیسے ہی وہ آفیسرز وہاں سے ہٹے تو ان کی نظر

عینا اور دانیال پر پڑی عینا کے بازو پر ایک سفید

رومال سختی سے بندھا ہوا تھا جبکہ دانیال اپنی سرخ

ہوتی آنکھوں سے سامنے موجود شخص کو دیکھ رہا

تھا جو دانش کی گرفت میں بن پانی کے مچھلی کی

طرح پھڑپھڑا رہا تھا

مم مصطفیٰ۔۔۔۔۔ فاریہ مشکل مصطفیٰ کا نام مکمل کیا تھا

بابا یہ سامنے مصطفیٰ ہے نادیکھیں مجھے مصطفیٰ

دکھائی دے رہا ہے کیا آپ کو بھی مصطفیٰ دکھائی دے

رہا ہے وہ دیکھیں وہ سامنے فار یہ شاہنواز سکندر کا

بازو تھامتے ہوئے خوفزدہ انداز میں بولی کیونکہ وہاں

موجود کسی بھی شخص کو اس بات کا یقین نہیں ہو

رہا تھا کہ شیشے کے پار جس شخص کو وہ دیکھ رہے

ہیں وہ مصطفیٰ تھا ان کا چھوٹا اس حویلی کی رونق

ہاں بیٹا یہ مصطفیٰ ہی ہے اور وہ زندہ ہے بالکل سہی

سلامت شاہنواز سکندر کی حیرت سے ڈوبی ہوئی آواز

فارہ کو سنائی دی تو وہ بھی سامنے کی طرف دیکھنے

لگی جہاں مصطفیٰ انہیں واضح دکھائی دے رہا تھا

لالا یہ چابیاں مل گئی حارث بک شلیف میں سے چابیاں

نکالتے ہوئے بولا اور جلدی سے آکر زر خان کے ہاتھ میں

دی تو زرخان نے جلدی سے چابی گھما کر دروازہ کھولا

آپ سب یہی رہیں ابھی آپ میں سے کوئی بھی باہر نہیں

آئے گا زرخان پیچھے مڑ کے سب کی جانب دیکھتا ہوا

بولا

چھوڑو مجھے جانے دو یہاں سے وہ لڑکا خود کو

چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا اور وہ عربی زبان

میں بول رہا تھا

کون ہو تم اور کیا لینے آئے ہو یہاں پر دانیال اس لڑکے

کی طرف دیکھتے ہوئے خاصی اونچی اواز میں بولا

مجھے کچھ نہیں پتہ پلیرز مجھے جانے دو میں تمہیں

اپنے بارے میں نہیں بتا سکتا وہ لڑکا دانیال کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ دانیال اور عینا کو عربی بہت

اچھے سے آتی تھی وہ صرف سمجھتے ہی نہیں بلکہ

عربی بول بھی بہت اچھے سے لیتے تھے اس لیے دانیال

کے بولے گئے الفاظ اس لڑکے کو سمجھ آ گئے تھے

تمہاری تو میں۔۔۔ دانیال اسے مارنے کے لیے آگے بڑھا

جبکہ عینا اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے روک چکی تھی

عینا نے دانیال کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور دانش کو

اشارہ کیا کہ وہ اس لڑکے کو چھوڑ دے تو دانش اس

لڑکے کو اپنی گرفت سے آزاد کرتا سائیڈ پر ہو کے کھڑا

ہو گیا

میں تم سے صرف ایک بار پوچھوں گی اور اگر تم نے

مجھے ایک ہی بار میں سچ نہیں بتایا تو ابھی اور اسی

وقت تمہارے دماغ میں گولی مار کر یہیں تمہیں جہنم

پہنچا دوں گی عینا اس لڑکے کی جانب قدم بڑھاتے

ہوئے بولی

عینا کا ایک ایک قدم اس لڑکے کا خون خشک کرنے کی

وجہ بن رہا تھا کیونکہ عینا کی آنکھوں میں پھیلی

وحشت اور چہرے پر نظر آنے والی خوفزدہ سنجیدگی

اس لڑکے کا حلق تک خشک کر گئی تھی

دیکھو میں نہیں جانتا کچھ بھی نہ ہی میں نے کچھ کیا

ہے تم مجھے جانے دو وہ لڑکا کی طرف دیکھتے ہوئے

خوف زدہ لہجے میں بولا

یہاں کس مقصد کے لیے آئے تھے تم ہے عینا اس لڑکے کی

طرف دیکھتے ہوئے سخت آواز میں بولی

میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ لڑکا اپنی بات مکمل

کرتا اس سے پہلے ہی عینا اس کی گردن دبوچ کر اس

ے دیوار کے ساتھ لگا چکی تھی

عینا۔۔۔۔۔ دانیال نے تڑپ کر عینا پکارا تھا کیونکہ جتنی

سخت گرفت عینا کے ہاتھ کی اس لڑکے کی گردن پر

تھی اس کی وجہ سے عینا کے بازو پر دباؤ پڑنے کی

وجہ سے تیزی سے خون بہنے لگا تھا تکلیف تو کچھ

فاصلے پر کھڑے تکلیف تو زرخان کو بھی بہت ہوئی

تھی مگر عینا نے ہاتھ کے اشارے سے وہیں پر سب کو

روک دیا تھا

یا اللہ بڑی اماں نے تڑپ کر یہ الفاظ بولے تھے کیونکہ

سامنے سے دیکھنے والا منظر بہت خوفناک تھا عینا کا

یہ روپ ان کے لیے بے یقینی کا سبب ثابت ہو رہا تھا

صرف ان کے لیے ہی نہیں وہاں موجود ہر شخص کے

لیے یہ بے یقینی کا عالم تھا

وہ لڑکا عینا کی سخت گرفت میں بری طرح تڑپ رہا تھا

جبکہ عینا کی گرفت اس کی گردن پر سخت سے سخت

ہوتی جا رہی تھی

بولو کیا کرنے آئے تھے تم یہاں کس لیے بھیجا گیا ہے

تمہیں یہاں عینا اس لڑکے کی گردن پر اپنی گرفت

سخت کرتے ہوئے غرائی

بتاتا ہوں مجھے ہائی کورٹ کے جج کو قتل کرنے کے لیے

بھیجا گیا ہے وہ ایک کیس لڑ رہا ہے جس کی آخری

تاریخ ختم ہونے کے بعد بھی اس نے ایک اور تاریخ دے

دی ہے اور وہ اس شخص کو مجبور کر رہا ہے وہاں آ کر

کے اس کیس کو لڑنے کے لیے جو شخص وہ کیس چھوڑ

کر بھاگ چکا ہے اسے چھوڑنے کے لیے میرے مالک نے

بولایا ہے کیونکہ یہ کیس اس کے خلاف تھا وہ شخص تو

پیچھے ہٹ گیا ہے مگر وہ جج پیچھے نہیں ہٹ رہا اسے

بہت سی دھمکیاں بھی دی ہیں مگر وہ کسی دھمکی

کو سیریس نہیں لے رہا اس لیے مجھے اسے جان سے

مارنے کا حکم دیا گیا تھا اور میں یہی کرنے یہاں آیا

تھا اس لڑکے نے اپنی عربی زبان میں ٹوٹے ہوئے الفاظوں

میں بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کی تھی

کون ہے وہ شخص عینا اس کی گردن پر اپنے گرفت اور

مضبوط کرتے ہوئے بولی جب کہ چہرہ اور گرین آنکھیں

خون جھلکنے کا درپر تھی یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی

اس کے سارے جسم کا خون اس کے چہرے اور آنکھوں

سے باہر بہنے لگے گا

کمپنی کا مالک وہ لڑکا بولا تو عینا نے ZM ظہیر ملک

جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑی تو وہ سیدھا زمین

پر جا گرا

لے کے جاؤ اسے یہاں سے اور تیاری کرو ہم ابھی اور

اسی وقت کراچی کے لیے نکلیں گے عینادانش اور

سامنے کھڑے آفیسرز کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو

آفیسرز جلدی سے لڑکے کو اٹھایا اور اسے گرفتار کر کے

وہاں سے لے گئے

عطلاح کرو اپنی ٹیم کو دانش اگلے دس منٹ میں ہم

نکل رہے ہیں عینادانش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

اور جس بازو پر گولی لگی تھی اس بازو کی شرٹ کا

کف فولڈ کرتے ہوئے آگے کے جانب بڑھی جب سامنے ہی

اسے زر خان کھڑا دکھائی دیا جو گہری نظروں سے اسے

دیکھ رہا تھا ایک نظر خان کو دیکھ کر وہ بغیر رکے

سیڑھیوں کی طرف چلی گئی اس کا ارادہ اب اپنے

کمرے میں جا کر فریش ہونے کا تھا کیونکہ دس منٹ

میں اسے یہاں سے نکلنا تھا دانیال بھی عینا کے پیچھے

ہی کیا گیا تھا کیونکہ اسے عینا کے بازو پر پٹی کرنی

تھی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اس نے اس معاملے میں

بہت لاپرواہی کرنی ہے اس لیے وہ خود اس کے پیچھے

گیا تھا

زرخان اس لڑکے کی اور عینا کی باتیں سمجھ تو نہیں

پایا تھا کیونکہ وہ دونوں ہی عربی میں بات کر رہے تھے

مگر اسے اتنا ضرور یقین تھا کہ وہ جان لیوا حملہ اس

ی پر کیا گیا ہے وہ ایک سمجھدار ایک جابر سردار تھا

جس نے 16 قبیلوں پر ریاست کرنی تھی وہ اتنا نہ

سمجھ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ سب سمجھ نہ سکے

اگر ابھی بھی عینا اسے کہتی کہ اسے زر خان سے محبت

نہیں یا وہ زر خان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو یہ

سراسر بے وقوفی تھی زر خان کو بچانے کے لیے اس نے

خود پر گولی کھائی تھی اور یہ بات کوئی عام بات

نہیں تھی

لا لا لا۔۔۔۔۔ مصطفیٰ زر خان کو دیکھتے ہی بھاگ کر اس کے

گلے ملا تھا

مصطفیٰ میرے شیر تم ٹھیک ہو زر خان اسے کس کر اپنے

گلے لگاتے ہوئے بولا

لالا میں تو بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں باقی سب

کہاں ہیں بڑی اماں کدھر ہے نظر نہیں آرہی کہی گئی

ہیں کیا مصطفیٰ نے زر خان سے الگ ہوتے ہوئے سارے

سوال ایک ہی بار پوچھ ڈالے

مصطفیٰ "بڑی اماں سٹڈی روم سے باہر نکلتے ہوئے بولی"

تو مصطفیٰ بھاگ کر ان کے قریب گیا اور جلدی سے ان

کے گلے لگ گیا بڑی اماں کا لمس ملتے ہی مصطفیٰ کی

آنکھیں بے اختیار نم ہوئیں تھیں جبکہ مصطفیٰ کو

اپنے سامنے بالکل صحیح سلامت دیکھ کر اماں جان

فار یہ لائبہ کی بھی آنکھوں میں نمی چمکی تھی

میرے بچے کہاں تھے تم اتنی دیر سے بڑی اماں نم

آنکھوں سے مصطفیٰ کے ماتھے کو چومتے ہوئے بولی

یہ میں بعد میں بتاؤں گا آپ کو پہلے مجھے سب سے

مل تو لینے دیں مصطفیٰ مسکراتے ہوئے بولا اور پھر

باری باری خوش ہوتے ہوئے سب سے ملا وہ واپس اپنے

گھر آ گیا تھا اس کے لیے تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں

تھی جبکہ باقی سب کا بھی یہی حال تھا مصطفیٰ کو

اپنے سامنے بالکل ٹھیک دیکھ کر زندہ سلامت دیکھ کر

وہ لوگ بے تحاشا خوش تھے ایک بار پھر حور العین

سکندر ان سب کا دل جیت گئی تھی بلکہ ان کے دل

میں اپنا گھر بنا گئی تھی

دانیال نے زبردستی ہی سہی مگر عینا کے بازو پر پٹی کر

دی تھی اور اب عینا تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلی

تھی ابھی وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی جب دانیال عینا

سے مخاطب ہوا

عینا تم اکیلی نہیں جاؤ گی میں بھی تمہارے ساتھ ہی

جاؤں گا دانیال عینا کے پیچھے ہی سیڑھیاں اترتے ہوئے بولا

نہیں تم نہیں جاسکتے۔۔۔۔۔!! عینا نارمل انداز میں بولی

کچھ دیر پہلے جو سختی جو سنجیدگی اور وحشت

اس کی آنکھوں میں تھی وہ اب دور دور تک کہیں

دکھائی نہیں دے رہی تھی اس کے تاثرات اب بالکل

نارمل تھے

عینا تم میری بات کیوں نہیں سنتی دانیال جھنجلاتے

ہوئے بولا

کیونکہ تم میری نہیں سنتے "عینا نے اس کا جواب اسے"

ہی لوٹایا

لو ہو گئی پھر شروع ان کی نوک جھوک حیدر صاحب

تاسف سے سر ہلاتے مسکراتے ہوئے بولے

میں تمہارے ساتھ جاؤں گا ہر حال میں دانیال بضد

لہجے میں بولا

اور تمہیں میں اپنے ساتھ نہیں لے کر جاؤں گی کسی

بھی حال میں عینادو بارہ اسی انداز میں بولی

تم مجھے نہیں روک سکتی حورالعین سکندر دانیال بولا

تو عینا کے چلتے قدم وہیں پرر کے اسنے پیچھے مڑ کر

دانیال کو دیکھا جو ٹھیک اس کے پیچھے کھڑا اسے

دیکھ رہا تھا

تم کیوں بھول رہے ہو کہ میں تمہیں سسپینڈ کر چکی

ہوں مسٹر دانیال حیدر عینا دانیال سے بول کر آگے بڑھ گئی

میں نہیں مانتا ابھی تک میرا سسپینڈ لیٹر نہیں آیا

دانیال ابھی بھی ہار نہیں مان رہا تھا جبکہ دانیال کا یہ

انداز عینا کا میٹر گھما گیا تھا

دانش۔۔۔۔۔ عینا نے دانش کو اونچی اور سخت آواز میں پکارا

یس میم۔۔۔۔ دانش نے جلدی سے جواب دیا

سپینڈ لیٹر لے کر آؤ جلدی عینا دانش کی طرف

دیکھتی ہوئی سخت لہجے میں بولی

او کے میم "دانش بولتا ہوا باہر نکل گیا اور اگلے ایک"

منٹ کے اندر اندر وہ حویلی کے اندر دوبارہ داخل ہوتا

ہوا دکھائی دیا

میم یہ سسپینڈ لیٹر دانش عینا کی طرف وہ لیٹر اور

پین بڑھاتے ہوئے بولا تو عینا نے اسے تھام کر ولاؤنچ کی

جانب قدم بڑھائے جہاں سب کے درمیان مصطفیٰ بیٹھا

ہوا تھا وہ چلتے ہوئے ٹیبل کے قریب آئی اور لیٹر ٹیبل

کے اوپر رکھ کر اس پہ اپنے سائین کیے اور کچھ اہم

قوانین لکھے

یہ مسٹر دانیال حیدر کا سسپینڈ لیٹر ہے جسے میں نے

دن کے لیے سسپینڈ کر دیا ہے اور اس سے پہلے میں 10

اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی اگر آپ کا یہ

آفیسر میرے سامنے آیا تو اسے گولی مارنے سے گریز

میں بالکل نہیں کروں گی اور یہ چیز اس میں میں نے

خود لکھی ہے اپنے اس گدھے آفیسر کو یہ لیٹر دے

دیکھیے گا اور اسے اس میں لکھیں اہم قوانین بھی

سمجھا دیجئے گا عینا شیرازی سکندر کی طرف وہ لیٹر

بڑھاتے ہوئے بولی جب کہ دانیال کی اتنی عزت افزائی

پر سب نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا تھا

بیٹا اس وقت کہاں جا رہی ہو تم بڑی اماں عینا کی طرف دیکھتی

ہوں بولی

کام ہے ضروری اس سلسلے میں جارہی ہوں شہر سے باہر اس
وقت جانا ضروری ہے عینا بڑی اماں کی طرف دیکھتی ہوئی نرم
لہجے میں بولی

کب تک واپس لوٹو گی اس بار اماں جان نے سوال کیا

کچھ دن یا ایک ہفتہ مقرر وقت نہیں میرے پاس مگر جب کام ختم
ہو گا لوٹ آؤں گی آپ فکر مت کریں ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی

مصطفیٰ زندہ تھا تم جانتی تھی مگر پھر بھی تم نے ہمیں نہیں بتایا ایسا
کیوں کیا تم نے بیٹا صہزیب سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے

بولے ان سب کے ذہنوں میں مختلف مختلف سوالات تھے جو وہ
عینا سے پوچھنا چاہتے تھے

مصطفیٰ آپ کی امانت تھی اور میں آپ کی امانت آپ کو واپس لوٹا
چکی ہوں آپ سب کو اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں سوچنا چاہیے
عینا نے مختصر سا جواب دیا تھا

میں اب چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے خدا حافظ عینا بڑی اماں کی
طرف دیکھتے ہوئے بولی تو بڑی اماں نے مسکرا کر اسباب میں سر
ہلایا کیونکہ اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی کہ عینا اس وقت ان کے کسی بھی
سوال کا انہیں جواب نہیں دے سکتی اس کا جاننا ضروری تھا اور وہ

ایسی لڑکی نہیں تھی جو وضاحتیں دیتی اس نے ہمیشہ مختصر بات کی
تھی

تم نے یہ اچھا نہیں کیا عینا اس سے پہلے عینا وہاں سے جاتی دانیال
اس کے سامنے آتے ہوئے بولا

اور تم سے کس نے بولا کہ میں کچھ اچھا کرتی ہوں مجھ سے اچھے
کی امید بالکل مت رکھا کرو عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بے
نیاز انداز میں بولی

عینا۔۔۔۔۔ دانیال نے دوبارہ التجا کرنی چاہی

شٹ اپ "عینا دانیال کو کرک سا جواب دیتی آگے بڑھ گئی کچھ"
فاصلے پر جا کے عینار کی اور گردن موڑ کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا
جو دانش کے ساتھ کھڑا تھا

السلام علیکم آپی عینا کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر مصطفیٰ نے جلدی
سے سلام لیا

و علیکم السلام ٹھیک ہو۔۔۔۔۔؟؟ عینا نے دانش سے خیریت
پوچھی

جی آپی میں بالکل ٹھیک ہوں مصطفیٰ مسکراتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے خیال رکھنا عینا نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا

جی آپ۔۔۔۔۔ مصطفیٰ مسکرایا

چلو دانش عینا دانش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور آگے کی جانب
بڑھ گئی جبکہ دانش بھی عینا کے پیچھے ہی تھا

تم گاڑی نکالو میں آتی ہوں اپنے فون پر نظروں جماتے ہوئے بولی

جی۔۔۔۔۔ دانش بولتا گاڑی نکالنے چلا گیا جبکہ عینا وہیں کھڑی
اپنے فون میں کچھ میلز چیک کر رہی تھی جب اچانک کسی نے اس

کا بازو پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا لان کی طرف لے گیا جہاں روشنی
بہت کم تھی

یہ کیا بد تمیزی ہے بازو چھوڑیں میرا عینا اپنے سامنے کھڑے
زرخان کو گھورتے ہوئے بولی تو زرخان نے عینا کو ایک جھٹکا دیا تو
اپنا توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے وہ سیدھا اس کے چورے سے آ
لگی

ابھی تو میں نے کوئی بد تمیزی کی ہی نہیں مسز سوچ رہا ہوں کہ
ایک آدمی بد تمیز کر ہی دوں تاکہ جب تم مجھے ان قلبات سے
نوازو تو مجھے تسلی رہے زرخان عینا کو خود میں بھینچتے ہوئے بولا

بہت ہی کوئی ڈھیٹ قسم کے انسان ہیں آپ عینا زرخان کا سینے پر
اپنے دونوں ہاتھ رکھ کے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی

اگر اب اپنے میرے قریب آنے کی کوشش بھی کی تو میں بہت
برے طریقے سے پیش آؤں گی عینا انگلی اٹھا کر زرخان کو وارن
کرتے ہوئے بولی تو زرخان نے عینا کی وہی اٹھی ہوئی انگلی کو پکڑ
کے اپنے لبوں سے لگایا

اپنے قریب آنے سے تو میری جان تم مجھے خود بھی نہیں روک
سکتی زرخان نے عینا کی انگلی چھوڑ کر اسکا وہ ہاتھ تھاما اور اسے ایک
جھٹکا دے کر اپنی طرف کھینچا اور وہ دوبارہ اس کے حصار میں قید
ہو گئی

کیا بیہودگی ہے یہ سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو عینا آگ بگولا ہوتے
ہوئے بولی

میں خود کو تمہارا شوہر سمجھتا ہوں سویٹ ہارٹ زر خان نے بولتے
ہی ہے عینا کہ گال کو لبوں سے چھونا چاہا جبکہ عینا نے اس کا ارادہ
بھانپتے ہوئے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلا اور اس سے چار
قدموں کے فاصلے پر کھڑی ہو گئی

اپنی حد میں رہیں مسٹر زر خان سکندر تو بہتر ہو گا ورنہ مجھے حدود
بہت اچھے سے یاد کروانی آتی ہے عینا زر خان کی طرف دیکھتی
ہوئی سنجیدگی سے بولی

مجھے اپنی حد یاد ہے فلحال تم اپنے حقوق بھولی ہوئی ہو جو تمہیں یاد
کرانا اب مجھ پر لازم ہو چکا ہے تمہارے اس کھسکے ہوئے دماغ
میں جتنی بھی فضولیات ہیں انہیں تم خود ہی باہر نکال
دو تو بہتر ہوگا ورنہ میں اپنی آئی پہ آیا تو یہ بھی نہیں
دیکھوں گا کہ تم مجھ سے خفا ہو اٹھا کر اپنے کمرے
میں پٹکوں گا اور کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ ہم میاں بیوی
کے درمیان آکر کچھ بولے عینا کی اس حرکت پر زرخان کو غصہ تو
بہت آیا تھا مگر خود پر کنٹرول کرتے ہوئے وہ بہت ضبط سے بولا

کون سے حق اور حقوق کی بات کر رہے ہیں آپ مسٹر زرخان
سکندر نہ تو میرے آپ پر کوئی بھی حقوق ہیں اور نہ ہی آپ کے

مجھ پر سمجھے آپ اور جس رشتے کی بنا پر اتنا کڑ کر مجھ سے بات
کرتے ہیں نا اس رشتے کی بنیاد کچھ بھی نہیں ہے یہ رشتہ کھوکھلا
ہے بالکل سے کھوکھلے پتھر کی طرح عینا زرخان کی طرف دیکھتی
ہوئی بولی جبکہ زرخان کا ضبط اب جواب دے گیا تھا

بہت جلد اس رشتے کو ختم کر دوں گی میں خود آپ سے
طلاق----- ابھی عینا اپنی بات مکمل کرتی زرخان نے
ایک ہی جست میں چار قدموں کا فاصلہ مٹاتے ہوئے اس کی زہر
اگلتی زبان بند کی تھی

عینا کے لبوں پر اپنے لب سختی سے جماتے ہوئے زرخان اپنا
غصہ جنون اس کے لبوں پر انڈیلنے لگا

زر خان کا آگ کی طرح دہکتے ہوئے ہونٹوں کا لمس اپنے ہونٹوں پر
محسوس کر کے عینا کی جان ہوا ہوئی تھی اس کی دھڑکنیں بے
ترتیب ہو کر اس کے اندر عجیب سا شور برپا کر رہی تھی

عینا نے زر خان کو کندھوں سے پکڑ کر اسے پیچھے دھکیلنے کی
کوشش کی جبکہ زر خان نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک
ہاتھ میں پکڑتے ہوئے ایک بازو اس کی کمر پر لپیٹا اور دوسرے
ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اس کی کمر کے پیچھے لاک کیا
اور ایک جھٹکا دے کر اسے اپنے اور نزدیک کیا

زرخان کی گرفت میں بے حد سختی تھی وہ اس کے سانسوں کا جام
پیتے دنیا بھلائے کسی اور ہی جہاں میں پہنچ چکا تھا اس کے
لمس میں موجود جنون وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی اور عینا کے
لیے جنون کی حد تک پاگل بن چکا تھا صرف محبت اب بہت
چھوٹی سی بات تھی وہ تو محبت کے مراحل سے کہی آگے تک نکل
چکا تھا اور اب واپسی ممکن نہ تھی

عینا چاہے جتنی مرضی بہادر اور بے خوف لڑکی ہو مگر زرخان
کے سامنے وہ ہمیشہ سے بے بس تھی اور اس وقت بھی وہ زرخان
کی پناہوں میں بے بس کھڑی مکمل اس کے آسرے پر تھی جو
اس کی سانسوں کو قید کیے اس کی سانسوں کا مالک بنا بیٹھا تھا جس
کی مرضی کے بغیر اب وہ ایک سانس بھی نہیں لے سکتی تھی

کافی دیر بعد زر خان نے عینا کی رکتی ہوئی سانسوں کو محسوس
کرتے اسے نرمی سے چھوڑا تھا مگر ابھی بھی اس کے حصار میں ہی
قید تھی

مجھے لگتا ہے کہ تمہیں سمجھ آ گیا ہو گا کہ میرا تم پر کیا حق اور حقوق
ہیں دوبارہ بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی مجھے زر خان عینا کے
چہرے پر نظر جماتے ہوئے بولا جو اپنی سانسیں بحال کرتی سرخ
ہوتے چہرے سے بے حال ہو رہی تھی

اگر دوبارہ میں نے تمہارے منہ سے طلاق کا نام بھی سنا تو ابھی تو
صرف تمہاری سانسوں کو قید کیا تھا اگلی بار تمہاری روح کو قید

کروں گا اور پھر تم مجھ سے الگ ہونے کی بات کر کے دکھانا مس
حور العین زرخان سکندر زرخان اپنے نام پر زور دیتے ہوئے بولا
جیسے اسے بتانا چاہ رہا ہو کہ وہ اب زرخان سکندر کی ملکیت ہے

میں آپ کی جان لے لوں گی زرخان سکندر عینا زرخان کی
طرف دیکھتے ہوئے دانت پیستے ہوئے بولی

لے لو میری جان یہ جان کیا یہ پورا کا پورا زرخان سکندر ہی تمہارا
ہے مگر شرط یہ ہے کہ طریقہ میرے جیسا ہونا چاہیے زرخان
ایک آنکھ دبا کر بولا جبکہ اس کی اتنی بے باک بات پر عینا کا دل چاہا
تھا کہ اسے شوٹ کر دے

میں چھوڑوں گی نہیں آپ کو عینا کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا اور
غصے میں وہ الٹا سیدھا بولتے جا رہی تھی

مت چھوڑو میری جان کس نے بولا ہے کہ تم اپنے اتنے
خوبصورت کثیر ننگ اور لونگ اتنی محبت کرنے والے شوہر کو
چھوڑو زر خان عینا کو قریب کرتا اس کے لبوں کو ہلکا سا چھوتے
ہوئے بولا عینا جو پہلے ہی بے حد غصے میں تھی زر خان کی دوبارہ
اسی حرکت پر آگ بگولا ہوتی اسے بری طرح گھورنے لگی

مجھ سے دور رہیں تو بہتر ہوگا سمجھے آپ اگلی بار میں آپ کی کسی
بھی بہودہ حرکت کو برداشت نہیں کروں گی بلکہ آپ کو گولی مار
کر قصہ ہی ختم کروں گی عینا زر خان کو وارن کرتے ہوئے بولی

تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھے گولی مار سکو گی محبت ہو تمہاری اور اپنی
محبت کو کون گولی مارتا ہے یار زر خان عینا کی طرف قدم بڑھاتے
ہوئے بولا

کون سی محبت اور کس کی محبت لگتا ہے کہ آپ کا دماغی توازن
خراب ہو چکا ہے اپنا علاج کروائیں ورنہ لوگ آپ کو سردار کہنے
کی بجائے ایک دماغی مریض سردار بھی کہہ سکتے ہیں عینا زر خان
کی طرف دیکھتے ہوئے اس استہزاء مسکرائی

اگر محبت نہیں تو مجھ پر لگنے والی گولی خود کے وجود پر کیوں کھائی
زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکرایا

اخرا سامنے وہ سوال اہی گیا تھا جس سے وہ بچنے کی کوشش کر رہے
تھے وہ اس کے سامنے کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا

کسی کی جان بچانا میرا فرض ہے اور اگر آپ کی جگہ کوئی اور بھی
ہوتا تو اسے بھی میں اسی طرح بچاتی اور آپ کی فضولیات کو سنتے
میرا بہت وقت ضائع ہو چکا ہے بہتر یہی ہو گا کہ آپ میرے
راستے میں نہ ہی آئیں زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور وہاں
سے جانے لگی جب زر خان نے اس کا بازو پکڑ کر کے اسے اپنی
طرف کھینچا اور دیوار کے ساتھ پن کر کے دائیں بائیں بازو رکھ
کے اس کی راہ فرار بند کرتے اس پر جھکا

تمہارا ہر راستہ مجھ تک ہی آتا ہے تمہارا راستہ بھی میں ہوں
تمہاری منزل بھی میں ہوں اور یہ بات تم بھول ہی جاؤ کہ دوبارہ
میں تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا بلکہ ہر راستے پر تمہیں میں
ہی کھڑا دکھائی دوں گا زرخان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بہت
ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا

وہ میری غلطی تھی مگر میں شرمندہ ہوں واپس لوٹ آؤ عین ایک
حسین زندگی ہم دونوں کے منتظر ہے زرخان محبت بھرے لہجے
میں کہتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا

میری ذات کی تذلیل کرنے میں آپ اول نمبر پر کھڑے تھے مجھ
میں اتنا بڑا ظرف نہیں کہ میں آپ کو معاف کر کے آپ کے

ساتھ ہی زندگی گزارنے لگو کیونکہ آپ کے ساتھ رہ کر ہی میں
نے اپنی روح کو چاک کر دیا تھا مگر یہ غلطی میں دوبارہ نہیں کرنا
چاہتی عینا آہستہ سے زر خان کو خود سے پیچھے کرتے ہوئے بولی
جبکہ اس کا لہجہ بے حد نرم تھا

وہ صرف غلط فہمی تھی میں تمہیں نہیں سمجھ سکا میں تمہیں ابھی
بھی پوری طرح نہیں جان سکا تمہارے دو نہیں بہت سے رخ
ہیں اور تمہیں سمجھنے کے لیے مجھے تمہارے ساتھ کی بے حد
ضرورت ہے زر خان عینا کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا

جس دن آپ مجھے پوری طرح سمجھ جائیں گے اس دن میں آپ
کو معاف بھی کر دوں گی مگر شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ کے بغیر

مجھے سمجھ کر دکھائیں عینا اپنا ہاتھ زر خان کے ہاتھ سے نکالتے
ہوئے بولی مطلب وہ اسے ایک اور کڑے امتحان میں ڈال رہی
تھی

مجھے دیر ہو رہی ہے عینا بولتے ہی وہاں سے چلی گئی جبکہ زر خان
نے اسے بالکل نہیں روکا تھا وہ امید کی ایک نئی کرن دکھا گئی تھی
چاہے امتحان تھوڑا مشکل تھا مگر زر خان سکندر کے لیے ناممکن
نہیں تھا زر خان نے مڑ کے عینا کی طرف دیکھا جو تیز تیز قدم لیتی
حویلی سے باہر نکل رہی تھی عینا کی پشت کو دیکھتے ہوئے وہ دلکشی
سے مسکرایا

ارحم اپنے کمرے میں بیٹھا اپنا لیپ ٹاپ اپنی گود میں رکھے اپنے
آفس کا کام کرنے میں مصروف تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ
ناک ہوا اپنے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے بغیر اس نے باہر
کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی تو فاریہ دروازہ کھولتی
ہوئی اندر داخل ہوئی

آپ کی چائے فاریہ ارحم کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولی تو
ارحم نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر فاریہ کی طرف دیکھا اسے

یاد تھا کہ کمرے میں آنے سے پہلے وہ بول کر آیا تھا کہ کمرے میں
اسے چائے پہنچائی جائے مگر چائے فاریہ لے آئے گی اسے
اندازہ نہیں تھا

ہممم رکھ دو۔۔۔۔۔ ارحم نے چائے سامنے ٹیبل پر رکھنے کا
اشارہ کیا تو فاریہ نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ دیا اور
وہاں سے جانے لگی

رکوا اگر اس کمرے میں آکر اس کمرے کو خوش قسمت ہونے کا
شرف بخش ہی دیا ہے تو کچھ دیر رک بھی جاؤ ارحم لیپ ٹاپ بند
کر کے سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولا تو فاریہ کے باہر جاتے قدم وہیں
پر تھم گئے

جی۔۔۔۔۔!!!! فاریہ نے نا سمجھی سے ار حم کی طرف دیکھا

کیا جی۔۔۔۔۔؟؟ ار حم نے الٹا فاریہ سے سوال کیا

کک کچھ نہیں آپ کو کوئی کام تھا فاریہ کو ار حم کی بات بالکل سمجھ
نہیں آئی تھی اسے لگا شاید ار حم کو اس سے کوئی کام ہو گا اس لیے
اسے پوچھ ہی لیا

ہاں بتاتا ہوں ادھر بیٹھو ار حم فاریہ کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ
کرتے ہوئے بولا تو فاریہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی صوفے پر
ار حم کے کچھ فاصلے پر جا کے ٹک کر بیٹھ گئی

یہ چائے تم نے بنائی ہے ار حم چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا

جی۔۔۔۔۔ فار یہ نے مختصر سا جواب دیا

تمہیں کس نے بولا تھا کہ میرے لیے چائے بناؤ ار حم نے اس
سے اگلا سوال کیا

اماں نے۔۔۔۔۔ نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی جبکہ جواب
بالکل مختصر سا دیا جا رہا تھا

مطلب کوئی تمہیں بولے تو تم میرے لیے چائے بناؤ گی ویسے
تمہیں اپنے شوہر کا کوئی خیال نہیں ار حم فاریہ کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا

جی۔۔۔۔۔ فاریہ نے جی کو خاصا لمبا کھینچا تھا

ہاں جی۔۔۔۔۔ ار حم بھی اسی کے انداز میں بولا تو فاریہ جھپ
سی گئی جب کہ ار حم نے اپنی مسکراہٹ دبا کر کپ ٹیبل پر رکھا اور
تھوڑا کھسک کر فاریہ کے نزدیک ہو کر بیٹھا

آپ کا کام۔۔۔۔۔ فاریہ نے پیچھے کھسنا چاہا مگر وہ بیچاری جاتی کہاں
جو پہلے ہی صوفے کے آخر پہ بیٹھی تھی

ہاں وہ میرا کام یاد آیا ار حم نے بولتے ساتھ ہی فاریہ کے کمر میں
ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا جبکہ فاریہ کی
سانسیں تو اس کے ہلکے میں ہی اٹک گئی تھی

بھاگتی کیوں ہو مجھ سے ار حم فاریہ کو مزید قریب کرتے ہوئے بولا

مم میں تو نہیں بھاگتی فاریہ ہکلاتے ہوئے بولی

انسان بن کر بیٹھو کھا نہیں جاؤں گا تمہیں ار حم فاریہ کے دونوں
ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے بولا جو مسلسل چل رہے
تھے

آپ کا کیا بھروسہ فاریہ صرف سوچ ہی سکی تھی

اچھی بات ہے اس معاملے میں تمہیں میرا بالکل بھروسہ نہیں
کرنا چاہیے ارحم بولا تو فاریہ نے سٹیٹا کر ارحم کی طرف دیکھا تھا
اسے کیسے پتہ کہ فاریہ کیا سوچ رہی ہے فاریہ حیران ہوئی

اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں مجھے پتہ ہے کہ تم کیا سوچتی ہو
صرف سوچتی ہی نہیں ہو تم ساتھ میں بڑبڑاتی ہو اور تمہیں لگتا
ہے کہ تم صرف سوچ رہی ہو ارحم فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا تو فاریہ نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولی تھی

ایک تو اس کی یہ عادت بہت بری تھی اسے خود بھی پتہ نہیں چلتا
تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے بلکہ بڑبڑا گئی

شوہر ہوں تمہارا میرے سامنے ریلیکس ہو کر بیٹھا کر و ساری
زندگی تمہیں میرے ساتھ ہی گزارنی ہے مجھ سے بھاگتی رہو گی تو
مجھے کیسے سمجھو گی ارحم فاریہ کے ہاتھوں کو نرمی سے چھوڑتے
ہوئے بولا اتنا تو وہ بھی جان چکا تھا کہ ارحم کی نزدیکی
سے ہی وہ گھبرا جاتی ہے

آآپ سے ایک بات پوچھوں فاریہ ارحم کی طرف دیکھتی ہوئی
بولی

ہاں پوچھو۔۔۔۔۔ ارحم چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے بولا

آپ حورالعین آپ کو پسند نہیں کرتے۔۔۔۔۔؟؟ آخر کار فاریہ
نے وہ سوال پوچھ ہی لیا جو کافی دیر سے اسے بے چین کر رہا تھا

تمہیں کس نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا ارحم نے الٹا فاریہ سے
سوال کیا

وہ آپ آج تک ان سے مخاطب نہیں ہوئے نا ہی آپ نے آج
تک ان سے بات کی اس لیے مجھے لگا شاید وہ آپ کو پسند نہیں
فاریہ ارحم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو ارحم ہلکا سا مسکرایا

ایسا کچھ نہیں ہے پاگل لڑکی میں اسے ناپسند کیسے کر سکتا ہوں وہ
میرے لیے قابل عزت ہے قابل احترام ہے پہلے وہ میری
بھابھی کی جگہ پر تھی مگر اب بہن کی جگہ پر بھی ہے اس سے
میرے ڈبل رشتے ہیں پھر میں اسے ناپسند کیسے کر سکتا ہوں ہاں
کبھی مخاطب ہونے کا موقع نہیں ملا کبھی بات نہیں کی اس سے
مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ مجھے وہ پسند نہیں ارحم نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا تو فاریہ کا چہرہ کھل اٹھا یعنی جو وہ سوچ
رہی تھی وہ غلط تھا

آپ سچ بول رہے فاریہ ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور ارحم
نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

آپ کو پتہ ہے وہ بہت اچھی ہیں اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی مجھے
اور لائے کو انہوں نے کچھ بھی نہیں بولا کاش بھائی اور با بھی کی
ناراضگی ختم ہو جائے اور سب کچھ پہلے کی طرح بالکل ٹھیک ہو
جائے فار یہ چہرا لٹکاتے ہوئے بولی

اونہہ مایوس نہیں ہوتے سب ٹھیک ہو جائے گا دعا کرتی رہا کرو
فار یہ کا لٹکا ہوا چہرہ دیکھ کر ار حم نے اسے پیار سے سمجھایا تو فار یہ
نے مسکرا کر اثاب میں سر ہلایا

وہ میں اب جاؤں۔۔۔؟؟ فار یہ ار حم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو
ار حم نے چائے کا آخری گھونٹ بھر کر خالی کپ سامنے ٹیبل پر
رکھا اور فار یہ کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی

اتنی بھی کیا جلدی ہے کچھ دیر بعد چلی جانا ار حم فاریہ کو کھینچ کر
اپنے نزدیک کرتے ہوئے بولا اس معاملے میں وہ بالکل بے بس
تھا اور اس کا دل اس کی بالکل نہیں سنتا تھا

مجھے نیند آرہی ہے لائبہ کمرے میں انتظار کر رہی ہو گی فاریہ نے
گھبراتے ہوئے وجہ بتائی کیونکہ ار حم کے بدلے بدلے تیور اسے
گھبرانے پر مجبور کر رہے تھے

میری نیند اڑا کر تمہیں نیند آرہی ہے ار حم اپنا ناک فاریہ کے گلابی
رخسار پر رگڑتے ہوئے بولا

کک کیا مطلب۔۔۔ فار یہ کے ہوش اڑ رہے تھے ار حم کی اتنی
نزدیکی پر

مطلب تو تمہیں میں رخصتی کے بعد سمجھاؤں گا ابھی تمہارے
دماغ میں یہ بات نہیں بیٹھنی اس لیے ابھی تم جاؤ اس سے پہلے کہ
میں۔۔۔۔۔ ار حم ابھی اپنی بات مکمل کرتا فار یہ جھٹکے سے اٹھی
اور جلدی سے کمرے سے نکل گئی جب کہ۔۔۔۔۔ اپنے پیچھے سے
اسے ار حم کا زوردار قہقہہ سنائی دیا تھا

گاڑی اپنی منزل کو رواں دواں تھی دانش ڈرائیونگ کر رہا تھا
جبکہ عینا فرنٹ سیٹ پر آنکھ موند کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے
بیٹھی تھی

اس کی سوچوں کا مرکز صرف زر خان تھا آج وہ کتنے حق سے اس کے نزدیک آیا تھا یہ وہ رشتہ تھا جسے چاہ کر بھی عینا جھٹلا نہیں سکتی تھی کیونکہ اس نے زر خان سے سچی محبت کی تھی سچے جذباتوں کے ساتھ مگر زر خان کی گئی تذلیل اسے نہیں بھولتی تھی دل کہتا تھا اس موقع دو پر دماغ کہتا تھا کیسے اسے ہی دوبارہ موقع دیا جائے جس نے پہلے ہی دھتکار دیا ہو اور وہ تھا بھی تو شیرازی سکندر کا بھتیجا ان کا خون تھا جب شیرازی سکندر نے کبھی اسے قبول نہیں کیا تھا کبھی اسے اپنی اولاد نہیں سمجھا تھا ہمیشہ اسے دھتکارا ہی تھا تو ان کے بھتیجے سے کیا توقعات رکھی جاسکتی تھی وہ تو ایک برایا کر بھی

چکا تھا یہ سب سوچتے ہوئے عینا نے جھٹکے سے آنکھیں
کھولیں تھی

میم آپ ٹھیک ہیں دانش ایک نظر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تو اس وقت ڈیوٹی پر نہیں ہو دانش عینا سڑک پر نظر جماتے ہوئے
بولی

اوو و سوری آپ ٹھیک ہیں دانش نے فوراً اپنا فقرہ درست کیا

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی
مجھے عینا دانش کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

جی آپی بولیں آپ پوچھ کیوں رہی ہیں آپ بس حکم کیا کریں
دانش مسکراتے ہوئے بولا

فاطمہ کو پسند کرتے ہو تم عینا بولی تو گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے
دانش کے ہاتھ ایک دم رکے مگر وہ فوراً خود پر قابو کر گیا

جی آپی بس اچھی لگتی ہے دانش ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا کیونکہ
وہ بات کو گول مٹول نہیں کر سکتا تھا عینا کہ پوچھنے کے انداز سے
ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ عینا فاطمہ سے دانش کی محبت کے
بارے میں سب کچھ جانتی ہے

اچھی لگتی ہیں یا محبت کرتے ہو اس سے عینا دانش کو مشکوک
نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی

آپی بس اچھی لگتی ہے پسند ہے اب آپ مجھے چھیڑیں تو نادانش
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا تو عینا بے اختیار مسکرا
اٹھی

بات کرو کل آنٹی سے اور جلدی رشتہ بھجواؤ فاطمہ کے گھر میں
خود بھی اس کے مامو سے بات کروں گی اور جلد ہی تم دونوں کی
شادی بھی کروادیں گے عینا مسکراتے ہوئے بولی

آپی آپ سے ایک بات پوچھوں آپ کو اس سب کے بارے میں
پتہ کیسے چلا میں نے تو کبھی آپ سے اس کے بارے میں ذکر
نہیں کیا دانش نے وہ سوال پوچھ ہی لیا جو وہ پوچھنا چاہ رہا تھا

میرے ناک کے نیچے تم پیار پیار کھیل رہے تھے اور مجھے بتانا تک
پسند نہیں کیا بیٹا شاید تم یہ بھول رہے ہو کہ تمہاری رگ رگ
سے واقف ہوں میں تمہارے پل پل کی خبر سے واقف رہتی
ہوں میں پھر تم یہ کیسے پوچھ سکتے ہو کہ مجھے سب کے بارے میں
کیسے پتہ چلا ایسا کہ بولنے پر وہ بیچارہ شرمندہ سا ہو گیا

اب شر مندہ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں میں تو تم سے امید رکھ رہی
تھی کہ تم مجھے خود بتاؤ گے مگر تم نے تو ایک بار بھی ذکر نہیں کیا
عینا اپنے فون پر نظریں جماتے ہوئے بولی

آپی وہ بس میں بتانے والا تھا دانش کو بہت شر مندگی محسوس ہو
رہی تھی

کب جب شادی کر لیتے اور چار بچے پیدا کرنے کے بعد آکر مجھے
خوشخبری دیتے جی مبارک ہو آپ پھپھو بن گئی ہیں اپنی
مسکراہٹ دباتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے بولی

نہیں آپنی ایسی باتیں کر رہی ہیں آپ میری زندگی میں امی اور
آپ کے علاؤہ ابھی تک کوئی اس مقام پر نہیں پہنچا کہ میں آپ
بتائے بغیر کچھ کروں میں تو بس اس لیے چپ تھا کیونکہ کام ہی
بہت تھا اور اس دوران آپ سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا
ورنہ آئی سویر میں آپ کو ہی بتانے والا تھا

اچھا ٹھیک ہے زیادہ وضاحتیں مت دو اور یہ اس لوکیشن کو ٹریس
کرو ہمیں یہاں پہنچنا ہے عین دانش کی طرف اپنا فون بڑھاتے
ہوئے بولی تو دانش نے فون تھام کر لوکیشن ٹریس کی اور اپنی
گاڑی اس جانب بڑھائی

حارث سڑھیاں اتر کر نیچے آ رہا تھا جب اس کی نظر منہ پھلا کر
بیٹھی لائے پر پڑی اس کا منہ دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا جیسے اس نے
تازہ تازہ اپنی عزت افزائی کروائی ہو اور اس کی عزت افزائی
کرنے والی شخصیت اس گھر میں ایک ہی تھی وہ تھی زینت بیگم

کیا ہوا یوں منہ پھلا کر کیوں بیٹھی ہو حارث لائے کے قریب
جاتے ہوئے بولا

اس گھر میں مجھ سے کوئی پیار ہی نہیں کرتا مجھے کوئی کچھ سمجھتا ہی
نہیں لائبہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بہت افسوس ہے بولی جبکہ
حادث کو اس کی بات بالکل سمجھ نہیں آئی تھی

اب تم کچھ بتاؤ گی کہ نہیں حادث اس نو ٹنکی کو گھورا

میں آپ کو کیا بتاؤں اس گھر میں کوئی مجھے آنکھیں دکھاتا ہے تو
کوئی مجھے غصہ دکھاتا ہے اور کوئی مجھے جوتی دکھاتا ہے اب میں
معصوم سی کہاں جاؤں لائبہ رونے والی شکل بناتے ہوئے بولی
جبکہ آنکھیں دکھانے والی بات اور حادث نے اسے مزید گھورا
کیونکہ آنکھیں دکھانے والا فرد وہی تھا جبکہ غصہ دکھانے والے

کے بارے میں اسے معلوم نہیں تھا اور جوتی دکھانے والی زینت
بیگم تھی

اس گھر میں میری کوئی سنتا ہی نہیں ہے مجھے کچرے کے ڈبے
سے اٹھا کر لائے ہوئے ہیں یہ لوگ لائے آنکھوں میں نمی لیے
دکھ بھرے لہجے میں بولی

میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ تمہیں کچرے کے ڈبے سے
اٹھا کر لایا گیا ہے مگر ایک تم ہی تھی جو نہیں سنتی تھی چلو شکر ہے
آج تمہیں یقین ہو گیا حارث اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا تو
اپنا رونا دھونا بھول کر لائے نے اسے بری طرح گھورا

آپ کے کہنے کا مطلب کیا ہے اگر آپ میرے دکھ میں میرا
ساتھ نہیں دے سکتے تو میرے زخموں پر نمک بھی مت
چھیر کین لائے حارث کو آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی

تمہارے دکھ میں شامل میں ہو جاؤں پہلے مجھے اپنا دکھ تو بتاؤ
حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

میں آپ کو کیا بتاؤں آپ نہیں سمجھیں گے صرف ایک چیز بولی
تھی اماں سے کہ مجھے کھیر بنا دے بس اتنا سا بولا تھا اور انہوں نے
کیا بولا کہ تمہارے باپ نے مجھے نوکر نہیں رکھا ہوا مطلب
میری کوئی عزت ہی نہیں ہے فاریہ کو بولتی ہیں وہ ان کی فرما بردار
بیٹی ہے جب کہ میری اتنی بڑی قربانی دینے کے باوجود بھی انہیں

یقین نہیں ہوا کہ میں ان کی فرما بردار بیٹی ہوں لائبہ اپنے مصنوعی
آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

کون سی قربانی اور کون سی فرما برداری لائبہ کی باتیں حارث کے
سر کے اوپر سے گزر رہی تھی

چھوڑیں آپ نہیں سمجھیں گے میری قسمت ہی ایسی ہے مجھ سے
کوئی پیار ہی نہیں کرتا لائبہ بولتی ہوئی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی
جبکہ حارث حیرانگی سے اس آفت کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا

پتہ نہیں کیا کھا کر پیدا کیا ہے اسے چچی جان نے حارث کو سمجھ
نہیں آرہی تھی کہ وہ اس کی باتوں پر ہنسے یا فسوس کرے

اپنا سر جھٹکتے ہوئے حارث باہر کی جانب بڑھ گیا جب اس کا دماغ
میں دوبارہ لائبہ کے باتیں گردش کرنے لگی

نوٹسکی کہیں کی سیدھی طرح بول دیتی کہ اسے کھیر کھانی ہے اتنی
لمبی کارستانی سنانے کی کیا ضرورت تھی حارث خود سے بڑبڑایا اور
پھر خود ہی مسکرا دیا

کمپنی کے سامنے کھڑی ZM اس وقت عین اپنی ٹیم کے ساتھ
تھی جو کراچی میں تھی اور معلومات کے مطابق یہاں پر باہر کے
ملک سے آنے والی ادویات کو چیک کر کے پاکستان میں سپلائی
کرنے کا کام ہوتا تھا مگر یہاں پر یہ چیز صرف بناوٹی تھی دکھائے
جانے والے کاموں میں یہ اول تھا اور اندر ان لیگل کام کیا جاتا تھا
اور اس چیز کا عینا کے پاس مکمل پروف موجود تھا

اور کچھ ہی دیر میں ہے عینا اپنی ٹیم کے ساتھ اس کمپنی کو سیل کر
چکی تھی عینا سامنے نہیں گئی تھی یہ کام اس کے آفیسرز نے
سرا انجام دیا تھا کیونکہ عینا ایک سیکرٹ ایجنٹ تھی اور وہ دنیا کے
سامنے نہیں آسکتی تھی اسے جو بھی کرنا تھا اپنے آفیسرز کی آڑ میں
ہی کرنا تھا اور اپنے آفیسرز کو گائیڈ کرتے ہوئے عینا نے اس کام

میں بھی کامیابی حاصل کیے تھے اس وقت آفیسرز اس کمپنی کے
مینجر اور اس کمپنی میں کام کرنے والے تمام لوگوں کو گرفتار کر
رہے تھے جبکہ عینا کو ایک اور جگہ بھی جانا تھا اس لیے اپنے
آفیسرز کو کچھ تاکید کرتے ہوئے وہ دانش کے ساتھ وہاں سے چلی
گئی

جس شخص کا کیس عدالت میں چل رہا تھا اور زر خان اس کی
آخری تاریخ دے چکا تھا وہ شخص ابھی تک غائب تھا اور عینا کو اس
شخص کا پتہ چل چکا تھا وہ کراچی میں ہی ایک چھوٹے سے علاقے
میں چھپا بیٹھا تھا اس لیے عینا کا اس تک پہنچنا بہت ضروری تھا تا کہ
معلوم ہو سکے کہ وہ لاہور سے غائب کیوں ہوا اور عدالت میں

پیش کیوں نہیں ہو رہا حالانکہ یہ کیس اس نے ہی فائل کیا تھا پھر
اب وہ پیچھے ہٹ کر کیوں عدالت کا وقت ضائع کر رہا تھا

دانش نے اپنی گاڑی ایک چھوٹے سے علاقے میں روکی تھی
کیونکہ آگے جانے کے لیے راستہ نہیں تھا وہ بہت چھوٹا سا علاقہ
تھا اور اس کی گلیاں کافی تنگ تھی

عینا نے دانش کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی سے
نکل کر آگے کی جانب بڑھ گئی جبکہ دانش نیچے سے گاڑی لاک
کرتا ہوا عینا کے پیچھے آیا تھا

گھر کے آگے روک کر دانش کا دروازہ بجایا کافی بار دروازہ بجانے
کے بعد بھی اندر سے کوئی نہیں آیا جب کہ ان لوگوں کا اس شخص
سے ملے بغیر وہاں سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس لیے دانش
نے دوبارہ دروازہ بجایا اور اس بار اس نے ذرا زور سے دروازہ بجایا
تھا تا کہ اندر بیٹھے شخص کو احساس ہو سکے کہ باہر کوئی دروازے پر
کھڑا ہے

اندر سے ایک شخص نے دروازہ کھولا تو عینا اور دانش نے اس
شخص کی طرف دیکھا دیکھنے میں وہ شخص کوئی نوجوان بالکل نہیں
تھا بلکہ وہ تو ایک بوڑھا آدمی تھا جس کی عمر کم سے کم 60 سال
سے اوپر ہی تھی

جی بیٹا آپ لوگ کون وہ آدمی ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا

بابا جی ہم آپ سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتے ہیں کیا آپ ہمیں
اندر آنے کی اجازت دیں گے دانش ان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا انہوں نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اندر آنے کا راستہ دے

دیا

عینا نے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک نظر اس گھر کو دیکھا وہ گھر
بہت چھوٹا سا تھا اور کچا بنا ہوا تھا وہاں پر صرف ایک ہی کمرہ تھا
جس میں ایک بیڈ اور دو کرسیاں رکھی گئی تھی

بیٹھو بیٹا آپ کے لیے کچھ لاؤں وہ باباجی ان دونوں کی طرف
دیکھتے ہوئے بولے

نہیں باباجی ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ
بیٹھیں عینا ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو وہ ان کے سامنے ہی
بیٹھ گئے

آپ نے ایک کیس فائل کروایا تھا اور اس کی تمام تاریخوں پر آپ
عدالت آتے رہے ہیں اور جس کے خلاف آپ نے کیس فائل
کروایا تھا اس کے خلاف کیس لڑتے رہے ہیں اور آخری تاریخ پر
اپ غائب ہو گئے اور آپ نے کیس لڑنے سے انکار کر دیا اس
کے پیچھے کی وجہ کیا ہے کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کیس کی

آخری تاریخ دوبارہ دی گئی ہے اس جج نے اس کیس کو مزید آگے
بڑھایا ہے کیونکہ وہ آپ کا منتظر ہے اور آپ عدالت میں پیش ہی
نہیں ہو رہے کیا آپ ہمیں وضاحت دیں گے عینا ان کی طرف
دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی

بیٹا آپ لوگ کون ہو اور مجھ سے یہ سب کیوں پوچھ رہے
ہو۔۔۔؟؟

ہم آفیسرز ہیں باباجی جن کے خلاف آپ نے کیس فائل کیا تھا
ابھی ہم ان کی ہی کمپنی کو سیل کر کے آرہے ہیں اب ہم بھی آپ
سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ ہمیں سچ بتائیں تاکہ ہم کوئی سنگین
قدم اٹھا سکیں کیونکہ آپ کی غیر حاضری کی وجہ سے اس جج پر

بھی جان لیوا حملہ کیا گیا ہے جس جج نے آپ کی تاریخ کو آگے
بڑھا یا دانش نے اس لیے تفصیل بتائی تاکہ وہ اب بھی سچ بول
دیں

یہ کیا بول رہے ہو آپ ان کی اور اپنی پوتی کی جان کی خاطر ہی تو
ہم پیچھے ہٹے تھے تاکہ وہ لوگ اس جج کو اور ہماری پوتی کو کوئی
نقصان نہ پہنچا سکے دانش کے بات سن کر وہ کافی پریشان ہو چکے
تھے

کیا مطلب آپ کا بابا جی کیا آپ ہمیں تفصیل بتا سکتے ہیں عینا بابا
جی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے ہاں میں سر ہلایا اور
ساری تفصیل بتانے لگے

بیٹامیری شہر میں زمین تھی جس پر ظہیر ملک کے بندوں نے
زبردستی قبضہ کر کے اسے اپنے نام لکھوا لیا میں نے ہر ممکن
کوشش کی ان کے خلاف کیس کرنے کی مگر کوئی بھی پولیس والا
ان کے خلاف کیس نہیں فائل کر رہا تھا پھر میں زر خان سکندر
کے پاس گیا بھلا ہوا اس نیک بچے کا اس نے میری ساری بات
تفصیل سے سنی اور کیس فائل کروایا پھر ہر تاریخ پر وہ مجھے حوصلہ
دیتا تھا کہ ہماری زمین ہمیں واپس مل جائے گی ہم بہت خوش
تھے کیونکہ ہمارا کل اثاثہ ایک وہ زمین اور ہماری پوتی تھی ہمارا بیٹا
اور بہو کب کے دنیا سے رخصت ہو چکے تھے جس دن اس کیس
کی آخری تاریخ دی گئی تھی اس دن راستے سے ہی میری پوتی کو
اغواہ کر لیا گیا اور مجھے دھمکی دی گئی کہ اگر میں نے یہ کیس مزید

لڑا تو میری پوتی کو جان سے مار دیں گے مجھے اپنی پوتی زمین سے
زیادہ پیاری تھی اس لیے جیسے جیسے وہ بولتے گئے میں ویسا ویسا کرتا
گ مجھے یہاں کراچی لے آئے اور ایک آبادی میں لا لو گیا وہ
کر پھینک دیا اور میری پوتی کو میرے پاس چھوڑ دیا اور یہ دھمکی
دی کہ اگر میں نے کسی کو بھی اس بارے میں بتایا یا آخری تاریخ
کو عدالت میں پیش ہوا تو صرف میری پوتی کو ہی نہیں اس جج کو
بھی جان سے مار دیں گے اس لیے مجھے مجبوراً یہیں پر چھپنا پڑا مگر
اس جج کا سیکرٹری داؤد جو اکثر ہمارا خیال رکھتا تھا ایک دن وہ یہاں
پر آیا اس نے ہمیں بولا کہ وہ ہمیں لینے آیا ہے مگر بہت زیادہ
اصرار پر بھی ہم اس کے ساتھ نہیں گئے اس کے جانے کے بعد
کچھ آدمی آئے اور زبردستی میری پوتی کو اٹھا کر لے گئے انہیں لگتا
تھا کہ داؤد کو ہم نے بلایا ہے مگر ایسا نہیں تھا اب وہ لوگ بول

رہے ہیں کہ اگر میں آخری تاریخ کو وہاں پہنچا وہ میری پوتی کو نوچ
نوچ کر جانوروں کی طرح ماریں گے اس بات سے میں بہت ڈر
ور اگیا اور پھر میں نے علاقہ بدل دیا اب میں یہاں پر رہتا ہوں
یہاں کا پتہ کسی کو نہیں میری پوتی ان کی قبضے میں ہے انہوں نے
ابھی تک میری پوتی کو نہیں چھوڑا میں غریب سا بندہ ہوں اگر
میں آخری تاریخ کو جاتا ہوں تو وہ لوگ میری پوتی کو مار دیں گے
اور میرے پاس میری پوتی کے علاوہ اور کچھ نہیں بات بتانے کے
دوران وہ باباجی زار و قطار رونے لگے

فکر مت کریں باباجی آپ کی پوتی بالکل ٹھیک اور صحیح سلامت
ہے اور وہ ہمارے پاس موجود ہے دانش ان باباجی ہاتھ تھامتے

ہوئے بولا جب کہ انہوں نے چونک کر دانش کی طرف دیکھا تھا
جیسے انہیں اس کے بعد پھر یقین نہ آیا ہو

جب انہوں نے ظہیر ملک کے کمپنی پریٹ کی تو انہیں وہاں کے
بیسمنٹ سے دولڑکیاں ملی جنہیں شاید انہوں نے وہاں بند کیا ہوا
تھا ان دولڑکیوں میں سے ضرور ایک ان کی پوتی ہی تھی

تم سچ کہہ رہے ہو بیٹا وہ باباجی دانش کا ہاتھ پکڑتے ہو کا پتی آواز
میں بولے

جی ہاں یہ سچ ہے آپ کی پوتی بالکل ٹھیک اور صحیح سلامت ہے اور
وہ ہمارے پاس موجود ہے ہم کچھ دیر تک آپ کو اس سے ملوا دیں

گے لیکن آپ کو بھی ہماری بات ماننی ہوگی عینا ان کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا جیسے وہ
عینا کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں

اپنا سامان اٹھائیں آپ اور اسی وقت ہمارے ساتھ چل رہے ہیں
عینا ان باباجی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور اٹھ کھڑی ہوئی
انہوں نے جلدی سے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے سائیڈ پہ پڑا ایک
چھوٹا سا بیگ پکڑا کیونکہ اتنی مہلت تو انہیں بالکل نہیں ملی تھی کہ
وہ اپنا زیادہ سامان لے سکتے انہوں نے بہت مشکل سے اپنے اور
اپنی پوتی کے دو ہی جوڑے لیے تھے انہوں نے بیگ پکڑا تو دانش
اور عینا نے ان کے ساتھ ہی قدم باہر کے جانب بڑھائے تھے

اس وقت کمرہ عدالت میں ہلچل مچی ہوئی تھی کیونکہ کچھ ہی دیر
میں جج نے فیصلہ سنانا تھا کیونکہ آج اس کیس کی آخری تاریخ تھی
اور ہر حال میں اس کیس کا آج فیصلہ سنا دیا جانا تھا اور سب وہاں پر
بیٹھے جج کے منتظر تھے جب انہیں خبر ملی کہ جج کمرہ عدالت میں
داخل ہونے والے ہیں تو سب نے خاموشی اختیار کر لی اور
سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

زرخان چلتا ہوا کمرہ عدالت میں داخل ہوا اس نے اس وقت
تھری پیس بلیک پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا جس کے اوپر اس نے ایک
بلیک لمبا کوٹ پہنا تھا جو ایک جج کا ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کا
سیکرٹری داؤد ہاتھ میں کچھ فائلز پکڑے اس کے ساتھ قدم
ملاتے ہوئے چلتا آ رہا تھا

زرخان آکر اپنی کرسی پر بیٹھا تو داؤد فوراً ہی اس کے کچھ فاصلے پر
فائلز سامنے رکھ کر کھڑا ہو گیا جبکہ کمرہ عدالت میں موجود باقی
افراد بھی چوکس ہو گئے تھے کیونکہ زرخان کسی کی بھی مداخلت
برداشت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی وہ کسی کو اجازت دیتا تھا کہ کوئی
کمرہ عدالت میں بیٹھ کر فضول گوئی کرے اس لیے وہاں مکمل
خاموشی چھا گئی تھی

سرا بھی تک وہ نہیں پہنچے داؤد زر خان کی طرف جھکتے ہوئے بولا تو
زر خان نے ایک نظر کمرہ عدالت میں دوڑائی جہاں پر وہ افراد
موجود تھے جنہوں نے زمین پر قبضہ کیا تھا اور ان کا وکیل بھی
موجود تھا جبکہ دوسری طرف نہ تو وہ باباجی موجود تھے نہ ہی ان
کی پوتی اور نہ ہی ان کا وکیل اور یہ چیز زر خان کو غصہ دلارہی تھی
کیونکہ وہ ان کے بغیر ان کے حق میں کوئی بھی فیصلہ نہیں لے
سکتا تھا اگر وہ فیصلہ کرتا بھی تو اسے وہ فیصلہ ان بندوں کے حق
میں لینا پڑنا تھا جو اس وقت وہاں موجود تھے اور یہ زر خان سکندر
ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ فیصلہ ان کے حق میں جائے

یور و نر ہمارے دوسرے کلائنٹ جو اس وقت تک پہنچے ہی نہیں نہ
تو وہ پچھلی تاریخ پر یہاں موجود تھے اور نہ ہی وہ اس تاریخ پر یہاں
موجود ہیں مطلب صاف ہے کہ وہ بھاگ چکے ہیں کیونکہ جو کیس
انہوں نے فائل کیا تھا وہ بالکل جھوٹا تھا اور جھوٹے کیس پر فیصلہ
نہیں سنائے جاتے آپ سے اپیل ہے کہ آپ ہماری فائلز پر ذرا
غور کریں اور انہیں دیکھیں تاکہ آپ کو پتہ چل سکے کہ یہ زمین
واقع ہی ان لوگوں کی ہے نہ کہ اس آدمی کی جو کیس فائل کر کے
خود بھاگ گیا امید ہے آپ ہمارے حق میں ہی فیصلہ کریں گے
شکر یہ ان بندوں کا وکیل اپنی فائل پیش کرتے ہوئے بولا اور پھر
واپس جا کر اپنے کرسی پر بیٹھ گیا وہاں موجود ان افرادوں کے
چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی جیسے انہیں یقین ہو کہ

آج کی تاریخ میں وہ آدمی ہر گز نہیں آئے گا اور یہ کیس وہی
جیتیں گے

زر خان نے ایک نظر اس فائل کو دیکھا یقیناً وہ فائل غلط طریقے
سے بنوائی گئی تھی مگر اس وقت وہ ایک جج کی کرسی پر بیٹھا تھا اور
اسے انصاف کرنا تھا انصاف کرنے کے لیے وہاں پر دوسرے
پارٹی موجود ہی نہیں تھی تو پھر وہ انصاف کس کے حق میں کرتا
اور اس کے بعد وہ تاریخ بھی نہیں دے سکتا تھا اس لیے اس نے
فیصلہ سنانے کے لیے اپنا قلم اٹھایا اب وہ کچھ لکھ کر اپنے منہ سے
کچھ الفاظ بولتا اس سے پہلے ہی کمرہ عدالت کا دروازہ کھلا اور ایک
آواز پر اس کے ہاتھ وہیں پر تھم گئے

رکیں جج صاحب اشرف صاحب کمرہ عدالت میں تشریف لا
چکے ہیں عینا کی آواز پورے کمرہ عدالت میں گونجی تو سب نے
جھٹکے سے گردن گھما کر عینا کی طرف دیکھا جو ان باباجی کے
ساتھ کمرہ عدالت میں داخل ہو رہی تھی جبکہ عینا کی آواز سن کر
زرخان نے جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا تھا عینا کو
وہاں پا کر وہ بے حد حیران ہوا

زرخان کے دیکھنے پر عینا نے زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے ایک
آنکھ دبائی جب کہ اینا کس حرکت پر زرخان کی پوری کی پوری
آنکھیں ہی کھل گئی زرخان کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر عینا
نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی تھی جب کہ زرخان کو فوراً
احساس ہوا کہ وہ اس وقت کہاں ہے تو اس نے جلدی سے اپنی

نظروں کا زاویہ بدلا اسے عینا سے اس چیز کی بالکل امید نہیں تھی
وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عینا ایسی حرکت بھی کر سکتی ہے
مگر افسوس وہ کر چکی تھی

کمرہ عدالت میں ایک دم سے ہلچل مچ چکی تھی ہر

طرف شور اٹھ چکا تھا کہ اچانک وہ آدمی ایک لڑکی

کے ساتھ کیسے نمودار ہو گیا جبکہ ان لوگوں کی کے

شور کو سنتے ہوئے زر خان نے ان سب کو اور آرڈر دیتے

ہوئے چپ کروایا تھا اور وہ لوگ فوراً ہی چپ کر گئے

اب کمرہ عدالت میں مکمل خاموشی تھی

جی تو اشرف صاحب آپ اپنی گواہی دینا شروع کریں

آپ عدالت کا آگے ہی بہت وقت ضائع کر چکے ہیں

زر خان کی گرجدار بھاری آواز کمرہ عدالت میں گونجی

ایک منٹ بج صاحب اتنی جلدی کیا ہے گواہی بھی دے

دی جائے گی پہلے آپ ہمارا کیس تو دیکھیں عینا

زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو زرخان نے

تعجب سے اسے دیکھا جو آفت بن کے پتہ نہیں کہاں

سے ٹپک پڑی تھی

رکیں آپ کون ہیں اور آپ کیسے یہاں عدالت میں کھڑے

ہو کر یوں بول سکتی ہیں اور ان کا وکیل کہاں ہے یہ

سب بولنے کا حق ان کے وکیل کو ہے نہ کہ آپ کو

دوسری پارٹی کا وکیل کھڑے ہوتے ہوئے کافی عجیب

لہجے میں بولا جو عینا کو تو بالکل پسند نہیں آیا تھا

جب کہ زر خان کا دل چاہا تھا یہ اس وکیل کی گردن

کاٹ دے جو عینا کو اس طرح مخاطب کر رہا ہے

یو مسٹر آپ کون ہوتے ہیں کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ

میں یہاں کھڑی ہو کر کیوں بول رہی ہوں میں ہی ان

کی وکیل ہوں اور یہ کیس میں ہی لڑوں گی سمجھے

اور اب اسندہ کسی عورت ذات سے بات کرنی ہونا تو

تمیز اور تہذیب سیکھیے گا یہ نہ ہو کہ وہ بھی آپ کو

کسی عورت ذات کو ہی سکھانی پڑے عینا اس وکیل

کی طرف دیکھتے ہوئے کافی سنجیدگی سے بولی جبکہ

سب نے حیرت بھری نظروں سے عینا کی طرف دیکھا

تھا جو اپنے مخصوص لباس میں موجود چہرے پر

ماسک لگائے بہت مضبوط لہجے میں بات کر رہی تھی

وہاں پر موجود کسی بھی فرد کو وہ کوئی عام سی

لڑکی تو بالکل نہیں لگی تھی

آپ وکیل ہیں اپنا حلیہ دیکھا ہے آپ نے چہرے کو آپ نے

ڈھانپا ہوا ہے اور۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ وکیل آگے کچھ بولتا

زرخان کی سخت اور گرجدار آواز نے فوراً اسے چپ

کرنے پر مجبور کر دیا

جسٹ شٹ اپ اگر ایک اور لفظ تم نے بولا تو اس

عدالت کے خلاف جانے کا کیس کر کے اٹھا کر جیل میں

پھینکوں گا زرخان اس وکیل کی طرف دیکھتے ہوئے

دھاڑا وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ کوئی غیر مرد

اٹھ کے عینا کو کچھ بولے پھر چاہے وہ کمرہ عدالت ہو

یہ ساری دنیا کے سامنے کیوں نہ ہو

ایم سوری یورو نروہ شرمندہ سا ہو کر بولا اور اپنی

کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ زر خان نے عینا کو بولنے کا

اشارہ کیا تو عینا نے ان باباجی کو اشارہ کیا تو وہ جا

کر کٹھرے میں کھڑے ہو گئے جبکہ عینا کے ہاتھ میں

دانش نے ایک فائل دی تھی

ایک کیس کی فائل آپ کے پاس موجود ہے جس میں

صاف لکھا ہے کہ اشرف صاحب کی ذاتی زمین پر

زبردستی قبضہ کر کے ان سے زبردستی ان کاغذات پر

سائن کروائے گئے ہیں اور وہ زمین اپنے نام کروائی گئی

ہے جبکہ وہ زمین ان کی محنت مزدوری کا صلہ تھی

عینا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے گولی تو زرخان بھی

توجہ سے اپنی بیوی پلس وکیل بیوی کو سننے لگا

اور ایک یہ کیس ہے جو کچھ دیر پہلے ہی اشرف

صاحب نے ان پر کروایا ہے انہوں نے اس چیز سے ہٹنے

کے لیے نہ صرف انہیں دھمکی دی بلکہ ان کی پوتی کو

اغواہ بھی کیا

دوسرا جرم انہوں نے نہ صرف ان کی پوتی کو اغواہ کیا

بلکہ انہیں زبردستی لاہور سے لے جا کر کراچی میں

کسی ابادی میں پھینک دیا گیا جہاں پر نہ تو کسی چیز

کی سہولت تھی اور نہ ہی دو وقت کا کھانا اچھے

طریقے سے میسر ہو رہا تھا

تیسرا جرم یہ ہے کہ انہوں نے ان کا کیس لڑنے والا جج

یعنی زر خان سکندر کو قتل کرنے کی دھمکی دی انہوں

نے بولا کہ اگر وہ آخری تاریخ پر کورٹ پہنچ کر گواہی

دیتے ہیں اور وہ کیس لڑتے ہیں تو نہ صرف ان کی

پوتی کو بلکہ زر خان سکندر کو بھی جان سے مار دیا

جائے گا اور ان کی پوتی کو نوچ نوچ کر جانوروں کی

طرح مارا جائے گا

ان کا چوتھا جرم یہ ہے کہ انہوں نے ان کی پوتی کو

دوبارہ اغوا کیا اور اغوا کر کے ایک بیسمنٹ میں

پھینک دیا جہاں پر تین دن سے وہ بچی بھوک پیاسی

رہی اور آج وہ بچی ہمیں وہاں بے ہوش ملی ہے عینا بے

حد سخت لہجے میں بول رہی تھی اس کے لہجے میں

ذرا لچک نہیں تھی ذرا خوف نہیں تھا ذرا ہچکچاہٹ

نہیں تھی وہ بے خوف ہوتی پورے کمرہ عدالت کے

سامنے ان لوگوں کی پول کھول رہی تھی جبکہ وہ

آدمی ہکا بکا بیٹھے بار بار اپنے ماتھے پر آنے والا پسینہ

پونچھ رہے تھے کیونکہ اب ان کا انجام بہت برا ہونے

والا تھا

تو یہ رہے سارے ثبوت آپ کے سامنے اب آپ کے کیے

جانے فیصلے کے منتظر ہیں ہم عینا وہ فائل دانش کی

جانب بڑھاتے ہوئے بولی تو دانش نے وہ فائل پکڑ کر کے

سیکرٹری کو پکڑائی اور اس نے زر خان کے آگے رکھی

زر خان نے وہ فائل کھول کے ایک نظر دیکھا یقیناً جو

کچھ عینا نے بولا تھا وہ سو فیصد سچ تھا اور وہ

ثبوت اتنے خالص اور پکے تھے کہ اب ان لوگوں کا وہاں

سے بچ کر نکلنا ناممکن تھا وہ ہزار جتن بھی کر لیتے

تب بھی وہ وہاں سے نہیں نکل سکتے تھے

تمام ثبوتوں اور گواہوں کی مد نظر رکھتے ہوئے عدالت

یہ فیصلہ کرتی ہے کہ شرافت احمد کو ان کی زمین

باعزت واپس لوٹائی جائے گی جبکہ اصغر اور اس کام

میں ملبوس تمام افراد کو دس سال قید اور 50 لاکھ

جرمانہ دینے سزا سناتی ہے زر خان نے اپنا فیصلہ سناتے

ہی اپنا قلم توڑ دیا جب کہ کٹہرے میں کھڑے اشرف

احمد نے بے تحاشہ خوش ہوتے ہوئے عینا کی طرف

دیکھا تھا جس نے مسکراتی آنکھوں سے انہیں دیکھ کر

پلکیں جھکا کر انہیں تسلی دی عینا نے انہیں کٹہرے

میں کھڑا ہونے کا تو کہہ دیا تھا مگر اس نے انہیں ایک

لفظ نہیں بھولنے دیا اور اتنی صفائی سے ان کا کیس لڑ

کرا نہیں انصاف بھی دلا دیا اور یہ چیز کسی کے لیے

اہم ہوتی نہ ہوتی مگر اشرف صاحب کے لیے بہت اہم تھی

چلو دانش بہت دیر ہو چکی ہے عینا دانش کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی اور پھر وہ دونوں ہی وہاں سے نکل

گئے جبکہ زر خان نے عینا کو جاتے ہوئے بہت غور سے

دیکھا تھا

بیٹابات سنیں ابھی عینا کو رٹ سے باہر نکل ہی رہی

تھی جب اسے اپنے پیچھے سے اشرف احمد کے آواز

سنائی دی اس نے مڑ کے پیچھے دیکھا تو اشرف

صاحب اسی کی جانب آرہے تھے

بیٹا بہت بہت شکریہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں

آپ لوگوں کا کیسے شکریہ ادا کروں آپ لوگوں نے

مجھے انصاف دلا کر میری اور میری پوتی کی آنے والی

زندگی کو آسان بنا دیا مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا خدا

کے بعد میں آپ کا شکر کیسے ادا کروں اشرف صاحب

عینا کی طرف دیکھتے ہوئے نم آواز میں بولے تو اس نے

مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور پھر بولی

آپ میرے بابا کی جگہ پہ ہیں اور آپ کی ایک پوتی بھی

ہے یقیناً وہ آپ کو اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز ہوگی آپ

بس یہ سمجھ لیں کہ آپ کو کسی غیر نے نہیں بلکہ آپ

کی بیٹی نے انصاف دلایا ہے عینا ان کی طرف دیکھتے

ہوئے مسکرا کر بولی

یہ میرا کارڈ ہے اس پر میرا نمبر موجود ہے جو 24

گھنٹے ان رہتا ہے اگر آپ کو زندگی میں کبھی بھی

کوئی بھی مشکل درپیش آئے یہ میری ضرورت پر ہے تو

آپ مجھے ضرور یاد رکھیے گا مجھے بہت خوشی ہوگی

اے ناان کی طرف اپنا کارڈ بڑھاتے ہوئے بولی تو انہوں

نے مجھ کو راکر کارڈ پکڑ لیا

ٹھیک ہے باباجی اب ہم چلتے ہیں بہت سے کام ہے کرنے

والے دعاؤں میں یاد رکھیے گا عینا ان کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو انہوں نے پیار سے اس

کے سر پر ہاتھ رکھا تو دانش نے بھی اپنا سر آگے بڑھا

دیا یعنی اسے بھی پیار لینا تھا مگر زبردستی دانش کی

حرکت پر عینا گہرا مسکرائی

ٹھیک ہے بیٹا خیال رکھنا وہ مسکراتے ہوئے بولے تو عینا

اور دانش نے خدا حافظ بولتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ

گئے جب زر خان بھی وہاں سے باہر نکلا تھا وہ عینا سے

بات کرنا چاہتا تھا مگر افسوس اس کے وہاں پہنچنے

سے پہلے ہی عینا گاڑی میں بیٹھ چکی تھی اس سے

پہلے کہ زر خان ان تک پہنچتا دانش گاڑی کو رٹ کے

گیٹ سے باہر نکال چکا تھا

سر آپ ٹھیک ہیں داؤد زرخان کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے

بولا

ہاں میں ٹھیک ہوں گاڑی نکالو حویلی پہنچنا ہے زرخان

داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے گارڈز کو

اشارہ کیا اگلے ایک منٹ میں گاڑی زرخان کے سامنے

کھڑی تھی زرخان گاڑی میں بیٹھا تو گارڈز بھی اپنی

گاڑیوں میں بیٹھ گئے اور زر خان کی گاڑی حویلی کی

جانب رواں دواں ہو گئی جبکہ اس کے محافظوں کی

گاڑیاں بھی آگے پیچھے ہی موجود تھیں

ارحم ابھی اپنے آفس سے نکلا ہی تھا جب آگے سگنل پر

اسے رکنا پڑا وہ سگنل کھلنے کا انتظار کر رہا تھا جب

اس کی گاڑی کا شیشہ بجا اس نے شیشہ نیچے کیا تو

سامنے ایک بچہ کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں بہت سے

گجرے ایک ڈنڈا نما چیز میں قطاروں سے لگے ہوئے تھے

وہ گلاب کے گجرے تھے اور وہ بہت خوبصورت لگ رہے تھے

السلام علیکم صاحب جی آپ یہ گجرے لینا پسند کریں

گے وہ بچہ ار حم کو گجروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا

گلاب کے گجروں کو دیکھتے ہی بے اختیار ار حم کو

فارسیہ کا چہرہ اپنے ذہن میں ابھرتا ہوا دکھائی دیا وہ تو

گلاب کے پھولوں کی دیوانی تھی یوں کہا جائے تو بہتر

ہو گا کہ اسے گلاب کے پھولوں سے عشق تھا جان بستی

تھی اس کی ان گلاب کے پھولوں میں

ہاں کیوں نہیں دودے دوار حم اس بچے کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے جلدی سے دو گجرے ایک

شاہر میں ڈال کر ار حم کی جانب بڑھائے تو ار حم نے

مسکراتے ہوئے وہ گجرے پکڑ لیے

سکول پڑھتے ہو تم ار حم نے اپنا والٹ نکالتے ہوئے

پوچھا

جی میں سکول پڑھتا ہوں وہ تو آج کل اماں تھوڑی

بیمار ہیں اور ان کی جگہ کام پر میں آ رہا ہوں ورنہ

میں تو روز سکول جاتا ہوں اور سکول سے آ کر کس

ٹائم یہاں پر اماں کے حصے کا کام کر لیتا ہوں تاکہ ہم

لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھا کے سو سکیں وہ بچہ ارحم

کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا تو ارحم کو بے

اختیار اس بچے پہ رحم آیا کتنا معصوم اور چھوٹا سا

بچہ تھا کتنی معصومیت سا بتا رہا تھا کہ صبح کے

وقت وہ سکول جاتا ہے اور رات کے وقت آ کے یہاں پہ

اس لیے کھاتا ہے تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھا سکے

اچھا ابا کیا کرتے ہیں تمہارے ارحم نے اس سے اگلا

سوال پوچھا

جی ابا میرے یہی کام کرتے ہیں وہ اگلے سگنل پر کھڑے

ہوتے ہیں اس بچے نے دوبارہ مسکراتے ہوئے جواب دیا

ٹھیک ہے یہ پیسے رکھو اور اپنی اماں کے لیے دوائیاں لے

کر جاؤ پیٹ بھر کے کھانا کھانے کے لیے بھی کھانا یہیں

سے لے کر جانا اور یہ میرا کارڈ بھی رکھو اپنے ابا کو

دینا اور انہیں بولنا کہ صبح آ کر مجھ سے ملے ارحم

پانچ پانچ ہزار کے کچھ نوٹ اس بچے کو تھماتے ہوئے

بولا اور ساتھ اپنا کارڈ بھی دیا تو اتنے سارے پیسے

ایک ساتھ دیکھ کر وہ بچے بے تحاشہ خوش ہوا

یہ سارے پیسے میں رکھ لوں بہت بہت شکریہ آپ کا

بہت اچھے ہیں آپ کیا آپ یہ گجرے اپنی بیگم کے لیے

لے رہے ہیں کیا آپ کی شادی ہو گئی وہ بچہ ارحم کی

طرف دیکھتے چمکتے ہوئے بولا

ہاں میری شادی ہو گئی اور یہ گجرے میں اپنی بیگم کے

لیے ہی لے کے جا رہا ہوں تم ہمارے لیے دعا کرنا ٹھیک

ہے اگلی بار جب گجرے لوں گا تو اپنی بیگم کو بھی

ساتھ لے کر آؤں گا رحم ہلکا سا ہنستے ہوئے بولا تو اس

بچے نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا اتنی دیر میں

سگنل بھی کھل گیا ار حم نے مسکرا کر اس بچے کو

دیکھا اور دھیان رکھنے کا بول کر گاڑی آگے کی جانب

بڑھا دی

فار یہ اس وقت کچن میں کچھ کام کرنے میں مصروف

تھی جب ار حم کچن میں داخل ہوا کوئی بھی شور کیے

بغیر وہ آہستہ آہستہ قدم لیتا ٹھیک اس کے پیچھے جا

کہ کھڑا ہو گیا جبکہ فار یہ فل مگن اپنا کام کر رہی تھی

اسے یہ تک محسوس نہیں ہو سکا کہ اس کے پیچھے

ار حم کھڑا ہے جب اچانک کوئی چیز لینے کے لیے وہ

مڑی ار حم جو ٹھیک اس کے پیچھے کھڑا تھا فار یہ کے

مڑنے سے وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی تھی

ہائے الہیہ کچن میں کھمبا کہاں سے آگیا فاریہ اپنا

ماتھا مسلتے ہوئے بڑ بڑائی جبکہ خود کو کھمبا بولے

جانے پر ارحم نے اسے گھورا

میں تمہیں کھمبا دکھائی دیتا ہوں احمق لڑکی فاریہ کو

ارحم کی سخت آواز سنائی دی تو اس نے جھٹکے سے

سراٹھا کر ار حم کی طرف دیکھا جو اسے غصے سے

گھور رہا تھا

جی میرا مطلب ہے نہیں آپ یہاں آپ کب آئے فار یہ کو

سمجھ ہی نہیں آر ہی تھی کہ وہ کیا بولے

پانی لاؤ میرے لیے ار حم نے اس کے سوال پر دھیان دیے

بغیر اسے حکم دیا ہوا کر سی گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ

فار یہ نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے جلدی سے فر تاج سے

ٹھنڈا پانی نکالا اور گلاس میں ڈال کر ار حم کی جانب

بڑھایا

ار حم نے ایک نظر فار یہ کی طرف دیکھا اور پھر اس کے

ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑ لیا اور اسے سامنے بیٹھنے

کا اشارہ کیا تو فار یہ فرمانبر داری سے سر جھکا کر

ساتھ والی کر سی پر بیٹھ گئی جیسے وہ توار حم کے

حکم کے پابند ہو اور اس کے حکم کے مطابق فوراً

فرمانبرداری دکھاتے ہوئے اس کا حکم مان لے

اب اتنی چپ کیوں بیٹھی ہو اور حم پانی ایک طرف

رکھتے ہوئے جنجھلا کر بولا جو نظریں جھکائے اس

طرح بیٹھی تھی جیسے چپ کر روزہ رکھ لیا ہو

میں کیا بولوں فاریہ ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے

معصومیت سے بولی جب کہ فاریہ کی معصومیت پر

ارحم عیش عیش کراٹھا

کیا بولنا ہے جو قصیدے نکاح سے پہلے میری شان میں

بولتی تھی وہ ہی میرے سامنے بول دوارحم گارھے

مردے اکھاڑنے پر تلا تھا

میں تو کچھ نہیں بولتی تھی آپ ہی غلط سن لیتے تھے

فار یہ بڑ بڑائی جوار حم کی سماعتوں تک با آسانی پہنچ

چکی تھی

واہ قربان جاؤں آپ کی سادگی پر بیگم میرے کان

خراب تھے اس لیے میں غلط سن لیتا تھا آپ کی زبان

نہیں لچک کھاتی تھی اپنے ہونے والے شوہر کی شان

میں یوں قصیدے پڑتے ہوئے آئی ایم رائٹ ار حم فاریہ

کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ مسکرایا تو فاریہ نے

شرمندگی سے سر جھکا لیا وہ یوں ہی تو کرتی تھی

اکثر جب ار حم اس پر غصہ کرتا تھا تو وہ اپنا غصہ

اس برائی کر کے نکال دیتی تھی اور کافی بار تو ار حم

اپنے کانوں سے خود سن چکا تھا

آپ بھی تو ہر وقت مجھ پر غصہ کرتے رہتے تھے بلا

وجہ ڈانٹتے رہتے تھے فار یہ منمنائی نہ چاہتے ہوئے بھی

وہ شکوہ کر گئی تھی ار حم کا دل چاہا اپنی بیوی کی

اس ادا پر دل و جان سے قربان ہو جائے

تو میری جان اپ کب کرتا ہوں تم پہ غصہ کب ڈانٹتا

ہوں تمہیں بلا وجہ ار حم فار یہ کی کرسی کو پکڑ کے

اپنے نزدیک کرتے ہوئے بولا

اب نہیں کرتے پہلے کرتے تھے فاریہ نے سچے دل سے سچ

بیان کیا

پہلے بھی تو تم بلا وجہ میرے سامنے آجایا کرتی تھی

یوں ہی مجھ سے ٹکریں مارتی رہتی تھی تب میرا تم

سے نکاح تو نہیں ہوا تھا نا تو ایک نا محرم کہ اتنا

نزدیک جانا کوئی اچھی بات تو نہیں اس لیے ہی میں

تم پر غصہ کرتا تھا تمہیں ڈانٹتا تھا تاکہ تم اگلی بار

میرے نزدیک آنے سے پہلے ہزار بار سوچو مگر یہی

تمہارا لٹا دماغ جو تم بار بار آکر مجھ میں ہی ٹکریں

مارتی تھی کیا تمہیں حویلی میں کوئی اور نہیں ملتا

تھا مجھے چھوڑ کر پلر میں ہی ٹکرا مار لیتی یقین مانو

میرے غصے سے زیادہ خطرناک نہیں ہونا تھا اس نے

ارحم آنکھوں میں شرارت لیے فاریہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو فاریہ نے منہ کرار حم کو گھورا

میں آپ سے جان بوجھ کر نہیں ٹکراتی تھی وہ تو بس

اتفاقاً ٹکرا ہو جاتی تھی اور آپ پیار سے بھی تو سمجھا

سکتے تھے آپ نے کبھی مجھ سے آرام سے بات ہی نہیں

کی اگر آپ آرام سے بات کر لیتے تو شاید دوبارہ میں

آپ سے بالکل نہیں ٹکراتی فار یہ بھی تمام ہچکچاہٹ کو

سائیڈ پر رکھے بغیر کسی خوف کے ارحم کے نزدیک

بیٹھی اس سے گفتگو کر رہی تھی

فار یہ کی بات سن کر ارحم کے مسکراہٹ گہری ہو گئی

اب وہ اس جھلی کو کیا سمجھاتا کہ اس کا بار بار

نزدیک آنا سے ایک کرے امتحان میں ڈال جاتا تھا وہ

بھی ایک مرد تھا اس میں بھی جذبات تھے اور وہ نہیں

چاہتا تھا اس کے بغیر کسی محرم رشتے کے وہ فاریہ

کو کوئی غلط نگاہ سے بھی دیکھے

چھوڑواں سب باتوں کو اب ہم میاں بیوی ہیں فرق

صرف اتنا ہے کہ پہلے تم ٹکراتی تھی تو میں غصہ کرتا

تھا اور اب اگر تم ہزار بار بھی ٹکراؤ گی تو میں غصہ

تو بالکل نہیں کروں گا بلکہ تمہیں اپنے سینے میں جگہ

دینے کی صلاحیت ضرور رکھتا ہوں ارحم آنکھوں میں

چمک لیے فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اس کی

زو معنی بات پر فاریہ کے رخسار پر گلال بکھرا تھا

وہ میں کھانا دیکھ لوں فاریہ نے وہاں سے فرار ہونا چاہا

جب ار حم نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے دوبارہ کرسی پر

بٹھایا تھا

بیٹھو یہیں پر تمہارے لیے کچھ لایا ہوں میں ار حم اپنے

کوٹ کے جیب سے کچھ نکالتے ہوئے بولا تو فاریہ نے

تعجب بھری نظروں سے ار حم کی طرف دیکھا

ار حم نے وہ شاہ پر فاریہ کی طرف بڑھایا تو فاریہ نے

ارحم کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے پکڑ لیا

ارحم نے اسے کھولنے کا اشارہ کیا تو اس نے آہستہ سے

اسے کھولا مگر اندر موجود گجرے دیکھ کر اسے

خوشگوار حیرت ہوئی ارحم اس کے لیے غلاب کے

پھولوں کے گجرے لایا تھا اس کے لیے یقین کرنا بے حد

مشکل تھا

یہ آپ میرے لیے لائے ہیں فار یہ حیرانگی ار حم کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی توار حم نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا

سچی----- یہ تو بہت پیارے ہیں تھینک یو سو مچ فار یہ

چہکتے ہوئے بولی یہی مسکرا ہٹ یہی خوشی ار حم

فار یہ کے چہرے پر دیکھنا چاہتا تھا جو اس وقت اسے

اس کے سامنے بیٹھی اپنی متاعِ جان کے چہرے پر

دکھائی دے رہی تھی

تمہیں پسند آئے ار حم فاریہ کے ہاتھ سے گجرے پکڑتے

ہوئے بولا تو اس نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا

بہت زیادہ یہ بہت پیارے ہیں آپ کو پتہ ہے مجھے پھول

اتنے پیارے لگتے ہیں فاریہ اتنے کو کافی لمبا کھینچتے

ہوئے بولی تو ار حم سے مسکرایا اس کے دونوں ہاتھ

اپنے ہاتھوں میں تھا مے اس کی نرم و نازک کلائیوں

میں گجرے پہناتے ہوئے ان گجروں کو اس کی

خوبصورت کلائیوں کی زینت بنایا تھا جبکہ فاریہ

خوش ہوتی ہوئی ان گجروں کو ہی دیکھ رہی تھی

جو اس کا شوہر اس کے لیے لایا تھا

اب زیادہ پیارے لگ رہے ہیں ارحم نے مسکراتے ہوئے

فاریہ کی دائیں کلائی پر اپنے لب رکھے جب کہ ار حم

کے لمس پر فاریہ کانپ کر رہ گئی

ایک بار رخصتی ہو جائے اس کے بعد روز اپنے گلاب کے

لیے گلاب کے گجرے لایا کروں گا تاکہ وہ ان گجروں کو

دیکھ کر خوش ہو اور میں اسے دیکھ کر ار حم دلکشی

سے مسکراتے ہوئے بولا تو ار حم کتنے خوبصورت اظہار

پر فاریہ نے بے اختیار نظر اٹھا کر ار حم کی طرف دیکھا

تھا آج پہلی بار وہ ار حم کو اپنے دل میں اترتا ہوا

محسوس کر رہی تھی نکاح ہونے کے بعد بھی اس نے

کب ار حم کو اس روپ میں دیکھا تھا آج تو وہ اس کے

سامنے بالکل عیاں تھا بالکل مختلف جس کے لہجے میں

کوئی غصہ کوئی اکتاہٹ نہیں تھی بلکہ محبت ہی

محبت تھی

زر خان حویلی واپس آیا تو اسے عینا کہیں نہیں دکھائی

دی اور پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ تو ابھی تک حویلی

آئی ہی نہیں آج تین دن ہو چکے تھے عینا کو حویلی

سے گئے اور اگر وہ واپس لاہور آہی گئی تھی تب بھی

ابھی تک وہ حویلی نہیں آئی تھی اور زر خان اسے

دیکھنے کے لیے اس سے بات کرنے کے لیے بہت بے چین

تھا اور اس چین کہیں اور ہی مصروف تھا

زر خان اس وقت شاور کے نیچے کھڑا دونوں ہاتھ دیوار

پر ٹکائے آنکھیں بند کیے کھڑا تھا وہ مسلسل عینا کو

سوچ رہا تھا جب اس کی آنکھوں کے سامنے عینا کا

وجود آیا اور پھر اس کی وہ حرکت جو اس نے کورٹ

میں کی تھی بے اختیار زر خان کے ہونٹوں کو

خوبصورت مسکراہٹ نے چھو اسے بالکل توقع نہیں

تھی کہ عینا کبھی یہ حرکت بھی کر سکتی ہے اگر ان

کے حالات آج ٹھیک ہوتے اور ان دونوں کا درمیان

ناراضگی نہ ہوتی تو یقیناً وہ عینا کی اس حرکت کو

کسی اور طریقے سے لیتا مگر اب اس کا اچانک ایسی

حرکت کرنا زرخان کو الجھا رہا تھا اور وہ کتنی

سے ان باباجی کا کیس لڑ رہی تھی بغیر کسی

ہچکچاہٹ کے اس نے کس طرح ڈٹ کر ان لوگوں کے

خلاف ثبوت پیش کیے تھے شاید کوئی وکیل بھی ہوتا

تو بھی وہ اتنی بہادری سے یہ سب نہ بول پاتا جتنی

بہادری سے عینانے بولا تھا زرخان کو آج اپنا آپ

سرشار سا ہوتا اور محسوس ہو رہا تھا اس کی بیوی

میں کوئی ایک عادت ایسی نہیں تھی جو بری ہو وہ

لڑکی مکمل خوبیوں سے بھری ہوئی تھی اس کی

صلاحتیں شاید ہی اس دنیا میں کسی دوسری لڑکی

میں پائی جاتی ہوں مگر زرخان کو اس سے اب محبت

نہیں بلکہ عشق ہونے لگا تھا محبت تو اس نے حور سے

کی تھی مگر عشق اس نے حور العین سکندر سے کیا

اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹکتے ہوئے زر خان نہا کر باہر

نکلا جب اسے ہیوی بانیک کی آواز سنائی دی یقیناً وہ

واپس آئی تھی اور یہ اس کی ہیوی بانیک کی آواز تھی

تو بیگم آپ واپس تشریف لے ہی آئی چلیں آپ کا بہترین

طریقے سے استقبال کرتے ہیں زر خان کھڑکی سے عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو اپنی بانگ روک کر اب

اپنا ہیلمٹ اتار رہی تھی

اپنے بالوں میں برش کرتے ایک آخری نظر خود کو آئینے

میں دیکھ کر زر خان نے قدم کمرے سے باہر کی جانب

بڑھائے آخر کار اسے عینا کا استقبال جو کرنا تھا وہ بھی

اپنے طریقے سے

عینا حویلی میں داخل ہونے لگی جب سامنے ہی اسے

دانیال کھڑا ہوا دکھائی دیا وہ اسی کی جانب آ رہا تھا

عینا نے اسے بھرپور طریقے سے نظر انداز کیا جیسے وہ

وہاں پر ہو ہی نا اور اس کے پاس سے گزرتے ہوئے

حویلی میں داخل ہو گئی جبکہ وہ پیچھے سے دیکھتا

ہی رہ گیا یعنی وہ سخت ناراض تھی اور اپنی ناراض

کا اظہار وہ اسے اگنور کر کے کر چکی تھی

یار عینا بات تو سنو دانی اس کے پیچھے آتے ہوئے بولا

عینار کو مجھے اس طرح نظر انداز کیوں کر رہی ہو

دانیال مسلسل بول رہا تھا جبکہ عینا اس کی سن ہی

نہیں رہی تھی بلکہ وہ یوں تھی جس طرح اسے کچھ

سنائی نہ دے رہا ہو

عینا بس کرو یا ر اور کتنا ناراض رہو گی تین دن سے نا

میری کال کا جواب دینا نہ میسج کا اور اب بھی میری

بات نہیں سن رہی دانیال عینا کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا

تو عینا نے بغیر اس کی طرف دیکھے اپنی جیکٹ سے

گن نکالی اور اس کے گردن پر تان دی

میں نے بولا تھا نا کہ دس دن سے پہلے مجھے اپنی شکل

مت دکھانا ورنہ گولی مار دوں گی پھر میرے سامنے

کیوں آئے ہو عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولی جب کہ گردن پر رکھی گئی گن کا

دباؤ بڑھتا جا رہا تھا

تم گولی مار دو منظور ہے مگر ناراضگی ختم کرو

تمہاری ناراضگی نہیں افورڈ کر سکتا میں دانیال عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے معصوم شکل بنا کر بولا

یا اللہ! یہ دانیال پر بندوق تانے کیوں کھڑی ہے بڑی اماں

جو اپنے کمرے سے نکل کر اسی طرف آرہی تھی عینا

کو دانیال پر گن تانے دیکھ کر گھبرا کر بولی کیونکہ

عینا کی ہیوی بانک کی آواز سنتے ہی لائبہ نے پوری

حویلی میں شور مچا دیا تھا کہ رینا واپس آچکی ہے

ایک ایک کے کمرے میں جا کر وہ انہیں بلا کر لا رہی

تھی تاکہ وہ آکر عینا سے ملیں جبکہ حویلی کے بچو

بچ عینا دانیال پر گن تانے کھڑی تھی اور یہ سب دیکھ

کر سب بے حد گھبرائے سوائے سائمنہ بیگم کے کیونکہ

وہ جانتی تھی کہ یہ سب توان کے درمیان چلتا رہتا ہے

ارے بڑی اماں گھبرائے نہیں یہ بند و قیں تو ان دونوں کا

کھلونا ہے یہ دونوں اکثر اسی طرح ڈرامے کرتے رہتے

ہیں فکر مت کریں سائمنہ بیگم نے مسکراتے ہوئے ان کی

گھبراہٹ کم کی

ابھی سات دن باقی ہیں اپنی شکل گم کرو میں تم سے

کوئی فضول بحث نہیں کرنا چاہتی عینا اپنی گن واپس

اپنی کمر کے پیچھے آراستے ہوئے بولی

عینا یار آئی ایم سوری نا اسندہ تمہارا ہر آرڈر مانوں گا

ابھی ناراضگی ختم کرو بس دانیال کسی بچے کی طرح

ضد کرتے ہوئے بولا

تم کیا سمجھتے ہو کہ ہر بار کی طرح تمہاری ان جھوٹی

تسلیوں میں آ جاؤں گی میں عینا دانیال سے بولتی

ہوئی آگے بڑھنے لگی جب اس نے دوبارہ اس کا راستہ

روکا

دیکھو دانی میرا دماغ آگے ہی بہت گھوما ہوا ہے کوئی

بھی ایسی حرکت نہ کرنا جس کی وجہ سے میرا دماغ

شارٹ ہو جائے اور پھر میں تم سے بہت برا پیش آؤں

عینا نے دانیال کو وارن کیا

ارے میری پیاری باری ڈول اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو

کام ڈاؤن ابھی تمہارا سارا غصہ اور نچھو ہو جائے گا

دانیال عینا کے دونوں گال کھینچتے ہو ابولا تو غصے

سے گھورا

یہ مکھن کسی اور کو لگاؤ سمجھے عینا دانیال کہ

دونوں ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی

ارے میری ڈول صرف مکھن نہیں تمہیں تو میں برنی

بھی کھلاؤں گا دانیال نے دوبارہ وہی حرکت کی

دانی میں تمہارا منہ توڑ دوں گی عینا کو اب غصہ آنے

لگا تھا

ارے ارے میرا بچہ لڑنا نہیں اسے دفعہ کرو پاگل ہے یہ

تم بس غصہ مت کرو سائیم بیگم عینا کو گلے لگاتے اس

کاماتھا چومتے ہوئے بولی ایک طریقے سے وہ اس کا

غصہ ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو واقعی میں

ایک منٹ کے اندر اندر ختم بھی ہو چکا تھا

آئی اسے کچھ سمجھا دیا کریں آپ یہ میرا بہت دماغ

کھاتا ہے عینا سائمن بیگم کی طرف دیکھتی ہوئی کسی

بچے کی طرح شکایت کرتے ہوئے بولی ایک بار تو وہاں

موجود سب افراد حیران ہی رہ گئے اس کا یہ روپ

دیکھ کر اس نے کہا ماں کا پیار اور ماں لمس محسوس

کیا تھا صائمہ بیگم نے ہر ممکن کوشش کی تھی اس

کی ماں بننے کی اور کبھی کبھی تو عینا واقعی میں

انہیں اپنی ماں سمجھ کر کبھی ان سے ضد کر لیتی

تھی تو کبھی انہیں شکایت لگاتی تھی

میری جان میں اس گدھے کو بہت سمجھاتی ہوں یقین

مانو مگر اس کا دماغ ہی بہت موٹا ہے تم اس پر دھیان

نہ دیا کرو سائمه بیگم نے محبت سے دوبارہ اس کا

ماتھا چوما تو وہ مسکرا دی زر خان نے تعجب سے

سائمه بیگم کی طرف دیکھا تھا وہاں تو دانیال کی

تھی مگر عینا کی خاطر وہ اپنے بیٹے کو ایک منٹ میں

غلط ثابت کر دیتی تھی کیا کوئی غیر عورت کسی کی

چاہت میں اپنی اولاد کو اس طرح نظر انداز کر سکتی

ہے اس کے دل نے اس سے سوال کیا اور جواب آیا ہاں

کر سکتی تھی اگر وہ سائمنہ جیسی ہو تو جس میں

انسانیت احساس اور محبت کے بے تحاشہ جذبات پائے

جاتے ہوں

واٹ گدھا موٹا دماغ مام ڈٹس ناٹ فیر یار آپ تو ایک

منٹ میں پارٹی بدل دیتی ہیں دانیال منہ بناتے ہوئے بولا

جیسے اپنی ماں کی بات سے تو اسے صدمہ ہی لگ گیا ہو

برخوردار تم ہماری بچی کو ستانے سے کب باز آؤ گے

شیرازی سکندر دانیال کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے

بولے جبکہ شیرازی سکندر کو دیکھتے ہی عینا کے

چہرے پر ایک دم سنجیدگی چھائی تھی نرم تاثرات کی

جگہ سختی نے کہ تھی

میں فریش ہو کر آتی ہو عینا سنجیدگی سے بولی اور

قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھائے جب ایک نرم آواز نے

اسکے بڑھتے قدموں کو وہیں روک دیا

مام-----اس آواز پر سب نے جھٹکے سے دروازے کی

طرف دیکھا تھا جہاں ایک 4 سال کی بے حد

خوبصورت سنہری بالوں والی چھوٹی سی بچی کھڑی

تھی اس نے پنک فرائڈ پہن رکھا تھا بہت معصوم گرے

بڑی بڑی آنکھوں والی گڑیا کو وہاں دکھ کر سب حیران ہوئے

اس بچی کے ساتھ ایک لڑکا کھڑا تھا جس نے اس کا

ہاتھ تھاما ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک بچی کا

باربی چھوٹا تھا بیگ موجود تھا

عینا کے دل کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہوئی تھی اسے لگا

اس نے کچھ غلط سنا ہے اسے وہم ہوا ہے اس نے پیچھے

مڑ کر دیکھا تو یہ وہم نہیں تھا وہ واقعہاں موجود تھی

مام۔۔۔۔ عینا کو دیکھتے ہی وہ اپنا ہاتھ اس لڑکے کے ہاتھ

سے چھڑواتے ہوئے عینا کی طرف بھاگی تھی

وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی عینا کی طرف جارہی تھی

اور بھاگ کر وہ سیدھا عینا کے ٹانگوں کے ساتھ چپکی

تھی جبکہ عینا کو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ

واقعی یہاں پر موجود ہے اس کے وجود کو محسوس

کرتے ہوئے عینا نرمی سے گھٹنوں کے بل زمین پر
بیٹھی

عینا کے بیٹھنے پر وہ جلدی سے عینا کے گلے لگ گئی اور

اسے کس کر ہگ کر لیا

عینانے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کی اور سختی سے

اسے خود میں بھینچا تھا یعنی اسے یقین ہو چکا تھا

کہ یہ حقیقت ہے

سب بے حد پریشانی کے عالم میں ان دونوں کو دیکھ

رہے تھے جبکہ دانیال اور شیرازی سکندر کے چہرے پر

مسکراہٹ تھی یعنی ان دونوں کو معلوم تھا کہ یہ بچی

کون تھی

مام۔۔۔ زر خان کے ہونٹوں سے بے آواز الفاظ نکلے یعنی

عینا کی شادی ہو چکی ہے مگر ایسا کیسے ممکن ہے

اس کی شادی تو مجھ سے ہوئی ہے زر خان کے ذہن میں

ایک ساتھ کئی سوالات ابھرے

مام میں نے آپ کو بہت زیادہ مس کیا وہ بچی عینا کی

طرف دیکھتی ہوئی بولی

میں نے بھی آپ کو بہت زیادہ مس کیا میری جان عینا

نے عقیدہ سے اس کا ماتھا چوما تو وہ کھلکھلائی

آپ کو پتہ ہے میں ناپلین میں آئی ہوں اتنے بڑے وہ اپنے

ننھے ننھے نازک ہاتھوں کو برا کرتے ہوئے عینا کو بتا رہی

تھی عینا ہلکا سا ہنسی اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا

اور اٹھ کھڑی ہوئی

کس کے ساتھ آئی ہو آپ اور کون لایا آپ کو عینا اس

کے سنہری بال اس کے ماتھے سے پیچھے کرتے ہوئے

بولی تو اس نے دروازے کے جانب اشارہ کیا جہاں ایک

لڑکا اس بچی کا بیگ لیے کھڑا تھا عینا نے اسے اندر آنے

کا اشارہ کیا تو وہ ادب سے سر جھکاتا ہوا اندر آ گیا

جب کہ اس نے ننھی سی جان کی باتیں ابھی بھی

جاری تھی

آپ مجھے چھوڑ کر آ گئی تھی نا میں پھر بعد میں بہت

روئی تھی میں اتنا زیادہ روئی تھی اتنا زیادہ روئی

تھی پر آئی مجھے آپ کے پاس نہیں لے کر آئی وہ منہ

بناتے ہوئے بولی جبکہ اس کی باتوں پر عینا کے چہرے

پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ تھی کبھی نہ ختم ہونے والی

مسکراہٹ

سوری بے بی بٹ ماما کو کام تھا نا اس لیے انہیں آنا پڑا

اور آپ کیوں روئی تھی میں آپ کو سمجھا کر آئی تھی

ناکہ اچھے بے بی نہیں روتے عینا نے مسکراتے ہوئے اس

کے گال پر لب رکھے

پر بے بی کو جب مام کی یاد آتی ہے تو مام وہاں نہیں

ہوتی پھر بے بی کو رونا آتا ہے نا وہ عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بے حد معصومیت بھرے لہجے میں بولی

عینا نے اس لڑکے کو سامنے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ

کیا اور خود بھی بچی کو لے کر صوفے پر بیٹھ گئی

ایک نظر ہال میں دہرائی تو اسے معلوم ہوا کہ سب شاک

کی کیفیت میں اسے ہی دیکھ رہے تھے

صدے سے نکلیں اور بیٹھ جائیں آپ سب آپ کو آپ کا

سوالات کے جواب مل جائیں گے عینا سب کو ایک نظر

دیکھتے ہوئے بولی

مام آپ کو پتہ ہے ارسل بھائی نے مجھے ڈانٹا تھا عینا

ابھی ان سب کی طرف دیکھ رہی تھی جب اس بچی

نے عینا کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اپنی طرف

متوجہ کیا

کیوں ڈانٹا تھا بھائی میری بیلا کو عینا سامنے بیٹھے

لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو گڑ بڑا گیا

مم میم میں نے ڈانٹا نہیں تھا وہ جب لینڈنگ ہوئی تھی

تو یہ آگے آگے بھاگ رہی تھی میں نے صرف انہیں ٹوکا

تھا میری کیا جرات کہ میں انہیں ڈانٹوں یاں اونچی

آواز میں ان سے بات بھی کر جاؤں اس لڑکے نے فوراً

اپنی صفائی پیش کی

نوار سل بھائی یوار رونگ آپ نے مجھے ڈانٹا تھا آپ نے

بولا تھا کہ اگر میں پھر سے بھاگی تو آپ مجھے واپس

چھوڑ آئیں گے اور مام کے پاس نہیں لے کر جائیں گے

بیلا شاید ارسل کی شامت دیکھنا چاہتی تھی

بیلا کی بات سن کر عینا نے نظر اٹھا کر ارسل کی طرف

دیکھا وہ بیچارہ تو آگے ہی بوکھلایا ہوا تھا اور عینا کہ

اس طرح دیکھنے سے اس کے تو پسینے ہی چھوٹنے لگے

میم قسم لے لیں میں نے اونچی آواز میں بات بھی نہیں

کی میری بات نہیں سن رہی تھی یہ اس لیے مجھے

مجبوراً دھمکی دینی پڑی وہ کافی گھبرایا ہوا بولا

اتندہ آپ ان سے اس طرح بات نہیں کریں گے عینا رسل

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

جی میم او کے کبھی نہیں کروں گا اس نے جلدی سے

جواب دیا

میم یہ دانیر میم نے دیا تھا آپ کو دینے کے لیے ارسل

عینا کی طرف ایک کاغذ بڑھاتے ہوئے بولا تو عینا نے وہ

کاغذ تھام لیا

مام بیلا اب آنی کے پاس نہیں جائے گی آنی بیلا کو مام

کے پاس نہیں آنے دیتی بیلا اپنے دونوں بازو عینا کی

گردن میں سختی سے حائل کرتے ہوئے بولی جیسے

ابھی دانیہ اس کے سامنے ہوا اور وہ اسے عینا سے دور

کر دے گی

تمہاری آنی کی تو میں۔۔۔۔۔ انی کیا اس دنیا کی کوئی

طاقت بیلا کو اس کی مام سے دور نہیں کر سکتی اور

جو ایسا کرے گا بیلا کی مام اسے بہت ماریں گی عینا

اسے مزید خود میں بیچتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا کر

ہنسی

بیلا جانی میں بھی یہاں پے ہی ہوں آپ نے تو مجھے

دیکھا ہی نہیں دانیال بیلا کے سامنے جاتے ہوئے منہ بنا

کر بولا جبکہ دانیال کو اپنے سامنے دیکھ کر بیلا تو

چنچ ہی اٹھی تھی

دنیال۔۔۔۔۔ وہ دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی اونچی آواز

میں بولی اور اگلے ہی لمحے وہ دانیال کے بازوؤں میں تھی

رکوار سل کھانا کھا کر ہی جانا اتنی دور کا سفر کر کے

آئے ہو کچھ دیر آرام کر لو ارسل وہاں سے اٹھ کر جانے

لگا تھا جب عینا نے اسے ٹوکا تو وہ ہاں میں سر ہلاتا

ہوا وہیں بیٹھ گیا کیونکہ عینا کے حکم کے خلاف جو نا

اس کی تو کیا کسی کے بس کی بات نہیں تھی عینا کی

سختی سے ہر کوئی واقف تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ

عینا کے ہاتھوں اس کی شامت آئے

کم اون بیلا بہت ہو گئی مستی پہلے فریش ہو جائے پھر

ہم واپس نیچے آئیں گے او کے عینا بیلا کی طرف قدم

بڑھاتے ہوئے بولی اور اس کے اپنے بازو پھیلائے تو وہ

جلدی سے عینا کے پاس چلی گئی

ہم آتے ہیں بڑی اماں کچھ دیر تک عینا بڑی اماں کی

طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی اور فار یہ سے بولا

کے ملازمہ کے ہاتھ بیلا کا سامان کمرے میں پہنچا دے

مام یہ بابا کا گھر ہے نا یہ کتنا پیارا اور بڑا ہے بیلا عینا

کی طرف دیکھتی ہے بولی وہ بابا شیرازی سکندر کو

کہتی تھی جبکہ مام عینا کو کہتی تھی

ہاں جی یہ ان کا گھر ہے اور یہ ان کی فیملی ہے آپ کو

فریش ہو جائیں پھر ہم واپس آکر سب سے ملوائیں گے

عینا اس کے گال کو چومتے ہوئے بولی اور ایک نظر

سیڑھیوں کے قریب ہی کھڑے زر خان کو دیکھا جو

باقی سب کی طرح اپنے ذہن اور آنکھوں میں کئی

سوال لیے عینا کی طرف دیکھ رہا تھا زر خان کو ایک

نظر دیکھ کر عینا سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپنے کمرے

میں چلی گئی

ارے اپ سب اتنے حیران کیوں کھڑے ہیں چلیں امیں

بیٹھیں میں اپ کو بتاتا ہوں کہ بیلا کون ہے شیرازی

سکندر سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولے جوا بھی تک

صدے کی کیفیت میں تھے شیرازے سکندر کی بات

سنتے ہوئے سب لاؤنج میں ہی برجمان ہو گئے جبکہ

شرازی سکندر سامنے پر بیٹھ گئے

بیلا عینا کی ہی بیٹی ہے اور آپ کو پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں بیلا کی پہلے کہیں شادی نہیں ہوئی اس

کی شادی صرف زر خان سے ہی ہوئی ہے جب بیلا اپنے

مشن کے دوران پاکستان آئی تھی تب راستے میں ایک

بہت بیانک ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور بیلا کی ماں پریگنٹ

تھی اس ایکسیڈنٹ کے دوران وہ لوگ کافی زخمی ہو

چکے تھے اس گاڑی میں تین افراد موجود تھے ایک بیلا

کے ماں باپ اور دوسرا بیلا کی خالہ ایکسیڈنٹ ہونے کے

بعد وہ تینوں ہی بڑی طرح زخمی تھے کافی بری حالت

میں انہیں ہاسپٹل لے کے جایا گیا انہیں کھائی سے

نکالنے والی عینا ہی تھی اس نے اپنی ٹیم کے ساتھ مل

کر بہت مشکل سے انہیں وہاں سے نکالا تھا وقت پر

ہاسپٹل لے کر گئی لیکن قسمت نے ان دونوں کا ساتھ

نہیں دیا بیلا کے پیدا ہوتے ہی اس کی ماں مر گئی اور

باپ تو اس سے پہلے ہی اللہ کو پیارا ہو گیا تھا مگر بیلا

کی آنی بچ گئی مگر وہ کو ما میں جا چکی تھی تب ہی

بیلا کی پیدائش ہوئی تھی اور بیلا کو ایک ماں کی

سخت ضرورت تھی عینا سے اپنے ساتھ ہی اٹلی لے آئی

پورے چار سال عینا نے بیلا کو ماں بن کر پالا اپنے

سینے سے لگا کر رکھا بیلہ کوئی عام بچی نہیں ہیں عینا

سکندر کے لیے اول درجے پر بیلا آتی ہے اس کے بعد ہی

کوئی اور شخصیت آج سے کچھ ماہ پہلے ہی بیلا کی

آنی کوما سے باہر نکلی ہے چار سال کوما میں رہنے کے

بعد اس کی صحت پر کافی برا اثر پڑا ہے مگر وہ آہستہ

آہستہ ریکور کر رہی ہے

آپ سب کو ایک اور بات بتا دوں نہ تو بیلا عینا کے بغیر

رہ سکتی ہے اور نہ ہی عینا بیلا کے بغیر وہ پاکستان

میری شرط پر آئی تھی اور یہ اس کی مجبوری تھی اگر

عینا یہاں پر ہے تو وہ بھی یہیں پر رہے گی اگر آپ سب

میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتا دیں شیرازی

سکندر سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولے اب ان سب

کے چہرے مطمئن تھے کوئی پریشانی کوئی حیرانگی ان

کے چہرے پر نہیں دکھائی دے رہی تھی یقیناً انہیں ان

کے سوالوں کے تمام جواب مل چکے تھے

نہیں پیٹا ہمیں اس بچی سے بھلا کیا مسئلہ ہو گا وہ اتنی

معصوم اور پیاری ہے ہمیں اس کے یہاں رہنے سے کوئی

مسئلہ نہیں تم بے فکر رہو بڑی اماں شیرازی سکندر کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی

آپ سب کو یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ بیلا عینا کی

بیٹی ہے اور عینا بیلا کی ماں ہے مگر میں بھی آپ سب

کو کچھ بتانا چاہتا ہوں دانیال سب کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا تو سب نے دانیال کی طرف دیکھا

عینا نے بیلا کو قسمت سے لڑ کر حاصل کیا ہے جب اس

کی پیدائش ہوئی تھی تب وہ اتنی کمزور تھی کہ اس

کا بچپنا ناممکن تھا پورے دو سال تک بیلا کو ادویات

پر چلایا تھا ڈاکٹروں نے اور پورے دو سال تک عینا

ایک ایک پل اس کے پاس رہی اسے ذرا تکلیف نہیں ہونے

دی راتوں کو جاگ جاگ کر اس نے بیلا کی حفاظت کی

ہے بیلا کوئی عام بچی نہیں ہے عینا سکندر کے لیے اس

کی پوری دنیا بیلا میں بسی ہے آپ سب کو یہ بتانے کا

مقصد یہ ہے کہ عینا بیلا کو ایک کانٹے جتنی تکلیف

بھی نہیں ہونے دیتی اور اگر کوئی اسے ایسی تکلیف

پہنچائے تو وہ اسے چھوڑتی نہیں ہے اس لیے اب آپ

سب محتاط رہیے گا دانیال شرارت سے بولا یقیناً وہ ان

سب سے بے رحمی کی امید نہیں رکھتا تھا مگر اس نے

اپنا شوشہ بھی تو چھوڑنا تھا کیونکہ اس کے اندر ایک

الگ ہی کیرا پایا جاتا تھا جو اسے چین سے ٹکنے نہیں

دیتا تھا

تمہارے کہنے کا مطلب کیا ہے کہ ہمیں اس بچی کی سے

کوئی مسئلہ ہو گا اور ہم اس بچی کو کوئی تکلیف

پہنچائیں گے زر خان نے پہلی بار دانیال کو مخاطب کیا

تھا مخاطب نہیں کیا تھا بلکہ وہ اسے غصے سے گھورتے

ہوئے بول رہا تھا

ارے نہیں نہیں میرے کہنے کا یہ مطلب تھوڑی تھا میں

تو بس کہہ رہا تھا کہ یہاں کے کچھ لوگوں کو خاص

مسئلہ ہے عینا سے وہ اسے کوئی بھی تکلیف دے دیتے

ہیں مگر بیلا کے معاملے میں عینا برداشت نہیں کرے

گی وہ سیدھا گولی مارے گی گولی دانیال اپنے ہاتھ کی

پستول بنا کر زر خان کو دکھاتے ہوئے بولا اور وہ باتوں

ہی باتوں میں اسے باور بھی کروا گیا تھا زرخان نے عینا

کو کس تکلیف سے دوچار کیا ہے

یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے دانیال حیدر یہ میرا اور میری

بیوی کا مسئلہ ہے میں نے جس تکلیف سے اسے دوچار

کیا ہے میں اس تکلیف کا مداوا بھی کرنا جانتا ہوں تم

ہمارے معاملات میں ٹانگ نہ ہی آڑاؤ تو بہتر ہے زرخان

بھی اسی کے انداز میں بولا یقیناً وہ اسے باور کروا گیا

تھا کہ عینا اس کی بیوی ہے اور وہ اپنے معاملات میں

ٹانگ اڑانے والوں کو بالکل برداشت نہیں کر سکتا

ارے بھائی تم تو غصہ ہی کر گئے میں تو تمہیں محتاط

کر رہا تھا وہ کیا ہے نامیری بیسٹ فرینڈ کو منہ سے

زیادہ ہاتھوں سے اور بندوق سے بات کرنے کی عادت ہے

اس لیے سوچا تمہیں بتا دوں یہ ناہو کہ صبح زر خان

سکندر زخمی کمرے سے برآمد ہوا اور بعد میں معلوم ہو

کہ ایک نئی تکلیف پہنچانے پر حور العین سکندر اپنے

مجازی خدا کو بری طرح پیٹ چکی ہیں دانیال کے انداز

میں بھرپور شرارت چھپی تھی جبکہ زر خان اسے بری

طرح گھور رہا تھا

تمہاری بیسٹ فرینڈ کا تو مجھے نہیں معلوم مگر تم نے

اپنی زبان کو بند نہیں رکھا تو اگلے ایک منٹ میں تم

میرے ہاتھوں بری طرح مارے جاؤ گے زرخان دانیال کو

گھورتے ہوئے بولا جبکہ سب اپنی ہنسی دبانے کا چکر

میں سرخ پر رہے تھے

ویسے جسٹ امیجن ہمارے گاؤں کا سردار جو 16

قبیلوں پر حکومت کر رہا ہے جب ان سب کو پتہ چلے

گا کہ ان کا سردار ان کے سر کا سپہبان ان کا ہمدرد

اپنی معصوم سی بیوی کے ہاتھوں بری طرح پیٹا جا

چکا ہے تو سوچو ان سب کے دل پر کیا گزرے گی

دانیال زرخان کو چھیڑنے سے ابھی بھی باز نہیں آ رہا

تھا جب کہ زرخان اب اپنے پیر میں پہنی جوتی بھی

اتار چکا تھا اس سے پہلے کہ زر خان کا جوتا اپنے نشانے

پر لگتا دانیال بیٹھا بیٹھا ہی صوفہ پھلانگ کر باہر کی

طرف بھاگا تھا اور پیچھے سے ہال میں سب کے قہقہے

چھوٹے تھے

میں اس کمینے کو چھوڑوں گا نہیں مجھے یعنی اس

گاؤں کے سردار کو اتنا ہلکے میں لے رہا ہے یہ اس کی

ہمت کس طرح ہوئی مجھ سے اس طرح بات کرنے کی

زر خان سخت لہجے میں بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور

دانیال کے پیچھے گیا جبکہ سب کا ہنس ہنس کر برا

حال تھا پہلے تو وہ عینا کو نہیں چھوڑتا تھا اور اب

عینا کے ساتھ ساتھ زر خان کی شامت بھی آچکی تھی

اور زر خان عینا کی طرح بالکل نہیں تھا جو دانیال کے

بات سن کر برداشت کر لیتا یا پھر اس سے ناراض ہو کر

اسے احساس دلانے بیٹھ جاتا وہ اس گاؤں کا سردار تھا

ایک قابل نج ایک سخت انسان وہ دانیال کو سبق

سکھانے کا بہت اچھے سے ارادہ رکھتا تھا اس لیے تو وہ

اس کے پیچھے گیا تھا مگر افسوس دانیال جیسا بندر

اس کے ہاتھ کہاں لگنا تھا مگر وقت کا انتظار کرتے ہوئے

زرخان نے اس کی گردن ضرور دبوچنی تھی

عینا نے بیلا کو فریش کروا کر اسے کپڑے پہنا کے تیار کر

کے بٹھایا تھا اور اب بیلا اپنا آئی پیڈ اپنے ہاتھ میں

پکڑے کوئی گیم کھیلنے میں مگن تھی جبکہ عینا بھی

فریش ہو کر نکلی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ

نوک ہوا اس نے دروازہ پر کھڑے شخص کو اندر آنے کی

اجازت دی اور خود بیلا کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی مگر

نظر اٹھا کر سامنے نہیں دیکھا تھا شاید وہ مقابل کے

بولنے کی منتظر تھی

اسلام علیکم حارث کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا

جبکہ حارث کی آواز سن کر عینا نے جھٹکے سے سر

اٹھا کر حارث کی طرف دیکھا تھا چہرے کے نرم تاثرات

ایک دم سنجیدگی میں بدلے تھے اس کے ماتھے پر کئی

بلوں کا اضافہ ہوا تھا

وعلیکم السلام یہاں کیا کر رہے ہو عینا نے سلام کا

جواب دینا ضروری سمجھا مگر یہاں آنے وجہ ضرور پوچھی

مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی اگر آپ کو

برانہ لگے تو ہم کچھ دیر بات کر سکتے ہیں حارث عینا

کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولا

نہیں میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی آپ یہاں

سے جاسکتے ہیں عینا بغیر لحاظ کے بولی تھی

میں آپ سے بات کیے بغیر نہیں جاؤں گا آپ کو میری

بات سننی پڑے گی حارث قدم عینا کی طرف بڑھاتے

ہوئے بولا تو عینا نے سخت نظروں سے حارث کو دیکھا

مگر شاید وہ آج اپنی بات مکمل کر کے ہی جانے کا

ارادہ رکھتا تھا

دیکھو حور مجھ سے غلطی ہوئی ہے میں تمہارا گنہگار

ہوں کیونکہ میں نے تمہارے دل آزاری کی ہے یہ تو بہت

چھوٹا لفظ ہے شاید میں نے تمہارا دل توڑا ہے میں

ہوں کہ میری غلطی معافی کے لائق نہیں اور میں چاہتا

بھی نہیں کہ تم مجھے معاف کر دو میں چاہتا ہوں کہ

تم مجھے لازمی سزا دو مگر میں نے جو بے وقوفی کی

اس کی سزا گھر والوں کو یاں زرخان لالا کو نہ دو اس

میں ان کا کوئی قصور نہیں انہوں نے تم پر بے اعتباری

دکھائی ان کی صرف یہ غلطی ہے اس کے علاوہ ان کی

کوئی غلطی نہیں وہ تمہارا اور ان کا آپس کا معاملہ ہے

تم جیسے چاہو ویسے ہینڈل کر سکتی ہو مگر میں

واقعی اپنی غلطی پر بہت شرمندہ ہوں حویلی میں سے

کسی ایک فرد نے بھی ابھی تک مجھے معاف نہیں کیا

ان کا کہنا ہے کہ جس دن میں تم مجھے معاف کر دو

گی اس دن وہ بھی کر دیں گے اگر تمہارے دل میں

کوئی بات ہے تو تم مجھے سزا دے دو ماننے کو تیار ہوں

مگر اس طرح اجنبی مت بنو تم نے مجھے بھائی بولا

تھا حادثہ عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہا تھا جب

کہ اس کے بھائی لفظ پر عینا جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی تھی

جسٹ شٹ اپ اگر دوبارہ اپنے منہ سے یہ بھائی لفظ

نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا عینا حادث کو

دیکھتے ہوئے سختی سے بولی

آپ جانتے بھی ہیں کہ بھائی لفظ کا مطلب کیا ہوتا ہے

چھوڑیں آپ کیسے جانتے ہوں گے آپ کون سا کسی بہن

کے بھائی ہیں خدا نے تو آپ کو بہن سے نوازا ہی نہیں

شاید اسی لیے کہ آپ کو بہن اور بھائی کے رشتے کے

تقاضے کا نہیں پتہ عینا حارث کی طرف دیکھتے ہوئے

بہت سخت الفاظ بول رہی تھی

ایسا مت کہو حور تم میری بہن ہی ہو عینا کے سخت

الفاظوں پر حارث تو تڑپ ہی اٹھا تھا

جسٹ سٹاپ اٹ میں آپ کی بہن نہیں ہوں سنا آپ نے

اتندہ مجھے بہن کہہ کر پکارنے کی غلطی ہر گز مت کرنا

اور ایک بار اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے پوچھیں اپنے دل

سے کیا میری جگہ آپ کی بہن ہوتی تو آپ اس کے

ساتھ یہ سب کرتے عینا کا ضبط جواب دے رہا تھا جب

کہ حادثہ اپنا سر شرمندگی سے اٹھا ہی نہیں سکا تھا

سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ اگر اس کے جگہ حادثہ کی

بہن ہوتی تو کیا وہ اس کے ساتھ یہ سب کرتا وہ تو

کبھی اسے کانٹانہ چھنے دیتا ہمیشہ اپنی پلکوں پر

بٹھا کے رکھتا مگر حور اس کی بہن نہیں تھی اسی لیے

تو اس نے جھوٹے رشتے کی آڑ میں چھپ کر اسے

دھوکہ دیا اور اب اسے پچھتاوا ہو رہا تھا اور پچھتاوا

ہونے کے بعد اسے احساس ہو رہا تھا کہ حور اس کی

بہن ہے ایسے پچھتاوے اور احساس کو عینا نے کیا کرنا

تھا اس کے لیے یہ ساری چیزیں رومی برابر تھی شاید

رومی کی بھی کوئی اہمیت ہوتی مگر حادث کی ان باتوں

کی عینا کہ نظر میں کوئی اہمیت نہیں تھی

ایسا نہیں ہے حور تم ہمیشہ اس حویلی میں ہماری

یادوں میں رہی ہو تمہیں کبھی دیکھا نہیں اس کا

مطلب یہ نہیں کہ کبھی تمہیں بہن نہیں سمجھا ہمیشہ

دل میں اور ذہن میں اپنی بہن کی جگہ بنا کر رکھی

مگر وقت اور حالات کی وجہ سے مجھ سے بہت بڑی

غلطی ہو گئی اور میں اس کا مداوا ہر صورت کرنا

چاہتا ہوں حارث عینا کی طرف دیکھتے ہوئے شرمندگی

سے بولا جب کہ اس کے بات کرنے کے انداز میں عینا کو

شرمندگی صاف محسوس ہوئی تھی جسے وہ مکمل

طور پر نظر انداز کر گئی

صرف کہہ دینے سے نہ تو کوئی بہن بن جاتی ہے اور نہ

ہی بھائی رشتے اور حقوق نبھانے پڑتے ہیں اور جو

انسان ان کو نبھانہ سکے ان پر پورا نہ اتر سکے اسے

پہلے ہی پیچھے ہٹ جانا چاہیے مگر رشتوں کی بنیاد کو

کھوکھلا نہیں کرنا چاہیے جیسے آپ نے کیا اب آپ مجھ

سے کس چیز کی امید رکھ کر بیٹھے ہیں معافی کی تو

میں آپ کو ایک بات بتا دوں میں کوئی نہیں ہوتی

کسی کو معاف کرنے والی یا سزا دینے والی جو شخص

مجھے تکلیف دیتا ہے میری روح کو زخمی کرتا ہے بس

شخص ہے قطع تعلق ہو جاتی ہوں اس شخص سے اتنا

دور ہو جاتی ہوں کہ کبھی وہ شخص مجھے نظر نہ آئے

مگر یہاں رہنا میری مجبوری ہے اور عنقریب میں یہاں

سے بھی چلی جاؤں گی عین بالکل لا پرواہ انداز میں بولی

تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی چاہے تم کبھی مجھے

معاف نہ کرو مجھے یہ قبول ہے مگر تم اس حویلی کو

چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتی اور زر خان لالا کو اپنا لو

محبت کرتے ہیں تم سے ان کی آنکھوں میں صاف

محبت نظر آتی ہے تمہارے لیے اگر ان سے غلطی ہو گئی

ہے تو انہیں مزید آزمائشوں میں مت ڈالو میری تم سے

یہی درخواست ہے کہ اپنے خوبصورت رشتے کو میری

غلطیوں کی نظر مت کرنا حادثہ کا لہجہ نرم بالکل نہیں

تھا جبکہ لہجے میں سنجیدگی تھی

چلتا ہوں اب میرے بارے میں نا سہی لالا کے بارے میں

لازمی سوچنا حارث بولتا ہوا آخری نظر عینا کو دیکھ

کر کرے سے نکل گیا

Mom, why was this uncle so sad?

بیلا عینا کی طرف دیکھتی ہوں بولی یعنی ان کی باتیں

سن رہی تھی

کچھ نہیں میری جان چلیں ہم نیچے آپ کو بھوک لگی

ہوگی ناعینا بیلا کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولی

Yes Mom Bella is hungry---!!!

بیلا اپنا ننھا سا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھتے ہوئے

معصومیت سے بولی تو عینا نے اس کا وہی ہاتھ تھام

کر لبوں سے لگایا

چلیں پھر میرے ساتھ بیلا کیا کھائیں گی۔۔۔؟؟ اس کا

ہاتھ پکڑ کر اس سے ساتھ لیا کمرے سے نکلی

بیلا آملیٹ کھائے گی مام بیلا نے جھٹ سے جواب دیا

اونہ آملیٹ صبح ناشتے میں کھاتے ہیں ابھی رات ہے

اور ہم ڈنر کریں گے عینا سے سمجھاتے ہوئے بولی

ڈنر میں چکن والے چاول کھائیں گے بیلا چہکتے ہوئے

بولی وہ بریانی کا بول رہی تھی اسے بریانی نہیں بولتی

تھی اس لیے وہ اسے چکن والے چاول ہی کہتی تھی

ہمممم اور۔۔۔۔۔ عینا اس کے ساتھ اس سیڑھیاں اترتے

ہوئے بولی

اور بکاب کھائیں گے ہم بیلا نے پھر چہکتے ہوئے جواب

دیا جب کہ اس کی خوبصورت چہکتی آواز پوری

حویلی میں گونج رہی تھی اور ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے

تمام افراد نے بے اختیار نظریں اٹھا کر سیڑھیوں کی

طرف دیکھا تھا عینا بالکل سادہ سے کرتے اور کیپری

میں ملبوس تھی کالا ہی دوپٹہ سر پر جمایا ہوا تھا آج

وہ انہیں عینا نہیں بلکہ حور لگی تھی کیونکہ اتنے

عرصے کے بعد سب نے اسے اس لباس میں دیکھا تھا

بظاہر تو وہ لباس کافی سادہ تھا مگر کالا رنگ عینا پر

بہت بچ رہا تھا سمجھنا مشکل تھا کہ کالا رنگ عینا پر

خوبصورت لگ رہا ہے یا عینا کالے رنگ میں خوبصورت

لگ رہی ہے

بکاب نہیں ہوتا بیلا کباب ہوتا ہے عینا نے اس کا فقرہ

درست کیا

او کے مام ہم بکاب کھائیں گے اپنا فقرہ درست کرنے کے

چکر میں بیلا دو بارہ کباب کو الٹا بول گئی وہ اسی

طرح کرتی تھی اسے پاکستانی کھانوں کے نام بہت

مشکل سے لینے آتے تھے جبکہ اٹلی کے کھانوں کے بارے

میں اس سے پوچھا جائے تو کسی رٹی ہوئی کتاب کی

طرف فر فر بتاتی تھی اسے اردو بھی عینانے بہت

مشکل سے سکھائی تھی جبکہ اٹلن بولنے میں اسے

کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی اور اب وہ اردو بھی

صحیح طریقے سے بولنے لگی تھی مگر کھائے جانے والے

کھانوں کے نام اکثر اٹے بول دیا کرتی تھی

وہ دونوں ابھی آخری دوسٹرھیوں کے دہانے پر تھی

جب بیلانے دوسٹرھیاں اکٹھی پھلانگنا چاہیں اس سے

پہلے کہ وہ سٹرھیاں پھلانگنے کی کوشش میں نیچے گر

کر بری طرح چوٹ لگواتی عینا اس کا بازو پکڑ کے اپنی

طرف کھینچتے ہوئے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا چکی تھی

نہیں باز آتی نالٹی حرکتوں سے ابھی نیچے گر جاتی ہے

اور پھر چوٹ لگوا لیتی اور اگر چوٹ لگتی ہے تو پھر

میں نے پٹائی کرنی تھی عینا بیلا کو ڈیپے تہوئے بولی

سوری مام میں بیلا نے اپنے ننھے ہاتھوں سے فوراً اپنے

کان پکڑے

اونہہ ناٹ آگین عینا نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ کانوں

سے ہٹایا تو بیلانے اپنے دونوں بازو عینا کی گردن میں

سختی سے حائل کرتے ہوئے اس کے گال کو چوماتو

عینا مسکرا دی

السلام علیکم ڈائمننگ ٹیبل کے نزدیک جاتے ہوئے عینا نے

سب کا مشترکہ سلام کیا

السلام علیکم بیلا نے بھی چہکتے ہوئے سلام لیا تو سب

مسکراہٹ آگئی

وعلیکم السلام بیٹھیں بیٹا اماں جان بیلا کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی جبکہ سب نے بیلا کے

سلام کا جواب بہت خوش دلی سے دیا تھا

عینا نے ایک نظر پورے ڈائننگ ٹیبل پر دہرائی جہاں

کوئی بھی کرسی خالی نہیں تھی سوائے زر خان کے

ساتھ والی کرسی کے جہاں حور بیٹھا کرتی تھی عینا

نے اس چیز کو زیادہ ایشو نہیں بنایا اور چپ چاپ

اسی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ سب کو حیرت کا جھٹکا

لگا تھا کہ عینا اتنی آسانی سے زر خان کے ساتھ کیسے

بیٹھ گئی اور 40 ووٹ کا جھٹکا تو زر خان کو لگا تھا

جس کے ساتھ وہ بیٹھی تھی یہ لڑکی زر خان کو آج

جھٹکے پر جھٹکے دے رہی تھی

عینا کے ساتھ والی کرسی پر ہی شیرازی سکندر بیٹھے

تھے جبکہ عینا کے بالکل سامنے دانیال بیٹھا تھا

بابا یہ آپ کی فیملی ہے نابیلا شیرازی سکندر کی طرف

دیکھتے ہوئے بولی

جی بیٹا یہ میری فیملی ہے چلیں میں آپ کو سب سے

ملواتا ہوں شیرازی سکندر بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے

بولے تو عینا نے نرمی سے بیلا کو زمین پر اتار اتو وہ جا

کر شیرازی سکندر کے گود میں بیٹھ گئی

یہ اماں ہیں یعنی میری مام اور آپ کی یہ بڑی اماں ہیں

یعنی گرینڈ مدر شیرازی سکندر بڑی اماں کی طرف

دیکھتے ہوئے بولے

یہ بڑے دادا ہیں اور یہ چھوٹے دادا ہیں یعنی میرے بڑے

بھائی اور یہ ان کی وائف ہیں اور آپ کی دادی جان اور

چھوٹی دادی شیرازی سکندر نے بیلا کو شاہنواز سکندر

اور صہمزیب سکندر کا تعارف کروایا

یہ دونوں آپ کی آنی ہیں اور یہ دونوں ماموشی رازی

سکندر ار حم اور حارث لائبہ اور فاریہ کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے بولے

ہیلو کیسی ہو لٹل گرل ار حم بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے

بولاتو اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلایا جیسے اس

نے ہائے کر رہی ہو

الحمد للہ مامو آپ کیسے ہیں بیلا مسکراتے ہوئے بولی

جب کہ اس کے الحمد للہ کہنے پر ارحم بے تحاشہ خوش

ہوا تھا وہ چھوٹی سی بچی کیسے جانتی تھی کہ اپنی

خیریت الحمد للہ میں بتانی ہے یقیناً یہ عینا کی تربیت تھی

یہ دونوں آپ کے دانیال کے موم ڈیڈ ہیں شیرازی سکندر

سائمہ بیگم اور حیدر صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے

مجھے پتہ ہے بابا یہ کون ہیں یہ بھی مامو ہیں بیلا

زرخان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جب کہ بیلا کے

مامو بولنے پر زرخان نے جھٹکے سے سراٹھا کر بیلا کی

طرف دیکھا اور سب کا مقصد بے اختیار تھا

خدا کا خوف کرو لڑکی یہ تمہاری ماں کا سہاگ ہے جسے

تم مامو بول رہی ہو دانیال بیلا کی طرف دیکھ کر

ہنستے ہوئے بولا جبکہ سہاگ لفظ پر عینا نے دانیال کو

گھورا تھا

یہ سہاگ کیا ہوتا ہے بیلا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

سہاگ یعنی آپ کی مام کی ہسبینڈ مامو تو بالکل نہیں

دانیال بولا اور پھر سے ہنس پڑا

مام کے ہسبینڈ کو کیا کہتے ہیں بیلا نے دوبارہ سوال کیا

Beela Dai, mangiamo

(بیلا چلو آؤ کھانا کھاؤ) اس سے پہلے کہ وہاں پر کوئی

اور بیلا کو جواب دیتا عینا نے کسی کو بولنے کا موقع

ہی نہیں دیا اور بیلا کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا

جب کہ عینا کی بولی گئی بات سمجھنے سے سب قاصر

تھے سوائے دانیال شیرازی سکندر حیدر اور سائمہ کے

کیونکہ اس نے اٹلی زبان بولی تھی مگر وہ یہ ضرور

سمجھ گئے تھے کہ عینا مزید اس بارے میں کوئی بات

نہیں کرنا چاہتی اس لیے ہی اس نے اس بات کو بیچ

میں ہی ٹوک دیا

بیلا چکن والے چاول کھاؤ گی نادانیاں بیلا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا جبکہ آنکھوں میں شرارت تھی پتہ

نہیں اس بندے میں کون سا کیرا تھا جو اسے ٹکنے نہیں

دیتا تھا

دانیال کی بات سن کر بیلا نے زور و شور سے ہاں میں

سر ہلایا جبکہ عینا بیلا کے گلے میں رومال ڈال رہی

تھی کیونکہ وہ کھانا کھاتے ہوئے اکثر اپنے کپڑے گندے

کر لیتی تھی

اچھا تو چکن کا کون سا پیس کھانا پسند کرے گی بیلا

ویسے تو چکن کے بہت سارے پیس ہوتے ہیں اب آپ

بتائیں کون سا پیس کھاؤ گی نرم گرم غصے والا کام

ڈاؤن والا ٹھنڈا یا موٹا تازا کہ کمزور دانیال بغیر سانس

لیے اپنی بے تکی بات تفصیل میں بولا

ساتھ بیٹھی سائمنہ بیگم نے دانیال کے سر پر ایک چپیت

لگائی تھی کیونکہ اب وہ بیلا کو تنگ کرنے والا تھا

گدھے کہیں کے چپ کر کے کھانا کھاؤ سائتمہ بیگم اسے

گھورتے ہوئے بولی

مام یہ گدھا کیا ہوتا ہے بیلا عینا کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی جو اس کے منہ میں چاولوں کا چمچ ڈال چکی تھی

وہ جو آپ کے سامنے بیٹھا ہے اسے اردو زبان میں گدھا

کہتے ہیں عینا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ہلکی آواز جواب

دیا جو ساتھ ہی بیٹھے زر خان کے کانوں تک با آسانی

پہنچ چکی تھی

دنیاں کدھا بیلا چمکتے ہوئے بولی جبکہ دنیاں جو پانی

کا گھونٹ بھر رہا تھا بیلا کی بات سن کر وہ پانی اس

کے گلے میں ہی اٹک گیا اور فوارے کی صورت میں اس

کے منہ سے باہر نکلا اور وہ کھانسنے لگا

دنیاں کدھا بیلا نے دوبارہ وہی الفاظ دہرائے وہ بہت

خوش ہوتے ہوئے یہ بول رہی تھی جسے اس کے لیے یہ

چیز کوئی ایڈ ونچر ہو

دنیاں گد۔۔۔ ابھی بیلا اسے تیسری بار گدھا بولتی عینا نے

جلدی سے چاولوں کا چمچ بھر کے اس کے منہ میں ڈال

دیا جس سے اس کا منہ فوراً بند ہو گیا جب کہ ڈائمنگ

ٹیبیل پر بیٹھے ہر فرد کا ہنس ہنس کر برا حال تھا

چپ کر جاؤ میری جان اگر تم نے ایک اور بار اس کو

گدھا بولا تو یہ مونسٹر تمہیں کھا جائے گا عینا بیلا کے

گرد اپنے دونوں بازوؤں کا حصار بناتے ہوئے ہلکا سا

ہنستے ہوئے بولی

دنیا ل گد۔۔۔ ابھی بیلا اسے تیسری بار گدھا بولتی عینا نے
جلدی سے چاولوں کا چمچ بھر کے اس کے منہ میں ڈال دیا جس
سے اس کا منہ فوراً بند ہو گیا جب کہ ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھے ہر فرد کا
ہنس ہنس کر برا حال تھا

چپ کر جاؤ میری جان اگر تم نے ایک اور بار اس کو گدھا بولا تو یہ
مونسٹر تمہیں کھا جائے گا عینا بیلا کے گرد اپنے دونوں بازوؤں کا
حصار بناتے ہوئے ہلکا سا ہنستے ہوئے بولی

عینا نے ایک نظر دنیا ل کو دیکھا جو بری طرح اسے ہی گھور رہا تھا
یعنی اسے شک تھا کہ بیلا کو گدھا لفظ عینا نے ہی سکھایا ہے

مجھے گھورنا بند کرو ورنہ دس دن بعد جب واپس ڈیوٹی پر آؤ گے تو
اگلے دس دن کے لیے دوبارہ سے سپینڈ کر دوں گی عینا بظاہر تو بیلا
کو کھانا کھلا رہی تھی مگر وہ مخاطب دانیال سے تھی جبکہ دانیال تو
تلملا ہی گیا

انکل آپ مجھے اس کے برابر کے عہدے پر نہیں رکھ سکتے تھے
کیا ہر وقت سپینڈ کرنے کی دھمکی دیتی رہتی ہے سینئر آفیسر
ہونے کا رعب جھاڑتی ہے مجھ پر دانیال شیرازی سکندر کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا

بیٹا پہلی بات تو عینا کو میں نے اس عہدے پر نہیں بٹھایا وہ خود
اپنے بلبوتے پر اس عہدے تک پہنچی ہے اور رہی بات تمہاری تو

میں تمہیں عینا کے عہدے پر نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جس عہدے
پر عینا ہے وہاں وہ اکیلی ہی رہ سکتی ہے کوئی دوسرا اس کے برابر کا
ہرگز نہیں آ سکتا شیرازی سکندر دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے
بولے تو اس نے منہ بسورا

مام آنی ہمیں مس کر رہی ہوں گی نابیلا کو جانے کہاں سے دانیل کا
خیال آ گیا

کیپ وائٹ بیلا عینا نے اسے کھاتے ہوئے ٹوکا کیونکہ وہ مسلسل
بول رہی تھی اور عینا کہ بولنے سے وہ فوراً چپ ہو گئی اور پھر اس
نے کھانا کھاتے ہوئے ایک بار بھی آواز نہیں نکالی بلکہ خاموشی
سے کھانا ہے کھایا

کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے جبکہ
اینا بیلا کے ساتھ باہر لان میں موجود تھی

مام یہ تو پارک ہے کتنا پیارا ہے بیلا چاروں طرف نظریں دہراتے
ہوئے خوش ہوتے ہوئے بولی کیونکہ اسے وہ پارک ہی دکھائی
دے رہا تھا اٹلی میں ان کے گھر کا لان بہت چھوٹا تھا وہاں پر رنگ
برنگے پھول تو تھے مگر اس طرح پھولوں سے بھرے ہوئے لان ہر
جگہ پر درخت پھول پودے یہ سب چیزیں دیکھتے ہوئے بیلا اسے
ایک پارک ہی سمجھ رہی تھی اور بے تحاشہ خوش ہو رہی تھی

نہیں میرا بچہ یہ پارک نہیں ہے یہ لان ہے جیسے ہمارے گھر پر
ہے ویسے ہی مگر یہ کافی بڑا ہے نا اور یہاں پر زیادہ فلاورز اور
پلانٹس ہیں اس لیے آپ کو یہ پارک لگ رہا ہے عینا نے اسے
سمجھایا

مام میں وہ فلاور دیکھ لوں بیلا سامنے لگے گلاب کے پھولوں کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی تو عینا نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا
تو وہ بھاگتی ہوئی ان پھولوں کے قریب گئی اور ان پھولوں کو اپنے
چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے نرمی سے چھو کر دیکھنے لگی

السلام علیکم آپنی لان میں داخل ہوتے ہوئے دانش اور مصطفیٰ نے
عینا کو مشترکہ سلام کیا

وعلیکم السلام کافی دیر کر دی آنے میں عینا دانش کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی کیونکہ عینا نے دانش کو مارکیٹ سے بیلا کے لیے کچھ
چیزیں لانے کے لیے بولا تھا

جی آپ وہ بس راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اور پھر مصطفیٰ کو فون
کیا تو وہ پک کرنے آگیا اس لیے بس تھوڑی سی دیر ہو گئی دانش
سامان کے شاپر سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا تو عینا نے اثباب
میں سر ہلاتے ہوئے ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو پاس رکھی
کر سیوں پر وہ دونوں بیٹھ گئے

عینا نے اپنا فون نکالا اور فون میں سے ایک تصویر نکال کر فون
سامنے ٹیبل پر رکھا اب فون دانش اور مصطفیٰ کے سامنے تھا اور
فون میں ایک تصویر دکھائی دے رہی تھی

جانتے ہو یہ شخص کون ہے عینا دانش اور مصطفیٰ کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی

جی آپ یہ تو ملک ظہیر کا چھوٹا بھائی فضل ظہیر ہے ہم جانتے ہیں
اسے کیس کے دوران اس کی تصویریں دیکھی تھی میں نے دانش
ایک نظر تصویر کو دیکھتے ہوئے بولا

مجھے اس کی ایک ایک ڈیٹیل چاہیے صبح ہونے سے پہلے پہلے اس
کی تمام معلومات میری ای میل پر آجانی چاہیے اور تم اس کالج
میں دوبارہ ایڈمیشن لوگے جہاں پر یہ پڑتا ہے سننے میں آیا ہے کہ
یہ لاسٹ ایئر میں ہے اور یہ اس کالج میں اس کا آخری سال ہے
اس کی پل پل کی خبر مجھے تم دو گے عینا پہلے دانش اور پھر مصطفیٰ
کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

جی ٹھیک ہے آپ میں صبح ہی اس کالج میں ایڈمیشن لوں گا مصطفیٰ
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ دانش کا بھی وہی جواب تھا
کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ دونوں ہی وہاں سے چلے گئے جبکہ
بیلہ کرسی پر بیٹھی گود میں اپنا آئی پیڈ رکھے کارٹون دیکھنے کے ساتھ
ساتھ چاکلیٹ کھانے میں مصروف تھی

عینا بیلا کے قریب ہی ٹہل رہی تھی ہاتھ میں اس کے موبائل تھا
اور وہ موبائل میں بری طرح ڈوبی ہوئی تھی چہرے پر سنجیدگی
تھی یقیناً وہ اپنے فون پر کوئی ضروری کام کر رہی تھی

زر خان نے کھڑکی سے سرسری سا پردہ ہٹا کر سامنے لان کی
طرف دیکھا جہاں اسے بیلا اور عینا دونوں ہی وہاں دکھائی دی
رات کے 10 بج رہے تھے اور وہ دونوں اس وقت باہر لان میں
تھی یہ دیکھ کر جانے کی بجائے زر خان وہیں پر کھڑا ہو کر عینا کو
دلچسپی سے دیکھنے لگا جس کا بایاں ہاتھ کمر کے پیچھے تھا جبکہ دائیں
ہاتھ میں فون تھا اور وہ مکمل طور پر موبائل میں کچھ کرنے میں
مصروف تھی

بیلا نے اپنا آئی پیڈ سائیڈ پر رکھا اور عینا کی طرف دیکھا

مام۔۔۔۔۔ بیلا نے عینا کو پکارا تو عینا جلدی سے نظریں فون سے
ہٹا کر بیلا کی طرف دیکھنے لگی

عینا کے دیکھنے پر بیلا نے اپنے دونوں بازو اٹھا کر عینا کو اشارہ کیا
جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ مجھے اٹھالیں بیلا کا اشارہ سمجھتے ہوئے عینا
جلدی سے اس کے قریب گئی اور اپنا فون وہیں ٹیبل پر رکھ کر بیلا
کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا

عینا کے اٹھانے پر بیلا نے اپنا سر عینا کے کندھے پر رکھ دیا اور
دونوں بازو عینا کی گردن میں حائل کرتے ہوئے مندی مندی
آنکھیں بند کرنے لگی

نیند آرہی ہے میری بیلا کو عینا اس کی کمر پر آہستہ آہستہ ہاتھ
چلاتے ہوئے بولی

یس مام۔۔۔۔۔ بیلا نے ہلکی سی آواز میں عینا کا جواب دیا عینا کو
پتہ تھا کہ وہ اتنا لمبے سفر سے تھک چکی ہے اور جلد ہی اسے نیند آ
جائے گی اسی لیے تو وہ اسے لان میں لے آئی تھی تاکہ دانیال
اسے تنگ نہ کر سکے اگر وہ دانیال سے باتوں میں لگ جاتی تو یقیناً
اس نے اتنی جلدی نہیں سونا تھا اور عینا جانتی تھی اسی لیے تو وہ

اسے اپنے ساتھ ہی باہر لان میں لے آئی اور اس کی سوچ کے مطابق آدھے گھنٹے کے اندر اندر بیلا کو نیند آگئی تھی

عینا مسکراتے ہوئے اس کی کمر تھپتھپانے لگی اور ساتھ ہی لان میں ٹہلنے لگی عینا اکثر بیلا کو سلانے کے لیے ایسے ہی کرتی تھی تاکہ عینا سکون کی نیند سو سکے اور بیلا کو عینا کی آغوش میں ہمیشہ سکون کی نیند ہی آتی تھی

کھڑکی سے زر خان مسکراتے ہوئے عینا کو دیکھ رہا تھا شاید وہ بچی عینا کی زندگی میں واقعی بہت زیادہ اہمیت رکھتی تھی شاید عینا کے لیے اس کی دنیا اس بچی میں بسی تھی اور اس بچی کے لیے تو اس کا سب کچھ عینا ہی تھی

زرخان نے غور کیا کہ عینا نے اپنے اسی بازو پر بیلا کو اٹھایا ہوا تھا جس بازو پر اسے گولی لگی تھی یقیناً اسے تکلیف ہو رہی ہوگی مگر تکلیف کے تاثرات نہ تو اس کے چہرے پر تھے اور نہ ہی وہ رک رہی تھی بلکہ اس کا عمل جاری تھا جبکہ زرخان یہ چیز محسوس کر سکتا تھا کہ بیلا کو اٹھانے سے بازو میں ضرور اسے تکلیف محسوس ہو رہی ہوگی مگر بیلا کے لیے وہ یہ تکلیف بھی برداشت کر سکتی تھی اس لیے تو وہ چپ چاپ ٹہل رہی تھی

کچھ دیر گزر جانے کے بعد عینا کو احساس ہوا کہ بیلا گہری نیند سو چکی ہے تو عینا چلتی ہوئی ٹیبل کے قریب آئی وہاں سے بیلا کا آئی

پیڈ اور اپنا فون اٹھایا اور حویلی کے اندر کی جانب قدم بڑھائے
کیونکہ منگوا یا گیا سامان تو وہ کب کا اپنے کمرے میں بھجوا چکی تھی

عینا اپنے کمرے کے قریب پہنچی تو اس کے کمرے کا دروازہ کھلا
تھا اسے تھوڑی حیرانی ہوئی کیونکہ ملازمہ تو دروازہ کھلا نہیں چھوڑ
سکتی تھی پھر دروازہ کس نے کھولا اپنی سوچوں کو جھٹک کر وہ
کمرے میں داخل ہوئی اور بیلا کو نرمی سے بیڈ پر لٹایا اس پر کمبل
اُڑھا اور اپنا دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھا اپنے کرتے کے بازوؤں کو
کھنٹیوں تک فولڈ کرتے ہوئے وہ پیچھے مڑی مگر اپنے ٹھیک پیچھے
زر خان کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر کئی بل نمودار ہوئے یقیناً اگر
یہاں عینا کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اچانک اپنے سامنے زر خان
کو دیکھ کر ضرور چیختی مگر وہ چیخنے کی بجائے اپنی پیشانی پر بل ڈالے

اسے دیکھ رہی تھی جیسے نظروں ہی نظروں میں پوچھ رہی ہو کہ
اب یہاں آنے کا کیا مقصد ہے

بہت ہی نڈر لڑکی ہو یا راجا چانک اپنے سامنے ایک اونچے لمبے جوان
مرد کو دیکھ کر بھی نہیں ڈری زر خان عینا کے سر اُپے پر نظریں
جماتے ہوئے بولا جو بغیر دوپٹے کے اس کے سامنے کھڑی تھی
جبکہ کالے لباس میں اس کی دودھیار نگت چاند کی مانند دھمک
رہی تھی

ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں میں یہاں آنے کا مقصد کیا ہے
آپ کا عینا نے آگے بڑھ کر اپنے دوپٹے پکڑنا چاہا جبکہ زر خان اس
کا بازو پکڑ کے اسے دوپٹے پکڑنے سے روک چکا تھا

میری بیوی ہو تم کسی مقصد کے بغیر بھی تمہارے قریب آ سکتا
ہوں زر خان اسے ساتھ لیے پاس پڑے صوفے پر بیٹھتے ہوئے
بولا اور اس کا بازو پکڑ کر کے دیکھنے لگا زخم زیادہ گہرا نہیں تھا گولی
چھو کر گزری تھی جب کہ لا پرواہی کرنے کی وجہ سے اس میں
سے خون رس رہا تھا جیسے زخم بالکل تازہ ہو اس کے بازو کو دیکھ کر
زر خان نے ہونٹ میچ کر عینا کی طرف دیکھا جو سنجیدہ نظروں
سے اسی کا معائنہ کر رہی تھی

تم میں انسانوں والی کوئی کوالٹی نہیں پائی جاتی کیا یا پلاسٹک کی بنی
ہو جو تمہیں کچھ محسوس نہیں ہو تا زر خان اپنے پاس پڑا فرسٹ ایڈ
باکس پکڑتے ہوئے بولا جو وہ اپنے ساتھ ہی لے کر آیا تھا

نہیں مجھ میں انسانوں والی کوئی چیز نہیں پائی جاتی پلاسٹک نہیں
پتھر کی ہوں میں کم سے کم کچھ محسوس تو میں بالکل نہیں کر سکتی
عینا ایک جھٹکے سے اپنا بازو زر خان کی گرفت ہے چھڑواتے
ہوئے بولی اور صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اس سے پہلے کہ وہ
زر خان کی پہنچ سے دور جاتی زر خان اسے بازو سے پکڑ دو بارہ اپنی
طرف کھینچ چکا تھا

کوئی بات نہیں اگر تم میں انسانوں والی کو الٹی نہیں پائی جاتی تو
تمہیں میں انسان بناؤں گا فکر کس بات کی ہے سویٹ ہارٹ
زر خان اپنے اور عینا کے درمیان فاصلہ مٹاتے ہوئے بولا

مجھ سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر میں آپ کو
یہاں پر برداشت کر رہی ہوں تو اس کا ہر گزیہ مطلب نہیں کہ
آپ میرے سر چڑھیں گے عینا زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی
سنجیدگی سے بولی اور دوبارہ صوفے اٹھ کھڑی ہوئی مگر اس بار
زر خان نے اسے نہ تو خود کی طرف کھینچا تھا اور نہ ہی اس کا بازو
پکڑا تھا بلکہ خود بھی اٹھ کر اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے
بازوؤں میں اٹھا کر صوفے پر پڑکا تھا اور خود اس پر حاوی ہوا تھا
جبکہ زر خان کی اس حرکت پر عینا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی
تھی

یہ بات تو بھرے مجمعے میں آنکھ مارنے سے پہلے سوچنی چاہیے تھی
بیوی کہ تمہاری اس حرکت سے تمہارا شوہر تمہارے سر بھی

چڑھ سکتا ہے زر خان صوفے پر عینا کے چہرے کے قریب دائیں
بائیں بازو رکھتے ہوئے اس کی طرف تھوڑا جھکتے ہوئے بولا

اس وقت میں آپ کی بیوی نہیں تھی سمجھے اور پیچھے ہٹیں اگر
زیادہ بد تمیزی کی میرے ساتھ تو نرمی سے میں بالکل پیش نہیں
آؤں گی عینا نے اسے وارن کیا

کیوں اس وقت تمہاری مجھ سے رشتہ داری بدل گئی تھی کیا جو تم
اس وقت میری بیوی نہیں تھی زر خان عینا کو بخشنے کے موڈ میں
بالکل نہیں تھا

میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں عینا بالکل سپاٹ انداز میں بولی

جوابدہ تو تم مجھے ہی ہو بیگم لیکن میں تم سے کوئی بھی فضول بحث
نہیں کرنے آیا میں صرف تمہارا زخم دیکھنے آیا تھا اور پٹی کرنے
کے بعد چلا جاؤں گا اگر تم نے کوئی بھی فضول گوئی کی تو یقین مانو
اتنی آسانی سے تو پھر میں بالکل نہیں جاؤں گا اس بات کا احساس تو
لازمی دلا کر جاؤں گا کہ تم میری بیوی ہو زرخاں عینا کا بازو پکڑ
کے اسے صوفے پر صحیح سے بٹھاتے ہوئے بولا تو عینا نے ایک
گہرا سانس لیتے ہوئے اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر
آنکھیں موند لیں یعنی وہ کوئی بھی فضول بحث نہ کرنا
چاہتی تھی نہ سننا چاہتی تھی اور یہ صاف اشارہ تھا زرخاں کو کہ
چپ چاپ اپنا کام کرے اور جائے یہاں سے جب کہ زرخاں

کے لیے یہی بات بہت تھی کہ حورالعین سکندر بغیر بحث کے
اسے اس کا کام کرنے دے گی

زرخان نے مسکراتے ہوئے عینا کی بند آنکھوں کو دیکھا اور پھر
بے حد نرمی سے اس کے زخم کو صاف کیا اور اس کے بازو پر پٹی
کی اس کی پوری کوشش تھی کہ اس سب کے دوران عینا کو ذرا
سی بھی تکلیف نہ پہنچے جب کہ پٹی کرنے کے دوران عینا ہلی تک نا
تھی یعنی اتنا زخم اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا مگر زرخان
کے لیے رکھتا تھا اگر عینا کو ایک سوئی بھی چھپتی تو زرخان کو اس
چیز سے بھی فرق پڑنا تھا

پٹی کرنے کے بعد زرخان عینا کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا جو آنکھیں بند کیے ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی ہوئی تھی کتنی پیاری تھی وہ بالکل کسی شہزادی کی طرح خوبصورتی میں وہ ایک مثال رکھتی تھی مگر اس نے کبھی خود کو نکھارنے کی کوشش نہیں کی تھی اور شاید نہ ہی اسے اپنی خوبصورتی سے کوئی فرق پڑتا تھا زندگی کی بے رخی نے اور ٹھوکروں نے اس پھولوں جیسی نازک لڑکی کو پتھر جیسا سخت بنا دیا تھا جانے اس کے دل میں کیا کیا چھپا تھا جو اس نے کبھی کسی سے بولا ہی نہیں تھا جانے وہ اپنے وجود میں کن کن رازوں کو چھپائے بیٹھی تھی جن کا اس نے کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا تھا زرخان کا اس وقت شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ عینا اپنے دل میں چھپے ایک ایک راز کو زرخان کے سامنے کھول دے مگر ایسا کہاں ممکن تھا وہ جو خود سے نظر چراتی تھی خود کو اس چیز کا

احساس نہیں ہونے دیتی تھی کہ اس کے اندر کیا ہے تو وہ زر خان کو کیا بتاتی شاید اس چیز کے لیے زر خان کو ابھی بہت کچھ کرنا تھا بہت امتحان دینے تھے تب ہی اسے عینا کی توجہ نصیب ہونی تھی

اگر آپ نے اپنا کام کر لیا ہو تو اب آپ یہاں سے جاسکتے ہیں
زر خان کی سوچو کے تبسم کو عینا کی آواز نے توڑا تھا

نا تو میں تمہاری اجازت سے آیا تھا اور نہ ہی تمہاری اجازت سے
واپس جاؤں گا عینا جو بیڈ کی طرف جا رہی تھی زر خان کی آواز پر
اس کے قدم وہیں رکے اس نے گردن موڑ کر ایک نظر زر خان
کو دیکھا اور بیڈ سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنے گلے میں ڈالا اور اس کی

جانب مڑی

او کے ایزبوش اکڑتے رہیں یہیں پر میں آپ سے فضول بحث
کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں عینا لا پر واہی سے بولتی ہوئی
بیڈ کی دوسری سائیڈ پر گئی اور بیلا کے ساتھ لیٹ گئی وہ زر خان کو
مکمل طور پر نظر انداز کر چکی تھی ویسے بھی تین دن سے وہ کراچی
تھی اور وہاں سہی طرح سے سو نہیں سکی تھی اور اب وہ کافی
تھک چکی تھی اور وہ سونا چاہتی تھی جبکہ زر خان حیرانی سے عینا کی
طرف دیکھ رہا تھا جو لیٹ کر آنکھیں بھی بند کر چکی تھی

اگر آپ کا مجھے تاڑنے سے دل بھر گیا ہو تو لائٹ آف کر دیں
کیونکہ میں ڈسٹرب ہو رہی ہوں آرام سے سونا چاہتی ہوں آپ
کی طرح ویلی نہیں ہوتی ہزاروں کام ہوتے ہیں مجھے عینا بندہ

آنکھوں سے ہی بولی جب کہ زر خان کا منہ ہی کھل گیا عینا کی
بات سن کر وہ اسے ویلا کہہ رہی تھی جس کے پاس ایک منٹ
بھی سکون کا سانس لینے کا وقت نہیں ہوتا تھا

زر خان نے ایک نظر عینا کو گھورا اور اٹھ کر لائٹ آف کر دی
کمرے سے باہر جانے کے بجائے زر خان دوبارہ بیٹھ کے قریب
آیا اپنے جوتے اتارے اور وہیں پر نیم دروازہ ہو گیا جبکہ زر خان کو
اپنے بیڈ پر محسوس کرتے عینا نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اس
کی طرف دیکھا تھا

آپ میرے بیڈ پر کیا کر رہے ہیں اپنے کمرے میں جائیں عینا
زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی جب کہ اندھیرا
ہونے کے باعث وہ تو اسے گھور بھی نہیں سکتی تھی

مجھے بہت نیند آرہی ہے لڑکی اگر تم نے فضول بحث کی تو خود تو
میں اس کمرے سے جاؤں گا مگر اپنے ساتھ تمہیں بھی اٹھا کر لے
جاؤں گا اس لیے بہتر یہ ہے کہ منہ بند کر کے سوتی بنو اور مجھے بھی
سونے دو زرخان بیلا کے نرم و ملائم ہاتھ کو چھوتے ہوئے بولا وہ
اندھیرے میں بھی بیلا کو محسوس کر سکتا تھا کیونکہ بیلا ان دونوں
کے درمیان میں لیٹی ہوئی تھی اور گہری نیند سو رہی تھی

عینا کوئی بھی فضول بحث کرنے کے بجائے دل ہی دل میں
زرخان کو ہزاروں قلبات سے نوازا اور دوسری طرف کروٹ
لے کر آنکھیں بند کر گئی یقیناً وہ اس سے کوئی بحث نہیں کرنا
چاہتی تھی اس لیے چپ چاپ سوتی بنی جب کہ اپنی جیت پر
زرخان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گی اور مسکراتے ہوئے
وہ اپنی آنکھیں بند کر گیا جبکہ بیلا کا چھوٹا سا ہاتھ زرخان کے ہاتھ
میں ہی موجود تھا

رات کے 11 بجنے کو تھے مگر حادثہ ابھی تک نہیں آیا تھا اور اس
کے انتظار میں لائے سوکھی جا رہی تھی ایک تو یہ اس کے سرالگ
ذمہ داری ڈال دی گئی تھی کہ جب تک شہزادہ گلہام حویلی
تشریف نہیں لائے گا تب تک اس کے انتظار میں اس کی منکوحہ
لٹکی رہے گی

افسوس کہیں رہ گئے آپ ابھی جائیں میری تو قسمت ہی پھوٹ گئی
ہے اتنے سکون سے نیندیں پوری کرتی تھی میں اپنی جب سے
نکاح کیا ہے تب سے نیندیں حرام کر دی ہیں میری اللہ پوچھے
آپ سے پتہ بھی ہے کہ معصوم بیوی بیٹھی انتظار کر رہی ہے مگر
پھر بھی کوئی فکر نہیں جان بوجھ کر لیٹ کرتے ہیں تاکہ میں یہاں
بیٹھی ان کے انتظار میں لٹکی رہوں اور کسی دن یوں ہی انتظار

کرتے کرتے میں نے اوپر پہنچ جانا ہے لائے مسلسل خود سے
باتیں کر رہی تھی جبکہ حارث ٹھیک اس کے پیچھے کھڑا اس کے
دکھ سن رہا تھا

تم شکر کرو کہ مجھے اپنی بیوی کا خیال آ جاتا ہے اس لیے میں اتنی
جلدی آ جاتا ہوں زیادہ دیر نہیں کرتا اور تمہاری نیندیں تو ابھی
اڑی ہی نہیں سہی نیندیں تو تمہاری رخصتی کے بعد حرام کروں گا
اپنے ٹھیک پیچھے سے حارث کی بھاری گھمبیر آواز سن کر لائے ایک
دم سے اپنی جگہ سے اچھلی تھی

آآپ۔۔۔ لائے ہڑ بڑا کر کر سی سے اٹھی

ہاں میں۔۔۔۔۔حارث نے بول کر کرسی گھسیٹی اور بیٹھ گیا

میں آپ کے لیے کھانا لگاتی ہوں لائبہ بول کر حارث کے لیے
کھانا لینے کے لیے کچن کی طرف بڑھی

نہیں رہنے دو آج میں کھا کر آیا ہوں ایک دوست کی طرف
دعوت تھی اور اس نے زبردستی کھانا کھلا دیا اس لیے تکلف
کرنے کی ضرورت نہیں بیٹھو یہیں پر حارث لائبہ کا ہاتھ پکڑ کے
اس کے ساتھ والی کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولا

کیا مطلب آپ کھانا کھا کر آئیں ہیں اگر آپ نے کھانا کھا لیا تھا تو
آپ گھر فون کر بتا دیتے میں آپ کا انتظار نہ کرتی لائبہ منہ بناتے

ہوئے بولی کیونکہ وہ پچھلے تین گھنٹوں سے وہیں بیٹھی حارث کے
آنے کا انتظار کر رہی تھی اور اب وہ کہہ رہا تھا کہ وہ کھانا کھا کر آیا
ہے

اور تم کیوں میرا انتظار نہ کرتی میں کھانا کھا کر آؤں یا نہ آؤں
روزانہ تمہیں میرا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ میں تمہارا شوہر ہوں
اور شوہر کا انتظار کرنا بیویوں پر فرض ہوتا ہے حارث ایک شاپر
ٹیبیل پر رکھتے ہوئے بولا اور اس میں سے ایک ڈباز نکالا

لیکن میں تو صرف آپ کو کھانا دینے کے لیے جاگتی ہوں لا بہ
حارث کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ اس کے انتظار کرنے
والی بات اس کے دماغ میں نہیں گھسی تھی

مگر آج سے تم میرا انتظار بھی کرو گی صرف کھانا دینے کے لیے
نہیں بلکہ میرے گھر آنے کے لیے جب تک میں گھر نہ آ جاؤں
تم میرا انتظار کرو گی گھر آتے ہی سب سے پہلے مجھے اپنی بیوی کو
دیکھنا ہوتا ہے اور تم مجھے میرے سامنے چاہیے ہو حادثہ لائے کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا اور وہ ڈبہ لائے کی طرف بڑھایا تو لائے
نے سوالیہ نظروں سے حادثہ کی جانب دیکھا

یہ تمہارا ڈریس ہے کل تم میرے ساتھ چل رہی ہو میرے ایک
دوست کا ریسپشن ہے اور میں اپنی بیوی کو ساتھ لے کر جانا چاہتا
ہوں اس لیے کل چھ بجے تک تیار رہنا حادثہ وہ ڈبہ لائے کے
آگے رکھتے ہوئے بولا

لیکن اماں۔۔۔۔۔ ابھی لائِبہ کی بات مکمل ہوتی حارث نے فوراً
سے اس کی بات کاٹی تھی

بڑی اماں سے میں اجازت لے چکا ہوں اب فضول بحث مت
کرو اسے اٹھاؤ اور اپنے کمرے میں لے کر جاؤ کل چھ بجے مجھے تم
بالکل تیار چاہیے ہو چھ بجے سے اوپر ایک منٹ بھی نہیں ہونا
چاہیے حارث لائِبہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کا لہجہ بے حد
نرم تھا

لائِبہ نے اوکے بول کر وہ باکس اٹھایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اب اس
کے قدم اپنے کمرے کی جانب تھے جبکہ حارث بھی اس کے

ساتھ ہی تھا اور کمرے میں جاتے ہوئے بھی ان دونوں کی ہلکی
پھلکی گفتگو جاری تھی

صبح عینا کی آنکھ کھلی تو کمرے میں گھوپ اندھیرا تھا جبکہ فجر کے
اذانوں کی آواز اسے صاف سنائی دے رہی تھی معمول کے
مطابق وہ فجر کے وقت ہی اٹھی تھی عینا نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ
لیمپ آن کیا تو کمرے میں ہلکی روشنی پھیل گئی

عینا آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی اور اپنی دائیں جانب دیکھا تو زر خان
وہیں پر موجود گہری نیند سو رہا تھا زر خان کو ایک نظر دیکھ کر عینا
نے بیلا کی طرف دیکھا جو اس کے اور زر خان کے درمیان سو رہی
تھی بیلا کو دیکھ کر اس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ

رینگ گئی اس نے جھک کر نرمی سے بیلا کی پیشانی کو چوما اور بیڈ
سے اٹھ کھڑی ہوئی

انتہائی کوئی ڈیٹ انسان ہے یہ پتہ نہیں کون سی مٹی سے بنے ہیں
عینا زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی بڑبڑائی اور پاس پڑاپانی کا جگ
اٹھا کر زرخان کے اوپر انڈل دیا پانی گرنے کی وجہ سے زرخان
ہڑبڑا کر اٹھا تھا

اٹھیے جناب اب جا کر اپنی نیند اپنے کمرے میں پوری کیجیے میرا کمرہ
آپ کی آرام گاہ کے لیے نہیں بنایا گیا عینا زرخان کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی جو اسے گھور رہا تھا اور پھر واش روم کی طرف
بڑھ گئی اس سے پہلے کہ زرخان اسے پکڑتا یا اسے کوئی جواب دیتا

وہ واش روم میں بند ہو چکی تھی زر خان نے واش روم کے بند
دروازے کو گھورا اور بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا پانی گرنے کی وجہ سے
اس کا کرتا مکمل بھیگ چکا تھا

ذرا تمیز نہیں ہے اس لڑکی میں کے شوہر کو کیسے اٹھانا چاہیے خیر وہ
تو میں بہت جلد اسے سکھا دوں گا ایک بار تمہاری ناراضگی ختم ہو
جائے پھر میں تمہیں اچھے سے سکھاؤں گا اور سب کچھ سکھاؤں گا
زر خان اپنے کرتے کو ہاتھ کی مدد سے جھاڑتے ہوئے بولا اور
ایک نظر بیلا کی طرف دیکھا جو کسمسا کر دوسری طرف کروٹ
لے کر پھر سے سو گئی تھی اسے دیکھ کر زر خان مسکرایا وہ تھی ہی
اتنی پیاری اور معصوم زر خان نے نرمی سے آگے بڑھ کر اس کے

گال پر لب رکھے اور عینا سے بعد میں بدلہ لینے کا ارادہ کر کے
کمرے سے نکل گیا کیونکہ اسے فریش ہو کر نماز پڑھنے جانا تھا

عینا فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو اس کی نظر اپنے فون پر پڑی
جس کی سکرین اون تھی اور کسی کی کال آرہی تھی عینا کا فون
رات کے وقت اکثر سائلنٹ پر ہی ہوتا تھا اسی وجہ سے اسے
معلوم نہیں ہو سکا

عینا نے اپنا فون پکڑ کر کے فون کی طرف دیکھا جہاں کوئی ان
ناؤن نمبر جگمگا رہا تھا نمبر دیکھتے اس کے ہونٹوں پر ایک چمکدار
مسکراہٹ آگئی نمبر پر کسی کا نام نہیں لکھا تھا مگر شاید وہ جانتی تھی

کہ کال کرنے والا کون ہے عینا نے کال اٹھائی اور فون کان سے
لگایا مسکراہٹ ابھی بھی قائم تھی

تم نے ہم سے الجھ کر اچھا نہیں کیا تم جو بھی ہو تمہارے بارے
میں بہت جلد معلومات نکلوالوں گا میں مگر یاد رکھنا تمہیں زندہ
نہیں چھوڑوں گا فون کے سپیکر میں کسی کی بھاری مگر بے حد غصے
سے بھری آواز سنائی دی

ارے حوصلہ رکھے ظہیر ملک اتنی جلدی کس بات کی ہے عینا کا
انداز جلا دینے والا تھا

تم نے جو کیا ہے اس کا مداوا تمہیں کرنا پڑے گا اور یاد رکھنا تمہیں
چھوڑوں گا نہیں میں آج تک مجھ سے الجھنے والے کو میں نے
موت کے گھاٹ اتارا ہے اور تم کس کھیت کی مولیٰ ہو تمہیں تو
میں ایسی موت دوں گا کہ تم یاد رکھو گی مقابل عینا کے انداز سے
جیسے جل سا گیا تھا

زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے ملک ظہیر تم اگر خدا بننے کی
کوشش کرو گے تو تمہیں زمین میں بٹکنے کا پورا حق رکھتی ہوں
میں اور تم جو دھمکیاں مجھے دے رہے ہو تمہیں کیا لگتا ہے کہ
تمہاری یہ دو نمبر دھمکیوں سے ڈر جاؤں گی میں تمہاری سب سے
بڑی بھول ہے ابھی تو تمہیں بہت کچھ دیکھنا ہے اس لیے تھوڑا

حوصلہ رکھو صرف ایک دھماکے سے ہی ہار مان گئے عینا ہنستے
ہوئے بولی

تمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے مجھ سے آکر معافی مانگ لو تو ہو
سکتا ہے کہ میں تمہارے بارے میں کچھ سوچوں لیکن اگر تم نے
ایسا نہ کیا تو بھولوں مت کہ تم ایک عورت ذات ہو اور عورت
ذات کو نوچنا تو میرا سب سے پسندیدہ کام ہے اور تمہیں نوچنے
میں تو مجھے الگ نہیں لطف آئے گا کیونکہ تم میری پہلی دشمن ہو جو
ایک عورت ذات ہے اور ایسی لڑکی کو تو اتنی آسانی سے میں جانے
بالکل نہیں دوں گا اس لیے موقع ہے معافی مانگ لو اور میرا دل
جیت لو مقابل بیہودگی کی ہر حد پاڑ کرتے ہوئے بولا

بہت جلدی ہے تمہیں مجھ سے ملنے کے تو فکر کس بات کی ہے
ملک ظہیر ضرور ملوں گی میں تم سے مگر معافی مانگنے نہیں تمہیں
تمہارے انجام تک پہنچانے اور یاد رکھنا جس دن تمہارا مجھ سے
سامنا ہوا وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا اب سے تم اپنے
دن گھنٹے منٹ اور سیکنڈ گننا شروع کر دو کیونکہ تمہارے پاس
وقت بہت کم ہے عینا نے استہزاء انداز میں بولی اور اگلے ہی لمحے
کال کاٹ گئی

عورت ذات کو پاؤں کی جوتی سمجھنے والے اگر تمہیں حورالعین
سکندر نے اپنے پیروں میں نہ گرایا تو کہنا عینا فون کی طرف
دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی اور اگلے ہی لمحے فون کی سم نکال کر
وہ اسے دو ٹکروں میں تقسیم کر چکی تھی

ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے جبکہ فار یہ اور لائبرے ناشتہ لگا رہی
تھی سب کو عینا اور بیلا کا انتظار تھا جو ابھی تک نیچے آئی ہی نہیں
تھی اور ان کے آنے پہلے کوئی بھی ناشتہ شروع کرنے کو تیار
نہیں تھا اب وہ اس فیملی کا حصہ تھی اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ
ایک فیملی کا حصہ موجود نہ ہو تو باقی فیملی سکون سے ناشتہ کریں ان
میں یہ رواج نہیں پایا جاتا تھا ان میں ہمیشہ اکٹھے ہی کھانا کھایا جاتا
تھا اور آنے والے کا انتظار کیا جاتا تھا

بیٹا ایک بار عینا سے پوچھ لینا تھا تا کہ پتہ چل جاتا کہ بیلا ناشتے میں
کیا کھاتی ہے یہ نا ہو کہ وہ پاکستانی ناشتہ کرتی نا ہو اور پھر تھوڑی
مشکل بنے صبح کا وقت ہے بچی کو بھوک لگی ہو گی بڑی اماں فار یہ
کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

میں سب کچھ کھا لیتی ہوں گرینڈ مدر بڑی اماں کو اپنے پیچھے سے
بیلا کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی

السلام علیکم گڈ مارننگ بیلا سب کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ
ہلاتے ہوئے بولی وہ بہت فریش دکھائی دے رہی تھی وہ بالکل

تیار یلو کالر کافراک پہنے سنہری بالوں کی دو پونیاں بنائے بالوں پر
یلو ہی کالر کی پنزلگائے بہت پیاری لگ رہی تھی

وعلیکم السلام کیسی ہو چھوٹی سی گڑیا صہزیب سکندر اس کے
پھولے پھولے روئی جیسے گلابی گالوں کو چھوتے ہوئے بولے

الحمد للہ میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں بیلا ان کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی اور ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں کچھ ہی فاصلے پر عینا
فون پر کسی سے بات کر رہی تھی آئی تو وہ عینا کے ساتھ ہی تھی
نیچے مگر عینا ضروری کال سننے کے لیے سائیڈ پر ہو گئی تھی

میں بھی ٹھیک ہوں بالکل فٹ آپ کی طرح صہمزیب سکندر
مسکراتے ہوئے بولے

ہیلو آپ کیسے ہیں بیلا زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اسے
زر خان دیکھنے میں بہت اچھا لگتا تھا مگر ابھی تک اسے موقع نہیں
ملا تھا زر خان سے بات کرنے کا

ہیلو الحمد للہ میں ٹھیک ہوں زر خان نے اسے اٹھا کے اپنی گود میں
بٹھایا

آپ میرے کیا لگتے ہیں فرینڈ بیلا جو رات کو بھی زر خان کے
بارے میں پوچھ رہی تھی کیونکہ سب کا تعارف اس سے کروادیا

گیا تھا سوائے زر خان کے اس نے اب زر خان سے خود ہی پوچھ لیا
کہ وہ اس کا کیا لگتا ہے

جی میں آپ کا فرینڈ بھی ہوں مگر میں آپ کی مام کا ہسبینڈ بھی
ہوں اس حساب سے میں آپ کا ڈیڈ ہوا تو اسندہ آپ مجھے ڈیڈ بول
کر پکاریں گی ٹھیک ہے زر خان اس کے گال پر لب رکھتے ہوئے
وہ تو خوشی سے اچھل ہی پڑی

سچی آپ ڈیڈ ہیں۔۔۔۔۔ بیلانے دونوں ہاتھ آپس میں ملاتے
ہوئے زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں جی میں آپ کا ڈیڈ ہوں زرخان نے مسکراتے ہوئے اس کے
دوسرے گال پر بھی لب رکھے تو سب بے اختیار مسکرا اٹھے

آپ کو پتہ ہے میرے سارے سکول فرینڈز کے پاس ڈیڈ ہیں
بس میرے پاس نہیں تھے اب مجھے ڈیڈ بھی مل گئے اب میں
سب کو بتاؤں گی کہ میرے بھی ڈیڈ ہیں بیلا نے چہکتے ہوئے
زرخان کو بتایا جبکہ وہ بے تحاشہ خوش تھی کیونکہ اسے اس کے
ڈیڈ مل چکے تھے

اب ہم سے بھی پوچھ لیں میں آپ کی آنی ہوں فار یہ بیلا کی
طرف تھوڑا جھکتے ہوئے بولی

ہیلو آئی آئی آپ کا کیا نام ہے بیلا فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

میرا نام فاریہ ہے اور آپ کی وہ والی آئی کا نام لائِبہ ہے فاریہ نے
مسکراتے ہوئے اس سے بتایا تو وہ خوش ہوتے ہوئے فاریہ اور
لائِبہ سے ہے باتیں کرنے لگی جب کہ اس کی کھلکھلاہٹیں اور
چہکتی ہوئی آواز پوری حویلی میں گونج رہی تھی

عینا نے فون بند کر کے بیلا کی طرف دیکھا جو ڈائمننگ ٹیبل پر لائِبہ
اور فاریہ کے پاس بیٹھی مستیاں کر رہی تھی عینا مسکراتی ہوئی اس
کی جانب بڑھ گئی

السلام علیکم سب کے قریب جاتے ہوئے عینا مشترکہ سلام لیا
اور زر خان کے ساتھ والی کرسی کا چھوڑ کر اگلی کرسی گھسیٹ کر
بیٹھ گئی جب آج وہاں پر جگہ تھی تو وہ کیوں زر خان کے ساتھ
بیٹھتی اسے کسی کو خوش فہمیوں میں مبتلا کرنے کا کوئی شوق نہیں
تھا مگر وہ کر چکی تھی

عینا کے آتے ہی بیلا اٹھ کر عینا کے پاس آ گئی تھی عینا نے اسے
پکڑ کر زر خان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا دیا اور خود اپنی کرسی
اس کے نزدیک کر کے بیٹھ گئی اسے بہت ار جنٹلی آفس جانا تھا
تین دن ہو چکے تھے وہ نہیں گئی تھی مگر آج اس کا جانا ضروری تھا
اس لیے وہ بیلا کو ناشتہ کروا کر جلدی وہاں سے جانا چاہتی تھی

سب آرام سے ناشتہ کر رہے تھے جبکہ بیلا کی باتیں ختم ہی نہیں
ہو رہی تھی وہ ناشتہ کرنے کے دوران مسلسل کبھی کسی کو مخاطب
کر رہی تھی تو کبھی کسی کو اور عینا کو معلوم تھا جب تک وہ سب کو
اچھے سے جان نہ لیتی اسے سکون نہیں آتا تھا اس لیے تو وہ ڈائمننگ
ٹیبل پر بیٹھے تمام افراد کو باری باری مخاطب کر رہی تھی اور عینا
سکون سے ناشتہ کر رہی تھی جبکہ اس نے خود ابھی تک کچھ بھی
نہیں کھایا تھا

بیلا کو ناشتہ کروا کہ عینا نے ایک گلاس پانی کا پیا اور فون اٹھا کر کچھ
میسج ٹائپ کرنے لگی ابھی وہ اٹھ کر جانے ہی والی تھی جب بڑی
اماں نے اسے مخاطب کیا

بیٹا تم نے ناشتہ نہیں کیا ناشتہ تو کر کے جاؤ بڑی اماں عینا کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی

نہیں بڑی اماں مجھے بھوک نہیں میں کچھ دیر بعد کھاؤں گی عینا
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

مام آپ کہاں جا رہی ہیں عینا کے جانے کا سن کر بیلا ایک منٹ
میں اٹھ کر عینا کی گود میں بیٹھ چکی تھی

میں کچھ کام کے لیے آفس جا رہی ہوں بیٹا کچھ دیر تک آ جاؤں گی
عینا محبت سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولی

نہیں آپ آج ناجائیں بیلا اپنے دونوں بازو عینا کے گردن میں
حائل کرتے ہوئے بولی

موم کو تھوڑا سا کام ہے بیٹا کچھ دیر میں واپس آ جاؤں گی اپنی بیلا
کے پاس عینا نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا جبکہ بیلا نے نفی میں سر
ہلاتے ہوئے اپنا چہرہ عینا کی گردن میں چھپا لیا مطلب وہ کسی
صورت نہیں ماننے والی تھی

عینا نے ایک بے بس نگاہ دانیال کی طرف دیکھا نظروں ہی
نظروں میں اس سے التجا کی کہ کچھ کرو میرا جانا ضروری ہے

نہیں میم میں دس دن کے لیے سسپینڈ ہوں اور ابھی چھ دن باقی
ہیں دانیال نے کہاں موقع ہاتھ سے جانے دینا تھا اس لیے وہ عینا
کوہری جھنڈی دکھاتے ہوئے بولا تو عینا نے اسے ایک زبردست
گھوری سے نوازا

میں تمہیں دس دن کے لیے مزید سسپینڈ بھی کر سکتی ہوں
ایڈیٹ عینا نے اسے یاد دلانا چاہا کہ وہ اس کی سینیئر آفیسر ہے اور
اس کی حماقت پر اسے دوبارہ سسپینڈ بھی کر سکتی ہے

کر دیں میم کوئی مسئلہ نہیں بس آف ڈیوٹی میں آپ کی کوئی ہیلپ
نہیں کر سکتا دانیال بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا تو عینا نے
اس کی طرف دیکھتے ہوئے کچکچائے

بیلابات سنو پر نسز آپ کو پتہ ہے کہ اس گاؤں میں بہت زیادہ
پلانٹس اور فلاورز ہیں ہم ابھی وہ سب دیکھنے جائیں گے اپنی مام کو
جانے دو آپ ہم چاکلیٹس بھی لے کر آئیں گے دانیال نے بھی
اسے بہلانا چاہا

نہیں مجھے کہیں نہیں جانا مجھے بس موم کے پاس رہنا ہے بیلا عینا
کی گردن میں اپنے نازک بازوؤں کی گرفت مضبوط کرتے ہوئے
اپنا چہرہ مزید اس کی گردن میں چھپاتے ہوئے بولی

بیلا۔۔۔۔۔ عینا نے اسے بہت محبت سے پکارا

مام۔۔۔۔۔ بیلا نم آواز میں بولی تو عینا کا دل تڑپ ہی اٹھا بھالا وہ
کہاں برداشت کر سکتی تھی اپنی جان سے پیاری بیٹی کی آنکھوں
میں آنسو

عینا نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنا فون اٹھایا اور دانش
کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا اور اس سے
کچھ بات کرنے لگی اس کی بات سمجھنے سے سب قاصر تھے
سوائے ان کے جنہیں اٹلین زبان سمجھ آتی تھی

ٹھیک ہے تیار رہنا عینا نے بول کر فون کاٹ دیا اور اپنا سامنے
ٹیبیل پر رکھ دیا

واؤ حورالعین سکندر نے زندگی میں پہلی بار اپنی بیٹی کے لیے اپنا
آفس ورک چھوڑ دیا او مائی گاڈ یہ نیوز تو اخبار میں چھپنی چاہیے بلکہ
نیوز چینلز کی ہیڈ لائنز میں آنی چاہیے دانیال تالیاں بجاتے ہوئے
بولا جب عینا نے اپنے پاس پڑا چیچ اٹھا کے اس کی طرف پھینکا تھا
جو سیدھا اس کے تالیاں بجاتے ہاتھوں پر جا کر لگا تھا

آہ ظالم لڑکی تمہیں مجھے معصوم پر ظلم کرتے ہوئے ذرا ترس
نہیں آتا دانیال اپنا ہاتھ دیکھتے ہوئے بولا جو چیچ لگنے کی وجہ سے
سرخ ہو گیا تھا

جس دن تم معصوم بن جاؤ گے اس دن مجھے تم پر ترس بھی آ
جائے گا اس سے پہلے معصوم بننے کی ایکٹنگ مت کیا کرو سخت چیر

ہے مجھے تمہاری اس عادت سے عینا دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی
بولی اور بیلا کو اٹھا کر اپنے سامنے ٹیبل پر بٹھایا اس کے دائیں بائیں
ہاتھ رکھے اور اب وہ بڑی فرصت سے بیلا کی طرف دیکھ رہی تھی

بیلا نے ایک نظر عینا کی طرف دیکھا پھر گردن موڑ کر زر خان کی
طرف دیکھا اور اپنے ہونٹ چبانے لگی مطلب صاف تھا کہ اب
اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ عینا سے کیا بولے کیونکہ وہ ضد کر
چکی تھی اور ضد کے بدلے میں عینا اس کے پاس رک گئی تھی
اب اسے عینا کو کوئی توجہ دینا تھا جو اس معصوم جان کو اس
وقت بالکل نہیں دینا آرہا تھا

ڈوڈونٹ ڈو دس آگین۔۔۔ عینا اپنے انگوٹھے سے اس کو چھوٹا سا
ہونٹ کو اس کے دانتوں سے آزاد کرواتے ہوئے بولی تو بیلانے
مسکرا کر عینا کی طرف دیکھا

اب تو تم گھر ہی ہو تو ناشتہ کر لو اماں جان عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے مسکرا کر بولی تو اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے
اثباب میں سر ہلایا

ٹھیک ہے اماں جان میں چلتا ہوں اب کورٹ کے لیے دیر ہو رہی
ہے زر خان اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا اور سامنے بیٹھی ٹیبل
پر بیلا کو اٹھالیا زر خان کی اس حرکت پر عینا نے سراٹھا کر زر خان
کی طرف دیکھا تھا تو موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زر خان نے اس

کی طرف دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبائی تو عینا اسے گھورتی ہی رہ گئی
کتنا بے شرم تھا گھر والوں کا خیال بھی نہیں تھا عینا نے ایک نظر
سب کی جانب دیکھا تو کسی نے بھی ان کی طرف نہیں دیکھا تھا
سب کے چہرے کے تاثرات بالکل نارمل تھے مطلب زر خان
کی یہ حرکت کسی نے نہیں دیکھی تھی

آپ میری پرسنز ہیں تو پرسنز گڈ بائے کس بھی تو کرتی ہیں نا اور
آپ مجھے روز گڈ بائے کیا کریں گی اور گڈ بائے کس بھی زر خان
بیلا کو وہاں سے لیے باہر کے جانب بڑھتے ہوئے بول رہا تھا

یس آپ میرے ڈیڈ ہیں اور میں آپ کے پرسنز بیلا خوش ہوتے
ہوئے بولی تو زرخان کے انابی ہونٹوں تلے دلکش مسکراہٹ
رینگ گئی

جی اور اب آپ کے ڈیڈ شام کو اپنی پرسنز کے لیے بہت سارے
گفٹس لے کر آئیں گے زرخان بیلا کے رخسار کو چومتے ہوئے
بولا تو وہ بہت خوش ہوئی

چلیں اب ڈیڈ کو گڈ بائے بولیں اور گڈ بائے کس بھی کریں تاکہ
ڈیڈ پیپی موڈ لے کر اپنے آفس چلے جائیں

زر خان مسکراتے ہوئے بولا اور اپنا گال بیلا کے آگے کیا تو بیلا نے
اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے زر خان کا چہرہ پکڑا اور اس کے گال پر
اپنے گلابی لب رکھ دیے

بیلا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

او کے گڈ بائے مائی پر نسز زر خان نے اس کے ماتھے کو لبوں سے
چھوا اور بیلا کو نرمی سے نیچے کھڑا کیا

اسے اندر لے جاؤ اسے حویلی کا نہیں پتہ اگر ادھر ادھر بھٹک گئی تو
اس کی ماں ڈھونڈنے میں ہلکان ہوتی رہے گی زر خان مصطفیٰ کی
طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا وہ مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے

بیلا کا ہاتھ تھام لیا زرخان اپنی گاڑی میں بیٹھا تو ڈرائیور نے گاڑی
آگے بڑھادی جبکہ بیلا اسے وہاں کھڑی بھی اپنے ہاتھ سے بائے
بائے کر رہی تھی اور زرخان نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلایا اور
اس کی گاڑی حویلی سے باہر نکل گئی

سارا دن بیلا فارسیہ اور لائبریری کا ساتھ ساری حویلی گھومتی رہی تھی
ان کے ساتھ اس نے پتہ نہیں حویلی کے کتنے چکر لگائے تھے
حویلی تھی ہی اتنی بری کہ اس بیچاری کو سمجھ ہی نہیں آتی تھی کہ

وہ کہاں سے گزر رہی ہے اینڈ پر آکر اس کا پھر ایک ہی سوال ہوتا
تھا کہ ہم تو وہاں سے آئے تھے یہ کہاں سے نکلے اسی چکر میں سارا
دن وہ خود بھی بہت بھاگی تھی اور اس نے فاریہ اور لائِبہ کو بھی
بہت بھگایا تھا جبکہ فاریہ اور لائِبہ بیلا کے ساتھ بہت خوش تھی
انہوں نے بیلا کے ساتھ سارا دن بہت مستی کی تھی جبکہ بیلا نے
عینا کا پیچھا ایک منٹ کے لیے بھی نہیں چھوڑا تھا وہ جہاں جا رہی
تھی اس کی ایک ہی ضد تھی کہ اس نے عینا کے ساتھ ہی جانا ہے
جبکہ عینا تو خود بھی حویلی کے بارے میں اتنا نہیں جانتی تھی اسے
حویلی کے بارے میں صرف مختصر سا معلوم تھا اور لائِبہ اور فاریہ
علوم ہوا تھا کہ م کے ساتھ ساری حویلی گھومنے کے بعد اسے
حویلی میں تو کافی خفیہ تھانے ہے خفیہ کمرے اور ایسی بہت سی

جگہیں ہیں جو بظاہر تو نظر نہیں آتی مگر وہ اس حویلی میں ہی موجود
ہیں

شام کے چار بجے بیلا تھک کر سو گئی تھی اسے کمرے میں سلا کر
عینا باہر جانے کے لیے تیار ہوئی تھی کیونکہ اس کا جانا بہت
ضروری تھا اور وہ اسی انتظار میں تھی کہ کب بیلا سوئے اور کب وہ
جاسکے کیونکہ بیلا اکثر دوپہر کے وقت سوتی تھی مگر آج اس نے
سونے میں بھی کافی دیر کر دی تھی اس لیے عینا کو کافی دیر ہو چکی
تھی

عینا نے اپنے چہرے پر ماسک لگایا اور اپنا ہیلمٹ بانک کی چابیاں
پکڑ کے قدم بیلا کی جانب بڑھائے اس کے ماتھے پر محبت سے

بوسہ دیا اور ایک آخری نظر اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گئی
اسے بیلا کے اٹھنے سے پہلے واپس لوٹنا تھا

شام کا وقت تھا اور سب لوگ بڑی اماں کے کمرے میں موجود
تھے سوائے فاریہ اور لائبرے کے وہ دونوں کچن میں تھی اور باقی
حویلی کے تمام افراد وہیں پر موجود تھے

میں آپ سب سے ضروری بات کرنا چاہتی ہوں اس لیے آپ
سب کو یہاں اکٹھا کیا ہے بڑی اماں سب کو ایک نظر دیکھتا ہوا بولی
جن میں سائمنہ بیگم اور حیدر صاحب بھی شامل تھے

جی اماں بولیں سن رہے ہیں ہم صہمزیب سکندر بڑی اماں کی
طرف دیکھتے ہوئے بولے

نکاح کے بعد طے پایا تھا کہ رخصتی دو ہفتوں کے بعد کی جائے گی
اور اسی دوران زر خان کا ولیمہ بھی کیا جائے گا مگر حالات بگڑ گئے
اس وجہ سے وہ وقت نکل گیا اب ہم چاہتے ہیں کہ بچوں کے
رخصتی کر دی جائے تاکہ وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ سکے ہمارے
بچے جوان ہیں ان کا نکاح بھی ہو چکا ہے اب تو ان پر رخصتی لازم
ہے ہم زیادہ دیر نہیں کرنا چاہتے بڑی اماں نے تفصیلی بات آگے
رکھی

تو ٹھیک ہے بڑی اماں آپ رخصتی کی تیاری کریں اور کچھ دنوں
کے وقفے پر رخصتی رکھ لیں زر خان بڑی اماں کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا

مگر بیٹا تم اس حویلی کے بڑے چشم و چراغ تمہاری شادی کیے بغیر
ہم کیسے چھوٹوں کی رخصتی رکھ دیں بڑی اماں زر خان کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی

میری شادی ہو چکی ہے بڑی اماں بس کچھ ناراضگی ہے جس دن
اس کی ناراضگی ختم ہو گئی اس دن میں اسے اپنا کمرے میں بھی
لے آؤں گا مجھے شادی کی ان فضولیات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے
اس لیے آپ میرے بارے میں زیادہ نہ سوچیں اور ان لوگوں

کے رخصتیں رکھیں زر خان بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے
نار مل انداز میں بولا

ایسے کیسے رکھ دوں بیٹا تم اس گاؤں کے سردار ہو اتنے لوگوں
کے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ اپنے سردار کی شادی دیکھیں اگر
بات صرف تمہاری ہوتی تو ہم نہ کہتے مگر یہاں تمہاری شادی کہ
انتظار میں پورا گاؤں بیٹھا ہے پورا گاؤں منتظر ہے تمہارے ولیمے کا
اس کے علاوہ ہمارے بھی دل میں ہزاروں خواہشات ہیں کہ ہم
اپنے حویلی کے چشم و چراغ کی دھوم دھام سے شادی کریں بڑی
اماں نے زر خان سے اپنے دل کی بات بولی تھی

کوئی بات نہیں بڑی اماں آپ اپنے دل کے سارے ارمان اپنے
ان دونوں پوتوں کی شادی پر پورے کر لیجئے گا میرا نکاح تو ہو چکا
ہے اور سب کو معلوم ہے کہ میرا نکاح ہو چکا ہے مجھے امید ہے کہ
کوئی سوال نہیں کرے گا آپ بے فکر رہیں اور رخصتی رکھیں
زرخان نے بہت نرمی سے انہیں سمجھانا چاہا

نہیں لا لاجب تک آپ دونوں کا رشتہ نہیں سنبھل جاتا تب تک
ہم بھی شادی نہیں کریں گے ہم کیسے اپنے بڑے بھائی کو چھوڑ کر
اپنی شادی رچا سکتے ہیں ارحم زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

میرے لیے یہ وجہ اتنی بڑی نہیں ہے اور امید ہے کہ آپ لوگ
اس چیز کو زیادہ ایشو نہیں بنائیں گے اور دھوم دھام سے لائبہ اور
فارہ کی رخصتی رکھیں زر خان نے دوبارہ وہی بات دہرائی

اماں آپ رخصتی کی تیاریاں کریں اور زر خان کے ولیمے کی بھی
تیاریاں کریں عینا ولیمے کے لیے مان جائے گی اور عینا کی رخصتی
بھی اسی دن ہوگی اسی حویلی میں شیرازی سکندر بڑی اماں کی
طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولے

لیکن بیٹا تمہیں اس سے پوچھ لینا چاہیے اس کی اجازت کے بغیر
اتنا بڑا فیصلہ مت کرو بڑی اماں شیرازی سکندر کی طرف دیکھتی
ہوئی بولی

اماں میں اس کا باپ ہوں اور میں جو اس کے لیے کروں گا بہتر ہی
کروں گا آپ سب کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اب بس
تیا ریاں کریں اور عینا کو اس بارے میں کوئی نہیں بتائے گا اس
سے بات جب بھی کروں گا تو میں خود ہی کروں گا شیرازی سکندر
ایک نظر سب کو دیکھتے ہوئے بولے یعنی وہ عینا سے یہ بات چھپا
رہے تھے اور وقت آنے پر انہوں نے عینا کے سامنے یہ بات
رکھنی تھی

لیکن بیٹا۔۔۔۔۔ بڑی اماں نے کچھ بولنا چاہا مگر شیرازی سکندر ان
کی بات کے بیچ میں ہی بول اٹھے

اماں میں بول رہا ہوں ناکہ عینا کچھ نہیں بولے گی اسے کوئی
اعتراض نہیں ہوگا آپ بس مجھ پر بھروسہ رکھیں اور تیاریاں
کریں شیرازی سکندر بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو
بڑی اماں خاموش ہو گئی جبکہ وہاں بیٹھے باقی سب افراد بھی
خاموش تھے جبکہ شیرازی سکندر نے سب کو عینا سے یہ بات
چھپانے کا بولا تھا اور سائمنہ بیگم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ شیرازی
سکندر سے وجہ پوچھیں کہ وہ اتنی بڑی بات ہے عینا سے کیوں
چھپا رہے ہیں مگر وہ نہیں پوچھ سکتی تھی اس لیے وہ بھی خاموش
ہو گئی

چچا جان یہ ٹھیک نہیں کر رہے وہ یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہے کہ
حور آگے ان سے بہت بدگمان ہے اگر انہوں نے مزید یہ بات

اس سے چھپائی یا اس کے سر پر کچھ بھی مسلط کرنے کی کوشش کی
تو وہ ان سے مزید دور ہو سکتی ہے ار حم زر خان کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا جو ایک سرسائز کرنے میں مصروف تھا اس وقت وہ
دونوں حویلی میں بنے جم میں موجود تھے

وہ شیرازی سکندر ہیں جنہیں سمجھانا ہمارے بس سے باہر ہے وہ
ان کی بیٹی ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھ پار ہے کہ انہیں اپنی بیٹی کے
لیے کیا کرنا ہے کیا نہیں وہ اپنی بیٹی کے لیے خوشیاں چاہتے ہیں
مگر وہ طریقہ غلط اپنا رہے ہیں زر خان مشین کو بند کر کے مشین
سے اترتے ہوئے بولا

بالکل ٹھیک بول رہے ہیں آپ لا لا وہ بہت غلط طریقہ اپنا رہے
ہیں ایسے تو وہ حویلی والوں سے دور ہوتی جائے گی وہ اسے یہاں
ہمارے قریب رکھنا چاہتے ہیں مگر سب کچھ ایسے ہی رہا تو ایک
دن وہ تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں سے چلی جائے گی اور حم نے
اپنا خدشہ پیش کیا جبکہ چھوڑ جانے والی بات پر زرخان کا دل بری
طرح دھڑکا تھا یہ سوچ ہی اسے مار ڈالنے کے لیے کافی تھی کہ
عینا اسے چھوڑ کر یہاں سے چلی جائے گی وہ یہ چیز سوچنا بھی نہیں
سکتا تھا

وہ کسی کو بھی چھوڑ کر کہی نہیں جائے گی یہیں رہے گی وہ ہمیشہ
بیوی ہے وہ میری اس حویلی کی بڑی بہو اور اس سب سے بڑھ کر
اس حویلی کی بڑی بیٹی ہے وہ اسے ہمیشہ یہیں رہنا ہو گا زرخان

ارحم طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا زر خان کی بات سن کر
ارحم نے صرف ہاں میں سر ہلایا تھا کیونکہ زر خان کی اتنی سی بات
سے وہ جان چکا تھا کہ زر خان دوبارہ عینا کہ چھوڑ جانے والی بات
نہیں برداشت کر سکتا اس لیے اس نے خاموشی اختیار کر لی

عینا آج پھر اسی جگہ پر موجود تھی جہاں آج سے پانچ دن پہلے
رات کی تاریکی میں وہ دانیال کے ساتھ آئی تھی اور آج اسے وہ

کام سرانجام دینا تھا جس کام کا ارادہ رکھ کر اس نے اس فیکٹری
سے ثبوت اکٹھے کیے تھے

اپنے بلوٹو تھ کو ایکٹو کرتے ہوئے عینا نے دانش کو مخاطب کیا جس
سے ایک بار پھر اس فیکٹری کی لائٹ سیکنڈ میں بند ہوئی تھی عینا
جلدی سے اندر کی طرح سپرے پھینکا اور بغیر دائیں بائیں دیکھے
اندر کی طرف بھاگی اندر پہنچ کر اس نے اپنا مطلوبہ کام سرانجام دیا
جس کام کے لیے وہ آئی تھی اور پانچ منٹ کے اندر اندر وہ اس
فیکٹری کے گیٹ پر دوبارہ کھڑی تھی کیونکہ اگر ایک اور منٹ
بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً فیکٹری کے گارڈز نے وہاں آ جانا تھا اور
انہیں پہلے بھی شک تھا کہ اس فیکٹری میں کوئی آیا ہے بلکہ یقین
تھا کیونکہ دو گارڈز کو وہ زخمی کر کر گئے تھے اس کی وجہ سے

سکیورٹی بہت ٹائٹ کر دی گئی تھی اس کے باوجود بھی عینا نے اپنا
شاطر دماغ لڑاتے ہوئے اپنا کام منٹوں میں سرانجام دیا تھا

دانش ایوری تھنگ از ڈن عینا اپنے کان میں لگے بلوٹو تھ کے
ذریعے دانش سے مخاطب ہوئی

او کے میم دانش نے بولتے ہی اپنی جیب سے اپنا فون نکالا اور تین
سیکنڈ کے بعد وہ اپنے فون کا ایک بٹن دبا چکا تھا جس کی وجہ سے
فیکٹری کے کچھ فاصلے پر کھڑی فیکٹری کے ورکرز کی گاڑیوں میں
آگ لگ چکی تھی آگ لگنے کی وجہ سے وہاں کے الرٹ الارم فوراً
بجنے لگے تھے جسے سنتے ہوئے فیکٹری کے اندر موجود تمام گارڈز
باہر کی طرف بھاگے تھے عینا جانتی تھی کہ اس وقت فیکٹری میں

ور کر ز موجود نہیں ہوتے وہ رات کے 12 بجے فیکٹری میں کام کرتے ہیں جبکہ اس وقت فیکٹری میں فیکٹری کے گارڈز کے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں ہوتا اس وجہ سے بہت سوچ سمجھ کر یہ سارا کھیل کھیلا گیا تھا تاکہ کسی کی جان بھی نا جائے اور عینا اپنا کام بھی سرانجام دے دے

جیسے ہی فیکٹری کے تمام گارڈ فیکٹری سے باہر آئے کچھ فاصلے پر جاتے ہوئے عینا نے اپنی جیکٹ میں سے ایک لیٹر نکالا اور اس لیٹر کو جلاتے ہوئے اس نے اپنے پیچھے کی جانب پھینک دیا لیٹر زمین پر گرتے ہی چاروں طرف آگ پھیل گئی تھی اس پوری فیکٹری کو ایک منٹ کے اندر اندر آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا

عینا نے ایک نظر مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں اتنی بڑی فیکٹری کو
چاروں طرف سے آگ نے گھیرا ہوا تھا اور آگ بجھنے کا کوئی
چانس نہیں تھا جب تک کسی نے آگ بجھانے کے تیاری کرنی
تھی تب تک فیکٹری نے جل کر راکھ ہو جانا تھا

فیکٹری کے کچھ فاصلے پر پہنچتے ہی دانش نے گاڑی عینا کا سامنے
روکی تو عینا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی
جبکہ عینا کے بیٹھتے ہی دانش نے فل سپیڈ سے گاڑی آگے بڑھائی
تھی

دانش گاڑی اس علاقے کی جانب بڑھاؤ جہاں سے ہم تھوڑی دیر
پہلے معلومات لے کر آئے تھے عینا نے دانش کو اگلا حکم دیا تو
دانش نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی اس جانب موڑی جہاں سے وہ
معلومات لے کر آئے تھے وہ علاقہ بھی ظہیر ملک کا تھا اور وہاں پر
شراب بنائی جاتی تھی اس کے علاوہ وہاں پر ڈر گزنشہ اور انجیکشن
اور نشے کی گولیاں بھی بنائی جاتی تھی وہ دو ہزار گز کی زمین پر ایک
کارخانے کی صورت میں بنائی گئی جگہ تھی اور بد قسمتی سے وہ جگہ
بھی عینا کی نظروں میں آچکی تھی

فارہ اس وقت اپنا فون ہاتھ میں پکڑے انسٹا گرام پر کچھ ٹک
ٹاکرز کی پوسٹ دیکھ رہی تھی جب اس کا دل کیا کہ وہ ار حم کو
سرچ کر کے دیکھے وہ ایک مشہور بزنس مین ہے اور یقیناً
انسٹا گرام پر اس کی پوسٹ بھی ہوں گی فارہ نے سوچتے ہوئے
ار حم کا نام سرچ کیا ار حم سکندر لکھتے ہی ٹاپ پر ار حم کی پروفائل شو
ہونے لگی جس میں 10 ملین سے زیادہ اس کے فالورز تھے یعنی
ایک دنیا ار حم سکندر کو جانتی تھی

پروفائل اوپن کرتے ہی فارہ کو ار حم کی بے شمار تصویریں دیکھنے
کو ملی جس میں کئی تصویروں میں اس نے سائیڈ پوز دیے ہوئے
تھے کئی تصویروں میں وہ کسی سائیڈ پر اپنا کام کر رہا تھا کسی

تصویروں میں وہ مصروف ترین دکھائی دے رہا تھا اور یہ
تصویریں انجانے میں لی گئی تھیں کچھ تصویریں تھیں جس میں
زر خان کیمرے کی طرف دیکھ رہا تھا اور ایک تصویر تو غضب ڈھا
رہی تھی جس میں زر خان نے بلیک تھری پیس پہنا ہوا تھا شرٹ
کے اوپر والے دونوں بٹن کھلے تھے جس سے اس کا مضبوط سینہ
صاف واضح ہو رہا تھا جبکہ آنکھوں پر بلیک گلاسز تھے دونوں ہاتھ
پینٹ کی جیب میں تھے اور وہ سامنے کی جانب دیکھ رہا تھا

ہائے اللہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں میں نے تو
کبھی اتنے غور سے دیکھا ہی نہیں اللہ میرا شوہر کتنا پیارا ہے فار یہ
ارحم کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بے تحاشہ خوش ہوتے ہوئے بولی

یقیناً فاریہ کے منہ سے ار حم یہ سب الفاظ سن لیتا تو غش کھا کے
مرنے کو آجاتا

فاریہ ابھی ار حم کی تصویر دیکھ ہی رہی تھی جب اس کی نظر نیچے
لکھے گئے کمنٹس پر پڑی وہ کمنٹس تقریباً ساری لڑکیوں کے ہی
تھے اور وہ 50 ہزار سے زائد کمنٹس تھے

فاریہ نے کمنٹ سیکشن اوپن کیا اور وہاں لکھے گئے کمنٹس پڑھنے
لگی اور جیسے جیسے وہ کمنٹس پڑھ رہی تھی ویسے ویسے اس کا غصہ
بڑھتا جا رہا تھا

کسی نے لکھا ہوا تھا ہاؤ کیوٹ مین کسی نے لکھا ہوا تھا یو ار سوہینڈ سم
اینڈ سیکسی کسی نے لکھا ہوا تھا کاش یہ بندہ میرا ہو جائے تو میں تو یہ
دنیا ہی چھوڑ دوں اور ایک لڑکی نے تو حد ہی پاڑ کر دی اس نے لکھا
ہوا تھا کہ ایک بار یہ بندہ مجھے جواب دے دے میں اس کے پیچھے
اس کے گھر ہی چلی جاؤں گی اور واپس کبھی نہیں آؤں گی یہ
سارے کمنٹس پڑھتے ہوئے فار یہ کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ چکا تھا
اس نے آگ بگولا ہوتے ہوئے فون کو اٹھا کر بیڈ پر پھینکا

کتنی بے شرم اور بیہودہ لڑکیاں ہیں میں نے آج تک اپنے شوہر کو
نظر بھر کر نہیں دیکھا اور یہ کس طرح بے شرمی سے بول رہی
ہیں کہ کاش یہ میرا ہو جائے ایک بار مجھے جواب دے دے میں تو
اس کے گھر چلی جاؤں گی آکر دکھائے کوئی یہاں اس کی ٹانگیں نہ

توڑ دی تو بات ہوئی میرے شوہر پر گندی نظر رکھتی ہیں جاہل
عورتیں چھوڑوں گی میں نہیں مگر سب سے پہلے تو میں اپنے شوہر
سے پوچھتی ہوں ناجواپنی اس طرح کی تصویریں پوسٹ کر کے
ان لڑکیوں کی توجہ حاصل کرتے ہیں فاریہ کی توپوں کا رخ اب
ارحم کی جانب تھا

وہ آتش فشاں بنی ہوئی اپنے کمرے سے نکلی اور سیدھا ارحم کے
کمرے کی جانب چلی گئی بغیر اجازت لیے دھرم سے ارحم کے
کمرے کا دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گئی

ارحم جوا بھی نہا کر نکلا تھا اس اچانک آنے والے اندھی طوفان کو
دیکھ کر پریشان ہو گیا

آپ کو شرم نہیں آتی اس طرح کی حرکتیں کرتے ہوئے فار یہ
چلتی ہوئی ار حم کے قریب گئی اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر
اسے گھورتے ہوئے بولی جبکہ ار حم حیرانگی سے فار یہ کی طرف
دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ غصہ سے سرخ پڑ چکا تھا

کس چیز کی شرم اور کون سی حرکتیں ار حم فار یہ کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا

یہ بھی میں آپ کو بتاؤں آپ کو کچھ نہیں پتا چھوٹے سے کا کے
ہیں نا آپ اس لیے آپ کو تو کچھ پتہ ہی نہیں بھول گئے ہوں گے
نا فار یہ ار حم کو گھورتے ہوئے بولی تو ار حم نے تعجب سے اپنے

سامنے کھڑی اپنی لڑاکا بیوی کو دیکھا جو کمر پر دونوں ہاتھ رکھے
مسلسل اسے گھور رہی تھی اور جانے کون سی بات لے کر اس
کے سامنے کھڑی تھی جس کے بارے میں ارحم تو بالکل نہیں
جانتا تھا

دیکھو لڑکی جو بھی بات کرنی ہے صاف صاف کرو یہ جو تم گول
چکروں میں مجھے ڈال رہی ہو نا اس کی مجھے بالکل سمجھ نہیں آرہی
ارحم فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا
کر پہننے لگا فاریہ اس وقت غصے میں تھی اس لیے اس نے ارحم پر
زیادہ غور نہیں کیا ورنہ نارمل انداز میں اگر وہ ارحم کو شرٹ لیس
دیکھ لیتی تو اس نے شرم سے ڈوب مرناتھا مگر اس وقت کا ہے کی
شرم اور کا ہے کا گھبرانا اس وقت تو وہ حساب لینے آئی تھی

میں آپ کو چکروں میں نہیں ڈال رہی بلکہ آپ ڈالتے ہیں
لڑکیوں کو فاریہ ابھی ابھی ار حم کو اسی طرح گھور رہی تھی جبکہ
فاریہ کی بات پر ار حم کو حیرت کا جھٹکا لگا

کیا کہا تم نے پھر سے کہنا ار حم فاریہ کے قریب اپنا کان کرتے
ہوئے بولا جیسے اسے سننے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو

رکیں ادھر ہی میں آپ کو دکھاتی ہوں فاریہ بول کر تیزی سے
کمرے سے نکلے جبکہ ار حم اسے دیکھتا ہی رہ گیا

یا اللہ! مجھ گنہگار سے ایسی کون سی خطا ہو گئی ہے جس کے بارے
میں مجھے ہی نہیں پتہ اور اس کا حساب لینے آپ نے میری بیوی کو
بھیج دیا ارحم سر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جب فار یہ
آندھی طوفان بنی دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی

یہ دیکھیں کیا ہے یہ فار یہ اپنا موبائل ارحم کے سامنے کرتے
ہوئے بولی جس میں ارحم کی وہ تصویر دکھائی دے رہی تھی جسے
دیکھ کر فار یہ آگ بگولا ہوئی تھی

آنکھوں کی بینائی ٹھیک ہے نا اندھی تو نہیں ہو گئی تم کہیں یہ میری
تصویر ہے اور کیا ہے ارحم فار یہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ

اس کے اٹے سیدھے سوال اس کی سمجھ میں بالکل نہیں آرہے
تھے

فار یہ نے موبائل ار حم کے سامنے سے ہٹا کر اپنی طرف کیا اور
کمنٹ سیکشن آن کر کے دوبارہ ار حم کے آگے فون کیا اب ار حم
کے سامنے ان لڑکیوں کے کمنٹس تھے جنہیں دیکھ کر فار یہ غصے
سے پاگل ہو رہی تھی

واٹ۔۔۔۔۔ ان کمنٹس کو پڑھ کے ار حم صرف اتنا ہی بول سکا

کیا واٹ یہ سب کیا ہے بتائیں مجھے آپ اس لیے اپنی تصویر
پوسٹ کرتے ہیں تاکہ آپ لڑکیوں کی توجہ کے حامل بنیں اور وہ

آپ کو اس طرح کے کمنٹس کریں اور آپ مزے لے لے کر
پڑھیں آپ کو ذرا شرم نہیں آتی اس طرح کی تصویریں کھنچوا کر
پوسٹ کرتے ہوئے اور اس طرح کی لڑکیوں کے کمنٹس پڑھتے
ہوئے یقیناً آپ نے یہ سارے کمنٹ پڑھے ہوں گے اور ان
ساری لڑکیوں کے میسج بھی دیکھتے ہوں گے فار یہ بولی تو نان
سٹاپ کو بولتی ہی گئی اور ہم نے ماتھے پر بل ڈال کر فایہ کی طرف
دیکھا جو نان سٹاپ بولے ہی جا رہی تھی

غضب خدا کا میں نے تو آج تک اپنے شوہر کو آنکھ بھر کر نہیں
دیکھا آج تک آپ نے مجھے ایک تصویر تک نہیں دی اپنی میرے
پورے موبائل میں آپ کی ایک تصویر موجود نہیں اور آپ
یہاں پر اتنی تصویریں پوسٹ کرتے ہیں لڑکیوں کی توجہ حاصل

کرتے ہیں آپ کو تو الگ سے عذاب ملے گا دیکھ لیجئے گانہ تو آپ کو
میں معاف کروں گی اور نہ ہی آپ کو اس گناہ کی معافی میں لینے
دوں گی فار یہ بغیر بریک لگائے بولے جارہی تھی جبکہ ار حم کو
پہلے تو بات بالکل سمجھ نہیں آئی مگر جب کچھ کچھ بات اس کی سمجھ
میں آنے لگی تو ار حم نے بے اختیار اپنا قہقہہ کنٹرول کیا فار یہ کے
سامنے ہنس کر وہ اپنی مزید شامت نہیں لانا چاہتا تھا وہ تو آگے
آتش فشاں بنی ہوئی تھی اگر وہ اس کے سامنے قہقہہ لگاتا تو اس
نے تو اس کا قتل ہی کر دینا تھا

بولیں بھی اب چپ کیوں ہیں کوئی جواب دیں گے آپ مجھے ار حم
کو چپ دیکھ کر فار یہ کو تو پتہ ہی لگ گئی تھی

تم جیلس ہو رہی ہو ار حم فار یہ کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے

بولا

میں جیلس نہیں ہو رہی وہ لڑکیاں میرے شوہر کے بارے میں بات کر رہی ہیں جسے کبھی میں نے صحیح طرح نہیں دیکھا وہ کیسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہی ہیں اور آپ میرے شوہر ہیں اور آپ پر صرف میرا حق ہے اور آپ کو دیکھنے کا بھی صرف میرا ہی حق۔۔۔۔۔ فار یہ بغیر رکے بول رہی تھی جب اسے فوراً احساس ہوا کہ وہ کیا بول رہی ہے تو اس نے جلدی سے اپنے دانتوں تلے اپنی زبان دبائی جبکہ ارحم کا مقہ بے اختیار تھا

وہ میں۔۔۔۔۔ فار یہ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ اب آگے کیا بولے
اس لیے اس نے وہاں سے نکلنا ہی بہتر سمجھا اس سے پہلے کہ وہ
وہاں سے بھاگتی ار حم اسے پکڑ کے اپنی طرف کھینچ چکا تھا

ہاں میری جان مجھے دیکھنے کا صرف تمہارا حق ہے صرف دیکھنے کا
ہی نہیں مجھے محسوس کرنے کا مجھے چھونے کا بلکہ مجھ پر پورا کا پورا
حق ہی تمہارا ہے ار حم فار یہ کے کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے
ہوئے بولا تو وہ کسی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح سیدھا اس کے چوڑے
سینے سے آگئی

اگر ایسا ہے تو پھر آپ نے وہ تصویریں کیوں پوسٹ کی اور وہ
لڑکیاں آپ کو ایسے کیوں بول رہی تھی فار یہ کی آنکھوں میں
ابھی بھی شکوہ تھا

یہ تو میں نہیں جانتا کہ وہ لڑکیاں مجھے کیوں ایسا بول رہی تھی مگر
میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ یہ تصویریں میں نے نہیں پوسٹ کی
میں ایک بزنس مین ہوں میری پروفائل میرے آفس کے سٹاف
نے بنائی ہوگی لیکن وہ میں استعمال نہیں کرتا مجھے معلوم ہے کہ
میری پروفائل بنائی گئی ہے اور وہاں میری تصویریں پوسٹ ہوتی
ہیں لوگ مجھے پسند کرتے ہیں مجھے دیکھنا پسند کرتے ہیں مگر میں یہ
نہیں جانتا تھا کہ وہاں پر لڑکیاں آکر اس طرح کے کمنٹ کرتی
ہیں جنہیں دیکھ کر میری بیوی کو اتنا غصہ آتا ہے کہ وہ اس کا

حساب لینے مجھ تک پہنچ جاتی ہے ار حم فاریہ کے چہرے پر نظر
جماتے ہوئے بولا جہاں غصے کی لالی کم اور شرم و حیا کی گلابی زیادہ
پھیل رہی تھی

ویسے تم اپنے شوہر کو نظر بھر کر دیکھ سکتی ہو یقین مانو تمہارے
شوہر کو تو بہت خوشی ہوگی تمہارے نظر بھر کر دیکھنے سے ار حم
جھک کر اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تو فاریہ نے
گہرا کر ار حم کی طرف دیکھا وہ اپنی بے اختیاری میں بری طرح
پھنس چکی تھی

چھوڑیں مجھے فاریہ دونوں ہاتھ ار حم کے سینے پر رکھتے ہوئے اس
کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

نہیں اب جب تک تم مجھے نظر بھر دیکھ نہیں لو گی تب تک میں
تمہیں ہر گز نہیں چھوڑوں گا ر حم بھر پور شرارت سے بولا

مجھے نہیں ضرورت آپ کو دیکھنے کی آپ کو وہی دیکھیں جو دیکھتے
ہیں فار یہ منہ بناتے ہوئے بولی

اگر میری بیوی کو نہیں منظور کہ کوئی مجھے دیکھے تو ٹھیک ہے اسندہ
مجھے کوئی نہیں دیکھے گا ر حم فار یہ کی تھوڑی پرانگی رکھ کر اس کا
چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا

سچ بول رہے ہیں آپ فاریہ ار حم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
بولی

ہاں بالکل سچ "ار حم نے ایمانداری سے جواب دیا"

آپ اسندہ ایسی تصویریں نہیں بنوائیں گے فاریہ ار حم کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی تو ار حم نے براہِ راست فاریہ کی آنکھوں میں
جھانکا جانے یہ التجا تھی یا حکم

نہیں بنواؤں گا "ار حم نے فاریہ کے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوا"

پوسٹ بھی نہیں کریں گے "فاریہ نے اگلا حکم پیش کیا"

جو حکم "ارحم نے اس کے آنکھوں پر لب رکھے"

وہ لڑکیاں اسندہ آپ کو کمٹ نہیں کریں گی "فار یہ ارحم کی اتنی"
نزدیکی پر گھبرائی مگر پھر بھی ہمت کر کے اپنی بات جاری رکھی

کبھی نہیں "ارحم نے اس کے رخسار پر لب رکھے"

وعدہ "فار یہ نے اس سے وعدہ مانگا"

ہاں وعدہ "ارحم نے اس کے دوسرے رخسار پر لب رکھے"

ٹھیک ہے اب پیچھے ہٹیں مجھے جانا ہے فار یہ اسے پیچھے کرتے
ہوئے بولی

اتنی جلدی کیا ہے آئی تم اپنی مرضی سے تھی مگر جاؤ گی میری
مرضی سے ار حم اپنا کسرتی باز واس کی کمر میں لپیٹ کر اسے اپنے
اور نزدیک کرتے ہوئے بولا

برا لگا تمہیں وہ سب دیکھ کر ار حم فار یہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
اس کا اشارہ ان لڑکیوں کے کمنٹس کی طرف تھا

فاریہ نے آہستہ ہاں میں سر ہلایا اور نظریں جھکالی ایسا کرتے
ہوئے ار حم کو وہ اتنی پیاری لگی کہ بے اختیار ہوتے اس نے فاریہ
کو خود میں بھینچا تھا

میں تو اس چیز کو جڑ سے ختم کر دوں جو تمہیں بری لگے تو یہ
تصویریں کیا چیز ہے ار حم فاریہ کو اپنے مزید قریب کرتے ہوئے
بولا جب کہ ار حم کی اتنی نزدیکی پر فاریہ سرخ انار بن چکی تھی اور
ناہی اس میں کچھ بولنے کی ہمت بچی تھی

ہماری رخصتی کی ڈیٹ فکس ہو چکی ہے اب تم خود کو اپنے شوہر
کے لیے تیار کرو اس کی پسند میں ڈھلنے کے لیے خود کو تیار کرو

ارحم اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا اور اس کی کان
کے لوں پر لب رکھے تو فاریہ اندر تک کانپ گئی

اور پھر تم اپنے شوہر کو نظر کیا نظریں بھر کر دیکھ سکتی ہو ارحم نے
بولتے ہوئے اس کے لبوں کو آہستہ سے چھوا تو فاریہ نے شرماتے
ہوئے اپنا سرخ چہرہ اس کے سینے میں چھپایا جبکہ فاریہ کی اس
حرکت پر کمرے میں ارحم کا خوبصورت قہقہہ گونجتا تھا

حارث کا دیا ہوا وقت ہو چکا تھا اور لائبرے کے کہے کے مطابق
ٹھیک شام کے چھ بجے حارث کے دیے گئے ڈریس میں بالکل تیار
بیٹھی حارث کا انتظار کر رہی تھی جب اسے ملازمہ نے آکر پیغام
دیا کہ حارث نیچے اس کا انتظار کر رہا ہے تو اپنی چادر اپنے ہاتھ میں
پکڑ کر لائبرے نے قدم نیچے کی جانب بڑھائے

حارث سیڑھیوں کے پاس کھڑا لائبرے کے آنے کا انتظار کر رہا تھا
جب غیر ارادی طور پر اس کی نظر سامنے کی جانب اٹھی اور پھر
پلٹنا بھول گئی وہ اس کے دیے گئے بلیک ڈریس میں بہت
خوبصورت لگ رہی تھی بالوں کو آگے سے پکڑ کر پیچھے کی جانب
کیچڑ لگا کے پشت پر کھولا چھوڑا ہوا تھا چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ
تھا جبکہ حارث کی ہی لائی گئی جیولیری گلے میں اور کانوں میں

موجود تھی ہاتھوں میں کالے رنگ کی چوڑیاں تھی اور پاؤں میں
تھوڑی سی اونچی ہیل والا سینڈل تھا پاؤں تک آتی بلیک فرائ
پہنے وہ آج حادثہ کے ہوش ٹھکانے لگانے کے چکروں میں تھی
اور حادثہ وہیں کھڑا ایک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہا تھا

چلیں۔۔۔۔۔ لائے حادثہ کے قریب کھڑی ہوتی ہوئی بولی تو
لائے کی آواز سن کر حادثہ فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا

ہاں ایک منٹ حادثہ نے بول کر اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی
چادر پکڑی اور اسے کھول کر لائے کے اوپر اوڑھ دی

اب چلو حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا تو لائے
بھی مسکرائی اور پھر دونوں نے قدم باہر کے جانب بڑھائے

کھانا کھانے کے بعد شیرازی سکندر مصطفیٰ اور دانیال لاؤنج میں آ
کر بیٹھ گئے تھے جبکہ باقی سب ابھی کھانا کھا رہے تھے انہیں کچھ
ضروری بات کرنی تھی اس لیے جلدی کھانا کھا کر وہ لوگ لاؤنج
میں آ گئے اور اس وقت وہ لوگ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے
اور سامنے ایل ای ڈی پر نیوز چل رہی تھی بظاہر تو ان کا سارا

دھیان نیوز کی طرف تھا کیونکہ وہاں پر ایک دو ہزار ایکرز زمین پر
موجود فیکٹری جو آگ میں بری طرح جلس رہی تھی اور آگ
بجھانے سے بھی نہیں بجھ رہی تھی اس فیکٹری کے حالات
دکھائے جارہے تھے جب دوسری جانب اس کارخانے نمائی جگہ
کو دکھایا جا رہا تھا جو جل کر راکھ ہو چکی تھی

ناظرین جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس جگہ کو کتنی بری طرح
آگ نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور معلومات کے مطابق یہ
معلوم ہو رہا ہے کہ جگہ ظہیر ملک کی تھی اور یہ فیکٹری میں ان
لیگل کام ظہیر ملک کرواتا تھا جبکہ دوسری جگہ بھی ظہیر ملک کے
نام سے ہی جانی جا رہی ہے مگر ابھی تک پورا سچ سامنے نہیں آیا
ہمارے اینکر کچھ دیر میں ظہیر ملک سوہونے والی گفتگو میں آپ

سب کو شامل کیا جائے گا اور آپ سب کو دکھایا جائے گا کہ ظہیر
ملک اس بارے میں کیا کہتے ہیں نیوز چینل میں ایک اینکر مائک
پکڑے مسلسل بول رہی تھی

نیوز کوسن کے دانیال تو کیا شیرازی سکندر بھی ہکے بکے رہ گئے
انہیں بالکل اندازہ نہیں تھا کہ عینا اتنی جلدی یہ سب کر جائے گی
وہ لوگ جانتے تھے کہ اس سب کے پیچھے عینا ہے اور اتنی صفائی
سے یہ کام صرف عینا ہی سرانجام دے سکتی ہے مگر ان کے لیے
یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ عینا نے اتنے کم وقت میں ایسی تباہی
پھیلا دی ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی اس نے
دشمنوں کو لاکار نہیں تھا اس نے دشمنوں کو بیچ میدان میں لا کر

کھڑا کر دیا تھا اور اب وہ جنگ ہونی تھی جس کا اختتام حور العین
سکندر نے کرنا تھا

السلام علیکم عینا لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولی تو دانیال نے
جھٹکے سے سراٹھا کر عینا کی طرف دیکھا جو اپنے چہرے سے بلیک
ماسک اتار کر اسی جانب بڑھ رہی تھی

عینا یہ سب کیا ہے شیرازی سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے
بولے جواب سامنے صوفے پر بر جوان ہو چکی تھی

کیا۔۔۔؟؟ عینا بالکل انجان بنی

یہ جو تمہارے سامنے چل رہا ہے یہ سب کیا ہے شیرازی سکندر
نے اب ایل ای ڈی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عینا کو بتایا تھا

یہ تو نیوز ہے مجھے نہیں لگتا کہ مجھے آپ کو بتانے کی ضرورت ہے
کہ یہ کیا چل رہا ہے عینا شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے
ریلیکس انداز میں بولی جبکہ پاس بیٹھا مصطفیٰ سامنے سے آتے
زر خان اور ارحم کو دیکھ چکا تھا اسے نہیں اندازہ تھا کہ حویلی والوں
کے سامنے ان کی یہ گفتگو سہی رہے گی یا نہیں مگر وہ انہیں بات
کرتے ہوئے ٹوک نہیں سکتا تھا اس لیے عینا کا چپ ہونے کا
انتظار کرنے لگا

عینا تم نے یہ سب کیسے کیا دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
جبکہ اس کے انداز میں بہت حیرانگی تھی جیسے وہ جاننا چاہتا ہو کہ
عینا کیلی اتنی تباہی کیسے کر آئی تھی

ایسے ایسے اور ایسے عینا اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے تین بار
چٹکی بجاتے ہوئے بولی اس کے چہرے پر دل جلا دینے والی
مسکراہٹ تھی سبز آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی سامنے
سے آتے زر خان نے عینا کا آج ہے ایک نیاروپ دیکھا تھا

لیکن عینا تمہیں ٹیم کے ساتھ میٹنگ کرنی چاہیے تھی تم کیلی
کیسے جاسکتی ہو دانیال ابھی بھی سکتے کے عالم میں تھا جبکہ عینا

دانیال کو نظر انداز کرتی ایل ای ڈی کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں
ظہیر ملک کھڑا کچھ بول رہا تھا

سر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ جگہ آپ کے نام تھی اور یہاں آپ ان
لیگل طریقے سے کام کرواتے تھے کیا یہ سچ ہے ایک اینکر ظہیر
ملک کے منہ کے سامنے مانگ کرتے ہوئے بولا

جی نہیں یہ بالکل سچ نہیں ہے وہ جگہ میرا نام بالکل نہیں تھی اور
نہ ہی یہاں پر نہ کوئی بھی کسی بھی قسم کا کام کرواتا تھا میرا نام لے
کر صرف مجھے پھنسا یا جا رہا ہے اور کچھ نہیں ہے ظہیر ملک نے
مکاری سے جھوٹ بولا

اوو تو مجرم اپنے گناہوں سے بھاگ رہا ہے عینا ایل ای ڈی پر نظر
جماتے ہوئے بولی اور پھر اپنی جیکٹ سے اپنا فون نکالا ایک نمبر
ڈائل کیا اور فون کان سے لگایا کمر صوفے کی پشت سے ٹکا کر
ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے ریلیکس انداز میں صوفے پر بیٹھی ایک
ہاتھ اس کا اپنی ٹانگ پر تھا جب کہ دوسرے ہاتھ میں فون تھا اس
کے بیٹھنے کا انداز الگ ہی نظارہ پیش کر رہا تھا اس وقت وہ کوئی لڑکی
تو بالکل نہیں لگ رہی تھی یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی عام نہیں
کوئی مضبوط شخصیت بیٹھی ہو

مجرم اپنے جرموں سے مکر رہا ہے اگلے پانچ منٹ میں تمام ثبوت
ہر نیوز چینل انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر مجھے نظر آنے چاہیے عینا
مقابل سے یہ بول کر کچھ پل کے لیے رکی نشر کردوا نہیں عینا نے

اپنی بات بول کر فون بند کر دیا جب کہ نظریں ابھی ابھی ایل ای
ڈی پر ہنوز تھی جہاں ظہیر ملک دکھائی دے رہا تھا جبکہ وہاں بیٹھی
شخصیات کو سرے سے نظر انداز کر چکی تھی

عینا کی نظریں ایل ای ڈی پر ہی جمی ہوئی تھی جبکہ زر خان کی
نظریں عینا پر جمی تھی جو صرف اسے ہی دیکھ رہا تھا آج اسے عینا
الگ ہی روپ میں دکھائی دے رہی تھی

ایک دو تین چار اور پانچ منٹ میں نیوز چینل پر وہ تمام ثبوت کی
ہیڈ لائنز چلنے لگی جنہیں لیک کرنے کا عینا نے بولا تھا اب وہ
سارے ثبوت وہ ساری ویڈیوز اور سارے ڈو کمنٹس نیوز چینلز پر
چل رہے تھے اور ہر طرف ایک ہلچل سی مچ چکی تھی جبکہ ظہیر

ملک جو میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے دکھائی دے رہا تھا اس کے
چہرے کے تمام رنگ اڑ چکے تھے

اوو گاڈ۔۔۔۔۔ دانیال جو ایل ای ڈی پر چلتی نیوز دیکھ رہا تھا نیوز کو
سننے ہی اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں جب کہ وہ حیرانگی
سے صرف ایل ای ڈی کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں وہ تمام ثبوت
پورے پاکستان کو دکھائے جا رہے تھے

دانیال نے گردن موڑ کر عینا کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر
خطرناک مسکراہٹ تھی جبکہ سبز آنکھوں میں عجیب سی چمک
تھی وہ جو کر کے آئی تھی وہ بہت پکے طریقے سے کر کے آئی تھی
ڈگمگانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ ملک ظہیر کو بری طرح

پھنسا چکی تھی جہاں ایک طرف کنواں اور دوسری طرف کھائی
تھی اور اس نے جس طرف بھی گرنا تھا جان سے ہی جانا تھا

Today game was amazing and I
will play against him in the next
game and time will tell who is
Hur-ul-ain sikander

آج کا کھیل بہت کمال کا رہا اور اگلا کھیل میں ان کے سامنے
(کھیلوں گی اور وقت بتائے گا کہ حور العین سکندر کون ہے

عینا ایک طرف مسکراہٹ لیے ایل ای ڈی کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جب دانیال کا فون بجنے
لگا دانیال نے فون اٹھایا اور کان سے لگا کر مقابل کی بات سننے لگا

عینا ظہیر ملک کے آدمی تمہیں کتوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہیں ہر
جگہ اس نے اپنے آدمی پھیلا دیے ہیں دانیال عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا تو عینا کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

اونہ اب تو اس کھیل میں اور مزہ آئے گا ملاقات رکھو میری اس
سے اب تو ملاقات کرنا زیادہ ضروری ہے عینا دانیال کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی

حور تم نہیں جانتی کہ وہ آدمی کتنا خطرناک ہے تم اسے اتنا ہلکامت
لوار حم عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ وہ ظہیر ملک کو بہت
اچھے سے جانتا تھا

اگر وہ خطرناک ہوتا تو میں اسے اتنی آسانی سے برباد نہ کرتی وہ
خطرناک میرے سامنے بالکل نہیں غداری کے معاملے میں وہ
لازمی خطرناک ہو گا جیسے کسی غریب کا حق مار لینا کسی کی زمین
چھین لینا اور کسی کی کمپنی کے شیئرز چرا لینا اور پھر ملک سے بھاگ
جانا رینا اور حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو ار حم کو حیرت کا جھٹکا لگا
وہ کیسے جانتی تھی کہ ار حم کی کمپنی کے شیئرز ظہیر ملک نے
چرائے تھے اور پھر ملک سے باہر بھاگ گیا تھا

تم یہ سب کیسے جانتی ہو زرخان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
کیونکہ اس بات سے وہ بھی واقف تھا کہ ارحم کی کمپنی کی شیئرز
چرانے والا ظہیر ملک ہے مگر کیس کرنے سے پہلے ہی وہ ملک سے
بھاگ چکا تھا اس لیے وہ صرف اس کے واپس آنے کے انتظار میں
تھے اور وہ واپس آیا بھی تو کب تب جب عینا سے بری طرح سے
نشر کر چکی تھی ذلیل کر چکی تھی اور اس کے ان لیگل کام دنیا کے
سامنے لا چکی تھی

آپ مجھ سے یہ پوچھیں کہ میں کیا نہیں جانتی عینا نے الٹا زرخان
سے سوال کیا

شاید آپ بھول رہے ہیں کہ میں کوئی عام لڑکی نہیں یا وہ حور
نہیں جس نے آپ لوگوں کے ساتھ وقت گزارا میں حور العین
سکندر ہوں میری نظروں سے کچھ چھپ جائے یہ ناممکن تھا اور
میری نظروں کے سامنے سے میرا دشمن نکل جائے یہ میں ہونے
نہیں دوں گی عینا خطرناک مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجائے
زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو زر خان نے براہ راست اس
کی آنکھوں میں جھانکا وہ کیا ڈھونڈنا چاہ رہا تھا اس کی آنکھوں میں
کیا وہ واقعی میں اتنی خطرناک تھی یاں صرف دکھائی دے رہی
تھی خیر ابھی زر خان نے دیکھا کہاں تھا اس کا خطرناک روپ
ابھی تو اسے اس کے اصل روپ سے واقف ہونا تھا ابھی تو اس
نے دیکھنا تھا کہ حور العین سکندر اصل میں کیا ہے

اپنے مشن کی بلڈنگ کی فال تیار کرو صبح مجھے اس بلڈنگ کا نقشہ
میرے آفس میں میرے ٹیبل کے سامنے چاہیے عینا دانیال کی
طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی اور پھر بغیر کسی کی طرف
بھی دیکھے لاؤنچ سے نکل گئی جبکہ اس کے پیچھے ہی دانیال بھی اٹھ
کر اپنے کمرے کی جانب جا چکا تھا کیونکہ اسے بلڈنگ کا نقشہ تیار
کرنا تھا اور اس کے پاس وقت بہت کم تھا

چچا جان آپ ایک بار پھر سوچ لیں مجھے نہیں لگتا کہ اپنے مشن
کے درمیان وہ کسی بھی چیز کو برداشت کرے گی زر خان
شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ جتنی سیریس وہ
اپنے مشن کے لیے تھی زر خان کو شک ہو رہا تھا کہ ضرور ولیمے
کی بات سن کر عینا ہنگامہ کھڑا کرے گی

تم فکر مت کرو ولیمے سے پہلے ہی اس کا مشن کمپلیٹ ہو جائے گا
جتنی تیز رفتاری سے وہ اپنا کام سرانجام دے رہی ہے وہ اپنے
مشن میں کچھ دنوں میں ہی کامیاب ہو جائے گی شیرازی سکندر
خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے لیکن زر خان کا دل
پھر بھی نہیں مان رہا تھا کہ عینا سے کچھ بھی چھپایا جائے اس کا تو
دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود جا کے عینا کو یہ بات بتا دے مگر شیرازی
سکندر سے کیے وعدے کی وجہ سے وہ چپ تھا

عینا کمرے میں آئی تو بیلا اسے کہیں دکھائی نہیں دی یقیناً وہ اٹھ
چکی تھی اس لیے وہ کمرے میں موجود نہیں تھی فریش ہو کر نیچے
جانے کا ارادہ رکھتے ہوئے عینا فریش ہونے چلی گئی اور
کچھ دیر بعد ڈھیلے ڈالے سے کپڑے پہن کر باہر نکلی
اپنا فون اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل آئی کیونکہ اسے بیلا کو
دیکھنا تھا جو پتہ نہیں کہاں تھی

سنو بیلا کو دیکھا ہے کہاں پر ہے وہ عینا نے ایک ملازمہ کو روکتے
ہوئے پوچھا

جی وہ تو فاریہ بی بی کے پاس تھی شاید ان کے کمرے میں ہوگی
ملازمہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

ٹھیک ہے شکریہ عینا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور اپنے
قدم فاریہ کے کمرے کی جانب بڑھائے

عینا نے آہستہ سے فاریہ کے کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے بیلا کی
کھلکھلاٹیں سنائی دیں اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں بیڈ پر
ڈھیر سارے کھلونوں کے درمیان بیلا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ فاریہ
اس کے ساتھ کھیلنے میں مگن تھی اور بیلا خوش ہوتے ہوئے
کھلکھلا رہی تھی

السلام علیکم عینا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی

وعلیکم السلام فار یہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ عینا کو اپنے
سامنے دیکھ کر بیلا فوراً بیڈ سے اٹھ کر عینا کی طرف بھاگی تھی

مام۔۔۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ عینا کی باہوں میں آسمائی تھی

مام کی جان عینا سے خود میں بھینچتے ہوئے بولی

آپ کہاں گئی تھی مام میں نے آپ کو اتنا ڈھونڈا آپ کہیں بھی
نہیں ملی بیلا عینا کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی

تھوڑا سا کام تھا نا اس لیے مام وہ کام کرنے گئی تھی عینا بیلا کے گال
پر لب رکھتے ہوئے بولی جبکہ فاریہ مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی
تھی

اب آپ کا کام ہو گیا بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں جی ہو گیا اب مام بالکل فری ہیں اپنی بیلا کے لیے عینا اس کے
چھوٹے سے ناک کو اپنے ناک سے مس کرتے ہوئے بولی تو وہ
کھلکھلائی

آپی آپ ابھی آئی ہیں آپ نے کھانا نہیں کھایا ہو گا میں آپ کے
لیے کھانا لاؤں فاریہ عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

میں نے بھی نہیں کھایا مام بیلا نے اپنی معلومات بھی دی تو عینا نے
آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا

بھوک نہیں تھی نا اس لیے اور میں نے اپنی مام کے ساتھ کھانا تھا
عینا کی نظروں میں موجود سوال سمجھتے ہوئے بیلا نے جھٹ سے
جواب دیا

اُمم ٹھیک ہے لے آؤ ہم یہیں پر موجود ہیں اور اپنے لیے بھی
لے کر آنا مجھے معلوم ہے کہ تم تب سے بیلا کے ساتھ تھی اور تم
نے بھی کھانا نہیں کھایا عینا فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو

فارہ مسکراتے ہوئے کھانا لینے چلی گئی جب عینا بیلا کو لیے وہیں
بیڈ پر بیٹھ گئی

یہ سب ٹوائیز کہاں سے آئے عینا بیڈ پر موجود کھلونوں کے
ڈھیر کو دیکھتے ہوئے بولی

یہ تو ڈیڈ لے کر آئے ہیں بیلا ایک ڈول پکڑ کے عینا کو
دکھاتے ہوئے بولی

ڈیڈ۔۔۔۔۔ عینا نے نا سمجھی سے بیلا کی طرف دیکھا اسے سمجھ
نہیں آئی تھی کہ وہ ڈیڈ کس کو بول رہی ہے

جی مام میرے ڈیڈ آپ کو پتہ ہے وہ اتنے اچھے ہیں بیلا کو بہت
زیادہ پیار کرتے ہیں اور بیلا بھی اپنے ڈیڈ کو بہت زیادہ لائک کرتی
ہے بیلا چہکتے ہوئے عینا کو بتا رہی تھی جبکہ عینا کو ابھی بھی سمجھ
نہیں آیا تھا کہ وہ ڈیڈ کس کو بول رہی ہے

اور یہ دیکھیں یہ مامو نے لا کر دیے ہیں بیلا دوسرے کھلونے کو
پکڑ کے عینا کو دکھاتے ہوئے بولی اور پھر اس نے ایک ٹیڈی بیئر
پکڑا جو پنک کلر کا تھا اور بہت پیارا تھا

کون سے مامو عینا بیلا کے ہاتھ سے وہ کھلونے پکڑ کے واپس بیڈ پر
رکھتے ہوئے بولی

دونوں ماموں مام مجھے مامو کے نام نہیں آتے بیلا آخر میں منہ
بناتے ہوئے بولی کیونکہ اسے ار حم اور حارث کا نام نہیں آتا تھا
اس لیے وہ مامو ہی پکار رہی تھی آج ار حم اور حارث نے بیلا کے
لیے بے شمار کھلونے لیے تھے جبکہ زر خان بھی اس کے لیے
بہت سے کھلونے چاکلیٹس کیک اور اس طرح کی کافی چیزیں لے
کر آیا تھا جسے دیکھ کر بیلا کی خوشی کی تو کوئی انتہا نہیں تھی وہ تو ایک
دن میں زر خان کو اپنا بیسٹ فرینڈ بنا چکی تھی جبکہ ار حم اور حارث
کو اس نے ابھی اپنے مامو ہی بنایا تھا اور دانیال تو ہمیشہ سے اس کا
بیسٹ فرینڈ تھا اس کے جگہ بھلا کون لے سکتا تھا

آپ کے ایک ماموکانام حارث ہے اور ایک ماموکانام ارحم ہے
اب آپ اپنے ماموکانام یاد رکھ لیں اور دوبارہ بھولنا نہیں ٹھیک
ہے فار یہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی

او کے آنی مام حارث مامو میرے لیے اتنا بڑا ٹیڈی بیر لے کر آئے
ہیں وہ وہاں پر پڑا ہے وہ دیکھیں بیلا کمرے کی بالکنی کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے بولی جہاں پہ بالکنی کے ساتھ ہی کمرے کے
اندرا ایک بڑا سا ٹیڈی بیر پڑا تھا اور وہ ایک عام انسان جتنا بڑا تھا

او کے اب آپ اپنے ان کھلونوں سے نظریں ہٹائیں اور پہلے کھانا
کھالیں عینا بیلا کو پکڑ کے اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے بولی جبکہ فار یہ
کھانے کی ٹرے اس کے آگے رکھ چکی تھی

بیٹھو یہیں پر تم کھاؤ میرے ساتھ کھانا فاریہ وہاں سے جانے لگی
جب عینا نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے وہیں سامنے بٹھایا تو فاریہ
مسکرا اٹھی

یہ سب کون لایا ہے فاریہ عینا جانتی تھی کہ سارے کھلونے کون
لایا ہے کیونکہ بیلا اسے بتا چکی تھی مگر پھر بھی اس نے فاریہ سے
پوچھنا ضروری سمجھا

یہ کھلونے زر خان لالا حارث لالا اور ارحم لائے ہیں زر خان لالا تو
کافی زیادہ چاکلیٹس کیس کینڈیز وغیرہ بھی لے کر آئے ہیں اور
وہ سب آپ کے روم میں رکھی گئی منی فرتج میں ہے جبکہ

کھلونے یہیں پر رکھ دیے گئے تھے کیونکہ بیلا یہیں پر کھیل رہی
تھی ملازمہ سے بول کر یہ سارے کھلونے دوسرے روم میں
شفٹ کروادے جائیں گے فاریہ نے مسکراتے ہوئے تفصیل
بتائی

اتنے سارے کھلونے صرف ایک دن میں ایک ہی بچی ہے میری
چھوٹی سی اتنے سارے کھلونوں کا کیا کرے گی صبح گاؤں سے بچے
بلوانا اور کچھ کھلونے ان میں تقسیم کروادینا جو بیلا کو پسند آئیں گے
بیلا وہ رکھ لے گی باقی کھلونے دوسرے بچوں کو دے دینا تاکہ وہ
بھی ان کھلونوں سے کھیل سکیں عینا نوالہ بنا کر بیلا کے منہ میں
ڈالتے ہوئے بولی کیونکہ وہ کھلونے ضرورت سے زیادہ تھے ایک
ہی قسم کی کئی کئی گڑیا کارٹیڈی بیئرزا اور پتہ نہیں کون کون سے

کھلونے تھے جو ابھی تک بیلانے کھول کر دیکھے بھی نہیں تھے
جبکہ بیلا تو چھوٹی سی تھی اور اسے تو زیادہ ٹیڈی بیر اور ڈول ہی پسند
تھی اور اتنے سارے کھلونوں کا بیلانے کیا کرنا تھا اس لیے عینا
نے سوچا کہ وہ کھلونے گاؤں کے بچوں میں تقسیم کر دیا جائے

جی ٹھیک ہے آپی فاریہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ
تینوں کھانا کھانے لگی جبکہ ہلکی پھلکی گفتگو جاری تھی

حارث کے گاڑی میرج ہال کے سامنے روکی اور گاڑی سے

اتر کر گھوم کر دوسری طرف آیا فرنٹ سیٹ کا دروازہ

کھول کر لائے کے آگے اپنا ہاتھ پھیلا یا تو لائے نے

مسکرا کر اپنا مریں ہاتھ حارث کی منطبوط ہتھیلی

میں رکھ دیا حارث کی چوڑی ہتھیلی میں لائے کا نازک

چھوٹا سا ہاتھ کہیں چھپ سا گیا تھا حارث نے اس کے

ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کی اور گاڑی سے نکل کر قدم

ہال کے اندر کی جانب بڑھائے

سنیں آپ نے تو مجھے بتایا ہی نہیں کہ میں کیسی لگ

رہی ہوں لائے حارث کے ساتھ قدم اٹھاتی ہوئی بولی تو

حارث کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

ٹھیک لگ رہی ہو بس حارث اپنے تاثرات نارمل رکھتے

ہوئے بولا

بس ٹھیک۔۔۔؟؟ لائے پوچھے بنانا رہ سکی

ہیں ٹھیک ہی لگ رہی ہوا تنی بھی خوبصورت نہیں ہو

اب تم حارث کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی

جبکہ چہرے پر سنجیدگی تھی حارث کی بات سن کر

لاٹہ کے قدم وہیں رک گئے

کیا مطلب ہے آپ کا کہ اتنا تیار ہونے کے بعد بھی میں آپ

کو بس ٹھیک ہی لگ رہی ہوں مطلب میرا دماغ خراب

ہے جس نے پانچ گھنٹے تیار ہونے میں لگائے خاص طور

پر آپ کے لیے اور آپ بول رہے ہیں بس ٹھیک لگ رہی

ہوں اور میں خوبصورت نہیں ہوں ایک بار اپنی شکل

دیکھیں آپ شیشے میں آپ سے زیادہ خوبصورت ہوں

میں لائبر کو توپتنگے ہی لگ گئی تھی جبکہ حادثہ

حیرت سے بولتی ہوئی لائبر کو دیکھ رہا تھا جو ایک

منٹ میں آتش فشاں بن گئی تھی

تم خود سے میرا مقابلہ کر رہی ہو حارث لائبرے کے

خوبصورت چہرے پر نظر جماتے ہوئے بولا وہ واقعی

میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی مگر حارث جان

بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا

میں خود سے آپ کا مقابلہ نہیں کر رہی اور مجھ سے

آپ بات ناہی کریں تو بہتر ہے لائے خفگی سے بولی اور

قدم آگے بڑھائے جب حارث نے اس کی کلائی پکڑ کر

اس کے بڑھتے ہوئے قدموں کو وہیں روکا تھا

اور میں تم سے بات کیوں نہ کروں حارث لائے کو اپنے

مقابل کھڑا کرتے ہوئے بولا مگر لائے نے حارث کی بات

کا جواب نہیں دیا بس خاموشی سے سر جھکا لیا وہ

ناراضگی ظاہر کر رہی تھی یعنی حارث کا اس طرح

بولنا اسے اچھا نہیں لگا تھا وہ بیچاری اتنی دیر لگا کر

صرف حارث کے لیے تیار ہوئی تھی تاکہ وہ اسے اچھی

لگ سکے اور حارث ہی اسے بول رہا تھا کہ وہ بس

ٹھیک لگ رہی ہے یہ بات لائے کے لیے ناقابل قبول تھی

اور اب اسے خود پر غصہ آرہا تھا جس نے فضول کی

خوش فہمیاں پالتے ہوئے حارث کے لیے اتنا اہتمام کیا تھا

حارث اس کے ناراض ہوتے دیکھ کر لب مسکرایا اور

مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے حارث دو قدم کا

فاصلہ مٹاتے ہوئے اس کے قریب ہوا

تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو یہ میں تمہیں بعد میں

بتاؤں گا ابھی میرے پاس بالکل بھی اتنا وقت نہیں کہ

میں یہاں پر کھڑے ہو کر تمہارا اور اپنا وقت ضائع

کروں بلکہ مجھے صرف اس بات کی جلدی ہے کہ جلدی

سے مہمانوں سے مل کر میں تمہیں واپس لے کر جاؤں

آخر تمہیں بتانا بھی تو ہے کہ تم کتنی خوبصورت لگ

رہی ہو حارث زو معنی انداز میں بولا تو لائے کا دل زور

سے دھڑکا تھا جانے اس کے ارادے لائے کو کچھ ٹھیک

نہیں لگے

اب تم اس طرح بلش کرو گی تو میرے لیے مشکل بن

جائے گی پھر میرے دوست کا گلا مجھ پر رہے گا کہ

میں اس کے رسیپشن پر اس سے مل کر نہیں گیا اور

ایسے ہی واپس چلا گیا حادثہ لائے کے چہرے پر اتے

جاتے شرم و حیا کے رنگ دیکھتے ہوئے بولا تو لائے نے

اپنا جھکا ہوا سر مزید جھکا لیا لائے کو مزید تنگ کرنے

کا ارادہ ترک کر کے ہر اس نے اس کی کلانی کو آہنگی

گرفت میں لیا اور قدم ہال کے اندر کی جانب بڑھائے

حد ہے یار تو دوست ہو کے اتنا لیٹ آیا ہے حارث نے

ابھی ہال میں قدم رکھا ہی تھا جب سامنے سے اس کا

دوست آتا ہوا دکھائی دیا اور آتے ہی اس نے شکوہ بھی

کر ڈالا

ہاں تو تمہیں بھی پتہ ہے کہ حویلی سے شہر آنے میں

کتنا وقت لگتا ہے کچھ دیر تو لگنی ہی تھی حارث اس

کے گلے ملتے ہوئے بولا

یہ بھابی ہیں نا السلام علیکم بھابی کیسی ہیں آپ وہ

لائبہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

وعلیکم السلام بھائی میں بالکل ٹھیک لائے کو وہ عمر

میں خود سے کافی براد کھائی دے رہا تھا مگر پھر بھی

وہ اسے بھا بھی بول رہا تھا اور اس کا بھا بھی بولنا

زیادہ عزت دینا لائے تھوڑی کنفیوز ہو رہی تھی

ماشاء اللہ بھا بھی تو بہت پیاری ہیں ہماری تجھ جیسے

جن کو یہ پری کہاں سے مل گئی وہ ہنستے ہوئے بولا

جہاں سے تجھے بھا بھی مل گئی وہاں سے مجھے بھی

یہ پری مل گئی اب اپنے یہ دانت اندر کر لو ورنہ بغیر

لحاظ کیے 32 کے 32 دانت توڑ کر تیرے ہاتھ میں دے

دوں گا پھر جب ولیمے کے دلہے کو سب بغیر دانتوں کے

دیکھیں گے تو سوچو کیا ہو گا تمہیں تو بھا بھی بھی

چھوڑ کر چلی جائے گی حارث اس کی طرف دیکھتے

ہوئے استہزاء انداز میں بولادودانت پیتارہ گیا

چلو تمہیں ماہا سے ملواتا ہوں حارث لائے کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا اور اس کا ہاتھ تھام کر سٹیج کی

طرف آیا جہاں وہ لڑکی دلہن بنی بیٹھی تھی

اومائی گاڈ واٹ آسپر انز حارث مجھے تو لگ رہا تھا کہ

تم نہیں آؤ گے ماہا حارث کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ

سے اٹھ کھڑی ہوئی اور حارث کی طرف دیکھ کر

مسکراتے ہوئے بولی اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کے

لگ رہا تھا جیسے حارث کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ

کافی سرپرائزڈ ہو گئی ہو

انابتا تھا آخر میرے دونوں دوستوں کی شادی تھی

ایک نہیں دور شتہ نہیں نبھانے تھے اور اس مسکراتے

ہوئے بولا

شی از یوروائف ایم رائٹ وہ لائے کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے بولی تو حارث نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

اوووشی از سوکیوٹ اینڈ ان لائک پر نسز یوار ویری

لکی وہ لائے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

مخلصی اس کے انداز میں جھلک رہی تھی پتہ چل رہا

تھا کہ وہ سچے دل سے تعریف کر رہی ہے

ہیلو آئی ایم ماہا حارث کی لندن والی یونیورسٹی کی

فرینڈ وہ اپنا ہاتھ لائے کے آگے بڑھاتے ہوئے بولی تو

لائے کے دماغ میں ایک جھمکا سا ہوا یہ تو وہی لڑکی

تھی جس سے حارث اس دن فون پر بات کر رہا تھا

اففف کتنا غلط سوچ لیا تھا میں لائے کو پکچھتاوا ہوا

آئی ایم لائبہ حارث سکندر لائبہ نے مسکراتے ہوئے اس

سے ہاتھ ملایا اور اپنا تعارف کروایا جبکہ لائبہ کے

حارث سکندر بولنے پر بے اختیار حارث نے لائبہ کی

طرف دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے ماہا کی طرف دیکھ

رہی تھی کتنا خوبصورت احساس تھا کتنا اچھا

محسوس ہوا تھا جب لائبہ نے اپنی پہچان اس کے نام

سے کروائی تھی حارث نے ایک نظر ان دونوں کو آپس

میں باتیں کرتے دیکھا اور پھر سٹیج سے اتر کر اپنے

دوست سے بات کرنے لگا جو سٹیج کے قریب ہی کھڑا تھا

یو نولا تبہ حارث میری یونیورسٹی کا دوست ہے ہم سب

ایک ساتھ پڑھے ہیں مگر آج تک اس کا منہ سے تمہارا

ہی نام سنا تھا اور آج تمہیں دیکھ بھی لیا کافی اچھا

محسوس ہو رہا ہے واقعی حارث جیسا جو تمہارے

بارے میں بتاتا تھا تم بالکل ویسی ہو کیوٹ سی

انوسنٹ ماہالائے کے گال کو اپنی انگلیوں سے چٹکی

بنا کر چھوتے ہوئے بولی جبکہ لائے کا ذہن اسی بات

میں الجھ گیا کہ حارث انہیں شروع سے اس کے بارے

میں بتاتا تھا لیکن کیوں اس کے دماغ میں سوال پیدا

ہوا جس کا جواب اب صرف حارث ہی دے سکتا تھا

لائبہ نے اپنے آس پاس نظر دہرائی تو حارث کو دیکھا

جو کچھ فاصلے پر کھڑا اپنے دوست سے باتیں کرنے

میں مصروف تھا

کچھ دیر بعد ماہانے لائبہ کو اپنے ساتھ کھانا زبردستی

کھلا دیا تھا جبکہ حارث اپنے دوستوں کے ساتھ ہی

مصروف تھا لائے کی نظر بار بار بھٹک کر حارث کی

طرف جارہی تھی جبکہ حارث لائے کی طرف دیکھنے

سے بہت گریز کر رہا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ

اس کے کمنے دوستوں کہ ہاتھ کوئی موقع لگے اور وہ

اسے ذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں اس لیے وہ

لائے کی طرف دیکھنے سے بہت احتیاط برت رہا تھا اور

پھر تین گھنٹے وہاں رکنے کے بعد حارث نے اپنے

دوستوں کو خدا حافظ کہا اور لائبہ کو لیے ہال سے

باہر نکلا

اس وقت حارث کی گاڑی سڑک پر روادواں تھی جبکہ

لائبہ کو سخت نیند آرہی تھی وہ بہت تھک چکی تھی

کتنی دیر لگے گی مجھے بہت نیند آرہی ہے لائبہ حارث

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو حادثہ نے سڑک سے

نظریں ہٹا کر ایک نظر لائے کی طرف دیکھا جس کی

آنکھوں میں نیند کی خماری صاف دکھائی دے رہی

تھی

اتنا سو کر کرتی کیا ہو لڑکی جتنا تم سوتی ہو ناشاید

ہی حویلی میں کوئی اور اتنا سوتا ہو گا اپنی نیندوں پر

ذرا کنٹرول کرو آگے آسانی ہوگی ورنہ مشکل تو تمہیں

ہی فیس کرنی پڑے گی حارث آخر میں زو معنی انداز

میں بولا جس کی سمجھ لائے کو بالکل نہیں آئی تھی

اب اتنا بھی نہیں سوتی میں صرف رات کو سوتی ہوں

وہ بھی آدھی رات تک اب آپ کا انتظار کرنا پڑتا ہے 12

بجا کر آپ گھر لوٹتے ہیں آدھی رات میری آپ ویسے ہی

جاگنے میں خراب کر دیتے ہیں پیچھے بچے کچھ گھنٹے

اور ان کو کچھ گھنٹوں میں میری نیند پوری نہیں

ہوتی لائبہ اپنی نیند بھلا کر حارث کی طرف رخ کیے

اسے ساری تفصیل بتانے لگی کہ جس نیند کے بارے میں

وہ اسے بول رہا ہے وہ نیند اس کی وجہ سے اس کی

پوری نہیں ہوتی

وہ تو تمہیں جاگنا ہی پڑے گا مسسز کیونکہ شوہر کے

لیے جاگنا بھی ثواب کا کام ہے اور سات اٹھ گھنٹے

سونے سے ویسے بھی انسان کی نیند پوری ہو جاتی ہے

تم پتہ نہیں کون سی مخلوق ہو جسے اپنی نیند پوری

کرنے کے لیے 12 گھنٹے درکار ہوتے ہیں حارث سڑک پر

نظریں جماتے ہوئے بولا جبکہ حارث کی بات پر لائبرے کے

دماغ پر لگی اور تلوے پر اتری

کیا مطلب ہے آپ کے کہنے کا کہ شوہر کے لیے انتظار کرنا

بیوی کے لیے ثواب کا کام ہے اور شوہر کے لیے یہ نہیں

بتایا گیا کہ بیوی کو زیادہ انتظار نہیں کروانا چاہیے

ٹائم سے گھر جا کر کھانا کھانا چاہیے تاکہ بیوی کی

نیند خراب نہ ہو اور میرے سونے کے لیے 12 نہیں 24

گھنٹے بھی کم ہے اور یہ 24 گھنٹوں کی نیند میں بہت

سکون ساپوری کرتی تھی جو آپ سے نکاح ہونے کے

بعد مجھ پر حرام ہو گئی ہے لائبہ بولی تو نان سٹاپ

بولتی ہی گئی

دیکھو تم میری بیوی ہو اول تو میرا انتظار کرنا تم پر

فرض ہے اور دوسری بات میں نہیں چاہتا کہ شادی کے

بعد مجھے آلسی بیوی کے ساتھ گزارا کرنا پڑے اس لیے

میں ابھی سے تمہیں جگا کر تمہاری پریکٹس کروا رہا

ہوں حارث آنکھوں میں شرارت لیے لائے کے تعلق

دیکھتے ہوئے بولا

دیکھیں آپ مجھ سے بات ناہی کریں تو بہتر ہوگا ایک

تو آپ نے میری تعریف نہیں کی اور اب آپ مجھے اتنی

باتیں سنارہے ہیں لائبہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے

ناراضگی بھرے لہجے میں بولی یعنی اس کے بعد ابھی

بھی تعریف پرائی ہوئی تھی اسی بات کا دکھ تھا کہ

حارث نے اس کی تعریف نہیں کی یہ سوچ کے حارث نے

اپنے دانتوں تلے اپنا لب دبا کر اپنے مسکراہٹ چھپائی

عینا اس وقت اپنے کمرے میں موجود بیلا کو سلار ہی

تھی کچھ دیر بعد اسے احساس ہوا کہ بیلا سو چکی ہے

تو اس نے دھیرے سے اس کا ماتھا چوما اور چیخ کرنے

چلی گئی

زر خان نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا اور کمرے

میں داخل ہوا تو سامنے ہی بیڈ پر اسے بیلا سوتی ہوئی

دکھائی دی مگر عینا وہاں موجود نہیں تھی زر خان

مسکراتا ہوا بیڈ کے قریب گیا اور اس کے قریب ہی

بیٹھ گیا وہ جو سارا دن حویلی میں کھلکھلاتی رہتی

تھی شرارتیں کرتی رہتی تھی بھاگتی دوڑتی رہتی تھی

سوتے ہوئے وہ بچی کتنی معصوم اور پیاری لگتی تھی

اور وہ واقعی میں اتنی ہی معصوم تھی ایک چار سال

کی بچی میں معصومیت نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا

مگر اس کی معصومیت میں اعلیٰ پرورش جھلکتی تھی

جو عینانے اس کی تھی اس کے بولنے کا طریقہ

لفظوں کا انتخاب اور بڑوں کا احترام سب عینا کی

پرورش تھی

مائی لیٹل پر نسز زرخان بولتا ہوا جھکانرمی سے اس

کی پیشانی پر لب رکھے پھر اس کے گال کو لبوں سے

چھوا اور آرام سے پیچھے ہٹا اور دوبارہ کمرے میں نظر

دہرائی واش روم کی لائٹ آن تھی یقیناً عینا کمرے میں

ہی موجود تھی اور وہ بیلا کو چھوڑ کر رات کے وقت

کہیں نہیں جاتی تھی اس لیے تو زرخان اس وقت یہاں

آیا تھا کیونکہ اسے عینا سے بہت ضروری بات کرنی

تھی اور اس کے لیے بات کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ

عینا کس وقت کہاں نکل جائے کوئی بھروسہ نہیں تھا

وہ ہوا کی طرح آتی تھی اور ہوا کی طرح چلی جاتی

تھی سمجھ سے باہر تھا کہ یہ لڑکی اتنی تیز دماغ

کیسے ہے

عینا چلیج کر کے واش روم سے باہر نکلی تو اس نے

سامنے بیڈ پر زر خان کو بیٹھا پایا تو اس کے ماتھے پر

بے شمار بل نمودار ہوئے اب وہ اس کے کمرے میں کیا

لینے آیا تھا عجیب شخص تھا منہ اٹھا کر جب مرضی

اس کے کمرے میں کھس آتا تھا

زرخان نے دروازہ کھلنے کی آواز پر نظر اٹھا کر عینا کی

طرف دیکھا جو کھلے کھلے سے پیلے رنگ کے ڈھیلے

ڈھالے اور سادہ سے جوڑے میں ملبوس تھی چہرے سے

پانی کی بوندیں پھسل کر گردن تک جذب ہو رہی تھی

شاید وہ ابھی منہ دھو کر آئی تھی چہرہ بالکل صاف

اور شفاف تھا میک اپ سے پاک چمکتا چہرہ اور

چمکدار گردن کے بالکل درمیان میں جگمگاتل زر خان

کو ایک منٹ میں بے چین کر گیا تھا وہ سادہ سے حلّیے

میں بھی زر خان کے ہوش ٹھکانے لگانے کا ہنر رکھتی تھی

مجھے لگتا ہے کہ مجھے اپنے کمرے کو لاک لگا کر رکھنا

پڑے گا تاکہ کوئی بھی منہ اٹھا کر اس کمرے میں نہ آ

سکے عینا اپنا چہرہ ٹاول سے صاف کر کے ٹاول کو

سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی اس کا انداز سنجیدہ تھا

یہ حویلی بھی میری ہے یہ کمرہ بھی میرا ہے اور اس

کمرے میں رہنے والی بھی میری ہے کسی میں اتنی

جرات نہیں کہ مجھے یہاں آنے سے روک سکے ایک لاک

چھوڑ کر تم ہزار لاک لگا لو مگر پھر بھی سامنا تو

تمہیں میرا ہی کرنا پڑے گا مسس زرخان سکندر زرخان

عینا کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

جبکہ اپنا نام لے کے عینا کو باور کروانا اس نے ضروری

سمجھا تھا

اور آپ بھول رہے ہیں مسٹر زرخان سکندر کہ آپ کو

برداشت کرنا میری مجبوری بالکل نہیں ہے اور یقین

مانیں میں نے ابھی تک آپ کو کچھ نہیں کہا اور نہ

مجھے لگامیں ڈالنی بہت اچھے سے آتی ہیں عینا زرخان

کی طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تو زرخان

کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی

اور تم بھول رہی ہو مسز زرخان سکندر کہ میں کوئی

گھوڑا نہیں جس پر لگامیں ڈالی جائیں زرخان سکندر

ایک بے لگام وجود ہے جس پر لگامیں ڈالنے والا اس

دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا اور تم اتنی ہواؤں میں اڑنا

بند کرو جس دن تمہیں میں نے زمین پر پڑکانا دوبارہ

اٹھنے نہیں دوں گا زرخان قدم بقدم چلتا عینا کے مقابل

کھڑے ہوتے ہوئے بولا

لگتا ہے آپ مجھے کچھ زیادہ ہی ہلکے میں لے رہے ہیں

خیر میں آپ سے بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتی اس

لیے بہتر یہ ہو گا کہ میرے کمرے سے چلے جائیں اور

دوبارہ کبھی میری اجازت کے بغیر اس کمرے میں قدم

مت رکھیے گا تو ہی بہتر ہو گا آپ کے حق میں بھی اور

میرے حق میں بھی عینا زرخان کی آنکھوں میں

آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی اور اس کے پاس سے گزرنے

لگی جب زرخان نے اس کا باز پکڑتے ہوئے اسے دوبارہ

اپنے مقابل کیا

دیکھو لڑکی تم بڑی آفسر ہو گی اپنی جگہ تمہارے رعب

ہوں گے اپنی جگہ تمہارے حکم کے غلام ہوں گے

تمہارے آفسر ز اپنی جگہ مگر میں کسی کے حکم کا

غلام نہیں شوہر ہو تمہارا بیوی ہو تم میری اور میرے

سامنے فضول کا رعب مت جھارا کرو کیونکہ میں

تمہارا آفیسر نہیں جو تمہارے حکم کے لیے سر خم کر

کے تمہاری ہاں میں ہاں ملائے گا میں زرخان سکندر ہوں

تمہارے سر کا سائیں تمہارا مجازی خدا میں جو بولوں

گا وہ تمہیں کرنا ہو گا ہر حال میں اگر نہیں کرو گی

میری بات کو نہیں سنو گی تو مجھے اپنا طریقہ بھی آتا

ہے زرخان اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسے بہت

کچھ باور کروا گیا تھا

اور آپ کو کس نے کہا کہ میں آپ پر رعب جھاڑ رہی

ہوں غیر متوقع لوگوں پر مجھے رعب جھاڑنے کی کوئی

ضرورت نہیں میں حکم صرف وہاں دیتی ہوں جہاں

میرا فرض ہوتا ہے اور آپ سے میرا کوئی فرض نہیں

جڑا اس لیے ذرا احتیاط کیجئے گا مجھے نہیں لگتا کہ

مجھے یاد کروانا پڑے گا کہ میں کن شرتوں پہ اس

حویلی میں آئی ہوں عینا کہاں پیچھے ہٹنے والی تھی

وہ بھی ترکی باتر کی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی

تمہاری شرتیں گئی بھار میں تم میری بیوی ہو میں

صرف اتنا جانتا ہوں اور تمہیں مجھ سے جدا دنیا کی

کوئی طاقت نہیں کر سکتی سوائے اس خدا کے اور اس

خدا نے ہی تمہیں میرے حق میں لکھا اور اس حق سے

تو غافل میں کبھی نہیں ہونے لگا اور یہ بات تم اپنے

اس دماغ میں بٹھالو زرخان ایک جھٹکے سے اپنے

قریب کرتے ہوئے بولا اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے

پھنکارا آج اس کے لہجے میں محبت شوق نہیں تھی

بلکہ آج وہ عینا پر بہت کچھ جتلا رہا تھا شاید وہ بار

بار عینا کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں سے تنگ آ

چکا تھا یا وہ فضول کار عب جو وہ اس پر جھاڑتی

تھی آج تک اس نے کبھی کسی کی ایک بات تک نہیں

سنی تھی اور اس کی بیوی ہر وقت اس کے سر کی

تو پ بنی رہتی تھی

کون سے حق جتلا نا چاہ رہے ہیں آپ جنہیں اپنے ہاتھوں

سے خود آپ نے ختم کیا تھا ویسے آپ کو ایک بار یہ

بات کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ جسے آپ نے بری

طرح اپنے گھر والوں کے سامنے دھتکارا تھا آج بند

کمرے میں آپ اس سے حق جلا رہے ہیں اسے یہ باور

کروا رہے ہیں کہ آپ کے اس پر حق ہیں سوانٹر سٹنگ

عینازرخان کو گہرا طنز کر گئی تھی

اور ایک بات تو بتائیں بار بار میرے پیچھے اس کمرے

میں کیا لینے آتے ہیں آپ کیارہا نہیں جاتا یا کچھ اور

چاہیے آپ کو عینا کا انداز عجیب سا تھا مگر زر خان کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ لانے کا سبب بن گیا تھا

رہا تو مجھ سے واقعی نہیں جاتا تمہارے بغیر اور اوپر

سے تم نے ریڈی میڈ بیٹی بھی دے دی ہے اب تو رہنا

اور مشکل ہے تم دونوں کے بغیر تمہاری تو بری طرح

عادت تھی اور اب میں ڈسٹرب ہوتا ہوں اکیلا بستر

مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے اس لیے یہاں چلا آتا ہوں

ویسے بھی میرا اپنا گھر ہے میری اپنی بیوی ہے میں

اس کمرے میں رہوں یا اس کمرے میں کیا فرق پڑتا ہے

تو کیا کہتی ہو پھر جو مجھے چاہیے وہ میں لے لوں

زرخان اس کی کمر میں اپنا کسرتی ہی بازو لپیٹ کر

ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا وہ اس

جھٹکے سے سنبھل ناسکی اس سے پہلے کہ وہ سیدھا

اس کے سینے سے لگتی اس نے دونوں ہاتھ سے زرخان

کے سینے پہ رکھ کر خود کو زرخان کے وجود سے

ٹکرائے سے روکا

آپ کوئی انتہا کے بے شرم انسان ہیں دل تو چاہتا ہے کہ

پورے گاؤں کے سامنے آپ کی پول کھول دوں اور سب

کو بتاؤں کہ بظاہر سخت نظر آنے والا ان کا سردار اندر

سے کتنا ٹھہر کی اور چھچھورا ہے عینا دانت پیستے ہوئے

بولی مگر زر خان کا زور دار قہقہہ اسے مزید تپا گیا

ان کا وہ سردار مرتا بھی تو تم پر ہی ہے یہ بات کیوں

نہیں سمجھتی تم میری محبتوں کا تاب نالاتے ہوئے تم

بہت برا ظلم کرتی ہو مگر جس دن تم میری مضبوط

پکڑ میں آگئی اس دن تمہاری تمام راہیں میری باہوں

میں بند ہو کر رہ جائیں گے جہاں سے تمہارا نکلتا

ناممکن ہو گا زرخان اس کان میں سرگوشی نما آواز میں

بولا جبکہ عینا کا دل چاہ رہا تھا کہ اس بے شرم انسان

کاسر پھاڑ دے جسے ہزار بار دھتکارنے کے بعد بھی اثر

نہیں ہوتا بار بار وہی حرکتیں کرنے لگتا ہے جس سے

اس سے منع کیا جائے

میرے ساتھ یہ چھچھورا پن دکھانے کی ضرورت نہیں

سمجھے آپ عینا اس کے سینے پر ہاتھ رکھا کر اسے

پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی

چھچھورا پن نہیں محبت ہے یہ میری پیار ہے میرا

چاہتیں ہیں میری جو صرف تمہارے لیے ہیں اگر تم

سمجھو تو اگر نہ سمجھو تو بھی تمہارے ہی لیے ہیں

زر خان دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا جبکہ عینا سے

حیرانگی سے دیکھتی ہی رہ گئی کتنا ڈھیٹ انسان تھا

وہ مگر وہ اظہار کے معاملے میں بہت امیر تھا دل

کھول کر اظہار کرتا تھا

زر خان نے آہستہ سے عینا کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے

قریب کیا اس کی کمر پر اپنے دونوں بازو لپیٹے اور اس

کی گردن میں چہرہ چھپا لیا یہ عمل اتنا اچانک ہوا تھا

کہ عینا کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا وہ

ہمیشہ اس کی دہکتی رگ پر ہاتھ رکھتا تھا جہاں عینا

چاہ کر بھی اس سے دور نہیں جا پاتی تھی وہ چاہے

خود سے لاکھ انکار کرے مگر سچ تو یہ تھا کہ اسے

اپنے شوہر سے محبت تھی بے تحاشہ محبت مگر اس نے

کبھی ظاہر نہیں کیا تھا

تم ظہیر ملک کے پاس نہیں جاؤ گی کسی بھی صورت

زر خان اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے بولا عینا

کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ التجا کر رہا ہے یا حکم

دے رہا ہے

آپ میرے اور میرے مشن کے درمیان نہیں آ سکتے وہ

گنہگار ہے میرے پاس اس کا اریسٹ وارنٹ ہے وہ

مجھے حساب دے ہے آپ میرے راستے میں نہیں آ

سکتے عینا کا لہجہ نرم تھا جبکہ زر خان کو حیرانگی

ہوئی اسے اتنی نرمی سے بات کرتے دیکھ کر

وہ بہت گھٹیا شخص ہے اور میں نہیں چاہتا میری بیوی

پر کسی بھی گھٹیا شخص کی نظر پڑے تم وہاں نہیں

جاؤ گی تو مطلب نہیں جاؤ گی دانیال اسے اریسٹ کر

لے گا مگر تم اس شخص کے سامنے نہیں جاؤ گی

زر خان اس کی گردن پر لب رکھتے ہوئے بولا اس کی

قربت کا جنون تھا یا اس کی نزدیکی کی خوشبو جو

عینا کے حواسوں پر سوار ہونے لگی تھی مگر وہ یہ

نہیں ہونا دینا چاہتی تھی

میں آپ کی بیوی کے علاوہ ایک آفیسر ہوں اور میں

کسی کے باپ سے نہیں ڈرتی ظہیر ملک کیا چیز ہے اپنے

خدشات کو دور رکھیں اور امید کرتی ہوں کہ دوبارہ

آپ مجھے میرے کسی راستے میں آکر نہیں ٹوکیں گے

عینا نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے بولی تو

زرخان گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا جب کہ بازو

ابھی بھی اس کی کمر میں ہی حائل تھے اور تعجب کی

بات یہ تھی کہ وہ اسے خود سے دور نہیں کر رہی تھی

نہ ہی اسے دھتکار رہی تھی بلکہ وہ اس کے حصار میں

آرام سے کھڑی تھی اور یہ چیز زر خان کو بہت کچھ

سوچنے پر مجبور کر رہی تھی

میری ایک بات کان کھول کر سن لو عین اگر تم میری

بات کو رد کر کے ظہیر ملک سے ملنے گئی تو اچھا نہیں

ہو گا میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا تو میں اگر کسی

چیز سے تمہیں روک رہا ہوں تو پیچھے ہٹ جاؤ زر خان

اس کی سفید گردن کے درمیان پورے آب و تاب سے

چمکتے تل کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا

میرے لیے آپ کی کوئی بھی بات کوئی اہمیت نہیں

رکھتی اور مجھے منع کرنے والے آپ کون ہوتے ہیں میں

سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہوں مگر اپنے مشن

میں آنے والی رکاوٹوں کو میں ہر گز برداشت نہیں کروں

گی بہتر ہوگا کہ آپ میرے راستے سے ہٹ جائیں اور

دوبارہ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے بتانے کی ضرورت

نہیں میں آپ سے زیادہ اچھے سے جانتی ہوں کہ میرے

حق میں صحیح اور غلط کیا ہے عینا زرخان کا ہاتھ

جھٹک کر تلخ لہجہ اپناتے ہوئے بولی جبکہ زرخان اس

کے دھوپ چھاؤں جیسے رویے کو دیکھتا ہی رہ گیا

کچھ دیر پہلے والی نرمی تھی وہ اب غائب ہو چکی

تھی چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی

میں نے تمہیں بولا ہے ناکہ تم نہیں جاؤ گی تو مطلب

نہیں جاؤ گی اور اگر تم نے ایک قدم بھی اس کی

کمپنی میں رکھا یا اس کے سامنے بھی گئی تو پھر میں

وہ کروں گا جو تمہاری سوچ بھی نہیں ہو گی زر خان

اس کے بازو کو سختی سے پکڑ کے غرایا اور پھر ایک

جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑ کے بغیر اس کی طرف

دیکھے کمرے سے نکل گیا وہ اپنے اشتعال پر قابو پانا

چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ عینا پر غصہ کرے

مگر عینا جان بوجھ کر اس کے غصے کو ہوا دے رہی

تھی اس کی بات نہ مان کر اس کے خلاف جا کر

سمجھتے کیا ہیں خود کو میں جاؤں گی اور ہر حال

میں جاؤں گی یہ کون ہوتے ہیں میری زندگی کے فیصلے

کرنے والے یہ میرا مشن ہے میرا فرض ہے اور اسے میں

ہر صورت نبھاؤں گی کر لیں جو کرنا ہے عینا غصے سے

سرخ ہوتا چہرے لیے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے

بولی جہاں سے ابھی زر خان نکل کر گیا تھا اب دیکھنا

یہ تھا کہ عینا زرخان کی بات کا پاس رکھ کر اس کی

بات کو اہمیت دیتی ہے یا اس کی بات کو نظر انداز کر

کے اس کے خلاف جا کر اس کے اشتعال کو ہوا دیتی ہے

حادث کی گاڑی حویلی کے پورچ میں رکی تو لائبرے بغیر

حارث کی طرف دیکھے بغیر گاڑی کا دروازہ کھولتی

باہر نکلی اور اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ حارث نے

اسے گھور کر دیکھا تھا

رکوزر ابتاتا ہوں تمہیں میں حارث جلدی سے اپنی گاڑی

سے نکلا اور ایک ہی جست میں لائے تک پہنچ کر اس

کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیا اور تقریباً گھسیٹنے

کے انداز میں اسے حویلی کے اندر کے لے جانے لگا جب

کہ لائے اس کے جاہر انہ انداز پر پھڑپھڑاتی ہی رہ گئی

حادثہ بغیر کے لمبے لمبے ڈھک بڑھتا اپنے کمرے میں آیا

اور لائے کو کھینچ کے کمرے کے اندر کیا دروازہ بند کر

کے دروازے کے ساتھ لائے کو پن کر کے بغور اسے

دیکھنے لگا جو بدحواس ہو چکی تھی اپنے گرد لپیٹی

شال وجود سے ہٹ کر بازوؤں میں آچکی تھی دوپٹہ

ایک کندھے پر تھا اور بال دونوں کندھوں پر بکھر چکے تھے

یہ اتنا ایڈیٹیوڈ کسے دکھا رہی ہوں حارث اس کے

اطراف دونوں ہاتھ رکھ کر اس کے چہرے پر جھکتے

ہوئے بولا

مجھے نہیں ضرورت آپ کو کوئی بھی ایڈیٹیوڈ دکھانے

کی پیچھے ہٹیں مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے لائے

اپنے حواس سنبھالتی ہوئی سنبھل کر بولی

کچھ دن صرف کچھ دن ہیں تمہارے پاس اس کے بعد

تمہیں اسی کمرے میں ہی آنا ہے اور یہاں سے تم نکل

نہیں سکتی میری یہ بات اپنے اس دماغ میں بٹھالینا

حادثہ لائے کی طرف دیکھتے ہوئے جتانے والے انداز

میں بولا تو لائبہ نے حارث کو خفگی بھری نظروں سے

دیکھا تو حارث کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

اور اس کی مسکراہٹ لائبہ کو زہر لگی تھی وہ اس کا

بازو پیچھے ہٹا کر وہاں سے نکلنے لگی جب حارث نے

اسے دوبارہ روک لیا

رکو تو سہی پہلے اپنی تعریف تو سن لو حارث لائبہ کے

کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا جبکہ اس کے ہونٹ

لائبہ کے کان سے مس ہو رہے تھے لائبہ کی ریڑھ کی

ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوئی

مم مجھے نہیں سننی لائبہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی

جبکہ حارث کے ہونٹوں کی حرکت وہ اب اپنے کان کے

پیچھے محسوس کر رہی تھی جہاں وہ جا بجا اپنا لمس

چھوڑ کر اسے گھبرانے پر مجبور کر رہا تھا

لیکن مجھے تواب کرنی ہے کیونکہ میں تعریف لفظوں

سے نہیں کرتا عمل سے کرتا ہوں حارث اس کے گال پر

لب رکھتے ہوئے بولا وہ لائبہ نے گھبرا کر حارث کی

طرف دیکھا جو آنکھوں میں خمار لیے اسی کی طرف

دیکھ رہا تھا

دو دیکھیں مم مجھے بہت نیند آرہی ہے لائے حادثہ کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی جو اس کے چہرے پر جا بجا

اپنا لمس چھوڑنے میں مصروف تھا

حادثہ نے اپنی خمار بھری نگاہیں اٹھا کر ایک نظر لائے

کی سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا اور پھر بغیر کچھ بولے

اس کی سانسوں کو قید کر گیا اس کے لمس میں بے

حد نرمی تھی جبکہ لائبہ کے لیے یہ چیز بھی بہت

سخت تھی وہ کہاں برداشت کر سکتی تھی حارث کی

قربتوں کو اس کے لمس پر وہ کانپ کر رہ گئی اس میں

اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ حارث کو خود سے دور

دھکیل سکے جبکہ حارث اس کے اطراف سے بازو ہٹاتا

اس کی کمر میں بازو حائل کر کے اسے اپنے سینے میں

بھینچ چکا تھا اس کا لمس پاتے ہی وہ کسی اور ہی

دنیا میں پہنچ چکا تھا اور اس کی سانسوں کو آزادی

دینا شاید وہ بھول ہی گیا تھا جب کہ لائبہ کو اپنی

سانس بند ہوتی محسوس ہو رہی تھی

کچھ دیر بعد حادثہ نے نرمی سے اسے سانسیں بخشی

اور پیچھے ہٹ گیا اور اس کے چہرے کی طرف دیکھنے

لگا جو سرخ چہرہ لیے اس کے کندھے سے سر ٹکا کر

لبے لبے سانس لے رہی تھی اسے دیکھ کر حارث

دلکشی سے مسکرایا

تو پھر کیسی لگی تعریف حارث اس کے کان میں

سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو لائبرہ جلدی سے اس سے دو

قدم دور ہوئی حارث سے نظریں ملانا اب اس کے لیے

ناممکن کام تھا

لائبہ کمرے سے باہر نکلنے لگی جب حادثہ نے اس کی

کلانی پکڑ کر دوبارہ اسے روکا اب کی بار لائبہ نے سرخ

چہرے کو چھپا کر غصے سے اس سے گھورا

بہت خوبصورت لگ رہی تھی میری جان مجھے نہیں پتہ

تھا کہ میرا لایا گیا جوڑا تم اتنے دل سے پہنو گی اور

اتنے دل سے تیار ہو جاؤ گی تم میری سوچو کہ برعکس

نکلی مگر یہ بھی اچھا ہے حارث نرمی سے اپنے سینے

سے لگاتے ہوئے بولا اس کی بار لائے گھبرائی نہیں تھی

چھوڑیں مجھے اب کمرے میں جانا ہے مجھے نیند آرہی

ہے لائے حارث سے دور ہونے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

تو حارث نے نرمی سے اسے چھوڑ دیا جب کہ موقع پاتے

ہی لائے تیزی سے کمرے سے نکلی تھی لائے کے جاتے

ہی حارث کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہو گئی جو بھی

تھا یہ پگلی اب اسی کی تھی اور اسے وہ بے حد عزیز

تھی شاید خود سے بھی زیادہ

آج اتوار کا دن تھا اور سب ہی آج حویلی میں موجود

تھے اور عینا بھی آج حویلی میں ہی موجود تھی

کیونکہ اس نے بیلا سے وعدہ کیا تھا کہ سنڈے کو وہ

سارا دن اسی کے ساتھ گزارے گی اور اب اپنے وعدے

کے مطابق وہ بیلا کو ناشتے کے لیے تیار کر رہی تھی

جبکہ بیلا کی باتیں جاری تھی اور عینا مسکراتے ہوئے

اس کی ساری باتیں سن رہی تھی اور اس کے سوالوں

کے جواب بھی دے رہی تھی

مام آنی کو بھی بلا لیں یہیں پر وہ بھی ہمارے ساتھ

رہیں گی اتنا اچھا لگے گانا آنی وہاں اکیلی ہیں انہیں

ڈر لگتا ہو گانا آپ ان کو بھی بلا لیں نابیلا عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے معصومانہ انداز میں بولی تو عینا

مسکراہٹ گہری ہو گئی یقیناً وہ دانیل کے بارے میں بات

کر رہی تھی اس کا دماغ بھی عینا جیسا ہی تھا جو

ایک وقت میں بہت سے لوگوں کے بارے میں سوچ لیتی

تھی مگر ابھی وہ صرف بچی تھی اور وہ اتنی ایکٹو

تھی یقیناً بڑی ہو کر اس نے بہت برلینٹ ثابت ہونا تھا

آجائیں گی آپ کی آنی بھی ابھی چلیں ہمیں ناشتہ کرنا

ہے ہم آگے ہی لیٹ ہو چکے ہیں عینا سے بیڈ سے اٹھا کر

زمین پر کھڑا کرتے ہوئے بولی عینا نے آج بھی اسے بہت

اچھے طریقے سے تیار کیا تھا اور بالکل کسی گڑیا کی

طرح لگ رہی تھی آج وہ گرے رنگ کی گھٹنوں تک آتی

فراک اور نیچے چوڑی دار پجامہ پہنے بالوں کی ایک

اونچی پونی بنائے گلے میں چھوٹا سادو پٹہ ڈالے اتنی

خوبصورت لگ رہی تھی کہ عینا کو بے اختیار اس کی

نظر اتارنی پڑے جبکہ عینا بھی اسی کی طرح گرے

فراک اور چوری دار پجامے میں ملبوس تھی وہ دونوں

ماں بیٹی نے ایک جیسی ڈریسنگ کی تھی اور دونوں

ہی بہت خوبصورت لگ رہی تھی

عینا نے اپنے سر پر دوپٹہ لیا اور بیلا کا ہاتھ پکڑ کر

کمرے سے باہر نکل گئی

مام ہم نے ایک جیسی ڈریسنگ کی ہے ہم آج بہت ساری

پکس بھی بنائیں گے وہ باہر پارک میں بیلا عینا کے

ساتھ آتی ہوئی چہکتے ہوئے بولی

بیلا وہ پارک نہیں ہے وہ لان ہے عینا نے اسے ٹوکا کیونکہ

وہ بار بار حویلی کے لان کو پارک ہی سمجھتی تھی

اور پارک ہی بولتی تھی

ٹھیک ہے ہم اس لان میں پکس بنائیں گے نامام بیلانے

اپنے لفظ درست کرتے ہوئے دوبارہ وہی سوال کیا

ہاں جی بنائیں گے بہت ساری عینا مسکراتے ہوئے بولی

اب وہ دونوں سیڑھیاں عبور کر رہی تھی

مگر ہمارا والا کیمرہ تو یہاں نہیں ہے پھر ہم کیا کریں

گے بیلا عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کیمرے کی ضرورت نہیں بیٹا ہم فون میں بنائیں گے

وہاں بھی اچھی بنیں گی عینا بیلا کی طرف دیکھتی

ہوئی بولی اب وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر نیچے آچکی

تھی جبکہ سامنے ہی ڈائننگ ٹیبل پر حویلی کے تمام

افراد موجود تھے اور ان کی نظریں ان دونوں پر ہی

تھی کیا کمال کی لگ رہی تھی وہ دونوں بڑی اماں تو

ماشاء اللہ بولے بغیر رہ ہی نہیں سکی

زر خان نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا اور دوسری نظر

اپنے بیوی کو جو سیم ٹو سیم ڈریس میں موجود تھی

جب کہ بیلا تو اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کہ زر خان کا

دل کیا بھی اسے پکڑ کے اس کے دونوں گال چوم لے

مگر اس کے لیے صبر کرنا تھا آخر اس نے خود ہی اپنے

ڈیڈ کے پاس آ جانا تھا

السلام علیکم عینا اور بیلا نے سب کو سلام کیا اور اپنی

کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی

اوو ہود و سیارے ایک جیسے مجھے تو لگا کہ میں چاند

پر پہنچ گیا ہوں دانیال بیلا اور عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے شرارت سے بولا

دنیال۔۔۔۔۔ بیلا نے دانیال کو پکارا

ایک تو پر نسز تم میرے نام کا الف کھا جاتی ہو لیکن

خیر کوئی بات نہیں حکم کرو کیا بولنے والی تھی تم

دانیال نے بیلا کو ہاتھ کے اشارے سے اسے بولنے کا

اشارہ کرتے ہوئے بولا جیسے وہ اس کی کوئی غلام ہو

عینا آنکھیں چھوٹی کر کے سامنے بیٹھے نوٹنگی کو دیکھا

وہ میں نے گدھا دیکھنا ہے بیلا معصومیت سے آنکھیں

ٹپ ٹپاتے ہوئے بولی جبکہ عینا نے بہت مشکل سے اپنی

ہنسی دبائی تھی کیونکہ رات کو بیلا ضد کرتے ہوئے

سوئی تھی کہ اسے گدھے کو دیکھنا ہے کہ گدھا کیسا

ہوتا ہے جبکہ عینا نے بولا تھا کہ وہ اسے صبح دکھائے

گی اور اب وہ دانیال بول رہی تھی کہ اس نے گدھا

دیکھنا ہے

بیلا کی بات سن کے دانیال نے جھٹکے سے سراٹھا کر

بیلا کی طرف دیکھا جو معصومیت بھرے چہرے سے

اسی طرف دیکھ رہی تھی اب اس بیچاری کو کیا پتہ

تھا کہ یہاں پر گدھا کسے بولا جاتا ہے اس کے تو ذہن

میں بس یہ معصومانہ سوال آیا تھا کہ اسے گدھا

دیکھنا تو اس لیے اس نے پوچھ لیا دانیال نے بیلا سے

نظریں ہٹا کے عینا کی طرف دیکھا جو اپنی ہنسی

چھپانے کے چکروں میں سرخ پڑ رہی تھی دانیال فوراً

سمجھ گیا کہ صورتحال کیا ہے

ارے بیٹا آپ کو گدھا دیکھنا ہے یہ دیکھو زرخان نے

بولتے ہی دانیال کا پاس پڑا فون اٹھایا اور اس کا فون

آن کیا سامنے وال پیپر پر دانیال کی تصویر تھی اس نے

فون بیلا کے سامنے رکھ دیا اب بیلا کبھی فون میں

دانیال کے تصویر کو دیکھتی تو کبھی سراٹھا کر

دانیال کی طرف دیکھتی جو زرخان کو گھور رہا تھا

ہا ہا ہا ہا ہا یہ تو دنیال ہے اور دنیال گدھا تو نہیں ہے نا

بیلا کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بولی

بیٹا یہی گدھا ہے دھیان سے دیکھو زرخان اپنی

مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بولا تو بیلا غور سے دنیا کی

تصویر کو دیکھنے لگی جب کہ دنیا کا تو خون ہی

کھول رہا تھا خود کو گدھا کہلائے جانے پر یہاں آنے کے

بعد تو اسے سچ میں گدھا سمجھا جانے لگا تھا

دانیال نے نظر اٹھا کر عینا کی طرف دیکھا جو اسے ہی

دیکھ رہی تھی دانیال نے نظروں ہی نظروں میں عینا

کو اشارہ کیا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ رحم کرو مجھ

پہ یار اتنی چھوٹی سی بچی کے منہ سے میں گدھا

نہیں سن سکتا دنیال کی نظروں میں موجود التجا کو

سمجھتے ہوئے عینا کی آنکھوں میں بھی شرارت چمکی

سوری ڈیر آفیسر تم سسپینڈ ہو اور آف ڈیوٹی میں

تمہاری سینئر ہونے کے ناطے کوئی مدد نہیں کر سکتی

عینانے سیم ٹو سیم دانیال والا ڈائلاگ مارا جو کچھ

دن پہلے دانیال نے بولا تھا جبکہ اپنا کاپی پیسٹ

ڈائلاگ سن کر دانیال کہ سر پر لگی اور تلوے پر اتری

میں ریزائن بھی کر سکتا ہوں دانیال نے اسے دھمکی دی

کردو "عینا بول کر ہنس پڑی زر خان نے بے اختیار"

نظریں اٹھا کر عینا کے چہرے پر میں ڈالی

پاکستان کا پانی پی کر تم کچھ زیادہ تیز نہیں ہو گئی

دانیال دانت پیستے ہوئے بولا

ہاں لگتا ہے صحیح کہہ رہے ہو تم یہ بھی کسی کسی کو

لگتا ہے اب ہر کوئی تمہارے جیسا گدھا تھوڑی ہوتا ہے

جو ہر چیز کو گھاس سمجھ لے عینا اپنی مسکراہٹ دبا

کر بولی پتہ نہیں آج وہ کس موڈ میں تھی مگر دانیال

کی آج شامت آچکی تھی وہ بھی عینا کے ہاتھوں

سائمہ بیگم نے ان دونوں کو نوک چھوک کرتے دیکھ کر

مسکرا کر اپنا سر جھکا لیا

اب خون مت جلاؤ اپنا چپ کر کے ناشتہ کرو اس کے

بعد تمہیں کچھ دکھانا ہے خاص طور پر تمہیں عینا

دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور اس کے نام پر

زور دے کر بولی تو دانیال نے نا سمجھی سے عینا کی

طرف دیکھا

مام میں نے بھی دیکھنا ہے بیلا ایکسائیڈ ڈھوتے ہوئے بولی

او کے میری جان آپ بھی دیکھ لینا ابھی بس ناشتہ

کریں عینا اسے پکڑ کے سہی سے کرسی پر بٹھاتے ہوئے

بولی اور اس کے لیے ناشتہ نکالنے لگی جبکہ سب بھی

مسکراتے ہوئے ناشتہ کرنے لگے اور زر خان سکندر کی

نظریں تو بار بار اپنی بیوی پر ہی جاٹھرتی تھی جو آج

گرے رنگ کے جوڑے میں ملبوس کچھ زیادہ ہی پیاری

لگ رہی تھی

پتہ نہیں ہمیں کب یہ میری جان بولے گی زرخان بڑ بڑایا

مگر قریب ہونے کے باعث اس کی بڑ بڑاہٹ عینا کی

سماعتوں تک پہنچ چکی تھی

قیامت کے دن "عینا بھی بڑ بڑائی پتہ نہیں کیوں اس نے"

جواب دینا ضروری سمجھا تھا جبکہ زرخان نے اس کی

بڑ بڑاہٹ سنتے جھٹکے سے سراٹھا کر اس کی طرف

دیکھا اور پھر اپنی مسکراہٹ دبائی

چلو بولو گی تو سہی نا پھر چاہے وہ دن قیامت کا کیوں

ناہوا انتظار کروں گا میں زر خان چہرہ جھکاتے ہوئے

بڑ بڑایا جبکہ ان کے بالکل سامنے بیٹھی اماں جان کن

اکھیوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی یہ وہ دونوں

ہی نہیں جانتے تھے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے انہوں نے

شدت سے دعا کی تھی کہ ان دونوں کے بیچ میں پھیلی

غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور ان کے دونوں بچے

خوشحال زندگی گزارنے لگیں

ناشتہ کرنے کے بعد عیناسب سے پہلے وہاں سے اٹھی

تھی بیلا کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر عینالاؤنج کی طرف

آئی اور بالکل درمیان میں جا کر کھڑی ہو گئی سب کو

حیرت ہوئی تھی عینا ہے اس عمل سے جبکہ عینا

جانتی تھی کہ وہ وہاں پر کیوں کھڑی ہوئی ہے

عینا ابھی وہیں پر کھڑی تھی اس کے چہرے پر ہلکی

سی مسکراہٹ تھی جب حویلی کے داخلی دروازے سے

ایک ملازم اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ ایک سوٹ کیس

تھا اس کے بعد وہاں سے ایک دوشیزہ لڑکی داخل ہوئی

وہ بہت ہچکچاتے ہوئے حویلی میں داخل ہو رہی تھی

مگر جیسے ہی اس میں سامنے کھڑی عینا کو دیکھا تو

اس کی ساری ہچکچاہٹ ایک سیکنڈ میں دور ہوئی

تھی وہ تیز تیز قدم لیتی ہیں عینا تک آئی اور دو

قدموں کے فاصلے پر رک گئی عینا نے نظریں اٹھا کر

اس کی طرف دیکھا اور ہلکا سا مسکرائی کیونکہ وہ

منہ پھلاکار کھڑی تھی

تم اتنی دور سے کیا منہ پھلانے آئی ہو عینا دانیہ کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے مزید منہ پھلا لیا

آپ بہت بری ہیں وہ خفگی سے بولی

ہاں بہت زیادہ عینا اسے لگے لگاتے ہوئے بولی

بیلا نے کرسی سے چھلانگ لگائی مگر اس سے پہلے ہی

زرخان اسے پکڑ چکا تھا ورنہ اس نے بری طرح گرنا تھا

ابھی آپ نے گر جانا تھا اور بری طرح چوٹ لگوا لینی

تھی سہی کہتی ہیں آپ کی مام آپ کے کام ہی بہت

اٹے ہیں زرخان بیلا کو اپنے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے بولا

تو بیلا نے زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے چھوٹے

چھوٹے چمکتے دانتوں کی نمائش کی جیسے وہ عینا کو

دیکھ کر کرتی تھی

چلو آؤ تمہیں سب سے ملواتی ہوں عینا اس کا ہاتھ

تھام کر اس نے ڈائمنگ ٹیبل کے قریب لاتے ہوئے بولی

السلام علیکم دانیہ اپنے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ

سجاتے ہوئے سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اس کے

لیے وہ سارے چہرے انجان تھے سوائے شیرازی سکندر

اور دانیال کے

عینانے دانیال کا سب سے تعارف کروایا اور حویلی والوں

کو دانیال بہت پسند آئی تھی وہ بہت معصوم اور

سیدھی سادی سی لڑکی تھی عمر میں بھی وہ کافی کم

لگتی تھی یقیناً اس کی عمر 18 یا 19 سال تھی مگر وہ

بہت پیاری بھی تھی سائے بیگم کو تو وہ بہت اچھی

لگی تھی لیکن دانیل کو کس مقصد کے لیے عینا نے یہاں

بلایا تھا یہ صرف عینا ہی جانتی تھی اور یہ مقصد

بھی بہت جلد سامنے آنے والا تھا

سارا دن حویلی میں بیلا کی کھلکھلاٹیں گونج رہی تھی

جبکہ حویلی کی سب ینگ پارٹی تو بیلا کے ساتھ بچے

بنے ہوئے تھے ار حم حارث کبھی بیلا کے پیچھے بھاگتے

تو کبھی اسے پکڑتے تو کبھی اسے جھولے پر بٹھا کے

جھولے دیتے بیلا کیا اس حویلی میں آئی تھی حویلی

کے سب لوگوں کو ایک ساتھ ہنسنے ملنے گھلنے کا موقع

مل گیا تھا جہاں حویلی کبھی وقت خاموش اور

سنجیدہ نظر آتی تھی وہاں کچھ دنوں سے حویلی میں

ہر وقت شرارتیں بیلا کی کھلکھلاہٹیں گونجتی رہتی

تھی

اس وقت بھی بیلا زر خان اور ار حم کے ساتھ گاؤں میں

کھیتوں میں گئی ہوئی تھی کیونکہ زر خان کو آج

پنچایت میں بیٹھنا تھا کچھ فیصلے کرنے تھے اور

کھیتوں کا بھی حساب کرنا تھا اس لیے وہ لوگ بیلا کو

ساتھ ہی لے گئے اور بیلا بھی خوشی خوشی ان کے

ساتھ چلی گئی آخر اسے بھی باہر گھومنے کا بہت شوق تھا

اس وقت عینا سائمنہ بیگم سے کمرے میں موجود تھی

جب کہ دانیل سفر کی وجہ سے کافی تھک چکی تھی

اس لیے عینا نے اسے آرام کرنے کے لیے بھیج دیا تھا اس

نے سائمنہ بیگم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی اس

لیے وہ ان کے کمرے میں ہی چلی آئی

آنٹی مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے عینا

سائمنہ بیگم کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی

ہاں بولو پیٹا سائمنہ بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

آنٹی میں چاہتی ہوں کہ دانیال دانیہ سے شادی کر لے

عینا سائمنہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی

وہ تو ٹھیک ہے پیٹا لیکن سائتمہ بیگم یہ بول کے رکھا

خاموش ہو گئی

لیکن کیا آنٹی کیا آپ کو دانیر پسند نہیں آئی عینا

سوالیہ نظروں سے سائتمہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ایسی بات نہیں ہے پیٹا وہ تو بہت پیاری بچی ہے مجھے

تو وہ بہت اچھی لگی سائتمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا

پھر کیا بات ہے آنٹی آپ پل کربات کریں۔۔۔۔۔

بیٹا مجھے تو کوئی اعتراض نہیں وہ بچی بہت پیاری

ہے لیکن مجھے دانیال کا نہیں پتا تمہارے انکل بھی

انکار ہر گز نہیں کریں گے مگر دانیال کے دماغ میں کیا

ہے یہ میں نہیں جانتی اور اس سے پوچھے بغیر میں یہ

فیصلہ نہیں لے سکتی سائِمہ بیگم مسکراتے ہوئے اصل

بات سامنے رکھی

دانیل آپ کو پسند ہے انکل کو پسند ہے تو بس ٹھیک ہے

دانیال کو بھی پسند آجائے گی آپ فکر مت کریں میں

چاہتی ہوں کہ لائِبہ اور فاریہ کی مہندی والے دن دانیل

اور دانیال کا نکاح کر دیا جائے کیا آپ کو یہ بات

مناسب لگ رہی ہے اگر تو آپ کے لیے چیز مناسب ہے تو

آپ مجھے بتادیں ہم جلد ہی ان کا نکاح کروادیں گے

عینا مسکراتے ہوئے بولی

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بیٹا تم دانیال سے پوچھ

لوا اگر وہ راضی ہو گا تو ہم ضرور اس کا نکاح کروادیں

گے سائمنہ بیگم مسکرا کر محبت سے اس کے سر پر ہاتھ

پھیرتے ہوئے بولی تو عینا نے ان کا وہی ہاتھ پکڑ کر لبوں

سے لگایا

آپ جانتی ہیں کہ آپ نے یہ بات بول کر میرے دل کے

کونے کو کتنا روشن کیا ہے دانیال بہت اچھا ہے شاید

اس دنیا میں اس جیسا لڑکا بنایا گیا ہو لیکن دانیال بھی

بہت اچھی لڑکی ہے وہ بہت معصوم اور سیدھی سی

ہے ان دونوں کی زندگی بہت اچھی گزرے گی آنٹی عینا

مسکراتے ہوئے بولی اس کی مسکراہٹ اتنی خوبصورت

تھی کہ سائمہ بیگم کے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی

وہ تو ہمیشہ سے چاہتی تھی کہ عینا ان کے دانیال کی

دلہن بنے عینا ان کی بیٹی بن کر رہ جائے مگر قسمت نے

کیسا کھیل کھیلا تھا اسے کسی اور کے نام کر دیا گیا

تھا اور ان کی خواہشات وہاں کے وہاں ہی رہ گئی تھیں

میں دانیال سے بات کر لوں گی آپ فکر مت کریں یقیناً

وہ انکار نہیں کرے گا آپ بس انکل سے بات کر لیجئے گا

انشاء اللہ دانیل آپ کو خود جواب دینے آئے گا عیناً

سائمنہ بیگم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور پھر اٹھ

کھڑی ہوئی انہوں نے بھی مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا

تو وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے چلی گئی کیونکہ اسے

اب دانیال سے بات کرنی تھی جبکہ جاتے ہی سائمنہ

بیگم کے چہرے پر ایک اداس سی مسکراہٹ آگئی

انہوں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ان کے

خواہشیں ان کے خواب اس طرح ٹوٹ جائیں گے کون

کہتا ہے کہ خواب اور خواہش تو صرف محبت کی ہوتی

ہیں خواہشیں تو ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو جان سے

عزیز ہو اس کے بارے میں خواہش کی جائے کہ وہ

ہمیشہ ہمارے پاس رہے مگر وہ ہی دور ہو جاتا ہے یہ

چیز بھی دل کو دہلا دینے کے لیے کافی ہوتی ہے

عینا دانیال کے کمرے میں بغیر دستک دیے اندر داخل

ہوئی تھی کیونکہ اس کے کمرے کا دروازہ پہلے ہی کھلا

تھا لیکن دانیال سامنے صوفے پر بیٹھالیپ ٹاپ سامنے

رکھے کچھ کام کرنے میں مصروف تھا عینا کو دیکھ کر

اس نے فوراً اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا تھا

کیونکہ عینا پہلی بار اس سے بات کرنے اس کے کمرے

میں آئی تھی

آئیے آئیے تشریف رکھیے ملکہ عالیہ آج آپ نے ہماری آرام

گاہ میں اپنے قدم رکھنے کا شرف کیسے بخش دیا ہمارا

تو جی چاہ رہا ہے کہ آپ کی قدم بوسی کر لیں مگر کیا

کریں آپ کے قدم ہم سب بہت دور ہیں دانیال عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے شوق لہجے میں بولا جبکہ اس کے

اس انداز پر عینا بے اختیار ہنسی تھی

فضول کی ایکٹنگ مت کیا کرو ایڈیٹ عینا دانیال کے

بازو پر ایک مکار سید کرتے ہوئے بولی اور وہیں صوفے

پر بیٹھ گئی

اچھا ظالم لڑکی اتنی زور سے مارا ہے میرا تو بازو ہی

ٹوٹ گیا دانیال اپنا بازو سہلاتے ہوئے بولا جبکہ عینا نے

اسے گھورا تھا اس نے تو بہت آرام سے اس کے بازو پر

مارا تھا مگر اس کی ایکٹنگ تھی جو ختم ہونے کا نام

نہیں لے رہی تھی

اپنی یہ دو نمبر ایکٹنگ بند کرو مجھے کچھ ضروری

بات کرنی ہے تم سے عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب تک

وہ سنجیدہ نہیں ہوگی تب تک دانیال بھی اس کی بات

کو سیریس نہیں لے گا

اچھا ٹھیک ہے بولو کیا بات کرنی ہے تمہیں مجھ سے

دانیال سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے بولا

دانی تم شادی کر لو عینا دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی

نارمل انداز میں بولی

کیا شادی یہ کیسا مذاق کر رہی ہو یا دانیال اس کی

بات سن کر ہنسنے لگا

میں مذاق نہیں کر رہی دانی میں سچ بول رہی ہوں تم

شادی کر لو عینا نے پھر سے اپنی وہی بات دہرائی

یہ اچانک تمہارے دماغ میں میری شادی کا خیال کیوں

آگیا خیر تو ہے تم میرے پیچھے پڑ گئی ہو یا کیا میں

تمہیں سنگل اچھا نہیں لگتا دانیال ابھی بھی ہنس رہا تھا

تمہاری شادی کی عمر ہے مجھ سے بڑے ہو تم 27 سال

تمہاری عمر ہو گئی ہے اور ابھی بھی تمہیں شادی نہیں

کرنی میرے خیال سے تمہیں شادی کر لینی چاہیے انکل

آئی کو بھی اب ایک بہو کے ضرورت ہے تم جیسے

شیطان کو وہ کب تک اکیلے جھیلیں گے عینا مسکراتے

ہوئے بولی

اور میں کس سے شادی کروں یہ بھی بتا دو دانیال اس

کی تمام گل افشانی سننے کے بعد صوفی کی پشت سے

ٹیک لگا کر دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا

دانیال سے "عینا بول کر دانیال کے چہرے کی طرف"

دیکھنے لگی شاید وہ کچھ ڈھونڈنا چاہ رہی تھی دانیر

کے لیے پسند گی یا ناپسند گی مگر دانیال کے چہرے پر

نہ تو پسند گی کے تاثرات آئے اور نہ ہی ناپسندیدگی کے

اور تم نے کیا سوچ کر میرے لیے دانیر کا انتخاب کیا

دانیال کا لہجہ بالکل نارمل تھا مگر اس کا سوال جائز تھا

کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ دانیر کہیں باہر جائے وہ

ابھی چھوٹی ہے نا سمجھ ہے معصوم ہے مگر بہت

اچھی ہے تم اس سے شادی کر لو تم دونوں ایک ساتھ

بہت خوش رہو گے عینا مسکراتے ہوئے بولی تو دانیال

سنجیدگی سے عینا کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا کیا

اس نے کبھی اتنی فکر اپنی زندگی کے بارے میں کی

تھی جتنی وہ دوسروں کی زندگی کے بارے میں کر رہی

تھی کیا اس نے کبھی خود کے بارے میں سوچا تھا اس

کی زندگی میں کیا ہو گا دوسروں کی زندگیاں بنانے میں

وہ لڑکی سب سے آگے تھی مگر اپنی زندگی کا موڑ کس

طرف تھا وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی

بتاؤ دانی تمہیں پسند ہے دانی تم کرو گے اس سے شادی

عینا اب اس سے سوال کر رہی تھی

اور اگر میں کہوں کہ مجھے کوئی اور پسند ہے تو دانیال

نے الطاعینا سے سوال کیا

تو میں تمہارا منہ بھی توڑ دوں گی مجھے معلوم ہے کہ

تم کسی کو پسند نہیں کرتے بلکہ دانیال تمہیں اچھی

لگتی ہے اس لیے زیادہ ڈرامے بازی مت کرو اور مجھے

ہاں یا نا میں جواب دو عین اب اپنی اصلی ٹون میں آ

چکی تھی

عینا کی بات سن کے دانیال نے اپنا چہرہ دوسری طرف

کر کے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا یہ تو سچ تھا کہ دانیال

اسے اچھی لگتی تھی مگر صرف اچھی لگتی تھی

محبت والا کوئی معاملہ نہیں تھا

تو تمہیں میرے لیے دانیال ہی بیسٹ لگتی ہے رائٹ دانیال

عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ہاں وہ تمہارے لیے بہترین ہے میں چاہتی ہوں کہ تم اس

سے شادی کر لو جس دن حویلی میں مہندی کا فنکشن

ہو گا اس دن تمہارا اور دانیل کا نکاح چاہتی ہوں میں

میں چاہتی ہوں کہ وہ ایک محرم رشتے میں باندھ

جائے تم جانتے ہو کہ وہ کیسی ہے ہمیشہ خوش رہو گے

تم دونوں ایک ساتھ اب زیادہ ڈرامے مت کرنا ہاں کہو

تاکہ میں آنٹی اور انکل کو بتا سکوں اور شادی کی

تیاریوں کے ساتھ ہی تم دونوں کے نکاح کی تیاری بھی

کی جائے عین ادا نیاں کے بازو پر ایک ہاتھ رکھتے ہوئے

بولی تو دانا نیاں ہلکا سا مسکرایا

ٹھیک ہے اگر تمہیں یہ بہتر لگتا ہے تو تم جا کر بتادو

مام کو لیکن دانیل سے لازمی پوچھ لینا میں نہیں چاہتا

کہ کچھ بھی اس کی مرضی یا برخلاف ہوا گروہ

راضی ہوگی تب ہی یہ نکاح ہوگا اور اگر وہ راضی

نہیں ہوگی تو یہ نکاح نہیں ہوگا دانیال عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولانے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

جب دانیال اسے پسند کر سکتا تھا تو دانیل بھی دانیال

کو لازمی پسند کر سکتی تھی اور ویسے بھی حلال

رشتہ بننے کے بعد خداداد انجام دلوں میں محبت ڈال

ہی دیتا ہے

ٹھیک ہے سب کچھ تمہاری اور دانیہ کی مرضی سے ہی

ہو گا بے فکر رہو تم عینا مسکراتے ہوئے بولی

عینا۔۔۔۔۔ دانیال نے بے حد نرم لہجے میں عینا کو پکارا تو

عینا نے سوالیہ نظروں سے دانیال کی طرف دیکھا

میری تو شادی کروا رہی ہو تم اپنے بارے میں کیا سوچا

ہے کیا کرنا ہے تمہیں اپنی زندگی میں دانیال عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا

کیا مجھے کیا کرنا ہے عینا لا پرواہی سے بولی

تمہاری بھی زندگی ہے نکاح ہو چکا ہے تمہارا شوہر ہے

تمہارا کیا سوچا ہے تم نے معاف کر دیا نہیں اور اپنی

زندگی کے بارے میں کچھ سوچو عینا میں تمہیں یوں

نہیں دیکھ سکتا دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے

سیریس انداز میں بولا

جانتے ہو دانیال اگر شطرنج میں ایک مہرہ عورت کا ہوا

تو یقیناً کھیل کے دوران بادشاہ کو اس سے عشق ہو

جاتا اور پھر شاہ کی "مات" اور "موت" کا سبب یہی

عشق بنتا جانتے ہو شطرنج میں بادشاہ کے ہوتے ہوئے

ملکہ کا مہرہ کیوں نہیں ہوتا۔۔۔؟؟

کیونکہ عورت کھیلنے کے لیے تخلیق نہیں کی گئی

کچھ پل تو دانیال اسے دیکھتا ہی رہ گیا جو بات وہ کر

گئی تھی وہ بات بہت گہری تھی مگر اس بات کے

پیچھے اس کو مقصد کیا تھا یہ دانیال کو نہیں معلوم

تھا

اور میں بھی کھینے کے لیے تخلیق نہیں کی گئی تھی

جو کھیل انہوں نے میرے ساتھ کھیلا ہے وہ سب بھلانا

میرے لیے ناقابل قبول ہے میں انہیں معاف تو کر دوں

گی مگر عینا کچھ پل خاموش ہوئی دانیال نے نظر اٹھا

کر عینا کی طرف دیکھا

میں یہ سب بھلا نہیں سکتی میں نے زر خان کو ایک

موقع دیا ہے اور میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں

خیر میں اب چلتی ہوں مجھے آنٹی کو جواب بھی دینا

ہے تاکہ ہم سب تمہارے نکاح کی تیاری شروع کریں

عینا مسکراتے ہوئے بولی اور اٹھ کھڑی ہوئی

دانیال بھی عینا کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا

تو عینا وہاں سے چلی گئی

کاش آج میری زندگی سنوارنے سے پہلے تم میری آنکھوں

میں موجود تحریر پڑھ سکتی عینا مگر نہ تو تم یہ کام

کر سکی اور نہ ہی میری قسمت شاید میری قسمت میں

تمہارا ساتھ تھا ہی نہیں دانیال اس راستے کو دیکھتے

ہوئے بولا جہاں سے ابھی عینا گئی تھی

مام آپ کو پتہ ہے کہ آج مجھے بہت زیادہ مزہ آیا میں

نے ڈیڈ کے ساتھ بہت سارے پلانٹس دیکھے فلاورز

دیکھے اور بہت چھوٹی چھوٹی گوڈز بھی تھی وہاں

اور آپ کو پتہ ہے ڈیڈ وہاں پر جواتنے سارے لوگ

موجود تھے انہیں بول رہے تھے کہ میں ان کی پرنسز

ہوں اس وقت عینا اپنے بیڈ پر لیٹی بیلا کو سلانے کی

کوشش کر رہی تھی جبکہ بیلا کی باتیں ختم ہونے کا

نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ اپنے سارے دن کے

کارستانی سنانے میں مصروف تھی

مام ہم ڈیڈ کے پاس کیوں نہیں رہتے بیلا اپنا چھوٹا سا

ہاتھ عینا کے گال پر رکھتے ہوئے بولی تو عینا نے آنکھیں

کھول کر بیلا کی طرف دیکھا جو عجیب سا سوال

پوچھ رہی تھی

ہم ان کے گھر رہی رہتے ہیں بیٹا عینا نے مختصر جواب دیا

گھر نہیں مام ہم ڈیڈ کے ساتھ نہیں رہتے ان کے روم

میں سب بچے تو اپنے ڈیڈ کے ساتھ رہتے ہیں مگر میں

تو اپنی مام کے ساتھ رہتی ہوں ڈیڈ تو دوسرے روم

میں رہتے ہیں مجھے بھی ڈیڈ کے پاس سونا ہے بیلا

معصومیت سے بولی جب کہ بیلا کی بات سن کر عینا

کوزر خان پر بے تحاشہ غصہ آیا تھا جو فضول میں ان

دنوں کے بیچ میں گھس آیا تھا اور بیلا کو اپنی بری

طرح سے عادت ڈال رہا تھا آج بیلا اس سے بول رہی

تھی کہ اسے زر خان کے ساتھ اس کے کمرے میں رہنا ہے

جبکہ عینا اس کمرے میں قدم بھی نہیں رکھنا چاہتی تھی

مام اور بیلا الگ کمرے میں ہی رہتے ہیں ڈیڈ کے پاس

نہیں اب آپ دوبارہ یہ بات نہیں کریں گی ٹھیک ہے عینا

اسے بہت پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی

لیکن مام ڈیڈ تو بول رہے تھے کہ فیملی ایک ہی روم

میں رہتی ہے اور میں تو ان کی پرنسز ہوں نا اس لیے

میں ان کے پاس رہوں گی بیلانے سچی بات بتائی

جبکہ عینا کا تو دماغ ہی گھوم گیا

یہ بندہ کسی دن میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گا جو

فضول میں میری بیٹی کا ماسنڈ واش کر رہا ہے عینا دل

ہی دل میں بولی

بتائیں نامام ہم ایک ساتھ کب رہیں گے بیلانے دوبارہ

عینا سے وہی سوال پوچھا

بیلایٹا چپ کر کے سو جاؤ بہت دیر ہو گئی ہے عینا

آنکھیں بند کرتی اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے

بولی اور اسے مزید سوال جواب کرنے سے روکا جب کہ

بیلا کا کوئی ارادہ نہیں تھا ابھی سونے کا اسے اپنے

سوالوں کے جواب چاہیے تھے

نہیں مام مجھے بتائیں ہم کب ڈیڈ کے پاس رہیں گے

مجھے ڈیڈ کے پاس جانا ہے بیلا بضد لہجے میں بولی

عینا نے بیلا کو کوئی جواب نہیں دیا اس نے اپنی

آنکھیں بند ہی رکھی جبکہ بیلا اس کے جواب کی

منتظر تھی

مام بتائیں ناڈیڈ ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے بیلا اٹھ کر

بیٹھتے ہوئے بولی

تمہارے ڈیڈ کی تو میں۔۔۔۔ عینا جھنجھلا کر اٹھی یہ

ڈیڈ ڈیڈ لفظ سن کر اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا

جبکہ بیلا اسی کے نام کا ورد کیے جا رہی تھی

جان بن جاؤں گی عشق بن جاؤں گی جنون بن جاؤں

گی سب کچھ بن جاؤں گی عینا کا فقرہ زرخان نے

مکمل کیا تھا جبکہ زرخان کی آواز سنتے عینا نے جھٹکے

سے گردن موڑ کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ بڑے

آرام سے کھڑا مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس

کی مسکراہٹ جتلا دینے والی تھی جیسے کچھ جتلانا

آپ کو کیا سکون نہیں ہے اپنے کمرے میں جو منہ اٹھا

کر بار بار میرے کمرے میں چلے آتے ہیں عینا زرخان کو

گھورتے ہوئے بولی ایک طرف تو بیلانے اس کا دماغ

خراب کر رکھا تھا اور دوسری طرف زرخان نے

نہیں مجھے اپنے کمرے میں سکون نہیں ہے اور میں

تمہارے کمرے میں نہیں اپنی پرسز کے کمرے میں آیا

ہوں اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے تم یہاں سے جاسکتی ہو

زرخان بہت سہولت سے بولا اور چلتا ہوا بیڈ پر بیلا کے

قریب بیٹھ گیا جبکہ زرخان کی آفر پر عینا کا منہ کھلا

کھلا ہی رہ گیا وہ اسے اس کے ہی کمرے سے جانے کا

بول رہا تھا

اور میں اپنے کمرے سے کیوں جاؤں یہ میرا کمرہ ہے آپ

کا نہیں جو آپ مجھے یوں اگر دے رہے ہیں چپ چاپ

یہاں سے نکلیں اور جا کر اپنے کمرے میں آرام فرمائیں

میرا کمرہ آپ کے لیے نہیں بنوایا گیا عینا زرخان کی

طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی جبکہ بیلا

زرخان کی گود میں چڑھ کر بیٹھ چکی تھی

میں تو یہاں سے نہیں جا رہا کھاڑو جو تم نے اکھاڑنا

ہے زر خان سکون سے بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولا جبکہ بیلا

کو وہ اپنے بازو میں بھینچ چکا تھا

مام ڈیڈ آپ کیوں لڑ رہے ہیں بیلا ایک نظر زر خان اور

دوسری نظر عینا کو دیکھتے ہوئے بولی

میں نہیں لڑ رہا پر نسز یہ آپ کی مام ہے نابس ان کا

دماغ تھوڑا کھسکا ہوا ہے مگر فکر نہیں کرنی آپ کے

ڈیڈ ایک دن وہ بھی سیٹ کر دیں گے زر خان بیلا کے

گال پر لب رکھتے ہوئے بولا

آپ یہاں سے جارہے ہیں یا میں آپ کو دھکے مار کر اپنے

کمرے سے نکالوں عینا زر خان کو گھورتے ہوئے بولی

پہلی بات تو یہ تم مجھے اس کمرے سے دھکے مار کر

نہیں نکال سکتی اور آخری بات یہ کہ اگر میں اس

کمرے سے گیا تو بیلا کو ساتھ لے کر جاؤں گا اور پھر آج کے

بعد بیلا میرے ساتھ ہی میرے کمرے میں سوئے گی اور

اگر اب تم نے مزید زبان چلائی تو میں بیلا کو لے کر

یہاں سے چلا جاؤں گا زر خان نے عینا کو دھمکایا

زر خان کی بات سن کر عینا کا تو دماغ ہی گھوم گیا

ڈیڈ مجھے مام اور ڈیڈ دونوں کے پاس رہنا ہے اس سے

پہلے کہ عینا کوئی جواب دیتی بیلا جلدی سے بولی

ہاں تو بیٹا مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے تمہاری مام کو

ہی مسئلہ ہے زرخان کندھے آچکاتے ہوئے بولا

مام بیلا کو مام اور ڈیڈ دونوں کے پاس رہنا ہے آپ پلیز

جھگڑانہ کریں بیلا عینا کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں

ٹپٹپاتے ہوئے بولی تو عینا ایک زبردست گھوری سے

زر خان کو نواز اور بغیر کوئی بھی فضول بحث کیے

سرتاپیر کمبل تان کر لیٹ گئی یعنی وہ کوئی بھی

فضول بحث نہیں کرنا چاہتی تھی جبکہ زر خان نے بہت

مشکل سے اپنی ہنسی دبائی تھی بیلا کی وجہ سے وہ

عینا کے کافی قریب آگیا تھا اور اس کی پرسنل آج کے

بعد اس کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہونے والی تھی

زر خان کو بے اختیار بیلا پر بہت پیارا آیا اور وہ چٹا

چٹ اس کے دونوں گال چوم گیا جبکہ بیلا زور سے

کھلکھلائی تھی

کمبل کے اندر سے عینا کے چہرے پر خوبصورت سی

مسکراہٹ آئی تھی جو اگلے ہی پل غائب ہو چکی تھی

کافی دیر بعد زر خان کو جب یقین ہو گیا کہ بیلا اور

عینا دونوں گہری نیند سو چکی ہیں تو زر خان نے نرمی

سے بیلا کو اٹھا کر عینا کے ساتھ لٹایا اور پھر اتر کے

گھوم کر دوسری سائیڈ پہ آیا اور عینا کے ساتھ لیٹ

گیا اب درمیان میں زر خان تھا اس کے دائیں جانب عینا

تھی اور باہر جانے بیلا

زرخان نے آہستہ سے اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تو وہ

واقعی میں گہری نیند سو رہی تھی عینا کو دیکھ کر

زرخان مسکرایا اور سہی سے لیٹ کر کھینچ کر عینا کو

اپنے حصار میں لیا اس نے عینا وہ کسی تکیے کی طرح

خود میں بھینچا تھا جبکہ عینا گہری نیند میں ہونے کی

وجہ سے صرف کسمپائی تھی مگر پھر سوتی بن گئی

زرخان جانتا تھا کہ جب صبح عینا خود کو زرخان کے

حصار میں دیکھے گی تو ضرور ہنگامہ کرے گی مگر وہ

اپنی بیوی کے وجود سے سکون حاصل کرنے کے لیے

ایسی ہزار مصیبتیں مول لے سکتا تھا

بہت اکڑ دکھاتی ہو مجھے مگر فکر کس بات کی ہے

روعب تو تمہارا مجھ پر پھر بھی نہیں چلتا یہ سب

بناوٹی ہے تم نے بولا تھا کہ میں تمہیں نہیں جان سکتا

مگر یہ یقین مانو میں تو تمہیں بہت جلدی جان گیا

ہوں جتنی سختی تم خود کے چہرے پر رکھتی ہو نا تم

اندر سے ایسی ہو ہی نہیں اور تمہاری پہچان میں

تمہیں خود کرواؤں گا زرخان عینا کے ماتھے پر لب

رکھتے ہوئے بولا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ عینا خود

کو جتنا سخت ظاہر کرتی ہے اتنی وہ ہے نہیں اندر سے

وہ ایک نازک سی لڑکی ہے جس کے دل میں جذبات

احساس محبت سب کچھ ہے مگر زندگی کی تلخ

حقیقت نے اسے سات پہروں میں بٹھا رکھا ہے اس لیے

وہ کبھی بھی اپنے دل کے پہروں سے باہر نہیں آئی تھی

لیکن زرخان نے بھی اب فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ عینا کو

دنیا کی ہر خوشی دے گا اتنی محبت دے گا کہ وہ اپنی

زندگی میں جتنی بھی محبتوں سے محروم رہی ہے وہ

ساری محبتیں زرخان اسے واپس لوٹائے گا کبھی خود

سے دور نہیں جانے دے گا اپنی محبت کا یقین اسے

کروا کے رہے گا

عینا آہستہ سے کروٹ بدلی اور زر خان کے سینے پر رکھ

دیا تو زر خان کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ رینگ

گئی یقیناً وہ نیند میں تھی اور یہ حرکت اس نے نیند

میں ہی کی تھی مگر عینا کی یہ ادا زر خان کو بے حد

پسند آئی تھی

بہت ضدی ہو تم مگر تمہاری یہ ضد بھی ایک دن میری

پناہوں میں دم توڑ دے گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے

زر خان عینا کو اپنی بانہوں میں قید کرتے ہوئے بولا اور

پھر مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر گیا یقیناً آج اسے بہت

سکون کی نیند آئی تھی

معمول کے مطابق فجر کے وقت عینا کی آنکھ کھلی اس

نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولی مگر خود پر کچھ بوجھ

سا محسوس ہوا کمرے میں بہت اندھیرا تھا وہ دیکھ

نہیں سکتی تھی مگر جیسے ہی آہستہ آہستہ ذہن بیدار

ہونے لگا اسے سمجھ آنے لگی کہ اس پر بوجھ کس چیز

کا ہے یقیناً یہ زرخان ہی تھا اس کے سٹرانگ پرفیوم

کی خوشبو کو عینا اپنے بے حد نزدیک محسوس کر

سکتی تھی

عینا نے بہت مشکل سے ہاتھ بڑھا کر لیمپ آن کیا تھا

جبکہ زر خان اسے اپنی سخت گرفت میں لیے گہری نیند

سور ہاتھ اس کی گرفت سوتے ہوئے بھی اتنی سخت

تھی کہ عینا کو بھرپور مزاحمت کرنی پڑ رہی تھی

عینا نے گردن موڑ کر زر خان کی طرف دیکھا جس کے

چہرے پر بہت سکون دکھائی دے رہا تھا جبکہ ہونٹوں

پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جو اس کی گھنی

مونچھوں تلے چھپی ہوئی تھی یوں محسوس ہو رہا

تھا جیسے وہ سوتے ہوئے بھی بہت سکون محسوس کر

رہا ہو ہے عینا بہت غور سے زرخان کو دیکھ رہی تھی

اگر وہ کوئی دل پھینک مرد ہوتا تو وہ اب تک عینا کے

پیچھے ہی کیوں بھاگتا وہ ہر بار زبردستی ہی سہی مگر

اس کے قریب آتا تھا مگر ایک حد تک وہ اس کا شوہر

تھا اگر چاہتا تو زبردستی بھی اپنے سارے حقوق اس

سے لے سکتا تھا مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا وہ

بہت پیار سے بہت محبت سے اسے منانے کی کوشش

کرنے میں لگا ہوا تھا اگر کوئی باہر کا مرد زرخان کو

اس طرح اپنی بیوی کی محبت میں ڈوبتا دیکھ لیتا تو

ضرور رشک سے مر جاتا وہ حویلی کے باہر کیسا تھا یہ

صرف باہر کی دنیا ہی جانتی تھی اور وہ حویلی کے

اندراپنی بیوی کے لیے کیسا تھا یہ بھی صرف عینا ہی

جانتی تھی عینا کی ناراضگی کو اس نے اگنور نہیں کیا

تھا اگر اسے عینا سے محبت نہ ہوتی یاں عینا زرخان کے

لیے اہم نا ہوتی تو وہ عینا کو کب کا چھوڑ چکا ہوتا

جبکہ عینا کے منہ سے اتنی بار طلاق لینے کی بات سن

کر بھی اس نے ہمیشہ عینا پر غصہ ہی کیا تھا اور وہ یہ

بات عینا پر عیاں کر دیتا تھا کہ وہ عینا کو خود سے

جدا نہیں کرنا چاہتا نہ ہی وہ اس رشتے کو ختم کرنا

چاہتا ہے کہنا تو مشکل تھا مگر زرخان عینا کے دل میں

اپنی گہری جگہ بنا چکا تھا وہ جگہ جو عینا کے دل

میں آج تک کوئی نہ بنا سکا ہو عینا اسے چاہتی تھی بے

تحاشہ چاہتی تھی مگر وہ اس بات کا اعتراف خود سے

بھی نہیں کر رہی تھی جانے اس کے دل میں کیا خوف

تھا اپنی سوچا میں گم عینا صرف زر خان کو ہی

دیکھتی جا رہی تھی اس وقت وہ یہ بھول چکی تھی

کہ اس وقت وہ زر خان کے کتنا نزدیک ہے

اگر اس طرح نہارتی رہو گی تو نماز کا وقت نکل جائے

گازر خان بند آنکھوں سے بولا جبکہ زر خان کہ بات سن

کر عینا فوراً اپنی سوچوں سے باہر نکلی تھی

اففف یہ جاگ رہے تھے عینا نے ایک بار زور سے آنکھیں

بند کر کے دوبارہ کھولی تھی عینا نے اٹھنا چاہا مگر

زر خان نے اپنی گرفت اور مضبوط کر دی زر خان کی اس

حرکت پر عینا نے گھور کر زر خان کو دیکھا اور پھر اس

کے بازو پر ایک زوردار چٹکی کاٹی اس نے چٹکی اس

طریقے سے کاٹی تھی کہ زر خان اس کے والہانہ انداز پر

ہڑبڑا کر اٹھا

یو نو آپ نانرمی کا لائق ہی نہیں ہیں عینا بیڈ سے

اٹھتے ہوئے بولی تو زر خان نے اسے خونخوار نگاہوں سے

تمہارے جیسا ہی ہوں میری جان جیسے تمہیں نرمی

راس نہیں ویسے میں بھی نرمی کی زبان نہیں سمجھتا

زرخان اس کی کلائی پکڑ کے اسے اپنی طرف کھینچتے

ہوئے بولا اس سے پہلے کہ عینا بیڈ پر گرتی اس نے اپنا

ایک بیڈ بیٹھ پر رکھتے ہوئے خود ہو گرنے سے روکا

دیکھیں میں آپ کی بد تمیزیاں رات سے برداشت کر رہی

ہوں اور مزید نہیں کروں گی بہتر یہی ہے کہ آپ یہاں

سے چلے جائیں ہے عینا زرخان کے ہاتھ سے اپنی کلائی

چھڑواتے ہوئے بولی جبکہ زرخان اپنے کرتے کا کف
فولڈ

کرتے اپنے بازو کو دیکھ رہا تھا جہاں عینا نے چٹکی

کاٹی تھی وہاں سے جلد نیلی پڑ چکی تھی اب زرخان

کو دانیال کے الفاظوں پر یقین ہو رہا تھا جب دانیال نے

بولا تھا تو اس کے ہاتھ بہت سخت ہیں اور وہ بہت

جاہرانہ طریقے سے وار کرتی ہے اور اس وقت زر خان کو

دانیال کی باتیں سو فیصد سچ لگ رہی تھی کیونکہ آج

دوسری دفعہ وہ عینا کے وار کا شکار ہو چکا تھا

اوو زیادہ زور سے ہو گیا چلیں یہ بھی اچھا ہے اسندہ

میرے قریب آنے سے پہلے آپ سودفعہ سوچیں گے عینا

بول کروہاں سے جانے لگی جب زر خان نے اسے پکڑ کر

ایک جھٹکے سے بیڈ پر گرایا تھا اور اس پر حاوی ہوا تھا

تمہارے قریب آنے کے لیے مجھے سوچنے کی بالکل بھی

ضرورت نہیں اور اگر اسنہ تم نے ایسی کوئی بھی

حرکت کی تو میں تمہارے اتنا قریب آؤں گا کہ تم

دوبارہ یہ بات بولنے کی جرات نہیں کر سکو گی زر خان

بائیں ہاتھ کے پشت عینا کہ چہرے پر پھیرتے ہوئے بولا

اور جھک کر ہلکا سا اس کے لبوں پر بوسہ دیا

عینا نے اپنی پوری جان لگاتے ہوئے زر خان کو ایک

زوردار دھکا دیا اور جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ

وہ اب زیادہ فری ہو رہا تھا

اپنی حد میں رہا کریں اگر اسندہ میں نے آپ کو دوبارہ

اپنے اتنا نزدیک دیکھا تو میں لحاظ بالکل نہیں کروں

گی اور میں یہ دھمکی نہیں دے رہی عینا زرخان کو

انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے بولی اور پھر بغیر زرخان

کا جواب سنے واش روم میں گھس گئی

زرخان نے ایک نظر واش روم کے بند دروازے کو دیکھا اور

پھر دوسری طرف بیلا کو جو تھوڑی تھوڑی آنکھیں

کھولے زر خان کو دیکھ رہی تھی وہ نیند میں تھی بس

اپنے قریب ہونے والے شور سے اٹھ گئی تھی

ارے میری پر نسز آپ سو جاؤ ابھی آپ کی صبح نہیں

ہوئی زر خان بیلا کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے بولا تو

بیلا ہلکا سا مسکرائی اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں

زرخان نے مسکراتے ہوئے ایک نظر میں بیلا کو دیکھا

اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا کیونکہ اسے

مسجد نماز پڑھنے جانا تھا

عینا اور دانیال اس وقت سب کو خدا حافظ کہتے اپنے

آفس کی جانب رواں ہوئے تھے کیونکہ بہت دنوں سے

اس کے بہت ضروری کام پینڈینگ پر تھے جو اسے

ارجنٹلی پورے کرنے تھے مگر بیلا کی وجہ سے اس کا

کافی وقت ضائع ہو چکا تھا اور اب وہ مزید ایک

سیکنڈ بھی ویسٹ نہیں کر سکتی تھی دانیہ بھی آ

چکی تھی اور دانیہ کی وجہ سے عینا بیلا کو آرام سے

حویلی چھوڑ سکتی تھی کیونکہ بیلادانیر کے پاس

آرام سے رہ لیتی تھی اور عینا سے زیادہ ضد بھی نہیں

کرتی تھی اس لیے دانیر کے آجانے سے عینا کا کافی

کام آسان ہو چکا تھا

عینا میں اس بلڈنگ کا نقشہ تیار کر چکا ہوں دانیال

سامنے ٹیبل پر وہ نقشہ رکھتے ہوئے بولا جو اس نے

تیار کیا تھا

عینانے دانیال کو نقشہ کھولنے کا اشارہ کیا اور خود

چلتی ہوئی اس ٹیبل کے قریب کھڑی ہو گئی دانیال نے

نقشہ کھول کر اس ٹیبل پر پھیلایا اور اب وہ بلڈنگ کا

تمام نقشہ ان دونوں کے سامنے تھا چھوٹی سے چھوٹی

چیز بھی اس نقشے میں صاف دکھائی دے رہی تھی

میری اطلاع کے مطابق یہ اس بلڈنگ کا داخلی دروازہ

ہے جبکہ پچھلے دروازے کے علاوہ بھی اس بلڈنگ کا

ایک اور راستہ ہے تمہارے کہے کے مطابق اس بلڈنگ کے

نیچے سے ایک سورنگ نکلتی ہے اور یہ وہ سورنگ ہے

جو اس مین روڈ سے اس بلڈنگ کی طرف جاتے ہیں

دانیال اس نقشے پر انگلی رکھ کے عینا کو تفصیل بتا

رہا تھا جبکہ عینا اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے جھک

کر اپنی نظریں نقشے پر گارھے کھڑی تھی

کچھ مائیکروسافٹ کے ذریعے اس بلڈنگ کے قریب کچھ

کیمرے چھوڑے گئے تھے اور جو ریکارڈنگ ان کیمروں

میں ہوئی ہے اس کے مطابق اس بلڈنگ میں ایک کلب

بھی موجود ہے وہاں داخل ہونے کے لیے ایک سیکیورٹی

ہائر کی گئی ہے اور وہ سکیورٹی اتنی پاور فل ہے کہ

جب تک وہ آنے والے کو پہچان نہیں لے گی وہ کسی

بھی شخص کو اندر نہیں جانے دیں گے اس بلڈنگ میں

صرف لڑکیاں سپلائی کرنے کے علاوہ اور بھی بہت

کچھ ہوتا ہے اور یہ ہمیں اس بلڈنگ کے اندر جانے سے

ہی معلوم ہو گا یہ بات تو پکی ہے کہ جو کچھ بھی ہے

اسی بلڈنگ میں ہے ہر چیز کی جڑ یہ بلڈنگ ہے ہر جرم

اس بلڈنگ کے پیچھے چھپا ہے مگر ابھی تک یہ پتہ۔

نہیں چل پارہا کہ اس بلڈنگ کا مالک کون ہے اسے چلا

کون رہا ہے جبکہ اسی بلڈنگ میں ظہیر ملک اور اس کے

بھائیوں کو بھی جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے اب اس چیز کا

جواب ہمیں ظہیر ملک یا اس کے بھائی ہی دے سکتے

ہیں اینڈ آئی ایم شور کہ وہ کریمینلز اور دہشت گرد

بھی اسی بلڈ ننگ سے جڑے ہیں تو مانویانہ مانو مجھے

پورا یقین ہے کہ جن کے پیچھے ہم پانچ سال سے لگے

ہیں وہ اسی بلڈ ننگ میں موجود ہیں دانیال عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بتا رہا تھا

ٹھیک ہے پتہ کرواؤ ظہیر ملک کہاں موجود ہے مجھے آج

ہی اس سے ملنا ہے عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولی تو دانیال نے اپنا فون نکال کر کسی

کو کال کی

عینا ظہیر ملک اپنے بھائیوں کے ساتھ اس وقت اپنے ہی

آفس میں چھپا بیٹھا ہے کیونکہ اس کے گھر کے باہر اور

اس کی کمپنی کے باہر میڈیا اور پولیس ہے اور اس لیے

وہ اپنے آفس میں چھپ کر بیٹھا ہے ہمیں وہ وہی پر

ملے گا دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے گاڑی نکالو ہم ابھی اور اسی وقت نکلیں گے

عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور وہاں سے

نکل گئی جب کہ دانیال گاڑی لینے کے لیے باہر کی طرف

گیا تھا کیونکہ عینا کے حکم کے مطابق انہیں ابھی اور

اسی وقت نکلنا تھا

زر خان اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا کچھ فائلز دیکھ

رہا تھا جب ار حم اس کے آفس میں داخل ہوا

السلام علیکم لالا ار حم آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولا

جبکہ ارجم کو اچانک اپنے آفس میں دیکھ کر زر خان

حیران ہوا تھا

وعلیکم السلام خیریت تم اس وقت یہاں زر خان فائل

بند کر کے سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے والا

لالا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حور اس وقت ظہیر ملک سے

ملنے اس کے آفس گئی ہے مجھے میرے کچھ آدمیوں نے

بتایا ہے انہوں نے حور اور دانیال کو ظہیر ملک کی

آفس کی طرف جاتے دیکھا ہے ار حم زر خان کے سامنے

بیٹھتے ہوئے بولا جبکہ ار حم کی بات سن کر زر خان کے

ماتھے پر ناپسندیدہ بل نمودار ہوئے

میں نے آپ کو کافی بار فون کرنے کی کوشش کی مگر

آپ نے اٹھایا ہی نہیں اس لیے میں نے خود ہی آنا

ضروری سمجھاں حم نے زر خان کو وہاں آنے کی وجہ

بتائی

میں نے اس لڑکی کو منع بھی کیا تھا کہ وہ ظہیر ملک

سے ملنے نہیں جائے گی مگر مجال ہے جو اس کے کان

میں کوئی بھی بات گھستی ہو زر خان غصے سے بولتا

ہوا اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

وہ کتنا گھٹیا آدمی ہے جانتا ہوں میں اور اس کی ایک

بھی گلینز نظر میں اس پر برداشت نہیں کر سکتا اور

اس نے میرے خلاف جا کر اچھا نہیں کیا اس کی سزا

اسے ضرور ملے گی زر خان اپنا کوٹ پہنتے ہوئے بولا اور

قدم باہر کی جانب بڑھائے

رکیں لالا میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں ار حم کر سی

سے اٹھتے ہوئے بولا اور زر خان کے پیچھے ہی آفس سے

نکلا تھا

دانی تم یہیں رکو میرے اشارہ کرنے پر ہی تم اندر آؤ گے

ورنہ تم اندر نہیں آؤ گے عینا اس کے آفس میں جانب

بڑھتے ہوئے دانیال سے مخاطب ہوئی

میں تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا اندر اور میں تمہارے

کسی اشارے کا انتظار نہیں کرنے والا میں تمہارے ساتھ

آیا ہوں اور تمہارے ساتھ ہی اندر جاؤں گا تم اکیلی

اندر ہر گز نہیں جاؤ گی عینا دانیال عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

دانیال فضول ضد مت کرو یہ وقت بحث کرنے کا نہیں

عینا ذرا سخت لہجے میں بولی

یہی میں تمہیں بول رہا ہوں کہ یہ وقت فضول بحث

کرنے کا نہیں ہے اندر خطرہ بھی ہو سکتا ہے اور تم

اکیلی ہر گز نہیں جاؤ گی کبھی میری بھی مان لیا کرو

میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا دانیال اٹل

لہجے میں بولا تو عینا خاموش ہو گئی کیونکہ اس کے

پخت ارادے دیکھ کر وہ بھی جان چکی تھی کہ وہ

عینا کو اندرا کیلا نہیں جانے دے گا اس لیے اس نے

خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا

آفس کے سامنے پہنچتے ہی انہیں آفس کے اطراف لگے

شیشوں سے اندر کا منظر دکھائی دینے لگا جہاں ظہیر

ملک اور اس کے بھائی بیٹھے صاف دکھائی دے رہے

تھے مگر وہ کیا بات کر رہے تھے اس کی آواز باہر تک

نہیں آرہی تھی اور ان کا رخ بھی دوسری جانب تھا

اس لیے وہ کسی کو آفس میں آتے ہوئے نہیں دیکھ سکے

یہ تو بہت کمال ہو گیا ہمارے شکار تو بالکل تیار بیٹھے

ہیں دانیال شیشے کے دوسری جانب سے نظر آنے والے

تینوں افراد پر نظر جماعتیں ہوئے بولا اور آگے بڑھ کر

دروازہ کھولا تو عینا اور دانیال ایک ساتھ آفس کے اندر

داخل ہوئے

دروازہ کھولنے کی آواز پر ان تینوں نے گردن موڑ کے

دروازے کی طرف دیکھا تھا جہاں دو نقاب پوش آفس

کے اندر داخل ہو رہے تھے

اے کون ہو تم لوگ اور کہاں منہ اٹھا کر گھستے چلے آ

رہے ہیں ظہیر ملک کا چھوٹا بھائی اپنی کرسی سے اٹھ

کے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے بولا

جبکہ عینا چلتی ہوئی ٹھیک اس کے سامنے کھڑی ہو

گئی اور دانیال آفس کا دروازہ لاک کر رہا تھا

اور یہ تم دروازہ لاک کیوں کر رہے ہو کھولو دروازے کو

ورنہ ابھی گارڈز کو بلوا کر دھکے مار کے باہر نکلواؤں گا

وہ دانیال کو دروازہ بند کرتے دیکھ کر کافی بد تمیزی سے بولا

ارے ارے ریلیکس کون سے گارڈز اور کہاں کے گارڈز

سب کو تو پولیس نے اریسٹ کر لیا ہے اور بچے تم لوگ

اور تم لوگوں کو بھی جلدی پولیس گرفتار کر لے گی

کیونکہ تمہارے آفس کے باہر میڈیا اور پولیس کی پوری

فوج کھڑی ہے دانیال عینا کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولا

کون ہو تم لوگ اور یہاں کیوں آئے ہو ظہیر ملک ان

دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جب کہ وہ عینا کو

نہیں پہچان پایا تھا کہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا وہ یہی

سمجھ رہا تھا کہ وہ دونوں ہی لڑکے ہیں

اتنی جلدی بھول گئے ظہیر ملک میں وہ ہی ہوں جس نے

ایک دن کے اندر اندر تمہارے تمام حرام اور ناجائز

دھندوں کو دھماکے کے دھواں میں اڑایا ہے عینا کرسی

گھسیٹ کر ظہیر ملک کے بالکل سامنے بیٹھتے ہوئے

بولی جبکہ عینا کے بولنے پر ظہیر ملک فوراً پہچان گیا

کہ عینا کون ہے

اچھا تو تم ہو وہ جس نے میری اتنی تباہی کی ہے تمہیں

تو میں چھوڑوں گا نہیں تم نے تو بہت بری غلطی کر

دی میرے پاس خود چل کے آ کر ظہیر ملک نفرت بھری

نگاہوں سے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم میرا کچھ بگاڑ سکو عینا

اپنی سبز آنکھیں ظہیر ملک کے چہرے پر گاڑتے ہوئے بولی

بگاڑ تو میں تمہارا بہت کچھ سکتا ہوں مگر میں ابھی

بھی تمہیں ایک موقع دیتا ہوں مجھ سے معافی مانگ

لو پیش کیے گئے ثبوت واپس لے لو میڈیا کو بول دو کہ

سب جھوٹ تھا زیادہ کچھ نہیں تو تمہیں جان سے تو

بالکل نہیں ماروں گا صرف اپنی رکھیل بنا کر رکھوں

گا۔ اور میری رکھیل بن کر بھی تم کافی عیش کرو گی

ظہیر ملک گلینز نظروں سے عینا کے وجود کو دیکھتے

ہوئے بولا وہ اس کی آنکھوں کو ہی دیکھ کر اس بات

کا اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس کے سامنے بیٹھی لڑکی

کتنی حسین اور خوبصورت ہے

ظہیر ملک کے منہ سے اتنی بیہودہ بات سن کر دانیال نے

آگے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑ کے جھٹکے سے کرسی

سے کھڑا کیا تھا

دانی اس کا گریبان چھوڑا بھی اس سے بہت کچھ

اگلوانا ہے اسی لیے میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لا رہی

تھی کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ تم جذباتی طبیعت کے

مالک ہو عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے اٹلن زبان

میں بولی تو دانیال نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے اسے

جھٹکے سے چھوڑا تھا مگر دل تو اس کا چاہ رہا تھا کہ

اپنی پستول کی چھ کی چھ گولیاں اس کے دماغ میں

اتار دے مگر اسے ابھی خاموش رہنا تھا

زر خان اور ار حم بہت مشکل سے وہاں داخل ہوئے تھے جبکہ
میڈیا اور پولیس اتنی تھی کہ کسی کو بھی اندر نہیں جانے دیا جا رہا
تھا زر خان کو دیکھتے ہی پولیس آفیسر نے اسے اندر جانے دیا تھا اسی
وجہ سے انہیں زیادہ مشکل فیس نہیں کرنی پڑی تھی وہ لوگ ابھی
آفس کے قریب ہی پہنچے تھے مگر دور سے ہی انہیں عینا اور
دانیال آفس کے اندر نظر آچکے تھے مگر کوریڈور میں لگے
دروازے سے آگے وہ لوگ نہیں جاسکے کیونکہ اس دروازے کو
بھی بند کیا گیا تھا اور لاک اندر سے لگایا گیا تھا تاکہ کوئی اندر نہ آ
سکے

شفٹ کیا مصیبت ہے زر خان اس دروازے پر زور سے ہاتھ
مارتے ہوئے بولا

تم جانتے ہو ظہیر ملک جو الفاظ تم نے استعمال کیے ہیں اس کی سزا
کتنی خطرناک ہو سکتی ہے عینا اپنی سر دنگا ہیں ظہیر ملک پر ٹکاتے
ہوئے بولی

خیر تمہیں تمہاری سزا تو بعد میں مل جائے گی مگر میں چاہتی ہوں
کہ اس سے پہلے تم امن سے یہ بتا دو کہ شفٹ سائیڈ والی بلڈنگ
کا مالک کون ہے اور وہاں پر ہونے والے الیگل کاموں میں کس کا
ہاتھ ہے وہاں پر چھپے دہشت گردوں کو چھپانے والا فرد کون ہے
عینا اپنے مدے پر آئی تھی

اے لڑکی اپنی حد میں رہو تمہاری ہمت کس طرح ہوئی بھائی سے
اس طرح بات کرنے کی ظہیر ملک کا سب سے چھوٹا بھائی عینا کی
طرف بڑھتے ہوئے بولا اس سے پہلے کہ وہ عینا کو ہاتھ لگاتا دانیال
نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کے ایک منٹ میں اس کی کمر کے پیچھے
مرورا تھا اور ایک کڑچ کی آواز سے ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ اس کا بازو
توڑ چکا ہے

یہ کیا کیا تم نے میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں وہاں پر کھڑا دوسرا فرد
دانیال کی طرف بڑھا اس سے پہلے کہ وہ دانیال تک پہنچتا عینا
ایک جھٹکے سے اپنی کرسی سے اٹھی اور اسے ایک زوردار ٹانگ
رسد کی جس سے وہ سامنے دیوار سے جا لگا اس سے پہلے کہ عینا

مرتی ظہیر ملک اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اپنی ریوالور نکال کے
اس نے عینا پر تانی وہ گولی چلاتا اس سے پہلے ہی عینا اپنی پسٹل نکال
کے اس کے بازو پر گولی چلا چکی تھی جبکہ کچھ پاڑ کھڑے ار حم اور
زر خان پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے ہونے والی تمام کاروائی کو
دیکھ رہے تھے

کیا کہا تھا تم نے نوچو گے مجھے ہاں عورت ذات کو نوچنا تمہارا
پسندیدہ کام ہے چلو نوچ کے دکھاؤ سامنے کھڑی ہو تمہارے عینا
قدم بقدم ظہیر ملک کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی جب کہ اس
کی سرد آواز اور وحشت بڑی آنکھوں کو دیکھ کر ظہیر ملک پیچھے
کی طرف قدم بڑھانے لگا جبکہ ایک ہاتھ سے اس نے اپنا بازو پکڑا
تھا جہاں گولی لگی تھی اور وہاں سے بے تحاشہ خون بہہ رہا تھا

وہ پیچھے کی طرف قدم لیتا دیوار کے ساتھ جا لگا تھا جہاں دانیال پہلے ہی اس کے دونوں بھائیوں کو مجرموں کو طرح کھڑا کر چکا تھا

چلو اب بتاؤ جلدی میرے سوالوں کے جواب دو ورنہ یہ گولی اس بار تم لوگوں کے دماغ چیرتی ہوئی جائے گی عینا ظہیر ملک کے سر پر گن تانتے ہوئے بولی تو وہ خوف سے کانپنے لگا

دو دیکھوں مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا عینا نے اس کے سب سے چھوٹے بھائی پر گولی چلائی تھی جو اس کی ٹانگ پر لگی تھی

ہم بتاتے ہیں تمہیں سب کچھ بتاتے ہیں ہمیں مت مارو وہ ہانپتے
ہوئے بولا تو عینا نے دانیال کو آنکھوں سے اشارہ کیا تو دانیال نے
اپنی جیکٹ سے ایک چھوٹا سا کیمرہ نکالا اور اسے ان تینوں کے
سامنے سیٹ کر دیا

چلو اب بھونکنا شروع کرو اور اگر تم لوگ ایک بار بھی اٹکے یا
بات بدلنے کی کوشش کی تو یہ گولی تم لوگوں کے دماغ میں ماروں
گا دانیال ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا تو وہ لوگ فر فر
بولنے لگے

عینا نے پاس پڑی کرسی گھسیٹی اور ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر ٹھیک ان
لوگوں کے سامنے اس کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی

ہوئی پستول کو گھمانے لگی جبکہ پورا فوکس ان کی باتوں کی طرف
تھا

دور کھڑے زر خان اور ار حم بہت غور سے ان کی طرف دیکھ
رہے تھے جس انداز میں عینا کرسی پر بیٹھی اپنے ہاتھ میں اس
پسٹل کو گھمار ہی تھی اسی پسٹل کے ساتھ ساتھ ار حم کا دماغ بھی
گھوم رہا تھا آج پہلی بار اس نے عینا کو اس روپ میں دیکھا تھا اس
کے لیے یہ ماننا بہت مشکل تھا کہ ایک لڑکی اتنی نڈر بھی ہو سکتی
ہے مگر وہ تھی اور جیتا جاگتا ثبوت اس کے سامنے موجود تھا جب
کہ زر خان صرف عینا کو گھور رہا تھا کیونکہ عینا نے اس کی بات
نہیں مانی تھی

لا لا آپ کی زندگی کیسے گزرے گی ار حم کھوئے کھوئے انداز میں
بولا تو زر خان نے عینا کو گھورنا بند کر کے ار حم کو گھورا

شٹ اپ زر خان ار حم کو گھورتے ہوئے بولا تو ار حم بالکل
خاموش ہو گیا اور دوبارہ سامنے کی طرف دیکھنے لگا جہاں دانیال
کیمرہ ہاتھ میں پکڑے سامنے موجود تین فردوں کا بیان ریکارڈ کر
رہا تھا

ار حم عینا کو دیکھ کر تھوڑا پریشان ہوا تھا کیونکہ اس نے ہمیشہ حور کو
ہی دیکھا تھا اس نے کہاں سوچا تھا کہ حور ایسی ہو گئی لیکن اسے فخر
بھی بہت محسوس ہو رہا تھا کیونکہ ان کی ساتھ نسلوں میں بھی ایسی

لڑکی نہیں ہوگی جیسی لڑکی حورالعین تھی واقعی میں وہ لڑکی فخر
کرنے کے لائق تھی

اس بلڈنگ کو چلانے کے پیچھے ایم این اے ہے اس بلڈنگ میں
دہشت گردوں کو بھی اس نے ہی پناہ دی ہے اور وہاں پر لڑکیاں
باہر کے ملک بیچی جاتی ہیں ظہیر نے خوف کھاتے ہوئے ساری
سچائی عینا کے سامنے رکھ دی تھی وہاں پر کیا ہوتا ہے کیسے ہوتا ہے
وہاں پہ کس کا آنا جانا ہے اندر کا ماحول کیسا ہے سکیورٹی کیسی ہے وہ
تمام باتیں اس کیمرے میں ریکارڈ ہو چکی تھی

تم جیسے غداروں کی وجہ سے ہی ہمارا ملک تباہ ہو چکا ہے گھٹیا
سیاست دانوں کی وجہ سے غریب عوام سڑکوں پر آچکی ہے مگر تم

لوگوں کو خدا کا خوف نہیں آتا شاید خدا نے تم لوگوں کے لیے
بھی ہم جیسوں کو ہی بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کو ہم جیسے ہی آکر
نصب و نبوت کر سکیں اور یقین مانو تم جیسے لوگ ہی ہم لوگوں
کے تلوے چاٹتے ہیں اس کا سارا بیان ریکارڈ کرنے کے بعد
دانیال اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے ان تینوں کے چہروں کو سرد
نظروں سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں بولا اس بات کا عینا کو
بہت افسوس ہوا تھا کہ اس ملک کے سیاستدان ہی اس ملک کے
خلاف ہیں سیاستدان ہی وہ کام سرانجام دے رہے ہیں جو کسی
دہشتگرد نے کرنا ہے اور غداروں کو اس ملک کے دہشتگردوں کو
بھی انہوں نے ہی پناہ دی ہے یقیناً اب ایم این اے کا پتہ جلد کٹ
جانا تھا

کیمرہ بند کرنے کے بعد دانیال نے وہ کیمرہ عینا کی طرف بڑھایا تو
عینا نے وہ کیمرہ پکڑ کے ساتھ پڑی ٹیبل پر رکھ دیا اب دانیال عینا
سے کچھ بول رہا تھا

سر یہ چابی ایک آدمی ار حم کی طرف ایک چابیوں کا گچھا بڑھاتے
ہوئے بولا جو اسی دروازے کی ڈپلیکیٹ چابی تھی ار حم نے اسے
اس چابی سے دروازہ کھولنے کا بولا تو اس نے آگے بڑھ کے
دروازہ کھول دیا دروازہ کھولتے ہی ار حم اور زر خان جلدی سے
آگے بڑھے

دانیال اور عینا کو باتوں میں مصروف دیکھ کر ظہیر ملک کے
چھوٹے بھائی فضل ملک میں ہوشیاری دکھائی اور ایک طرف ہو

کے جلدی سے دروازہ کھول دیا اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکلتا
دانیال ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور اس کی شرٹ کو پیچھے
سے دبوج کر اسے اٹھا کر سامنے دیوار میں مارا دیوار کے ساتھ سر
لگنے کی وجہ سے اس کے سر سے خون بہنے لگا اور وہ درد سے
کراہنے لگا

دانیال پر اس کے دوسرا بھائی نے حملہ کرنا چاہا مگر دانیال ایک ہی
منٹ میں اسے بھی قابو کر چکا تھا وہ تینوں بھائی ہوشیاری دکھا کر
وہاں سے نکلنا چاہ رہے تھے شاید وہ اس بات سے انجان تھے کہ
جن کی قید میں وہ پھنسے ہیں وہاں سے نکلنا تو کیا پر مارنا بھی ناممکن
ہے

اپنے دونوں بھائیوں کو درد سے کراہتا دیکھ کر ظہیر ملک نے پاس
پر ایک شیشے شوپ پیس اٹھایا اور عینا کو مارنے کے غرض سے
آگے بڑھا جیسے ہی وہ عینا کہ قریب پہنچا عینا نے ایک ٹانگ اس
کی دوسری ٹانگ پر رسید کی تو وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا وہ
لڑکھڑا کر سنبھلتا عینا جلدی سے اپنی کرسی سے اٹھی اور اس کا وہی
ہاتھ مروڑ کے پیچھے کی جانب کر دیا جس ہاتھ سے اس نے شوپس
اٹھایا تھا ہاتھ میں موجود وہ شوپس اس کے پیروں پہ آگرا شیشے کا
ہونے کے باعث پیروں پر لگتے ہی اس کی دل فریب چیخیں آفس
میں گونجنے لگی

تم نے کیا سمجھا تھا کہ ایک عورت ذات بہت کمزور ہوتی ہے
جنہیں تم جیسے کیڑے مکوڑے اپنے پیروں تلے مسل سکتے ہیں تو

سنو ایک عورت ذات کبھی بھی کمزور نہیں ہوتی وہ تم جیسے کیر
مکوڑوں کو اپنے پیروں تلے کھلنے کا ہنر رکھتی ہے عینا اس کے بازو
پر اپنا دباؤ بڑھاتے ہوئے پھنکاری

فضل ملک کی نظر اپنے کچھ فاصلے پر زمین پر گری ہوئی پسٹل پر
پڑی تو اس نے جلدی سے زمین سے وہ گن اٹھائی جو اس دوران
ظہیر ملک کے ہاتھوں سے زمین پر گر چکی تھی

کیا کہا تھا میں نے تم سے کہ جس دن میں تمہارے سامنے آگئی وہ
دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا عینا یہ بول کر کچھ پل رکی اپنا
چہرہ ظہیر ملک کے کان کے تھوڑا قریب کیا

Now your life is over،

عینا اس کے کان کے قریب بولی اور پھر ایک جھٹکے سے ظہیر ملک
کے سامنے سے ہٹ گئی جبکہ وہاں ایک ساتھ تین گولیاں چلی
تھیں گولیاں چلنے کے ساتھ ساتھ آفس میں داخل ہوتے ہیں
ارحم اور زر خان کا دل بھی ایک پل کو رک گیا تھا

اور وہ گولیاں چلانے والا کوئی اور نہیں بلکہ فضل ملک تھا جس
نے نشانہ تو عینا پر باندھا تھا مگر عینا سامنے شیشے سے اسے دیکھ چکی
تھی اس لیے بروقت پیچھے ہٹ گئی اور وہ تینوں کی تینوں گولیاں
ظہیر ملک کا سینہ چیرتی چلی گئی تینوں گولیاں اس کے دل کے

مقام پر لگی تھی جس کی وجہ سے وہ موقع پر ہی تڑپ تڑپ کر
ہلاک ہو گیا

بھائی----- وہ دونوں ترپ کر ظہیر ملک کی جانب بڑھے

چچ چچ بات تو بہت افسوس کی ہے مگر حقیقت تو یہی ہے کہ
ظہیر ملک کے بھائی نے ہی اسے تین گولیاں مار کر قتل کر دیا عینا
زمین پر بیٹھے ظہیر ملک کے دونوں بھائیوں کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی جو اسے مسلسل جنجھور کر اٹھانے کی کوشش کر رہے
تھے

دانی باہر موجود تمام میڈیا اور پولیس والوں کے لیے سارے
راستے کھول دو میڈیا اس آفس تک آنی چاہیے تاکہ پورے
پاکستان کو پتہ چل سکے کہ زیڈ ایم کمپنی کے اونر کو اس کے سگے
بھائی نے عبرت ناک موت سے ملوادیا ہے عینا دانیال کی طرف
دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولی تو دانیال نے
مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا ان کی مسکراہٹ کچھ عجیب سی
تھی خطرناک سی

دانیال نے اپنا فون نکال کر کسی کو کال ملائی اور ٹیبیل پر پڑا کیمرہ اٹھا
کے اپنی جیکٹ جیب میں رکھ لیا

عینا دروازے کی طرف مڑی تو سامنے ہی ار حم اور زر خان کو کھڑا
پایا ار حم کے تو چہرے کے تاثرات عجیب سے تھے جیسے وہ شاکڈ
کی کیفیت میں ہو جبکہ زر خان صرف عینا کو گھور رہا تھا

ارے آپ لوگ یہاں ویسے تھوڑی دیر کر دی آپ نے آنے
میں اگر تھوڑا جلدی آجاتے تو پوری فلم دیکھ لیتے مگر خیر کوئی
بات نہیں ابھی بھی آپ نے ٹیلی فلم لازمی دیکھ لی ہو گی عینا
زر خان کی طرف شوق نگاہوں سے دیکھتی ہوں بولی

فلم تو تمہیں میں دکھاؤں گا تم ایک بار گھر تو چلو زر خان دانت
کچکچاتے ہوئے دل ہی دل میں عینا سے مخاطب ہوا

عینا ہمیں جلدی یہاں سے نکلنا ہو گا میڈیا بیہیں پر آرہی ہے
دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے ہاں میں سر
ہلاتے ہوئے آفس سے باہر کی جانب قدم بڑھائے مگر اس کے
باہر نکلنے سے پہلے ہی زر خان نے اس کی کلائی اپنی سخت گرفت
میں لی اور بغیر کسی کے پرواہ کیے لمبے لمبے ڈھک بھرتا وہاں سے
نکلتا چلا گیا جبکہ عینا بھی اسی کے ساتھ اس کے قدم ملانے کی
کوشش کر رہی تھی جو شاید آج ہوائی جہاز ہی بنا ہوا تھا

بلڈنگ کی پچھلی سائیڈ سے وہ عینا کو لے کر نکلتا تھا گاڑی کے
قریب پہنچ کر اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور پٹخنے کے
انداز میں عینا کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا جب کہ عینا تو حیران اور

پریشان اس مصیبت کو ہی دیکھتی جا رہی تھی جو آتش فشاں بنا ہوا
تھا

زرخان نے آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی سٹارٹ کر کے
وہاں سے گاڑی نکالی

یہ کیا یہ ہے نا کو کہاں لے کر جا رہا ہے ابھی ہمیں افس جانا تھا
دانیال زرخان کی پشت کو دیکھتے ہوئے بولا

تم فکر مت کرو اور چلو یہاں سے ارحم دانیال کے کندھے پر ہاتھ
رکھتے ہوئے بولا تو دانیال نے ہاں بس سر ہلایا اور پھر ارحم کے

ساتھ وہاں سے نکل گیا کیونکہ میڈیا کے پہنچنے سے پہلے ہی انہیں
وہاں سے نکالنا تھا

زرخان پچھلے راستے سے عینا کو ساتھ لیے باہر آیا تھا اپنی گاڑی
کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور عینا کو پٹخنے
کے انداز میں گاڑی میں بٹھایا اور گھوم کر دوسری سائیڈ پر آکر
ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی وہاں سے نکالی

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ مجھے اپنے ساتھ کیوں لائے ہیں آپ
عینا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس کے چہرے کے
تاثرات خطرناک حد تک سخت تھے

یہ تو میں تمہیں بہت جلد بتاؤں گا کہ میں تمہیں اپنے ساتھ کیوں
لایا ہوں مگر تب تک اپنی زبان بند رکھو ورنہ میں بہت برے
طریقے سے پیش آؤں گا سمجھیں زر خان عینا کو اپنی سرد نگاہوں
سے گھورتے ہوئے بولا

آپ سے اچھے کی امید میں رکھتی بھی نہیں عینا نے زر خان کو الٹا
جواب دیا جبکہ زر خان کا تو دماغ ہی گھوم گیا ہے اس کے جواب پر

اچھی بات ہے اب رکھنا بھی مت کیونکہ تمہارے ساتھ کچھ اچھا
تو میں بالکل نہیں کرنے والا زر خان دانت پیستے ہوئے بولا

آپ نے آج تک اچھا کیا بھی کیا ہے خیر چھوڑیں ان باتوں کو
ویسے آپ کو غصہ کس بات کا ہے عینا اب جان بوجھ کر شیر کے
منہ میں ہاتھ ڈال رہی تھی

عینا کی بات کا جواب دینا زرخان نے ضروری نہیں سمجھا تھا اس
لیے وہ خاموش رہا اور سنجیدہ نظروں سے سڑک تو دیکھتے ہوئے
ڈرائیونگ کرتا رہا

آپ کیا بہرے ہو گئے ہیں میری مانیں تو یہیں پاس میں سپیشل
ڈاکٹر کا ہاسپٹل ہے وہاں چلیں آپ کے کان چیک کروا لیتے ہیں
عینا بھی بھی باز نہیں آرہی تھی شاید وہ زرخان کے صبر کو آزما
رہی تھی اور زرخان بہت مشکل سے خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا

زرخان نے بغیر جواب دیے عینا کو ایک نظر گھورا تو عینا نے اپنے
مسکراہٹ دبا کے اپنے سر سے ہڈی ہٹائی اور چہرے سے ماسک
اتارا اور اپنا فون نکال کے کان سے لگایا جو کب سے وائبریٹ ہو
رہا تھا عینا نے دیکھا تو دانیال کی کال تھی یقیناً وہ اس کے لیے فکر
مند ہو رہا تھا

عینا کہاں پر ہو تم فون کے سپیکر میں دانیسل کی آواز گونجی

نہیں مجھے نہیں پتہ میں کہاں پر ہوں بلکہ ایک کام کرو میں تمہیں
لوکیشن سینڈ۔۔۔ ابھی بات مکمل کرتی زرخان میں جھٹکے سے

اس کے ہاتھ سے فون چھینا اور کال بند کر کے فون ڈیش بورڈ پر
پھینک دیا

یہ کیا بد تمیزی ہے پہلے آپ زبردستی مجھے اپنے ساتھ گھسیٹ
لائے اب آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے عینا زر خان
کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ عینا کی بات سن کے زر خان نے
ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور عینا کہ بازو کا پکڑ کے اسے اپنی
طرف کھینچا

تمہیں منع کیا تھا نا میں نے کہ تم ظہیر ملک کے سامنے نہیں جاؤ
گی پھر کیا سوچ کر تم میرے خلاف گئی زر خان اپنی غصے سے
سرخ ہوتی آنکھیں عینا کے چہرے پر گاڑتے ہوئے پھنکارا

اپنا کام کرنے کے لیے مجھے کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں اور میں
آپ کے خلاف نہیں بلکہ آپ میرے کام کے خلاف جارہے
تھے عینا اپنا بازو ایک جھٹکے سے زر خان کی گرفت چھڑواتے
ہوئے بولی

تمہارا کام گیا بھاڑ میں جب میں نے تم سے بولا تھا کہ دانیال سب
دیکھ لے گا تو تم وہاں پر کیوں گئی زر خان اگلے ہی لمحے دوبارہ اسے
اپنے مزید قریب کر چکا تھا

میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں عینا سنجیدگی سے بولی

تم مجھے ہی جوابدہ ہو مسس زرخان سکندر اور تمہیں میرے ہر سوال کا جواب دینا پڑے گا تم نے میرے خلاف جا کر اچھا نہیں کیا اس کی سزا تو تمہیں ضرور ملے گی زرخان عینا کے بازو پر اپنی گرفت سخت ہوتے ہوئے بولا جبکہ عینا کو زرخان کی انگلیاں اپنے بازو میں پوسٹ ہوتے محسوس ہو رہی تھی

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ میرے کام کے درمیان ٹانگ کیوں اڑاتے ہیں آخر آپ کا مسئلہ کیا ہے عینا جھنجھلا کر بولی کیونکہ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ زرخان ایسے کیوں کر رہا ہے جبکہ یہ تو اس کا کام تھا اور عینا کے لیے بہت عام سی بات تھی پھر زرخان اس بات کا اتنا ایشو کیوں بنا رہا تھا

عینا کی جھنجھلاہٹ دیکھتے ہوئے زر خان نے اس کا بازو چھوڑ دیا مگر
چہرے پرے بھی سختی تھی

تمہاری سوچ بھی نہیں ہوگی جتنا گھٹیا وہ انسان تھا کسی غیر مرد کی
ایک غلط نگاہ بھی میں تم پر برداشت نہیں کر سکتا اور تم اسی چیز کا
فائدہ اٹھاتی ہو مجھے اس بات سے کوئی مطلب نہیں کہ تمہارا کام
کیا ہے کیا نہیں لیکن کوئی میری بیوی کو غلط نظر سے دیکھے یہ
میری غیرت کو گوارا نہیں اور اس کے لیے مجھے تمہیں ساتھ
پردوں میں بھی بٹھانا پڑے تو میں بٹھا دوں گا اور یہ بات اپنے
دماغ میں اچھے سے بٹھا لو کہ زر خان سکندر کسی غیر مرد کی غلط نگاہ
اپنی بیوی پر کبھی برداشت نہیں کر سکتا حسن خان کا لہجہ بے حد
سنجیدہ تھا مگر وہ اپنے تمام جذبات ایک ہی بات میں عیاں کر گیا تھا

عینا کا چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی جسے وہ اگلے ہی لمحے چھپا گئی تھی

اگر مجھ پر حکم چلانے سے فرصت مل گئی ہو تو ایک نظر باہر بھی دیکھ لیں عینا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو زرخان نے عینا کے چہرہ سے نظریں ہٹا کر باہر کی طرف دیکھا جہاں وہ لوگ ایک سنسان روڈ پر موجود تھے اور بہت تیز بارش برس رہی تھی عینا سے بات کرنے کے چکر میں وہ تو سب کچھ فراموش کر چکا تھا اور اسے اس چیز کا بھی احساس نہیں ہو سکا کہ باہر تو بارش ہو رہی ہے

زر خان نے گاڑی سٹارٹ کی اور تیز رفتار میں گاڑی چلانے لگا
کیونکہ جلد ہی انہیں یہاں سے نکلنا تھا ورنہ یہ راستہ ایسا تھا کہ
تھوڑی اور بارش برسنے پر وہ تمام راستے بند ہو جانے تھے اور پھر
ان دونوں نے یہی پر پھنس جانا تھا اور زر خان نہیں چاہتا تھا کہ
اتنی تیز بارش میں وہ لوگ کسی راستے میں پھنس جائیں

کچھ فاصلے پر جاتے ہی زر خان کی گاڑی کو ایک جھٹکا لگا اور وہ وہیں
پر رک گئی

شیٹ۔۔۔۔ زر خان نے زور سے گاڑی کی سٹیرنگ پر ہاتھ مارا اور
گاڑی سے نکل کر گاڑی کو دیکھنے لگا

گاڑی کا بونٹ کھول کر زر خان نے گاڑی کا معائنہ کیا تو اسے پتہ
چلا گاڑی کے انجن میں کوئی مسئلہ ہوا ہے اب یہ مسئلہ تو وہ خود صحیح
نہیں کر سکتا تھا

نکلیں باہر محترمہ ہماری گاڑی خراب ہو چکی ہے اس سے پہلے کہ
بارش کی وجہ سے یہاں کار راستہ مزید بند ہو ہمیں یہاں سے نکلنا
ہو گا زر خان عینا کی طرف جاتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولتے
ہوئے بولا تو عینا نے زر خان کی طرف دیکھا جو تیز برستی بارش
میں مکمل بھیگ چکا تھا

آپ کو اگر کہیں جانا ہے تو آپ جاسکتے ہیں میں نہیں جاسکتی عینا
زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ اسے بارش سے فوبیا تھا

وہ کبھی بھی بارش میں نہیں بھیگی تھی وہ ہمیشہ خود کو بارش سے
محفوظ رکھتی تھی

کوئی ملکہ عالیہ ہو جو یہاں پر رکوگی اور تمہاری شان میں یہاں پر
بستر لگوا دیا جائے گا نکلو باہر ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا پاس میں
ایک گاؤں ہے وہاں چلتے ہیں تاکہ اس برستی بارش سے بچ کر
رات کسی محفوظ جگہ پر گزار سکیں زر خان عینا کا ہاتھ پکڑ کے اسے
زبردستی باہر نکالتے ہوئے بولا جبکہ عینا اسے گھورتی ہی رہ گئی

اب وہ کیا کر سکتی تھی انکار وہ کر کے دیکھ چکی تھی اور یہاں رکنا
خطرے سے خالی نہیں تھا اور زر خان نے عینا کو کبھی بھی یہاں
اکیلا نہیں چھوڑنا تھا اس لیے عینا نے اپنی ہڈی اپنے چہرے پر ڈالی

اور چہرے پر ماسک لگا دیا زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت تو وہ بارش سے
بچ سکے گی وہ نہیں چاہتی تھی کہ عینا کی یہ بات زر خان کو پتہ چلے
اس لیے چپ چاپ وہ زر خان کے ساتھ چلنے لگی

کچھ فاصلے پر جاتے ہی عینا کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے سانس لینے
میں تھوڑی مشکل درپیش آرہی ہے مگر وہ نظر انداز کر گئی

زر خان بہت تیز قدم لیتا ہوا چل رہا تھا جبکہ عینا بھی اس کے برابر
ہی تھی اسے بھی وہاں سے جلد سے جلد نکلنا تھا مگر آہستہ آہستہ
اسے اپنا وجود سن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ برداشت کر رہی
تھی وہ اتنی نازک نہیں تھی کہ تھوڑی سی تکلیف پر ہار ماننے لگتی

اب وہ کسی جنگل نما جگہ میں داخل ہو رہے تھے جب عینا کو اپنا
سانس رکنا ہوا محسوس ہوا اس نے اپنے قدم وہیں روکے اور
چہرے سے ماسک ہٹایا ایک لمبا سانس لے کر خود کو پرسکون
کرنے کی کوشش کی

کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ زرخان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے فکر
مندی سے بولا تو عینا نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا اور ماسک
دوبارہ اپنے چہرے پر لگا کر قدم آگے کی جانب بڑھائے تو زرخان
نے آگے بڑھ کر عینا کا ہاتھ پکڑا جو اس طرح ٹھنڈا ہو رہا تھا جیسے
کوئی برف ہو جبکہ زرخان کے جسم کا ٹمپریچر عینا کے مقابل
نارمل تھا عینا زرخان کے ہاتھ کی گرمائش خود کے ہاتھ پر محسوس
کر سکتی تھی

تم اتنی ٹھنڈی کیوں پڑ رہی ہو تمہاری طبیعت ٹھیک ہے زر خان
عینا کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا

میں ٹھیک ہوں بس جلدی یہاں سے نکلیں عینا بہت مشکل سے
بول پائی تھی جب کہ زر خان کو اس کی طبیعت بالکل بھی ٹھیک
نہیں لگ رہی تھی وہ اور زیادہ تیز تیز قدم لیتا وہاں سے نکلنے کی
کوشش کرنے لگا جب اچھا چانک عینا کے قدم وہیں رک گئے
اور وہ تیز تیز سانس لینے لگی زر خان نے تڑپ کر عینا کی طرف
دیکھا اور آگے بڑھ کر اسے تھاما ورنہ وہ اب تک زمین بوس ہو چکی
ہوتی اس کی آنکھیں سرخ انگار بن چکی تھی جبکہ چہرہ بھی بے حد

سرخ تھا اور اس کا پورا جسم برف کی طرح ٹھنڈا پڑ رہا تھا عینا کی
حالت دیکھ کر زر خان کے دل کو کچھ ہوا تھا

عینا کو لگا جیسے اس کا دماغ سن ہو رہا ہو آہستہ آہستہ اس کے جسم
سے جان ختم ہو رہی ہو وہ خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی
تھی جبکہ اس کا سر بے حد بھاری ہو رہا تھا اور سانس بہت مشکل
سے آرہی تھی عینا نے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر
پلکوں کا بوجھ اٹھانا اس کے لیے مشکل ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس
کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا اس سے پہلے کہ وہ بیہوش
ہو کر زمین پر گرتی زر خان اسے اپنے دونوں بازوؤں سے تھام چکا
تھا

عین کیا ہوا تمہیں آنکھیں کھولو اپنی زر خان اس کے سر دپڑتے
دونوں گال تھپتھپاتے ہوئے بولا جبکہ عینا کی رنگت اب نیلی پڑ
رہی تھی

زر خان نے جلدی سے عینا کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور تیز تیز
قدم لیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا اس کے لیے اس وقت عینا سے
ضروری کچھ نہیں تھا اس کی طبیعت خراب ہو جانا زر خان کی
سانسیں خشک کر گیا تھا اور اوپر سے آہستہ آہستہ اس کا جسم نیلا پڑ
رہا تھا اور یوں تھا جیسے عینا کو کسی برف کے ڈھیر پر لٹا دیا ہو

دانیال حویلی میں داخل ہوا تو سامنے سے ہی اسے دانیال آتی ہوئی
دکھائی دی

السلام علیکم دانیال کے قریب جاتے ہوئے ہلکی سی آواز میں
بولی

و علیکم السلام کیسی ہو دانیال دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر
بولا

میں ٹھیک ہوں بھائی آپ کیسے ہیں دانیر نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا جبکہ اس کے بھائی کہنے پر دانیال کی مسکراہٹ فوراً
غائب ہوئی تھی حویلی میں ان کے نکاح کی بات چل رہی تھی اور
یہ ابھی تک اسے بھائی بنا کر بیٹھی ہوئی تھی

میں ٹھیک ہوں اور اسندہ مجھے بھائی مت بلانا دانیال دانیر کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا تو دانیر نے تابعداری سے ہاں میں سر ہلایا
یہ بھی پوچھنا مناسب نہیں سمجھا کہ وہ اس سے بھائی بولنے سے
منع کیوں کر رہا ہے اور اس وقت دانیال کو لگا کہ دانیر کچھ زیادہ ہی
معصوم اور سیدھی سادی لڑکی ہے جب کہ حقیقت میں یہی تھی

وہ میں نے پوچھنا تھا کہ آپ کہاں ہیں دانیال نے دانیال کی طرف
دیکھتے ہوئے عینا کے بارے میں پوچھا

وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے دانیال اسے جواب دے کر آگے
بڑھنے لگا

جی کیا مطلب۔۔۔۔۔ دانیال کو اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی

مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے بارش رکنے کے بعد
واپس حویلی آجائے گی دانیال نے اب ذرا تفصیل سے بتایا

جی ٹھیک ہے شکریہ دانیہ نے مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کیا
اور وہاں سے چلی گئی جبکہ دانیال نے بھی اپنا سر
جھٹک کر قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے

ہائے اللہ فارسیہ یار دیکھو بارش کتنے مزے کی ہو رہی ہے چلو آؤ
بارش میں نہاتے ہیں لائے اپنے کمرے میں بیٹھی بیلا کے ساتھ
کھیل رہی تھی تو اس کی نظر باہر برستی بارش پر پڑی تو وہ زبردستی
فارسیہ کو اپنے ساتھ کھینچنے لگی

صبر رکھو بے وقوف لڑکی یہ بے موسم کے بارش ہے اور ویسے
بھی موسم بدل رہا ہے اگر اس بارش میں نہائی تو بیمار پڑ جاؤں گی

انسان بن کر یہیں پر بیٹھو فار یہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے دوبارہ بیڈ
پر بٹھاتے ہوئے بولی

یار کچھ نہیں ہوگا چلو آؤ تم دائر تم آؤ میرے ساتھ فار یہ کونا مانتے
دیکھ کر لائے نے دائر کو اپنے ساتھ گھسیٹا جب کہ وہ مسلسل نفی
میں سر ہلار ہی تھی

کیا بے وقوف ہو گئی ہو تم بے فضول میں اسے اپنے ساتھ کھینچے جا
رہی ہو اگر تمہیں جانا ہے تو اکیلی جاؤ ہم میں سے کوئی تمہارے
ساتھ نہیں جائے گا فار یہ دائر کا ہاتھ لائے کے ہاتھ سے
چھڑواتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے مت چلو تم لوگ میرے ساتھ میں اکیلے ہی جاتی ہوں
لاٹبہ کمرے کے دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے بولی

رات کے وقت چھت پر جا رہی ہو دھیان رکھنا کہیں چڑیل کو
چن ناچٹ جائیں فار یہ پیچھے سے ہنستے ہوئے بولی تو لاٹبہ نے ایک
نظر اسے گھورا اور پھر کمرے سے نکل کر چھت پر آگئی بارش
بہت زوروں سے برس رہی تھی جبکہ وہ چھت پر آتے ہی وہ
بچوں کی طرح گول گول گھومنے لگی

حارث اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا جب اس کی غیر ارادی
نظر سیڑھیوں کی طرف اٹھی جہاں پر اسے گلابی آنچل لہراتا ہوا
دکھائی دیا وہ فوراً پہچان گیا تھا کہ یہ لاٹبہ ہے وہ رات کے وقت

چھت پر کیا لینے جارہی تھی یہ سوچ کر حارث کے ماتھے پر بل
نمودار ہوئے اور کمرے میں جانے کی بجائے اس نے اپنا رخ
چھت کے جانب کیا

وہ چھت پر پہنچا تو اسے سامنے لائے کھڑی ہوئی دکھائی دی جو اپنے
دونوں بازوؤں کو کھولے چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے آنکھیں
بند کیے بارش کو اپنی روح میں اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی

لائے ابھی ویسے ہی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی جب اسے اپنے
پیٹ پر گرم ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا تو اس نے پیٹ سے آنکھیں
کھولی اور گھبرا کر رخ موڑنا چاہا جبکہ حارث اپنے دونوں بازو اس

کے پیٹ پر باندھ کے ایک جھٹکے سے اس کی کمر اپنے سینے سے لگا
چکا تھا

رات کے وقت اکیلی چھت پر کیا کرنے آئی ہو حارث لائبرے کے
کان کے قریب جھکتے ہوئے بولا تو لائبرے نے گھبرا کر حارث کے
حصار سے نکلنا چاہا مگر اس کی گرفت سخت تھی

وہ وہ مم میں لائبرے میں ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ کچھ بول سکے

کیا وہ حارث اس کے گلے بال اس کی گردن سے ہٹا کر کندھے پر
ایک سائیڈ پہ کرتے ہوئے بولا تو لائبرے کے وجود میں کپکپاہٹ
طاری ہوئی

وہ ویسے ہی میں تو بس ابھی آئی تھی لائِبہ اپنی تمام تر ہمت جمع
کرتے ہوئے بولی جبکہ اب وہ حارث کی انگلیوں کا لمس اپنی
گردن پر محسوس کر رہی تھی

کیوں ویسے ہی حارث اپنی ٹھوڑی لائِبہ کے کندھے پر رکھتے
ہوئے بولا اب اس کے لہجے میں نرمی نہیں تھی بلکہ تھوڑی
سنجیدگی بھی شامل تھی

وہ بارش ہو رہی تھی بس اس لیے لائِبہ نے بول کر بری طرح
اپنے لب کچلے

بارش ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم رات کے کسی بھی پہر
منہ اٹھا کر چھت پر چلی آؤ گی حارث نرمی سے لائے کا رخ اپنی
جانب کرتے ہوئے بولا جو حارث کی اتنی نزدیکی پر یاں پھر
حارث کے غصے سے بچنے کے لیے اپنی آنکھیں میچ چکی تھی جبکہ
اس کے وجود میں ہلکی ہلکی لرزش شامل تھی

آنکھیں کھولو اپنی حارث نے لائے کو حکم دیا تو لائے نے آنکھیں
کھول کر حارث کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

ڈرتی کیوں ہو مجھ سے اتنا کھاتو نہیں جاؤں گا تمہیں حارث لائے
کی کمر میں اپنا کسرتی بازو لپیٹتے ہوئے اسے اپنے نزدیک کرتے
ہوئے بولا

آپ غصہ کرتے ہیں اس لیے مجھے ڈر لگتا ہے لائے حادثہ کی
طرف دیکھتے ہوئے کپکپاتی آواز میں بولی

تو تم غصہ دلانے والے کام مت کیا کرو بیوی ہو میری اور تمہیں
پتہ ہونا چاہیے کہ تمہارے شوہر کو کیا چیز اچھی لگتی ہے اور کیا
بری حادثہ اس کے چہرے پر جھولتی گیلی آوار لٹوں کو کان کے
پیچھے آراستے ہوئے بولا جبکہ لہجہ بے حد نرم تھا

لیکن میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا جس سے آپ کو غصہ آئے لائے
معصومیت سے بولی

یہ بھی تو تم نے مجھے غصہ دلانے والا ہے کام ہی کیا ہے اس طرح
برستی بارش میں منہ اٹھا کر رات کے وقت چھت پر چلی آئی وہ
بھی اکیلی اور بول رہی ہو کہ تم نے کچھ نہیں کیا جس طرح مجھے
غصہ آئے بہت ہی بے وقوف لڑکی ہو تم حارث سے کھینچ کر اپنے
اور قریب کرتے ہیں بولا جبکہ نظر اس کے گردن پر واضح ہونے
والی نیلی اور سبز رگوں پر تھی

لیکن میں تو بس ابھی آئی تھی اور میں جانے بھی لگی تھی بس آپ
آگئے لائبہ اس کی نزدیکی پر گھبراتے ہوئے بولی جبکہ تیز برستی
بارش میں وہ دونوں مکمل بھیگ چکے تھے

تمہیں لگتا ہے کہ اب تم میری اجازت کے بغیر جاسکتی ہو حارث
اس کی شہ رگ کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا تو لائبہ نے
تڑپ کر حارث کی طرف دیکھا جس کی نظریں اس کے گردن پر
جمی ہوئی تھی

مم مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے پلیرز جانے دیں لائبہ کپکپاتے ہوئے بولی
کیونکہ واقعی میں اسے اب بہت سردی لگنے لگی تھی جبکہ
حارث اسے مضبوطی سے اپنے حصار میں لیے کھڑا تھا

میرے ہوتے ہوئے بھی ٹھنڈ لگ رہی ہے حارث بولتے ہی اس
کی گردن پر جھکا اور اس کی شہ رگ پر لب رکھ دیے جبکہ حارث
کے اس عمل پر لائبہ کانپ کر رہ گئی

ح ح حارث پپ پلیر لائے حارث کے سلگتے ہونٹوں کا لمس اپنی
گردن پر محسوس کرتے ہکلاتے ہوئے بولی

نکاح سے پہلے تمہیں پانے کی خواہش تھی مگر نکاح ہونے کے
بعد تمہاری طلب اور ضرورت بڑھ گئی ہے حارث اس کی گردن
سے چہرہ نکالتے ہوئے بولا اور پھر بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیے
اس کے گلابی لبوں پر جھکا اور نرم لمس چھوڑنے لگا اس کے لمس
میں شدت بالکل نہیں تھی بلکہ بہت نرمی سے وہ لائے کو محسوس
کر رہا تھا جبکہ لائے اس کے کرتے کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی

کچھ دیر بعد حارث نرمی سے پیچھے ہٹا اور بغور لائے کے چہرے کو
دیکھنے لگا جو خون جھلکنے کے در پر تھا

چلو یہاں سے ورنہ میں ساری حدیں پار کر جاؤں گا اور یہ بھی
صرف تمہاری وجہ سے ہو گا کیونکہ ہر بار تم میرے سامنے امتحان
بن کر کھڑی ہو جاتی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ رخصتی سے پہلے میں
اپنا صبر کھو بیٹھوں حارث لائے کا ہاتھ پکڑ کے سیڑھیوں کی جانب
بڑھتے ہوئے بولا جبکہ سارا الزام اپنے سر پر آ جانے پر لائے
نے حارث کو گھورا تھا کیونکہ ہمیشہ نیت تو اس کی خود خراب ہو
جاتی تھی اور اب وہ سارا الزام لائے پر لگا رہا تھا

زر خان ایک چھوٹے سے گھر کے آگے رکا اور دروازہ کھٹکھٹایا جو
اگلے ہی لمحے کھل گیا تھا

ارے زر خان بابا آپ آئیں اندر آئیں ایک درمیانی عمر کی عورت
نے دروازہ کھولتے ہی دروازے پر کھڑے زر خان کو دیکھا تو
اسے فوراً پہچان گئی اور جلدی سے اسے اندر آنے کا راستہ دیا
کیونکہ اس کے بازوؤں میں بے ہوش عینا کو وہ دیکھ چکی تھی

دروازہ کھولتے ہی زر خان تیزی سے اندر بڑھا چونکہ وہ گھر چھوٹا
سے تھے اور اس میں دو ہی کمرے تھے اس عورت نے جلدی
سے آگے بڑھ کر ایک کمرے کا دروازہ کھول دیا تو زر خان تیزی
سے کمرے میں داخل ہوا اور رینا کو نرمی سے بیڈ پر لٹایا

میں اسمی کو بلا کر لاتی ہوں وہ عورت بول کر جلدی سے باہر نکل
گئی جبکہ زر خان اپنا گिला کوٹ اتار کے عینا کی طرف بڑھا تھا جس کا
چہرہ نیلا پڑ چکا تھا

السلام علیکم کیا ہوا بھائی یہ کون ہیں ایک لڑکی جلدی سے کمرے
میں داخل ہوتے ہوئے بولی

و علیکم السلام اسے دیکھوا سہی اسے کیا ہوا ہے زر خان عینا کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو وہ لڑکی جلدی سے آگے بڑھی
اور عینا کو چیک کرنے لگی

عینا کو مکمل چیک کرنے کے بعد وہ زر خان کی طرف مڑی جو
پریشانی کے عالم میں عینا کو ہی دیکھ رہا تھا

بھائی انہیں شاید فویا ہے بارش سے اس وجہ سے ان کی حالت
خراب ہو گئی ہے ان کا ٹمپر پیچر کافی زیادہ کم ہو چکا ہے اور انہیں
ایک انجیکشن میں لگا دیتی ہوں اس سے یہ کچھ بہتر محسوس کریں
گی لیکن ہو سکتا ہے کہ انہیں شدید بخار بھی ہو جائے کیونکہ یہ
بارش میں کافی بھیگ چکی ہیں آپ جائیں میں ان کے کپڑے چینج

کر دیتی ہوں وہ زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو زرخان ہاں
میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا

بیٹا کون ہے یہ لڑکی اور تم اتنے پریشان کیوں ہو وہ عورت زرخان
کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ آج پہلی بار انہیں زرخان اتنا
پریشان دکھائی دے رہا تھا

اماں یہ بیوی ہے میری اور راستے میں ہماری گاڑی خراب ہو گئی
جس کی وجہ سے ہمیں یہاں کارخ کرنا پڑا مگر راستے میں اس کی
طبیعت خراب ہو گئی ایک دم سے اس کی اتنی طبیعت خراب ہو
گئی اس لیے مجھے کافی پریشانی ہو رہی ہے زرخان اس عورت کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا

ماشاء اللہ تم نے شادی کر لی مگر کب وہ عورت حیرانی اور خوشی کے
ملے جلے تاثرات لیے زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تین ماہ پہلے نکاح بہت سادگی سے ہوا تھا بس اس لیے شادی دھوم
دھام سے نہیں ہو سکی

اللہ سلامت رکھے تم دونوں کو خوش رکھیں فکر مت کرو اسے
اسی دیکھ رہی ہے ٹھیک ہو جائیں گی تم ایسے کرو میں تمہیں
کپڑے لا کر دیتی ہوں تم کپڑے بدل لو ورنہ تم بھی بیمار پڑ جاؤ گے
وہ عورت زر خان کے طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی اور اپنے
کمرے سے کپڑے لینے چلی گئی جبکہ زر خان وہیں صوفے پر بیٹھ

گیا اسے عینا کی فکر کھائے جارہی تھی عینا کو بارش سے فوبیا تھا اس
نے کیوں نہیں بتایا اسے زر خان کو بتانا چاہیے تھا اپنی بے وقوفی
سرا انجام دے کے بارش میں یوں باہر نہیں نکلنا چاہیے تھا یہ لڑکی
ہمیشہ زر خان کو بہت ستاتی تھی مانا کہ اس نے انکار کیا تھا مگر
زر خان کو سہی بات بتا دیتی تو زر خان کبھی اسے بارش میں بھگنے نا
دیتا اور اب وہ اس طرح بیمار نا پڑتی یہ سب سوچ کر زر خان نے
لمبا سانس ہوا کے سپرد کیا

یہ لو بیٹا یہ اسمی کے ابو کا جوڑا ہے مگر انہوں نے اسے ایک بار بھی
نہیں پہنا تم اسے پہن لو وہ عورت زر خان کی طرف کپڑے
بڑھاتے ہوئے بولی تو زر خان نے وہ کپڑے پکڑ لیے اور چینیج
کرنے چلا گیا

یہ عورت اپنے میاں اور اپنی بیٹی کے ساتھ اس چھوٹے سے گھر
میں رہتی تھی آج سے کچھ سال پہلے جب زر خان اس گاؤں میں
آیا تھا تب ان کے حالات بہت برے تھے ان کے پاس تو اتنے
پیسے نہیں تھے کہ اپنی بیٹی کو پڑھا سکیں اور باقی گاؤں والوں کے
بھی یہی حالات تھے ہر طرف غربت ہی غربت تھی مگر زر خان
کے آنے کے بعد اس گاؤں میں غربت نہیں رہی زر خان نے
گاؤں کے تمام مسئلے حل کیے اور سب کو اتنا قابل بنایا کہ وہ لوگ
دو وقت کی روٹی آسانی سے کھا کر اپنے گھر والوں کو کھلا سکیں
زر خان کے آنے کے بعد اس گاؤں کے حالات بہت بہتر ہو گئے
تھے اسمی جوان کی بیٹی تھی اس کا کالج میں لاسٹ سمسٹر تھا اس
کے بعد اس نے ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کرنی تھی اور اس کے پیچھے

بھی زر خان سکندر کا ہی ہاتھ تھا جس نے اسمی کو نہ صرف مہنگی
یونیورسٹی میں ایڈمیشن دلوایا بلکہ اس کی اعلیٰ تعلیم کے لیے تمام
یہ دو یا تین بار اس گاؤں م اخراجات خود اٹھائے زر خان سال
میں لازمی چکر لگاتا تھا اور گاؤں کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ زر خان سکندر
کون ہے جبکہ اسمی اور اس کے والدین زر خان کی بہت عزت
کرتے تھے زر خان کا ان کے گھر میں آنا ان کے لیے بے حد
خوشی کا باعث بنتا تھا مگر وہ ان کے گھر آتا ہی نہیں تھا صرف دو بار
آیا تھا ایک بار تب جب ان کی غربت تھی اور ایک بار جب اسمی کو
یونیورسٹی میں ایڈمیشن دلوانا تھا اور یہ تیسری بار تھا اب وہ عینا کو
لے کر آیا تھا

بھائی میں نے انجیکشن بھی دے دیا ہے اور ان کے کپڑے بھی
چینج کر دیے ہیں اب وہ آرام دہ حالت میں رہیں گی لیکن یہ ہیں
کون اسمی زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

وہ بیوی ہیں زر خان بابا کی اس سے پہلے کہ زر خان جواب دیتا اسمی
کو اس کی والدہ نے جواب دیا

کیا سچ میں یہ آپ کی بیوی ہیں ماشاء اللہ کتنی پیاری ہیں بھائی آپ
نے تو شادی کر لی اور ہمیں بتایا ہی نہیں یہ تو آپ نے اچھا نہیں کیا
اسمی نے خوش ہوتے ہوئے ساتھ میں شکوہ بھی کر ڈالا تو زر خان
مسکرا دیا

بس گڑیا سادگی سے نکاح ہوا تھا شادی دھوم دھام سے نہیں کی
مگر فکر مت کرو ابھی ہماری شادی ہو گئی پھر تمہیں اپنی شادی پر
بلائیں گے زر خان اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

کیا سچ میں ابھی آپ کی شادی ہو گی وہ اور خوش ہوتے ہوئے بولی
اسے زر خان کی شادی کا بہت انتظار تھا جبکہ اس کا کوئی بھائی نہیں
تھا اور زر خان نے بولا ہوا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے اس لیے اسے
اپنے بڑے بھائی کی شادی کا بہت شوق تھا

ہاں گڑیا ہمارا ولیمہ ہو گا اور تم ضرور آنا زر خان مسکراتے ہوئے
بولا کیونکہ اسی بھی اسے لائے اور فاریہ کی طرح ہی عزیز تھی

ٹھیک ہے بھائی اب آپ کمرے میں جائیں میں آپ کے لیے
ابھی کھانا لے کر آتی ہوں زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

نہیں گڑیا مجھے بھوک نہیں ہے میں صرف کچھ دیر آرام کروں گا
پھر بارش رکتے ہی ہمیں یہاں سے جانا ہے زر خان نے بہت نرمی
سے انکار کیا تھا تاکہ انکار بھی ہو جائے اور ان کی دل آزاری بھی نہ

ہو

تو ٹھیک ہے بھائی آپ کچھ دیر بعد کھانا کھا لیجئے گا اور ایک بات اگر
آپ کو محسوس ہو کہ بھابھی کو بخار ہو رہا ہے تو آپ مجھے ضرور بلا
لیجئے گا میں انہیں چیک کر لوں گی زیادہ بخار بھی ان کے لیے
ٹھیک نہیں اسی نے مسکراتے ہوئے زر خان کو تفصیل بتائی

ٹھیک ہے آپ بھی جائیں اور سو جائیں رات کافی ہو گئی ہے ہماری
وجہ سے آپ کو جاگنا پڑا زرخان ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا کیونکہ وہ دونوں خواتین رات کے وقت گھر میں اکیلی ہی
ہوتی تھیں کیونکہ اسمی کے ابو کا کام رات کا ہوتا تھا اس وجہ سے وہ
رات کے وقت گھر سے باہر ہوتے تھے

وہ دونوں مسکراتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی جبکہ زرخان
قدم اس کمرے کی طرف بڑھائے جس کمرے میں عینا موجود
تھی

کمرے میں داخل ہو کر زر خان نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور
چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا جہاں عینا ہوش و ہوا سے بیگانی سو رہی
تھی

زر خان اس کے قریب جاتے ہوئے بیڈ کی ایک سائیڈ پر بیٹھ گیا
اور بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا اس وقت وہ وہ گلابی رنگ کے
کپڑوں میں موجود تھی جو دیکھنے سے بالکل نئے لگ رہے تھے یقیناً
اسی نے اسے اپنا نیا جوڑا پہنایا تھا جو اس نے پہلے کبھی استعمال
نہیں کیا تھا مگر یہ رنگ عینا پر بہت کھل رہا تھا بے شک وہ بے
ہوش تھی مگر پھر بھی اس کی خوبصورتی اس گلابی رنگ میں دہک
رہی تھی

زر خان نے ہاتھ بڑھا کر آہستہ سے اس کا ماتھا چھوا تو اس کا جسم
ابھی بھی سرد ہی تھا زر خان نے اپنے ہاتھ کی پشت اس کے گال پر
رکھی پھر اس کی گردن پر وہ مکمل اس کا معائنہ کر رہا تھا مگر اس کا
وجود ابھی بھی سرد ہی تھا

زر خان نے بیڈ پر لیٹ کر آہستہ سے اسے اپنے حصار میں لیا کمبل
اچھی طرح سے عینا پر پھیلا کر اپنے بازوؤں کا حصار اس کے گرد
بنایا اس کے سرد پاؤں اپنے گرم پیروں کی گرفت میں لیے تاکہ
اس کے جسم کا سرد پن کچھ کم ہو سکے

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم اتنی ڈھیٹ اور خود پرست کیوں ہو کیوں
کسی کو کچھ بتاتے وقت تم انا کا مسئلہ بنا لیتی ہو زر خان اس کے سرد
ہوتی پیشانی کو اپنے دہکتے لبوں سے چھوتے ہوئے بولا

تمہیں اگر میں نے سیدھا نہ کیا تو میرا نام بھی زر خان سکندر نہیں
زر خان نے پکارا وہ کر لیا تھا کہ اب وہ عینا کو سیدھا کر کے ہی
چھوڑے گا اب دیکھنا یہ تھا کہ زر خان عینا کو سیدھا کرتا ہے یا عینا
زر خان کو سیدھا کرتی ہے کیونکہ دونوں دونوں طرف ہی آگ
برابر کی لگی تھی اور دونوں ہی ایک دوسرے کی ٹکڑے کے تھے نہ تو
زر خان عینا سے کم تھا اور نہ ہی عینا زر خان سے کم تھی

زر خان نے عینا کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنا لبوں سے
چھوتے ہوئے اپنے دل کو تسکین بخشی اور اس کا چہرہ اپنے سینے
میں چھپا لیا وہ اس وقت مکمل زر خان کے حصار میں چھپی ہوئی
کوئی گڑ یا معلوم ہو رہی تھی جب کہ زر خان اسے اپنے وجود میں
گم کر چکا تھا مگر وہ بار بار عینا کے ماتھے کو چھو کر ضرور دیکھ رہا تھا
کہ کہیں اسے بخار تو نہیں ہو رہا مگر ابھی تک بخار کے کوئی تاثرات
نظر نہیں آرہے تھے جبکہ سرد جسم اب نارمل ہونے لگا تھا
زر خان کے وجود سے اٹھتی گرمائش سے عینا کہ جسم میں اب
آہستہ آہستہ تپش پیدا ہو رہی تھی

عینا نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولی تو اس سے اپنا سر بہت
بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا بہت مشکل سے اس نے اپنی آنکھوں کو
کھول کر کمرے کی طرف دیکھا جہاں نائٹ بلب کی ہلکی ہلکی
روشنی تھی

عینا نے اپنے جسم کو ہلانا چاہا تو اسے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی کی
سخت گرفت میں قید ہو آہستہ آہستہ ذہن بیدار ہونے لگا تو وہ فوراً
پہچان گئی کہ اس وقت وہ زر خان کے حصار میں موجود ہے

عینا نے زر خان کے سینے سے تھوڑا سا سر نکال کر اس کے چہرے
کی طرف دیکھنا چاہا مگر اتنا نزدیک ہونے کے باوجود وہ سہی طرح
دیکھ بھی نہیں سکتی تھی جبکہ آنکھیں اس کی تھوڑی تھوڑی

دھندلا رہی تھی اور سر بھی کافی بھاری ہو رہا تھا مگر وہ خود کو
سنجھانے کی کوشش کر رہی تھی

نائٹ بلب کی ہلکی سی روشنی میں وہ اپنے چہرے کو تھوڑا سا پیچھے
کیے زر خان کے چہرے کو بغور دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ
اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی دھندلا رہی تھی مگر آہستہ آہستہ
اسے زر خان کا چہرہ واضح نظر آنے لگا تھا

زر خان نے اسے بچا لیا تھا اور اس وقت وہ بالکل ٹھیک زر خان
کے حصار میں کسی آرام دہ بستر میں کسی محفوظ چھت کے نیچے
موجود تھی اور سب سے خوبصورت احساس زر خان کا اتنا قریب
ہونا پتہ نہیں کیوں مگر آج عینا کے دل کو تسکین بخش رہا تھا اسے

یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آج وہ بہت ہلکا سا محسوس کر رہی ہو
جس طرح زر خان اسے گرد اپنا حصار بنائے اسے خود میں قید کیے
سور ہا تھا پتہ نہیں کیوں عینا کو یہ بات بری نہیں لگی تھی

عینا نے اپنا ایک ہاتھ آہستہ سے زر خان کے گال پر رکھا اور غور
سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی خوبصورت نقوش سرخ و سفید
رنگت تیکھی ناک گھنی مونچھوں تلے انابی ہونٹ جو اس وقت
آپس میں پوسٹ تھے براؤن بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے وہ
ہر طرح سے ایک پرفیکٹ انسان تھا اور یہ پرفیکٹ انسان عینا کی
قسمت میں لکھ دیا گیا تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ عینا کا
دیوانہ ہوا بیٹھا تھا اور عینا سے بے پناہ محبت کرتا تھا بغیر کسی وجہ
کے بغیر کسی مطلب کے

عینا نے آہستہ سے اپنا ماتھا زرخان کے ماتھے سے ٹکادیا اور
آنکھیں بند کر کے اس کی سانسوں میں سانسیں لینے لگی وہ اس
وقت ہر چیز کو فراموش کر چکی تھی ناراضگی تو کب کی ختم ہو چکی
تھی مگر اس نے اپنے چہرے پر ناراضگی کا کھول چڑھایا ہوا تھا دنیا
کی ہر فکر ہر پریشانی کو فراموش کیے وہ زرخان کے سانسوں میں
سانسیں لے رہی تھی مگر اس وقت اسے اپنا اپ کسی تندور میں
پتتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ہل بھی نہیں
پائے گی جسم جیسے ٹوٹ رہا تھا

زرخان جو گہری نیند میں تھا اسے محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے
پر کسی نے کوئی جلتی ہوئی چیز رکھ دی ہو جبکہ جو بازو اس نے عینا

کے حصار میں باندھے تھے اس سے بھی یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے
وہ کسی بلے تندور کے قریب کھڑا ہو

کیا ہو سکتا ہے یہ زر خان کے ذہن میں سوال ابھرا مگر اگلے ہی
"لمحے ذہن بیدار ہو گیا اور ذہن میں ایک ہی نام چمکا" عین

زر خان نے ایک دم سے آنکھیں کھولی اور عینا کی طرف دیکھنے لگا
جو ایک ہاتھ اس کے گال پر رکھے ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکائے
آنکھیں بند کیے ہوئے تھی

عین "زر خان جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا اور ہاتھ سے اس کا ماتھا چھوا"
مگر اس کا سارا جسم تو یوں تپ رہا تھا جیسے اسے انگاروں پر لیٹا دیا ہو

اسمی کا انکشاف صحیح معلوم ہوا تھا عینا کو اب شدید بخار ہو گیا تھا
جبکہ بخار کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ زر خان کو اپنا آپ جلتا ہوا
محسوس ہو رہا تھا اور جسے اتنا بخار تھا وہ معصوم اتنی تکلیف کیسے
برداشت کر رہی ہوگی

زر خان نے دو تین بار عینا کا گال تھپتھپایا اسے اٹھانے کی کوشش
کی مگر اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ ہل بھی نہیں رہی تھی
زر خان جلدی سے بیڈ سے اٹھا اور اسمی کو بلانے چلا گیا اس وقت
وہ اسمی کو تنگ تو نہیں کرنا چاہتا تھا مگر عینا کی طبیعت زیادہ بگڑتی جا
رہی تھی

زرخان ابھی اپنے کمرے سے باہر ہی نکلا تھا جب اسے سامنے ہی
سوفے پر اسمی بیٹھی ہوئی دکھائی دی وہ اپنے لیپ ٹاپ پر کوئی کام
کرنے میں مصروف تھی زرخان نے شکر سانس لیا شکر تھا کہ وہ
جاگ رہی تھی ورنہ وہ سوئی ہوتی تو زرخان کو بہت برا محسوس ہوتا

بھائی سب خیریت ہے بھابھی کی طبیعت تو ٹھیک ہے اسمی زرخان
کو دیکھتے ہی اپنا لیپ ٹاپ بند کر کے اٹھ کھڑی ہوئی

نہیں تمہاری بھابھی کی طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تم
ایک بار اسے دیکھ لو زرخان اسمی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اسمی
جلدی سے اپنے کمرے میں گئی اور کچھ ضروری سامان لے کر عینا
والے کمرے میں گئی اور اس کا چیک اپ کرنے لگی

بھائی بھابھی کو بخار بہت تیز ہے ان کا ٹمپرچر 104 ہے میں ابھی
ٹھنڈا پانی لے کر آتی ہوں انہیں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنی ہیں
اسمی زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور جلدی سے کمرے
سے نکل کر ٹھنڈا پانی لینے چلی گئی جبکہ زر خان پریشانی کے عالم
میں عینا کے قریب ہی بیٹھ گیا اسے نہیں معلوم تھا کہ عینا اتنی بیمار
پڑ جائے گی ورنہ وہ عینا کو کبھی بھی بارش میں بھگیانہ دیتا چاہے
اسے کچھ بھی کرنا پڑتا مگر وہ عینا کو بارش میں باہر ہر گز نہ آنے دیتا

اسمی ایک باؤل میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی اور ساتھ کچھ کپڑے کی
بنی ہوئی پٹیاں لے کر آئی وہ عینا کے قریب بیٹھ کر اسے پٹیاں
کرنے لگی جب زر خان نے اسے روک دیا

رہنے دواسمی میں خود کر لیتا ہوں زر خان اس کے ہاتھ سے پانی کا
بول پکڑتے ہوئے بولا اور عینا کے قریب بیٹھ کر اس کے ماتھے پر
ٹھنڈے پانی کی پٹی رکھی اسی نے آگے بڑھ کر عینا کے بازو
کہو نیوں سے اوپر تک فولڈ کیے تاکہ اس کے بازو پر بھی
ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھی جائیں

تقریباً دو گھنٹوں میں زر خان عینا کو بے شمار ٹھنڈے پانی کی پٹیاں
کر چکا تھا جبکہ اسی بھی وہیں پر موجود تھی بہت ضد کرنے پر اسی
وہاں رکی تھی کیونکہ زر خان اسے کہہ رہا تھا کہ تم جا کر سو جاؤ مگر
اسی کہہ رہی تھی کہ نہیں جب تک بھابھی کا بخار تھوڑا کم نہیں ہو
جاتا تب تک میں نہیں جاؤں گی اس لیے وہ زر خان کو ٹھنڈا پانی لا

کر دے رہی تھی اور زر خان عینا کو پٹیاں کر رہا تھا تقریباً تین گھنٹے
گزر جانے کے بعد زر خان کو عینا کا بخار کچھ کم ہوتا دکھائی دیا تو
اسی نے عینا کو دوبارہ چیک کیا عینا کا بخار واقعی میں کافی کم ہو چکا
تھا

بھائی بھابھی اب کافی بہتر ہیں صبح ہونے تک ان کا بخار مکمل اتر
جائے گا اب آپ بھی سو جائیں ساری رات تو جاگنے میں ہی گزر
گئی اسمی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولی جو چار بج رہی تھی

نہیں گڑیا کچھ دیر میں آذان ہوگی اور مجھے نماز ادا کرنی ہے اس
کے بعد میں کچھ دیر آرام کر لوں گا تم جا کر سو جاؤ بہت بہت
شکریہ زر خان اس کی طرف دیکھ کے مسکرا کر بولا

بھائی شکریہ والی کون سی بات ہے آپ میرے بھائی ہیں اور یہ
میری بھابھی ہیں آپ دونوں کا خیال رکھنا میرا فرض ہے اور اب
آپ شکریہ بول کر مجھے شرمندہ کر رہے ہیں اسمی منہ بناتے
ہوئے بولی تو زرخان نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا
تو وہ بھی مسکراتے ہوئے کمرے سے چلی گئی

اس کے جانے کے بعد زرخان نے عینا کی طرف دیکھا جس کا چہرہ
بخار کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا

زرخان نے نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور کئی لمحے اسے
محسوس کرتا رہا پھر پیچھے ہٹ کر اس کے بازو سے اوپر کیا ہوا اس کا

کر تاٹھیک کر کے اس کے بازو ڈھانپنے لگا جب عینا نے مندی
مندی آنکھیں کھول کر زر خان کی طرف دیکھا تو وہ اس کے بازو
سے کرتے کو ٹھیک کر رہا تھا ایک نظر زر خان کو دیکھنے کے بعد وہ
زیادہ دیر اپنی آنکھیں کھلی نارکھ سکی اور دوبارہ آنکھیں بند کر گئی

کچھ دیر گزر جانے کے بعد زر خان نے فجر کی نماز ادا کی اور جائے
نماز سائیڈ پر رکھ کر عینا کے قریب لیٹ کر اسے ویسے ہی حصار
میں لے لیا جیسے پہلے لیا ہوا تھا کچھ آیتیں پڑھ کر زر خان نے عینا
کے چہرے پر پھونکی اور اس کا ہاتھ نرمی سے اپنے لبوں سے لگایا

میں نے تو تمہیں اپنے خلاف جانے کی سزا دینی تھی مگر تم نے تو
الٹی مجھے ہی سزا دے دی تم لڑتے جھگڑتے زیادہ اچھی لگتی ہو یوں

تمہاری خاموشی تو کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے زر خان عینا کہ ہاتھ
کو دوبارہ اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے شکوہ کر رہا تھا شاید اس بات
سے انجان کہ عینا سے سن رہی ہے وہ صرف اپنی حالت کے
پیش نظر ابھی اٹھ نہیں سکتی تھی مگر وہ زر خان کی ایک ایک
کاروائی کو محسوس کر رہی تھی

زر خان نے مسکرا کر عینا کے گرد اپنا حصار تنگ کیا اور اس کے سر
پر اپنی ٹھوڑی رکھتے آنکھیں موند گیا

صبح کی کرنیں آہستہ آہستہ ہر طرف پھیل رہی تھی جبکہ باہر
روشن ہوتی صبح سب کو صبح بخیر بول رہی تھی

عینا نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تو خود کو اسی کمرے کو موجود
پایا جہاں وہ رات کو تھی

اس نے گردن کو گھما کر دیکھا تو اس کی نظر سوئے ہوئے
زرخان کے چہرے پر پڑی جو شاید گہری نیند میں تھا
پانچ بجے تو وہ سویا تھا اور اس وقت سات بج رہے تھے
ساری رات اس نے عینا کا خیال رکھنے میں ہی گزار دی تھی عینا
کے ذہن میں آہستہ آہستہ وہ سب کچھ بیدار ہونے لگا جب

زرخان اسے اپنے حصار میں لیے سویا ہوا تھا اور اس کے بعد جب وہ اس کے ماتھے پر اسے بازوؤں پر اور اس کی گردن پر ٹھنڈے پانی کے پٹیاں کر رہا تھا اور پھر جب عینا کے کرتے کو اس کے بازوؤں سے ٹھیک کر رہا تھا عینا کو وہ سب کچھ یاد تھا

رات کو عینا خود ہی زرخان کے بہت قریب چلی گئی تھی شاید اسے خود بھی احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے اور زرخان نے بھی اس بات پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی کیونکہ وہ عینا کی طبیعت کو لے کر کافی پریشان ہو گیا تھا

عینا نے آہستہ س اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کی جب زرخان کے فوراً آنکھ کھل گئی

کیا ہوا تم ٹھیک ہو زر خان اس کے ماتھے کو چھو کر دیکھتے ہوئے

بولا

جی میں ٹھیک ہوں ہے عینا اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی جبکہ اس کی
آواز میں تھوڑی سی کمزوری تھی اور بخار ہونے کی وجہ سے اس
کے آنکھوں میں سرخ لکیریں واضح تھی

نہیں تم آرام کرو کچھ دیر ٹھیک نہیں ہو تم زر خان اس کا ہاتھ پکڑ
کے دوبارہ لیٹاتے ہوئے بولا

میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا اور آپ یہ کہاں لے کر
آئے ہیں مجھے عینادو بارہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی تو زر خان بھی
اٹھ کر بیٹھ گیا کیونکہ اب اسے عینا کی طبیعت کافی حد تک بہتر
دکھائی دے رہی تھی

جہاں بھی لے کر آیا ہوں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں
کیونکہ یہ جگہ بالکل محفوظ ہے زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا جو کمرے کا معائنہ کرنے میں مصروف تھی

زر خان نے ہاتھ بڑھا کر عینا کا ماتھا چھوا اور پھر اس کی نبض چیک
کی اس دوران عینا زر خان کو ہی دیکھ رہی تھی اس نے زر خان کو

روکا نہیں تھا بلکہ وہ تو بہت دھیان سے دیکھ رہی تھی کہ اس کا
شوہر کیسے ڈاکٹر بنا اس کا معائنہ کرنے میں مصروف ہے

ہممم بخار بہت کم ہے کچھ دیر تک اتر جائے گا زرخان عینا کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا

مجھے بخار تھا عینا تھوڑا حیران ہوئی اسے ساری رات اپنے جسم میں
تکلیف ہوتی ہوئی تو محسوس ہو رہی تھی مگر اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ
اسے 104 بخار ہے وہ ہوش میں ہی کب آئی تھی اگر وہ ہوش
میں ہوتی تو اسے پتہ چلتا کہ اسے کتنا تیز بخار ہے اسے تو یوں ہی
محسوس ہو رہا تھا کہ بارش میں بھگنے کی وجہ سے اس کا دماغ سن ہو
رہا ہے اور اس وجہ سے وہ آنکھیں نہیں کھول پارہی

ہاں بخار تمہیں تھا اور سانسیں میری سوکھی ہوئی تھی ایک بات
بتاؤ کہ تم مجھے اس وقت بول نہیں سکتی تھی کہ تمہیں بارش سے
فوبیا ہے کہ تمہاری زبان پر چھالے بن گئے تھے یہ بات مجھے
بتاتے وقت زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا
رات والے ساری محبت ساری نرمی جھاگ کی طرح بیٹھ چکی تھی
اب وہ سنجیدگی سے عینا سے سوال کر رہا تھا جس کا غصہ اسے رات
سے تھا

زر خان کی بات پر عینا نے ماتھے پر بل ڈال کے زر خان کی طرف
دیکھا جو سنجیدگی سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا

میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ میں نہیں جاسکتی عینا نے اپنی طرف
سے صفائی پیش کی

تم نے یہ بولا تھا کہ تم نہیں جاسکتی تم نے یہ نہیں بولا تھا کہ تمہیں
بارش سے مسئلہ ہے اور بارش میں بھگنے سے تمہاری طبیعت بھی
خراب ہو سکتی ہے زر خان بھی جیسے آج سارے حساب کتاب کر
کے ہی پیچھے ہٹنے والا تھا

میں نے آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھا عینا لا پرواہی سے بول کر
بیڈ سے اٹھنے لگی جب زر خان نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا
اچانک ہونے والے اتفاق پر عینا سنبھل نہ سکی اور سیدھا زر خان
کے اوپر آگری

تم جانتی ہو کہ تمہارا اتنا میٹھیوڈ میں کیوں برداشت کرتا ہوں
زر خان اپنے دونوں بازو عینا کی کمر پر لپیٹتے ہوئے بولاتا کہ وہ وہاں
سے اٹھ نہ سکے

کیونکہ تم میری بیوی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ میری بیوی کو یہ
محسوس ہو کہ میں اس کی قدر نہیں کرتا یا پھر اس کی کہی بات کی
میری نظر میں کوئی اہمیت نہیں مگر یہاں سب کچھ میری سوچ
کے برعکس ہوتا ہے نا قدری بھی میری ہی کی جاتی ہے اور میری
کہیں باتوں کی اہمیت بھی نہیں رکھی جاتی زر خان سنجیدگی سے
بول رہا تھا جبکہ عینا سنجیدہ نظروں سے زر خان کو دیکھ رہی تھی
البتہ اس نے مزاحمت بالکل نہیں کی تھی

میں نے آپ کی کوئی ناقدری نہیں کی اور میں نے آپ کو نہیں
بولا کہ آپ آکر پتھر سے ٹکریں ماریں آپ یہ سب خود کر رہے
ہیں اپنی مرضی سے اگر پتھر سے ٹکرائیں گے تو لہو لہان ہی ہوں
گے اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اس پتھر سے دور ہو جائیں جو
آپ کو لہو لہان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو عینا زرخان کے سینے
پر دونوں ہاتھ رکھ کے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بولی

تمہیں پتہ ہے کہ میں کبھی نہیں تھکا مگر تم مجھے تھکا رہی ہو عین
زرخان عینا کے گرد اپنے دونوں بازو باندھ کر ٹھوڑی اس کے
کندھے پر رکھتے ہوئے بولا اس کا لہجہ اب بہت نارمل تھا جبکہ
زرخان کے عین کہنے پر عینا کا دل الگ ہی رفتار میں دھڑکا تھا یہ

دوسری بار تھا جب عینا نے زر خان کے منہ سے خود کے لیے
عین نام سنا تھا

اس رشتے کی مسافت مجھے بہت تھکا رہی ہے اور میں تھکنا نہیں
چاہتا میں چاہوں تو کچھ لمحوں میں ہی تم سے اپنے سارے حقوق
وصول سکتا ہوں مگر مجھے اپنے حقوق سے پہلے تم چاہیے ہو
زر خان آنکھیں بند کرتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ عینا خاموشی
سے صرف اسے ہی سن رہی تھی

میں مانتا ہوں کہ میری غلطی تھی مگر اس کی سزا تم مجھے مجھ سے
دور رہ کر دے چکی ہو اب میں مزید کچھ بھی برداشت کرنے کی
ہمت نہیں رکھتا میں نہیں چاہتا کہ میں تمہارے ساتھ سختی کروں

تم جیسے چاہو گی جس طرح چاہو گی میں تم سے معافی مانگنے کو تیار
ہوں مگر اب یہ سب ختم کرو یہ ناراضگی اب میری جان پر بن
رہی ہے زر خان جیسے آج اپنا دل کھول کر عینا سامنے رکھ دینا چاہتا
تھا

آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں آپ سے معافی منگوانے کے لیے آپ
کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی یا پھر میں ایسی کم ظرف عورتوں
میں سے ہوں جو اپنے شوہر کو خود کے سامنے جھکا کر اپنا سراونچا
کرنا چاہتی ہے عینا کو زر خان کی یہ بات بری لگی تھی

تو پھر کیا چاہتی ہو تم زر خان نے بند آنکھوں سے ہی سوال کیا

وقت "عینا نے تحمل سے جواب دیا"

کتنا وقت "زر خان نے اپنے ہونٹ عینا کے کندھے پر رگڑے"

نہیں معلوم "لہجہ ابھی بھی پر اسرار تھا"

تمہارے وقت کی مدت زیادہ ہوئی تو زر خان نے اپنا خدشہ پیش کیا

نہیں ہوگی "عینا نے آنکھیں بند کرتے ہوئے جواب دیا"

سچ بول رہی ہو "زر خان گہرا سانس لے کر عینا کی خوشبو خود"
میں اتارتے ہوئے بولا

ہممم "عینا کو یہ لمحات بہت سکون بھرے لگ رہے تھے"

مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی زر خان نے اپنے دل کے بات پوچھی

ممکن نہیں "عینا اپنا ہاتھ زر خان کے بازو پر رکھتے ہوئے بولی جو"
اس نے عینا کے گرد بندھے ہوئے تھے

کبھی نہیں "زر خان نے اس کے کان کے قریب سرگوشی"
کرتے ہوئے اس کے کان کے لوں کو لبوں سے چھوا

کبھی نہیں "عینا نے اس کی تاکید کرتے ہوئے اسے یقین دلانا"

چاہا

جانے کتنے ہی لمحے خاموش گزر گئے وہ دونوں آنکھیں بند کیے
ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے وہ دونوں ایک دوسرے
کی قربت میں وہ سکون محسوس کر رہے تھے جو آج سے پہلے میں
تو زرخان نے محسوس کیا تھا اور نا ہی عینا نے

زرخان نے آہستہ سے عینا کا چہرہ اپنی طرف کیا اور پھر نرمی سے
اس کے ہوش اڑاتے گلابی لبوں پر جھکا

اس کے لمس میں بے حد نرمی تھی وہ بہت نرمی سے ان کو محسوس
کر رہا تھا جبکہ عینا نے اپنے دونوں بازو زر خان کی گردن میں
حائل کر دیے کیا ابھی بھی زر خان بول سکتا تھا کہ عینا اس سے
ناراض ہے یا ان دونوں کے بیچ میں کوئی ناراضگی ہے ناراضگی کا
جواز ہی نہیں بنتا تھا عینا تو خود اسے اپنا آپ سونپ گئی تھی

عینا کی حرکت زر خان کو سرشار کر گئی تھی اسے اپنی

روح میں سکون اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جبکہ عینا

آنکھیں بند کیے صرف زر خان کے لمس کو محسوس کر

رہی تھی

ابھی کچھ لمحے ہی گزرے تھے جب دروازے پر دستک

ہوئی مگر پہلی دستک کو ناز خان محسوس کر سکا

اور نہ ہی عینا جب دروازے پر دوسری بار دستک ہوئی

تو عینا فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی جبکہ

زر خان ابھی بھی دنیا جہاں سے باہر کسی اور جہاں

میں پہنچ چکا تھا عینا نے زر خان کو کندھوں سے تھام

کر پیچھے کرنا چاہا جب زر خان نے اس کی کمر پر

گرفت مضبوط کرتے ہوئے اپنے اور نزدیک کر لیا اور اب

اس کے لمس میں نرمی کی جگہ شدت آئی تھی وہ بے

خود سا ہوتا اس کی ساری سانسیں پی جانا چاہتا تھا

تیسری دستک پر عینا نے دوبارہ زر خان کو پیچھے ہٹانے

کی کوشش کی جب زر خان نے اس کے حرکت ہوتے

دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کے عینا کو

بیڈ پر لٹایا اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر

اپنے ایک ہاتھ سے لاک کر دیے زر خان اس پر حاوی ہوتا

پل میں عینا کے تنفس کو اپنی شدت سے بری طرح بگاڑ

چکا تھا جبکہ دستک دینے والا تو کب کا چکا تھا

مگر زر خان ابھی تک واپس ہوش کی دنیا میں نہیں لوٹا

تھا اور ناہی اس نے عینا کی سانسوں کو آزادی بخشی تھی

وہ بے خود سا ہوتا قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو پی

جانا چاہتا تھا جبکہ عینا کو اب اپنی سانس رکتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی

زر خان اپنا بھاری موجود عینا پر حاوی کیے اپنی شدت

لوٹا رہا تھا جب کہ عینا کے دونوں ہاتھ بھی اپنی گرفت

میں رکھتے وہ عینا کو مکمل قید کیے ہوئے تھا اور

ایسے میں تو وہ بیچاری مزاحمت بھی نہیں کر سکتی

تھی عینا کو پچھتاوا ہو رہا تھا اس نے اس جلاو کو

اپنی سانس سے کیوں بخشی

کافی دیر اپنے دل کی حسرت پوری کرنے کے بعد زر خان

آہستہ پیچھے ہٹا اور عینا کی سبز آنکھوں میں دیکھنے

لگا جو لمبے لمبے سانس لیتی بیجاں ہو رہی تھی عینا

کے چہرے سے نظریں پھسلتی ہوئی اس کے ہونٹوں پر

جا ٹھہری جہاں ایک خون کا ننھا سا قطرہ نمودار ہوا

تھا جسے دیکھ کر زرخان کے انابی ہونٹوں تلے دلکش

مسکراہٹ رقص کرنے لگی

زرخان نے نرمی سے جھک کر اپنے ہونٹوں سے وہ چھوٹا

ساخون کا قطرہ چنا تو عینا اپنے حواس با ساختہ کرتے

ہی زرخان کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اسے پیچھے

کی طرف دھکا دیا مگر وہ پہاڑ جیسا شخص دھکا لگنے

سے بھی پیچھے ناہٹا

پیچھے ہٹیں "عینا زرخان کو گھورتے ہوئے بولی تو"

زر خان نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا کر عینا کے سرخ

پڑتے چہرے کو دیکھا جو اس کی ذرا سی قربت پر بے

حال سی ہو رہی تھی

میرے دل کی دنیا میں ہلچل مچانے کے بعد تم بول رہی

ہو کہ میں پیچھے ہٹ جاؤں میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ

میں ایک ہی بار سارے فاصلے مٹا دوں زر خان عینا کے

دونوں ہاتھ اپنے سینے سے ہٹا کر اپنے لبوں سے لگاتے

ہوئے گھمبیر خمار آلود آواز میں بولا

میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس

دروازے پر چار بار دستک ہو چکی ہے اگر آپ میں ذرا

سی بھی شرم ہے ناتوا انسانوں کی طرح پیچھے ہٹ

جائیں عینا زرخان کو گھورتے ہوئے بولی تو زرخان نے

گھور کر عینا کو دیکھا تھوڑی دیر پہلے انڈلانے والی

محبت اور خمار بھک سے اڑے تھے

تم آگے جا کر بہت ہی ان رومینٹک لڑکی ثابت ہونے والی

ہو زرخان نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹ کر بیٹھا

میں آپ کی طرح بے شرم ہو بھی نہیں سکتی عینا اپنا

دوپٹہ درست کرتے ہوئے بولی تو زرخان نے آنکھیں

چھوٹی کر کے اسے گھورا

کیا مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں اٹھیں اور

چلیں یہاں سے میرے پاس فضول وقت نہیں ہے ہزاروں

کام نپٹانے ہیں مجھے عینا زرخان کی طرف دیکھتی

ہوں سنجیدگی سے بولی جبکہ زرخان تو اس کے دھوپ

چھاؤں جیسے رویے کو دیکھتا ہی رہ گیا ہے جو کچھ

دیر پہلے زر خان کے سامنے بہت اچھی بیوی بنی ہوئی

تھی جس کی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی وہ اب

زر خان پر رعب جھاڑ رہی تھی کبھی کبھی تو وہ

زر خان کو پوری آفیسر لگتی تھی اور اسے یوں

محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اس کی آفیسر ہو اور

زر خان اس کا ملازم اس لیے تو وہ زر خان سے بہت

رعب سے بات کرتی تھی اور شاید یہ ہی رعب زر خان

کو پوری زندگی برداشت کرنا مگر وہ اپنی محبت کے

لیے یہ بھی برداشت کر سکتا تھا

جس دن تمہیں میں نے قابو کیا نا اس دن تمہارے یہ پر

بھی کاٹ کے پھینک دوں گا اور یہ جو تم مجھ پر رعب

جھاڑتی ہو نا اس کے بعد تم یہ بھی نہیں جھاڑ سکو

گی بس تم اپنی خیر منانا اس دن کے لیے جس دن تم

زر خان سکندر کی پناہوں میں بالکل بے بس ہو گئی اور

تمہارے پاس میرے سینے میں چھپنے کے علاؤہ اور

کوئی راستہ نہیں ہو گا زر خان عینا کا بازو پکڑ کے اپنا

چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتے ہوئے بولا تو عینا نے

دائیں آئی برو آچکا کر زر خان کی طرف دیکھا جیسے

کہنا چاہ رہی ہو کہ مجھے چیلنج کر رہے ہو عینا کی

آنکھوں میں موجود تحریک پڑھ کے زر خان مسکرایا وہ

واقعی میں اس کی ٹکڑ کی تھی وہ زر خان سے ذرا

نہیں ڈرتی تھی

چلو اٹھو تمہیں اس گھر کے افرادوں سے ملواتا ہوں پھر

ہمیں نکلنا بھی ہے زر خان عینا کی پیشانی کو چومتے

ہوئے بولا اور بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عینا کا ہاتھ پکڑ

کر قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے

زر خان اور حور کہاں پر ہیں رات سے وہ لوگ حویلی

واپس نہیں آئے سب خیریت ہے اس وقت سب ناشتے

کی ٹیبل پر موجود ناشتہ کر رہے تھے جب بڑی ماں کی

آواز ڈاننگ ہال میں گونجی

جی بڑی اماں وہ دونوں کل ساتھ میں ہی نکلے تھے مگر

راستے میں بارش ہونے لگی شاید اسی وجہ سے وہ

کہیں رک گئے ہوں گے کافی بار فون کرنے کی کوشش

کی تھی مگر ان دونوں کا فون بند جا رہا تھا لیکن

کچھ دیر پہلے لالا کی کال آئی تھی انہوں نے بتایا کہ

وہ دونوں ٹھیک ہیں اور کچھ دیر تک حویلی واپس آ

جائیں گے ارحم نے بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے

تفصیل بتائی تو بڑی اماں کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ

گئی وہ دونوں ایک ساتھ تھے یہ ہی ان کے لیے کافی تھا

شادی کی شاپنگ کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ لوگوں

نے بڑی اماں سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ

شادی کے دن نزدیک تھے اور ابھی تک کسی نے بھی

تیاری شروع نہیں کی تھی

جی اماں میں سوچ رہی تھی کہ ایک چکر مار کیٹ کا

لگائیں اور اس کے علاوہ جیولر کو اور کپڑوں والے کو

حویلی ہی بلا لیتے ہیں تاکہ ہمیں باہر نہ جانا پڑے اماں

جان بڑی ماں کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

لیکن اماں جان آپ نے تو بولا تھا کہ ہم اپنی شادی کی

شاپنگ خود کرنے جائیں گے اس سے پہلے کہ بڑی اماں

اماں جان کی حامی میں حامی بھرتی لائے جلدی سے بولی

لائے کی بات سن کر سب نے مسکراہٹ دباتے لائے کی

طرف دیکھا تھا جسے زینت بیگم بری طرح گھور رہی

تھی یعنی زینت بیگم کو اس کی یہ بات بالکل پسند

نہیں آئی تھی جب کہ لائے سی شکل بنا کر کبھی بڑی

اماں کو تو کبھی زینت بیگم کو دیکھ رہی تھی حارث

کو لائے کی شکل دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی مگر وہ

کنٹرول کر گیا

ہاں بچے ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا

کہ شادی کی شاپنگ آپ لوگ خود کریں گے مگر آپ

لوگوں کی شاپنگ کے علاوہ بھی تو ہم نے شاپنگ کرنی

ہے نا ہم نے تو اس کے لیے کہا جیو لرا اور کپڑے والوں کو

حویلی بلانے کا بولا تھا اماں جان لائے کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولیں تو لائے کو اپنی جلد بازی

پر بہت غصہ آیا وہ شرمندہ سی ہوتی سر جھکا گئی

تم لوگ بھی کچھ وقت نکالو دن بہت تیزی سے گزر رہے

ہیں اور وقت نہیں ہے وقت نکال کر اپنی اپنی منکوحہ

کو شاپنگ پر لے کے جاؤ اور اپنی شوپنگ کا کام ختم

کر دو تاکہ ہمیں یہ ٹینشن نہ ہو کہ تم چاروں میں سے

کسی کا کچھ رہتا ہے بڑی اماں ار حم اور حارث کو اپنی

نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے بولی

جی ان دونوں نے صرف اتنا ہی جواب دیا اور ناشتہ

کرنے لگے جبکہ دل میں تو ان کے لڈو پھوٹ رہے تھے کہ

وہ اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ اکیلے شاپنگ پر جائیں

گے اور کچھ وقت گزار سکیں گے جبکہ فاریہ اور لائبہ

ان کے ساتھ جانے میں تھوڑا گھبرار ہی تھی کیونکہ

دونوں ہی جانتی تھی کہ ان کے شوہر کیسے ہیں اور ان

کے ساتھ اکیلے میں وقت گزارنا تو بہ سوچ کر ہی ان

دونوں کو گھبراہٹ ہو رہی تھی

بیلا بھی جائے گی بیلا جو تب سے خاموشی سے ان کی

باتیں سن رہی تھی آخر میں چمکتے ہوئے بولی تو اس

کے چمکنے کی آواز پر سب نے نظریں اٹھا کر بیلا کی

طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ رہی تھی

ہاں جی بیلا جائے گی مگر اپنی مام کے ساتھ دانیال بیلا

کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

میں ڈیڈ کے ساتھ بھی جاؤں گی بیلا نے چہکتے ہوئے

اپنا آئیڈیا دیا

ہاں جی گڑیا آپ اپنے موم اور ڈیڈ دونوں کے ساتھ

جائیں گی اور بہت ساری شاپنگ کر کے لائیں گی ٹھیک

ہے صہمز یب سکندر جو بیلا کی ساتھ والی کرسی پر ہی

بیٹھے تھے اس نے گال کو اپنے ہاتھ سے چھوتے ہوئے

مسکرا کر بولے تو بیلا نے زور و شور سے ہاں میں سر

ہلایا جیسے وہ بھی یہی چاہتی ہو

چلو بیلا اب خاموشی سے ناشتہ کرو ورنہ آپ کی مام

کو پتہ چل گیا نا کہ بیلا نے دیر سے ناشتہ کیا تھا تو وہ

آپ کو بہت ڈانٹیں گی دانیہ بیلا کے منہ میں بریڈ کا

پس ڈالتے ہوئے بولی تو بیلا مسکرا کر خاموشی سے

ناستہ کرنے لگی

دانیہ ابھی تک اس بات سے واقف نہیں تھی کہ حویلی

میں دانیہ اور دانیال کے نکاح کی بھی ترکیب رکھی

گئی ہے شاید عینا نے ابھی تک اس سے بات نہیں کی

تھی یا پھر اسے ٹائم نہیں ملا تھا مگر عینا جلد ہی اس

سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی

زر خان نے عینا کو اسمی اور اس کے والدین سے ملوادیا

تھا اور ان لوگوں سے مل کر عینا کو بہت اچھا

محسوس ہوا تھا اسمی کے والد نے زر خان کی گاڑی

بھی ٹھیک کروادی تھی اور اب ان کے بہت اصرار پر

وہ لوگ ناشتہ کر کے وہاں سے نکلے تھے

گاڑی میں بیٹھتے ہی عینا نے اپنا فون اون کیا تو اس پہ

بے شمار دانیال اور اس کے کچھ آفیسرز کی کالز تھیں

جسے دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئی کیونکہ دانیال کے

علاؤہ کوئی بھی آفیسر عینا سے تب تک رابطہ نہیں

کرتا تھا جب تک کوئی گڑ بڑ نہ ہو

عینا نے ایک میسج ٹائپ کر کے دانیال کو سینڈ کیا تو

اگلے ہی لمحے دانیال کا جواب آ گیا جسے دیکھ کر عینا

کی پریشانی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا کیونکہ جو

خبر دانیال عینا کو دے رہا تھا وہ خبر صحیح نہیں

تھی

مجھے حویلی نہیں جانا آپ مجھے میرے آفس چھوڑ

دیں عینا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کیوں سب خیریت ہے زر خان کو کچھ عجیب لگا

جی عینا نے اثباب میں سر ہلایا تو زر خان سے گاڑی اس

کے آفس کی جانب موڑی کیونکہ عینا کا آفس اس

علاقے کے قریب ہی تھا اس لیے اگلے 10 منٹ بعد وہ

اپنے آفیس کے سامنے موجود تھی

شکریہ عینا زرخان کو بول کر گاڑی سے نکلنے لگی جب

زرخان نے اپنی طرف سے گاڑی کا دروازہ لاک کر دیا

عینا نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں کھلا

دو سے تین بار اس نے کوشش کی تو اسے فوراً سمجھ

آگیا کہ یہ حرکت زر خان کی ہے اس نے مڑ کر زر خان

کو گھور کر دیکھا

اب کیا ہے مجھے جانا ہے عینا جھنجھلا کر بولی

مجھے تمہاری یہ آنکھیں بہت پسند ہیں زر خان عینا کہ

سبز آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا تو زر خان کی بات پر

عینا تلملا کر رہ گئی یعنی اسے اس لیے روکا تھا کہ وہ

یہ بتا کے کہ اسے عینا کی آنکھیں پسند ہیں

جی ٹھیک ہے میں نے سن لیا اور آپ نے بتا دیا اب

دروازہ کھولیں مجھے جانا ہے عینا زرخان کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی تو زرخان نے ماتھے پر بل ڈال کے

عینا کی طرف دیکھا یعنی اسے عینا کی یہ بات بالکل

پسند نہیں آئی تھی

میری بات سنو کان کھول کر اگر میرے قریب ہوتے ہوئے

تم نے مجھے یاں میری بات کو فراموش کیا تو تمہارے

حق میں بالکل بھی اچھا نہیں ہو گا زرخان عینا کا ہاتھ

پکڑ کے اس کی سبز آنکھوں میں اپنی گہری براؤن

آنکھیں گاڑتے ہوئے بولا

کیا اپ اپنے یہ لیکچر کسی اور وقت کے لیے رکھ سکتے

ہیں کیونکہ ابھی میرا جانا بہت ضروری ہے عینا زرخان

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو زرخان نے اسے گھورا

یعنی ابھی بھی اس کے بات کو سیریس نہیں لے رہی

تھی اسے صرف اپنی پڑی تھی

تم مجھ سے ڈرتی کیوں نہیں ہو لڑکی پورا گاؤں بلکہ

پورا پاکستان جانتا ہے کہ زرخان سکندر کون ہے اور

ایک تم ہو جو مجھے اتنے ہلکے میں لیتی ہو آج تم

مجھے بتا ہی دو کہ تم مجھ سے ڈرتی کیوں نہیں ہو

زر خان آج جان ہی لینا چاہتا تھا کہ عینا اس سے کیوں

نہیں ڈرتی

آپ میں ایسا کیا ہے جو میں آپ سے ڈروں عینا نے الٹا

زر خان سے ہی سوال کیا

میں ایک سردار ہوں جسے باہر کی دنیا بے رحم سردار

کہتی ہے دشمن میرا نام سن کر ہی بھاگنے کی تیاری

پکڑتے ہیں اور ایک تم ہو زرخان بول کر رکا

تم ہو کیا چیز یار زرخان کو واقع میں جاننا تھا جبکہ

زرخان کی بات سن کر عینا کی سبز آنکھوں میں

شرارت چمکی

یہ جاننے کے لیے کہ میں کیا ہوں آپ کو سات جنم لینے

پڑیں گے اور ہمارے مذہب میں ساتھ جنم ہوتے ہی نہیں

تو آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ مجھے کبھی نہیں سمجھ

سکتے کہ میں کیا ہوں عینا زرخان کی طرف شوق

نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی عینا کی بات سن کر پہلے

تو زرخان الجھا مگر جب اس کی بات کی سمجھ آئی

تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

تمہیں سمجھنے کے لیے ساتھ جنم تو کیا میرے لیے تو

ساتھ دن بھی زیادہ تھے ڈیروائف

اوو اچھا تو کتنا سمجھ لیا ہے آپ نے مجھے جانے

کیوں عینا کو اس کی باتوں میں دلچسپی ہو رہی تھی

لفظوں سے بتاؤں یا عمل کر کے زر خان کی آنکھوں میں

بھی شرارت چمکی تھی

Only in your own words-

عینا زرخان کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی

چھوڑو یہ میں تمہیں اس دن بتاؤں گا جس دن تم

میرے کمرے میں میرے بیڈ پر میری باہوں میں موجود

ہوگی زرخان بولا تو عینا جو بہت غور سے اس سے سن

رہی تھی اور اس سے امید کر رہی تھی کہ وہ کچھ

اچھا بولے گا مگر اس کی یہ بات سن کے اس کی ساری

امیدوں پر پانی پھر گیا سارے جذبات بھک سے اڑے

تھے

دکھا دینا اپنا چھچھورا پن عینا زرخان کے سینے پر

دونوں ہاتھ رکھے اسے پیچھے کو دھکا دیتے ہوئے بولی

تو زرخان دروازے سے جا لگا جبکہ عینا کی اس حرکت

پر گاڑی میں زرخان کا زوردار قہقہہ گونجاتھا

ارے میری جان تم تو براہی مان گئی چلو آؤ میں بتاتا

ہوں تفصیل سے زرخان اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے

بولا تو عینا نے اس کے بازوؤں کو پیچھے جھٹکا اور آگے

بڑھ کر زرخان کی سائیڈ پر تھوڑا سا جھکی اس سے

عینا زرخان کے کافی قریب ہو گئی تھی زرخان نے

موقع دیکھتے ہوئے اس کے گال پر لب رکھے تو عینا نے

دانت کچکچائے اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن

پر پریس کیا جس سے اس کے سائیڈ کے دروازہ کھل گیا

عینا نے ڈیش بورڈ سے اپنا فون پکڑا اور زرخان کو ایک

زبردست گھوری سے نواز کر گاڑی کا دروازہ کھول کر

باہر نکل گئی جبکہ زر خان کی نظروں نے اس کا دور تک

پیچھا کیا تھا زر خان آج خود کو آسمانوں پر اڑتا ہوا

محسوس کر رہا تھا عینا نے ساری ناراضگی خود ہی

ختم کر دی تھی اور اس نے صرف کچھ وقت مانگا تھا

اور اپنی بیوی کی محبت کے لیے تو وہ عمریں گزار

سکتا تھا اتنا صبر تو کچھ بھی نہیں تھا مگر وہ شدید

انتظار میں تھا کہ کب یہ وقت ختم ہو اور کب وہ عینا

کو بتائے کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے

عینا کی پشت کو دیکھتے ہوئے زر خان یہ سب سوچ رہا

تھا جواب وہاں سے غائب ہو گئی تو اس نے مسکراتے

ہوئے سر جھٹکا اور گاڑی حویلی کی جانب بڑھائی

کیونکہ اسے چینیج کر کے دوبارہ اپنے آفس آنا تھا اور

اس حالت میں تو وہ ہر گز آفس نہیں جاسکتا تھا

حد ہوتی ہے کسی بات کی تھوڑی سی ڈھیل کیا دے دو

یہ بندہ تو بالکل ہی فری ہو جاتا ہے عینا خود سے

بڑ بڑاتی ہوئی اپنے آفس میں داخل ہوئی

کیا ہوا کیا بڑ بڑائے جا رہی ہو اور یہ تمہارا چہرہ اتنا

سرخ کیوں ہو رہا ہے تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے دانیال

جو عینا کے آفس میں ہی بیٹھا ہے اس کا انتظار کر رہا

تھا آفس میں داخل ہوتی عینا کو بڑبڑاتے دیکھ کر

فکر مندی سے اس کے جانب بڑھا

کچھ نہیں میں ٹھیک ہوں تم کب آئے عینا اپنی کرسی

پر بیٹھتے ہوئے بولی تو دانیال اس کے سامنے والی

کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا

مجھے یہاں پر آئے دو گھنٹے ہو چکے ہیں جب تمہیں

کال کی تھی تب بھی میں تمہارے آفس میں ہی موجود

تھا تم یہ بتاؤ کہ کل بارش ہو رہی تھی اور بارش میں

تم بھیگی تو نہیں دانیال فکر مندی سے عینا سے پوچھ

رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عینا کے لیے بارش میں

بھیگنا خطرے سے خالی نہیں

کل راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اور وہ راستہ

بھی کافی خطرناک تھا اس لیے مجبوراً وہاں سے نکلنا

پڑا اس دوران میں بارش میں بھیگ گئی تھی اور پھر

میری تھوری بہت طبیعت تھی خراب ہو گئی رات کو

بخار تھا مگر صبح ہونے تک اتر گیا زیادہ پریشانی کی

بات نہیں اور اب تو میں بالکل ٹھیک ہوں عینا نے سچی

بات بتائی مگر پوری نہیں کیونکہ وہ جانتی تھی کہ

دانیال کو جب تک وہ سچ نہیں بتائے گی وہ یوں ہی

فکر مند ہوتا رہے گا اور اگر اس سے وہ کچھ چھپائے

گی تو وہ پولیس والوں کی طرح انکوائری کرنے بیٹھ

جائے گا

[illegible]

السلام علیکم پیارے ریڈرز کیسے ہیں آپ سب امید

کرتی ہوں کہ آپ سب بالکل ٹھیک ٹھاک خیریت سے

ہوں گے تو پیارے ریڈرز جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ

آج میں نے ڈبل ایپیسوڈ دینی تھی اور آج کی دوسری

ایپیسوڈ تھوڑی لیٹ ہو چکی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے

کہ میں کچھ دنوں میں واپس پاکستان آرہی ہوں جس

کی وجہ سے میری مصروفیات بہت زیادہ بھر گئی ہیں

میں کافی زیادہ مصروف رہنے لگ گئی ہوں اور اسی

وجہ سے ایپیسوڈ بھی تھوڑی لیٹ ہو جاتی ہے مگر میں

آپ تک پہنچا تو دیتی ہوں نا لیکن مجھے آپ سب سے

ایک شکوہ ہے کہ آپ سب مجھے پہلے کی طرح سپورٹ

نہیں کر رہے نہ ہی مجھے پہلے کی طرح کوئی رسپانس

مل رہا ہے میں آپ کے لیے اتنی محنت کرتی ہوں تاکہ

میں ٹائم سے آپ تک ایسی سوڈ پہنچا سکوں میں اپنی

نیند کی بھی پرواہ نہیں کرتی لیکن آپ سب بھی

دیکھیں ناکہ آپ مجھے کوئی رسپانس نہیں دے رہے

ایسے پھر برا لگتا ہے پیارے ریڈرز مجھے پوری امید ہے

کہ آپ سب مجھے سپورٹ کریں گے کم سے کم اس

مقام تک تو ضرور پہنچائیں گے جس مقام کی میں

حامل ہوں باقی عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر

میری کوئی بات بری لگی ہو تو اس کے لیے میں معذرت

خواہ ہوں

کیا مطلب تمہیں بخار ہو گیا تھا تم تو جانتی تھی کہ تم

بارش میں نہیں بھیگ سکتی پھر تم باہر بارش میں

کیوں نکلی دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولا

مجبوری تھی رات گاڑی میں تو نہیں گزر سکتی تھی نا

وہ بھی کسی سنسان روڈ پر اس لیے مجبور اُنکنا پڑا

اور اتنی فکر کیوں کر رہے ہو میں بالکل ٹھیک ہوں کچھ

نہیں ہوا مجھے عینا نے اسے ریلیکس کرنا چاہا

Are you sure you're all right

دانیال عینا کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولا

ہاں دانی میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیا بول رہے تھے فون

پر کیا ہوا ہے ہمارے آفیسرز کو عینا اس بات سے ہٹ کر

اپنے کام کی طرف آئی

ہم نے اپنے کچھ آفیسرز جاسوسی کے لیے اس بلڈنگ کے

قریب چھوڑے تھے اور اسی دوران ہمارے تین آفیسرز

پکڑے گئے ہیں ان لوگوں نے ہمارے آفیسرز کو بہت مارا

پیٹا ہے اور وہ سب اس کیمرے میں ریکارڈ ہوا ہے جو

کیمرے ہم نے ان کے کپڑوں میں خفیہ طور پر چھپائے

تھے دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر

ٹیبل پر پڑا لیپ ٹاپ کھول کر کچھ بٹن پریس کیے اور

وہاں ایک ویڈیو چلنے لگی ویڈیو چلتے ہی دانیال نے

لیپ ٹاپ کی سکرین عینا کی طرف گھمائی

عینا جیسے جیسے ویڈیو دیکھ رہی تھی اس کے چہرے

کے تاثرات سخت ہوتے جا رہے تھے کچھ دیر پہلے نظر

آنے والی نرمی اب اس کے چہرے پر کہیں بھی دکھائی

نہیں دے رہی تھی

وقت آگیا ہے دانی ہمیں اب سیدھا یہاں اٹیک کرنا ہوگا

دوسرا آپشن نہیں ہے ہمارے پاس ہم یہ بھی جانتے ہیں

کہ اس سب کے پیچھے کون ہیں اور ہم یہ بھی جانتے

ہیں کہ اس بلڈنگ کے اندر کیا کچھ ہوتا ہے اس سب کے

ثبوت ہیں ہمارے پاس اپنے آفیسرز کو اطلاع کرو کہ

اپنی ٹیم کو تیار کریں ہم جلد ہی اپنے مشن کے لیے

نکلیں گے عینا دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی

سنجیدگی سے بولی

لیکن عینا گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں اس

دوران ہمارا مشن کے لیے کام کرنا بہت مشکل ہو جائے

گا کیونکہ اگر ہم نے سارا دھیان اپنے مشن پر دیا تو ہم

حویلی نہیں جا پائیں گے دانیال عینا کو وقت کی

نزاکت کا بتانا چاہا

ہمارے آفیسر زان کے قبضے میں ہیں دانی اور تم ابھی

بھی کہہ رہے ہو کہ ہم اپنے گھر کو دیکھیں اپنے مشن

کو چھوڑ دیں تو ایسا نہیں ہو گا چلنے دو تیار یاں شادی

حویلی میں ہے شادی سے پہلے ہی ہم اپنا مشن پورا کر

لیں گے انشاء اللہ اگر خدا نے چاہا تو ہم اس مشن میں

کامیاب ہو کر حویلی کی شادی میں شرکت کریں گے

مگر اتنا وقت ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے اب

ہمارے لیے سٹینڈ لینا بہت ضروری ہے عینا کی بات سن

کردانیاں نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا عینا کی

بات بھی 100 فیصد سہی تھی جو لوگ وہاں قید تھے

دن بدن ان کی زندگی بھی تو بدتر بنتی جا رہی تھی

اس معاملے میں کیا وہ لوگ اپنی خوشیاں دیکھتے یا

پھر ان لوگوں کی زندگیاں دیکھتے جو وہاں پر موت

سے بدتر گزار رہے تھے

ٹھیک ہے میں ساری فائلز تیار کرتا ہوں اور اپنے آفیسرز

کو اطلاع بھی کر دیتا ہوں تم ساری فائلز کو دیکھو اور

اس کے بعد ہم میٹنگ روم میں ملیں گے دانیال عینا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

دانی این ایم اے کا اریسٹ وارنٹ بھی تیار کرواؤ آج

سے ٹھیک تین دن بعد ہم اسے اریسٹ کریں گے اور وہ

بھی رات کے وقت تاکہ یہ خبر کہیں بھی نہ پھیل سکے

اس بلڈنگ میں اٹیک کرنے سے پہلے ہمیں ایم این اے کو

گرفتار کرنا ہو گا تاکہ اسے اس بات کی خبر نہ ہو سکے

اگر اوپر کے آرڈرز نہیں مانتے تو انہیں وہ ثبوت دکھاؤ

جو ایم این اے کے خلاف ظہیر ملک اور اس کے

بھائیوں سے ملے ہیں عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے

سنجیدگی سے بولی تو دانیال کو عینا کا یہ فیصلہ

بالکل درست لگا کیونکہ جو سوچ کر عینا یہ بات بول

رہی تھی اس کے پیچھے بھی ان معصوم لوگوں کی

زندگی تھی جو اس قید خانے میں قیدی بنے بیٹھے تھے

دانیال کے جانے کے بعد عینا نے اپنا فون اٹھایا اور دانش

کو کال ملائی اسے اپنے آفس میں آنے کا بولا اور فون

رکھ دیا گلے پانچ منٹ بعد دانش عینا کے آفس میں

اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا تھا

دانش مجھے ان تمام لڑکیوں کی ڈیٹیلز اپنی ٹیبل پر

چاہیے جو غائب ہوئی ہیں اور ان کے گھر والوں نے

پولیس اسٹیشن ان کی رپورٹ لکھوائی ہے وہ تمام

پرچے اور تمام لڑکیوں کی معلومات مجھے اگلے 24

گھنٹوں کے اندر اندر چاہیے عینا نے دانش کو حکم دیا

تو دانش یس میم بولتا ہوا آفس سے نکل گیا کیونکہ

اگلے 24 گھنٹے میں اسے عینا کے کہے کے مطابق وہ

ساری رپورٹس اور ان لڑکیوں کی ڈیٹیلز اکٹھی کر کے

عینا کو دینی تھی جو سکول کالج یا کہیں سے بھی

غائب ہوئی ہوں

بیلا کب سے دانیل کو مسلسل تنگ کر رہی تھی وہ بار بار

ضد کر رہی تھی کہ اسے عینا کے پاس جانا ہے یا پھر

اسے عینا سے بات کرنی ہے مگر دانیہ ایسا کچھ نہیں کر

رہی تھی نہ تو وہ عینا کو بلا سکتی تھی اور نہ ہی وہ

عینا کو فون کر سکتی تھی کیونکہ عینا کا نمبر مسلسل

بند جا رہا تھا اور بیلا اپنی ضد چھوڑ ہی نہیں رہی

تھی ابھی بھی وہ منہ بنا کر لاؤنج میں سائیڈ پر صوفے

پر بیٹھی دانیہ کو خفگی بھری نظروں سے دیکھ رہی

تھی جیسے اس سب می دانیہ کا قصور ہو اور وہ جان

بوجھ کر عینا کی اس سے بات نہ کروا رہی ہو

لائبہ اور فاریہ نے بھی بہت بار اسے پیار سے سمجھانے

کی کوشش کی مگر اس وقت اسے صرف عینا چاہیے

تھی اور ان کی جھوٹی تسلیاں کہاں بیلا کی ضد کو

ٹالنے والی تھی

زرخان حویلی میں داخل ہوا تو اس کی نظر سامنے ہی

لاؤنچ میں منہ بنا کر بیٹھی بیلا پر پڑی جو عجیب سی

نظروں سے دانیہ کو دیکھ رہی تھی

مائی پرنسز زرخان لائونچ میں داخل ہوتے ہوئے بولا

زرخان کی آواز سن کر بیلا نے جھٹکے سے گردن موڑ کر

سامنے دیکھا تو سامنے زر خان کو کھڑے دیکھ کر اس

کے چہرے پر خوشی کے ہزاروں رنگ بکھر گئے اور وہ

صوفے سے چھلانگ لگا کر بھاگتی ہوئی زر خان کی

طرف آئی زر خان اپنے بازو کھول کے زمین پر پنجوں

کے بل بیٹھ گیا اور اگلے ہی لمحے بیلا اس کی باہوں آ

سمائی

ڈیڈ آپ کہاں تھے میں نے آپ کو بہت زیادہ مس کیا بیلا

زرخان گلے لگتے ہوئے بولی تو زرخان نے مسکراتے ہوئے

اسے اپنے بازو میں اٹھایا اور اٹھ کھڑا ہوا

اور ڈیڈ نے بھی اپنی پرسنز کو بہت زیادہ مس کیا

زرخان بیلا کی پیشانی چومتے ہوئے بولا اور قدم

صوفے کی جانب بڑھائے

میری پرنسز اتنی اداس کیوں تھی زرخان صوفے پر

بیٹھ کر اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے پوچھا

کیونکہ آنی مام سے بات نہیں کروا رہی ناہی وہ مام کو

بلارہی ہیں اس لیے بیلا بہت زیادہ سیڈ ہے کیونکہ اسے

مام سے ملنا ہے اور مام ابھی تک گھر نہیں آئی بیلانے

منہ بناتے ہوئے زرخان سے دانیر کی شکایت کی تو

زرخان نے سامنے سونے پر بیٹھی دانیہ کی طرف دیکھا

جولائے اور فاریہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی

بھائی آپ سے میری بات نہیں ہوئی اور ان کا فون بھی

نہیں لگ رہا میں نے کافی بار ٹرائی کیا ہے لیکن ان کا

فون بند جا رہا ہے اب اس میں میرا کیا قصور بیلا تو

یوں ہی مجھ سے ناراض ہو رہی ہے دانیہ زرخان کی

طرف دیکھتی ہوئی معصومیت بھرے لہجے میں بولی

جبکہ دانیل کے صفائی دینے پر اور اس کی معصوم سی

شکل دیکھ کر زرخان بے اختیار مسکرا اٹھا

تو گریاس میں اتنی پریشان ہونے والی کون سی بات

ہے میں تو ابھی آپ کی مام کو آفس چھوڑ کر آیا ہوں

انہیں بہت زیادہ کام تھا نا اس لیے وہ تھوڑا سا بزی ہو

گئی ہیں مگر وہ فری ہو کر اپنی بیلا کے پاس آجائیں

گی زر خان نے بیلا کو اپنے طریقے سے سمجھانا چاہا

جبکہ اس کا طریقہ تھوڑا تھوڑا کام بھی کر گیا تھا

لیکن مام کب آئیں گی میں تو مام کا ویٹ کر رہی ہوں

بیلا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے

آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے بولی جبکہ بولتے ہوئے وہ اپنے سر

کو بھی حرکت دے رہی تھی جس کی وجہ سے اس کے

سنہری بالوں کی گئی دوپونیاں ہلتی ہوئی اسے

مزید کیوٹ بنا رہی تھی

میں آپ کی مام کو میسج کر دوں گا آپ کی مام آپ کو

خود کال کر لیں گی آپ نے اب کسی کو تنگ نہیں کرنا

آنی سے ناراض بھی نہیں ہونا اور چپ کر کے اپنی آنی

کے ساتھ کھیلنا ہے آپ کی مام خود ہی اپنی بیلا کے

پاس آ جائیں گی اور پھر کچھ دیر تک وہ اپنی بیلا کو

کال بھی کر لیں گی آپ نے بس اب سیڈ نہیں ہونا ٹھیک

ہے زر خان بہت پیار سے اسے سمجھا رہا تھا

او کے ڈیڈ۔۔۔۔۔ بیلا فوراً ہی مان گئی جبکہ بیلا کے مان

جانے پر لائے اور فار یہ نے حیرت سے بیلا کی طرف

دیکھا تھا جس کی وہ پچھلے دو گھنٹوں سے منتیں کر

رہی تھی اسے بہت پیار سے بہت محبت سمجھانے کی

کوشش کر رہی تھی مگر وہ تھی جو ایک ہی ضد لے کر

بیٹھی تھی مگر زرخان کہ سمجھانے سے کیسے فوراً ہی

مان گئی تھی آج لائبہ اور فاریہ کو یقین ہو گیا تھا کہ

بیلا کے لیے جواہریت زرخان اور عینا موم ڈیڈ کی

حیثیت سے رکھتے ہیں شاید وہ حیثیت کسی اور کی

نہیں مگر وہ اپنے ماں باپ تو ان دونوں کو ہی مانتی

تھی نابالغ وہ دونوں ہی اس کے ماں باپ تھے تو پھر

وہ کیوں کسی اور کو اتنی اہمیت دیتی جب اس کے

پاس اب اپنی مام کے ساتھ ساتھ ڈیڈ بھی موجود تھا

او کے مائی پرنسز آپ کو پتہ ہے کہ میں آپ کے لیے بہت

ساری چاکلیٹس لے کر آیا ہوں اور وہ فریج میں ہیں اور

میں آپ کی تینوں آنی کے لیے بھی چاکلیٹ اور کیک لے

کر آیا ہوں اب آپ چاروں بیٹھ کر پارٹی کرو اور میں

فریش ہو کر آتا ہوں زر خان بیلا کے نرم روئی جیسے

گلابی گالوں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے

ہوئے بولا

زرخان کی بات سن کر بیلا خوشی سے اچھل ہی پڑی

تھی جبکہ لائے کا بھی یہی حال تھا وہ بھی زرخان کی

بات سن کر بچوں کی طرح خوش ہو گئی تھی

اوکے ڈیڈ تھینک یو سوچ بیلا چہکتے ہوئے بولی اور

اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے زرخان کا چہرہ تھاما

اور اس کے گال پر اپنے چھوٹے سے گلابی ہونٹ رکھے

تو زرخان کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ رقص

کرنے لگی

او کے اب آپ اپنی آنی کے ساتھ جائیں اور اپنا سارا

سامان لے آئیں زرخان بیلا کو اٹھا کر زمین پہ کھڑا کرتے

ہوئے بولا تو بیلا بھاگ کر لائے کی طرف گئی جو پہلے

ہی اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کر چکی تھی یعنی بیلا

اور لائے دونوں ہی بے صبری ہوئی پڑی تھی زر خان کی

لائی گئی چاکلیٹس اور کیک کھانے کے لیے جبکہ دائر

مسکراتے ہوئے بیلا کو دیکھ رہی تھی اور فار یہ تو اپنی

ندیدی بہن کو ہی دیکھتی رہ گئی جو چاکلیٹس اور

کیک کی دیوانی تھی

بیلا اور لائے کو کچن کی طرف جاتا دیکھ کر زر خان

مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اسے فریش

ہو کر بڑی اماں سے ملنا تھا اور اس کے بعد اسے اپنے

آفس کے لیے نکلنا تھا کیونکہ آج اسے کافی دیر ہو چکی

تھی

زر خان اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اپنا فون نکال کر

عینا کو ایک میسج سینڈ کیا اور فون بیڈ پہ رکھ کے

کبرڈ سے اپنے کپڑے نکالے اور چیلنج کرنے چلا گیا آج

اسے کچھ الگ سی خوشی میں محسوس ہو رہی تھی

سرشار ہونے والے خوشی جو اسے عینا سے ملی تھی اس

کا دل اسی بات پر بے تحاشہ خوش تھا کہ عینا نے ہر

ناراضگی کی دیوار گرا کر زر خان کو قبول کر لیا ہے

عینا اور دانیال اپنے کام میں بری طرح الجھ چکے تھے

آج بھی سارا دن گزر جانے کے بعد رات کا تیسرا پہر ہو

رہا تھا جب وہ دونوں حویلی داخل ہوئے اور کچھ دیر

حویلی میں رہنے کے بعد فجر کی آذان ہونے سے پہلے

ہی وہ لوگ واپس چلے گئے ان کے آنے کی کسی کو بھی

خبر نہیں ہو سکی تھی سوائے شیرازی سکندر کے

کیونکہ وہ ان کا ہی انتظار کر رہے تھے

دانیل اس وقت اپنے بستر پر لیٹی چھت کو گھور رہی

تھی اس کی سوچوں کا تمام مرکز عینا کی باتوں کی

طرف تھا جو کچھ دیر پہلے ہی عینا اس سے کر کے گئی تھی

رات کے دو بجے جب عینا کمرے میں داخل ہوئی تو بیلا

اور دانیر گہری نیند سو رہی تھی عینا فریش ہو کر باہر

نکلی تو دانیر تب تک اٹھ چکی تھی شاید وہ جان چکی

تھی کہ بیلا واپس آئی ہے عینا کو یہی وقت مناسب لگا

کہ وہ دانیر سے نکاح کے بارے میں بات کر سکے

آپی آپ اتنی دیر سے کیوں آئی ہیں سب ٹھیک ہے دانیر

عینا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ دو دن بعد وہ

عینا کو اپنے سامنے دیکھ رہی تھی

ہاں سب کچھ ٹھیک ہے مجھے تم سے ایک ضروری بات

کرنی ہے دانیر عینا دانیر کے سامنے ہی بیڈ پر بیٹھتے

ہوئے بولی تو دانیر نے سوالیہ نظروں سے عینا کی طرف

دیکھا

اگر میں تمہاری زندگی کا کوئی فیصلہ لوں تو کیا تم اس

فیصلے کو مان لوں گی عینا نے یہ پوچھنا ضروری

سمجھا بے شک وہ عینا کے پاس تھی مگر اس کی بھی

اپنی زندگی تھی اور وہ اپنی زندگی پر اپنا پورا حق

رکھتی تھی

کیسا فیصلہ آپنی دانیرو عینا کی بات کچھ سمجھ

نہیں آئی تھی

دانیل میں تمہاری شادی کروانا چاہتی ہوں عینا نے بات

کو بغیر گھمائے پھر اے سیدھی بات آگے رکھی

میری شادی لیکن آپ کیوں دانیل عینا کی بات سن کر

تھوڑا گھبرائی تھی دانیل کے گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے

اینا نے دانیل کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے اور بیڈ

پرسیدھے ہو کر بیٹھی

دیکھو دانیر تم میری چھوٹی بہن ہو اور میں چاہتی ہوں

کہ تمہاری شادی ہو جائے ابھی رخصتی نہیں ہوگی

صرف نکاح ہوگا کیا تم اپنی آپنی کی بات نہیں مانو گی

عینا نظروں میں التجا لیے دانیر کی طرف دیکھتی ہوں بولی

آپی میں آپ کی ساری باتیں مان لوں گی لیکن مجھے

ابھی اتنی جلدی شادی نہیں کرنی دانیہ عینا کی طرف

دیکھتی ہوئی معصومیت سے بولی

تو میری جان ابھی آپ کی شادی کہاں ہو رہی ہے ابھی

تو صرف نکاح ہو گا وہ بھی دانیال سے عینا نے جیسے

دانیہ کے سر پر دو سرا بمب پھوڑا تھا

کیا دانیال بھائی سے دانیہ عینا کی طرف دیکھتے ہوئے

حیرانگی سے بولی

بھائی نہیں ہے وہ تمہارا اور اب آپ کا اور اس کا نکاح

بھی ہو جائے گا تو وہ بھائی نہیں بلکہ شوہر ہو گا اور

شوہر کو بھائی نہیں بولتے کیا تمہیں دانیال نہیں پسند

عینا نے شروع میں سمجھایا لیکن آخر میں اس سے اس

کی پسند پوچھی

ایسی بات نہیں آپی وہ اچھے ہیں لیکن شادی۔۔۔ دانیہ

بول کر خاموش ہو گئی تو عینا مسکرا دی وہ صرف

شادی کے نام سے گھبرا رہی تھی اور اسے کوئی مسئلہ

نہیں تھا

دیکھو دانیہ ایک نایک دن ہر لڑکی کی شادی ہوتی ہے

ہر لڑکی کو اپنے شوہر کے پاس جانا ہوتا ہے اور

ماشاء اللہ سے تم تو میری اتنی پیاری اور چھوٹی سی

بہن ہو اور بری بھی ہو گئی ہو تو اپنی آپ کی بات

نہیں مانو گی کیا آپ کو بھی تو اپنے شوہر کی ضرورت

ہے عینا نے اسے بہت پیار سے سمجھانا چاہا

کیا تمہیں میرا فیصلہ غلط لگتا ہے دانیہ اگر تمہیں ایک

پرسنٹ بھی لگتا ہے کہ میں نے تمہارے حق میں سہی

فیصلہ نہیں کیا تو تم ابھی انکار کر دو میں سب کو

انکار کر دوں گی کیونکہ تمہاری خوشی کے آگے کچھ

بھی ضروری نہیں عینا دانیر کی طرف دیکھتے ہوئے

بہت نرم لہجے میں بولی کیونکہ واقعی میں اس کے لیے

دانیر کی خوشی سب سے زیادہ عزیز تھی ناکہ یہ نکاح

آپی آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ نے میرے لیے جو

فیصلہ کیا ہے وہ بالکل درست ہے اور مجھے یقین ہے کہ

آگے جا کر بھی وہ صحیح ہی ثابت ہو گا مجھے کوئی

اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی مجھے آپ کا فیصلہ غلط

لگتا ہے میں تیار ہوں اس نکاح کے لیے دانیہ سے دل سے

اپنی رضا مندی دی

تھینک یو سوچ میری جان تمہیں نہیں معلوم کہ تم نے

مجھے کتنا خوش کیا ہے مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے کہ

تم نے مجھ پر اعتبار کیا انشاء اللہ دانیال تمہیں بہت

زیادہ خوش رکھے گا عینا مسکرا کر اسے گلا لگاتے ہوئے

بولی تو دانیال بھی کھل کر مسکرائی آخر اس کے لیے

بھی تو اس کا سارا کچھ بیلا اور عینا ہی تھی ان

دونوں کے علاوہ اس کا کون تھا جس پر وہ یقین کرتی

آج بھی جب دانیل سوچتی تھی کہ اگر بیلا اسے نہ

بچاتی یا بیلا اور دانیل عینا کے پاس نہ ہوتی تو اس

ذالت بھری دنیا میں وہ کہاں کہاں پھرتی جہاں پر باہر

نکلنے سے کسی اکیلی لڑکی کی عزت بھی محفوظ نہیں

ہوتی اور اس زمانے میں عینا نے ان دونوں کو سنبھالا

تھا پچھلے پانچ سالوں سے ان دونوں کو اپنے پاس رکھا

تھا ان کے ساری ذمہ داریاں سارے اخراجات اٹھائے تھے

بھلا کوئی غیر کسی کے لیے ایسا کیسے کر سکتا ہے مگر

عینا نے غیر ہو کر اپنا بن کر دکھایا تھا اور دانیہ کو

عینا کا ہر فیصلہ آنکھیں بند کر کے منظور تھا

دانیہ اپنے بستر پہ لیٹے مسلسل ہی سب سوچ رہی تھی

جب اس کے کانوں میں فجر کی آذان کی آواز گونجی

تو وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی اپنا دوپٹہ پکڑا اور وضو

کرنے چلی گئی جانے کیوں اسے اب نیند نہیں آرہی تھی

شاید یہ نئے رشتے میں بندھنے کی الجھن تھی یا پھر

کچھ اور

حویلی میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے کی جا

رہی تھی اور دوسری طرف عینا اور دانیال پچھلے تین

دنوں سے حویلی سے غائب تھے وہ دن رات ایک کر کے

اپنے مشن کی تیاری کر رہے تھے اور یہ بات شیرازی

سکندر حویلی میں سب کو بتا چکے تھے تاکہ کوئی

بھی ان کی طرف سے پریشان ناہو

آج کل کے دنوں میں حویلی میں ملازموں کی تعداد

کافی بڑھ گئی تھی اور دو دن بعد دلہنوں کو مائیوں

بٹھایا جانا تھا اور آج لائے اور فاریہ نے اپنے اپنے

شوہروں کے ساتھ شاپنگ پر جانا تھا کیونکہ کل سے ان

کا حویلی سے باہر نکلنا مکمل بند ہو جانا تھا اور انہیں

جو بھی شاپنگ کرنی تھی آج ہی کے دن کرنی تھی

لائبہ اور فار یہ سب کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی ہوئی

تھی جہاں مارکیٹ سے کچھ عورتوں کو بلایا گیا تھا

اور وہ بہترین کپڑے بڑی اماں زینت بیگم اور اماں جان

کو دکھانے میں مصروف تھی کیونکہ وہ لوگ حویلی

سے باہر شاپنگ کرنے نہیں گئے تھے انہوں نے جو بھی

منگوا یا تھا حویلی میں ہی منگوا لیا تھا

السلام علیکم بی بی جی وہ بی بی جی باہر ارحم بابا

اور حارث بابا آپ دونوں کا انتظار کر رہے ہیں وہ دونوں

وہیں پر بیٹھی تھی جب ایک ملازمہ آکر ان کے قریب

کھڑے ہوتے ہوئے بولی

وہ دونوں پہلے سے تیار ہو کر وہاں انہی کے انتظار میں

بیٹھی تھی جو پچھلے دو گھنٹوں سے لاپتہ تھے اور اب

وہ تشریف لے ہی آئے تھے

جاؤ بیٹا وہ دونوں باہر انتظار کر رہے ہیں وقت بھی

کافی ہو رہا ہے ٹائم سے شاپنگ کر کے حویلی واپس لوٹو

بڑی اماں فاریہ اور لائبہ کی طرف دیکھتی ہیں بولی تو

تو ان دونوں نے اپنی اپنی چادر پکڑ کے اپنے اوپر

اوڑھی اور سب کو خدا حافظ کہتے قدم باہر کی جانب

بڑھائے جہاں وہ دونوں کھڑے ان دونوں کا انتظار کر

رہے تھے

سنو کیا ہم لوگ ایک ہی جگہ سے شاپنگ کریں گے لائبر

چلتے ہوئے فاریہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولی

یہ تو مجھے نہیں پتا یہ تو ان دونوں کی مرضی ہے کہ

وہ ہم دونوں کو کہاں لے کر جاتے ہیں فاریہ نے کندھے

آچکائے

وہ دونوں باہر آئی تو ارحم اور حارث شاید کوئی بات

کرنے میں مصروف تھے مگر ان دونوں کو آتا دیکھ کر

سیدھے ہو کر کھڑے ہو گئے

السلام علیکم وہ دونوں ان دونوں کے قریب جاتی ہوئی

ایک ہی آواز میں بولیں

وعلیکم السلام چلیں ارحم فارہ کی طرف دیکھتے ہوئے

بولاتو فاریہ نے اثباب میں سر ہلایا اور ار حم فاریہ کو

لیے اپنے گاڑی کی جانب بڑھ گیا

اوو محترمہ اپنی یہ خیالوں کی دنیا سے باہر نکلواور

گاڑی میں بیٹھولا تبہ جو فاریہ ار حم کو جاتا ہوا دیکھ

رہی تھی حارث کی آواز پر ایک دم سے پلٹی جو گاڑی

کافر نٹ ڈور کھولے اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا

ایک تو یہ بندہ کبھی پیار سے بات ہی نہیں کر سکتا

لاٹہ دل ہی دل میں جل کر بولی اور گاڑی میں بیٹھا

گئی حارث نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور گھوم کر

ڈرائیونگ سیٹ پر آیا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اس نے

گاڑی حویلی سے باہر نکالی اور ابرار حم اور حارث کی

گاڑی ایک ساتھ گاؤں سے باہر نکل رہی تھی مگر گاؤں

سے باہر نکلتے ہی ان دونوں کی گاڑیوں نے الگ الگ

راستہ اختیار کر لیا مطلب صاف تھا کہ وہ لوگ ایک

ساتھ شاپنگ نہیں کرنے والے تھے

یہ کیا لالا کی گاڑی اس طرف کیوں چلی گئی کیا وہ

لوگ ہمارے ساتھ نہیں جا رہے فار یہ شیشے سے دوسرے

روڈ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جس طرف حادثہ کی

گاڑی مڑی تھی

وہ لوگ ہمارے ساتھ کیوں جائیں گے ارحم نے الٹا فاریہ

سے ہی سوال کیا

شادی کی شاپنگ کرنا ہے فاریہ نے بھی معصومیت سے

جواب دیا جیسے ارحم کو تو پتہ ہی ناہو کہ وہ لوگ

شادی کی شاپنگ کرنے جارہے ہیں

وہ لوگ شادی کی شاپنگ ضرور کرنے جارہے ہیں لیکن

ہمارے ساتھ نہیں الگ الگ ار حم بولا تو فار یہ کا دل

ایک دم گھبرا یا یعنی وہ ار حم کے ساتھ اکیلی جارہی تھی

لیکن بڑی ماں نے تو بولا تھا کہ ہم سب ایک ساتھ جائیں

گے فار یہ ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تمہیں فکر کس بات کی ہے تم صرف یہ بتاؤ کہ تم میرے

ساتھ نہیں جانا چاہتی ارحم اس کے سوالوں سے اکتا

کر بولا

نن نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں فار یہ ہڑ بڑا گئی

تو پھر اپنے یہ فضول سوال بند کرو بڑی اماں سے ہمیں

اجازت ملی تھی کہ ہم اپنی اپنی بیویوں کو شادی کی

شاپنگ کروائیں اپنے ساتھ لے جا کر وہ اپنی بیوی کو

کہیں اور لے کر جانا چاہتا تھا اور میں اپنی بیوی کو

کہیں اور یہ ہماری مرضی تھی اور اب میں تمہارا منہ

سے کوئی ایک فضول لفظ بھی نہ سنوں کوئی ڈھنگ

کی بات کرنی ہے تو کرو ورنہ چپ رہو اور حم پورا

فوکس ڈرائیونگ پر کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو

فاریہ نے منہ بسورا

آدم خور کہیں کے فاریہ بہت ہی ہلکی آواز میں بڑبڑائی

جوار حم تو بالکل نہیں سن سکا تھا

ذرا اونچا بول لو مسسرتا کہ مجھے بھی سنائی دے کہ

تم میری شان میں کون سے قصیدے پیش کر رہی ہوں

ارحم جیسے جانتا تھا کہ وہ ضرور اسے ہی کچھ بول

رہی ہوگی اس لیے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا جبکہ

فاریہ کو حیرت کا جھٹکا لگا کہ وہ کیسے جانتا ہے کہ

فاریہ اسی کے بارے میں بڑبڑا رہی تھی

فاریہ بغیر کوئی جواب دیے اپنا چہرہ دوسری طرف کیے

شیشہ سے باہر نظر آنے والے گزرتے مناظر کو دیکھنے

لگی جبکہ ارحم خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا

یہ آپ کس طرف لے کر جا رہے ہیں ارحم لالا کی گاڑی

تو اس طرف گئی ہے لائبہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تو جانے دو بیگم کون سا ان کی گاڑی کا پٹرول تم نے

ڈلوانا ہے حارث سڑک پر نظر جماتے ہوئے ایزی انداز میں بولا

لیکن انہوں نے تو ہمارے ساتھ شاپنگ پر جانا تھا لائے

نے ایک اور سوال کیا

تمہیں کس نے کہا کہ لالانے اور فاریہ نے ہمارے ساتھ

شاپنگ پر جانا تھا حادثہ نے اس کے سوال پر الٹا سوال کیا

کہا تو کسی نے نہیں لیکن ہم نے تو شادی کی شاپنگ

کرنی تھی نالائے اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ہاں تو شادی کی ہی شاپنگ کرنی ہے یا راور کون سا بابا

جی کے در بار کا لنگر کھانے جانا ہے حارث بے نیازی سے

بولا تو لائے نے اسے گھورا جو اس کے ہر سوال کا لٹا

ہی جواب دے رہا تھا

تو آپ سیدھی طرح بھی تو جواب دے سکتے ہیں نا

لائے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی

یار جب تم سیدھی پیدا ہی نہیں ہوئی تو پھر میں

تمہیں سیدھا جواب کیوں دوں لائے کا پورا کا پورا

منہ ہی کھل گیا حارث کی بات پر

آپ کو شرم نہیں آتی اپنی بیوی کو ایسے قلبات سے

نوازتے ہوئے لائے نے حارث کو شرم دلانا چاہی

نہیں وہ جس دن تم سے نکاح ہوا تھا اسی دن ختم ہو

گئی تھی حارث پر شوخ نگاہوں سے لائِبہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا تو لائِبہ جل کر رہ گئی

پتہ نہیں کون سا دن تھا جس دن آپ میرے متھے لگ

گئے لائِبہ دانت پیستے ہوئے بولی

ہاں میں بتاتا ہوں جمعہ کا دن تھا حارث نے اس کی

معلومات میں اضافہ کیا جیسے لائِبہ کو واقعی میں یہ

بات معلوم نہ ہو

آپ اب میرا دماغ خراب کر رہے ہیں لائبہ دانت پر دانت

جماتے ہوئے بولی

ارے تمہارے پاس دماغ بھی ہے مجھے تو معلوم ہی نہیں

تھا کہ میری بیوی کے پاس دماغ نامی کوئی شے بھی

موجود ہے چلو اچھا ہوا تم نے بتا دیا ورنہ میں نے تو

ساری زندگی لاعلم ہی رہنا تھا حارث ابھی بھی باز

نہیں آ رہا تھا جبکہ حارث کی بات لائے کے سر پر لگی

اور تلوے پر اتری

میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی حارث لائے کا غصے سے برا

حال ہو رہا تھا

اونہہ یہاں پر کوئی اینٹ موجود ہی نہیں ہے تو پھر

کیسے پھاڑو گی اپنے مجازی خدا کا سر حارث لائبہ کی

طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا جس کا چہرہ غصہ

ضبط کرنے کے چکر میں سرخ پڑ چکا تھا

آپ سے بات کرنا ہی فضول ہے لائبہ حارث کی طرف

دیکھتے ہوئے غصے سے بولی اور دوسری طرف اپنا رخ

موڑ کے بیٹھ گئی

حارث نے گردن گھما کر لائے کی طرف دیکھا جو

دوسری طرف منہ کیے منہ کسی غبارے کی طرح پھلا

کر بیٹھی تھی اسے دیکھ کر حارث نے اپنے مسکراہٹ دبائی

اچھا منہ نہ بناؤ ادھر آؤ تمہارا غصہ ختم کرو حارث اپنا

بازو لائے کی گردن میں لپیٹ کر اسے اپنی طرف

کھینچتے ہوئے بولا اور پھر بغیر لائے کو کچھ بھی

سمجھنے کا موقع دیے اس کی گال پر شدت سے لب

رکھے اور اپنی بئیر ڈزور سے اس کے گال پر رگڑی تو

لائبہ نے سسک کر اس کا بازو اپنے گردن سے نکال کے

اس کے بازو کو پیچھے جھٹکا

آپ ایک بہت بے شرم انسان ہے جسے نایہ لحاظ ہوتا ہے

کہ وہ گھر ہے اور نہ یہ لحاظ ہوتا ہے کہ وہ باہر ہے لائبہ

ہر اس کو گھورتے ہوئے بولی تو حارث قہقہہ لگا کر ہنسا

چلو اچھی بات ہے کہ تمہیں یہ پہلے ہی اندازہ ہو گیا کہ

تمہارا شوہر کتنا بے شرم ہے آگے جا کر تمہیں زیادہ

مشکل نہیں ہوگی حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے

بے باکی سے ایک آنکھ دباتے ہوئے بولا تو لائے نے شرم و

حیا سے اپنا سرخ ہوتا چہرہ دوسری جانب موڑ لیا وہ

اس بے باک انسان کی مزید بے باک گفتگو برداشت نہیں

کر سکتی تھی اس لیے وہ خاموش ہو گئی

زر خان کا ارادہ آج آفس کے بعد عینا کے آفس جانے کا

تھا کیونکہ تین دن سے اس نے اپنی دشمن جان کو نہیں

دیکھا تھا اور اب تو صبر کرنا اس کے بس سے باہر تھا

اس لیے اس نے ارادہ کیا تھا کہ آفس ختم ہوتے ہی وہ

عینا کے آفس جائے گا اور اس وقت وہ اپنے آفس سے

نکل کر اپنے گاڑی میں بیٹھا تھا اور گاڑی عینا کے آفس

کی جانب بڑھائی تھی

فائنلی ایم این اے کے اریسٹ وارنٹ تیار ہو چکے ہیں

اب ہم کل ہی اسے گرفتار کر سکتے ہیں اس وقت عینا

اور دانیال ایم این اے کے اریسٹ وارنٹ لے کر واپس

اپنے آفس آئے تھے

کل نہیں ابھی دو دن انتظار کرو ہم دو دن بعد اسے

اریسٹ کریں گے عینا اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی

تو دانیال اس کے سامنے والی کرسی گھسیٹ کر اس کے

سامنے ہی برجمان ہو گیا

ٹھیک ہے جیسا تم بہتر سمجھو دانیال کو عینا کی بات

مناسب لگی تھی اس لیے وہ عینا کی بات سے اتفاق

کرتے ہوئے بولا

اور ایک نظر اس نقشے کو بھی دیکھ لو اس کے بعد میں

اس کا پرنٹ نکالواؤں گا اور پھر ہم اپنے آفیسرز کو

اس علاقے میں بھیجیں گے تاکہ ہمیں ہرپل کی رپورٹ

ملتی رہے دانیال عینا کی طرف ایک چارٹ بڑھاتے ہوئے

بولا جس پر لاہور کے کسی علاقے کا نقشہ بنا ہوا تھا

عینا نے فون اٹھا کر دانش کو ایک میسج کیا تو دانش

اگلے ہی لمحے اس کے آفس میں اس کے سامنے موجود

تھا اب وہ تینوں ٹیبل کے چاروں طرف بیٹھے درمیان

میں نقشے کو پھیلائے کچھ میٹنگ کرنے میں مصروف تھے

ہمیں اپنے آفیسر ز اس طرف چھوڑنے ہیں بلڈنگ کی

بائیں جانب عینا اپنے ہاتھ میں پکڑے بلیک مار کر سے

نقشے پر ایک دائرہ بناتے ہوئے بولی

جبکہ ہمارے پہلے آفیسر مین راستے سے پکڑے گئے تھے

اور ہم دوبارہ انہیں کوئی موقع نہیں دینا چاہتے اس

لیے ہم اپنے آفیسر ز اس بلڈنگ کے 10 کلو میٹر کی دوری

پر چھوڑیں گے ہمارے کچھ آفیسر 10 کلو میٹر کے دوری

پر ہوں گے کچھ آفیسر ز پانچ کلو میٹر کے دوری پر اور

کچھ آفیسر ز تین کلو میٹر کی دوری پر اس سے زیادہ

نزدیک ہم اپنے آفیسر ز کو نہیں بھیجیں گے عینا اس

نقشے پر تین نشان لگاتے ہوئے بولی جب کہ دانیال اور

دانش ٹیبل پر جھکے پوری توجہ سے نقشے کی طرف

دیکھتے ہوئے صرف عینا کو ہی سن رہے تھے جب

دروازے پر دستک ہوئی اور اگلے ہی لمحے زر خان آفس

میں داخل ہوا

اس روڈ کے راستے کے ہر کیمرے کو ایکٹور کھوہر وقت

ہر پل کی خبر مجھے میری سکرین پر ملنی چاہیے ہر

آفیسر کو الرٹ کروا نہیں دو نہیں چار آنکھیں رکھ کر

وہاں پر رہنا پڑے گا عین اب نقشے سے نظریں ہٹا کر ان

دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی وہ تینوں اپنے کام

میں اتنا مصروف تھے کہ زر خان کے داخل ہونے کا نہیں

پتہ ہی نہیں چلا اور نہ ہی انہوں نے دروازے پر ہونے

والی دستک پر دھیان دیا

تیار کرو اپنے آفیسرز کو آج شام ہی ہمارے آفیسرز وہاں

جانے کے لیے روانہ ہوں گے دانش کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی

او کے میم دانش بولتے ہی اٹھ کھڑا ہوا جب دانش کے

اٹھنے سے عینا کی نظر سامنے کھڑے زر خان پر پڑی جو

اسی کی طرف دیکھ رہا تھا عینا نے دانش کو جانے کا

اشارہ کیا

دانش جانے کے لیے مڑا تو اس نے سامنے ہی زر خان کو

کھڑا پایا اس نے مسکراتے ہوئے زر خان سے سلام لیا اور

پھر آفس سے باہر نکل گیا

ٹھیک ہے عینا میں اپنے آفیسرز کو دیکھتا ہوں پھر ملتے

ہیں دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور اٹھ

کھڑا ہوا کیونکہ زر خان کو وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا

دانیال نے جاتے ہوئے زر خان کو مسکرا کر دیکھا تو بدلے

میں زر خان نے بھی ایک سائل پاس کی اور پھر دانیال

آفس سے نکل گیا

آئیے بیٹھے بتائیں کیسے آنا ہوا آپ کا عینا کر سی سے

پشت لگاتے ہوئے زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو

زرخان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی

سوچا میری بیوی تو اپنے گھر کا راستہ بھول گئی ہے جا

کر اسے یاد کروالوں کہ اس کا ایک عدد شوہر اور ایک

عدد بیٹی بھی ہے جن کا اس کے بغیر رہنا بے حد مشکل

ہے زرخان مسکراتے ہوئے عینا کے سامنے والی کرسی پر

بیٹھتے ہوئے بولا تو عینا کے ہونٹوں کو ہلکی سی

مسكان نے چھوا مگر اگلے ہی لمحے وہ غائب ہو گئی

میں اپنی طرف آتے ہوئے راستے کبھی نہیں بھولتی مگر

شرط یہ ہو کہ وہ راستے میری طرف آتے ہوں اور رہی

بات شوہر اور بیٹی کی تو بیٹی سے میں روز فون پر

بات کر لیتی ہوں اور شوہر کا مجھے معلوم ہے کم سے

کم اتنا مصروف تو وہ سارا دن رہتا ہے کہ اسے میری

ضرورت نہ پڑے عینا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے

نارمل انداز میں بولی تو زرخان نے براہِ راست اس کی

سبز آنکھوں میں جھانکا جو ہمیشہ کی طرح اپنا

خوشگوار رنگ لیے چمک رہی تھی زرخان ہمیشہ اس

کی آنکھوں سے مات کھا جاتا تھا پتہ نہیں کیوں اسے

عینا کی سبز آنکھیں اس قدر پسند تھیں کہ زرخان

سکندر کو شاید ہی دنیا میں کوئی اور چیز اتنی شدت

سے پسند آئی ہو

مصرفیات الگ ہے مگر اس دل سے پوچھو جہاں سے

تمہاری یاد ایک پل کے لیے بھی غافل نہیں ہوتی زر خان

عینا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے شاعرانہ انداز میں

بولا

بس کریں پرانے زمانے کے اجڑے ہوئے شاعر معلوم ہو رہے

ہیں عینا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دبا

کر بولی

کہہ سکتی ہوا جاڑ دیا تم نے زرخان سرد آہ بڑھتے ہوئے بولا

میں نے آج تک کسی کو اجاڑا نہیں البتہ ملا یا ضرور ہے

عینا اپنی دونوں کہو نیاں ٹیبل پر رکھ کے اپنے دونوں

ہاتھ کی انگلیاں آپس میں پوسٹ کرتے ہوئے بولی تو

عینا کے اس انداز پر زر خان بے اختیار مسکرایا اتنی دیر

میں دروازے پر دستک ہوئی اور عینا نے دستک دینے

والے کو اندر آنے کی اجازت دی تو ایک ملازم ٹرے میں

چائے کے دو کپ رکھے آفس میں داخل ہوا اور وہ ٹرے

عینا کی ٹیبل پر رکھ کے ایک چائے کا کپ زر خان کے

آگے رکھا اور دوسرا عینا کے آگے اور پھر واپس چلا گیا

تین دن سے تم گھر سے غائب ہو اب تم یہ بتانا پسند

کرو گی کہ تم کب گھر میں ٹک کر بیٹھو گے زر خان ایک

بھرپور نظر عینا پر ڈالتے ہوئے بولا جو اپنے مخصوص

لباس میں موجود تھی مگر پھر بھی اس کے دلکشی

میں ذرا کمی نہیں آئی تھی بلکہ کالے رنگ میں تو وہ

اور زیادہ خوبصورت لگتی تھی

کل رات تک ہم واپس آجائیں گے مگر ہو سکتا ہے کہ

ہمیں دوبارہ آفس واپس آنا پڑے عینا چائے کا کپ لبوں

سے لگاتی ہوئی بولی

تم کل نہیں بلکہ تم آج ہی میرے ساتھ واپس حویلی

چلو گی اپنے اس کام کو کچھ دنوں کے لیے سائیڈ پر

رکھ دو زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی

سے بولا کیونکہ وہ آگے ہی تین دنوں سے حویلی نہیں

آئی تھی اور ابھی بھی وہ یہی بول رہی تھی کہ وہ

حویلی آئے گی مگر اسے واپس پھر سے آفس آنا پڑ

سکتا ہے

یہ جن کچھ دنوں کی آپ بات کر رہے ہیں یہ کچھ دن

ہی میرے پورے پانچ سال کی محنت ہے صرف میرے

ہی نہیں ہماری پوری فورس کی محنت ہے عینا چائے کا

کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے زر خان کو سمجھانے کے انداز

میں بولی

ہو گا مگر تم آج میرے ساتھ چل رہی ہو کیونکہ آج تم

میں اور بیلا شاپنگ پر جا رہے ہیں حویلی میں سب

اپنی شاپنگ پوری کر چکے ہیں ایک ہم تینوں ہی ہیں

جنہوں نے ابھی شادی کی شاپنگ نہیں کی زر خان

کر سی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بولا

اور میں آپ کی بات کیوں مانوں عینا زر خان کی طرف

دیکھتے ہوئے اپنی ایک آئی برو آچکاتے ہوئے بولی

عینا کی بات سن کر زر خان چلتا ہوا عینا کے قریب آیا

اور ایک ہاتھ ٹیبل پر اور دوسرا ہاتھ عینا کی کرسی پر

رکھ کے اس کی جانب جھکا

کیونکہ میں تمہاری بات مان رہا ہوں تمہیں وقت دے کر

اس لیے تم پر بھی فرض ہے کہ تم میری بات مانو بغیر

کسی بحث کے زرخان عینا کے کان میں سرگوشی کرتے

ہوئے بولا جبکہ اس کے ہونٹ عینا کے کان سے

مس ہو

رہے تھے اور عینا کی دھڑکنیں مشترکہ کرنے کا باعث بن

رہے تھے

آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میری ناراضگی ابھی ختم

نہیں ہوئی عینا اپنی کرسی کو پیر کی مدد سے تھوڑا

سایچھے کھسکاتے ہوئے بولی

تم موقع تو دو سویٹ ہارٹ آئی سوئیر اتنے اچھے طریقے

سے مناؤں گا کہ تمہارا دل ہی نہیں کرے گا کہ تم کبھی

دوبارہ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر بیٹھو زرخان عینا کے

گال پر لب رکھتے ہوئے بولا جبکہ زرخان کی اتنی بے

شرمی پر عینا ایک دم سے سرخ پڑی تھی چاہے وہ خود

کو جیسا مرضی دکھانے کی کوشش کرتی مگر اندر سے

تو وہ ایک مشرقی لڑکی ہی تھی جس میں شرم و حیا

کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور زر خان کی ایسی حرکتیں

ہمیشہ اسے شرمانے پر مجبور کر دیتی تھی اور یہی

چیز زر خان کو عینا کا اور دیوانہ کرتی تھی

پیچھے ہٹیں کچھ شرم کر لیں یہ میرا آفس ہے عینا

خود پر جھکے زر خان کو پیچھے کرتے ہوئے بولی

ہاں اسی لیے تو بول رہا ہوں کہ گھر چلو میرے ساتھ

مگر تم ہی میری بات نہیں مان رہی زر خان نے پیچھے

ہٹ کر عینا کے سامنے ہی پڑی چائے کا کپ اٹھا کر لبوں

سے لگاتے ہوئے بولا جبکہ زر خان کی اس حرکت پر عینا

ک چہرے پر ایک دم سے گلال بکھرا تھا ایک تو اس کی

حرکتیں ایسی تھیں کہ عینا شرم و حیا سے سمٹی

جاتی تھی اور دوسرا وہ اتنی محبت سے عینا کو پکارتا

تھا کہ عینا کو اپنے دل کی دھڑکنیں بے قابو ہوتی ہوئی

محسوس ہوتی تھی مگر اس نے کبھی بھی یہ چیز

زرخان پر ظاہر نہیں ہونے دی تھی

دیکھو سویٹ ہارٹ یہ زیادتی ہے ایک تو تم مجھے اپنے

قریب نہیں آنے دیتی اور اگر میں تمہارے تھوڑا سا بھی

قریب آ جاؤں تو تم یوں لال گلابی ہونے لگتی ہو اور

تمہارے چہرے کے بدلتے یہی رنگ مجھے بے قابو کرتے

ہیں کسی دن میں بے قابو ہو گیا تو سوچو حورالعین

زرخان سکندر کہ تم کہاں جاؤ گی زرخان کی بے باک

باتیں عروج پر تھیں جبکہ عینا کب دل گھبرانے لگا تھا

زرخان کی باتیں اس کے بس سے باہر تھیں اگر کوئی

اور عینا کوئی یوں گھبراتے دیکھ لیتا تو ضرور غش کھا

کے مر جاتا کیونکہ ہر کسی نے عینا کو اس کے اس روپ

سے بر عکس دیکھا تھا ایک سخت اور سنجیدہ ترین

لڑکی کی صورت میں مگر یہاں تو وہ حور العین معلوم

ہی نہیں ہو رہی تھی جو دنیا کے سامنے ایک سخت پہاڑ

کے مانند ہے اور زر خان کے سامنے وہ ایک گلاب کا پھول

بن جاتی ہے بالکل نرم اور بے حد خوبصورت

آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ نہ جاؤں اور آپ

کو دھکے مار کر اپنے آفس سے نکال دوں عینا اپنی

گھبراہٹ چھپاتے ہوئے زر خان کو گھورتے ہوئے بولی

سویٹ ہارٹ اپنی ان خوبصورت آنکھوں سے مجھے یوں

گھورومت میری نیت آگے تم پر بہت خراب ہے زر خان

عینا کی طرف دیکھتے ہوئے ایک آنکھ دبا کر بولا

ایک تو ظالم بلا کا ہینڈ سم اور دلکش مرد تھا اور اوپر

سے اس کی یہ شوخیاں کرتیں اففف عینا نے سوچ کر

ایک لمبا سانس ہوا کے سپرد کیا

آپ یہاں سے جائیں میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں عینا نے

زر خان سے اپنی جان چھڑوانا چاہی مگر وہ کہاں اتنی

آسانی سے اسے چھوڑنے والا تھا

اونہہ تمہیں تو میں اپنے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا کیونکہ

تمہارے چہرے کے یہ رنگ مجھے اس وقت بہت

خوبصورت لگ رہے ہیں زر خان عینا کے چہرے پر اپنے

دائیں ہاتھ کی پشت پھرتے ہوئے بولا جبکہ عینا کو

غصہ آنے لگا تھا

اونہہ تمہیں تو میں اپنے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا کیونکہ

تمہارے چہرے کے یہ رنگ مجھے اس وقت بہت

خوبصورت لگ رہے ہیں زر خان عینا کے چہرے پر اپنے

دائیں ہاتھ کی پشت پھرتے ہوئے بولا جبکہ عینا کو

غصہ آنے لگا تھا

آپ اپنی ان سے چھچھوری حرکتوں سے باز آئیں گے یا

پھر میں آپ کو اپنے طریقے سے سمجھاؤں عینا زر خان

کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصے سے بولی

سمجھا دو میری جان مگر طریقہ میرے جیسا ہونا

چاہیے زر خان شوق نگاہوں سے عینا کی طرف دیکھتے

ہوئے مسکرا کر بولا تو عینا کا پارہ ایک دم سے ہائی ہوا

اس نے اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر زر خان کو مارنا چاہا

جبکہ زر خان نے ہوا میں اس کا ہاتھ پکڑ کے اس کا وہی

ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا تو عینا نے سٹیٹا کے اپنا رخ موڑا

دل کی دھڑکنیں اتنی تیز ہو چکی تھی کہ یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے اگلے ہی لمحے دل پسلیاں

توڑ کر باہر آ جائے گا جبکہ گھبراہٹ سے سانس پھولنے

لگا تھا اور وہ لمبے لمبے سانس لیتی خود کو پرسکون

کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب زرخان نے نرمی سے

پیچھے سے اپنے حساب میں لیا اور اس کی گردن میں

اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے ایک لمبا سانس اندر کھینچا

جیسے وہ عینا کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنا چاہ رہا ہو

تین دن عین پورے تین دن تم مجھے دکھائی نہیں دی

میں نے تمہاری آواز نہیں سنی تمہیں دیکھا نہیں تین

دن تمہارے بغیر گزارا کرنا بے حد مشکل تھا تو سوچو

کہ زندگی گزارنے کے لیے تم میرے لیے کتنی ضروری ہو

چکی ہو زر خان اپنا ایک بازو اس کے پیٹ پر لپیٹتے

دوسرے ہاتھ سے عینا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے لبوں سے

لگاتے ہوئے محبت اور شہرین بھرے لہجے میں بولا

عینا کو لگ رہا تھا جیسے وہ زر خان کی قربت میں کسی

موم کی طرح پگل رہی ہوا گر کچھ دیر اور زر خان اس

کے اتنا قریب رہتا تو عینا اپنا مقصد بھلا کر زر خان کے

قربت میں ڈوب سکتی تھی مگر ایسا ہونے سے پہلے ہی

عینا نے اپنے بے قابو ہوتے دل کو لگام ڈالی اور نرمی

سے زر خان سے تھوڑا فاصلہ قائم کیا

مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں چلنا چاہیے کیونکہ میرے

پاس اتنا وقت نہیں مجھے اپنے بہت سے کام بھی

نپٹانے ہیں عینا ٹیبل سے اپنا فون اور کچھ ضروری

سامان اٹھاتے ہوئے بولی تو زرخان نے مسکراتے ہوئے

ایک بھر پور نظر عینا کی پشت کو دیکھا اس کے قریب

آنے سے وہ گھبراتی نہیں تھی اسے خود سے دور نہیں

کرتی تھی اسے جھٹکتی نہیں تھی اسے دھتکارتی نہیں

تھی بلکہ اس کے قریب آنے سے عینا کے چہرے پر

زر خان کی قربت کے رنگ بکھر جاتے تھے اور زر خان

یہی تو دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے قریب آنے سے عینا

کیا محسوس کرتی ہے مگر آج اسے اپنے سارے سوالوں

کے جواب عینا کے بن بولے ہی مل چکے تھے

ہاں چلو۔۔۔۔۔ زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا

کر بولا اور پھر آفس سے نکل گیا جبکہ عینا بھی اسی

کے ساتھ تھی

بس بھی کر دیں اب میں تھک چکی ہوں فار یہ چلتے

ہوئے وہیں رک کر ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کیونکہ ار حم نے اس بیچاری کو گھوم چکر بنایا ہوا تھا

وہ جب سے آیا تھا اس کے ہاتھ رک ہی نہیں رہے تھے

کبھی وہ کچھ خرید رہا تھا تو کبھی کچھ جب ک

فار یہ کو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نہیں بلکہ

ارحم شاپنگ کرنے آیا ہو ہر چیز ارحم نے اپنی پسند سے

لی تھی جبکہ فار یہ اس کے ساتھ گھوم گھوم کر اب

بری طرح تھک چکی تھی اس میں چلنے کی بھی ساکت

نہیں بچی تھی

ارے اتنی جلدی تھک گئی ابھی تو تمہارے ولیمے کا

ڈریس بھی رہتا ہے ارحم فاریہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا

جبکہ ارحم کی بات سن کر فاریہ کو لگا وہ ابھی یہیں

پر بے ہوش ہو کر گر پڑے گی

کیا ابھی بھی ڈریس رہتا ہے میں نہیں جا رہی آپ خود

ہی شاپنگ کر لیں فار یہ منہ بنا کر بولی تو ار حم بے

اختیار مسکرا اٹھا وہ واقعی میں فار یہ کو بہت تنگ کر

چکا تھا اب تو تھکن کے اثرات اس کے چہرے پر صاف

دکھائی دے رہے تھے ار حم کو اس پر بہت ترس آیا دل

تو کیا کہ اسے اپنی باہوں میں اٹھا کر لے جائے مگر اتنے

لوگوں کے درمیان ایسی حرکت کرنے کے بارے میں وہ

سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اسے کسی کی نظروں

کا مرکز بننے کا کوئی شوق نہیں تھا خاص طور پہ فاری

ہ کے لیے تو وہ کسی کی ایک نظر بھی برداشت نہیں کر

سکتا تھا

میری جان صرف یہ آخری شاپ ہے اس کے بعد ہم صرف

کھانا کھانے جائیں گے اور اس کے بعد حویلی پھر تم

گھر جا کے سکون سے آرام کرنا رحم فاریہ کی طرف

دیکھتے ہوئے بہت نرم لہجے میں بولا اور اس کا ہاتھ

تھام کر آگے چلنے لگا کچھ فاصلے پر جاتے ہی وہ ایک

بوتیک میں داخل ہوئے جبکہ ارحم کو دیکھتے ہی اس

بوتیک کے مینیجر نے ادب سے اسے اور فاریہ کو سلام

کیا انہیں نے بیٹھنے کے لیے جگہ دکھائی تو وہ دونوں

ہی وہاں بیٹھ گئے اپنے سٹاف کو بلا کر اس نے تاکید کی

کہ اس بوتیک کے سب سے ایکسپنسیو اور خاص جوڑے

انہیں دکھائے جائیں

بہت سے جوڑے دکھانے کے بعد ارحم کو ایک جوڑا بہت

پسند آیا جو گہرے نیلے رنگ کا تھا اور تھوڑا ہیوی بھی

تھا مگر تھا بہت خوبصورت ولیمے کے لحاظ سے اسے

وہ جور اپر فیکٹ لگا جب کہ فاریہ کو بھی وہ بہت

پسند آیا تھا

یہ تو بہت پیارا ہے فاریہ اس جورے کو دیکھتے ہوئے بولی

ہاں مگر تم سے بہت کم ار حم جھک کر اس کے کان میں

سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو پیل میں فاریہ کے گال دھک اٹھے

ہمیں یہ جوڑا لینا ہے آپ اسے پیک کر وادیں ار حم سامنے

کھڑی لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو وہ مسکراتے

ہوئے اثباب میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی جبکہ اس

کے جاتے ہی ارحم فاریہ کی طرف متوجہ ہوا تھا جو

اپنا گلابی چہرہ لیے نظریں جھکا بیٹھی تھی

کیا ہوا۔۔۔؟؟ ارحم فاریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے

قریب کرتے ہوئے بولا تو فاریہ نے گھبرا کر ارحم کی

طرف دیکھا

کلک کچھ نہیں فاریہ ار حم کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتے

ہوئے لڑکھڑاتی آواز میں بولی

پھر اتنا گھبرا کیوں رہی ہوار حم نے اسے اپنے اور مزید

قریب کیا

میں۔۔۔۔۔ ابھی فاریہ کوئی جواب دیتی وہاں کی سیل

گرل وہاں داخل ہوئی ار حم نے جلدی سے اس کے کمر

سے ہاتھ ہٹا کر اس کی طرف دیکھا

سر آپ کا ڈریس پیک کروادیا گیا ہے وہ ار حم کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو ار حم نے ہاں میں سر

ہلایا اور فار یہ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا وہاں سے

ڈریس پکڑی پیمنٹ کر کے باہر نکل آیا اب اس کا ارادہ

کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں جانے کا تھنا کہ وہ

لوگ کھانا کھا کر واپس حویلی جاسکے ویسے بھی

فار یہ کافی زیادہ تھک چکی تھی اور اس کی تھکن کو

دیکھتے ہوئے ار حم جلد ہی حویلی جانا چاہتا تھا

دیکھو لائے اگر اب تم نے انکار کیا تو بغیر کچھ لیے ہی

میں تمہیں واپس حویلی لے جاؤں گا پھر پہننا وہی

ڈریسز جو تمہارے لیے بڑی اماں پسند کریں گی حارث

لائے کے انکار سے اکتا چکا تھا جواب تک تقریباً 50

ڈریسز کو انکار کر چکی تھی اسے کوئی بھی ڈریس

پسند ہی نہیں آ رہا تھا جبکہ حارث کو اب اس پر غصہ

آ رہا تھا

اب مجھ پر نہیں کچھ سوٹ کر رہا تو میں کیا کروں

اس میں میرا کیا قصور ہے ایک ہی بار شادی ہونی ہے

ڈریس تو وہ ہی لینا چاہیے جو مجھ پر اچھا بھی لگے

لائبہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ اس کی

سوٹ نہ کرنے والی بات پر حارث تلملاتا رہ گیا کیونکہ

وہ ڈریسز بہت پیارے تھے اور ہر ڈریس ہی لائبرے پر

بہت خوبصورت لگ رہا تھا اور میڈم کا ماننا تھا کہ اس

پر کوئی ڈریس سوٹ نہیں کر رہا

اگر تمہاری پسند کو دیکھا جائے نا تو تم تو آج کی رات

بھی یہیں پر گزارو گی چپ چاپ بیٹھی رہو جو بھی

پسند کروں گا میں خود کروں گا حارث لائبرے کا ہاتھ

پکڑ کے اسے صوفے پر زبردستی بٹھاتے ہوئے بولا جبکہ

وہاں داخل ہوتے ہوئے حارث کے دوست نے اپنی

مسکراہٹ دبائی تھی حارث لائبرے کو اپنے دوست کے

بوتیک پڑلے کے آیا تھا اور یہاں جدید ترین بہت

فینسی اور خوبصورت ڈریسز تھے مگر اس حور پری

کو کچھ پسند آئے تو نا

ارے بھا بھی کیا ہوا لگتا ہے آپ کو کوئی ڈریس پسند

نہیں آرہا چلیں آپ چھوڑیں وہ آپ کا شوہر پسند کر

لیتا ہے آپ یہ جو س پیس حارث کا دوست جو س

سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا کیونکہ وہ کب سے ان

دونوں کی بحث سن رہا تھا

لائبہ نے منہ بنا کر ایک نظر حارث کو دیکھا جواب بہت

غور سے ڈریسز کو دیکھ رہا تھا اور پھر سامنے پڑا

جوس کا گلاس اٹھا کر پینے لگی

اونہہ کر لیں پسند خود ہی میں بھی دیکھتی ہوں کہ

کتنا کوئی خوبصورت جوڑا پسند کر لیتے ہیں آپ لاٹہ

جوس پیتے ہوئے بڑبڑائی اور حارث کو دیکھنے لگی جو

بہت دلچسپی سے ایک ایک ڈریس کو دیکھ رہا تھا

آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد بلا آخر حارث کو ایک ڈریس

پسند آیا جو گولڈن شیڈ میں بنا ہوا تھا اس پر گولڈن

ہی کام تھا اور وہ ڈریس کافی خوبصورت لگ رہا تھا

حارث نے ایک نظر لائے کی طرف دیکھا اور پھر ڈریس

کی طرف اس سے ان دونوں کا میچ پرفیکٹ لگا اور

بغیر لائے سے پوچھے اس نے وہ ڈریس پیک کر والیا

جبکہ لائے منہ بنا کر اسے دیکھ رہی تھی البتہ ڈریس

پر لائے نے ذرا دھیان نہیں دیا تھا کہ حارث نے کیسا

ڈریس پسند کیا ہے اور کیسا نہیں

چل ٹھیک ہے یا اب چلتے ہیں شام گہری ہو رہی ہے

حارث اپنے دوست کے گلے لگتے ہوئے بولا اور پھر اسے

خدا حافظ بولتا ڈریس پکڑتا لائے کے ساتھ وہاں سے

نکل کر حویلی کی طرف روانہ ہوا کیونکہ بڑی اماں نے

بولا تھا کہ شام سے پہلے وہ گھر لوٹ آئیں مگر اب شام

کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور ابھی تک وہ حویلی

واپس نہیں گئے تھے

زر خان اور عینا کو حویلی پہنچتے پہنچتے رات کے آٹھ

بج چکے تھے اور عینا تو صاف انکار کر چکی تھی کہ

اس وقت وہ کہیں نہیں جائے گی اس لیے زر خان نے

عینا اور بیلا کے ساتھ صبح شاپنگ پر جانے کا پلان

بنایا تھا جس پر عینا نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا

جبکہ عینا کا کہنا تھا کہ دانیل اور دانیال کو بھی ساتھ

لے کر جایا جائے تاکہ وہ دونوں بھی اپنے نکاح کی

شاہنگ کر لیں دانیل تو مان گئی تھی مگر دانیال کی

طرف سے ابھی کوئی جواب نہیں آیا تھا کیونکہ دانیال

ابھی حویلی آیا ہی نہیں تھا

وہ کسی کام کے سلسلے میں دانش کے ساتھ باہر گیا تھا

اور عینا اسے بتا چکی تھی کہ وہ حویلی واپس آ چکی

ہے اور وہ بھی واپس آ جائے جس کے بدلے دانیال کا

جواب یہ آیا تھا کہ وہ جیسے ہی اپنے کام سے فارغ

ہوتا ہے وہ حویلی آ جائے گا اور عینا اس وقت دانیال

کے آنے کا انتظار کر رہی تھی کیونکہ اس نے دانیال کو

صبح شاپنگ کے لیے منانا تھا

عینا کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی جب اس کے

کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو عینا نے اندر آنے

کی اجازت دی اور دانیال اس کے کمرے میں داخل ہوا

آئیے جناب آپ کا ہی انتظار تھا شکر ہے کہ آپ وقت پر

تشریف لے آئے عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

اور اپنی کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھی تو دانیال

مسکراتے ہوئے اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا

یار تم نے خود ہی تو بھیجا تھا ہم دونوں کو اور اب

شکوہ بھی خود ہی کر رہی ہو دانیال عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ ان دونوں کو اس کام کے لیے

عینا نے ہی بولا تھا جو وہ دونوں کرنے گئے ہوئے تھے

اچھا چھوڑا ان باتوں کو صبح ہم سب شاپنگ پر جا

رہے ہیں اور تم بھی ہمارے ساتھ چل رہے ہو کیونکہ

تمہیں تمہارے نکاح کی شاپنگ کرنی ہے عینا دانیال کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی تو دانیال نے عجیب سی شکل

بنائی جیسے اس کا بالکل دل نہ کر رہا ہو کہیں جانے کو

عینا یا ر تم جانتی تو ہو کہ مجھ سے نہیں ہوتی یہ

شاپنگ نہ ہی مجھے شاپنگ کرنی آتی ہے تم جارہی ہو

نا تم بھی کر لینا میرے لیے شاپنگ جو بھی لاؤ گی میں

خوشی خوشی پہن لوں گا دانیال مسکراتے ہوئے بولا تو

عینا نے اسے گھورا جو ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب

دے رہا تھا

انسان بنو دانی یہ تمہارے نکاح کی شاپنگ ہے کوئی عام

شاپنگ نہیں جو تم مجھے بول رہے ہو کہ میں لے آؤں

صبح تم انسانوں کی طرح ٹائم سے تیار ہو جانا تمہیں

ہمارے ساتھ چلنا ہے تو چلنا ہے ہر حال میں عینانے

جیسے اسے حکم سنایا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ

دانیال ہمیشہ سے شاپنگ کے لفظ سے بھی دور بھاگتا

تھا وہ کبھی بھی شاپنگ کرنے نہیں گیا تھا اس کی

شاپنگ ہمیشہ سائمن بیگم ہی کرتی تھی جبکہ اتنا بڑا

ہونے کے باوجود بھی دانیال کو ابھی تک یہ نہیں معلوم

تھا کہ شاپنگ کی کیسے جاتی ہے

لیکن میرے جانے کا فائدہ کیا ہو گا یا دانیال نے پھر سے

التجا کرنی چاہی

تم اپنے نکاح کا جوڑا خود لوگے بغیر کسی کی ہیلپ کے

صرف اپنا ہی نہیں بلکہ دانیال کا بھی خود لوگے اب

کوئی بھی فضول بحث مت کرنا اور جاؤ جا کر سو

جاؤ تم تھک چکے ہو گے صبح تمہیں وقت پر اٹھنا ہے

تاکہ ہم ٹائم سے شاپنگ پر جاسکیں اپنی بات مکمل کر

کے عینانے اسے جانے کا بولا جبکہ ہمیشہ کی طرح اپنی

بات نامانے جانے پر دانیال نے منہ بسورا

جاؤ بھی اب مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو رات

کے دس بج رہے ہیں جا کر سو جاؤ عینا نے دانیال کو

دوبارہ جانے کا بولا تو دانیال براسا منہ بنا کر اٹھا اور

کمرے سے نکل گیا

دانیال کے جاتے ہی عینا نا مسکرائی اور اٹھ کھڑی ہوئی

کیونکہ اسے بیلا کو دیکھنے جانا تھا جو زر خان کے

ساتھ پتہ نہیں کہاں نکلی ہوئی تھی

عینا نے پہلے بیلا کو زرخان کے کمرے میں دیکھا مگر

وہاں تو اندھیرا تھا مطلب کمرے میں کوئی نہیں تھا

اور پھر حویلی میں دو تین جگہوں پر دیکھ کر وہ باہر

لان کی طرف آئی جہاں سامنے ہی اسے مصطفیٰ اور

دانش بیٹھے ہوئے دکھائی دیے وہ کوئی بحث کرنے میں

مصرف تھے عینا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ان کے قریب

جانے لگی

ہاں تو اگر تمہیں اتنا شوق ہے تو تم خود پی کر دکھا دو

مجھے کیوں چیلنج کر رہے ہو مصطفیٰ دانش کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا ان کے سامنے ایک سگریٹ کی ڈبی

اور ایک لائٹ پر تھا جو مصطفیٰ حویلی کے چوکیدار

کے لیے لایا تھا مگر چوکیدار کسی ضروری کام سے باہر

گیا ہوا تھا اور اسی بات سے ان دونوں کی بحث شروع

ہوئی تو دانش نے بولا کہ وہ اسے یہ سگریٹ پی کر

دکھائے جبکہ اس کے چیلنج کو نہ مانتے ہوئے مصطفیٰ

نے الٹا دانش کو چیلنج کیا کہ وہ سگریٹ پی کر دکھائے

دیکھو تم مجھے چیلنج مت کرو اگر میں نے پورا کر دیا

تو تم مشکل میں آ جاؤ گے دانش نے مصطفیٰ کا وارن کیا

میں تمہیں چیلنج ہی کر رہا ہوں دانش تم مجھے یہ

سگرٹ پی کر دکھاؤ تم مجھے جو بولو گے میں وہ

تمہیں کر کے دکھاؤں گا مصطفیٰ نے چیلنج اس کے آگے

رکھا تو دانش نے ایک نظر مصطفیٰ کو دیکھا اور پھر

سامنے رکھی ڈبی میں سے ایک سگریٹ نکال کر لائٹر

کی مدد سے اس سے جلایا اور ہونٹوں میں دبا کر ایک

گہرا کش لیا کچھ فاصلے پر آتی عینا یہ ساری کاروائی

دیکھ چکی تھی مگر ان دونوں میں سے کسی نے بھی

عینا کو نہیں دیکھا تھا

کیا ہو رہا ہے یہ سب ابھی دانش نے دوسرا کش لگایا ہی

تھا جب اسے اپنے ٹھیک پیچھے سے عینا کی آواز

سنائی دی جبکہ اپنے ٹھیک پیچھے سے عینا کی آواز

سن کر سگریٹ کا دھواں اس کے گلے میں ہی اٹک گیا

اور وہ بری طرح کھانسنے لگا جب کہ عینا کو وہاں

دیکھ کر مصطفیٰ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا

مم میم آپ یہاں دانش اپنی کھانسی پر قابو پاتے ہوئے بولا

میں نے پوچھا ہے کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا یہاں عینا نے

اس کی بات کو انگور کر کے اپنا سوال پوچھا تو دانش

نے اپنا سوکھا گلہ تر کیا وہ جانتا تھا کہ عینا اپنے کسی

بھی آفیسر کو سگریٹ پینے کی اجازت نہیں دیتی اور

نہ ہی عینا کے حکم کے خلاف آج تک کوئی گیا تھا اور

آج تو عینا نے خود اپنی آنکھوں سے دانش کو سگریٹ

پیتے ہوئے دیکھ لیا تھا اب تو دانش کو لگ رہا تھا کہ

اس کی گنتی ضرور شہیدوں میں ہوگی

و وہ میم اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے مجھے

مصطفیٰ نے چیلنج کیا تھا دانش فوراً سے سارا الزام

مصطفیٰ پر ڈال گیا عینا نے مصطفیٰ کی طرف سرد

نظروں سے دیکھا تو گڑ بڑا گیا

نہیں آپ یہ جھوٹ بول رہا ہے یہ مجھے چیلنج کر رہا

تھا کہ میں سگریٹ پیوں مصطفیٰ نے اپنی صفائی

پیش کی جبکہ عینا دونوں کو ہی سرد نظروں سے

دیکھ رہی تھی کیونکہ ان دونوں کی ہی ساری گفتگو

وہ سن چکی تھی

یہ سگریٹ تم نے پی ہے عینا زمین پر گری تھوڑی سی

جلی ہوئی سگریٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی تو

دانش نے اپنا گلا تر کرتے ہوئے اثباب میں سر ہلایا

اور تم نے اسے چیلنج دیا تھا رائٹ عیناب مصطفیٰ کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی تو اس نے سر جھکا کر آہستہ

سے ہاں میں سر ہلایا

تم دونوں ہی جانتے ہو کہ ہمارے قانون میں سگریٹ پینے

والوں کے لیے کیا سزا ہے عینادو دونوں کو سنجیدہ

نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی جن کے سر جھکے ہوئے تھے

Let's do 20 laps of this ground and
come

quickly

عینا ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو انہوں نے

جھٹکے سے سراٹھا کر عینا کی طرف دیکھا کیونکہ

جہاں وہ چکر لگانے کا بول رہی تھی وہ لان تو کافی بڑا تھا

لیکن میم-----دانش نے کچھ بولنا چاہا

چالیس-----عینا نے ان کی سزا بڑھادی تو وہ دونوں ہی

بغیر ادھر ادھر دیکھے لان میں بھاگنے لگے ورنہ وہ ایک

سیکنڈ اور بھی وہاں پر کھڑے ہو کر ٹائم ویسٹ کرتے

تو ان کی سزا بڑھتی جانی تھی

اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا زر خان یہ ساری

کاروائی دیکھ رہا تھا وہ کچھ دیر پہلے ہی سوئی ہوئی

بیلا کو اپنے کمرے میں لے کر آیا تھا مگر لان میں چلتا

منظر دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اتفاقاً اس نے بھی اسی

وقت اپنے ہاتھ میں سگریٹ جلا کر پکڑی ہوئی تھی

مگر عینا کی ساری کاروائی دیکھ کر بے ساختہ اس نے

وہ سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی جیسے عینا گلے ہی

لمحے اسے بھی سزا سنادے گی یقیناً وہ دنیا کا پہلا

مرد تھا جس نے اپنی بیوی کے ڈر سے سگریٹ پینا

چھوڑ دی تھی

صبح عینا کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنی دائیں جانب

دیکھا جہاں بیلا اس کے بالکل قریب گہری نیند سو رہی

تھی عینا اسے دیکھ کر مسکرائی تھوڑا سا اٹھ کر اس

کی پیشانی کو چوما اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی

نماز پڑھنے کے بعد وہ سو گئی تھی شاید تین دنوں سے

تھکن ہی اتنی تھی کہ وہ مسلسل جاگ نہ سکی اور اب

صبح کے 10 بجے اس کی آنکھ کھلی تھی جبکہ بیلا

بھی ابھی تک گہری نیند میں تھی شاید وہ بھی رات کو

لیٹ سونے کی وجہ سے ابھی تک ویسے ہی سو رہی تھی

اینا فریش ہو کر نکلی اور بیلا کے پاس بیٹھ کے نرمی

سے اٹھانے لگی

بیلا میری جان اٹھ جائیں دیکھیں صبح ہو گئی ہے عینا

بیلا کے بال ماتھے سے پیچھے کرتے ہوئے محبت بھرے

لہجے میں بولی تو عینا کا لمس محسوس کرتے ہی بیلا

نے ہلکی ہلکی آنکھیں کھول کے عینا کی طرف دیکھا

جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی عینا کو دیکھ کر

اس کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکان آگئی

مام کی جان اٹھ جائیں آپ کو پتہ ہے نا آج ہم نے کہاں

جانا ہے عینا بیلا کے بالوں میں ہلکی ہلکی انگلیاں

چلاتے ہوئے بولی یہ اس کا ایک انداز تھا بیلا کو اٹھانے

کا اور اس کی سستی کو دور کرنے کا اس طرح بیلا

سست نہیں پڑتی تھی اور وہ ہنستے مسکراتے ہوئے

اٹھتی تھی باقی بچوں کی طرح اس کے چہرے پر

سستی ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتی تھی

گڈ مار ننگ مام بیلا عینا کے گال پر کس کرتے ہوئے بولی

یہ بیلا کی عینا کے لیے مار ننگ کس ہوتی تھی جو وہ ہر

روز عینا کو دیتی تھی

گڈ مارنگ مام کی جان اب جلدی سے اٹھ جائیں فریش

ہو جائیں اور پھر ہمیں چلنا ہے بہت دیر ہو چکی ہے اور

ابھی تک آپ نے ناشتہ بھی نہیں کیا عینا بیلا کو اٹھا کر

الماری کی طرف بڑھتے ہوئے بولی اور الماری سے بیلا

کے کپڑے نکالے اور اسے نہلانے واش روم میں چلی گئی

تقریباً 15 منٹ بعد بیلا بالکل تیار تھی عینا نے اس کے

بال بنا کر برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور پھر بیڈ سے

اپنا دوپٹہ اٹھا کر اسے سلیکے سے اپنے سر پر لیا اور

بیلا کے ساتھ قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے

بیلا اور عینا سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو حویلی کے

تمام افراد سامنے ہی لاؤنج میں بیٹھے تھے ایک تو آج

اتوار کا دن تھا اور دوسرا آج رات کو دلہنوں کو مایوں

بٹھایا جانا تھا جس کی وجہ سے حویلی میں مہمانوں

کی آمد جاری ہو چکی تھی آہستہ آہستہ مہمان حویلی

کی جانب آرہے تھے اور مرد حضرات شادی کے تمام

انتظامات دیکھنے میں مصروف تھے

السلام علیکم اینالاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولی

وعلیکم السلام اٹھ گئی تم دونوں بڑی اماں عینا اور بیلا

کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں جب کہ بیلا زر خان کو

دیکھتے ہی عینا سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر بھاگ کر زر خان

کی گود میں بیٹھ چکی تھی

جی۔۔۔ عینا نے صرف اتنا ہی جواب دیا اور سامنے صوفے

پر بیٹھ گئی مگر عینا کے بیٹھنے سے سب کو حیرت کا

جھٹکا لگا کیونکہ اسی صوفے پر کچھ انچ کے فاصلے پر

شیرازی سکندر بیٹھے تھے جبکہ عینا تمام خالی جگہ

چھوڑ کر صرف اسی صوفے پر بیٹھی تھی جہاں

شیرازی سکندر برجمان تھے

شیرازی سکندر کو خوشگوار حیرت ہوئی وہ خوشی اور

حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے عینا کی طرف دیکھ رہے

تھے جوان کے قریب ہی بیٹھی زر خان کی گود میں

بیٹھی بیلا کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ چہرے کے

تاثرات بالکل نارمل اور نرم تھے

اچھا پھر تم لوگوں نے ناشتہ بھی نہیں کیا ہو گا سب سے

پہلے ناشتہ کر لو پھر کچھ اور اماں جان عینا کی طرف

دیکھتے ہوئے مسکرا کر بول تو بد لے میں عینا بھی ہلکا

سا مسکرائی

ہاں بیٹا وہ تینوں بھی کچن میں ہی موجود ہیں شاید

آج ان کا بھی ناشتہ کرنے کا ارادہ نہیں تھا یا پھر آج وہ

تم دونوں کا انتظار کر رہی تھی زینت بیگم نے عینا کو

فار یہ لائے اور دانیل کے بارے میں بتایا

جی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ عینا ان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا

کر بولی اور پھر بیلا کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو

بیلا نے زر خان کی طرف دیکھا جیسے زر خان کو کہنا

چاہ رہی ہو کہ آپ بھی ساتھ چلیں زر خان نے مسکراتے

ہوئے اس کے کان میں کوئی سرگوشی کی تو وہ زور

سے کھلکھلائی اور پھر اس کی گود سے نکل کر عینا کے

پاس آگئی

عینا صوفے سے اٹھی اور بیلا کا ہاتھ تھام کر قدم کچن

کی جانب بڑھائے

دیکھا چچا جان میں نے بولا تھا نا کہ آہستہ آہستہ سب

ٹھیک ہو جائے گا آپ فکر مت کریں ایک نا ایک دن حور

کا دل بھی آپ کو قبول کر لے گا رحم پھر سے مسکرا

کر بولا تو انہوں نے دل سے مسکراتے ہوئے اثباب میں

سر ہلایا جبکہ بڑی اماں نے خدا کا شکر ادا کیا وہ بھی

تو یہی چاہتی تھی کہ ان کی پوتی کا دل ان کے بیٹے

کی طرف سے صاف ہو جائے اور ان باپ بیٹی کے

درمیان دوری کی کوئی دیوار نہ رہے اور آہستہ آہستہ

انہیں یہ دوری ختم ہوتے ہوئے دکھائی دے رہی تھی

جبکہ شیرازی سکندر بھی کافی دنوں سے یہ نوٹ کر

رہے تھے کہ عینا کے بولنے کا اور بات کرنے کا طریقہ

بدل چکا ہے وہ اب اس انداز میں شیرازی سکندر کو

مخاطب نہیں کرتی جس انداز میں وہ شروع سے کرتی

آئی تھی اب اس کا لہجہ نرم ہوتا تھا جبکہ پہلے اس کا

لہجہ سنجیدہ ہوتا تھا مگر وہ اب شیرازی سکندر سے

بہت نرمی سے بات کرتی تھی شیرازی سکندر نے

محسوس کیا تھا کہ اس کے لہجے میں حسرت اور

محبت جھلکتی تھی مگر وہ اپنا سر جھٹک کر اس بات

کو نظر انداز کر دیتے تھے انہیں لگتا تھا کہ شاید یہ ان

کا وہم ہے کیونکہ اتنی جلدی عینا انہیں معاف کر دے

وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے مگر اب انہیں آہستہ

آہستہ محسوس ہو رہا تھا جیسے عینا بدل رہی ہے

عینا بیلا کے ساتھ کچن میں داخل ہوئی تو سامنے ہی

اسے لائے فاریہ اور دانیر دکھائی دی فاریہ اور لائے تو

کچھ بنانے میں مصروف تھی جبکہ دانیر ٹیبل پر بیٹھی

اپنا بازو ٹیبل پر رکھے ہاتھ اپنے ماتھے پر ٹکائے ان

دونوں کو دیکھ رہی تھی کیونکہ اس سے کوکنگ بالکل

نہیں آتی تھی لہذا وہ صرف انہیں کوکنگ کرتے ہوئے

دیکھ ہی سکتی تھی

کیا بنایا جا رہا ہے صبح صبح عینا کر سی گھسیٹ کر

بیلا کو کر سی پر بٹھاتے ہوئے بولی تو عینا کی آواز سن

کر فار یہ اور لائے نے ایک دم پلٹ کر عینا کی طرف

دیکھا جواب کر سی گھسیٹ کر خود بھی بیٹھ چکی تھی

کچھ نہیں آپی ہم آپ کے لیے کھانا بنا رہے تھے فار یہ

مسکراتے ہوئے بولی

کیوں آج کوئی خاص بات ہے کیا عینا کو ان کا اپنے لیے

کھانا بنانا کچھ سمجھ نہیں آیا تھا

آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو جی چاہ رہا تھا سو چاکہ

آج ناشتہ رہنے دیتے ہیں اور کھانا بناتے ہیں تاکہ ہم سب

ایک ساتھ مل کر کھائیں صرف ہم سب بہنیں اور کوئی

نہیں لائے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

تولائے کی بات پر عینا بھی مسکرا دی

اتنا اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی عینا فاریہ اور لائے

کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جب تقریباً چار سے پانچ

پکوان تیار کر چکی تھی

یہ تکلف تھوڑی ہے آپ اپنی ہماری بڑی بہن ہیں ساری

زندگی آپ کا انتظار کیا ہے ہم نے ساری زندگی اپنے دل

میں یہ حسرت رکھی ہے کہ کب ہماری بہن ہمارے ساتھ

ہوں گی کب ہم انہیں دیکھیں گے کب ہم ان سے باتیں

کریں گے اور کب ہم اں کے ساتھ وقت گزاریں گے مگر

آپ کو ہم نے دیکھ تو لیا لیکن آپ ہمارے ساتھ وقت ہی

نہیں گزارتی فار یہ نے ساری بات بتاتے ہوئے آخر میں

شکوہ بھی کر دیا

چند ایں بہت مصروف ہوتی ہوں عینا اس کی شکوے

پر مسکراتے ہوئے بولی

اور اپنی ان مصروفیات میں سے تھوڑا سا وقت اپنی

چھوٹی بہنوں کے لیے بھی نکال لیا کریں یقین مانیں

ہمیں آپ کی بہت ضرورت ہے لائبہ ٹیبل پر کھانا لگاتے

ہوئے بولی تو عینا ہنس پڑی

میری چھوٹی بہنوں کو میری کتنی ضرورت ہے یہ میں

بھی جانتی ہوں مگر میں مجبور ہوں مجھے اپنا فرض

نبھانا ہے اور اپنے فرض کو میں اپنے رشتوں کی نظر

نہیں کرنا چاہتی عینا مسکراتے ہوئے بولی جبکہ اتنی

سی دیر میں فارسیہ اور لائبہ ٹیبل پر کھانا لگا چکی تھی

چلیں آپ پہلے کھانا کھالیں چھوڑیں سب باتیں پھر آپ

سب کو شاپنگ کے لیے بھی جانا ہے لائبہ عینا کی طرف

دیکھتی ہوئی بولی مگر آخر میں اس نے مشکوک

نظروں سے دانیہ کی طرف دیکھا جبکہ دانیہ اس کی

بات کا مطلب سمجھ کر اسے گھورتی رہ گئی کیونکہ

وہ صبح سے دانیہ کو بہت تنگ کر رہی تھی کہ وہ اپنے

ہونے والے شوہر کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہے جبکہ

دانیہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ لائے کی زبان کسی

طرح بند کر وادے جو صبح سے بند ہونے کا نام ہی

نہیں لے رہی تھی

کچھ دیر میں کچن میں وہ چاروں بیٹھی کھانا کھا رہی

تھی جبکہ ان کی باتیں اور ہنسی مذاق جاری تھا جن

کی آوازیں لاؤنج میں بیٹھے حویلی کے افراد بھی سن

سکتے تھے مگر ان کے لیے یہ بات بہت خوشی کی باعث

تھی کہ عینا اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھی ان میں گھل

مل رہی ہے

عینا دانیہ اور بیلا کے ساتھ ناشتہ کر کے دوبارہ لاؤنج

میں آئی تھی کیونکہ ان سب کو شاپنگ کے لیے جانا تھا

اور گھر پر ہی 12 بج چکے تھے اور عینا کے پاس فضول

وقت بالکل نہیں تھا کل اسے دانیال کے ساتھ ایم این اے

کو گرفتار کرنا تھا اور اس کے لیے اسے ایک سولڈ پلان

کی ضرورت تھی اور ابھی تک اس کی اپنے آفیسرز کے

ساتھ کوئی میٹنگ اریج نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ

کافی فکر مند تھی وہ شاپنگ کرنے کے بعد جلد سے جلد

حویلی سے فارغ ہو کر آفس جانا چاہتی تھی

چلیں ٹھیک ہے بڑی اماں ہم نکلتے ہیں وہ دونوں باہر

ہمارا انتظار کر رہے ہیں عینا بڑی اماں کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی اس کا اشارہ زر خان اور دانیال کی طرف تھا

ٹھیک ہے بیٹا خیر سے جاؤ خدا تم لوگوں کو اپنے اماں

میں رکھیں بڑی اماں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا

کر بولیں تو عینا سب کو خدا حافظ کہتے دانیال اور بیلا

کے ساتھ باہر آگئی جہاں دانیال اور زر خان ان کا

انتظار کر رہے تھے

گاڑی اپنی منزل کو رواں دواں تھی دانیال ڈرائیونگ کر

رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر زر خان برجمان

تھا اور پیچھے رینا بیلا اور دانیل بیٹھی تھی

عینا کھڑکی کے باہر نظر آنے والے مناظر پر نظر ٹکائے

اپنی سوچوں میں گم تھی وہ مسلسل کچھ سوچ رہی تھی

زر خان نے شیشے سے عینا کی طرف دیکھا جو چہرہ

کھڑکی کی طرف کیے اپنی سوچوں میں گم تھی اپنی

زندگی کو یوں سوچوں میں ڈوبادیکھ کر زر خان ہلکا

مام۔۔۔۔۔ بیلانے رینا کو پکارا مگر رینا اپنی سوچوں میں

اس قدر ڈوبی ہوئی تھی کہ اسے بیلے کے پکارنے کا پتہ

ہی نہیں چلا وہ ایسی ہی تھی جب وہ اپنی سوچوں

کی دنیا میں پہنچتی تھی تو اپنے آس پاس کی ہر چیز

کو فراموش کر دیتی تھی

لوجی پہنچ گئی حور العین سکندر اپنی سوچوں کی

دنیا میں اب دیکھتے ہیں کہ ان کی واپسی کب ہوتی ہے

دانیال ہنستے ہوئے بولا وہ تو بچپن سے جاتا تھا کہ عینا

یہ واحد کام ہے جس میں وہ ہر چیز کو فراموش کر

دیتی ہے یہاں تک کہ خود کو بھی جانے اس کی

سوچیں اتنی گہری کیوں تھی کہ جب وہ اپنی سوچو

کہ دنیا میں جاتی تو اسے ہوش ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ

وہ تو اپنی دماغ کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی تھی

مام۔۔۔۔ عینا کو اپنی طرف متوجہ ہوتا نہ دیکھ کر بیلا

نے اس کے بازو کو ہلکا سا ہلایا تو عینا نے چونک کر

بیلا کی طرف دیکھا

مام میں نے چیٹوز کھانے ہیں بیلا رینا کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی تو عینا ہلکا سا مسکرائی اور اس کا چھوٹا

سابیگ جو ہر وقت بیلا کے پاس موجود ہوتا تھا کہیں

باہر جانے کے لیے وہ پکڑ کے اس میں سے چیٹوز نکال

کر دیا

تھینک یو بیلا پکڑتے ہوئے بولی اور پھر اسے کھول کر

کھانے لگی

ڈیڈ آپ کھائیں گے چیٹوز بیلا سیٹ سے اتر کر تھوڑا سا

زر خان کی طرف ہوتے ہوئے بولی تو زرخان نے مسکراتے

ہوئے نفی میں سر ہلایا

نہیں پر نسز آپ کھائیں زرخان گردن موڑ کے بیلا کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا

بھائی میں تمہارے ڈیڈ سے پہلے تمہارا بیسٹ فرینڈ ہوں

مجھ سے تو پوچھ لو دانیال کو بیلا کا صرف زر خان

کو مخاطب کرنا ہضم نہیں ہوا تھا اس لیے وہ شیشے

سے بیلا کو دیکھتے ہوئے بولا

دانیال کی بات سن کر کے بیلا نے تھوڑا سا آگے ہو کر

دانیال کی طرف دیکھا شاید وہ دیکھ رہی تھی کہ اب

وہ اس کے منہ میں چیٹوز ڈالے کیسے جب کہ بیلا کو

معائنہ کرتے دیکھ کر زرخان نے اسے پیچھے سے پکڑ کے

اپنی گود میں بٹھالیا

آپ تو میں نے بیسٹ فرینڈ ہونا بیلا اس کے منہ میں

چیٹوڑ ڈالتے ہوئے بولی تو دانیال نے ہنستے ہوئے

زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا

پھر آپ کو سب گدھا کیوں کہتے ہیں بیلا نے ایک نیا

سوال کیا جبکہ بیلا کے اچانک یہ سوال پوچھنے پر

زرخان کا زوردار قہقہہ گاڑی میں گونجا اور دانیال نے

بری سی شکل بنا کر بیلا کی طرف دیکھا تھا جو

معصومیت سے چیٹوز کھاتے ہوئے اس کی طرف

دیکھ رہی تھی

یہ سب تمہاری مام کا قصور ہے اگر وہ پہلے ہی دن

مجھے اس شاہراہ قلب سے نانوازتی تو آج تم بھی

مجھ سے یہ سوال ناپوچھ رہی ہوتی پر نسزدانیال

شیشے سے عینا کو گھورتے ہوئے بولا جب کہ دانیال کے

انداز پر عینا عیش عیش کراٹھی

میری بیوی کو گھورنا بند کرو گدھے کہیں کے زر خان

سامنے لگا شیشے کو گھما کر اپنی طرف کرتے ہوئے بولا

جبکہ دانیال کو دوبارہ گدا کہلائے جانے پر بیلا زور سے

ہنسی تھی

یہ جو تم دونوں میاں بیوی ہونا تم دونوں نے میری

زندگی خراب کر دی ہے اور اوپر سے یہ اپنی اولاد کو

بھی ساتھ ملا لیا ہے آخر تم لوگ مجھ سے چاہتے کیا ہو

ایک ہی بار بتا دو دانیال فل ڈرامائی ایکٹنگ کرتے ہوئے

بولا جیسے ڈراموں میں کوئی کسی سے تنگ آکر بولتا

ہے کہ تم مجھ سے چاہتے کیا ہو بس یہ بتادو

شٹ اپ دانی چپ چاپ ڈرائیونگ کرو اسے ڈیپا تو وہ

منہ بناتے ہوئے خاموش ہو گیا جبکہ بیلا بھی دوبارہ

پیچھے آچکی تھی اور اب بیلا اور دانی دونوں ہی

بالکل بچوں کی طرح پیچھے بیٹھی چیٹوز کھا رہی

تھی جبکہ بیلا نے تو چیٹوز کھاتے ہوئے اپنے ہاتھ اور

منہ اچھے سے گندا کر لیا تھا

عینا بیلا کی طرف دیکھ کر ہنسی جو اپنے ہاتھ اور منہ

چیٹوز کھاتے ہوئے بہت گندے کر چکی تھی

عینا نے ٹشو پکڑ کے اچھی طرح اس کا منہ اور ہاتھ

صاف کیے جب کہ بیلا نے بری طرح اپنے ناک کو اپنے

ہاتھ کے پشت سے رگڑا تھا جیسے چیٹوز ناک میں بھی

چلے گئے ہو عینا نے دوبارہ ٹشو پکڑ کر کے اس کے ناک

کے اوپر لگے چیٹوز کو صاف کیا اور ایک بار پھر اس کے

منہ کو اچھی طرح ٹشو سے صاف کر دیا

گندی بچی۔۔۔۔۔ عینا بیلا کے ناک کو ہلکا سا دباتے ہوئے

بولی تو وہ کھلکھلا کر ہنسی

دانیال نے ایک نظر دانیل کی طرف دیکھا جو کھڑکی سے

باہر دیکھتے ہوئے چیٹوز کھانے میں مصروف تھی اتنی

دیر دانیل کو دیکھنے کے بعد وہ اتنا تو سمجھ ہی گیا

تھا کہ وہ بہت کم گولڑ کی تھی زیادہ باتیں کرنا اسے

پسند نہیں تھا وہ زیادہ خاموشی رہتی تھی مگر وہ

تھی بہت معصوم معصومیت اس کے چہرے سے

جھلکتی تھی اور اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھاتی

تھی دانیال نے اس کو چہرہ سے نظریں ہٹائی اور پورے

فوکس سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا جبکہ زر خان وقفے

وقفے سے شیشے میں نظر آنے والے عینا کے عکس کو

دیکھتا تھا شاید وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا مگر

عینا اس کی نظریں خود کے وجود پر بخوبی محسوس

کر سکتی تھی مگر وہ کوئی بھی رد عمل پیش نہیں کر

رہی تھی اور نہ ہی یہ محسوس ہونے دے رہی تھی کہ

اسے معلوم ہے کہ زر خان اس کی طرف دیکھ رہا ہے مگر

زر خان بھی کوئی چھوٹا بچہ تھوڑی تھا اس نے ایک

دنیا دیکھی تھی ایک زمانہ گزارا تھا اسے پتہ تھا کہ

عینا بخوبی محسوس کر سکتی ہے کہ زر خان اسے

دیکھ رہا ہے مگر وہ محسوس نہیں ہونے دے رہی

حویلی میں سارے مہمان آچکے تھے چونکہ آج دلہنوں

کو مائیوں بٹھایا جانا تھا اس لیے ابھی زیادہ تر

عورتوں کے ہی آمد ہوئی تھی اور مرد حضرات بہت کم

تھے مایوں کے رسم حویلی کے اندر ہی کی جانی تھی

اس لیے حویلی کے اندر ہی سارا انتظام کیا گیا تھا اور

مردوں کو اس طرف آنے کی ہر گز اجازت نہیں تھی

فارہ شیشے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی

جو پیلے رنگ کے جورے میں ملبوس پھولوں کے مہکتے

زیورات پہنے حد حسین لگ رہی تھی پیلا رنگ اس پر

بہت کھلا تھا جبکہ پھولوں کے زیورات اس کی

خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہے تھے آج وہ ارحم

کے نام کی دلہن بن کر کھڑی تھی اور آج اس نے ارحم

کے لیے مائیوں بیٹھنا تھا اور اگلے دو دنوں بعد اس نے

ارحم کی پناہ میں ہونا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ

سوچ کر فاریہ کا دل ایک دم سے تیز رفتار میں دھڑکا

ایک آخری نظر خود کے وجود پر ڈال کے وہ بیڈ پر بیٹھ

گئی اور لائے کو دیکھنے لگی جس کا دوپٹہ بیوٹیشن

سیٹ کر رہی تھی

لائے اور فاریہ کے جوڑے بالکل ایک جیسے تھے جبکہ

پھولوں کے زیورات بھی ایک جیسے ہی تھے وہ دونوں

بہنیں بالکل سیم ٹو سیم تیار ہوئی تھی اور دونوں ہی

بہت خوبصورت لگ رہی تھی پیلا رنگ ان دونوں پر ہی

بہت چچا تھا

آجائیں جی دلہانیں آپ کا نیچے انتظار کیا جا رہا ہے

عینا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی تو فاریہ اور لائبر

نے بے اختیار سراٹھا کر عینا کی طرف دیکھا جو ہلکے

سبز رنگ کی فراک میں ملبوس تھی چہرے پر کوئی

میک اپ نہیں تھا جب کہ اس نے کوئی جیولری بھی

نہیں پہنی تھی صرف وہ ہلکے رنگ کا سبز جوڑا ہی تھا

جو اس کی دودھیا رنگت کو بہت نکھار رہا تھا وہ

زیادہ ہیوی نہیں تھا مگر وہ اتنا سمپل بھی نہیں تھا

اور وہ عینا پر بہت بیچ رہا تھا

آپی یہ کیا آپ تیار ہی نہیں ہوئی لائے عینا کی طرف

دیکھتے عجیب سی شکل بنا کر بولی جیسے اسے عینا

کا تیار نا ہونا بالکل پسند نہ آیا ہو پسند تو فار یہ کو

بھی نہیں آیا تھا کم سے کم وہ ہلکا سا میک اپ تو

کرتی ہلکی سی جیولری تو پہنتی مگر وہ تو بالکل

سادے سے حلیے میں موجود تھی

مجھے کیا ہے میں تو تیار ہوں عینا ایک نظر خود کو

اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولی

کہاں تیار ہیں آپ نے نا کوئی جیولری پہنی ہے نا ہی آپ

نے میک اپ کیا ہے ہاتھ آپ کے ویسے ہی خالی ہیں پلیز

آپ بھی تھوڑا سا تیار ہو جائیں پلیز فار یہ منت کرنے

والے انداز میں بولی

یار تم لوگ جانتی ہو کہ مجھ سے یہ سب نہیں پہننا

چاہتا عینا لا چاری سے بولی کیونکہ واقعی میں اس سے

یہ سب ہینڈل کرنا بہت مشکل کام تھا

تو آپ یہ زیادہ مشکل کام تھوڑی ہے آپ بس تھوڑا سا

تیار ہو جائیں لائبرے نے اس کا ہاتھ پکڑ کے زبردستی اسے

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لا کر بٹھایا اور پھر ایک ہلکے

رنگ کی لپسٹک پکڑ کے اس کے جانب بڑھائی عینا نے

ایک نظر فار یہ اور لائے کے چہرے کی طرف دیکھا جو

نظروں میں ڈھیروں التجا لیے اس کی طرف دیکھ رہی

تھی پھر عینا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ

لیسٹک پکڑ لی اور ہلکی ہلکی اپنے گلابی ہونٹوں پر لگالی

آپی یہ بھی فار یہ نے گلاب کے گجرے پکڑ کے زبردستی

عینا کی کلائیوں میں پہنا دیے

عینا چاہ کر بھی ان دونوں کو منع نہیں کر سکی تھی

کیونکہ وہ دونوں اس کی چھوٹی بہنیں تھیں اور کتنے

مان سے وہ عینا کو تیار کر رہی تھی وہ اسے زیادہ تیار

ہونے کا بول نہیں رہی تھی بس وہ چاہتی تھی کہ عینا

تھوڑا بہت تیار ہو جائے اور ان دونوں نے مل کے عینا کو

تیار کر بھی دیا تھا لیکن صرف لپسٹک اور گجروں پر

بات ختم نہیں ہوئی تھی انہوں نے عینا کو ایک ہلکے

پھلکے ایئرنگز بھی پہنائے تھے

اب بس کرو یہ نہ ہو کہ میں یہ بھی سب اتار دوں عینا

ان کی طرف دیکھتے ہوئے جھنجھلا کر بولی تو وہ

دونوں مسکراتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تب ہی کمرے

میں دانیہ داخل ہوئی جس نے گہرے گلابی رنگ کی

پیروں کو چھوتی فراک پہنے ہوئے تھی ہلکے سے میک

اپ کے ساتھ بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑا ہوا تھا ہلکی

پھلکی جیولری پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

ہمیشہ کی طرح چہرے پر نظر آنے والی معصومیت اس

کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی تھی

دانیل کے پیچھے ہی کمرے میں بیلا داخل ہوئی اس نے

گلابی اور سبز رنگ کا غرارہ پہنا ہوا تھا اور گلے میں

ایک چھوٹا سادو پٹہ لیا ہوا تھا بالوں کو کھلا چھوڑا

ہوا تھا اور چھوٹے چھوٹے گلابی سے لبوں پر پنک کلر

کی لپسٹک تھی وہ معصوم سی پری اتنی پیاری لگ

رہی تھی کہ اسے دیکھ کر وہاں پر موجود سب لڑکیاں

مسکرا اٹھیں وہ بالکل کسی گڑیا کی طرح لگ رہی تھی

ہماری پر نسر تو اتنی پیاری لگ رہی ہے ماشاء اللہ لائبہ نے

چٹاچٹ بیلا کے دونوں گال چوم لیے

میری مام کتنی پیاری لگ رہی ہیں بیلا کی نظریں صرف

عینا پر تھی وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی بے شک اسے

میک اپ کی بالکل ضرورت نہیں تھی مگر ہلکی سی

لیپسٹک اور بلش ان لگانے سے ہی وہ نکھر سی گئی تھی

اور مام کی بیلا بھی بہت پیاری لگ رہی ہے میری ڈول

عینا اس کے گال کو شدت سے چومتے ہوئے بولی

آپی بڑی اماں سب کو بلارہی ہیں اب ہم چلیں دیر ہو

رہی ہے دائر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو عینا

نے اثباب میں سر ہلایا اور پھر لائے اور فاریہ کو لے کر

قدم نیچے کی جانب بڑھائے جہاں تمام مہمان موجود

دلہنوں کے آنے کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ انہیں مایوں

کی رسم شروع کرنی تھی

ڈیڈ آپ کو پتہ ہے کہ ماما اتنی پیاری لگ رہی ہیں بیلا

اس وقت باہر لان میں زرخان کے گود میں بیٹھی اسے

بتا رہی تھی اس وقت حویلی کے تمام مرد حضرات باہر

لان میں موجود تھے جبکہ ارحم حارث دانیال دانش

مصطفیٰ اور زر خان ایک ساتھ قریب ہی کرسیوں پر

بیٹھے تھے

بس کر دو میری پرسنل آپ کو ابھی معلوم نہیں ہے کہ

آپ کے ڈیڈ کتنے بے صبرے ہیں آپ کی مام کے معاملے

میں اوپر سے یہ دسویں بار ہے جو آپ بتا رہی ہو کہ آپ

کی مام بہت پیاری لگ رہی ہیں زر خان بیلا کے کان کے

قریب جھکتے ہوئے ہلکی سی آواز میں بولا جبکہ بیلا

کوزرخان کی بات بالکل سمجھ نہیں آئی تھی اور وہ

ایک بار پھر سے شروع ہو چکی تھی مگر اب وہ عینا

کے بارے میں نہیں بلکہ دانیل کے بارے میں بول رہی تھی

آنی نے بھی بہت پیارے کپڑے پہنے ہیں وہ بہت پیاری

لگ رہی ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ فاریہ آنی اور لائے

آنی ڈول بنی ہوئی ہے بالکل باربی ڈول اتنی پیاری لگ

رہی ہیں بیلا اپنے دونوں ہاتھ آپس میں ملائی مسکراتے

ہوئے بولی جیسے وہ اپنے خیالوں میں فاریہ اور لائبہ

کے وجود کو تصور کر رہی ہو

لائبہ اور فاریہ کے ذکر پر ارحم اور حارث نے بیک وقت

ایک ساتھ جھٹکے سے گردن گھما کر بیلا کی طرف

دیکھا تھا جواب زر خان کو ان دونوں کے بارے میں

تفصیل بتا رہی تھی

انہوں نے سیلو کلر کے کپڑے پہنے ہیں اور فلاور والی

جیولری بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں آئیں ناؤیڈ ہم

دوبارہ اندر جا کے دیکھتے ہیں بیلار خان کو اپنے

ساتھ چلنے کا بولی جبکہ اندر جانا تو مرد حضرات کے

لیے ممنوع تھا

نہیں پر نسز ہم ابھی نہیں جائیں گے ایک بار یہ فنکشن

ختم ہو جائے پھر ہم اندر جائیں گے اوکے زر خان نے

اسے پیار سے سمجھانا چاہا

اور تم دونوں بھی اپنا دھیان کسی اور طرف کر لو اس

نے صرف اتنا ہی بتانا تھا زر خان ار حم اور حارث کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا جو یک ٹک بیلا کو دیکھ رہے

تھے جیسے اس کے مزید بولنے کا انتظار کرتے ہوں جبکہ

زرخان کے اس طرح بولنے پر وہ دونوں شرمندہ سے ہو گئے

حویلی کے اندر مایوں کی رسم شروع ہو چکی تھی

کچھ ہی دیر میں فاریہ تو سخت اکتا چکی تھی مگر

لاٹہ خوش ہوتے ہوئے ہلدی لگوار ہی تھی اور ساتھ

سب کو بول بھی رہی تھی کہ زیادہ لگائیں اس طرح

اس پر زیادہ گلو آئے گا

جبکہ سامنے ہی لڑکیاں گول دائرہ بنائے درمیان میں

ڈھولک رکھے ڈھولک بجا رہی تھی اور ان کے کچھ

فاصلے پر دائر اور عینا ایک سائڈ پر صوفے پر بیٹھی

ان کو دیکھ رہی تھی عینا کو تو ان کے خاندان میں

سب ہی جانتے تھے کیونکہ نکاح پہ بڑی اماں سب کو

بہو کے طور پر انٹر ڈیوس کروا چکی تھی مگر اب وہ

اپنی حویلی کی بیٹی کی طرح انٹر ڈیوس کروا رہی

تھیں جبکہ عینا کو کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی

کسی کو بھی اپنے بارے میں بتانے کی اس لیے وہ

خاموشی سے دانیہ کے ساتھ ایک سائیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی

عینا صوفے پر بیٹھی سامنے ڈھولک بجاتی لڑکیوں کو

دیکھ رہی تھی جب اس کا فون وا بیریٹ ہوا تو عینا نے

فون اپنے سامنے کیا تو زرخان کا میسج تھا جس میں

وہ بول رہا تھا کہ بیلا اوپر کمرے کی طرف گئی ہے اور

اوپر کے پورشن میں کوئی نہیں ہے اس لیے کسی طرح

وہ بیلا کو وہاں سے لے آئے زر خان کا میسج پڑھ کر عینا

نے مشکوک نظروں سے دوبارہ میسج کی طرف دیکھا

اسے کچھ گڑ بڑ لگ رہی تھی کیونکہ تھوڑی دیر پہلے ہی

تو اس نے بیلا کو باہر جاتے دیکھا تھا اور اب وہ بول

رہا تھا کہ بیلا اوپر ہے اسے کچھ شک ہوا اور شک وہ

کرتی بھی کیوں نہ آخر وہ آرمی فورس میں تھی اتنی

آسانی سے تو کسی کی باتوں میں نہیں آنے والی تھی

عینانے ایک غیر ارادی نظر اٹھا کر سیڑھیوں کی طرف

دیکھا جہاں اوپر کی راہداری میں اسے بیلا بھاگتی

ہوئی دکھائی دی اس کے ساتھ دو تین اور بچے بھی

تھے زر خان کی کہی بات پر اسے فوراً یقین ہو گیا

کیونکہ وہ بیلا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی

اس لیے وہ صوفے سے اٹھی اور سیڑھیوں کی جانب

بڑھ گئی تاکہ وہ بیلا کو نیچے لے آئے کیونکہ اوپر والے

پورشن میں کوئی بھی نہیں تھا ایسے میں اگر بچے

وہاں اکیلے ہوتے تو کوئی چوٹ وغیرہ لگوا لیتے بیلا کے

ساتھ ساتھ عینا کو ان بچوں کے بھی فکر تھی کیونکہ

سیڑھیوں کا دروازہ کھلا تھا جو ٹیرس کی طرف جاتا

تھا اور وہاں پر مختلف قسم کی لائٹس لگی تھیں کچھ

بورڈ تھے بجلی کا کام تھا اگر ان بچوں میں سے کوئی

بھی وہاں پہنچ جاتا اور کوئی الٹی حرکت کرتا تو یقیناً

ان کا بہت نقصان ہونا تھا اس لیے عینا اوپر کی جانب

چلی گئی تاکہ ان سب بچوں کو وہ واپس نیچے لاسکے

ابھی عینا وہاں سے گزر رہی تھی جب کسی نے اس

کی کلائی پکڑ کے اسے کمرے کے اندر کھینچا اس کے

منہ پر ہاتھ رکھ کے دروازہ بند کیا اور اسے دروازے کے

ساتھ پن کیا کمرے میں اندھیرا تھا اس باعث عینا

دیکھ نہیں سکتی تھی کہ اس کے سامنے کون کھڑا ہے

مگر وہ پھر بھی جان گئی تھی کہ اس کے سامنے کھڑا

شخص زرخان سکندر ہی ہے کیونکہ وہ اسے اس کی

خوشبو سے پہچانتی تھی

زرخان نے عینا کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر باہر

سے پڑنے والی ہلکی ہلکی روشنی اس کے چہرے کو

زیادہ تو نہیں مگر ہلکا ہلکا عیاں کر رہی تھی

زرخان نے ہاتھ بڑھا کر سوچ بورڈ سے لائٹ اون کے تو

اگلے ہی پل سارا کمرہ روشنی سے نہا گیا زر خان نے

نظریں گھما کر عینا کی طرف دیکھا تھا جو اسے بری

طرح گھور رہی تھی

آپ میں ذرا شرم نام کی کوئی چیز ہے کہ نہیں عینا اپنے

منہ سے زر خان کا ہاتھ پیچھے جھٹکتے ہوئے غصے سے

بولی

شرم تو بہت ہے میری جان تمہارا شوہر بہت شریف بندہ

ہے بس تمہیں دیکھتے ہی یہ شرم کہیں دور جاسوتی

ہے ورنہ میں تو خاصا شریف انسان ہوں زر خان عینا کے

چہرے پر نظر ٹکاتے ہوئے بولا

میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ

جو اپنی نے حرکت کی ہے نا میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں

آپ کو _____

چوم لوں۔۔۔۔۔ زر خان نے فوراً اس کی بات کاٹی تھی جبکہ

اس کے ایک نئے شوشے پر عینا کو تو دماغ ہی گھوم

گیامانوا گر اس کے پاس اس وقت گن موجود ہوتی تو

اس نے زر خان کو اوپر پہنچا دینا تھا

اچھا چھوڑو غصہ اپنے مجازی خدا کو اس طرح نہیں

گھورتے لڑکی گناہ ملتا ہے زرخان اپنے چہرے پر دلکش

مسکراہٹ سجائے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جبکہ عینا اس کے بات کو نظر انداز کرتی باہر جانے کے

لیے مڑی

کدھر بیگم کہاں جانے کی تیاری ہے ایک تو آپ یہاں تک

لانے کے لیے اتنی محنت مزدوری کرنی پڑے گی اور آپ

یوں اپنے دیوانے کو بغیر دیدار کے چھوڑ کے جا رہی

ہیں زر خان عینا کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے

ہوئے شوق انداز میں بولا جبکہ زر خان کے ایسے بولنے

پر عینا فوراً سمجھ گئی کہ یہ زر خان کا ہی کیا دھرا

تھا کیونکہ ان بچوں کو بھی زر خان ہی اوپر لے کے آیا

ہو گا تاکہ انہیں دیکھ کر عینا اوپر آئے جیسے زر خان کو

پہلے ہی یقین تھا کہ عینا میسج دیکھ کر اس کی بات

کا یقین نہیں کرے گی اس لیے اس نے پہلے ہی بچوں

کو اوپر لا کر چھوڑ دیا تاکہ ان کے پیچھے عینا بھی

اوپر آجائے

بہت پیاری لگ رہی ہے زر خان اس کے کان میں سرگوشی

نما آواز میں بولا

آپ کی پہلے دن سے ہی نیت خراب ہے مجھ پر عینا اس

کے ہاتھوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے بولی جب کہ زر خان اپنا

حصار مزید تنگ کر گیا تھا اب وہ مکمل زر خان کے

حصار میں قید کھڑی تھی

تم مجھے بہکار ہی ہو لڑکی زر خان کی آنکھوں میں

خمار اتر اٹھا

آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے عینا دانت پستے ہوئے

بولی کیونکہ زرخان کی بے باک باتیں اس کا تپا رہی

تھی

ہاں تمہیں دیکھ کر۔۔۔ زرخان نے اس کے گال پر لب رکھے

آپ مجھ سے فلرٹ کر رہے ہیں۔۔۔؟؟ عینا نے آنکھیں
سیکڑیں

نہیں پیار کر رہا ہوں۔۔۔ زرخان نے بول کر اس کے گال کو

ہلکا سادانتوں سے کاٹا

پیچھے ہٹیں ورنہ میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی عینا

بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے بولی

بہت ہی ظالم بیوی ہو یا ر۔۔۔۔۔ زر خان نے نرمی سے اس کا

رخ اپنی جانب کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر

باندھ کے بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا

آپ کی سوچ سے بھی زیادہ عینا اپنے سامنے کھڑے

خوبصورت اور بے حد ہینڈ سم مرد کو دیکھتے ہوئے بولی

تم ایک بار میرے قابو تو آؤ سارے حساب ایک بار ہی

لوں گا تم سے زر خان نے اسے ایک جھٹکا دے کر اپنے

مزید قریب کیا اس سے ان دونوں کا درمیان دوانچ کا

فاصلہ بھی مٹ چکا تھا اب وہ دونوں روبرو ایک

دوسرے کے بے حد قریب کھڑے تھے

کون سے حساب۔۔۔؟؟ عینانے زر خان سے پوچھا

یہ تو میں تمہیں اسی دن بتاؤں گا جس دن تم میرے

قابو میں آؤ گی ابھی بس تم میرے پاس آنے کی تیاری

پکڑو زر خان اس کی سبز آنکھوں میں اپنی براؤن

آنکھیں گاڑتے ہوئے ایک ازل سے بولا

'Let me give you a suggestion'

عینا زرخان کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی محبت بھرے

لہجے میں بولی جبکہ اس کے اس انداز پر پہلے تو

زرخان حیران ہوا مگر پھر اس کے ہونٹوں پر ایک

دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

ہاں بولو۔۔۔۔۔ زرخان نے بول کر اس کے بال کھول دیے جو

ہلکے پھلکے سے جوڑے میں قید تھے

میرے آفس کے پاس ایک ہاسپٹل ہے وہاں پر بہت اچھے

ڈاکٹرز بیٹھتے ہیں میرے ساتھ چل کے ایک بار ان سے

اپنا چیک اپ کروالیں مجھے امید ہے کہ اس کے بعد آپ

کا دماغی توازن بالکل ٹھیک ہو جائے گا عینا زرخان کی

طرف دیکھتے ہوئے معصومیت بھرے لہجے میں بولی

جبکہ زر خان جو اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے اس

کی بات سننے میں مصروف تھا اس کی بات سمجھ آنے

کے بعد اس نے جھٹکے سے سراٹھا کر عینا کی طرف

دیکھا

کیا مطلب ہے تمہارا تم مجھے پاگل بول رہی ہو زر خان

عینا کو گھورتے ہوئے بولا تو عینا نے بغیر کسی خوف

کے اثباب میں سر ہلایا یعنی وہ زر خان کو ایک پاگل ہی

سمجھتی تھی اور اب تو وہ اسے پاگل بول بھی چکی تھی

چلو یہ بھی ٹھیک ہے تمہارے معاملے میں تو میں ویسے

بھی پاگل ہی ہوں زر خان عینا کی شرارت سمجھ کر

مسکراتے ہوئے بولا تو عینا نے تعجب بھری نظروں سے

زر خان کو دیکھا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھ

رکھ کر اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا

میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ جو

اپنے جھوٹ بول کر مجھے اوپر بلوایا ہے نا اس کا

بدلہ میں آپ سے لازمی لوں گی عینا زرخان کو گھورتے

ہوئے بولی زرخان نے اپنی مسکراہٹ بائی اور فوراً عینا

کو دوبارہ پکڑا جو کمرے سے جانے کی تیاریوں میں تھی

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ زر خان کے دوبارہ پکڑنے سے

وہ جھنجھلا کر بولی

محبت کا "زر خان ایک آنکھ دباتے ہوئے بولا اور پورا"

فوکس اس کے گلابی لبوں پر کیے جہاں ہلکی ہلکی پنک

لیپسٹک لگی تھی اس کے ہونٹوں پر جھکا اور سانسوں

کا تبادلہ کرنے لگا اس کے لمس میں بے حد نرمی تھی

جبکہ زر خان کی اچانک اس حرکت پر عینا تو پوری

آنکھیں کھولے زر خان کو ہی دیکھتی رہ گئی جو اس پر

جھکا اس کے سانسیں پیتے ہوئے مدہوش ہو چکا تھا

عینا کو محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے زر خان کو اب اس

کے ساتھ کی بے حد ضرورت ہے آخر وہ بھی ایک انسان

تھا ایک مرد تھا اگر اس کا نکاح عینا کے ساتھ نہ ہوا

ہوتا تو بات الگ تھی تب وہ اپنے جذبات سنبھال کر

رکھ سکتا تھا مگر اب جب عینا بھی اپنے سارے جذبات

زرخان کے آگئے عیاں کر گئی تھی اور اوپر سے جب

زرخان بھی اس سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا تو اپنے

اندر کے جذبات وہ عینا کے سامنے کیوں نا ظاہر کرتا وہ

اپنے ہر عمل سے عینا کو یہ بات باور کرواتا تھا کہ وہ

صرف عینا کا انتظار کر رہا ہے وہ صرف عینا کے بات کا

مان رکھ کر اس سے دور ہے ورنہ ایک حلال رشتہ ہوتے

ہوئے چار مہینوں سے وہ اپنی بیوی سے دور تھا اور

وجہ صرف عینا تھی

زر خان آہستہ سے پیچھے ہٹا اور عینا کی طرف دیکھنے

لگا جس کے ہونٹوں پر لگی ہلکی سی پنک کلر کی

لپسٹک اب ختم ہو چکی تھی جبکہ وہ آنکھیں بند کیے

سرخ چہرہ جھکائے اپنی سانسیں بحال کر رہی تھی

کتنی عجیب بات تھی نا ایک دنیا جو عینا کے نام سے

ڈرتی تھی لوگ اسے ایک بے رحم اور سفاک آفیسر کے

نام سے جانتی تھی وہ اپنے شوہر کے آگے بالکل بے بس

تھی اپنے شوہر کے آگے اس نے کبھی وہ ہتھیار نہیں

آزمائے تھے جو وہ اپنے دشمنوں کے آگے آزماتی تھی وہ

ہمیشہ اس کے آگے ہتھیار ڈال دیتی تھی شاید یہ اس

کی محبت تھی جو اس کے دل میں زر خان کے لیے بے

تحاشہ تھی اور شاید زر خان بھی اس کی محبت کی

شدت کو جانتا تھا اسی لیے تو وہ اس کے اتنا قریب آ

کر اسے آزماتا تھا

زر خان نے آہستہ سے عینا کو اپنے گلے لگایا اور اس کے

بالوں میں انگلیاں چلانے لگا عینا کو یوں محسوس ہو

رہا تھا جیسے زر خان اس پر کوئی سور پھونک رہا ہو یا

وہ کوئی جادو گر تھا جو مدہوشی کا جادو چھڑک رہا

تھا عینا کو اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ

اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے نہ تو وہ اپنے دل کی آواز کو

سن سکتی تھی اور ناہی زر خان کو وہ صرف محسوس

کر رہی تھی اپنے شوہر کی قربت کو اپنے شوہر کے

ساتھ کو اور اس کے حصار میں ملنے والے سکون کو

بہت انتظار ہے تمہارے اس مشن کے ختم ہونے کا اس کے

بعد میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ساری دنیا

گھوموں مگر شرط یہ ہے کہ ساتھ صرف تمہارا ہو

مجھے نہیں لگتا کہ تم میرے دل کے حال سے ناواقف

ہو تم واقف ہو کہ تمہارا شوہر تمہارے لیے کتنا ٹپ رہا

ہے زرخان عینا کے کھلے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے

ہوئے سرگوشی نما آواز میں بول رہا تھا جبکہ اس کے

ایک ایک الفاظ پر عینا کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا

مجھے اب چلنا چاہیے بڑی اماں میرا انتظار کر رہی تھیں

عیناز خان سے الگ ہوتے ہوئے بولی تو زرخان نے آہستہ

سے اسے چھوڑ دیا کیونکہ وہ اپنے جذبات کو مزید ہوا

نہیں دینا چاہتا تھا ابھی اسے صبر کرنا تھا اور اس کے

جذبات اسے بے قابو کر رہے تھے

عیناز خان سے الگ ہوئی اور بغیر زرخان کی طرف

دیکھے کمرے سے نکل گئی جبکہ عینا کے جاتے ہی

زرخان نے سرد آہ بھری اور پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے

چاکلیٹ براؤن بالوں میں پھیر کر خوبصورتی سے

مسکرایا عینا کا وجود زرخان سکندر کو کتنا سکون

دیتا تھا یہ شاید زرخان سکندر کے علاوہ کوئی نہیں

جانتا تھا

کچھ دیر بعد مائیوں کی رسم سب ہی ادا کر چکے تھے

اور اب دلہنوں کو وہاں سے کمرے میں بھیج دیا گیا تھا

فارہ کو تو اس کی ایک کزن سب سے چھپا کر اسے

ٹیرس پر لے گئی تھی وجہ کیا تھی یہ اس نے فارہ کو

نہیں بتائی تھی مگر یہ ضرور بتایا تھا کہ اگر وہ ٹیرس

پر نہ گئی تو اس کا بہت بڑا نقصان ہو گا جبکہ اس کی

بات سن کر فاریہ کافی حیران ہوئی تھی اور پریشانی

کے عالم میں وہ بھی اس کے ساتھ چلی گئی اب وہ

اپنی کزن کے ساتھ ٹیرس پر موجود تھی جہاں ان

دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا فاریہ کو تھوڑا

تھوڑا خوف محسوس ہو رہا تھا کیونکہ اس کی کزن

ابھی یہ بول کر گئی تھی کہ وہ لائے کو بھی اوپر ہی

لے کر آتی ہے اور وجہ وہ پھر بھی بتا کر نہیں گئی تھی

فارہ نے ایک نظر اپنے چاروں طرف گھمائی اور پھر

وہاں پر رکھی کرسی پر بیٹھ گئی کیونکہ وہ آگے ہی

بہت تھکی ہوئی تھی اور ان کپڑوں میں مزید کھڑے

رہنا اس کی بس کی بات نہیں تھی اس لیے وہ پر سکون

ہو کر وہیں کر سی پر بیٹھ گئی جبکہ چہرے اور ہاتھوں

پر لگی ہلدی وہ پہلے ہی صاف کر واچکی تھی

کیا خیال ہے مسسز اپنے خیالوں میں ہی رہنا ہے یا باہر

میں نکلنا ہے فار یہ کو اپنے کان کے قریب ار حم کی

بھاری گھمبیر سر گوشتی نما آواز سنائی دی تو وہ اچھل

کر کر سی سے اٹھ کھڑی ہوئی

آآپ یہاں۔۔۔۔۔ فار یہ ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے اٹکتے

لہجے میں بولی

جی ہاں میں یہاں۔۔۔۔۔ ار حم اس کر سی پر بیٹھتے ہوئے

بولا اور پھر فار یہ کی طرف دیکھا جو پیلے رنگ کے

جوڑے میں ملبوس حیران و پریشان سی ار حم کی

طرف دیکھ رہی تھی

ارحم نے فاریہ کے کلائی پکڑ کے کھینچ کے اسے اپنی

گود میں بٹھایا جبکہ ارحم کی اس حرکت پر فاریہ نے

بوکھلا کر دوبارہ کھڑا ہونا چاہا تو ارحم نے اس کی کمر

پر اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر اس کا یہ ارادہ ناکام بنا دیا

بہت تعریف سنی تھی تمہاری کہ میری دلہن بن کر بہت

خوبصورت لگ رہی ہو سوچا کہ دیکھ بھی لوں مگر یہ

ظالم سماج جو ہم لوگوں کے بیچ آچکا ہے جنہوں نے

کچھ دنوں کے لیے پابندی لگا دی ان کا کیا کریں مگر

خیر انہیں کیا پتہ کہ ان کی ظالم سماجی ہمارے آگے

بالکل نہیں چلتی ار حم فاریہ کی کلائی میں پہنے گلاب

کے گجرے کو چھوتے ہوئے بولا فاریہ کے جسم سے ہلدی

اور مسور کن کی خوشبو ار حم میں عجیب سا احساس

پیدا کر رہی تھی جبکہ اس خوشبو میں پھولوں کی

ملاوٹ ار حم کو بہت اچھی لگ رہی تھی

چھوڑیں مجھے یہ آپ کیا کر رہے ہیں فار یہ بھرپور

مزاحمت کرتے ہوئے بولی ار حم کی اس قدر نزدیکی پر

وہ سرخ انار بن چکی تھی جبکہ دل پسلیاں طور کر

باہر آنے کو تیار تھا

اپنی مائیوں کی دلہن کو نہا رہا ہوں اور کیا کرنا ہے

میں نے ارحم اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگاتے ہوئے بولا

جبکہ فاریہ کابس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے

غائب ہی ہو جاتی

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ انسان بن کر بیٹھو صرف 15

منٹ کا وقت لیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ان 15 منٹوں

کو تم اپنے مزاحمت کے نظر کرو اب اگر ایک بار بھی تم

نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو میں پوری رات

تمہیں یہیں بٹھا کر رکھوں گا ارحم فاریہ کے ہاتھوں کو

قابو کرتے ہوئے بولا جو مسلسل مزاحمت کر رہے تھے

جبکہ ارحم کی بات سن کر فاریہ کی مزاحمت ایک دم

سے دم توڑ گئی وہ ساری رات تو یہاں بالکل نہیں رہ

سکتی تھی وہ بھی ار حم کے قریب ار حم بھی گود میں

تو بہ یہ سوچ کر ہی فار یہ کے کانوں سے دھوئیں نکلنے

کو آ رہے تھے

ہممم گڈ گرل فار یہ کو مزاحمت کرتے نہ دیکھ کر ار حم

اس کے گال پر لب رکھتے ہوئے بولا یعنی ار حم کے

دھمکی فاریہ پر اثر کر چکی تھی

بیلا تو بول رہی تھی کہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو مگر

مجھے تو ایسا کچھ دکھائی نہیں دے رہا ارحم ایک بھر

پور نظر فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ارحم کی

بات سن کر فاریہ نے خفگی بھری نظروں سے ارحم کی

طرف دیکھا یعنی سب اس کی تعریف کر رہے تھے اور

وہ بول رہا تھا کہ اسے اس میں ایسا کچھ نہیں دکھائی

دے رہا

آدم خور کہیں کے لگتا ہے آنکھیں کہیں بیچ آئے ہیں

فارہ نے دل ہی دل میں ارحم کو ڈھیروں قلبات سے نوازا

بلکہ تم تو اس سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو ارحم نے

محبت سے بولتے ہوئے اس کی پیشانی چومی جب کہ

ارحم کی اگلی بات سن کر فاریہ نے اب خود کو

ڈھیروں قلبات سے نوازا تھا ارحم کے ایسے بولنے پر وہ

بے تحاشہ خوش ہوئی تھی آخر وہ اس کی دلہن تھی

اور مایوں بھی اس نے ارحم کے لیے ہی بیٹھنا تھا اور

وہی اس کی تعریف کر رہا تھا اس سے زیادہ خوشی کی

بات کیا ہو سکتی تھی

سچ کہہ رہے ہیں آپ فاریہ ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر
بولی

ہاں تمہارے معاملے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا ار حم نے
مسکراتے ہوئے اس کے گال پر لب رکھے

ٹھیک ہے تھینک یو اب میں نے جانا ہے فاریہ اٹھنے کی کوشش
کرتے ہوئے بولی کیونکہ اس نے صرف اپنی تعریف سننی تھی
جو وہ سن چکی تھی اب وہاں رکنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا جبکہ
فاریہ کو بھیجنے کا ارادہ ار حم کا نہیں تھا اس لیے وہ اپنی گرفت
مضبوط کر گیا تھا

چھوڑیں مجھے یہ آپ کیا کر رہے ہیں کوئی دیکھ لے گا فار یہ اپنی کمر
سے ارحم کے بازو ہٹانے کی کوشش کرتی گھبراتے ہوئے بولی

بے فکر رہو یہاں کوئی نہیں دیکھے گا تم بس اپنے شوہر کی فکر کرو
ارحم فار یہ کا چہرہ پکڑ کے اپنے چہرہ کے قریب کرتے ہوئے بولا تو
ارحم کی اس حرکت پر فار یہ گھبرائی

ویسے دودن بعد تو تم میری دسترس میں آ ہی جاؤ گی اور میں اتنا
بے صبر بالکل نہیں ہوں کہ دودن کا انتظار نہ کر سکوں مگر وہ کیا
ہے نا مجھے اپنی دلہن کو دیکھنے کا بہت دل چاہ رہا تھا اور میں اس سے
ملنے آ گیا ارحم اسے اپنے اور نزدیک کرتے ہوئے بولا جبکہ اس

کے جسم سے ہلدی اور مسور کن کی ملی جلی خوشبو اسے بہکار ہی
تھی

پلیز چھوڑیں مجھے جانا ہے فار یہ نے پھر سے مزاحمت کی

چلی جانا اتنی جلدی کیا ہے پہلے اپنے شوہر کے ہاتھوں ہلدی تو لگوا
لوار حم جو ہلدی اپنے ساتھ ہی لایا تھا تھوڑا سا جھک کر زمین سے
پکڑتے ہوئے بولا اور پھر انگلیوں کے پوروں سے تھوڑی سی
ہلدی لگا کر اس نے پہلے کے فار یہ کے دونوں گالوں پر لگائی اور
پھر شرارت سے مسکراتے ہوئے اس کے ناک پر لگا دی جبکہ
فار یہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا فار یہ کے گھور کر دیکھنے سے ار حم
نے قہقہہ لگایا تو فار یہ نے اسے گھورتے ہوئے اپنے ناک پر لگی

ہلدی سے گال سے رگڑ دی جس کی وجہ سے ناک پر لگی ساری
ہلدی ار حم کے گال پر لگ چکی تھی اور اب ہنسنے کی باری فاریہ کی
تھی

بہت اٹے پنگے لے رہی ہو تم بیگم وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ
شاید تم جانتی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر کیا کر سکتا ہے ار حم فاریہ کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر بغیر سمجھنے کا موقع دیے اس کے
لبوں پر اپنے لب رکھ دیے جبکہ فاریہ تو آنکھیں پھاڑ کر اسے
دیکھتی ہی رہ گئی ار حم نے نرمی سے اپنا لمس اس کے لبوں پر چھوڑا
اور آخر میں ہلکا سا دانتوں سے کاٹا تو فاریہ سسکی

چلو اب شاباش اٹھو یہاں سے تمہارے بیٹھنے سے میری ٹانگیں سو
گئی ہیں ار حم فاریہ کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا
جبکہ ار حم کی بات سن کر وہ جھٹکے سے اس کی گود سے نکلی تھی جبکہ
اس کا ہاتھ ابھی بھی ار حم کے ہاتھ میں ہی قید تھا

چھوڑے میرا ہاتھ مجھے جانا ہے فاریہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی
کوشش کرتے ہوئے بولی تو ار حم نے اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے اس
کا جھکاؤ اپنی طرف کیا اور پھر نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب
رکھے ار حم کا نرم و گرم لمس پیشانی پر محسوس کرتے فاریہ نے پل
بھر کے لیے آنکھیں بند کی تھی

چلو جاؤ اب اس سے پہلے کہ تمہیں ساری رات یہیں میرے
ساتھ رکنا پڑے ار حم فاریہ کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا تو اندھے کو
کیا چاہیے تھا دو آنکھیں فاریہ بغیر ار حم کی طرف دیکھے بھاگتی ہوئی
وہاں سے نکل گئی جبکہ ار حم مسکراتے ہوئے اسے جاتا دیکھ رہا تھا
جو فل سپیڈ میں وہاں سے نکلی تھی جیسے ار حم کا ارادہ ابھی بدل
جائے گا اور وہ ابھی اسے یہیں اپنے پاس روک لے گا

ار حم مسکراتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ اپنے سلکی
براؤن بالوں میں پھیرا اور پھر اپنا کرتا سہی کرتے ہوئے قدم
سیڑھیوں کی جانب بڑھائے

لائبہ خود کو دوپٹہ سے آزاد کرتی ابھی بیڈ سے اٹھی ہی تھی جب
اس کے کمرے کی لائٹ ایک دم سے بند ہو گئی پھر اسے یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے کمرے میں کوئی داخل ہوا ہو اور دروازہ
بند کیا ہو یہ دیکھ کر لائبہ بے حد گھبرا گئی اور بے اختیار وہ دیوار سے
جا لگی

کک کون ہے۔۔۔۔۔ لائبہ گہرے اندھیرے سے ڈوبے کمرے
میں اس شخص کو ڈھونڈنا چاہا

جب اچانک اسے اپنی کمر پر کسی کی سخت انگلیوں کا لمس محسوس
ہوا اور اگلے ہی لمحے وہ کسی کے مضبوط چوڑے سینے سے ٹکرائی
تھی

تمہارا حقدار تمہارا محرم اور کس میں اتنی جرات ہے جو میری
منکوحہ کے کمرے میں اس طرح داخل ہو سکے حادثہ لائے کے
چہرے پر جھکتے ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے بولا

آآپ یہاں کیوں آئے ہیں لائے اس کی گرفت میں
گھبراتے ہوئے بولی

اپنی مائیوں کی دلہن کو دیکھنے کہ وہ میرے رنگ میں ڈھل کر
کیسی لگ رہی ہے حارث لائبہ کا چہرے پر نظریں جماتے ہوئے
بولا جس کا چہرہ باہر سے آنے والی مدہم روشنی سے دکھتا ہوا
دیکھائی دے رہا تھا

ویسے لگ تو کمال کی رہی ہو بس ایک چیز کی کمی ہے حارث بیڈ سے
ایک چھوٹی سی پلیٹ نما چیز اٹھاتے ہوئے بولا اور پھر اگلے ہی لمحہ
لائبہ کو اپنے گالوں پر نمی سی محسوس ہوئی کیونکہ حارث اس کے
گالوں پر ہلدی لگا رہا تھا حارث کی انگلیوں کا لمس اپنے گالوں پر
محسوس کر کے لائبہ کانپ کے رہ گئی

سب نے یہ رسم ادا کر لی مگر جس کے نام کی ہلدی لگائی جا رہی
تھی اس نے تو یہ رسم کی ہی نہیں اس لیے سوچا کہ میں بھی یہ
رسم پوری کر دوں آخر دو دن تک تمہارا مجھ سے پردہ جو ہے
حارث ہلدی واپس بیڈ پر رکھ کے پاس سے ٹشو پکڑتے ہوئے بولا
اور پھر اپنے ہاتھ اس ٹشو سے صاف کر کے ٹشو سائیڈ پر پھینکا اور
لائبہ کی طرف متوجہ ہوا جو گم سم سی کھڑی تھی

چلو بتاؤ کہ میری دلہن بن کے کیسا محسوس کر رہی ہو حارث اس
کے گالوں پر لگی ہلدی کو ٹشو سے صاف کرتے ہوئے بولا

آپ جیسے سڑے ہوئے کروے کریلے کی دلہن بن کر کیسا
محسوس ہو سکتا ہے لائبہ کا انداز زچ کرنے والا تھا

آہاں یہ تو تمہیں میں پر سوں بتاؤں گا کہ میں کتنا کرواہوں اور کتنا
میٹھا ہوں حارث زو معنی انداز میں بولا تو لائِبہ نے اس کے سینے پہ
اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرتے ہوئے تھوڑا سا فاصلہ
قائم کیا کیونکہ وہ اس کے ساتھ کچھ زیادہ ہی چپکا ہوا تھا

ابھی دو دن باقی ہیں پر سوں میں تو ابھی جائیں آپ یہاں سے میں
آگے بہت تھکی ہوئی ہوں اچھا خاصا چیلنج کرنے جارہی تھی جن
کی طرح آٹپکے آپ لائِبہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر
بولی

تم مجھے بہت ہلکے میں لے رہی ہوں لڑکی اور جنوں والا روپ تو
میں تمہیں دو دن بعد ہی دکھاؤں گا ابھی میں ایسا کچھ بھی کرنے کا
ارادہ نہیں رکھتا حارث اس کے اور اپنے درمیان دو قدموں کا
فاصلہ سمیٹتے ہوئے بولا

حارث جائیں نا یہاں سے قسم سے بہت نیند آرہی ہے لائے نے
حارث منت کی جبکہ لائے کے اس انداز پر حارث کے ہونٹوں
تلے تبسم بکھر گیا

اوو میری بیوی کو نیند آرہی ہے چلو میں سلاتا ہوں تمہیں حارث
اسے کھینچ کر اپنے مزید قریب کرتے ہوئے بولا

نہیں میں خود سو جاؤں گی ابھی مجھے چیلنج بھی کرنا ہے آپ جائیں
یہاں سے فار یہ بس آتی ہی ہو گئی لائے نے اپنا خدشہ پیش کیا
کیونکہ اسے رہ رہ کر فار یہ کی فکر ہو رہی تھی جس نے کمرے میں
آنا تھا مگر اسے کیا معلوم تھا کہ اس کی بہن کو بھی اس کے شوہر کی
طرح اس کی بہن کا شوہر قید کیے ٹیرس پر بیٹھا ہے

نہیں آتا کوئی بھی تم صرف میری بات سنو کل مجھے تمہارے
ہاتھوں پر اپنے نام کی مہندی سچی ہوئی دکھائی دینی چاہیے اور اس
میں میرا نام بھی لکھا ہونا چاہیے حارث اس کے رخسار پر لب
رکھتے ہوئے بولا

اور میں آپ کا نام کیوں لکھواؤں لائے شرارت سے بولی

کیونکہ تم میری دلہن ہو اس لیے تم میرے نام کی مہندی لگواؤ گی
حادث کو شاید اس کی شرارت سمجھ نہیں آئی تھی اس لیے وہ
تفصیل سے بتانے لگا جیسے لائبہ کو تو معلوم ہی نہ ہو کہ ہاتھوں پر
مہندی اپنے شوہر کے نام کی ہی لگائی جاتی ہے

اور اس سے مجھے کیا ملے گا لائبہ مدے پر آئی

تمہارا شوہر ساری زندگی کے لیے حادث نے اس کے دونوں
ہاتھوں کو باری باری لبوں سے لگایا

وہ تو پہلے ہی میرے ہیں کوئی اور بات بتائیں لائے بہت فخر سے
بولی جب کے لائے کا یہ فخر حارث کے ہونٹوں سے جدا نہ ہونے
والی مسکراہٹ کی وجہ بنا تھا

ہاں دل و جان سے صرف تمہارا "حارث اپنے ہونٹوں کو اس"
کے چہرے پر بے لگام چھوڑ چکا تھا جب کہ حارث کے ہونٹوں کا
دھکتا لمس وہ اپنے چہرے کے ایک ایک نقش پر محسوس کر رہی
تھی

پلیز حارث جائیں یہاں سے فار یہ آنے والی ہے اور اگر کسی اور
نے دیکھ لیا تو بڑی اماں کو پتہ چل جائے گا لائے مزاحمت کرتے
ہوئے بولی جبکہ حارث اس کی بات کو نظر انداز کرتا اس کی گردن

پر لب رکھ چکا تھا جبکہ حارث کی بے اختیاری لائے کی جان پر بنی ہوئی تھی

ح۔۔۔۔۔ حارث پلیر لائے کی جان لبوں پر آچکی تھی
حارث کی اتنی نزدیکی پر جبکہ حارث اپنی ہی کیے جا رہا تھا

حادث نے نظر اٹھا کر لائیبہ کی طرف دیکھا جو اچھی خاصی بوکھلائی ہوئی تھی جبکہ چہرہ خون جھلکنے کو تیار تھا مدہم روشنی میں بھی حادث لائیبہ کے چہرے کا معائنہ اچھے طریقے سے کر سکتا تھا

اپنی یہ نازک مزاجی کمرے میں چھوڑ کر آنا میرے سامنے ناتو
تمہاری مزاحمتیں کام کریں گی اور نہ ہی تمہاری نازک مزاجی

حارث اس کے ناک کے ساتھ اپنے ناک کو مس کرتے ہوئے
بولا تو لائِبہ نے بے اختیار جھڑ جھڑی لی

سو جانا وقت پر یہ دودن ہیں تمہارے پاس نیند پوری کر لو اپنی اس
کے بعد تم پر تمہاری نیندیں حرام ہونے والی ہیں حارث نے لائِبہ
کی پیشانی پر لب رکھے اور پھر اس کے لبوں کو ہلکا سا چھوا اور پھر
اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کمرے سے نکل گیا جبکہ لائِبہ تو
وہیں پر پتھر بنے کھڑی تھی

دروازے کے بند ہونے کی آواز پر لائِبہ ہوش کی دنیا میں۔ واپس
آئی اور جلدی سے آگے بڑھ کر کمرے کی لائٹ آن کی اور آئینے
کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی

یا اللہ! کتنا بے شرم ہیرودیا ہے اپنے مجھے مانا کہ میں ناولز کے ہیرو
جیسا مانگتی تھی آپ سے پر اتنا بے شرم بھی نہیں توبہ کیا کروں
میں لائے اپنا ٹماٹر کی طرف سرخ ہوتا چہرہ آئینے میں دیکھتی ہوئی
بولی اور پھر اپنا سر جھٹک کر چینج کرنے چلی گئی

حویلی میں ایک روشن صبح نے جنم لیا تھا روشن صبح کی کرنیں
حویلی کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی تھی اور وہیں دوسری

طرف حویلی کے اندر ہلچل مچی ہوئی تھی کیونکہ آج مہندی تھی
اور ساتھ دانیال اور دانیال کا نکاح بھی تھا اور ہر کوئی اپنی تیاریوں
میں مگن تھا ملازمین حویلی میں کسی مکھیوں کی طرح گھوم رہے
تھے کبھی یہ کام کر رہے تھے تو کبھی وہ جب کہ زینت بیگم اور اماں
جان ملازموں کا ساتھ سب کام سلیقے سے کروانے میں مصروف
تھی بڑی اماں اپنے کچھ رشتے داروں کے درمیان لاؤنج میں بیٹھی
ہوئی تھی جبکہ حویلی میں آئے مہمان اپنے کمروں سے نکل کر
ڈرائنگ روم میں برجمان ہو چکے تھے کیونکہ سب تھوڑی دیر
پہلے ناشتہ کر چکے تھے اور اب ساری لڑکیاں ڈھولک لے کر بیٹھی
تھی اور ان سب کے درمیان لائے جس کا ازل سے ہی شرم سے
کوئی لینا دینا نہیں تھا وہ ان سب کے درمیان بیٹھی اپنی شادی کی
مصروف تھی اور یہ صرف اس میں ڈھولک خود ہی بجانے

لیے ہو رہا تھا کیونکہ وہاں زینت بیگم موجود نہیں تھی اگر وہ لائے
کو اس طرح دیکھ لیتی تو ضرور انہوں نے دلہن بنی لائے کا لحاظ کیے
بغیر اسے اپنی جوتی کا دیدار کروانا تھا

لائے بس کر دوا گرا بھی اماں یہاں پر آگئی نا تو تمہاری مرمت ہو
جانی ہے فار یہ لائے بازو سے ہلاتے ہوئے بولی کیونکہ وہ آگئے
اسے دس بار منع کر چکی تھی کہ یہاں سے اٹھ جائے دلہن اپنی
شادی کے ڈھولک خود بجاتے ہوئے اچھی نہیں لگتی جبکہ لائے
کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی تھی وہ بس اپنے دل کے
ارمان پورے کرنے میں مصروف تھی

ایک تو تم میری دشمن بنی رہنا تم سے میری خوشی دیکھی ہی نہیں
جاتی لائے ڈھولک چھوڑ کر فاریہ کو گھورتے ہوئے بولی تولائے کے
اس بات پر فاریہ نے اس کے کندھے پر ایک چپیت لگائی کیونکہ
وہ بہت فضول بول رہی تھی

فضول بک بک مت کرو اور اٹھ کر چلو میرے ساتھ بیوٹیشن
دانیہ کو تیار کرنے آچکی ہے اس وقت ہمیں دانیہ کے پاس ہونا
چاہیے کچھ ہی دیر میں نکاح ہے اور ہمیں بھی تیار ہونا ہے فاریہ
اس کا ہاتھ پکڑ کے زبردستی اسے اپنے ساتھ کھڑا کرتے ہوئے
بولی تولائے کو فوراً یاد آیا کہ آج تو اس کی دوست کا بھی نکاح ہے جو
کچھ ہی دنوں میں اس کی بہترین دوست بن چکی تھی بھلا وہ یہ
بات کیسے بھول گئی تھی

ہاں چلو مجھے تو دانیہ کا ڈریس بھی دیکھنا تھا لائے ڈرائنگ روم سے
نکلتے ہوئے بولی اور تیز تیز قدم لیتی دانیہ کے کمرے کی طرف
چل دی جبکہ فاریہ نے اسے دیکھتے ہوئے سر جھٹکا اور قدم اس
کے پیچھے بڑھائے

لائے اور فاریہ جب دانیہ کے کمرے میں داخل ہوئیں تو ڈریسنگ
ٹیبل کے سامنے ہی دانیہ بیٹھی ہوئی تھی اور بیوٹیشن اسے تیار
کرنے میں مصروف تھی جبکہ بیڈ پر ہلکا پھلکا سا لباس پہنے لیٹنے کے
انداز میں عینا بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنا ایک ہاتھ اپنے ماتھے کے
نیچے رکھا ہوا تھا اور آنکھیں بند کی ہوئی تھی جبکہ بیلا وہاں موجود
نہیں تھی یقیناً وہ باہر زر خان یا پھر دانیال کے ساتھ تھی

ارے واہ تم تو کوئی پری لگ رہی ہو یا لائے دانیر کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی جو اوف وائٹ میکسی پہنے اپنا لائٹ سامیک اپ کروا
رہی تھی جبکہ میک اپ کے بغیر بھی وہ اوف وائٹ میکسی اس پر
بہت خوبصورت لگ رہی تھی دانیر نے آج پہلی بار سفید رنگ
پہنا تھا اور یہ دانیال نے پسند کیا تھا اور وہ سفید رنگ میں آسمان
سے اتری ہوئی کوئی پری معلوم ہو رہی تھی دانیر کو آج پہلی بار
احساس ہوا تھا کہ وہ سفید رنگ میں کتنی خوبصورت لگتی ہے آج
اسے دانیال کی پسند بہت خوبصورت لگ رہی تھی یہ پہلی چیز تھی
جو دانیال نے اپنی زندگی میں پہلی بار پسند کی تھی اور وہ بھی اپنی
شریک حیات کے لیے جس نے کچھ ہی دیر میں ساری زندگی

دانیال کے نام ہو جانا تھا اور پھر پوری زندگی اسی پسند میں ہی
ڈھل کر رہنا تھا

تھینک یو دانیل ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولی

آپی سب خیریت ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے فار یہ عینا کے
قریب بیٹھتے ہوئے بولی جبکہ عینا جو پرسکون سی حالت میں
آنکھیں موندے بیٹھی تھی فار یہ کی آواز سن کر اس نے آنکھیں
کھول کر فار یہ کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے اس کی طرف
دیکھ رہی تھی

میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہو سکتا ہے عینا سیدھی ہو کر بیٹھتی
ہوئی مسکرا کر بولی

السنہ کرے کہ آپ کو کبھی بھی کچھ ہو ایسی باتیں مت کیا کریں
آپی عینا کی بات فاریہ کو اچھی نہیں لگی تھی

اچھا ٹھیک ہے نہیں کرتی اور تم دونوں تیار کیوں نہیں ہوئی میرا
خیال سے تم دونوں کے کمرے میں مہندی لگانے والی آچکی ہے
پھر تم دونوں یہاں پر کیا کر رہی ہو جا کر مہندی لگواؤ ویسے بھی
تین چار گھنٹے رہ گئے ہیں مہندی کے فنکشن میں اتنی دیر میں کیا کیا
تیا ریاں کرو گی چلو جاؤ شاہا ش عینا فاریہ اور لائبرہ کی طرف دیکھتی
ہوئی بولی کیونکہ دن کے 2 بج رہے تھے اور وہ دونوں ابھی تک

ایسے ہی گھوم رہی تھی نہ تو انہوں نے مہندی لگوائی تھی اور نہ ہی
اپنے مہندی کہ ڈریسز نکال کر رکھے تھے

ہم تو اپنی بیسٹی کو دیکھنے آئے تھے جس کا ابھی کچھ دیر میں نکاح
ہے لائے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جیسے اپنی صفائی پیش کر
رہی ہو

اچھا دیکھ لیا اب تم دونوں جاؤ وقت نہیں ہے اتنا عینا ان دونوں کی
طرف دیکھتے ہوئے تھوڑی سیریس انداز میں بولی تو وہ دونوں ہی
ہاں میں سر ہلاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

ان دونوں کو جاتے ہی اینا نے دائر کی طرف دیکھا جسے بیوٹیشن
تیار کر چکی تھی اور اب وہ اس کا دوپٹہ سیٹ کر رہے تھے اینا چلتی
ہوئی اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی بیوٹیشن نے جیسے ہی دوپٹہ
سیٹ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی

بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری جان الیسا ک تمہارے
نصیب اچھے کریں تمہاری جھولی ڈھیروں خوشیوں سے بھر دیں
عینا آگے بڑھ کر دائر کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولی تو بے
ساختہ دائر کی آنکھیں نم ہوئی کیا کچھ نہیں تھی وہ لڑکی اس کے
لیے سب کچھ ہی تو وہ تھی رشتوں سے محروم لڑکی ان لوگوں کو
ہر رشتوں سے بڑھ کر چاہتی تھی ہر رشتے سے بڑھ کر محبت کرتی
تھی کیا کوئی غیر ایسا ہو سکتا تھا دائر کے دل نے بے ساختہ اس

سے سوال کیا نہیں کوئی غیر ایسا نہیں ہو سکتا تھا یہ تو صرف
حورالعین سکندر ہی تھی جو اتنا بڑا ظرف رکھتی تھی

ارے کیا ہوا رونا نہیں ہے بالکل بھی دیکھو ابھی تمہارا میک اپ
بوا ہے اگر تم روئی تو تمہارا سارا میک اپ خراب ہو جائے گا ایک
آنسو بھی نہیں نکلنا چاہیے تمہارا عینا نے اس کی آنکھوں میں آنسو
دیکھتے ہوئے اسے ٹوکا تو دانیہ نے شکوہ کن نگاہوں سے عینا کی
طرف دیکھا تو عینا مسکرائی

اب تم بیٹھو میں بھی جلدی سے چینیج کر کے آتی ہوں کیونکہ نیچے
نکاح کا سارا انتظام ہو چکا ہے اور سب مہمان ہمارا ہی انتظار کر
رہے ہیں ٹھیک ہے عینا دانیہ کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولے اور

چینج کرنے چلی گئی جبکہ دانیل وہی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سٹول
پر بیٹھ کے اپنا عکس آئینے میں دیکھنے لگی

نیچے سب مہمان اکٹھے ہو چکے تھے جبکہ دانیل اپنے مام ڈیڈ کے
ساتھ کھڑا تھا جو دانیل کے نکاح کے لیے بے تحاشہ خوش تھے
خوشی ان کے چہرے سے ہی جھلکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی
آخر ان کا اکلوتا بیٹا تھا اور آج اس کا نکاح تھا وہ بھی اپنی زندگی میں

آگے بڑھنے جا رہا تھا وہ دونوں کیوں نہ خوش ہوتے اپنے دلی
خواہش کو انہوں نے بہت دور دفنا کر دانیہ کو دل سے قبول کیا تھا

اگر آپ کی اجازت ہو تو نکاح شروع کریں صہزیب سکندر حیدر
صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو انہوں نے مسکراتے
ہوئے اثباب میں سر ہلایا تو صہزیب سکندر نے مسکراتے ہوئے
مولوی صاحب کو اشارہ کیا تو مولوی صاحب اپنے گواہوں کو لیتے
ہوئے وہی صوفے پر برجمان ہو گئے جبکہ ان کے سامنے دانیال
بیٹھا ہوا تھا اور دانیال کے ساتھ حیدر صاحب جب کہ تمام
عورتیں کچھ فاصلے پر کھڑی تھیں

دانیال حیدر آپ کا نکاح دانیال فضل سے سکھ راجو الوقت 50
لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔۔۔

مولوی صاحب دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تو دانیال نے
نظریں اٹھا کر مولوی صاحب کے چہرے کی طرف دیکھا اس کی
آنکھوں کے سامنے ایک چہرہ لہرایا دانیال نے گہرا سانس لے کر
اپنے دل کی خواہش کو دور دھکیلا

قبول ہے۔۔۔۔۔ لاؤنج کی خاموشی میں دانیال کی آواز گونجی

دانیال حیدر آپ کا نکاح دانیال فضل سے سکھ راجو الوقت 50
لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دانیال حیدر آپ کا نکاح دانیال فضل سے سکھ راجو الوقت 50
لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دانیال کے تین بار قبول ہے کہنے پر سب
نے شکر کا سانس لیا

سب لڑکیاں سائیڈ پر ہو جاؤ مولوی صاحب گواہوں کے ساتھ
کمرے میں آرہے ہیں سائمنہ بیگم کمرے میں داخل ہوتے ہوئے
بولے تو سب لڑکیاں دوسری جانب ہو کر کھڑی ہو گئی

کمرے میں سب سے پہلے زر خان داخل ہوا اس کے پیچھے ہی
مولوی صاحب اور کچھ گواہ کمرے میں داخل ہوئے جبکہ ان میں
حیدر اور شیرازی سکندر بھی شامل تھے

مولوی صاحب بیٹھے تو سارے گواہ مولوی صاحب کے پاس ہی
کھڑے ہو گئے جب زر خان نے نظر اٹھا کر دانیہ کے قریب ہی
کھڑی عینا کی طرف دیکھا وہ ایک نیوی بلو کمر کے ڈریس میں
ملبوس تھی ڈریس زیادہ ہیوی نہیں تھا مگر عینا پر بہت پیار الگ رہا
تھا چہرہ ہر میک اپ سے آڑی تھا جبکہ سر پر سلیقے سے دوپٹہ لیا ہوا
تھا اتنی سادگی میں بھی وہ زر خان سکندر کو بہکانے کی صلاحیت
رکھتی تھی

عینا کے چہرے سے نظریں ہوتی ہوئی اس کے گردن پر گئی جہاں
ایک باریک سی گولڈ کی چین تھی اور اس میں ایک چھوٹا سا ہیرا
جڑا تھا اس کی دودھیا گردن میں وہ لاکٹ اتنا خوبصورت لگ رہا تھا
جیسے وہ بنا ہی اس کے لیے ہو زر خان نے آج پہلی بار اس کے گلے
میں یہ لوکٹ دیکھا تھا

جبکہ گردن کے بالکل درمیان میں چمکتا تل زر خان کی آنکھوں کا
مرکز بنا ہوا تھا زر خان کو اپنے حلق میں کانٹے چبے ہوئے محسوس
ہوئے تو اس نے بے اختیار عینا کہ وجود سے اپنی نظریں ہٹائی اور
مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوا جو نکاح شروع کر چکے تھے

دانیل فضل آپ کا نکاح دانیال حیدر سے سکھ راج الوقت 50

لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول

ہے۔۔۔۔۔

مولوی صاحب کی آواز سن کر دانیل کا دل بری طرح دھڑکا تھا
شیرازی سکندر نے آگے بڑھ کر نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا
وہ اس وقت ایک باب کا فرض پورا کر رہے تھے جبکہ عینانے
دانیل کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسے
ایک مضبوط سہارا مل گیا ہو

قب۔۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔ دانیل نے اپنے سہمے دل کو

سنجھالتے ہوئے قبول ہے کہا

دانیل فضل آپ کا نکاح دانیال حیدر سے سکھ راج الوقت 50
لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول
ہے۔۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔۔ دانیل نے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلا اور
دوسری بار قبول ہے کہاں

دانیل فضل آپ کا نکاح دانیال حیدر سے سکھ راج الوقت 50
لاکھ حق مہر قرار پایا گیا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول
ہے۔۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔۔ اور یہ آخری بار اپنا وجود دانیال حیدر کے نام
کرتے ہوئے دانیال کی آنکھوں سے آنسوؤں نکل کر رخسار پر بہے
تھے

مولوی صاحب نے دانیال سے نکاح نامے پر سائن کروائے اور پھر
گواہوں کے ساتھ کمرے سے نکل گئے کیونکہ اب انہیں دانیال
سے سائن کروانے تھے

دانیال اٹھی اور پاس کھڑی عینا کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی وہاں پر موجود ہر شخص کی آنکھیں نم ہو گئی تھی سوائے
عینا کے اس نے نرمی سے دانیال کو اپنے ساتھ لگایا اور آہستہ سے
اس کی کمر سہلائی وہ جانتی تھی کہ آج کا دن دانیال کے لیے بہت

مشکل ہو گا کیونکہ اس کا کوئی بھی عزیز رشتہ اس کے پاس موجود
نہیں تھا اس کے ماں باپ بہن بہنوئی سب اس دنیا سے جا چکے
تھے وہ چاہتی تھی کہ دانیہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لے اس لیے اس
نے اسے رونے سے روکا نہیں جب کہ دانیہ کو روتا دیکھ کر لائے
اور فاریہ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو نکلے تھے آنکھیں تو وہاں
موجود سائیمہ بیگم اور بڑی اماں کی بھی نم ہو گئی تھی مگر عینا کا چہرہ
بالکل نارمل تھا نہ تو اس کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے اور نہ ہی
چہرے میں کوئی بدلاؤ آیا تھا

اچھا بس کرو کتنی روندو ہو تم عینا اسے خود سے الگ کرتے ہوئے
بولی تو دانیہ نے روئی روئی آنکھوں سے عینا کو خفگی سے دیکھا تو
عینا مسکرائی اور دانیہ کو واپس صوفے پر بٹھایا اور سائیمہ بیگم کے

ساتھ قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھایا کیونکہ اب اسے ایک
دوست ہونے کا فرض بھی تو نبھانا تھا بہن ہونے کا فرض تو وہ نبھا
چکی تھی

مولوی صاحب نے دانیال کی طرف نکاح نامہ بڑھایا دانیال نے
ایک نظر نکاح نامے کو دیکھا اور پھر نظریں اٹھا کر سامنے کے
جانب جہاں سے عینا چلتی ہوئی آرہی تھی کتنی خواہش تھی اس کی
کہ جو اس کی بچپن کے ساتھی تھی وہ اس کی زندگی کی بھی ساتھی
بن جاتی مگر قسمت کو تو یہ منظور ہی نہیں تھا قسمت نے تو اس کی
محبت کو بری طرح جھٹکا تھا دانیال کے دل کی محبت دل میں ہی رہ
گئی تھی نہ وہ عینا سے کہہ سکا اور نہ ہی اسے قسمت نے موقع دیا
آج وہ کسی اور کی امانت تھی اور آج سے دانیال حیدر سے عینا

سکندر کو چاہنے کا حق بھی چھن چکا تھا آج سے صرف وہ اسے ایک
دوست کی نظر سے دیکھ سکتا تھا اس کا احترام کر سکتا تھا مگر اس
سے محبت کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ
اب اس کی دسترس میں ایک اور زندگی آچکی تھی جس کا نام دانیل
دانیال تھا اور اس بات کی بھنک وہ دانیل کو بالکل نہیں پڑنے دینا
اتھا چاہت

اپنے دل کی محبت کو دل کے کونے میں دفن کرتے ہوئے دانیال
نے نکاح نامے پر سائن کر دیے اور سچے دل سے اپنی زندگی اور
اپنی زندگی کے تمام حقوق دانیل کے نام کر دیے

ضروری تو نہیں کہ جسے ہم چاہیں وہ ہمیں مل کر ہی رہے تو)
ہماری زندگی مکمل ہوگی ہاں ہمیں خواہش ہوتی ہے کہ وہ شخص
ہمارا ہو جائے ہم اس کے ساتھ زندگی گزاریں اس کے ساتھ
زندگی کی رنگینیاں دیکھیں اس کے ساتھ روشن ہوتی صبح دیکھیں
اسے اپنی محبت کا احساس دلائیں مگر ہوتا تو وہی ہے ناجو ہماری
قسمت میں لکھا ہوتا ہے اس لیے جسے ہم چاہتے ہیں اسے چاہت
کے مقام تک رکھنا چاہیے مگر جہاں زندگی اس شخص کو ہم سے
دور کر دے وہاں سمجھ جائیں کہ آپ کی محبت اس شخص کے لیے
بہتر ثابت نہیں ہوئی اپنی محبت پر صبر کر کے اپنے خدا پر یقین کر
کے سب کچھ اپنے خدا پر چھوڑ دیں آپ نے بہتر محبت چاہی تھی
(مگر خدا آپ کو بہترین محبت سے نوازے گا

بہت بہت مبارک ہو عینا دانیال کے قریب جاتے ہوئے مسکرا
کر بولی

شکریہ میم دانیال مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عینا کی مسکراہٹ
گہری ہو گئی

دانی تمہارا میں یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی تم نے میری بات کا
مان رکھ کر آج عینا سکندر کا دل جیت لیا ہے مجھے بہت خوشی ہو
رہی ہے کہ میرے دوست نے شادی کر لی اور وہ بھی میری پسند
سے ایک طرف تم اور دوسری طرف دانیال تم دونوں میرے
لیے بالکل برابر ہو مگر تم نے دانیال کو اپنا کر آج مجھے بہت سرشار

کر دیا ہے یقین مانو مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں تمہارا شکر یہ کیسے
ادا کروں عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی کیونکہ وہ
بہت خوش تھی اور آج پہلی بار دانیال نے عینا کے چہرے پر یہ
خوشی دیکھی تھی

اتنا سوچنے کی ضرورت نہیں ہے بس مجھے اپنے ہاتھوں کی بریانی بنا
کر کھلا دینا تین سال ہو گئے کھائے ہوئے اب تو ذائقہ بھی
بھولنے لگا ہے دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا
تو عینا اس کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسی جبکہ عینا کے قہقہہ لگانے سے
سب نے نظریں اٹھا کر اس خوبصورتی کو دیکھا تھا جو عینا کے
چہرے پر آئی تھی آج پہلی بار وہ کھل کر ہنسی تھی اور سب نے
رشتہ بھری نظروں سے عینا کو دیکھا تھا اس کا حسن مکمل تھا مگر

جب وہ کھل کر ہنس رہی تھی تو وہ اور زیادہ خوبصورت لگ رہی
تھی

کچھ ہی فاصلے پر کھڑا زرخان یک ٹک عینا کے مسکراتے ہوئے
چہرے کو دیکھ رہا تھا اسے بھی سب کی طرح یہ منظر پہلی بار دیکھنے
کو ملا تھا اس نے صرف عینا کو مسکراتے دیکھا تھا مگر یوں کھل کر
ہنستے ہوئے نہیں مگر اس کی ہنسی بھی جادو کرتی تھی یہ سدا زرخان
سکندر کے دل نے لگائی تھی

کیوں نہیں ایک بار یہ شادی ختم ہونے دو پھر جو بولو گے وہی بنا کر
کھلاؤں گی عینا دانیال کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی کیونکہ
عینا بہت کم کھانا بناتی تھی مگر اس کے ہاتھوں میں جادو سا تھا وہ اتنا

لذیذ کھانا بناتی تھی کہ کھانے والا دوبارہ اسی کھانے کی خواہش
ضرور کرتا تھا اور دانیال تو عینا کے ہاتھ سے بنی بریانی کا دیوانہ تھا
آج سے تین سال پہلے وہ ہر ہفتے کھایا کرتا تھا مگر تین سال بعد عینا
نے کھانا بنانا بہت کم کر دیا اور اس کے بعد دانیال حیدر کو وہ بریانی
نصیب نہیں ہوئی لیکن وہ آج تک اس بریانی کو بھولا نہیں تھا جو
عینا نے اسپیشلی اس کی برتھ ڈے پر اسے بنا کر کھلائی تھی

ٹھیک ہے لیکن بھولنا نہیں ایسے معاملوں میں اکثر تمہیں یاد آ جاتا
ہے کہ میں تمہارا جو نیئر آفیسر ہوں دانیال نے عینا کو وارن کیا تو
عینا کھل کر مسکرائی

میں وعدہ خلافی نہیں کرتے دانی یہ تم بھی جانتے ہو۔۔۔۔۔

یس میم میں جانتا ہوں دانیال اشباب میں سر ہلاتے ہوئے بولا عینا
نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور نظریں گھما کر کچھ فاصلے پر کھڑی
بیلا کو دیکھا جسے زر خان نے اپنے بازوؤں میں اٹھایا ہوا تھا اور اس
سے پتہ نہیں کون سی باتیں کرنے میں مصروف تھی بیلا کو دیکھ
کر عینا نے زر خان کی طرف دیکھا تو بیک وقت زر خان نے بھی
اس کی طرف دیکھا ڈارک براؤن آنکھیں سبز آنکھوں سے
ٹکرائی تھی مگر نہ تو عینا نے نظریں پھیری تھی اور نہ ہی زر خان
نے عینا زر خان کو دیکھ رہی تھی جبکہ زر خان تو صرف یہ دیکھ رہا
تھا کہ عینا اسے دیکھ رہی ہے نا تو زر خان کو اپنے آس پاس کا ہوش
تھا اور نہ ہی عینا کو وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں اس
طرح دیکھ رہے تھے جیسے کوئی چیلنج ہو

عینا نے آنکھیں سکیر کر زرخان کو دیکھا تو زرخان کی آنکھوں کے
ساتھ ساتھ اس کی گھنی مونچھوں تلے اس کے انابی لب بھی
مسکرائے

زرخان نے عینا کے چہرے سے نظریں ہٹا کر بیلا کی طرف دیکھا
جو ناجانے کب سے اپنے چھوٹے چھوٹے ملائم ہاتھ زرخان کے
دونوں گالوں پر رکھے پوری جان لگا کر زرخان کا چہرہ اپنی طرف
کرنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ زرخان تو جیسے پتھر کا بنا کھڑا
تھا اور اس نازک سی گڑیا سے کہاں زرخان کا اتنا بھاری چہرہ ہلایا
جانا تھا

ڈیڈ آپ میری بات کیوں نہیں سن رہے آپ بس مام کو ہی دیکھے
جار ہے ہیں بیلا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر بولی تو
زرخان ہلکا سا ہنسا اور دوبارہ عینا کی طرف دیکھا جو اسی طرف آ
رہی تھی

سوری پر نسر آپ کی مام ہیں ہی اتنی پیاری کہ آپ کے ڈیڈ کو پتہ
ہی نہیں چلتا زرخان نے بیلا کی ناراضگی دور کرنے کے لیے اس
کے گلابی گال پر نرمی سے لب رکھے اور دوبارہ عینا کی طرف دیکھا
جواب اس کے کافی نزدیک پہنچ چکی تھی

مجھے تاڑ نہ بند کریں ورنہ آپ کو یہاں سب ٹھہر کی سردار بھی سمجھ
سکتے ہیں عینا زرخان کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے ہونٹوں پر
ہلکی سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولی

کسی کو کیا مسئلہ ہیں میں اپنی بیوی کو تاڑوں یاد یکھوں یاں کچھ بھی
کروں زرخان بے نیاز سے بولا

اونہہ یہ ٹھہر کسی اور وقت کے لیے رکھیں ابھی آپ مجھے کسی
زہر سے کم نہیں دکھائی دے رہے عینا بیلا کا ماتھے پر آئے بال
پیچھے کرتے ہوئے بولی

نو پر اہلم سویٹ ہارٹ تمہیں میں ہمیشہ زہر ہی دکھائی دیتا ہوں مگر
ایک دن تمہیں شہد بن کر ضرور دکھاؤں گا زرخان عینا کی طرف
دیکھتے ہوئے ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا جبکہ زرخان کی
اتنی بے باکی پر عینا کا دل کیا کہ ابھی اسے سبق سکھا دے مگر اسے
پاس موجود مہمانوں کا لحاظ تھا

A very shameless person

عینا بڑبڑائی جو زرخان با آسانی سن چکا تھا

چلو آؤ بیلا اوپر آنی کے پاس نہیں چلنا کیا عینا بیلا کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی تو بیلا نے مسکراتے ہوئے زور و شور سے ہاں میں سر

ہلایا تو زرخان نے نرمی سے بیلا کو نیچے اتارا تو بیلا نے عینا کا ہاتھ
تھام لیا

بات سنو میری سویٹ ہارٹ آج وہی ڈریس پہننا جو میں نے
تمہارے لیے پسند کیا تھا اگر تم نے وہ ڈریس نہیں پہنا تو میں خود آ
کر اپنے ہاتھوں سے تمہیں وہ ڈریس پہناؤں گا اور اسے صرف
میرے دھمکی بالکل مت سمجھنا زرخان عینا کی طرف تھوڑا سا
جھکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا اس کی آواز اتنی کم تھی کہ
صرف عینا ہی سن سکی تھی جبکہ بیلا کبھی عینا کی طرف دیکھ رہی
تھی تو ابھی زرخان کی طرف کیونکہ اسے تب سے ان دونوں کی
سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ دونوں آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں

زر خان کی بات سن کر عینا نے دانت پیستے ہوئے ایک نظر اسے
گھورا اور پھر بغیر کوئی جواب دیے بیلا کا ہاتھ پکڑ کر قدم سیڑھیوں
کی جانب بڑھائے جبکہ زر خان ان دونوں کو مسکرا کر جاتے
ہوئے دیکھ رہا تھا

کچھ فاصلے پر کھڑی بڑی اماں اور شیرازی سکندر مسکراتی نگاہوں
سے تب سے زر خان اور عینا کو آپس میں بات کرتے ہوئے دیکھ
رہے تھے

دیکھیے گا اماں بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہونے والا ہے سب ہنسی
خوشی اپنی زندگی گزاریں گے اور آپ کو کوئی دکھ نہیں ہوگا

شیرازی سکندر بڑی اماں کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولے تو بڑی اماں
نے انشاء اللہ بول کر مسکرا کر اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرا

ارحم چینج کر کے باہر نکلا تو اس نے سامنے بیڈ پر زر خان حارث
زید اور دانیال کو بیٹھے پایا

ابے تو۔۔۔۔۔ ارحم زید کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو زید بیڈ
سے اٹھ کھڑا ہوا

ہاں میں اور تیرا کیا خیال ہے کہ میری جگہ میرے کسی فرشتے نے
آنا تھا زید ارحم کے گلے لگتے ہوئے بولا

ارے یار تو تو خود لوگوں کو اوپر پکاتا ہے مجھے تو لگتا ہے کہ فرشتوں
سے تیری پرسنل میٹنگز ہوتی ہوں گی ارحم زید کے ڈاکٹر ہونے پر
چوٹ کرتے ہوئے بولا

یقین مان اگر میں لوگوں کو اوپر پکاتا ہوتا تو پہلا نمبر تیرا ہونا تھا
کینے زید اس کی کمر میں ایک مکہ رسید کرتے ہوئے بولا جبکہ زید
کے اس طرح کہنے پر وہاں بیٹھے زر خان حارث اور دانیال کا قہقہہ
بے اختیار تھا

بہت ہی بے مروت بندہ ہے تو میری ہی شادی میں آکر مجھے ہی
اوپر ٹپکانے کی باتیں کر رہا ہے ارحم نے اسے گھورا

خیر چھوڑو یہ سب باتیں یہ بتاؤ کہ ہمارا رومینٹک بندہ کہاں پر ہے
زرخان زید کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون منانے گیا ہوا ہے اس لیے نہیں
ایا زید زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا جب کہ زید کی
بات سن کر زرخان کو حیرت کا جھٹکا لگا

یہ کمینہ شادی کے ایک سال بعد کون سا ہنی مون منانے گیا ہے
زر خان کو زید کی بات پر تعجب ہوا

جس ہنی مون کا اس نے اپنی بیوی سے وعدہ کیا تھا وہی ہنی مون
منانے گیا ہے جہاں زیب کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا

اچھا سنا تھا لوگ اپنی شادی کے بعد ہنی مون منانے جاتے ہیں اور
یہ دو بچے پیدا کرنے کے بعد ہنی مون منانے گیا ہے اسے آنے تو
دو ایک بار سامنے ایسی مرمت کروں گا کہ یاد رکھے گا کمینہ کہیں کا
زر خان مکرم کو بے حد عزت سے نوازتے ہوئے بولا

ارے یار تیرا کیا جاتا ہے جانے دے اسے بہت مشکل سے اپنی
چھوٹی سی بیوی کو اپنی زندگی میں لے کر آیا ہے اب اگر جور و کا
غلام بن کر رہنا چاہتا ہے تو رہنے دے ویسے میں نے سنا ہے کہ
بھابھی بھی کافی کھینچ کر رکھتی ہیں تمہیں جہانزیب نے آخر میں
زر خان کو نشانہ بنایا

تو بس سوچ یار مکزم اپنی چھوٹی سی بیوی کے اتنے نخرے اٹھاتا ہے
تو زر خان سکندر کی بیوی تو ماشاء اللہ اتنی مچیور ہیں تو زر خان سکندر
اپنی بیوی کے کتنے نخرے اٹھاتا ہو گا ویسے یہاں پر بیٹھا ہر شخص
اپنی جوروں کا غلام ہے یہ الگ بات ہے کہ یہاں پر ماننے گا کوئی
نہیں زید سب کو ایک نظر دیکھتے ہوئے شرارت سے بھرپور انداز

میں بولا تو زرخان نے بے ساختہ اس کی کمر میں ایک زوردار مکہ
رسید کیا تھا جبکہ وہ درد سے کراہتا رہ گیا

کمنے یہ جو تیری زبان ہے ناجو کبھی قابو میں نہیں رہتی کسی دن
کاٹ کر پھینک دوں گا میں زر خان زید کو گھورتے ہوئے بولا

کیوں لاوارث سمجھا ہوا ہے کیا میری بیوی کو میں بولتا ہوا
شرارتیں کرتا ہوا زیادہ اچھا لگتا ہوں اب میں اپنی بیوی کے لیے
تم لوگوں کی خواہش نہیں پوری کر سکتا اس لیے تم لوگ سب
میری زبان کو برداشت کرو کیونکہ تم لوگوں کو کرنا چاہیے میری
صحبت کا اچھا اثر پڑے گا تم لوگوں کی زندگی پر بیویوں کے
غلاموں۔۔۔۔۔۔ زید پھر بھی چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا

جبکہ اب زید کا نشانہ دانیال تھا زید اور جہانزیب کچھ دیر پہلے ہی
دانیال سے ملے تھے مگر اتنی سی ملاقات میں وہ اس کے ساتھ کافی
فرینک ہو چکے تھے کہتے ہیں کہ مرد مرد کو پہچان جاتا ہے انہیں
ایک دوسرے میں کو پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگتا اور ایک
دوسرے میں گھل مل بھی بہت جلدی جاتے ہیں یہی حساب
ادھر ان پانچوں کا ہوا تھا

سنا ہے جناب کہ آپ نے نیا نیا اس سلطنت میں قدم رکھا ہے کچھ
دیر پہلے ہی خیر سے آپ بیوی والے بن چکے ہیں تو کیا خیال ہے
آپ کا ہم سے کچھ اہم ٹپس لینا پسند کریں گے آپ زید دانیال
کے سامنے کھڑا بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا

نہیں جناب آپ کا بہت بہت شکریہ میری بیوی بہت معصوم ہے
اور مجھے آپ کی ٹپس کی بالکل ضرورت نہیں یہ ناہو کہ آپ کی
ٹپس پر عمل کر کے میں آپ کی طرح جو رو کا غلام بن جاؤں
دانیال زید کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ دانیال کی بات پر سب
کا چھت پھاڑ قہقہہ کمرے میں گونجتا تھا

ابے بس کر دے افغانستان کے ریڈیو اپنی اور کتنی عزت کروانی
ہے جہاں زید کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا جیسے اس سے
حوصلہ دینا چاہتا ہو

ابھی زید اسے کوئی اور جواب دیتا زرخان کا فون بجازرخان نے
فون نکال کر سامنے کیا تو سکریں پر مکزم میر احمد کا نام جگمگاتا تھا

یہ لورومینٹک بندے کا فون آگیا زرخان مسکراتے ہوئے بولا
اور کال اٹینڈ کر کے فون سپیکر پر لگا دیا

ابے سالے کمینے کہیں گے تیری ہمت کس طرح ہوئی بغیر مجھے
اطلاع کیے چھپ کر نکاح کرنے کی فون کے سپیکر میں سے مکزم
کی گرجدار آواز گونجی

ہمت کی بات تو مت کر جیسے تم نے ہمت دکھا کر بھا بھی سے
زبردستی نکاح کر لیا تھا میں نے بھی ہمت دکھا کر تمہارے ہی
نقش قدم پر چل کے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے زرخان کمال کی
بے نیازی سے بولا

جبکہ دوسری جانب مکزم نے ایک نظر ہوٹل کی بالکنی میں ڈالی
جہاں علیزہ بیٹھی باہر کا موسم انجوائے کر رہی تھی اور یقیناً ایسے
الفاظ وہ علیزہ کے سامنے نہیں بول سکتا تھا اسی لیے تو وہ سائیڈ پر
کھڑا اس طرح کی گفتگو کر رہا تھا

اچھا تو تو میرے نقش قدم پر چل رہا ہے چل اچھا ہے تو بھی اس
زندگی کا مزہ چکھ لے ویسے ایک مشورہ دوں گا کہ زبردستی کی
شادی میں بھا بھی پر زیادہ حکم چلانے کی کوشش مت کرنا ورنہ وہ
بتا دے گی کہ وہ تیری وہی بیوی ہے جس سے تو زبردستی نکاح کر
کے لایا ہے مکزم میں اپنا تجربہ پیش کیا کیونکہ آج تک علیزہ اسے

کسی ساس کی طرح طعنے مارتی تھی کہ مکزم نے اس سے زبردستی
نکاح کیا ہے

یار چھوڑ تو اس بندے کو اس کی تو ابھی تک رخصتی بھی نہیں ہوئی
زید ہنستے ہوئے خاصی اونچی آواز میں بولا تو زر خان نے ایک نظر
اسے گھورا دوسری جانب زر خان کے بے بسی پر فون کے سپیکر
میں مکزم کا زوردار قہقہہ گونجا جبکہ اس کے ساتھ باقی سب کا
قہقہہ بھی بے اختیار تھا

میر کس کا فون ہے فون کا سپیکر میں علیزہ کی ہلکی سی آواز گونجی جو
شاید مکزم سے کچھ پوچھ رہی تھی

کچھ نہیں جانِ میر میرے سالے میرا مطلب تمہارے بھائی کو
شادی کی مبارکباد دے رہا تھا مکرم علیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرا کر بولا جبکہ اگلے ہی لمحے زر خان ٹھٹک کر کے فون بند کر
چکا تھا

اپنی یہ مراسیوں جیسی شکلیں گم کرو اور جا کر تیار ہو جاؤ بابا جان کا
حکم ہے اگلے آدھے گھنٹے تک انہیں سب لڑکے نیچے چاہیے سمجھے
زر خان سب کو ایک نظر گھورتے ہوئے بولا اور اس سے پہلے کہ
وہ کوئی اور مراسیوں پونا دکھاتے وہ کمرے سے نکل گیا

چلو بھائی لوگ اب جلدی سے تیار ہو جاؤ ورنہ اس گاؤں کے
سردار نے سب کی گردنیں مروڑ کے شادی کے دن ہی

ڈائریکٹ قُل کر وادینے ہیں جہاں زیب سب کی طرف دیکھتے
ہوئے چٹکی بجا کر بولا اور پھر سب بغیر کوئی فضول بات کیے تیار
ہونے لگے کیونکہ اب حکم زر خان کی طرف سے ہی نہیں بلکہ
صہر زیب سکندر کی طرف سے بھی آیا تھا اور دونوں ہی بہت
خطرناک تھے اس لیے وہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ ان دونوں
میں سے وہ کسی ایک کے ہاتھ بھی آئیں اس لیے جلدی جلدی
ہاتھ پاؤں چلا کر ار حم کے ہی کمرے میں سب تیار ہونے لگے
جبکہ کچھ ہی دیر میں ار حم کا کمرہ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی
کھنڈر ہو

فاریہ اسے بند کر دو یا مجھ سے نہیں ہو رہا لائے اپنے دوپٹے پر لگی
سیفٹی پن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جس سے کچھ دیر پہلے
ہی بیوٹیشن سیٹ کر کے گئی تھی مگر کچھ دیر بعد وہ کھل گئی تھی اور
اب وہ اسے بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس سے وہ بند
نہیں ہو رہی تھی

فاریہ نے اگے برگر اس کے کندھے پر لگے سیفٹی پن کو اچھے سے
سیٹ کیا اور پھر دوپٹے کے ساتھ لگا کر بند کر دیا

شکر ہے میں تو ہلکان ہو رہی تھی مگر یہ بند ہونے کا نام ہی نہیں
لے رہی تھی لائبہ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے بولی اور بیڈ پر بیٹھ
گئی اس وقت تو وہ دونوں بہنیں بالکل تیار ہو چکی تھیں اور اپنے
بلاوے کا انتظار کر رہی تھیں

کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تو فاریہ اور لائبہ نے کمرے میں
آنے والی شخصیات کو دیکھا جبکہ عینا کو دیکھ کر ان کی آنکھیں کھلی
کی کھلی رہ گئی وہ خوبصورت سے لہنگے میں ملبوس بالکل نہ محسوس
سامیک اپ کیے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے ہلکی سی جیولری
پہنیں غضب ڈھا رہی تھیں اور یہ سب بھی لائبہ اور فاریہ کی دی
گئی قسم کا نتیجہ تھا کیونکہ ان دونوں نے تھوڑی دیر پہلے ہی عینا کو

قسم دی تھی کہ وہ زیادہ نہیں تو کم سے کم تھوڑا بہت تیار ہو جائے
اور ان کی قسم کو مانتے ہوئے عینا ہلکا پھلکا تو تیار ہو ہی گئی تھی مگر
اتنی سی تیاری میں بھی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی

ماشاء اللہ آپ آپی آپ تو بہت پیاری لگ رہی ہیں لائے بے اختیار بولو
اٹھی تو عینا نے مسکراتے ہوئے اپنی دونوں بہنوں کی طرف
دیکھا جو مہندی کی دلہن بنے بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی
آج دونوں کے ڈریس سیم نہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنے
شوہروں کی پسند کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا دونوں کی پسند الگ
الگ تھی مگر کمال کی تھی دونوں ہی آسمان سے اتری ہوئی کوئی
دو شیزہ معلوم ہو رہی تھی

اور تم دونوں بھی بہت پیاری لگ رہی ہو ہمیشہ خوش رہو عینانے
دونوں کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے ساتھ خوش رہنے
کی دعا بھی دی

ارے آپ بھی تشریف لائی ہیں مسسز دانیال آئیے آئیے نئی
نویلی دلہن لائے دانیال کی طرف شوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے
بولی جبکہ لائے کے مسسز دانیال بولنے پر وہ بلش کر گئی تھی

اوہو ہماری معصوم پری بلش کر رہی ہے فار یہ پاس کھڑی دانیال کا
سرخ ہوتا گال کھینچتے ہوئے بولی جب کہ دانیال اب سرخ انار بن
چکی تھی

آپی۔۔۔۔۔ جب کچھ بن نہ سکا تو اس نے بے بسی سے عینا کی
طرف دیکھتے ہوئے اسے پکارا اب ان دونوں بلاؤں سے اسے اس
کی بہن ہی بچا سکتی تھی

بس کرو تم دونوں تنگ مت کرو دانیہ کو اور تم دونوں سے تو میں
پر سوں ناشتے کی ٹیبل پر حساب لوں گی عینا ان دونوں کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی جن کے چہرے پر صاف شرارت جھلک رہی
تھی مگر عینا کی بات کو سمجھ کر وہ دونوں ہی ایک دم چپ کر گئی
اب شرمانے کی باری لائے اور فاریہ کی تھی جبکہ ان دونوں کو
ایسے بھیگی بلیاں بنتے دیکھ کر دانیہ قہقہہ لگا کر ہنسی تھی

مہندی کے فنکشن کا انتظام باہر لان میں ہی گیا تھا جبکہ اب تمام
مہمان آچکے تھے اور آنے والے مہمانوں کو حویلی کے مرد
استقبال کر رہے تھے جبکہ ینگ پارٹی کی ایک طرف الگ ہی
رونک لگی ہوئی تھی جن میں جہانزیب زید حارث دانیال ارحم
دانش مصطفیٰ اور زرخان شامل تھے

دلہے راجہ جا کر سیٹیج پر بیٹھو بڑی اماں کا حکم ہے دانیال حارث اور
ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اپنی اپنی نشستیں سنبھالو جا کر تم لوگوں کی دلہنوں کو لایا جا رہا ہے
دانیال ار حم اور حارث کا ہاتھ پکڑ کے زبردستی کرسی سے کھڑا
کرتے ہوئے بولا

تم نکاح کروا کے کچھ زیادہ ہی نہیں کھل گئے ار حم دانیال کو
گھورتے ہوئے بولا

ہاں یار بیوی والا ہو گیا ہوں تھوڑا سا غرور تو کرنا بنتا ہے دانیال
ایک ادا سے بولا ار حم اور حارث نے سر جھٹکا اور قدم سٹیج کی
جانب بڑھائے کیونکہ کچھ فاصلے پر کھڑی اماں جان ان دونوں کو
غصے سے دیکھ رہی تھی کیونکہ بہت دیر پہلے بھی وہ پیغام بھجوا چکی

تھی کہ وہ دونوں سیٹج پر بیٹھیں مگر وہ دونوں اپنی ہی باتوں میں
مگن تھے

حارث اور ارحم سیٹج پر بیٹھے ہر آنے والے سے مبارکباد وصول کر
رہے تھے جب ایک دم وہاں دلہنوں کے آنے کا شور اٹھا تو دونوں
کی بے تاب نظروں نے حویلی کے دروازے کی جانب اٹھی
جہاں سے فاریہ اور لائبہ کو لایا جا رہا تھا مگر مہمانوں کے بھیر کی
وجہ سے وہ لوگ براہِ راست نہیں دیکھ سکتے تھے اس لیے ان کے
قریب آنے کا انتظار کرنے لگے جبکہ دل انہیں دیکھنے کے لیے
بے قرار ہوا جا رہا تھا

نزدیک آنے پر ارحم کی نظریں فاریہ کے وجود سے ٹکرائیں تو اس پر ٹھہر سی گئی وہ ارحم کے پسند کیے زرنجی اور گلابی لہنگے میں ملبوس ارٹیفیشل پھولوں کی جیولرے پہنے بالوں کی ایک سائیڈ سے خوبصورت ہیئر سٹائل بنا کر چٹیا کر کے ایک کندھے پر ڈالے ہلکا پھلکا سامیک اپ کیے بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس لہنگے کے ساتھ کامیچنگ دوپٹہ ایک کندھے پر سیٹ کر کے سر پر لیا ہوا تھا اور آنکھیں جھکی ہوئی تھی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سیٹج کی طرف آرہی تھی اس کے دائیں جانب دانیہ تھی اور ساتھ لائے جبکہ لائے دائیں جانب عینا موجود تھی

حارث نے نظر اٹھا کر لائے کی طرف دیکھا تو جیسے ہی حارث کی نظریں اپنے سامنے چلتی آرہی اپنی دلہن پر پڑی تو اس کے لب

بے ساختہ مسکرا اٹھے اس کی پسند میں ڈھل کر وہ بہت
خوبصورت لگ رہی تھی حارث نے اس کے لیے پرپل اور
گولڈن لہنگا پسند کیا تھا اور اس وقت وہ اس وقت تو وہ اسی لہنگے
میں ملبوس تھی جیولری جو حارث نے ہی پسند کی تھی جگمگاتا مانگ
ٹکا اس کے ماتھے پر چمک رہا تھا جو حارث کو بے چین کرنے کی
وجہ بنا تھا چہرے پر بالکل لائٹ سامیک اپ تھا مگر وہ بہت حسین
لگ رہی تھی یا پھر یوں کہاں جائے کہ وہ دونوں بہنیں ہی آج
پہلی بار سچی سنواری تھی وہ بھی اپنے محرم کے لیے تو وہ پیاری
کیوں نہ لگتی وہ پیاری نہیں بلکہ بے حد حسین لگ رہی تھیں
دونوں کا مقابلہ کرنا مشکل تھا کہ ان دونوں بہنوں میں سے کون
زیادہ خوبصورت لگ رہی ہے

فاریہ کو لا کر ارحم کے ساتھ بٹھایا گیا تھا جبکہ لائِبہ کو حارث کے ساتھ بٹھایا گیا تھا اور اب وہ دونوں اپنے اپنے شوہروں کے بے حد قریب بیٹھی ہوئی تھی جب بڑی اماں اور اماں جان سٹیج پر آئیں

ماشاء اللہ ماشاء اللہ امیرے بچوں کو ہمیشہ خوش رکھے سلامت رکھے بڑی اماں اپنے پوتے پوتیوں کو دیکھتے ہوئے خوشی سے نہال ہو رہی تھی

ماشاء اللہ میری بچیاں تو بہت خوبصورت لگ رہی ہیں اماں جان نے باری باری لائِبہ اور فاریہ کے ماتھے پر لب رکھے جبکہ سٹیج پر حویلی کے تمام عورتیں موجود تھیں اور اب بڑی اماں کی پیش قدمی کرنے کے بعد سب باری باری مہندی کی رسم ادا کر رہے

تھے جبکہ ار حم اور حارث مسکراتے ہوئے بھرپور انجوائے کر رہے تھے کیونکہ ان کی بیویاں ان کے پہلو میں بیٹھی تھیں ان کے لیے یہ کافی تھا اور شادی کون سا روز روز ہوتی ہے ایک ہی بار ہوتی ہے اس لیے انسان کو بھرپور طریقے سے انجوائے کرنا چاہیے یہ حارث کا ماننا تھا اور وہ اپنی شادی کو بہت انجوائے کر رہا تھا بس وہ لائبرے سے یہ ایکسپیکٹ کر رہا تھا کہ وہ اس کا تھوڑا سا ساتھ دے جبکہ لائبرے حارث کے اتنے قریب تھوڑا گھبرا رہی تھی

زر خان سٹیج پر آیا اور دونوں بہنوں کے سر پر ہاتھ رکھا ار حم اور حارث کا کندھا تھپتھپا چاروں کو ایک ایک کر کے مٹھائی کھلائی اور ہزاروں کے نوٹ ان کے سر سے وار کر پاس کھڑے ملازم کو پکڑا دیے جبکہ لائبرے اور فاریہ مسکراتے ہوئے اپنے لالا کو دیکھ

رہی تھی جن کی محبت اپنی بہنوں کے لیے بے تحاشہ تھی کیونکہ وہ ہمیشہ سے بولتا تھا کہ ارحم اور حارث زیادہ عزیزا سے لائے اور فاریہ ہیں اور لائے فاریہ کو اپنے لالا پر بے حد فخر تھا وہ اپنے کالج میں یاں کسی سے بھی ملنے پر اپنے لالا کا نام لے کر فخر محسوس کرتی تھی اور وہ بہت فخر سے بتاتی تھی کہ وہ دونوں زر خان سکندر کی بہنیں ہیں

زر خان نے سٹیج سے اتر کر ایک نظر پورے لان کے جانب گھمائی جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا وہ اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دی جبکہ سٹیج کے پاس ہی اسے دانیہ کھڑی ہوئی دکھائی دی جو مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ رہی تھی

السلام علیکم بھائی کیسے ہیں آپ زر خان کو اپنے قریب آتا دیکھ کر
دانیہ زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

و علیکم السلام گڑیا میں بالکل ٹھیک ہوں تمہاری آپنی کدھر ہیں
دکھائی نہیں دے رہی زر خان میں مسکراتے ہوئے پوچھا

جی وہ آپنی بیلا کے کپڑے چنچ کر وانے گئی ہیں اس نے اپنے
کپڑے بہت زیادہ گندے کر لیے تھے ابھی تھوڑی دیر پہلے گئی
ہیں اپنے کمرے میں موجود ہوں گی دانیہ نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا تو زر خان نے مسکرا کر اس کے سر پر ایک بھائی کی طرح
ہاتھ پھیرا تو وہ دل سے مسکرائی

زر خان نے ایک نظر سیٹج کی طرف دیکھا اور پھر قدم حویلی کے
اندر کی جانب بڑھائے کیونکہ جسے دیکھنے کے لیے وہ اتنا بے چین
تھا وہ محترمہ تو اس کے سامنے آنا بھی پسند نہیں کر رہی تھی بلکہ بار
بار اس کی نظروں سے او جھل ہو رہی تھی اس کی نظروں میں
آئے بغیر

زر خان نے آہستہ سے عینا کے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی
بیڈ پر اسے بیلا بیٹھی ہوئی دکھائی دی جو اپنا آئی پیڈ ہاتھ میں پکڑے
کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی اس کے کپڑے چینیج تھے جبکہ
بال کھلے ہوئے تھے زر خان آہستہ سے کمرے میں داخل ہوا اور
نظر دوسری جانب گھمائی جہاں عینا چینجنگ روم سے نکل رہی
تھی عینا کو دیکھتے ہی زر خان کو لگا کہ آج وہ کسی لڑکی کو نہیں بلکہ

آسمان سے اتری ہوئی کوئی حور کو دیکھ رہا ہے زر خان کے ہی پسند
کیے گولڈن اور وائٹ لہنگے میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی
بالوں کو آگے سے فریج بنا کر پیچھے میسی جوڑے میں قید کیا ہوا تھا
جس کی کچھ آوارہ لیٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھی چہرے
پر نام محسوس سامیک اپ تھا جبکہ پنک لپسٹک اس کے ہونٹوں پر
واضح دکھائی دے رہی تھی اس کے گلے میں ایک لاکٹ تھا یہ
وہی لاکٹ تھا جو زر خان نے آج دوپہر کو دیکھا تھا کانوں میں
ھے جبکہ ہاتھوں میں وائٹ اور گولڈن مکس ت گولڈن جھمکے
چوڑیاں تھی دوپٹہ وہ اتار کر پہلے ہی بیڈ پر رکھ چکی تھی اس لیے
اس وقت اس کا وجود زر خان کے سامنے دوپٹے سے بے نیاز تھا
جو زر خان کے لیے صبر کا ایک نیا امتحان کھڑا کر رہا تھا

عینا نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو سامنے ہی زر خان کو کھڑا پایا
جو یک ٹک کسی ٹرانس کی کیفیت میں صرف اسے ہی دیکھ رہا تھا
عینا کہ دیکھنے سے بھی اس نے اپنی نظروں کا زاویہ نہیں بدلاتھا نہ
ہی اس کے وجود میں کوئی حرکت پیدا ہوئی تھی وہ یوں کھڑا تھا
جیسے کوئی سٹریچیو ہو عینا نے آنکھیں سکیر کر اسے دیکھا

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ بندہ کورٹ میں فیصلے کسے کر لیتا ہے پتہ
نہیں یہ شخص اس گاؤں کا سردار کیسے بن گیا جبکہ دن بدن مزید
ٹھہر کی ہوتے جا رہے ہیں عینا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے دل
ہی دل میں خود سے مخاطب ہوئی کیونکہ دن بدن اسے زر خان کا
ایک الگ ہی روپ دیکھنے کو ملتا تھا جو پہلے والے روپ سے مختلف
ہوتا تھا مگر اس کے لہجے میں ہر دن مزید محبت بڑھتی جاتی تھی عینا

محسوس کرتی تھی کہ وہ اب بہت محبت سے عینا سے پیش آتا ہے
بلکہ عینا پر اپنی محبت بھی نچھاور کرتا ہے

زر خان فوراً ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا جب عینا اس کے سامنے
سے ہٹ کر بیڈ پر جا بیٹھی

زر خان نے گردن موڑ کر عینا کی طرف دیکھا جو بیڈ پر بیٹھ کے بیلا
کے بال برش کر رہی تھی بیلا کا چہرہ دوسری جانب تھا اسی لیے
اس نے اب تک زر خان کو نہیں دیکھا تھا

زر خان چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا اور ٹھیک عینا کے پیچھے بیٹھ کر
نرمی سے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا جبکہ اچانک اپنے گرد

زر خان کا حصار دیکھ کر عینا نے ایک جھٹکا لگا کر اس کا حصار توڑنا
چاہا مگر شاید زر خان کو یہ منظور نہیں تھا اس لیے وہ اس کے گرد
اپنا حصار اور مضبوط کر گیا

You look just like my princess my
beautiful angel

زر خان عینا کے کان کے قریب میٹھی سرگوشی کرتے ہوئے بولا
جبکہ زر خان کے اس طرح بولنے پر عینا کی دھڑکنیں ایک دم تھم
سی گئی تھی

زر خان تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی عینا
کی پچھلی گردن پر چمکتی چین پر پھیری اس کی انگلیوں کا لمس اپنی
گردن کے پیچھے محسوس کر کے عینا نے آنکھیں بند کر لی تھیں یہ
اس جادو گر کا اثر تھا یا پھر وہ کوئی ٹھنڈی سور بھونکتا تھا جو عینا پر
اس کا جادو ہمیشہ چھا جاتا تھا زر خان کے بدن سے اٹھتی سٹرونگ
پر فیوم کی خوشبو عینا کو اپنے حواسوں پر چھاتی ہوئی محسوس ہو رہی
تھی

تم مجھے پاگل کر دو گی عین زر خان اس کی دودھیا پر کشش گردن
پر اپنے بے تاب لب رکھتے ہوئے بولا جبکہ اس کے ہونٹوں کا
لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے عینا کی ریڑھ کی ہڈی میں
سنسناہٹ پیدا ہوئی

کچھ شرم کر لیں اور پیچھے ہٹیں عینا دانت پیستے ہوئے بولی کیونکہ
زرخان کو اتنا بھی خیال نہیں تھا کہ ان دونوں کے علاوہ کمرے
میں بیلا بھی موجود ہے یہ تو شکر تھا کہ وہ کارٹون دیکھنے میں
مصروف تھی

یہ تو ناممکن ہے میری جان زرخان سرگوشی کرتے ہوئے بولا اور
ایک گہرا سانس لے کر عینا کے بدن سے اٹھنے والی مدہوش کر
دینے والی خوشبو کو اپنے اندر اتارا

زرخان۔۔۔۔۔ عینا نے اس کا حصار توڑتے ہوئے اس کا نام لیا
جبکہ عینا کے منہ سے پہلی بار اپنا نام سن کر زرخان کے اندر ایک

عجیب سا احساس پیدا ہوا تھا اسے ایک عجیب سی خوشی ملی تھی کتنا
خوبصورت لگا تھا اس کے ہونٹوں سے نکلنے والا اس کا نام

ڈیڈ۔۔۔ عینا کے منہ سے زر خان کا نام سن کر بیلا نے بے اختیار
زر خان کو پکارا اور اس سے پہلے کہ وہ گردن موڑ کر اپنے باپ کو
رومانس کرتا دیکھتی زر خان پہلے ہی بیڈ سے اٹھ چکا تھا

جی بولیں مائی پر نسز زر خان بیلا کے قریب بیٹھ کر اس کا گلابی گال
کو چھوتے ہوئے بولا

آپ کب آئے ڈیڈ بیلا نے آئی پیڈ سے نظریں ہٹا کر
زر خان سے پوچھا

بس ابھی ابھی آیا ہوں پر نسز کیونکہ نیچے سب آپ کی مام کا پوچھ
رہے تھے اس لیے میں آپ دونوں کو لینے آگیا زر خان عینا کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا جواب بیلا کے بال بنا چکی تھی مگر زر خان
کی طرف بالکل نہیں دیکھا تھا لیکن زر خان اس کے گلابی گلابی
چہرے کو دیکھتے ہوئے محفوظ ہو رہا تھا مانو جیسے یہ منظر اس کا
پسندیدہ منظر ہو

ڈیڈ ہم اپنی فیملی پکچر بنوائیں گے نابیلا اپنا آئی پیڈ سائیڈ پر رکھتے
ہوئے بولی کیونکہ یہ پلاننگ تو ان باپ بیٹی کی صبح سے ہو رہی تھی
جیسے فیملی پکچر بنوانا اپنی بہت زیادہ تصویریں بنوا کر پرنٹ کروانا اور
پھر عینا کے ساتھ فوٹو شوٹ کروانا

جی ہاں پر نسز ہم اپنی فیملی پکچر بھی بنوائیں گے اس لیے تو میں آپ
کو لینے آیا ہوں چلو اب جلدی سے جوتا پہنو ہم نیچے چلتے ہیں
زر خان بیلا کے گال پر لب رکھتے ہوئے بولا تو بیلا کھلکھلا کر اٹھی
اور جلدی سے اپنے جوتے پہننے لگی

ڈیڈ آپ رکیں میں ابھی آئی بیلا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی اور پھر بھاگ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی

بیلا کا جاتے ہی زر خان نے عینا کی طرف دیکھا جو بیڈ سے اپنا دوپٹہ
اٹھا کر خود پر اوڑ رہی تھی زر خان نے پہلے عینا کے دوپٹے کو کھینچا

اور پھر ساتھ ہی عینا کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تو عینا
اپنے دوپٹے سمیت زر خان کے اوپر آگری

زر خان نے یہ حرکت اتنی اچانک کی تھی کہ عینا کو کچھ سمجھ ہی
نہیں آیا تھا اور اب وہ زر خان کے مضبوط حصار میں قید تھی جو وہ
اس کی کمر کے گرد باندھ چکا تھا

دور بھاگنے والا ظلم مت کیا کرو سویٹ ہارٹ زر خان عینک کے
دونوں گالوں پر باری باری لب رکھتے ہوئے بولا

میں آپ کو گولی مار دوں گی زرخان سکندر عینا زرخان کی طرف
دیکھتے ہوئے غصے سے بولی کیونکہ زرخان کی یہ حرکتیں اسے
بوکھلانے پر مجبور کر رہی تھی

ماردوسویٹ ہارٹ تمہارے ہاتھوں تو مرنے کو بھی تیار خان نے
اس کی پیشانی پر لب رکھے تو عینا نے ایک ہاتھ اس کے چہرے پر
رکھتے ہوئے اس کا چہرہ خود سے تھوڑا دور کیا اور ایک ہاتھ اس کے
سینے پر رکھتے ہوئے جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی یہ موقع کی
غنیمت تھی یا وقت صحیح تھا جو عینا نے زرخان کو خود سے دور کیا
کیونکہ تب ہی بیلا کمرے میں داخل ہوئی تھی اگر وہ ان دونوں کو
ایسے دیکھ لیتی تو اس بچی کے ذہن پر کیا اثر پڑتا یہ سوچ کر عینا نے

زر خان کو گھورا جو عینا کا دوپٹہ اپنے ہاتھ میں پکڑے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکرا رہا تھا

ڈیڈ ایم ریڈی اب ہم چلیں بیلا زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
ڈریسنگ روم سے شاید وہ اپنا چھوٹا سادو پٹہ لینے گئی تھی جو اس
وقت اس کے گلے میں موجود تھا جو اس کے کیوٹنس کو مزید بڑھا
رہا تھا

یس پرنسز چلیں زر خان نے بیلا دروازے کی طرف اشارہ کیا تو
مسکراتے ہوئے دروازے کی جانب چل دی جب عینا نے
زر خان کے ہاتھ سے کھینچ کر اپنا دوپٹہ لیا اور اسے ایک زبردست
گھوری سے نوازا بدلے میں زر خان نے اسے ایک آنکھ ماری تو

عینا نے پاس پر اکشن اٹھا کر زر خان کے منہ پر مارا کیونکہ اس وقت اس کے پاس یہی چیزیں موجود تھیں اگر گن ہوتی تو وہ ضرور اب تک زر خان پر گولی چلا چکی ہوتی

جبکہ عینا کے کشن مارنے پر زر خان کا پرکشش قہقہہ کمرے میں گونجاتھا اسے عینا کو تنگ کرنے میں ایک الگ ہی مزہ آرہا تھا اور اگر عینا کا دماغ گھوم جاتا تو اس کا یہی مزہ اس نے اچھے سے نکالنا تھا

عینا زر خان کو گھورنا چھوڑ کر بیلا کی طرف متوجہ ہوئی جو دروازے کے پاس کھڑی ان دونوں کو منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اس نے کبھی اپنی بیچی کو اتنا انتظار نہیں کروایا تھا جتنا

زر خان کے چکروں میں وہ کر رہی تھی مگر بغیر زر خان کی طرف
دیکھے عینا بیلا کے قریب گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کے کمرے کا
دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ زر خان بھی ان دونوں کے پیچھے
ہی تھا

عینا بیلا کا ہاتھ تھا مے زر خان کے ساتھ لان میں داخل ہوئی تو
سامنے ہی اسے دو انجان چہرے دکھائی دیے جبکہ ان کے ساتھ
دانش اور مصطفیٰ بھی کھڑے تھے

السلام علیکم بھا بھی کیسی ہیں آپ جہاں زیب اور زید عینا کی طرف
دیکھتے ہوئے بہت ادب سے بولے

وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک بھائی ان کا ادب سے بھا بھی بولنا عینا
کی کنفیوژن دور کر گیا تھا

ہم آپ کے شوہر نامراد کے دوست ہیں بھا بھی زید نے مسکراتے
ہوئے اپنا تعارف خود ہی کروایا تو عینا نے ہلکا سا مسکرا کر ہاں میں
سر ہلایا

جی ہم اس کے کالج کے فرینڈ ہیں ابھی آپ کا ایک دیور تو آیا ہی
نہیں مگر کوئی بات نہیں وہ بھی جلد آئے گا اس وقت تو وہ پاکستان
میں موجود نہیں اس لیے نہیں آسکا مگر آپ کو شادی کی مبارکباد
دینے اپنی بیوی کے ساتھ ضرور آئے گا جہانزیب نے مسکراتے
ہوئے مکزم کے بارے میں بھی بتایا

پھر آپ میرے کیا لگے ان سب کو اپنے نزدیک سے بیلا کی آواز
سنائی دی تو سب نے بیلا کی طرف دیکھا جو اپنی بڑی بڑی گرے
آنکھوں سے جہانزیب اور زید کو دیکھ رہی تھی

ہم آپ کے چاچو ہیں پر نسز جہانزیب سے اپنے بازو میں اٹھاتے
ہوئے مسکرا کر بولا جبکہ عینا ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں

دیکھ رہی تھی اور ٹھیک اس کے پیچھے سے کھڑا زرخان مسکرا کر
ان سب کو دیکھ رہا تھا

ویسے بھابھی ایک آپس کی بات ہے آپ اس بندے کے ساتھ
گزارا کیسے کرتی ہیں زید عینا کی طرف تھوڑا سا جھک کر ہلکی آواز
میں بولا اس کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ وہاں موجود ہر شخص نے سنی
تھی

گزارا کرنا مجبوری تو نہیں ہے مگر پھر بھی بہت مشکل سے گزارا
کر ہی لیتی ہوں عینا کون سا اتنی سیدھی تھی اس نے بھی زچ
کرنے والا جواب دیا

اچھا مطلب یہ بندہ آپ کو بھی سکون سے نہیں رہنے دیتا زید نے
اگلا سوال کیا

سکون لفظ کا اس بندے سے کیا لینا دینا بھائی عینا نے پھر سے جل
کر راکھ کر دینے والا جواب دیا جبکہ وہ ایک دوسرے کو ایسے
سوال جواب کہہ رہے تھے جیسے زر خان وہاں موجود ہی ناہو

مجھے تو لگتا ہے کہ اس بندے کا دماغی توازن خراب ہے زید اپنے
دماغ پر ایک انگلی رکھتے ہوئے بولا

جی بالکل مجھے بھی یہی لگتا ہے عینا نے اسفغار کیا

کیا خیال ہے پھر ایک چکر مینٹل ہاسپٹل کا نہ لگو الیں زید جیسے
مشورہ دے رہا تھا یاں مانگ رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آئی

مجھے بھی یہی لگتا ہے عینا نے ہامی بھری جبکہ عینا کے اس طرح
کہنے پر سب کے زور دار قہقہے لان میں گو نچے تھے جبکہ زر خان
جسے وہ فراموش کیے ایسے بات کر رہے تھے جیسے وہ وہاں پر ہو ہی
نا وہ زید کو بری طرح گھور رہا تھا کیونکہ عینا سے وہ بعد میں حساب
لینے کا ارادہ رکھتا تھا

آپ سب اس طرح تو نہ بولیں میرے لالا تو اتنے اچھے ہیں پورا
ملک ان کی اتنی عزت کرتا ہے اور آپ لوگ انہیں پاگل بنا رہے
ہیں مصطفیٰ کو ان کا مذاق اچھا نہیں لگا تھا

ارے چھوٹے بچے ہم میں یہ چیزیں الاؤ ہیں ہمارا تیرے بھائی سے
عزت کا کیا لینا دینا زید مصطفیٰ کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا
زرخان نے آگے بڑھ کر زوردار مکا اس کی کمر میں رسید کیا تو وہ
درد سے چلا اٹھا

بے غیرت انسان تو مجھے اتنا ہلکے میں لے رہا ہے ابھی تمہیں اس
دنیا سے غائب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور تمہیں کوئی ڈھونڈ
بھی نہیں سکے گا زرخان اسے گھورتے ہوئے بولا ایک تو اس کا
دوست اور دوسری اس کی بیوی یہ دونوں ہی اسے بہت ہلکے میں
لے رہے تھے سارا ملک جانتا تھا کہ زرخان سکندر کتنا خطرناک
انسان ہے پورا گاؤں اس کے فیصلوں سے ڈرتا تھا اور یہاں یہ

دونوں اسے کچھ جان ہی نہیں رہے تھے ایک طرف کمینہ
دوست اور دوسری طرف جانِ عزیز بیوی تھی تو اسے پاگل قرار
دے کر مینٹل ہاسپٹل پہنچانے کا چکروں میں تھے

زر خان کو دیکھتے ہوئے عینا نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور بغیر کچھ
بولے وہاں سے سٹیج کی جانب بڑھ گئی کیونکہ بیلا تو جہانزیب کے
پاس تھی اور وہ دونوں باتیں کرنے مصروف تھے اور جب تک
بیلا نے زید اور جہانزیب کا مکمل انٹرویو نہیں لے لینا تھا تب تک
اس کی باتیں بھی ختم نہیں ہونی تھی

حادث کب سے انتظار میں بیٹھا تھا کہ کب یہ رسمیں ختم ہوں اور
کب وہ لائے سے بات کر سکے کیونکہ اسے ایک بار بھی لائے سے

بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا سبھی آرہے تھے اور رسم کر رہے
تھے ایسے میں وہ لائبرے کو مخاطب نہیں کر سکتا تھا

اب جیسے سب رسم کر چکے تھے اور سٹیج پر اب زیادہ لوگ موجود
نہیں تھے تو حارث نے لائبرے کی طرف دیکھا جو ساتھ ہی صوفے
پر بیٹھی فاریہ کو دیکھ رہی تھی

ادھر کیا دیکھ رہی ہو شوہر تو تمہارا تمہارے قریب بیٹھا ہے
حارث لائبرے کی طرف تھوڑا جھکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں بولا
تو لائبرے نے جھٹکے سے سرگھما کر حارث کی طرف دیکھا مگر اس کا
چہرہ قریب ہونے کی وجہ سے وہ اس کے چہرے سے ٹکراتے
ٹکراتے بچی تھی

آپ زرا دور ہو کر نہیں بیٹھ سکتے لائے حارث کی طرف دیکھتے
ہوئے تھوڑا پیچھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بولی

اب اور کتنا دور ہو کر بیٹھوں یہاں سے اٹھ کر کہیں اور چلا جاؤں
کیا حارث صوفی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا جہاں حارث
اور لائے بیٹھے تھے اور ان دونوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا

ہاں تو کم سے کم آپ چپکے تو نہیں میرے ساتھ لائے مزید فاصلہ
بناتے ہوئے بولی

حارث نے ایک نظر لائے کو دیکھا اور پھر اس کے کمر میں ہاتھ
ڈال کر ایک جھٹکے سے اپنے اور اس کے درمیان کا فاصلہ مٹایا جبکہ
حارث کی اس حرکت پر لائے نے ہڑبڑا کر سامنے کی طرف دیکھا
تھا کہ کہیں ان دونوں کو کوئی دیکھ تو نہیں رہا

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ یہ تو لحاظ کر لیں کہ اس وقت آپ
کہاں بیٹھے ہیں لائے حارث طرف دیکھتے ہوئے دانت پستے ہوئے
بولی

کہاں بیٹھا ہوں اپنی حویلی میں اپنے لان میں بنے سٹیج پر اپنی ہی
ملکیت کے ساتھ بیٹھا ہوں حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرا کر بولا

حارث پلینز نہ کریں میرا آگے ہی بی بی پی لو ہے لائے حارث کی
طرف دیکھتے ہوئے بے بسی سے بولی کیونکہ اس وقت اس کا دماغ
گھوم رہا تھا جو شاید بہت زیادہ مٹھائی کھانے کی وجہ سے ہو گیا تھا

اچھا اگر کہو تو میں سیٹ کر دوں تمہارا بی بی بھی اور تمہیں بھی
حارث لائے کا ہاتھ پکڑتے زو معنی انداز میں بولا

نہیں بہت شکریہ بس چپ کر کے بیٹھ جائیں میرا بی بی خود ہی
ٹھیک ہو جائے گا لائے حارث کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے

بولی

بیوی اب تم حد سے بڑھ رہی ہو ہوا گرا ب تم نے میرے ہاتھ
سے اپنا ہاتھ چھڑوایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اور حارث لائے
کا ہاتھ دوبارہ اپنی سخت گرفت سے میں لیتے ہوئے ذرا سختی سے
بولا تو لائے نے منہ بسورا

اور یہ منہ کے ایسے سٹائلش ڈیزائن مت بناؤ ورنہ یہ جو میں کل
تک کا انتظار کر رہا ہوں نا یہ بھی نہیں کروں گا حارث لائے کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ ایک تو وہ دلہن بنی اتنی
پیاری لگ رہی تھی اور اوپر سے وہ ایسے سٹائلش منہ
بنا رہی تھی کہ حارث کو لگ رہا تھا کہ کل تک کا انتظار تو
بالکل نہیں کر سکے گا

لائبہ نے ایک نظر حارث کی طرف دیکھتے ہوئے ایک گہرے
سانس لیا اور پھر سامنے کی طرف دیکھنے لگی جبکہ کوئی مزاحمت اس
نے ہر گز نہیں کی تھی جس نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا وہ اس کا
محرم تھا کوئی غیر تو نہیں جو وہ یوں اس سے دور بھاگتی اگر وہ اس
سے دور بھاگتی بھی تو اسے واپس اسی کے پاس آنا تھا اس لیے وہ
خاموشی سے بغیر بحث کیے سامنے دیکھنے لگی جبکہ لائبہ کی شرافت
دیکھتے ہوئے حارث مسکرایا

میم آپ تھوڑا قریب ہو کر بیٹھیں اس طرح آپ کی تصویریں
نہیں صحیح آرہی فاریہ ار حم سے کافی فاصلے پر بیٹھی ہوئی تھی جب
فوٹو گرافر نے فاریہ کو ار حم کے قریب ہو کر بیٹھنے کا بولا

فاریہ نے گردن موڑ کر ار حم کی جانب دیکھا تو ار حم نے فاریہ کی
طرف دیکھتے ہوئے ایک آئی برو آچکائی جیسے نظروں ہی نظروں
میں کہنا چاہ رہا ہو کہ محترمہ اب آپ خود قریب ہو کر بیٹھیں گی یا
میں آپ کو کروں

ار حم کی آنکھوں میں موجود تحریر پڑھ کر فاریہ بے حد شرافت کا
مظاہرہ کرتے ہوئے خود ہی کھسک کر ار حم کے قریب ہو کر بیٹھ

گئی جبکہ فاریہ کی اس حرکت پر ارحم کے ہونٹوں تلے دلکش
مسکراہٹ رینگ گئی

کچھ تصویریں لینے کے بعد وہ فوٹو گرافر دوسری سائیڈ پر چلا گیا
جبکہ اس کے جاتے ہی ارحم نے فاریہ کو کمر سے تھام کر مزید
قریب کیا تھا جبکہ ارحم کے اتنے قریب ہونے پر فاریہ نے بوکھلا
کر ارحم کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں عجیب سی چمک لیے فاریہ
کو دیکھ رہا تھا

پہلی بات تو یہ کہ آج ہماری مہندی ہے اور دوسری یہ کہ تم میری
دلہن بنی میرے قریب بیٹھی ہو اور تیسری بات یہ کہ میرے
قریب ہوتے ہوئے بھی مجھ سے دور جانے کی کوشش کر رہی ہو

اور آخری بات یہ کہ تم میری بیوی ہوا اگر اب تم نے مجھ سے ذرا
سا بھی دور ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی تو فنکشن ختم ہوتے ہی میں تم
سے تمہارے کمرے میں ملاقات کروں گا ارحم فارہ کی طرف
دیکھتے ہوئے بھاری گھمبیر سرگوشی ہوتے ہوئے بولا تو فارہ کے
جسم میں سرد لہر گزری کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ارحم کی کمرے میں
ملاقات کا مطلب کیا ہو سکتا ہے وہ تو آگے ہی کل رات والی
ملاقات کی وجہ سے ارحم سے نظریں نہیں ملا پارہی تھی اور اوپر
سے وہ آج پھر اس سے ملنے کی بات کر رہا تھا جو فارہ تو ہر گز نہیں
چاہتی تھی اس لیے خاموش ہو کر اس کے قریب ہی بیٹھی رہی مگر
اس کے جسم کی کپکپاہٹ ارحم بخوبی محسوس کر سکتا تھا

انسان بن کر بیٹھو فار یہ کھا نہیں جاؤں گا میں تمہیں ار حم
دوسرے ہاتھ سے فار یہ کا ہاتھ پکڑ کے اس کے ہاتھ کی پشت کو
اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا شاید وہ فار یہ کو ریلیکس
کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ فار یہ گھبرائے جا رہی تھی

اپنی اس کپکپاہٹ پر قابو کرو میری جان ورنہ کل کی رات کیسے
گزاروں گی میرے ساتھ ار حم مسکراتے ہوئے بولا جبکہ اس کے
مسکراہٹ فار یہ کی جان نکالنے کا سبب بن رہی تھی

دو دیکھیں آپ-----

جی بولیں میری جان میں تو آپ کو ہی دیکھ رہا ہوں ار حم مکمل طور
پر فاریہ کی جانب متوجہ ہو واجب فاریہ نے اپنے خشک ہوتے گلابی
لبوں پر زبان پھیر کے ار حم کی طرف دیکھا جو بغور اسے دیکھ رہا تھا
فاریہ کی یہ حرکت ار حم کے اندر کیا جذبات جگائی تھی شاید وہ خود
بھی نہیں جانتی تھی

ریلیکس رہو فاریہ تم تو اس طرح کانپ رہی ہو جیسے میں تمہارا
شوہر نہیں پتہ نہیں کوئی ہوائی چیز ہوں جسے دیکھ کر تم اتنا ڈر رہی
ہو ار حم کے لہجے میں اب تھوڑی ناراضگی تھی فاریہ کا یوں گھبرانا
اس سے ڈرنا ار حم کو بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا جبکہ ار حم کے لہجے
میں جھلکتی ناراضگی کو محسوس کر کے فاریہ خود کو ریلیکس کرنے

کی بھرپور کوشش کرنے لگی اور کچھ ہی دیر میں وہ اس کوشش
میں کامیاب بھی ہو گئی

آپ کو برا لگا آئی ایم سوری ار حم کو اپنے قریب سے فاریہ کی ہلکی
سی آواز سنائی دی تو ار حم نے فاریہ کی طرف دیکھا جو معصوم
نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی اس کی اتنی معصوم سی
شکل دیکھ کر ار حم کو اس پر بے تحاشہ پیار آیا مگر اس وقت وہ جس
جگہ موجود تھا وہ نہ تو اپنا پیار جتلا سکتا تھا اور نہ ہی دکھا سکتا تھا

نہیں مجھے برا نہیں لگا مگر اچھا بھی نہیں لگا تھا اور میں تمہارا شوہر
ہوں تمہارا محرم ہوں کم سے کم تمہارا تو یہ حق نہیں بنتا کہ تم مجھ
سے ڈرو یا گھبراؤ ار حم فاریہ کی ہتھیلی پر اپنی انگلی چلاتے ہوئے بولا

ار یہ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس کی ہتھیلی پر اپنا اور فار یہ کا نام
لکھ رہا ہو

فار یہ نے ہلکا سا مسکرا کر ار حم کی طرف دیکھا جیسے یقین دلانا چاہ
رہی ہو کہ اب وہ نہ تو اس سے گھبرا رہی ہے اور نہ ہی ڈر رہی ہے
جبکہ فار یہ کے مسکرا نے پر ار حم بھی خوبصورتی سے مسکرایا اور
اس کے مہندی سے سچے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں قید کرتا مہمانوں کی
طرف دیکھنے لگا جن میں سے کچھ مہمان رخصت ہو رہے تھے اور
کچھ مہمان ابھی وہیں پر موجود تھے

مہمانوں کو کم ہوتا دیکھ کر دانیہ نے عینا سے اجازت لی کہ وہ اپنے
کمرے میں جا کر کپڑے چینج کر کے تھوڑی دیر آرام کر لے
کیونکہ آج اس کا نکاح بھی تھا اور اب فنکشن اس وجہ سے وہ بہت
تھک چکی تھی اب اسے بے تحاشہ تھکن محسوس ہو رہی تھی اس
لیے عینا نے بھی اس کی طبیعت کی پیش نظر اسے جانے کی
اجازت دے دی تھی

دانیل سیرٹھیوں کے قریب پہنچی تو اسے سامنے ہی سیرٹھیوں سے
دانیل آتا ہوا دکھائی دیا دانیل کو دیکھتے ہی دانیل نے اپنی نظریں
جھکالی تھی دانیل نے بہت غور سے دانیل کی اس حرکت کو دیکھا
تھا

دانیل دانیل کے قریب سے تیزی سے گزر کر جانے لگی جب
دانیل کی آواز نے اس کے قدم وہیں روک دیے

سنو۔۔۔۔۔ دانیل دانیل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو دانیل نے
اپنا سوکھا ہوا گلہ تر کیا اور مڑ کر دانیل کی طرف دیکھا جو اس کے
سامنے ہی کھڑا تھا

نچ جی۔۔۔۔۔ دانیل نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا

تم جانتی ہو کہ میں تمہارا کیا لگتا ہوں دانیال دانیل کی طرف دو
قدم بڑھاتے ہوئے بولا

نچ جی بھائی دانیل اسے جواب دینے کے چکروں میں اسے پھر سے
بھائی بول گئی جبکہ اب شوہر ہونے کا میڈل حاصل کرنے کا بعد
بھی دانیل کے منہ سے بھائی لفظ سن کر دانیال کو جھٹکا لگا

لڑکی میں تمہارا بھائی نہیں ہوں دانیال دانیل کی طرف دیکھتے
ہوئے تھوڑا سیریس انداز میں بولا جبکہ دانیل کو فوراً اپنی غلطی کا
احساس ہوا تھا تو وہ جلدی جلدی میں کیا بول گئی ہے

سورى دانير هكلاتے هوئے بولى

كيا سورى مجھے بتاؤ كه ميں تمهارا كيا لگتا هوں دانىال نے دوباره
وهى سوال كيا

بھائى مطلب شوهر----- دانير بيچارى كو تو سمجھه هى نهىں آرہا
تھا كه وه كيا بولے

يار ميں تمهارا بھائى نهىں هوں كيوں اپنے اور ميرے نكاح كا
ستياناس كرنے پر تلى هوئى هوا گر ايك بار اور بهى تم نے مجھے بھائى
بولانا تو تمهیں ميں شوهر بن كے دكھا دوں گا دانىال دانير كے بے

حد قریب کھڑے ہوتے ہوئے اسے وارن کرنے والے انداز
میں بولا اس کے لہجے میں سختی نہیں تھی مگر وہ سنجیدہ تھا وہ ایسا ہی
تھا وہ کسی سے بھی سختی سے بات نہیں کرتا تھا سوائے اپنے
دشمنوں کے دانیال حیدر جو اپنوں کے سامنے تھا وہ اپنے دشمنوں
کے سامنے بالکل برعکس تھا ظالم اور سفاک انسان مگر اپنوں کے
معاملے میں وہ بہت رحم دل اور خوش مزاج لڑکا تھا

وہ میں نے جانا ہے دانیال بری طرح اپنے لب کھلتے ہوئے بولی
فلحال اس وقت اسے بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ دانیال کو کیا
جواب دے اور کیا نہیں

کہاں جانا ہے۔۔۔۔۔ دانیال نے نرمی سے پوچھا وہ محسوس کر چکا
تھا کہ دانیال کی موجودگی میں وہ نروس ہو رہی ہے

چیلنج کرنے۔۔۔۔۔ دانیال نے معصومیت سے جواب دیا

کیوں ابھی تو فنکشن ختم نہیں ہوا پھر اتنی جلدی کیوں چیلنج کرنے
جارہی ہو دانیال کو تجسس ہوا

وہ مجھے نیند آرہی ہے دانیال نے سچی پیش گوئی کی

کیا بات کر رہی ہو تمہیں نیند بھی آتی ہے دانیال حیران ہوتے
ہوئے بولا تو دانیال نے معصوم نظروں سے دانیال کی طرف دیکھتے
ہوئے ہاں میں سر ہلایا

ایسا کیسے ہو سکتا ہے مجھے تو لگا کہ تم نہیں سوتی ہو گی مگر تمہیں تو
نیند آتی ہے دانیال کے چہرے کے ایکسپریشن ابھی بھی ویسے ہی
تھے جبکہ دانیال نے دانیال کی طرف نا سمجھی سے دیکھا

کک کیوں۔۔۔۔۔ دانیال سوالیہ نظروں سے دانیال کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی

مجھے تو لگا کہ تم اتنے سالوں سے سوہی رہی تھی تو اب تمہیں کہاں
نیند آتی ہو گی مگر اتنے سالوں سے نیند پوری کرنے کے بعد بھی
تمہیں آج بھی نیند آتی ہے اسٹریج دانیال نے اپنا لو جک پیش کیا
جو دانیل کی سمجھ میں تو بالکل نہیں آیا تھا

لیکن مجھے اب نیند آتی ہے اگر میں نہیں سوتی تو میری آنکھوں
میں پین ہوتی ہے دانیل نے اپنی طرف سے اس کے سوال کا
جواب دیا تھا

اچھا کہاں پین ہوتی ہے دکھاؤ دانیال نے آگے بڑھ کر دانیل کی
آنکھوں کے نیچے ہاتھ لگایا جبکہ دانیل کے نرم و نازک چہرے سے
ہاتھ ٹکراتے ہی دانیال کو ایک الگ ہی احساس محسوس ہوا تھا

اوہو تمہاری آنکھوں میں تو ایک مسئلہ ہے شاید تمہاری نظر کمزور
ہو گئی ہے کوئی بات نہیں صبح میں تمہیں گلاسز لگوا کر لاؤں گا
اتنے اتنے بڑے دانیال اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے دائرہ بناتے
ہوئے بھرپور شرارتی انداز میں بولا جبکہ وہ معصوم اس کی
شرارت کو بالکل نہیں سمجھ پارہی تھی

نن نہیں مجھے گلاسز نہیں پسند آپ رہنے دیں دانیال کی
طرف دیکھتے ہوئے بولی جیسے صبح وہ واقعی میں اسے گلاسز لگوانے
لے جائے گا

میں اب جاؤں دانیر نے معصومیت بھرے انداز میں دانیال سے
اجازت مانگی تو ناچاہتے ہوئے بھی دانیال مسکرا دیا وہ واقعی میں
بہت معصوم تھی بالکل کسی چھوٹی سی بچی کی طرح ہوشیاری چلا کی
اور تجربہ کیا ہوتا ہے اس لڑکی کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا

ہاں ٹھیک ہے جاؤ لیکن اسندہ مجھے کبھی بھائی مت بولنا شوہر ہو
تمہارا میرا نام لے لینا اوکے دانیال نے مسکراتے ہوئے ہلکے سے
اس کے گال کو تھپتھپایا تو دانیر نے جلدی سے سر اوپر نیچے ہلایا اور
پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ دانیال اسے جاتے ہوئے
دیکھ رہا تھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی دانیال
وہیں پر کھڑا رہا

کہاں سے لگتی ہے یہ سیکرٹ ایجنٹ آفیسر دانیال حیدر کی بیوی
بالکل چھوٹی سی بچی تو ہے اسے تو میں آرام سے ہینڈل کر لوں گا
دانیال مسکراتے ہوئے بڑبڑایا اور قدم حویلی سے باہر کی جانب
بڑھائے یہ پہلی بار تھا مگر دانیال اسے بہت اچھی لگی تھی بالکل کسی
چھوٹی بچی کی طرح

فنکشن اپنے اختتام پر پہنچ چکا تھا تمام مہمان واپس جا چکے تھے
جبکہ جو مہمان حویلی رہنے کے لیے آئے تھے وہ سب بھی اپنے

اپنے کمروں میں جا چکے تھے اس وقت حویلی کے مکین لاؤنج میں
بیٹھے چائے پی رہے تھے کیونکہ سب کو ہی بے حد تھکن کا احساس
ہو رہا تھا اس لیے سب نے چائے پی کر اپنے اپنے کمروں میں
سونے کے لیے چلے جانا تھا لائبریری اور فارم کو وہ پہلے ہی کمروں میں
بھیج چکے تھے اور وہ دونوں چیلنج کرتے ہی سو گئی تھی کیونکہ وہ
دونوں بے تحاشہ تھکی ہوئی تھی اور کل بہتر دکھنے کے لیے ان
کے لیے نیند پوری کرنا بے حد ضروری تھا

بیلا بھی نیند سے جھول رہی تھی اس لیے عینا اسے لے کر اپنے
کمرے میں جا چکی تھی اور اب عینا بیلا کو سلا کر اپنا لیپ ٹاپ
کھولے اپنا کچھ کام کرنے میں مصروف تھی یہ دن دانیال اور عینا
کے لیے بے حد ضروری تھے مگر حویلی میں شادی ہونے کی وجہ

سے وہ لوگ آفس نہیں جاسکے تھے اور ان کا بہت سا کام پینڈنگ
پر پڑا ہوا تھا جسے اب عینا بیٹھی مکمل کر رہی تھی

اسے آج رات ہر صورت میں ایم این اے کہ تمام کر تو توں کی
فائل تیار کرنی تھی کیونکہ کل ان دونوں نے ایم این اے کو
گرفتار کرنے کے لیے جانا تھا اور اس دوران ایسا نہیں چاہتی تھی
کہ کوئی بھی قانونی فلسفہ بیچ میں آئے اسی لیے وہ مضبوط ثبوت کے
ساتھ وہاں جانا چاہتی تھی جو رات کے دو بجے بیٹھی وہ تیار کر رہی
تھی

فائل تیار کرتے کرتے کب اتنا وقت گزر گیا عینا کو احساس ہی
نہیں ہوا پتہ تو اسے تب چلا جب اس کے کانوں میں اذان کی آواز

پڑی تو اس نے اپنے کام کی رفتار مزید بڑھادی اور اگلے 15 منٹ میں وہ فائل تیار کر کے لیپ ٹاپ کو بند کیا اور ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کر کے اپنی ٹانگیں بالکل سیدھی کر کے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی اور پھر ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو پانچ بجارہی تھی

عینا بیڈ سے اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی اگلے پانچ منٹ بعد وہ وضو کر کے آئی اور فجر کی نماز ادا کی اور واپس بیڈ پہ آ کے بیلا کو اپنے حصار میں لے کر اس کی پیشانی کو چوما اور مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں موند گئی کچھ گھنٹے ہی سہی مگر اس کا سونا ضروری تھا کیونکہ دوپہر کا فنکشن تھا اور فنکشن ختم ہونے کے بعد ہی انہیں ایم این اے کو گرفتار کرنے جانا تھا

صبح کے آٹھ بجے عینا کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور
کمرے میں زر خان داخل ہوا کمرے کا دروازہ آہستہ سے بند کر
کے زر خان نے سامنے بیڈ کے جانب دیکھا جہاں بیلا اٹھ کر بیٹھی
اپنی آنکھیں مسل رہی تھی اور قریب ہی عینا اپنی آنکھوں پر ایک
بازور کھے سیدھی لیٹی گہری نیند سو رہی تھی ان دونوں کو دیکھ کر
زر خان بے ساختہ مسکرایا اور چلتا ہوا بیلا کے قریب بیٹھ گیا

ڈیڈ۔۔۔۔۔ بیلانے اپنی نیند سے بھری آنکھوں کو کھولتے ہوئے
زر خان کو دیکھا اس کی آواز نیند میں ڈوبی ہوئی محسوس ہو رہی
تھی شاید وہ ابھی اٹھی تھی

مائی پر نسر آہستہ بولیں آپ کی مام سوری ہیں نازر خان بیلا کو نرمی سے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے بولا کیونکہ وہ عینا کے سر کے قریب ہی سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ کو دیکھ چکا تھا اتنا دیکھتے ہی وہ سمجھ چکا تھا کہ یقیناً عینا رات بھر کوئی نہ کوئی کام کرتی رہی ہے جس کی وجہ سے وہ اب اتنی گہری نیند میں تھی وہ ہمیشہ گہری نیند تب ہی سوتی تھی جب وہ بہت زیادہ تھکی ہوتی تھی ورنہ اس کی نیند اتنی کچی تھی کہ وہ اپنے قریب ہونے والی آہٹ کو محسوس کر کے بھی اٹھ جاتی تھی

او کے ڈیڈ۔۔۔۔۔ بیلا اپنی آنکھوں کو پورا کھول کر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو زر خان اسے اپنے بازو میں اٹھاتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا

آپ کی آنی کے پاس چلتے ہیں تاکہ وہ آپ کو فریش کروا کے آپ کو چیئنج کروا سکیں پھر ہم ناشتہ کرنے چلیں گے آپ کی مام تھکی ہوئی ہے نا اس لیے انہیں سونے دیں زر خان بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی آواز میں بولا تو بیلا نے زر خان کی گردن میں اپنے دونوں بازو حائل کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو زر خان بھی مسکراتے ہوئے بیلا کو لے کر کمرے سے نکل گیا

بیلا کو دانیل کے پاس چھوڑ کر وہ نیچے لاؤنج میں گیا تھا جہاں سب ہی موجود تھے اس وقت سب اٹھ چکے تھے اور ناشتے کی تیاری ہو رہی تھی دانیال نے سب کو بتا دیا تھا کہ عینا کسی وجہ سے رات کو سو نہیں سکی اور اب وہ گہری نیند سو رہی ہے اس لیے کوئی بھی اسے اٹھانے نہ جائے وہ خود ہی اٹھ جائے گی اسے ایک ضروری کام کے لیے جانا تھا اس لیے حویلی والوں کو تاکید کرتا ہوا وہ حویلی سے چلا گیا جبکہ بڑی اماں اور اماں جان مسکراتے ہوئے زر خان کو دیکھ رہی تھی جو جاتے جاتے بھی یہ جتلا گیا تھا کہ اس کی بیوی اس کے لیے کیا معنی رکھتی ہے

عینا نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں تو اپنے کمرے میں ہر طرف
پھیلی روشنی کو دیکھا پھر اس نے گردن گھما کر گھڑی کی طرف
دیکھا جو صبح کے 11 بجارہی تھی ٹائم کو دیکھتے ہی عینا ہڑبڑا کر اٹھی

اوشٹ صبح کے 11 بجتے دیکھ عینا جلدی سے بیٹھ سے اٹھی اور
چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی آج اسے کچھ
زیادہ ہی دیر ہو گئی تھی وہ 11 بجے تک سو رہی تھی جبکہ دوپہر کا
سورج پوری آب و تاب سے چمکنے کو تیار تھا

عینا نے جلدی جلدی فریش ہو کر ایک سادہ سا سوٹ زیب تن
کیا اور دوپٹہ سر پہ لے کر کمرے سے باہر نکلی اسے تو وقت کا
احساس ہی نہیں ہو سکا اس کی نیند ہی اتنی گہری تھی کہ اس کو پتہ

ہی نہیں چلا کہ اتنا وقت بھی گزر گیا ایک بجے سب کو حویلی سے
ہال کے لیے نکلنا تھا کیونکہ بارات وہی پر آنی تھی

نیچے لاؤنج میں جانے کی بجائے عینا نے اپنا رخ لائے اور فاریہ کے
کمرے کی جانب کیا کیونکہ اتنا تو اسے اندازہ تھا کہ اس وقت سب
بارات کے لیے تیار ہو رہے ہوں گے کیونکہ جانے کے لیے
صرف دو گھنٹے بچے تھے اور یقیناً دانیہ اور بیلا ان ہی کے کمرے
میں ان کے ساتھ موجود ہوں گی

عینا کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی بیوٹیشن
فاریہ کو تیار کر رہی تھی جبکہ لائے بالکل تیار ہو کر بیٹھی ہوئی تھی
دانیہ بھی تیار تھی اور بیلا کو وہ پہلے سے تیار کر چکی تھی

شکر ہے آپی آپ اٹھ گئی ورنہ میں تو بس آپ کو اٹھانے کے لیے
جانے والی تھی دانیہ عینا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

تو تم مجھے پہلے ہی آکر اٹھا دیتی میں اتنی دیر سوتی رہی مجھے تو پتہ ہی
نہیں چلا عینا دانیہ کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی

میں تو آپ کو اٹھا دیتی آپی مگر زرخان بھائی نے منع کیا تھا انہوں
نے بولا تھا کہ آپ کو کوئی بھی اٹھانے نہ جائے آپ گہری نیند سو
رہی ہیں دانیہ میں تفصیل بتائی

کیا مطلب زر خان صبح میرے کمرے میں آئے تھے عینا حیران
ہوئی

یس مام صبح صبح ڈیڈ آئے تھے پھر انہوں نے بولا کہ آپ کو
ڈسٹرب نہیں کرنا پھر میں اور ڈیڈ ہم کمرے سے باہر آگئے بیلا
عینا کی گود میں بیٹھتے ہوئے بولی کیونکہ اس بارے میں تو بیلا ہی
جانتی تھی

اچھا تو مطلب آپ نے اپنی مام کو ڈسٹرب نہ کرنے کے لیے
انہیں کمرے میں سوتے ہوئے اکیلا چھوڑ کر خود کمرے سے باہر
آگئی رائٹ عینا بیلا کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولی تو بیلا نے
مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا بیلا اس وقت پنک کمر کے باربی

فراک میں ملبوس تھی سنہری بالوں کی دوپونیاں کیے اوپر پنک کمر
کی ہی پنزلگائے بہت پیاری لگ رہی تھی وہ اس باری فراک میں
بالکل باری لگ رہی تھی

بھابھی دیکھیں کتنا ٹائم ہو گیا ہے اب آپ بھی تیار ہو جائیں جلدی
سے صرف آپ ہی رہ گئی ہیں باقی سب تو تیار ہو چکے ہیں لائے عینا
کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ لائے کے بھابھی بولنے پر عینا نے
اسے نہیں ٹوکا تھا جس طرح اس نے حویلی آنے کے بعد اسے بولا
تھا کہ وہ اسے کبھی بھابھی بول کر مخاطب نہ کرے مگر آج لائے
کے بھابھی بولنے پر اس نے کوئی رد عمل پیش نہیں کیا تھا

او کے میری بیلا یہی آنی کے پاس رکے گی اور میں بس ابھی دس
منٹ میں تیار ہو کر واپس آ جاؤں گی او کے عینا بیلا کو اپنی گود سے
اٹھا کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے بولی

او کے مام بیلا اپنے چھوٹے چھوٹے گلابی لب عینا کے ہاتھ کی پشت
پر رکھتے ہوئے بولی جب کہ اس کی اس کیوٹ سی حرکت پر سب
کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا عینا نے بے اختیار بیلا کو بیڈ سے اٹھا کر
اپنے بازوؤں میں بھینچا تھا

میری پیاری سی شہزادی مام کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیلہ کو کھا
جائیں عینا بیلا کا پیٹ میں گد گدی کرتے ہوئے بولی تو وہ کھلکھلا
کر ہنسی جب کہ بیوٹیشن فاریہ کو تیار کرنا چھوڑ کر ان دونوں ماں

بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی اور لائے فار یہ اور دانیہ
تو اسے دیکھتے ہوئے بے تحاشہ خوش ہو رہی تھی

چلیں جی اب بیٹھیں یہیں پر مام بس یوں گئی اور یوں آئیں عینا بیلا
کو واپس بیڈ پر بٹھاتے ہوئے بولی اور پھر تیار ہونے کے لیے اپنے
کمرے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ آگے ہی وقت بہت کم تھا اور
حویلی میں سے صرف وہی رہ گئی تھی جو ابھی تک تیار نہیں ہوئی
تھی

زرخان اس وقت مکمل تیار تھا ایک آخری نظر خود کو آئینے میں
دیکھ کر زرخان نے ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم اٹھائی اور خود پر چھڑ
کر پرفیوم واپس رکھی اور اپنا فون اور گاڑی کی چابی پکڑ کے کمرے
سے باہر نکلا جب وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچا تو اچانک اس کے
قدم رک گئے کچھ سوچتے ہوئے زرخان نے سیڑھیاں اترنے کی
 بجائے قدم عینا کے کمرے کی جانب بڑھائے

خان نے عینا کے کمرے کا دروازہ آہستہ کھولا اور کمرے میں
داخل ہوا تو سامنے ہی بیڈ پر اسے عینا کا سرخ رنگ کا دوپٹہ پڑا ہوا
دکھائی دیا جبکہ عینا کمرے میں موجود نہیں تھی ڈریسنگ روم کا
دروازہ کھلا ہوا تھا یقیناً وہ ڈریسنگ روم میں موجود تھی

زر خان ڈریسنگ روم میں جانے کے بجائے وہیں بیڈ پر بیٹھ گیا اور
عینا کے باہر نکلنے لگا انتظار کرنے لگا ایسے تو وہ منہ اٹھا کر ڈریسنگ
روم میں نہیں جاسکتا تھا کیونکہ اگر عینا اسے اس طرح اپنے
ڈریسنگ روم میں گھستادیکھ لیتی تو یقیناً اسے گولی سے اڑا دیتی مگر
اپنی زندگی اپنی بیوی کے ساتھ بھرپور طریقے سے جینے سے پہلے
وہ اپنی ہی بیوی کے ہاتھوں قتل بالکل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لیے
شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہی بیڈ پر بیٹھ گیا

زر خان نے بیڈ پر پڑا عینا کا سرخ دوپٹہ اٹھایا یہ ڈریس اس نے ہی
عینا کے لیے پسند کیا تھا فنکشن کہ دونوں ڈریس زر خان کی پسند
گئی تھے جبکہ ولیمے کا ڈریس بھی زر خان نے ہی پسند کیا تھا مگر یہ

الگ بات تھی کہ ابھی تک عینا کو ولیمے کے بارے میں علم نہیں
ہوا تھا

زر خان سیدھا بیڈ پر لیٹ گیا اور عینا کا دوپٹہ پکڑ کر اپنے چہرے پر
پھیلا لیا اور اس دوپٹے سے اٹھنے والی خوشبو کو گہرے گہرے
سانس لے کر اپنے اندر اتارنے لگا اس دوپٹے سے عینا کہ وجود
سے اٹھنے والی خوشبو براہِ مہر ہی تھی جبکہ عینا نے ابھی تک ایک
بار بھی وہ دوپٹہ نہیں لیا تھا مگر زر خان کو اس طرح ہی محسوس ہو
رہا تھا جیسے اس میں سے عینا کی خوشبو آرہی ہو

عینا تیار ہو کر ڈریسنگ سے باہر نکلی اس نے سامنے ہی بیڈ پر
زر خان کو لیٹے پایا زر خان کو دیکھ کر اس نے تاسف سے سر ہلایا یہ

بندہ پتہ نہیں کیا چیز تھا پتہ نہیں کیسے کب کہاں آ پہنچتا تھا کچھ
معلوم نہیں ہوتا تھا اس وقت بھی وہ عینا کے بیڈ پر اپنے چہرے پر
عینا کا دوپٹہ پھیلائے یوں لیٹا تھا جیسے اپنی نیند پوری کر رہا ہو

میرا کمرہ کوئی آپ کی آرام گاہ نہیں ہے اپنی نیند پوری کرنی ہے تو
اپنے کمرے میں جا کر کریں عینا زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی
بولی اور چلتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی

زرخان نے اپنے چہرے سے دوپٹہ ہٹایا اور اٹھ کر بیٹھتے ہوئے
عینا کی طرف دیکھا جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی

یہ تم اپنی زبان سے ہر وقت زہر کیوں اگلتی رہتی ہو کبھی پیار سے
بھی بات کر لیا کرو شوہر ہوں تمہارا زرخان عینا کی طرف قدم
بڑھاتے ہوئے بولا جو اپنے گلے میں چین پہن رہی تھی یہ وہی
چین تھی جو پچھلے دو دنوں سے زرخان اس کے گلے میں دیکھ رہا
تھا

ابھی میں زہرا گلتی ہوں تو آپ کسی الفی کی طرح میرے ساتھ
چپکے رہتے ہیں آپ کا ٹھکر پن کم نہیں ہوتا اور جس دن میں
نے پیار سے بات کر لی اس دن نہ جانے آپ کون سی حد پار کریں
گے عینا اپنی چین کا ہک بند کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

حدیں تو ساری میں ایک بار ہی پاڑ کروں گا سویٹ ہارٹ بس اس
لمحے کا انتظار ہے شدت سے زر خان چین سے عینا کہ ہاتھ ہٹاتے
ہوئے بولا جبکہ اس کی بے باک بات کو عینا نے
سرے سے نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ
اس کی ایسی باتوں پر وہ جتنا ری ایکشن دے گی وہ اتنا
ہی پھیلتا جائے گا

زر خان نے آہستہ سے عینا کہ براؤن ریشمی بال گردن سے ہٹا کر
کندھے پر رکھے اور چین کا ہک بند کرنے لگا

بہت خوبصورت ہے یہ لاکٹ کس نے دیا تھا تمہیں زر خان
پوچھے بنانا رہ سکا کیونکہ وہ لاکٹ واقع میں بہت خوبصورت تھا
جبکہ زر خان کا سوال پر عینا تلخی سے مسکرائی

یہ میری مام کا ہے مرنے سے پہلے میری مام نے پہنایا تھا مجھے عینا
کندھے سے اپنے بال ہٹا کر پشت پر پھیلاتے ہوئے بولی تو عینا کی
بات سن کر زر خان نے جھٹکے سے سراٹھا کر آئینے سے نظر آتے
عینا کے عکس کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر نہ کوئی تکلیف تھی اور
نہ ہی کوئی پچتاوا اور نہ ہی کوئی دکھ اس کے چہرے کے تاثرات
بالکل نارمل تھے جیسے یہ بات کرتے ہوئے اسے کوئی فرق نہ پڑا
ہو لیکن یہ تو عینا یاں اس کا خدا جانتا تھا کہ یہ بات کرتے ہوئے

اس کے دل پر کیا گزری تھی اسے اس کی ماں کس شدت سے یاد
آئی تھی جس کا لمس اس نے ایک بار بھی محسوس نہیں کیا تھا

زر خان نے نرمی سے عینا کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیا اور
ٹھوڑی اس کے کندھے پر رکھ کے اپنا اور عینا کا عکس سامنے شیشے
میں دیکھنے لگا

ایک تو تم مجھ پر قیامت بہت ڈھاتی ہو یا زرخان عینا کے ہوش
رہا سراپے کو اپنی نظروں کے راستے دل اتارتے ہوئے بولا

اس وقت عینا سرخ رنگ کے جوڑے میں ملبوس تھی جس کی
شرٹ گھٹنوں سے تھوڑی نیچے تک آتی تھی اور ساتھ سرخ ہی

ٹراؤزر تھا شرٹ کے اوپر گولڈن اور سبز موتیوں کا کام ہوا تھا اور
سرخ رنگ عینا کی دودھیار نگت پر کمال کالگ رہا تھا یوں محسوس
ہو رہا تھا جیسے وہ بنایا ہی عینا کے لیے گیا ہو

کل کے بجائے آج عینا کے خوبصورت ہونٹوں پر سرخ لپسٹک
تھی سبز جھیل سی آنکھوں میں کاجل کی دو لکیریں کھینچی ہوئی
تھیں دونوں گال پہلے سے گلابی تھے اور یہ اس کی نیچرل
خوبصورتی تھی اسے اپنے گالوں کو گلابی کرنے کے لیے کسی میک
اپ کی ضرورت ہر گز نہیں تھی مگر ریڈ لپسٹک میں تو وہ غضب
ڈھار ہی تھی اور اس وقت تو وہ زر خان کے سامنے بغیر دوپٹے
کے کھڑی تھی اگر کوئی عام لڑکی اس طرح کھڑی ہوتی تو ضرور
اس وقت وہ گھبراہٹ کا شکار ہوتی مگر یہ حورالعین سکندر تھی

جس کا ڈر سے اور گھبراہٹ سے کوئی رشتہ ناتا ہی نہیں تھا وہ بہت مضبوط اور کونفیڈنٹ لڑکی تھی اور ویسے بھی اس معاملے میں اس کا دل اسے اجازت دیتا تھا کیونکہ زر خان کوئی غیر نہیں تھا اس کا محرم تھا اور ساتھ اس کی محبت تھا پھر وہ کیوں اس کے سامنے ساتھ پردے کر کے بیٹھتی نا محرم سے ساتھ پردوں کا حکم تھا اور انب جھانکنے بھی نہیں دیا ج نا محرم کو کبھی اس نے اپنے جسم کی تھایہ تو صرف زر خان تھا جس کے سامنے وہ بغیر جھجک کے دوپٹے کے بغیر کھڑی تھی اور زر خان کے لیے ایک نیا امتحان بنی ہوئی تھی

عینا نے نظریں اٹھا کر سامنے شیشے سے نظر آتے زر خان کے عکس کو دیکھا جس نے سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی اور اوپر

ڈارک براؤن کلر کی واسکوٹ زیب تن کی ہوئی تھی دائیں ہاتھ
کی کلائی میں برینڈ ڈواج تھی بال نفاست سے سٹ کیے ہوئے
تھے اور اس کی سپون پرفیوم کی خوشبو جو عینا ہمیشہ سے پہچانتی
تھی وہ اپنی سانسوں میں اترتی ہوئی محسوس کر رہی تھی اس کے
سامنے ایک بے حد خوبصورت پرکشش پرسنلٹی رکھنے والا ایک
مضبوط مرد کھڑا تھا زرخان سکندر کو خوبصورتی کی کمی نہیں تھی
خدا نے اسے بہت خوبصورت بنایا تھا اور اس کی پرسنلٹی اس کا
مینٹین و جہ سے بھرپور جسامت دراز قد وہ شخص کسی بھی لڑکی
کا ایڈیل ہو سکتا تھا مگر وہ صرف اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا اور
بدلے میں اس سے محبت چاہتا تھا اور یہ حسین مردوں میں سے
ایک مرد عینا سکندر کے نصیب میں لکھ دیا گیا تھا اس کی قسمت
ے خودی کے عالم میں زرخان کو ب کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا عینا

دیکھتی جا رہی تھی جبکہ زر خان کا بھی کچھ یہی حال تھا وہ بھی یک
ٹک صرف عینا کو دیکھ رہا تھا جب عینا کو فوراً اپنی پوزیشن کا احساس
ہوا

پیچھے ہٹیں وقت نہیں ہے اتنا اور آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں
جائیں نیچے سب آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے عینا زر خان کا
حصار توڑتے ہوئے بولی اور بیڈ کی جانب بڑھی جب زر خان نے
اس کی سرخ چوڑیوں سے بھری کھلائی کو تھام کے نرمی سے اسے
اپنے نزدیک کیا

کب پورا ہو گا تمہارا یہ مشن زر خان عینا کے خوبصورت چہرے پر
جھولتی ایک آوارہ لیٹ کو کان کے پیچھے آراستے میں بولا

کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟ عینا زرخان کے چہرے پر نظریں جماتے
ہوئے بولی

کیونکہ ضرورت ہے تمہاری تمہارے وقت کی اور تمہاری قربت
کی زرخان آسان سے الفاظوں میں اظہار کر گیا تھا

لیکن مجھے تو کسی چیز کی ضرورت نہیں اس لیے امیدیں چھوڑ دیں
ورنہ انتظار کی سولی پر لٹکے رہیں گے آپ عینا ہلکا سا مسکراتے
ہوئے بولی

تمہارے انتظار کی ایسی کی تیری میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم مجھ سے
کب تک دور رہتی ہو صرف تمہیں مہلت دی ہے یہ نہیں بولا
کہ تمہیں آزاد کر دیا ہے میں نے مت بھولنا کہ تم زر خان سکندر
کی بیوی ہو اس کی ملکیت ہو اور ہمیشہ تمہیں اس کا ہی بن کر رہنا
ہے آج نہیں تو کل تمہیں میری ہی پناہوں میں آنا ہے وقت
صرف اس لیے دیا ہے تاکہ تم اپنا مشن مکمل کر کے اپنی ذمہ
داریوں کو سنبھال سکو اس لیے نہیں کہ تم اپنے دماغ میں فضول
کے فتور پیدا کرو زر خان عینا کو گھورتے ہوئے بولا

مگر مجھے تو آپ کو انتظار کی سولی پر لٹکانے میں مزہ آتا ہے عینا
اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہی تھی یا پھر اس کے منہ سے کچھ اور
ہی سننا چاہ رہی تھی

بہت ہی بے مروت بیوی ہو میری شوہر کو پاگل عاشق بنا کر ہی
چھوڑنے کا ارادہ ہے مگر میں بھی زر خان سکندر ہوں مسسز
زر خان سکندر آپ کے انتظار کو بھی میں خود ہی ختم کروں گا
زر خان عینا کے سرخ ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے
ہوئے بولا جبکہ زر خان کے ارادے جان کر عینا نے اس کا ہاتھ
جھٹکا تھا

میرے ساتھ زیادہ ڈرامے بازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے
میں نے پہلے بھی بولا ہے کہ اتنا فضول وقت نہیں ہے عینا جھٹکے
سے زر خان کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی اور بیڈ سے اپنا دوپٹہ
اٹھا کر خود پر اوڑھا

وقت ہی وقت ہے تم ایک بار اجازت تو دوزرخان دوبارہ اس کے
ساتھ چپک چکا تھا جبکہ عینا کا دل چاہ رہا تھا کہ اس ڈھیٹ انسان کا
سر پھاڑ دے جسے ایک بات سمجھ ہی نہیں آرہی سوائے اپنے
رو مینس کے

زرخان۔۔۔۔۔ اس کے بات مکمل ہونے سے پہلے ہی زرخان اس
کے لبوں پر جھکا اور نرمی سے اپنا لمس چھوڑ کر پیچھے ہٹا جبکہ عینا کا
چہرہ اب سرخ انار بن چکا تھا اس کے ہونٹوں پر لگی سرخ لپسٹک
اور اس کے گالوں پر چمکتی لالی میں کوئی خاص فرق نہیں دکھائی
دے رہا تھا

وہ میں نے سوچا کہ میری بیوی زیادہ میک اپ نہیں کرتی اور
تمہارے گال بہت کم گلابی تھے سوچا ان پر تھوڑا اور گلال بیکھر
دوں زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو بری طرح اسے
گھور رہی تھی اس سے پہلے کہ عینا اپنے پاس پڑی کوئی چیز اٹھا کر
زر خان کو مارتی زر خان تیزی سے کمرے سے نکلا تھا جبکہ عینا
پیچھے سے اسے گھورتی ہی رہ گئی۔

لڑکے والوں کی گاڑیاں حویلی سے نکل چکی تھیں اور ارجم اور
حارث ایک ہی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے جس کی ڈرائیونگ
سیٹ پر جہانزیب بیٹھا تھا اور ساتھ والے سیٹ پر زید برجمان تھا
جبکہ دونوں دہلے پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے زرخان کی گاڑی
میں دہنیں موجود تھیں جن کے ساتھ عینا بیٹھی ہوئی تھی اور وہ
لوگ ابھی بہت پیچھے تھے دانیال کی گاڑی بھی زرخان کی گاڑی
کے ساتھ ہی اپنی منزل کو رواں دواں تھی اور دانیال کی گاڑی
میں دانیال سائمن بیگم حیدر اور بیلا بیٹھے ہوئے تھے جبکہ حویلی
والوں کے تمام مکینوں کی گاڑیاں آگے پیچھے ہی تھیں مہمان پہلے
ہی ہال میں پہنچ چکے تھے اب صرف ان سب کے پہنچنے کی دیر
تھی

یار بہت بور ہو رہے ہیں کچھ ایڈونچر ہی کر لیتے ہیں زید کے
شیطانی دماغ میں کوئی شرارت چمکی

دیکھ بھائی ابھی اپنے اس شیطان کو سلا دے کیونکہ ابھی ہمارا ہال
میں پہنچنا بہت ضروری ہے اپنے ایڈونچر کو بعد کے لیے رکھ لو
ارحم نے اس کے ارادے جان کر اسے وارن کیا

ارے اتنا بھی ضروری نہیں ہے نکاح تم لوگوں کا ہو چکا ہے
صرف رخصتی ہی ہونی ہے ٹائم کے ٹائم پہنچ جائیں گے زید شان
بے نیازی سے بولا جبکہ زید کی بات سن کر ارحم اور حارث نے
بے یقینی کے عالم میں زید کی طرف دیکھا تھا ضرور وہ کوئی نہ کوئی
کارنامہ سرانجام دینے والا تھا اسی لیے وہ اس طرح بول رہا تھا

دیکھیں بھائی ابھی کے لیے آپ اپنے ارادوں کو ڈلے کر دیں
کیونکہ اگر لالا کو معلوم پڑ گیا نا کہ ہم ہال میں دیر سے پہنچے ہیں تو وہ
ایسی درگت بنائیں گے کہ آپ کی سوچ ہوگی حارث نے زید کو
پیار سے سمجھانا چاہا جبکہ زید کے شیطانی دماغ میں کچھ اور ہی چل
رہا تھا

ارے تمہارے لالا کی ایسی کی تیسری کیا کر لے گا وہ زید ہاتھ پر ہاتھ
مارتے ہوئے بولا جیسے زر خان کو وہ کچھ سمجھتا ہی نہ ہو مگر زر خان
کا پڑھنے والا ایک ہاتھ اسے بہت اچھے سے سمجھا دیتا تھا کہ زر خان
سکندر ہے کون

دیکھ یار میں تمہیں پھر سے سمجھا رہا ہوں کوئی بھی الٹی حرکت
کرنے کے بارے میں سوچو بھی مت ارحم زید کے کندھے پر
دباؤ ڈالتے ہوئے بولا

ارے اتنی کیا جلدی ہے تم لوگوں کو جانے کی تھوڑا صبر کر لو
بیویاں تو تم لوگوں کی ہی ہیں اور آنا تو ان دونوں نے تمہارے
پاس ہی ہے پھر کیوں اتنے اتنا ولے ہوئے جارہے ہو اب کی بار
جہانزیب بولا تھا جو تب سے چپ تھا

یار تو۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی ارحم اپنی بات مکمل کرتا جہانزیب نے
جھٹکے سے گاڑی کا رخ موڑا تھا سیدھا جانے کے بجائے وہ بائیں
جانب گاڑی لے گیا تھا اب تو ارحم اور حارث بے یقینی کہ عالم میں

کبھی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور کبھی زید اور جہانزیب
کو جو آج ان دونوں کو جوتے پروانے کا مکمل پروگرام بنائے بیٹھے
تھے

ہاہاہاہاہاارحم اور حارث کے چہرے کی ہوائیاں اڑتی دیکھ زید قہقہہ
لگا کر ہنسا

ارے دولہے راجہ صبر رکھو صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے زید گردن
گھما کر ارحم اور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر سے
قہقہہ لگا کر ہنسا

مگر جو صبر تم ہمیں کرنے کا بول رہے ہونا اس صبر کے بدلے
ہمیں پھل نہیں بلکہ جوتیوں کے ہار ملیں گے کمینے انسان ارحم اس
کے کندھے پر ایک زوردار مکہ مارتے ہوئے بولا اور جہانزیب کو
بری طرح گھورا جو ہنس ہنس کر پاگل ہو رہا تھا کیونکہ حادثہ اور
ارحم کی شکلیں دیکھنے والی تھی جو راستہ بدلنے پر ان دونوں کی بنی
تھی

پتہ نہیں وہ کون سی منہوس گھڑی تھی جب تم دونوں کمینوں پر
یقین کر کے ہم اس گاڑی میں بیٹھ گئے ارحم ان دونوں کی طرف
دیکھتے دانت پیستے ہوئے بولا مجبوری تو یہ تھی کہ وہ اپنا فون بھی گھر
بھول آیا تھا ورنہ اب تک وہ زر خان کو فون کر چکا ہوتا

ارے دلہے راجہ اتنا غصہ مت کرو یہ نہ ہو کہ تمہاری دلہن
تمہارے ساتھ جانے سے ہی انکار کر دے جہانزیب شیشے سے
ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر جہانزیب اور زید کا
زوردار قہقہہ گاڑی میں گونجا

بکو اس بند کرو اپنی ارحم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ چلتی گاڑی سے
ان دونوں کو اٹھا کر باہر پھینک دے

فون کہاں ہے تمہارا ارحم حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو اس
نے بیچاری سی شکل بنا کر کندھے اچکاتے یعنی وہ بھی اپنا فون گھر
چھوڑ آیا تھا

بے وقوف انسان اپنا فون تو ساتھ رکھتے ار حم حارث کو گھورتے
ہوئے بولا

اب ان دونوں کے پاس جہانزیب اور زید کی منتیں کرنے کے
علاؤہ اور کوئی راستہ نہیں تھا کیونکہ وہی دونوں انہیں ہال تک پہنچا
سکتے تھے ورنہ جس راستے پر جہانزیب انہیں لے کر آیا تھا وہاں تو
دور دور تک کوئی گاڑی کوئی رکشہ تک نظر نہیں آ رہا تھا ورنہ ار حم
تو ابھی گاڑی سے اتر کر رکشہ کروا کر چلا جاتا

اور پھر پورا آدھا گھنٹہ لگاتار حارث اور ار حم کی منتیں کروانے کے
بعد جہانزیب اور زید کو ان دونوں پر ترس آ ہی گیا اور آدھا گھنٹہ

ذلیل کرنے کے بعد ان دونوں نے حارث اور ارحم کو ہال تک
پہنچا ہی دیا تھا

ہال میں تمام مہمان اکٹھے ہو چکے تھے اور تمام مہمانوں کو کھانا
بھی کھلا دیا گیا تھا اب صرف دلہنوں کے آنے کا انتظار تھا ارحم اور
حارث سامنے سیٹج پر بیٹھے اپنی دلہنوں کے آنے کا انتظار کر رہے
تھے جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا ویسے ویسے ان کا انتظار بے چینی
میں بدل رہا تھا

ارحم نے بلیک کلر کی شیر وانی زیب تن کی ہوئی تھی جبکہ سر پر اس
کے پگڑی تھی اور بلیک شیر وانی میں وہ کسی ریاست کا شہزادہ

معلوم ہو رہا تھا جبکہ دوسری جانب حارث نے بھی بلیک ہی
شیر وانی پہنی ہوئی تھی مگر اس کا ڈیزائن اور شیر وانی ارحم کے
شیر وانی سے بالکل الگ تھی دائیں ہاتھ کی مضبوط کلائی میں برینڈڈ
واچ پہنی ہوئی تھی چہرے پر ایک الگ ہی رونق تھی دونوں کے
چہروں پر ایک مسکراہٹ تھی کبھی نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ
اور یہ مسکراہٹ اپنی محبتوں پانے والی مسکراہٹ تھی اپنی محبت
کو پا کر آخر کون خوش نہیں ہوتا وہ دونوں بھی بہت خوش تھے
کیونکہ ان دونوں کی ہی محبتیں بچپن کی محبتوں سے تبدیل ہو کر
ان کی ساری زندگی کی ساتھی بن چکی تھیں

بیٹا جاؤ فار یہ اور لائبہ کو لے آؤ وقت کافی ہو رہا ہے رسم کر کے
رخصتی کریں بڑی اماں عینا کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں

جی میں ابھی لے کر آتی ہوں عینا بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرا کر بولی اور پھر دانیہ کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اور پھر ان
دونوں نے قدم برائڈل روم کی طرف بڑھائے جہاں لائبہ اور
فاریہ موجود تھی

عینا نے برائڈل روم کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی لائبہ اور فاریہ
دلہن بنی بیٹھی تھی انہیں دیکھ کر عینا مسکرائی اور چلتی ہوئی ان
دونوں کے قریب کھڑی ہو گئی

بہت پیارے لگ رہی ہو دونوں عینا ان دونوں کی طرف دیکھتے
ہوئے مسکرا کر بولی جو مکمل دلہنوں کے روپ میں بیٹھی تھی

شکریہ بھابھی دونوں نے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا

چلو آؤ اٹھو شاباش بلاؤ آچکا ہے تم دونوں کا تم دونوں کے دلہے تم
دونوں کا انتظار کر رہے ہیں عینا فاریہ کا ہاتھ تھام کر اسے کھڑے
کرتے ہوئے بولی جبکہ لائبہ کو کھڑے ہونے میں دانیہ نے مدد کی
تھی

حادثہ اپنے فون میں مصروف تھا جو کچھ دیر پہلے ہی اس نے کسی
ملازم کو حویلی بھیج کر اپنا اور ارحم کا منگوا یا تھا جبکہ ارحم زر خان
سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھا جب اچانک وہاں دلہنوں
کے آنے کا شور اٹھا

ارحم نے زر خان سے نظریں ہٹا کر سامنے کی جانب دیکھا جہاں
فارہ اور لائبر کو ایک ساتھ لایا جا رہا تھا فارہ کو دیکھتے ہی ارحم کی
نظریں اس پر ٹھہر سی گئیں وہ ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں ملبوس
تھی چہرے پر ہلکا برائیڈل میک اپ تھا بالوں کا خوبصورتی سے
سٹائل بنا کر پیچھے جوڑا کیا گیا تھا لہنگے کے ساتھ میچنگ جیولری
زیب تن کی ہوئی تھی اور کلاسیاں سرخ اسٹائلش چوریوں سے
بھری ہوئی تھی ہونٹوں پر ڈارک ریڈ کلر کی لپسٹک تھی اور وہ
دلہن بنی خود کو ارحم کے لیے پور پور سجائے بے تحاشہ خوبصورت
لگ رہی تھی ارحم کو اپنا دل بے قابو ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا

حارث نے نظریں اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا تو کچھ پل تو وہ
دیکھتا ہی رہ گیا جہاں سے لائبہ چلتی ہوئی آرہی تھی وہ اس وقت
ریڈ کلر لہنگے میں ملبوس تھی جس کے اوپر گولڈن ستاروں کا کام
ہوا تھا لہنگا کافی بھاری دکھائی دے رہا تھا مگر اس پر کافی بیچ رہا تھا
لہنگے کے ساتھ ہی میچنگ سرخ اور گولڈن جیولری کلائیوں میں
خوبصورت چوریوں کا سیٹ اور مہندی سے بھرے ہوئے ہاتھ
حارث کو پل میں قابو میں کر چکے تھے وہ لائبہ کو یوں بیٹھے دیکھ رہا
تھا جیسے آس پاس کی دنیا بھول گیا ہو

ہوش تو اسے تب آیا جب لائبہ سیٹج کے کافی قریب آگئی اور اب
لائبہ اور فاریہ دونوں ہی حارث اور ارحم کی منتظر تھی

ارحم چلتا ہوا فاریہ کے قریب آیا اور اس کے آگے اپنی چوری
ہتھیلی پھیلائی فاریہ نے اپنی پلکوں کا بھارا اٹھاتے ہوئے ارحم کی
مضبوط سرخ و سفید مضبوط ہتھیلی کو دیکھا اور پھر اپنی گھبراہٹ پر
قابو پاتے ہوئے اپنا نازک نرم و ملائم ہاتھ ارحم کی چوری ہتھیلی
میں رکھ دیا

ارحم نے مسکراتے ہوئے فاریہ کا نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لیا
اور آہستہ سے اسے لے کر صوفے پر آ بیٹھا

ارحم کے بیٹھتے ہی حارث صوفے سے اٹھا اور چلتا ہوا لائے کے
قریب آیا اور دلکشی سے مسکراتے ہوئے اپنا مضبوط ہاتھ لائے
کے آگے کیا تو لائے نے ایک نظر حارث کی ہتھیلی کو دیکھا اور پھر

چہرہ اٹھا کر حارث کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے کی مسکراہٹ
دیکھتے ہوئے فوراً نظریں جھکالی اور اپنا نازک ملائم ہاتھ حارث کے
ہاتھ میں تھما دیا حارث نے لائے کو سنبھال کر سیٹج پر چڑھایا اور
اسے ساتھ لیے صوفے پر آ کے بیٹھ گیا

ان لوگوں کے بیٹھتے ہی بڑی اماں اماں جان کے ساتھ مل کر کچھ
رسمیں ادا کرنے لگیں جبکہ رسم ادا ہوتے ہی بڑی اماں نے
اجازت دی کہ اب دودھ پلائی کی رسم کی جائے

یہ بات سنتے ہی لائے اور فاریہ کی کچھ کزن سیٹج پر آ گئی جبکہ لائے
کے قریب ہی دانیہ آ کر کھڑی ہو گئی اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے
تھی جس میں ایک خوبصورتی سے سجایا گیا دودھ کا گلاس تھا

لائبہ صوفے سے اٹھی جبکہ لائبہ کے اٹھنے سے حادثہ نے
حیرانگی سلائیا کی طرف دیکھا تھا بھلا اب وہ کہاں جا رہی تھی

لائبہ نے دانیہ کے ہاتھ سے وہ دودھ کا گلاس پکڑا اور چلتی ہوئی
فارہ اور آرمی کے قریب آئی اور ٹھیک ان دونوں کے سامنے
کھڑی ہو گئی جبکہ اس کے پیچھے اس کی کچھ کزنیں تھیں اور ساتھ
ہی دانیہ کھڑی تھی کچھ فاصلے پر عینا کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی

چلیں جی بہنوئی صاحب دودھ پلائی کی رقم نکالیں لائبہ رحمہ کی
طرف دیکھتے ہوئے ایک ادا سے بولی

کون سی رقم سالی صاحبہ ار حم بھی اسی کے انداز میں بولا جبکہ اتنی
ہی دیر میں دانش مصطفیٰ جہانزیب اور زید وہیں قریب آ کر
کھڑے ہو چکے تھے

دودھ پلائی کی رقم اور کون سی یہ دودھ پینے کے لیے آپ کو ایک
رقم ادا کرنی پڑے گی چلیں جلدی سے اپنی بھاری جیب ہلکی کریں
لاٹہ ایک ہاتھ میں گلاس پکڑے اور دوسرا ہاتھ اپنے کمر میں ٹکاتی
ہوئی بولی جب کہ دلہن کے روپ میں اسے ایسے کھڑے دیکھ کر
بڑی اماں نے بے ساختہ اس کی نظر اتاری تھی کیونکہ وہ واقعی میں
بہت پیاری لگ رہی تھی اور کچھ وہ ایکشن ایسے لگا رہی تھی کہ نظر
لگ جانے کا ڈر تھا

اب جب بہن میں ہوں تو دودھ پلائی کی رسم بھی تو میں ہی کروں
گی نا بھئی ہماری بہن تو ٹھہری شرمیلی سی وہ تو ان کاموں سے سو
قدم دور رہتی ہے مگر مجھے تو اپنا حق لینا ہے نالائکہ ڈٹ کے ان
کے سامنے کھڑی تھی

اچھا بتاؤ کتنی رقم ادا کرنی پڑے گی اس دودھ کے گلاس کے پیچھے
ارحم نے فضول بحث سے بچنے کے لیے ڈائریکٹ سوال پوچھا

زیادہ نہیں صرف دو لاکھ لائے اپنی مٹھی بند کر کے دو انگلیوں سے
اشارہ کرتے ہوئے بولی

کیا صرف اتنے سے دودھ کے گلاس کے لیے دو لاکھ روپے مجھے
دینا پڑے گے ارحم کو کافی حیرانی ہوئی

جی ہاں کیونکہ یہ بہت سیشل دودھ ہے اور یہ زندگی میں صرف
آپ کو ایک ہی بار مل سکتا ہے اس لیے اس کی قیمت بھی تو اتنی ہی
ہوگی نا چلیں اب فضول بحث نہیں کریں جلدی سے رقم نکالیں
اور اپنا دودھ لیں لائبہ نے مطلب کی بات کر کے بات ہی ختم کی

تم لوگ یہاں کیا لینے کھڑے ہو ڈیل کرو میری بہن کے ساتھ
ارحم اپنے پیچھے کھڑے جہانزیب اور زید کی طرف دیکھتے ہوئے

بولا

بہنا بات سنو ہمارا دوست کافی غریب قسم کا انسان ہے اس لیے
اس پر ذرا رحمت کھانا لوٹ لو دو دو ہاتھوں سے اسے ایک روپیہ
اس کے پاس نہ چھوڑنا زید لائے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ
زید کی شروع میں بات سنتے ہوئے ارحم مسکرایا مگر اس کی پوری
بات سن کر وہاں موجود سب لوگوں کا زوردار قہقہہ ہال میں
گونجا

کینے سالے تو میرے ساتھ ہے یا اس کے ساتھ ارحم زید کو
گھورتے ہوئے بولا

تیرے ساتھ تو میں بالکل نہیں ہوں میں تو سامنے کھڑی گرڈیا کے
ساتھ ہوں اب فضول بحث بند کر اور دولاکھ نکال زید نے اسے
ہری جھنڈی دکھائی

اور رکھ لو گرڈیا بھی تو تم لوگوں نے اس سے اور بھی کچھ رسموں پر
پیسے بٹورنے ہیں جیسے جو تاچھپائی راستہ رکوائی اس لیے تھوڑا سا
صبر رکھو آہستہ آہستہ لوٹ لینا جہانزیب لائبریری کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا جبکہ اس کے اس مشورے پر ہال دوبارہ قہقہوں سے
گونجاتھا

سالوں کمینوں تم لوگ دوست ہو کہ دشمن ار حم کا دل چاہ رہا تھا
کہ اپنے پیچھے کھڑے جہانزیب اور زید کے اٹھ کر دھلائی کر
دے

دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن زید شاعرانہ انداز میں
بولا جبکہ ار حم اسے گھورتا ہی رہ گیا

لالہ اب جلدی سے پیسے نکالیں تاکہ میں دودھ پلائی کی رسم ادا کر
سکوں لائے نے ار حم کو اپنی طرف متوجہ کیا

اور پھر زرخان کے کہنے پر دودھ پلائی کی رقم ڈیڑھ لاکھ میں ادا
ہوئی اور ار حم کو ڈیڑھ لاکھ کا چیک سائن کر کے لائے کو دینا پڑا اور

اب لائے حادثہ کے ساتھ بیٹھی تھی جبکہ اس کے سامنے دائرہ
اور بیلادودھ پلائی کا گلاس لے کر کھڑی تھی اور اب ان کی ڈیمانڈ
پیش ہونے والی تھی

سیم ڈیمانڈ دودھ پلائی کے لیے آپ کو دولا کھ ادا کرنے پڑیں گے
دائرہ حادثہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ویسے تو لائے کی خواہش
تھی کہ دودھ پلائی کی رسم عینا ادا کرے جبکہ عینا نے پہلے ہی انکار
کر دیا تھا کہ وہ ایسی کوئی رسم نہیں کرے گی اس کے لیے دائرہ اور
بیلادودھ اس نے آگے کیا تھا اور اب وہ دونوں یہ رسم ادا کر رہی
تھی جبکہ کچھ ہی فاصلے پر بڑی اماں کے ساتھ کھڑی عینا ان سب
کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی

ارے چھوٹی سی ڈول ہو تم دولا کھ کا کیا کروں گی حارث دانیہ کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا

ہم کر لیں گے بھائی مگر آپ کو دولا کھ ہی ادا کرنے پڑیں گے دانیہ
بھی بغیر کوئی رعایت دیے بولی

پاس ہی کھڑے دانیال نے نظریں اٹھا کر دانیہ کی طرف دیکھا تھا
جو آج گرے کلر کی لونگ میکسی میں ملبوس تھی بال پشت پر کھلے
چھوڑے ہوئے تھے کندھے پر دوپٹہ جھول رہا تھا اور دوسرے
کندھے کی طرف سے بال نکال کر آگے کیے ہوئے تھے اس کے
سنہری بال بہت خوبصورت تھے بیلا اور دانیہ کے بالوں کا رنگ
بالکل ایک جیسا تھا اور دونوں کے ہی بال بہت خوبصورت تھے

ہلکا ہلکا سا چہرے پر میک اپ اور خوبصورت نقوش چہرے پر بے
حد معصومیت سجائے وہ بہت حسین لگ رہی تھی دانیال نے بے
ساختہ اسے دیکھتے ہوئے نظریں پھیری تھی اب وہ اس کی محرم
تھی اس کے نکاح میں تھی اب اگر وہ اسے دیکھ سکتا تھا تو یقیناً اس
کے دل میں اس کے لیے جذبات بھی پیدا ہو سکتے تھے

ٹھیک ہے لیکن دولا کھ نہیں میں صرف ایک لاکھ دوں گا کیونکہ
میں چھوٹا ہوں اس لیے آپ کو مجھے ڈسکاؤنٹ دینا پڑے گا حارث
دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

نہیں جی آپ ہمیں دولا کھ دیں بیلا اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں
سے دولا کھ کا اشارہ کرتے ہوئے بولی تو سب نے نظر گھما کر بیلا

کی طرف دیکھا جو بالکل کوئی چھوٹی سی ڈول لگ رہی تھی مگر بہت
پیاری لگ رہی تھی

آپ دو لاکھ کا کیا کرو گی پر نسز حارث بیلا کی طرف تھوڑا جھکتے
ہوئے بولا

ہم چٹوز کھائیں گے چاکلیٹ کھائیں گے اور بہت ساری شاپنگ
کریں گے بیلا اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلاتے ہوئے بولی تو سب
اسے دیکھ کر مسکرا دیے

شاپنگ تو آپ 50 ہزار میں بھی کر سکتی ہیں اس میں آپ کے
چٹوز بھی آجائیں گے اور آپ کی چاکلیٹ بھی 2 لاکھ ضروری ہے

کیا حارث بیلا کے نرموں ملائم گلابی گالوں کو اپنی انگلیوں کے
پوروں سے ہلکا سا کھینچتے ہوئے بولا

ہاں جی ہمیں دولا کھ ہی چاہیے آپ ہمیں دولا کھ دیں نہیں تو ہم
آپ کو آنی نہیں دیں گے بیلا نے صاف صاف اسے دھمکایا جبکہ
اس کی معصوم دھمکی پر حارث ہنس دیا

پوری شیرنی لگی ہو پر نسز زید نے بیلا کو اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے
چٹاچٹ اس کے گال چوم لیے

آج تک کسی کی جرات نہیں ہوئی کہ کوئی حارث سکندر کو یا سکندر
حویلی کے چشم و چراغ کو دھمکاسکے اور یہ چھوٹی سی لڑکی اسے اتنی

بڑی دھمکی دے گئی ماننا پڑے گا دھمکی تو بڑی پاور فل ہے حارث
دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا

جی ہاں اب آپ جلدی سے ہماری ڈیمانڈ پوری کریں ورنہ ہم
لائبہ کو یہاں سے اٹھا کر واپس برائیلڈل روم میں بٹھا دیں گے اب
کی باروانیر نے بھی دھمکی دی تو حارث کو اپنی جیب ہلکی کرنی ہی
پڑی اب وہ صرف دولاکھ کے پیچھے اپنی بیوی کے رخصتی واپس
نہیں کروا سکتا تھا اللہ اللہ کر کے رخصتی ہو رہی تھی اس کے
سامنے دولاکھ کیا تھے وہ تو یوں ہی لائبہ کا سر سے وار کے پھینک
دیتا

حارث نے اپنی جیب سے نوٹوں کی دودھدیا نکالیں اور سامنے
کھڑی بیلا کے ہاتھ میں تھما دی

یاہووووو بیلا خوشی سے اچھل ہی پڑی جبکہ سب ہنستے ہوئے بیلا
کی طرف دیکھ رہے تھے جو بے تحاشہ خوش دکھائی دے رہی تھی

عینا بیلا کے ساتھ ایک ٹیبل پر بیٹھی اس کے بال ٹھیک کر رہی
تھی جب عینا کا فون بجایا عینا نے فون آگے کیا تو ایک میسج تھا جو اس

کے نمبر پر آیا تھا وہ میسج پڑھتے ہی عینا کہ ماتھے پر کئی بل نمودار
ہوئے عینا نے فون آف کر کے واپس ٹیبل پر رکھا اور جلدی
جلدی بیلا کے بال درست کر کے اسے ٹیبل سے نیچے اتارا

بیلا جاؤ بیٹا ڈیڈ کے پاس عینا بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے
بولی تو اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اور دوڑتی ہوئی
زر خان کی طرف گئی تو عینا نے دوبارہ اپنا فون اٹھا کر ایک میسج کسی
کو سینڈ کیا تھا اور ہال کے چاروں جانب ایک نظر گھمائی تھی

کچھ فاصلے پر دانش اور مصطفیٰ کھڑے تھے اور ان کے کچھ فاصلے پر
دانیال زید اور جہانزیب کے ساتھ کھڑا کچھ باتیں کرنے میں
مصروف تھا عینا نے دانیال کے نمبر پہ ایک میسج سینڈ کیا اور جیسے

ہی دانیال نے وہ میسج دیکھا اس نے فوراً نظریں گھما کر عینا کو
ڈھونڈا مگر کچھ ہی فاصلے پر اسے عینا دکھ گئی جو اس کی طرف ہی
دیکھ رہی تھی دانیال کے دیکھنے سے عینا نے دانیال کو آنکھوں کے
ذریعے ایک اشارہ کیا

عینا کا اشارہ سمجھتے ہوئے دانیال نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا
اس کا اشارہ اتنا نارمل تھا کہ سامنے کھڑے جہانزیب اور زید بھی
نہیں سمجھ سکے تھے

عینا کسی کی بھی نظروں میں آئے بغیر ہال کے پچھلے راستے کے
ذریعے باہر نکلی تھی جبکہ عینا کے نکلنے کے پانچ منٹ بعد ہی دانیال

اور دانش بھی ہال سے نکلے تھے اور اب وہ تینوں گاڑی میں بیٹھ
چکے تھے

گاڑی حویلی کی جانب موڑو دانی ہمارے پاس وقت نہیں ہے چلیج
کر کے ہمیں فوراً نکلنا ہو گا عینا دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے
سنجیدگی سے بولی

کوئی مسئلہ بن گیا ہے کیا سب ٹھیک ہے دانیال کو کچھ ٹھیک نہیں
لگ رہا تھا اس لیے اس نے پوچھنا ضروری سمجھا

ایم این اے کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم اسے گرفتاری کرنے آج
ہی جارہے ہیں اور اگلے دو گھنٹوں میں وہ ملک سے باہر جانے والا

ہے اس کے ایئر پورٹ پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں اسے گرفتار کرنا
پڑے گا ورنہ ہمارے لیے بہت مشکل بن جائے گی اگر وہ فرار ہو
گیا تو ہمارے ہاتھ سے سب کچھ نکل جائے گا عینا کے لہجے میں
اب سختی آئی تھی وہ کہیں سے بھی وہ والی عینا نہیں لگ رہی تھی جو
ہال کے اندر موجود تھی

عینا کی بات سن کر دانیال نے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھادی تھی اور
اگلے دس منٹ میں وہ تینوں حویلی میں موجود تھے رینا نے جلدی
سے چینیج کیا تب تک دانیال اور دانش بھی چینیج کر کے آچکے تھے
اب اپنے مخصوص لباس پہنے چہرے پر ماسک لگاتے ہوئے عینا
جلدی سے گاڑی میں بیٹھی تھی اور عینا کے بیٹھتے ہی دانیال نے
زن سے گاڑی بھگائی تھی

حور کدھر ہے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی کب سے اسے
ڈھونڈ رہی ہوں میں رخصتی کا وقت ہو رہا ہے اور وہ پتہ نہیں
کہاں چلی گئی ہے نہ وہ یہاں پر دکھائی دے رہی ہے اور نہ ہی
یہاں دانیال موجود ہے اماں جان زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
تھوڑی پریشانی سے بولی کیونکہ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے عینا کو
ڈھونڈ رہی تھی ناتوا نہیں عینا دکھائی دے رہی تھی اور نہ ہی

دانیال

ڈھونڈ تو اسے زر خان بھی رہا تھا پچھلے ایک گھنٹے سے اس کی
نظریں بار بار پورے ہال کا معائنہ کر رہی تھی مگر عینا سے کہیں
دکھائی نہیں دے رہی تھی

بھا بھی وہ دانیال کے ساتھ جا چکی ہے اسے ار جنٹلی جانا تھا اس
لیے وہ رک نہیں سکی آپ رخصتی کروائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے
شیرازی سکندر اماں جان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

لیکن وہ ہمارے گھر کی سب سے بڑی بیٹی ہے سب سے بڑی بہو
بھی ہے اس کا یہاں ہونا ضروری ہے بڑی اماں نے انہیں سمجھانا

چاہا

کوئی بات نہیں بھا بھی آپ فکر مت کریں آپ رخصتی کروائیں
کوئی کچھ نہیں کہے گا شیرازی سکندر نے انہیں مطمئن کرنا چاہا تو
اماں جان نے زر خان کی طرف دیکھا تو زر خان نے مسکراتے
ہوئے ہلکا سا ہاں میں سر ہلایا

ٹھیک ہے میں بڑی اماں کو بتا دیتی ہوں اماں جان شیرازی سکندر
اور زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور پھر اماں جان کی طرف
بڑھ گئی

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا فاریہ اور لائے پر ایک بڑی سی
چادر اوڑھ ان کے وجود کو اس چادر میں چھپا دیا گیا تھا فاریہ کے سر

پر زرخان نے قران کا سایہ کیا تھا جبکہ لائبہ کے سر پر مصطفیٰ نے
قران پکڑ کے قران پاک کے سائے میں ان دونوں کی رخصتی
کروائی تھی اور ڈھیر ساری دعائیں دی تھیں کہ وہ چاروں اپنی
زندگی میں ہمیشہ خوش رہیں خوشحال زندگی گزاریں اور ان کے
مقدور میں صرف خوشیاں ہی لکھ دی جائیں رخصتی کے وقت
فارہ اور لائبہ بے تحاشہ روئی تھی یہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے بے
شک انہوں نے اسی گھر سے نکل کر اسی گھر میں جانا تھا صرف
کمرے تبدیل ہونے تھے مگر یہ بھی تو انسان کے احساسات
ہوتے ہیں نا خاص کر ایک بیٹی کے لیے تو یہ وقت بہت مشکل ہوتا
ہے لائبہ اور فارہ کو دیکھتے ہوئے بڑی اماں اماں جان اور زینت
بیگم کی آنکھیں بھی بے ساختہ نم ہوئی تھی جبکہ بیٹی کے نہ ہوتے
کی آنکھوں میں آنسو تھے گم ہوئے بھی سائمنہ بی

آنکھیں تو رفیق سکندر کی بھی نم تھی آخر ایک ساتھ دو بیٹیوں کو
جور خست کر رہے تھے اس کے لیے بھی ایک بہت بڑا حوصلہ
چاہیے ہوتا ہے اور وہ حوصلہ رکھ کر انہوں نے اپنی دونوں بیٹیوں
کو رخصت کیا تھا

گاڑیاں حویلی کی جانب رواں دواں تھی جبکہ ار حم کو سہی تپ
چڑھی ہوئی تھی کیونکہ گاڑی ار حم ڈرائیو کر رہا تھا اور زید بہت
مزے سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اس کے جلے ہوئے چہرے کو دیکھ
دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا تھا کیونکہ جب فاریہ کو ار حم کے ساتھ
رخصت کیا گیا تھا تو اس نے فاریہ کو ار حم کے ساتھ پچھلی سیٹ پر
نہیں بیٹھنے دیا اس نے فاریہ کے ساتھ دانیہ کو بٹھا دیا اور ار حم کو

ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھا کے خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اب
صورتحال کچھ یوں تھی کہ ارحم کے سارے ارمانوں پر زید پانی
پھیر چکا تھا جبکہ فاریہ ارحم کی کنڈیشن کو سمجھتے ہوئے اپنی ہنسی
دبانے کی کوشش کر رہی تھی

جبکہ دوسری جانب حارث کا بھی یہی حال تھا جہاں زید نے
زبردستی اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا
تھا اور پیچھے لائے کے ساتھ بیلا کو بٹھا دیا تھا ان کے ان دونوں
دوستوں نے ہی ان دونوں دلہوں کے ارمانوں پر بری طرح پانی
پھیرا تھا اور وہ کسی جلے ہوئے کوئلے کی طرح بیٹھے ہوئے تھے
کیونکہ اپنی دلہنوں کے سامنے تو وہ ان دونوں کو گالی بھی نہیں
دے سکتے تھے فلحال اپنے دل سرائٹھنے والی آوازوں کو دبا کر بیٹھے

تھے بس اس انتظار میں تھے کہ کب وہ حویلی پہنچے اور کب وہ
جہانزیب اور زید کی درگت بنائیں

حویلی پہنچنے پر لائے اور فاریہ کا بہت دھوم دھام سے استقبال کیا گیا
تھا اس بار وہ حویلی میں حویلی کی سیٹیاں نہیں بلکہ بہوئیں بن کر
داخل ہوئی تھیں اور بہو کے طور پر ان کا بھرپور طریقے سے ویلکم
کیا گیا تھا جو لائے اور فاریہ دونوں کو ہی بہت پسند آیا تھا

اور اب حویلی کے اندر فاریہ اور لائے کہ کچھ رسمیں ادا کی جا رہی
تھی اور مرد حضرات سب حویلی کے لان میں موجود تھے

سالے کمینے کتے انسان تجھے تو میں جان سے مار دوں گا ارحم اپنی
شیروانی اتار کے سائیڈ پر رکھتے زید پر کسی شیر کی طرح جھپکا تھا

یار زر خان بچا مجھے تیرا بھائی آدم خور بنا ہوا ہے زید ارحم کے آگے
آگے بھاگتے ہوئے زور سے چلایا جبکہ زر خان اسے بچانے کی
 بجائے قہقہہ لگا رہا تھا

میں تو تجھے نہیں بچا رہا کیونکہ تیری شیطانی روح کو سکون نہیں
ہوتا اور تیری شیطانی روح کو قابو کرنے کا ایک یہی واحد طریقہ
ہے اس وقت اپنے شیطان کو کنٹرول کر لیتا تو ابھی یوں بھاگنا رہا
ہوتا زر خان خاصی اونچی آواز میں بولا

تو میرا یار ہے کہ دشمن کمینے انسان زید نے بھاگتے ہوئے ہانگ
لگائی

یار و کا یار اور دشمنوں کا دشمن زر خان نے سیم ٹو سیم زید کے الفاظ
اسے واپس لوٹائے

وہ دیکھ فار یہ بھا بھی زید بھاگتے بھاگتے ایک دم رکا اور پھر ار حم کو
پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تو ار حم نے جلدی سے
گردن موڑ کے پیچھے کی طرف دیکھا جیسے واقعی وہاں پر فار یہ
کھڑی ہو مگر وہاں پر فار یہ کونا پا کر اسے فوراً ہی سمجھ آ گیا کہ اسے
بے وقوف بنایا گیا ہے جبکہ جہانزیب زر خان اور حارث کا ہنس
ہنس کر برا حال ہو رہا تھا کیونکہ ار حم بے وقوف بن چکا تھا اور اس

نے ایک بار بھی اپنی عقل سے کام نہیں لیا کہ بھلا فاریہ لان میں
کیوں آئے گی

تجھے چھوڑوں گا نہیں میں سالے ار حم بولتے ہوئے دوبارہ اس کی
جانب بڑھا اور اب اس کے دوڑنے کی سپیڈ بہت زیادہ تھی اگلے
ہی پل زید اس کے قابو میں آچکا تھا اور زید کو قابو میں کرتے ہی
اس نے تین سے چار مکے اس کی کمر میں دے مارے تھے اور وہ
مکے اتنے ظالم تھے کہ وہ بیچارہ درد سے کراہتا ہی رہ گیا

اوئے اس بھنسنے کو اتار میرے اوپر سے میرا سانس بند ہو
رہا ہے زید جہاں زیب کی طرف دیکھتے ہوئے چلایا

کیا کہا تو نے میں بھینسا ہوں ار حم زید کے الفاظ سن کر مزید تپ گیا
اور اپنے وزن کا اس کی کمر پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے اسے اپنے
شکجے میں دبوچ گیا

چل چھوڑ دے یا اسے اتنا بد لہ کافی ہے باقی بعد کے لیے رکھ لو
جہانزیب ار حم کو کھینچ کر زید کی کمر سے کھڑا کرتے ہوئے بولا
یقیناً یہ حرکت زید کی جگہ جہانزیب نے کی ہوتی تو جہانزیب کا
بھی یہی حال ہونا تھا یہ تو جہانزیب کی خوش قسمت تھی کہ اس
نے ار حم سے نہیں بلکہ حارث سے پنگا لیا تھا اور حارث نے
جہانزیب کے بڑے ہونے کا لحاظ رکھ لیا تھا کیونکہ جہانزیب اس
سے پانچ چھ سال بڑا تھا اس لحاظ سے اس نے صرف ناراضگی ظاہر
کی تھی اور کچھ نہیں بولا تھا

ہائے ظالم میری کمر توڑ دی اسلا پوچھے تجھ سے زید اپنی کمر پر ہاتھ
رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور دہائیاں دیتا ہوا زرخان کے ساتھ والی
کرسی پر جا بیٹھا

تو اپنی زبان بند کر لے ڈیٹ کہیں کے ورنہ پھر سے درگت بنا
دوں گا رحم اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے بولا

یار اتنا غصہ کیوں کر رہا ہے یاروں کی شادی پر تو ایسے مذاق ہوتے
ہی رہتے ہیں زید اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے دوستانہ
انداز میں بولا شاید وہ کچھ دیر پہلے پڑھنے والے مکے بھول چکا تھا

ہاں اور یہ بات تو بھی اچھی طرح سے ذہن نشیں کر لے کہ تیری
بھی ابھی رخصتی باقی ہے تجھے تو میں ایسے ترپاؤں گا کہ تو ساری
زندگی یاد رکھے گا رحم زید کی طرف دیکھتے ہوئے وارن کرنے
والے انداز میں بولا

ہا ہا ہا ہا ہا فکر مت کر میں اپنی دلہن لے کر بھاگ جاؤں گا زید مذاق
اڑانے والے انداز میں بولا

میں نے دنیا میں بہت کمینے دیکھے ہیں مگر تیرے جیسی کو الٹی کا
کمینہ انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا رحم اس کی بے شرمی پر
چوٹ کرتے ہوئے بولا

ہوگا بھی کیسے آئی ایم اونلی ون زید ایک ادا سے اپنے فرضیہ کالر
کھڑا کرتے ہوئے بولا

چل اٹھ زیادہ وقت نہیں ہمارے پاس وقت پر یہاں سے نکلنا
ہے تاکہ ٹائم سے اپنے اپنے گھر پہنچ سکے جہاں زیب کھڑے ہوتے
ہوئے بولا

کیا مطلب تم لوگ اتنی جلدی جارہے ہو ابھی تو ولیمہ بھی نہیں
ہوا زرخان ان دونوں کی طرف تعجب سے دیکھتے ہوئے بولا جو
ابھی کل ہی آئے تھے اور آج واپسی کے لیے نکل بھی رہے تھے

دیکھ یار ہم سے سنگل نہیں گھوما جاتا ویسے والے دن اپنی بیویوں کو
ساتھ لائیں گے تاکہ ہمارا بھی دل لگا رہے اب تم جیسی سری ہوئی
شکلوں کو دیکھ کر ہمارا وقت نہیں گزرے گا زید کرسی سے
کھڑے ہوتے ہوئے بولا جبکہ اس کی بات پر ارجم اور زر خان نے
گھور کر اسے دیکھا تھا

پریشان نہیں ہو یار ولیمہ تو ایک دن بعد ہی ہے اور میں بھی چاہتا
ہوں کہ میں افراح کو ساتھ لے کر آؤں اور یہ بھی عائشہ کو ساتھ
لے آئے گا اور پھر ہم ولیمہ اینڈ کرلیس گے جہاں زیب زر خان کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر بولا تو زر خان مسکرا دیا
کیونکہ اس نے ساری فیملی کا انویٹیشن دیا تھا لیکن وہ دونوں اکیلے
ہی آئے تھے مکرم بھی نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ

پاکستان سے باہر گیا ہوا تھا اور اب وہ دونوں بول رہے تھے کہ
ولیمے پر وہ اپنی بیویوں کو ساتھ لے کر ہی آئیں گے کیونکہ ولیمہ
ایک دن کے وقفے پر رکھا گیا تھا

اور کچھ دیر بعد ہی انہوں نے جہانزیب اور زید کو رخصت کیا تھا
اور اب زر خان نے ار حم اور حارث کو اپنے اپنے کمروں میں
جانے کا بولا تھا کیونکہ رات کے دس بج رہے تھے اور اسے اندازہ
تھا کہ وہ دونوں بھی تھک چکے ہوں گے

ارحم اپنے کمرے کے دروازے کے آگے کھڑی ایک پوری فوج
کو دیکھ رہا تھا جو اس کے کمرے کے آگے ناکالگا کر کھڑی تھی اور
اسے اندر ہی نہیں جانے دے رہی تھی جبکہ ان کی اب ایک اور
نئی ڈیمانڈ تھی کہ اندر جانے کے لیے بھی ارحم کو دوبارہ اپنی جیب
ہلکی کرنی پڑے گی

ارے لڑکیو مت تنگ کرو آگے ہی دن میں تم لوگ اتنا بڑا ہاتھ مار
چکی ہو اب پھر سے دروازے کے آگے جم کر کھڑی ہو ارحم اپنے
سامنے کھڑی دانیل بیلا اور اس کے پیچھے کھڑی کچھ لڑکیوں کا دیکھتے
ہوئے بولا

ارے بھائی یہ تو ہمارا حق ہے اور ویسے بھی لائے تو آئی ہی نہیں
کیونکہ بڑی اماں نے اسے منع کر دیا تھا آپ کو تو ابھی اس کا حق
بھی ہمیں دینا پڑے گا تاکہ ہم اسے دے سکیں دانیہ اپنا ہاتھ آگے
پھیلاتے ہوئے بولی

مگر یہ جس کا حق ہے وہ تو کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی ارحم کا
اشارہ عینا کی طرف تھا جو نہ اسے رخصتی کے وقت دکھائی دی اور
نہ ہی اب دکھائی دے رہی تھی

آپ کسی کام سے گئی ہوئی ہیں اور جب وہ واپس آئیں گی آپ تب
ان کا حق دے دیجئے گا فلحال ابھی آپ ہمیں ہمارا حق دیں دانیہ
نے حل پیش کیا

بہت لوٹ رہی ہے تم لوگ مجھے ار حم دانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی ایک موٹی تھدی
نکالی

یہ پکڑو پر نسز اور یہ ناکا بندی ہٹاؤ یہاں سے تمہاری مام کا اور
تمہاری آنی کا گفٹ میں انہیں صبح دے دوں گا اوکے ار حم وہ پیسے
بیلا کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولا اور ساتھ اس کا گلابی گال بھی
چوماتو اس نے مسکراتے ہوئے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا اور
پھر سب وہاں سے ہٹ گئی اب ان کا قبضہ حارث کے دروازے
پر ہونے والا تھا

ارحم نے مسکراتے ہوئے دروازے کی ناپ گھمائی اور کمرے کا
دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا اور آہستہ سے کمرے کا دروازہ بند
کر کے سامنے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں بیڈ کے پیچونچ فاریہ بیٹھی
گھونگٹ اوڑھے اس کے انتظار میں تھی

ارحم آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا بیڈ کے قریب گیا جبکہ ارحم کا ایک
ایک قدم فاریہ کو اپنے دل پر لگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جیسے جیسے
ارحم قریب آ رہا تھا ویسے ہی اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی
تھی

السلام علیکم مسسزار حم سکندر ار حم بیڈ پر فاریہ کے قریب ہی
بیٹھتے ہوئے بولا جبکہ فاریہ نے آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے سلام
کا جواب دیا تھا جسے دیکھ کر ار حم مسکرا دیا

ار حم نے آہستہ سے فاریہ کا سر خ گھونگھٹ اٹھایا تو فاریہ کی
نظریں جھکی ہوئی تھیں اب ار حم کے سامنے ایک دلکش نظارہ
موجود تھا جو اس کی بیوی تھی اور اپنے آپ کو پورا پورا اپنے شوہر
کے لیے سجائے بیٹھی تھی ار حم کا دل کیا کہ اسے ابھی خود میں
جذب کر لے

نظریں اٹھا لو بیگم آپ کے سامنے آپ کا شوہر نامراد آپ کی ایک
نظر کرم کو ترس رہا ہے ار حم فاریہ کا مہندی سے سجا ہاتھ تھامتے

ہوئے بولا اور اگلے ہی پل فاریہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا
جبکہ ار حم کی اس حرکت پر فاریہ کا دل اچھل کر ہلک میں اٹکا تھا

فاریہ نے آہستہ سے آنکھیں اٹھاتے ہوئے اپنے گود میں سر رکھ
کر لیتے ار حم کی طرف دیکھا جو فاریہ کا مہندی سے سجا ہاتھ اپنے
لبوں سے لگا رہا تھا ار حم کے لمس پر فاریہ کا دل بری طرح بے قابو
ہو رہا تھا

اور ہم نے فاریہ کی طرف دیکھا جبکہ ار حم کو دیکھتے ہی فاریہ دوبارہ
نظریں جھکا گئی تھی اسے دیکھتے ہوئے ار حم دل کشی سے مسکرایا

آج اتنا گھبراؤ گی اور شرماؤ گی تو مشکل ہو جائے گا کم سے کم آج
کے دن تو تمہیں اتنا نہیں گھبرانا چاہیے ار حم فاریہ کے دونوں
ہتھیلیاں اپنے سامنے کر کے اس کے دونوں ہاتھوں کو غور سے
دیکھتے ہوئے بولا شاید وہ اس کے ہاتھ میں اپنا نام ڈھونڈنے کی
کوشش کر رہا تھا جو اگلے ہی پل اسے مل بھی چکا تھا

اتنا بھی مشکل نہیں تھا میں نے تو سنا تھا کہ میں ڈھونڈ ہی نہیں
سکوں گا مگر مجھے تو ایک منٹ بھی نہیں لگا ار حم فاریہ کے دائیں
ہاتھ کی ہتھیلی کے بیچونچ انگلی رکھتے ہوئے بولا جہاں ڈیزائنوں
میں چھپا ایک چھوٹا سا اے لکھا ہوا تھا جبکہ فاریہ تھوڑا حیران ہوئی
اس نے اتنی جلدی کیسے ڈھونڈ لیا جبکہ کوئی اور ار حم کا نام نہیں

ڈھونڈ سکا تھا کیونکہ اسے اتنی مہارت سے چھپایا گیا تھا مگر ار حم
نے تو بہت جلدی ڈھونڈ لیا تھا

بہت خوبصورت لگ رہی ہوں میری دلہن بن کر ار حم آنکھوں
میں خمار لیے فاریہ کے سچے سنورے سراپے پر نظریں گاڑتے
ہوئے بولا جبکہ ار حم کی اتنی نزدیکی پر فاریہ بے حد گھبرائی ہوئی
تھی اور اس کے وجود میں ہلکی ہلکی لرزش ار حم بخوبی محسوس کر
سکتا تھا

اتنا گھبرا کیوں رہی ہو تم کوئی غیر تھوڑی ہوں تمہارا محرم ہوں
تمہیں تو مجھ سے کھل کر بات کرنی چاہیے اور تم تو اتنا گھبرا رہی ہو
ار حم اٹھ کے بیٹھتے ہوئے بولا

نن نہیں ایسا تو نہیں فار یہ اپنی پلکوں کا جھاڑاٹھا کر ار حم کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی

تو پھر کیسا ہے تم ہی بتا دو ار حم اس کی کلائی پکڑ کے اپنی طرف
کھینچتے ہوئے بولا جبکہ وہ کسی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اس کی باہوں
میں آسمانی تھی

لک کچھ نہیں فار یہ اپنی بہتر تھی بہت ہی دھڑکنوں پر قابو پاتے
ہوئے بولی

اگر کچھ نہیں ہے تو گھبرا نا بند کرو تمہارے قریب تمہارا شوہر ہے
کوئی غیر نہیں ارحم نے پھر سے اسے ریلیکس کرنا چاہا جبکہ اتنی سی
دیر میں وہ اس کا دوپٹہ جو جانے کتنی ہی پنز کے ساتھ سیٹ کیا گیا
تھا نہیں ایک ایک کر کے کھول چکا تھا اپنے وجود سے دوپٹے کو ہٹتا
دیکھ کر فاریہ بے حد گھبرا گئی اس نے ارحم کی طرف دیکھا جو اس کا
دوپٹہ بیڈ کی دوسری طرف پھینک چکا تھا

اب دوری ممکن نہیں بہت تڑپایا ہے فاریہ بی بی تم نے مجھے بار بار
مجھ سے ٹکرا کر میرا ضبط آزما کر ارحم آہستہ آہستہ اس کی ساری
جیولری اتارتے ہوئے بولا

آج راہ فرار ناممکن ہے ار حم فاریہ کے دلکش چہرے کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا اور اگلے ہی لمحے جھک کر اپنی سانسیں اس میں
منتقل کرنے لگا جبکہ فاریہ سختی سے ار حم کے کرتے کو اپنی مٹھیوں
میں دبوچ گئی تھی

محبت کی صورت میں مجھے قبول کرنے کا شکریہ ار حم فاریہ کے
گلے میں خوبصورت پینڈ ڈپہناتے ہوئے بولا جبکہ اس خوبصورت
پینڈ ٹ کو دیکھ کر فاریہ ہلکا سا مسکرائی کیونکہ وہ بہت خوبصورت
تھا اور اس میں چھوٹے چھوٹے الفاظوں میں اے اور ایف لکھا
ہوا تھا

بہت خوبصورت ہے فاریہ سپینڈ ڈپر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی

شکریہ۔۔۔۔۔ ارحم اتنا بول کر اس پر جھکا اور پھر جھکتا ہی چلا گیا جبکہ
فار یہ اپنے محرم کی پناہوں میں سکون سے آنکھیں بند کر گئی تھی
اگلی صبح ان کی منتظر تھی اور خوشیاں دروازے پر کھڑی دستک
دے رہی تھی

گڑیا مت کرو اس طرح صبح تو تم لوگ اچھا خاصا لوٹ چکی ہو اب
اور کیا چاہیے حارث اس وقت اپنے کمرے کے سامنے کھڑا دانیہ

کی منتیں کر رہا تھا اور وہ ایک ہی ضد لگائے بیٹھی تھی کہ جب تک
اس کے ڈیمانڈ پوری نہیں کی جائے گی تب تک اسے اندر نہیں
جانے دیا جائے گا

بھائی آپ تب سے بحث کیے جا رہے ہیں شادی صرف ایک بار
ہی ہوتی ہے اتنے کنجوس مت بنے اور جلدی سے ہماری ڈیمانڈ
پوری کریں ہم بھی بہت تھک چکے ہیں آپ ہمارا وقت برباد کر
رہے ہیں دانیہ حارث کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے ڈٹ کر
بولی جبکہ دانیہ کی بات سن کے حارث کو کافی حیرانگی ہوئی اسے
سمجھ نہیں آئی تھی کہ وقت اس کا برباد ہو رہا ہے یا دانیہ کا

فلحال حارث نے مزید بحث کرنا بیکار سمجھا اور ایک چیک سائن کر
کے دانیہ کے ہاتھ میں تھما دیا کیونکہ اس کے پاس جتنا بھی کیش
تھا وہ ختم ہو چکا تھا

یہ کیا بھائی آپ چیک دے رہے ہیں مجھے تو پاکستان کے بینک
اکاؤنٹس کا بھی نہیں پتا مجھے نہیں پتا آپ کیش دیں دانیہ وہ چیک
واپس حارث کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی

گڑیا دانیال کو دینا وہ تمہیں کیش کروادے گا فی الحال ابھی اسی
سے گزارا کروا کر نہیں چاہیے تو واپس دے دو حارث واقعی میں
چیک واپس لینے لگا تھا جب دانیہ نے جلدی سے چیک پیچھے کر لیا

اب اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتے ہم بھائی کیونکہ اس میں آپ کی بیوی کا بھی حصہ ہے اسپیشلی بول کر گئی ہے وہ ہمیں خیر ہم کیش کروائیں گے تو بانٹ بھی لیں گے ابھی کے لیے خدا حافظ دانیہ حارث کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو پھر اپنی ٹیم کے ساتھ دروازے کے سامنے سے ہٹ گئی جبکہ حارث ہلکا سا ہنس دیا یعنی اس کی بیوی اپنی حرکتوں سے کبھی باز نہیں آنے والی تھی بھلا ان رسموں میں بھی کوئی اپنے حصے رکھتا ہے جیسے اس نے رکھا تھا وہ تو دو دو ہاتھوں سے اپنے شوہر کو لوٹنے دے رہی تھی بلکہ خود لوٹ رہی تھی کیونکہ یہ سارے آئیڈیاز لائبرے کے ہی تھے دانیہ یہ سب نہیں سوچ سکتی تھی اور نہ ہی وہ کر سکتی تھی یہ سارا حوصلہ بھی اسے لائبرے نہیں دیا تھا

حارث کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی لائے بیڈ پر بیٹھی گھونگٹ
کے ارے اپنا چہرہ چھپائے حارث کا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھ
کر حارث مسکرایا اور اپنی شیروانی کے بٹن کھول کے شیروانی اتار
کے صوفے پر پھینکی اور چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا

السلام علیکم حارث بیڈ پر لائے کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے بولا جبکہ
اپنے قریب سے حارث کی بھاری گھمبیر آواز سن کر لائے کا دل
بہت زور سے دھڑکا تھا

وعلیکم السلام لائے ہلکی سی آواز میں بولی جب حارث نے آگے
بڑھ کر اس کا گھونگاٹوا اٹھانا چاہا تو اس نے فوراً اسے روک دیا

اتنی جلدی کیا ہے مسٹر ہسبینڈ پہلے میری منہ دکھائی دیں لائے
گھونگھٹ کے اندر سے ہی بولی تو لائے کے بات سن کر حارث
مسکرایا اور پھر بغیر کو کچھ بھی بولے ایک جھٹکے سے اس کا گھونٹ
اٹھا دیا

منہ دکھائی دیں میری لائے کو پہلے تو اس پر غصہ آیا مگر پھر خود کے
غصے کو دباتے ہوئے اس نے حارث کے آگے اپنا ہاتھ کیا تو
حارث نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ دیا

اوہو منہ دکھائی دیں میری ڈرامے بازی مت کریں لائے اس کا
ہاتھ پیچھے جھٹکتے ہوئے بولی

میں خود تمہارے لیے ایک تحفہ ہوں قبول کرو بیوی صاحبہ
حارث دوبارہ سے اس کی پھیلائے گئی ہتھیلی میں اپنا ہاتھ رکھتے
ہوئے بولا جبکہ حارث کی بات سن کر لائے کا منہ ہی کھل گیا یعنی
وہ اس کے لیے منہ دکھائی لایا ہی نہیں تھا

یعنی آپ میری منہ دکھائی نہیں لے کر آئے ہیں نالائے اپنا ہاتھ
پیچھے کرتے ہوئے بولی تو حارث نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر
ہلایا

یار میں اس شکل کی منہ دکھائی لے کر آتا ہزار بار تو دیکھ چکا ہوں
اس میں نیا کیا ہے حارث بے نیازی سے بولا جبکہ کتنی بے عزتی پر
لائے کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے کو تھی

یعنی آپ کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا مجھے آپ سے بات ہی نہیں
کرنی لائبہ روندھی آواز میں بول کر وہاں سے اٹھ کر جانے لگی
جب حارث نے اس کی اس کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ
کسی کٹی ہوئی شاخ کی طرح اس کے سینے سے آگئی

یہاں سے جانے کے بارے میں سوچنا بھی مت ورنہ تمہارا دماغ
تھکانے لگانے میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گا حارث لائبہ کو اپنی
سخت گرفت میں لیتے ہوئے بولا جبکہ لائبہ نے برا سامنہ بنایا

اپنے اس حسین چہرے کے یوں ڈیزائن نہ بناؤ ورنہ تمہاری جان
مشکل میں آجائے گی میں نے آگے ہی خود کو بہت مشکل سے

قابو کیا ہوا ہے حارث لائے کی کلائی میں ایک خوبصورت سا
بریسٹ پہناتے ہوئے بولا جبکہ اپنی کلائی میں چمکتے بریسٹ کو
دیکھ کر لائے کی آنکھیں بھی چمک اٹھی تھی کیونکہ بریسٹ بہت
حسین تھا

یہ تو بہت پیارا ہے لائے حارث کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے
ہوئے بولی

ہاں مگر تم سے کم کیونکہ اس وقت مجھے تم سے زیادہ اور کچھ بھی
خوبصورت نہیں لگ رہا حارث ایک ہی کروٹ بدل کر لائے پر
جھک آیا

حج حارث۔۔۔۔۔حارث کے اس حرکت پر لائٹ بے حد

گھبرائی

آہاں میری جان آج مجھے تمہارا بولنا بالکل پسند نہیں آ رہا اور

تمہاری مداخلت تو میں بالکل برداشت نہیں کروں گا اس لیے

صرف خاموش رہو حارث لائبہ کے لپسٹک سے سچے سرخ

ہو نٹوں پر انگوٹھا پھرتے ہوئے بولا اور اس کے ہو نٹوں کو پورا

فوکس کیسے اس کے لبوں پر جھکا جبکہ ایک ہی پل میں وہ لائٹ کی

سانسئیں روک چکا تھا

مم مجھے چلیج۔۔۔۔۔حارث نے جیسے ہی اس کے ہونٹوں کو

آزادی بخش کر اس کی جیولری اور دوپٹے کو اس کے سراپے سے

الگ کیا تو لائے نے بمشکل بولنا چاہا جبکہ حارث اس کی بات نہ سچ میں
ہی کاٹ چکا تھا

میں نے بولا نا کہ آج مجھے تمہاری مداخلت بالکل پسند نہیں آئے
گی اب اگر تم ایک لفظ بھی اور بولی تو تمہارے حق میں بہتر ثابت
نہیں ہو گا حارث اتنا سا بول کر لائے کے گھسنے کا لے بالوں کو کھول
چکا تھا جبکہ لائے کو حارث کے ارادے خطرناک دکھائی دے
رہے تھے

Welcome to my world of love

حارث لائبہ کے کان میں میٹھی سرگوشی کرتے ہوئے اس کی
سانسوں کو دوبارہ قید کر گیا جبکہ لائبہ کے پاس ہار جانے کے علاوہ
اور کوئی راستہ نہیں تھا اس لیے وہ اپنی مزاحمت بند کرتی اپنا آپ
حارث کو سونپ گئی ایک نئی زندگی اور ایک نئی صبح ان دونوں کی
منتظر تھی آج ارحم اور حارث کو ان کی بچپن کی محبت مل چکی تھی
ان کی "دل عزیز" محبت جسے انہوں نے بچپن سے چاہا تھا آج وہ
ان دونوں کی نکاح میں تھی

سر آپکی گاڑی آچکی ہے چلیں جلدی ہمیں جلدی نکلنا ہو گا ایک
گارڈ ایم این اے کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا جبکہ ایم
این اے جو تب سے مسلسل کمرے میں دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا

کہ کب اس کی گاڑی آئے اور کب وہ یہاں سے نکلے تاکہ وہ جیل
جانے سے بچ جائے اس گاڑی کی بات سنتے ہی تیزی سے کمرے
سے نکلا

ایم این اے کے کچھ لوگوں نے اس کے لیے ایک الگ گاڑی کا
انتظام کروایا تھا کیونکہ ایم این اے کی گاڑی کو ہر کوئی پہچانتا تھا اور
اپنی گاڑی میں یہاں سے فرار ہونا اس کے لیے ناممکن تھا

ایم این اے اپنے کچھ گارڈز کے ساتھ تیز تیز قدم لیتا باہر کی
جانب بڑھ رہا تھا دروازے پر پہنچتے ہی اچانک عینا اور دانیال اپنے
کچھ آفیسرز کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہوئے

ارے اتنی جلدی کیا ہے ایم این اے صاحب کچھ دیر رک جائیں
آپ کے گھر میں پہلی بار آئے ہیں عینا سامنے کھڑے ایم این
اے کے سفید پڑھتے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

کک کون ہو تم لوگ ناچاہتے ہوئے بھی ایم این اے کی آواز
لڑکھڑا گئی

آپ کے مہمان ایم این اے صاحب اور یہ کیا آپ اتنے گھبرا
کیوں رہے ہیں کہیں آپ کا یہاں سے بھاگنے کا تو ارادہ نہیں تھا جو
ہماری وجہ سے ناکام ہو گیا عینا دو قدم ایم این اے کی طرف
بڑھاتے ہوئے بولی جبکہ اس کا چہرہ فقط خوف سے پیلا پڑ چکا تھا
اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اب کیا کرے

نہیں میں کیوں بھاگوں گا اور مجھے بھاگنے کی ضرورت کیا ہے میں
ایم این اے ہوں اور تم لوگ بغیر میری اجازت کے میرے گھر
میں کیسے گھس سکتے ہو نکلوا بھی کہ ابھی یہاں سے ایم این اے
ہوش سنبھالتے ہی غصے سے رعب جھاڑتے ہوئے بولا

پہلی بات آپ بھاگیں گے اس لیے کیونکہ آپ کے سارے
کرتوت قانون کے سامنے آچکے ہیں اور دوسری بات ہمارے
پاس آپ کا لیگل اریسٹ وارنٹ ہے آپ کو ابھی امن سے اپنی
گرفتاری دینی پڑے گی ورنہ ہمیں اپنا طریقہ بھی آزمانا آتا ہے
دانیال ایم این اے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے سخت ترین

لہجے میں بولا جبکہ ایم این اے کے چہرے پر خوف صاف دکھائی
دے رہا تھا

تم لوگ مجھے اس طرح گرفتار نہیں کر سکتے مجھے گرفتاری کا کوئی
نوٹس نہیں آیا ایم این اے کچھ قدم پیچھے بڑھاتے ہوئے بولا

ارے ایم این اے صاحب جتنے جرم آپ نے کیے ہیں نا اس کی
سزا تو شاید پھانسی بھی ہو تو کم ہو اور آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ
آپ کو گرفتاری کا نوٹس آئے گا مجھے تو لگتا تھا کہ سیاستدان کافی
دماغ والے ہوتے ہیں مگر آپ کی بات سن کر تو لگ رہا ہے جیسے
آپ کے پاس دماغ موجود ہی نہیں عینا اپنے آفیسر کو اشارہ کرتے

ہوئے بولی اور اگلے ہی لمحے اس آفیسر نے ایم این اے کا ریسٹ
وارنٹ نکال کے عینا کی طرف بڑھایا

یہ رہا آپ کا ریسٹ وارنٹ جو قانون نے پاس کیا ہے عینا اسے
کھول کر ایم این اے کے چہرے کے سامنے لہراتے ہوئے بولی

ریسٹ کرو اسے اور اس کے گارڈز کو بھی عینا ایم این اے کو کچھ
بھی بولنے کا موقع دیے بغیر اپنے پیچھے کھڑے 10 سے 12
آفیسرز کو حکم پیش کیا تو وہ جلدی سے آگے بڑھے جبکہ ایم این
اے اور اس کے گارڈز نے بہت ہاتھ پیر مارے تھے خود کی رہائی
کے لیے مگر ان کے سامنے کھڑے مضبوط آفیسرز کے لیے ان
جیسے چوزوں کو قابو کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اس لیے اب وہ ان

سب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا کر ان کے چہرے کو کسی
کپڑے سے ڈھانپ کر وہاں سے لے کے جا چکے تھے

کسی کو بھی معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ایم این اے گرفتار ہو چکا
ہے بلکہ ہر طرف یہ خبر پھیلا دو کہ ایم این اے پاکستان سے فرار
ہو کر دوسرے ملک جا چکا ہے عینا دانیال اور دانش کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی

او کے میم جیسا آپ کا حکم دانیال عینا کو سلیوٹ کرتے ہوئے بولا
تو اتنی سیریس سچویشن میں بھی عینا کے چہرے پر مسکراہٹ دور
گئی

تم مجھ سے کسی دن پٹو گے دانی عینا دانیال کے کسرتی بازو پر ایک
ہلکا سا مکہ مارتے ہوئے بولی

ہائے رحم کرو ظالم لڑکی اب میں بیوی والا ہوں اگر میرا کوئی ہاتھ
پاؤں ٹوٹ گیا تو سوچو میری چھوٹی سی پیاری سی معصوم سی بیوی کا
کیا بنے گا دانیال افسوس سے سر ہلاتے ہوئے بولا جیسے اسے واقعی
میں یہ فکر ہو کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو اس کی بیوی کا کیا بنے گا

ارے یار بس کر جاؤ آپنی جا چکی ہیں دانش نے دانیال کو احساس
دلانا چاہا کہ جسے وہ اتنا کچھ بول رہا ہے وہ تو اس وقت وہاں سے جا
چکی تھی

ہاں معلوم ہے مجھے تم میرے ابا مت بنو دانیال ایک نظر دانش
کو گھوڑتے ہوئے بولا اور پھر وہاں سے نکل گیا جبکہ اس کے پیچھے
دانش بھی ہنستا ہوا نکلا تھا

مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے عینا فائنلی اب ہم اپنی منزل پر ہیں اور
اب سے ٹھیک 12 گھنٹوں بعد ہم اپنی منزل کے چوراہے پر
کھڑے ہوں گے

اس وقت دانیال عینا دانش اور ان کی ٹیم کے کچھ آفیسرز اس
وقت میٹنگ روم میں موجود تھے جبکہ عینا نے ابھی پانچ منٹ
پہلے ہی میٹنگ ختم کی تھی عینا کی میٹنگ ختم ہوتے ہی دانیال
خوش ہوتے ہوئے عینا سے اپنی خوشی کا اظہار کر رہا تھا کیونکہ

میٹنگ کے مطابق اب سے ٹھیک 12 گھنٹوں بعد رات کے دوسرے پہر میں عینا اور اس کی پوری ٹیم نے اس بلڈنگ پر ریٹ کرنی تھی وہاں موجود تمام لڑکیوں کو آزاد کروانا تھا تمام اسلحہ قانون کے حوالے کروانا تھا اور دہشت گردوں کو موت کے گھاٹ اتارنا تھا عینا انہیں تمام پلان سمجھا چکی تھی اور اس وقت عینا کے تمام آفیسرز ٹریننگ کے لیے فورس میدان میں اکٹھے ہو رہے تھے کیونکہ کچھ گھنٹوں کی ٹریننگ کے بعد سب نے اپنے مشن کے لیے نکلنا تھا اور کچھ ہی گھنٹوں بعد عینا کو اور اس کی پوری آرمی فورس کو پانچ سال کی محنت کا صلہ حاصل ہو جانا تھا اور جنہیں زبردستی اس بلڈنگ سے وہ بے قصور بھی بچ جانے میں قید کر کے رکھا گیا تھا ان پر روزِ ظلم و ستم کیا جاتا تھا

اب انکل کو اطلاع دینی ہے بس کہو تو میں فون کر کے دے دوں
دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

نہیں میں خود ان سے بات کروں گی بابا کو میں خود بتا دوں گی ابھی
تم تیاری کرو ہمیں گھر کے لیے نکلنا ہے عینا دانیال کی طرف
دیکھتی ہوئی ہلکا سا مسکرا کر بولی جبکہ شیرازی سکندر کی بات
کرتے ہوئے عینا کا اتنا میٹھا لہجہ دانیال نے زندگی میں آج پہلی بار
محسوس کیا تھا اور آج اس نے پہلی بار شیرازی سکندر کو مسٹر
شیرازی نہیں بلکہ بابا کہہ کے بلایا تھا دانیال کی توجہ تھی ہی نہیں
ختم ہو رہی تھی اگر اس وقت شیرازی سکندر عینا کے منہ سے بابا
لفظ سن لیتے تو خوشی سے دوہرے ہو رہے ہوتے

ہے ناجو میں نے ابھی سنا ہے کیا وہ واقعی میں سچ ہے یہ تم نے
واقعی میں انکل کو معاف کر دیا دانیال حیرت سے ناکی طرف
دیکھتے ہوئے بولا

ہاں دانی میں نے سب کو معاف کر دیا اور میں نہیں چاہتی کہ
میری آنے والی زندگی میں کسی کی بھی کسی بھی غلطی کو اپنے
دل میں رکھوں عینا اپنا کچھ ضروری سامان ٹیبل سے اٹھاتے
ہوئے بولی جبکہ عینا کا سب کی طرف سے صاف ہوتا دل دیکھ کر
دانیال بے تحاشہ خوش ہوا تھا آخر کار عینا نے بھی اپنی اگلی زندگی
کے بارے میں سوچ ہی لیا تھا شاید وہ بھی زر خان کے ساتھ اپنی
خوشحال زندگی جینا چاہتی تھی اسی لیے اس نے اپنے باپ کی ہر
غلطی کو معاف کر دیا تھا

چلو اب صبح کے پانچ بج رہے ہیں اب ہمیں نکلنا چاہیے کیونکہ
حویلی پہنچتے ہوئے بھی دو سے تین گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے عینا
دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی کیونکہ ان کی ساری رات تو
یہیں آفس میں ہی گزر گئی تھی اور اب صبح کے اجالے آہستہ
آہستہ ہر طرف پھیلنے کو تیار تھے

عینا چاہتی تھی کہ دانیال اور دانش بھی کچھ دیر آرام کر لیں کیونکہ
شام کے چھ بجے انہیں اپنے مشن کے لیے نکلنا تھا اور وہ چاہتی
تھی کہ اس کے تمام آفیسرز اس کی ساری ٹیم بالکل فریش دکھائی
دے تاکہ سب حاضر دماغی سے کام کر سکیں

آنکھوں میں پڑنے والی روشنی سے لائبہ کی آنکھ کھلی تھی اس نے
آہستہ سے آنکھیں کھول کر ایک نظر کمرے میں چاروں طرف
گھمائی نظر کمرے کے سامان سے ہوتی ہوں میں حادثہ کے
دلکش چہرے پر جاٹھڑے جو اسے خود میں کسی تکیے کی طرح
دبوچے گہری نیند سوراٹتا چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جو اس
کے اندر کے حال کو بیاں کر رہے تھے

آہستہ آہستہ لائبہ کے ذہن میں رات کے تمام منظر گھومنے لگے
وہ سب یاد آتے ہی لائبہ کان کے لوتک سرخ پڑ چکی تھی

اس نے بے اختیار حارث کی پناہوں سے نکلنے کی کوشش کی جبکہ
اس کی سخت گرفت کو وہ ذرا سا بھی نہیں ہلا سکی تھی یہ حارث
کے نیند تھی یا لائبہ کے دور جانے کا خیال جو اگلے ہی پل حارث
کی آنکھ کھل چکی تھی مگر لائبہ کو خود کے وجود سے الگ کرنے کے
جدوجہد کرتا ہے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا اور پھر ایک ہی جھٹکا دے کر
اسے اپنے قریب تر کر لیا جبکہ حارث کی اچانک اس حرکت پر
لائبہ سختی سے آنکھیں میچ چکی تھی

کیا تمہیں سکون نہیں سوتی کیوں نہیں سکون سے حارث لائِبہ کو
مصنویٰ گھوری سے نوازتے ہوئے بولا تو لائِبہ نے آہستہ سے اپنی
آنکھیں کھول کر حارث کی طرف دیکھا بہت قریب ہونے کی
وجہ سے وہ تو حارث کو سہی طرح دیکھ بھی نہیں پار ہی تھی جبکہ
حارث سے نظریں ملانا لائِبہ کے بس سے باہر تھا

وہ مجھے اٹھنا ہے صبح ہو گئی ہے فریش ہونا ہے لائِبہ نظریں جھکاتے
ہوئے منمنائی تو حارث مسکرایا

آج کا دن ہم وی آئی پی کیل ہیں سو جاؤ سکون سے لیٹ بھی
اٹھیں گے تو کوئی ہم سے کچھ نہیں کہے گا حارث اسے زبردستی
اپنے سینے سے لگاتے ہوئے دوبارہ آنکھیں موند گیا جبکہ لائِبہ نے

بھرپور مزاحمت کرتے ہوئے اسے پیچھے کیا تھا کیونکہ پہلے ہی صبح
کے نوبحنے کو تھے اور ابھی بھی وہ نوابزادہ بول رہا تھا کہ سو جاؤ

آپ کا دماغ درست ہے صبح کے نوبحنے لگے ہیں اور ابھی بھی آپ
بول رہے ہیں کہ سو جاؤ چھوڑیں مجھے لائبرے اس کا حصار توڑ کر فوراً
بیڈ سے اٹھی

یہ کیا بد تمیزی ہے لائبرے واپس آؤ حارث نے لائبرے کو گھورا جبکہ
لائبرے موقع پاتے ہی بھاگ کر واش روم میں بند ہو چکی تھی

حارث نے واش روم کے دروازے کو گھورتے ہوئے نظر گھما کر
گھڑی کی جانب دیکھا جو اگلے 15 منٹ میں نوبجانے کو تھی گھڑی

کو دیکھ کر ہر اس کی پوری کی پوری آنکھیں کھل گئیں یعنی وہ اتنی
دیر تک سوتا رہا تھا یقیناً اس وقت حویلی کے تمام افراد ناشتے کی
ٹیبل پر موجود ہوں گے حادثہ خود پر سے کمبل پیچھے پھینکتا ہوا فوراً
اٹھ کھڑا ہوا اور چینجنگ روم کی طرف بھاگا اب اسے سمجھ آرہا تھا
کہ لائبریری کا یہ ڈزیشن بالکل درست گیا تھا اگر لائبریری حادثہ سے
مزا حمت کر کے نہ اٹھتی تو حادثہ نے دوبارہ سو جانا تھا

ارحم کی آنکھ کھلی تو اسے اپنے سینے پر تھوڑا سا بوجھ محسوس ہوا ارحم
نے اپنی پوری آنکھیں کھولتے ہوئے فاریہ کی طرف دیکھا جو اس
کے سینے پر سر رکھے مزے سے سو رہی تھی فاریہ کو دیکھتے ہی
ارحم کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

اس نے نرمی سے فاریہ کا سر اپنے سینے سے اٹھا کر اپنے بازو پر رکھا
اور تھوڑا سا اٹھ کر بغور فاریہ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا جس
کے چہرے پر گردن پر اس کی شدتوں کا صاف نشان دکھائی دے
رہے تھے رات بھر اس نے فاریہ کو اچھے سے باور کروادیا تھا کہ
وہ اپنی شدتوں کے معاملے میں کیسا ہے

فارہ کو دیکھتے ہی ار حم دوبارہ اپنے ہوش ہونے لگا تھا وہ نرمی سے
جھکا اور اپنے دیے گئے نشانوں پر نرمی سے لمس چھوڑنے لگا جب
کہ ار حم کی داڑھی کہ چبن پر فارہ ہلکا سا کسمسائی

مت کریں سونے دو مجھے آپ نے آگے ساری رات سونے
نہیں دیا فارہ نیند میں ہی بڑبڑائی جبکہ اس کی بڑبڑاہٹ سن کر
ار حم کے ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی

میں نے نہیں سونے دیا یاں تم خود سونا نہیں چاہتی تھی ار حم فارہ
کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا جب فارہ نے پٹ سے
آنکھیں کھولتے ہوئے ار حم کی طرف دیکھا تھا مگر اس کی آنکھوں
میں دیکھنے کی ہمت بالکل نہیں تھی اس لیے فوراً نظریں جھک گئی

میں نے کچھ نہیں کیا جو بھی کیا آپ نے کیا تھا فاریہ کو برا لگا تھا
ارحم کا اس طرح الزام لگانا

تم نے میرے ہوش اڑا دیے تھے اور تم کہہ رہی ہو کہ تم نے کچھ
نہیں کیا اگر تم اتنی ہوش رو با بن کر میرے سامنے نہ آتی تو یقیناً
میں تب بھی بہت کچھ کر گزرتا تم میری بیوی ہو اور اپنی محبت کو
محسوس کرنے کا حق رکھتا ہوں میں اور ہمیشہ اپنی محبت کو یوں ہی
محسوس کروں گا فی الحال اپنی نیندیں خود پر حرام کر دو ارحم اس
کے چہرے پر جا بجا بھگیے لمس چھوڑتے ہوئے بولا جبکہ فاریہ شرم
وحیا سے سرخ پڑ چکی تھی

نئی زندگی کی پہلی صبح بہت مبارک میری جان ار حم اس کی پیشانی
کو اپنے بے قرار لبوں سے چومتے ہوئے بولا جبکہ ار حم کی بات پر
فاریہ کے چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ رقص کی تھی

آپ کو بھی فاریہ نے بول کر فوراً ہی اپنا چہرہ ار حم کے سینے میں
چھپا لیا کیونکہ اس وقت اس کی پناہ گاہ بھی ار حم تھا اور اس نے بچنا
بھی ار حم سے ہی تھا

دیکھو میری جان تم اس طرح میرے گلے لگ کر مجھے بہکا رہی ہو
اور صبح صبح اگر میں بہک گیا تو تمہارا اس کمرے سے نکلنا ممکن ہو
جائے گا فی الحال نو بج رہے ہیں جلدی سے اٹھو ہمیں تیار ہو کر
نیچے جانا ہے ار حم فاریہ کو خود میں بھینچتے ہوئے بولا

آپ مجھے چھوڑیں گے تو میں اٹھوں گی نافاریہ ار حم کے سینے پر
دونوں ہاتھ رکھ کر اس سے پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے

بولی

او کے ہٹ جاؤں گا پیچھے مگر اس سے پہلے مجھے اس حسین صبح سے
لطف اندوز تو ہونے دو ار حم کی بات سن کر فاریہ کو اس کی بالکل
سمجھ نہیں آئی تھی مگر اگلے ہی لمحے ار حم اسے بہت اچھے سے
سمجھا چکا تھا اس کے گلابی لبوں پر اپنے لب رکھ کے اس کی
سانسیں قید کر کے اس کی سانسوں سے اٹھنے والی خوشبو کو اپنے
اندر بساتے ہوئے ار حم کسی اور ہی جہاں میں پہنچ چکا تھا جب
کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی ار حم جانتا تھا کہ دروازے

کے اس پار کون ہو گا اس لیے نرمی سے فار یہ سے پیچھے ہٹا مگر اسے
اپنی قید سے آزاد نہیں کیا تھا

تم جاؤ ہم ابھی دس منٹ تک تیار ہو کے نیچے آتے ہیں ار حم بند
دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ دوسرے جانب کھڑی
ملازمہ جی صاحب کہتی وہاں سے چلی گئی

ار حم نے دروازے سے نظریں ہٹا کر فار یہ کی طرف دیکھا جس کا
چہرہ سرخ پڑ چکا تھا جبکہ ار حم کو اتنی نزدیکی سے فار یہ کہ چہرے
کے بدلتے یہ رنگ بہت خوبصورت لگے تھے کیونکہ یہ رنگ اس
کی محبت کے تھے اس کی قربت کے تھے جسے دیکھتے ہی وہ دوبارہ

سے بہکنے کو تیار تھا مگر اب وہ بہک نہیں سکتا تھا اور نہ بہت دیر ہو
جانی تھی اور نیچے سب لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے

پیچھے ہٹیں مجھے ابھی تیار بھی ہونا ہے فاریہ مزاحمت کرتے ہوئے
بولی

(جسٹ ون مور) ار حم فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر
بغیر فاریہ کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر دوبارہ
جھکا اور خود کو سیراب کرنے لگا جبکہ فاریہ کے پاس اپنا آپار حم
کے حوالے کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا اس لیے وہ
آنکھیں بند کرتی خود کو ار حم کے سپرد کر گئی

لائبہ فریش ہو کر باہر نکلی تو اسے حارث پورے کمرے میں کہیں
بھی دکھائی نہیں دیا جب اس کی نظر ڈریسنگ روم کے بند
دروازے پر پڑی تو وہ سمجھ گئی یقیناً وہ چنچ کر رہا ہو گا لائبہ جلدی
سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور اپنے گیلے بال
سکھانے لگی بال ڈرائی کرنے کے بعد ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور ہلکی
سی جیولری پہن کر ایک آخری نظر خود کو آئینے میں دیکھا تب ہی
ریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور حارث باہر نکلا مگر سامنے ہی لائبہ کو
بالکل تیار کھڑا دیکھ کر اس کے قدم وہیں رک گئے وہ اس وقت

مہرون رنگ کے جورے میں ملبوس تھی چہرے پر ہلکا ہلکا میک
اپ تھا جبکہ ہونٹوں پر پنک لپسٹک تھی گیلے بالوں کو پشت پر کھلا
چھوڑا ہوا تھا صرف اتنی سی تیاری میں بھی وہ حادثہ کے ہوش
صبح صبح ٹھکانے لگانے کی صلاحیت رکھتی تھی

ابھی لائبہ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی جب اسے اپنی کمر پر کسی
کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا اور اگلے ہی لمحے وہ حادثہ کی سخت
گرفت تمہیں موجود تھی

بہت بد تہذیب لڑکی ہو میں تو چاہتا تھا کہ صبح صبح اٹھ کر تمہارے
چہرے پر اپنی قربتوں کے اپنی شدتوں کے رنگ دیکھوں مگر تم تو
پہلے ہی بھاگ نکلی حادثہ لائبہ کے خوبصورت سراپے کو نظروں

کے راستے سے دل میں اتارتے ہوئے بولا جبکہ لائِبہ سرخ انار
ہوتی اپنا چہرہ جھکا گئی تھی کل تک تو وہ حارث کو بہت آرام سے
کوئی بھی جواب دے دیتی تھی مگر اب حارث سے نظریں بھی
ملانا لائِبہ کے لیے بے حد مشکل تھا

حارث نے غور سے لائِبہ کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا تھا جس
کے چہرے پر اس کی قربت کے تمام رنگ دکھائی دے رہے تھے
لائِبہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے حارث کی آنکھوں
میں خمار سا اترنے لگا تھا

ح ح حارث ہم لیٹ۔۔۔۔۔ ابھی لائِبہ کی بات مکمل ہو پاتی حارث
اس کے ہلتے ہوئے لبوں کو پورا فوکس میں رکھتے ہوئے اس کی

سانسوں کو قید کر گیا جبکہ حارث کی اتنی شدت پر لائِبہ اس کے
کرتے کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں دبوچ چکی تھی

لائِبہ کو سانسوں کو پیتے ہوئے حارث مکمل مدہوش ہو چکا تھا جبکہ
لائِبہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی لائِبہ کے
مزاحمت کرتے ہاتھ بھی حارث اپنے ایک ہاتھ کی سخت گرفت
میں لیتے ہوئے اس کی کمر کے پیچھے لگا چکا تھا جبکہ لائِبہ اس کی اتنی
سخت پکڑ میں مکمل بے بس ہو چکی تھی اس سے پہلے کہ لائِبہ کی
سانسیں مکمل بند ہو جاتی کمرے کا دروازہ بجا

جب تیسری بار دروازہ بجا تو حارث بد مزہ ہوتا ہوا پیچھے ہٹا اسے
اس وقت لائبر اور اپنے درمیان کسی کی بھی مداخلت بالکل پسند
نہیں آئی تھی

کون ہے۔۔۔۔۔ حارث بند دروازے کو دیکھتے ہوئے بولا جبکہ
لائبر کو اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا تھا

صاحب جی وہ بری اماں اپ کو نیچے ناشتے کے لیے بلارہی ہیں
سب اپ کا انتظار کر رہے ہیں دروازے کی دوسری جانب سے
ملازمہ بولی

ٹھیک ہے تم جاؤ ہم بس ابھی آرہے ہیں حادثہ دروازے سے
نظریں ہٹا کر لائے کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے بولا جو اپنی
سانسیں درست کرنے کے چکر میں ہلکان ہو رہی تھی

ایک رات کی شدت آپ سے برداشت نہیں ہوئی ساری عمر کیا
کریں گی بیوی صاحبہ حادثہ اس کے نم لبوں پر شہادت کی انگلی
پھیرتے ہوئے بولا

چلو اب خود کی بلشنگ پر تھوڑا کنٹرول کرو کیونکہ نیچے سے بلاوا آ
چکا ہے اور سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں حادثہ لائے کا دوپٹہ اس
کے سر پر دیتے ہوئے بولا اور جھکتے ہوئے اس کی پیشانی پر محبت کی
مہر ثبت کی

اور لائے کا ہاتھ تھام کر قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے

اسلام علیکم ارحم اور فاریہ ڈائنگ ہال میں داخل ہوتے ہوئے
بولے تو اماں جان نے بے ساختہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے دل
ہے دل میں ان دونوں کی نظر اتاری کیونکہ وہ دونوں ایک ساتھ
بہت اچھے لگ رہے تھے فاریہ اور ارحم نے اس وقت سیم کلر کی
ڈریسنگ کی ہوئی تھی ہلکا سا کائی بلو کلر کا تھوڑا بھاری جو راجو فاریہ پر
بہت خوبصورت لگ رہا تھا جبکہ ارحم نے ہلکے سا کائی بلو کلر کی
شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی

وعلیکم السلام ماشاء اللہ میرے دونوں بچے کتنے خوبصورت لگ
رہے ہیں ایک ساتھ ہمیشہ خوش رہو اللہ تم دونوں کو سلامت
رکھے بڑی اماں ان دونوں کو محبت بھری نظروں سے دیکھتی
ہوئی بولی

ہمیں لگا کہ ہم لیٹ ہو گئے مگر یہاں تو ابھی دوسرا جوڑا آیا ہی
نہیں ارحم گھسیٹ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا اس کا اشارہ
حارث اور لائبریری کی طرف تھا

صرف وہ دونوں ہی نہیں ابھی تک کوئی بھی نہیں آیا بڑی اماں
ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ ڈائمنگ ٹیبل پر بڑی اماں

زینت بیگم اور اماں جان کے علاوہ کوئی نہیں تھا جبکہ دانیل بیلا کے
ساتھ کچن میں تھی اور اس کی پسند کا ناشتہ بنا رہی تھی

السلام علیکم حارث ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہوئے خاصی
اونچی آواز میں بولا جبکہ لائبہ اس کے ساتھ ہی تھی

وعلیکم السلام میں صدقے جاؤں اپنے چاروں بچوں کے ماشاء اللہ
اللہ ہر بری نظر سے دور رکھیں بڑی اماں ان چاروں کو ایک ساتھ
دیکھ کر نہال ہوتے ہوئے بولی کیونکہ فاریہ اور ارحم حارث اور
لائبہ کی جوری بالکل مکمل لگ رہی تھی اور ان کے چہرے سے
معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک دوسرے کا ساتھ پار کر بے تحاشہ
خوش ہیں حارث اور ارحم کے چہرے کی خوشی تو صاف دکھائی

دے رہی تھی جبکہ لائبہ فاریہ تھوڑی تھوڑی شرمائی ہوئی لگ
رہی تھی آج وہ اس طرح چپ تھی جیسے کبھی بولنے ہی نہ ہو جسے
دیکھتے ہوئے زینت بیگم بے تحاشہ خوش ہو رہی تھی آخر ان کی
دونوں بیٹیاں اپنی مطمئن زندگی کی شروعات کر چکی تھی اب ان
کی صرف ایک ہی دعا تھی کہ خدا ان کا ساتھ ہمیشہ بنائے رکھے
اور ان کا دامن خوشیوں سے بھر دیں

چچا جان کیا میں اندر آسکتا ہوں زر خان شیرازی سکندر کے
کمرے کے کھلے ہوئے دروازے کو ہلکا سا ناک کرتے ہوئے بولا

ہاں بیٹا آؤ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے شیرازی سکندر
مسکراتے ہوئے بولے تو زر خان ہلکا سا مسکرا کر کمرے میں
داخل ہوا

کیسی طبیعت ہے آپ کی چچا جان زر خان صوفی پر بیٹھتے ہوئے
بولا

جس کے اتنے بلند حوصلہ بچے ہوں وہ شخص کیسے بیمار ہو سکتا ہے
شیرازی سکندر اس کے سامنے ہی صوفی پر بیٹھتے ہوئے بولے

جی۔۔۔۔۔ زر خان نے مسکراتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا

چچا جان مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی زر خان شیرازی
سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

مجھے معلوم ہے بیٹا کہ تم نے کیا بات کرنی ہے شیرازی سکندر اس
انداز میں بولے جیسے وہ پہلے سے ہی جانتے ہوں کہ زر خان کیا
بات کرنے والا ہے

جب آپ جانتے ہیں تو پھر مجھے بتا بھی دیں کہ آپ کیا کرنے کے
بارے میں سوچ رہے ہیں نہ تو آپ نے ابھی تک اس سے بات

کی ہے ناہی اسے ہمارے ولیمے کے بارے میں بتایا ہے زر خان کا
لہجہ اب تھوڑا سنجیدہ تھا

میں عینا سے وقت کے وقت بات کرنا چاہتا تھا خیر وہ آج گھر آ
جائے گی تو میں پورا ارادہ رکھتا ہوں کہ میں آج ہی اسے اس
بارے میں اطلاع دے دوں شیرازی سکندر ریلیکس انداز میں
بولے جیسے ان کے لیے یہ بات اتنی بڑی ناہو

چچا جان برا مت مانے گا مگر مجھے یہ سب مناسب نہیں لگ رہا یا تو
آپ کو عینا سے پہلے ہی مشورہ کر لینا چاہیے تھا یا پھر آپ کو اس کی
اجازت سے یہ فیصلہ لینا چاہیے تھا مجھے ڈر ہے کہ اگر اب آپ
اس پر اپنا فیصلہ مسلط کرتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ صرف آپ

سے نہیں بلکہ ہم سب سے بدگمان ہو جائے چونکہ ہم سب نے
ہی اس سے یہ بات چھپائی ہے زر خان نے اپنی پریشانی ظاہر کی

اور ہو سکتا ہے کہ وہ ولیمے کے لیے انکار کر دے پھر آپ کیا کریں
گے اگر اس نے انکار کر دیا تو زر خان نے اپنا خدشہ پیش کیا

وہ انکار نہیں کر سکتی شیرازی سکندر اس طرح بولے جیسے انہیں
یقین ہو کہ عینا کبھی انکار نہیں کرے گی

آپ اتنے مطمئن طریقے سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ انکار نہیں
کرے گی زر خان اب ان کی باتوں میں الجھنے لگا تھا

اس سے اس ولیمے کے لیے ہر صورت ماننا ہی پڑے گا ورنہ میں
بیلا کو واپس اٹلی بھیج دوں گا یا تو اسے اس ولیمے کے لیے ہاں کرنی
پڑے گی یہاں پھر انکار کر کے بیلا کو کھونا پڑے گا شیرازی سکندر
نے بری صفائی سے زر خان کے سر پر بمب ہو رہا تھا

یہ آپ کیا کر رہے ہیں چچا جان وہ تو معصوم سی بچی ہے اس سب
میں اس کا کیا قصور ہے زر خان تو تڑپ ہی اٹھا تھا ان کی بات سن
کر

میں اس بچی کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا رہا شیرازی سکندر
زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے

دانیال اور عینا ایک ساتھ ہی حویلی میں داخل ہوئے تھے اس
وقت حویلی میں موجود مہمان جاچکے تھے کیونکہ سب نے ولیمے
والے دن ڈائریکٹ ہال میں ہی آنا تھا اب معمول کے مطابق
حویلی میں ملازموں کی چہل پہل تھی مگر حویلی کا کوئی بھی فرد عینا
کو لاؤنج میں نہیں دکھائی دیا

دانی تم جاؤ اپنے کمرے میں کچھ دیر آرام کر لو اور میں انہیں
اطلاع دے دوں اور تمام صورتحال سے آگاہ کر دوں عینا دانیال
کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

آرام نہیں میں فریش ہو کر واپس نیچے آ رہا ہوں کیونکہ ابھی تک
نہ تو میں نے ناشتہ کیا ہے نہ تم نے مجھے تو لگتا ہے کہ حویلی کے بھی
کسی بندے نے ناشتہ نہیں کیا ابھی تک خیر تم انکل کو بتا دو تب
تک میں فریش ہو کر آتا ہوں دانیال عینا کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا تو عینا نے قدم شیرازی سکندر کے کمرے کی جانب بڑھائے

وہ میری بیٹی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ مجھے اس سے اپنی بات کیسے
منوانی ہے اگر وہ میری بات نہیں مانے گی تو میں بھی اسے کوئی
رعایت دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا عینا کو میرا حکم ماننا پڑے گا
ورنہ اسے بیلا کو کھونا پڑے گا اگر میرا حکم نہیں مانتی تو میں بیلا کو
واپس اٹلی بھجوادوں گا شیرازی سکندر سپاٹ انداز میں بولے

تمہیں لگ رہا ہو گا کہ یہ نکاح جو تمہارا عینا کے ساتھ ہوا تھا یہ
مشن کا حصہ تھا مگر ایسا کچھ نہیں تھا اپنی بیٹی کو تمہارے سپرد

کرنے کے لیے میں نے یہ سب کروایا تھا اپنا کو میں نے ہی حکم دیا
تھا کہ وہ حور بن کر تم سے نکاح کرے اور تمہارے گھر میں رہے
اپنی پہچان چھپا کر

میں بھی چاہتا تھا کہ میری بیٹی خوش رہے اور اپنے خاندان والوں
کے درمیان رشتوں کے درمیان زندگی بسر کرے اور یہ تم سے
نکاح کروائے بغیر ممکن نہیں تھا اس لیے سب سے پہلے میں نے
عینا کا تم سے نکاح کروایا اس کے بعد عینا کو حویلی بھیجا اور اب میں
چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ رخصت ہو جائے اور اس رشتہ کو
قبول کر لے اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو مجبوراً مجھے دوسرا راستہ اپنانا
پڑے گا شیرازی سکندر نے تمام باتیں زر خان کے سامنے کھول
کے رکھ دی تھی جبکہ زر خان حیرت سے صرف شیرازی سکندر

کوہی دیکھتا جا رہا تھا جتنا آسان وہ سمجھ رہے تھے اتنا آسان تھا نہیں
اگر عینا ان سب باتوں کے بارے میں جان جاتی تو اس کا وہ یقین
ٹوٹ جاتا جو شیرازی سکندر پر اس نے کیا تھا

لیکن میں پھر بھی چاہتا ہوں کہ وہ بغیر کوئی ضد کیے میری بات
مان جائے اور ولیمے کے لیے تیار ہو جائے میں اس پر کوئی
سختی----- شیرازی سکندر نے بولتے ہوئے چہرہ اٹھا کر
دروازے کی طرف دیکھا مگر وہاں عینا کو کھڑا دیکھ کر ان کے
الفاظ وہیں دم توڑ گئے

زرخان جو شیرازی سکندر کے چہرے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا
انہیں دروازے کی طرف دیکھتا پا کر گردن موڑ کے دروازے

کی طرف دیکھا جہاں عینا سپاٹ چہرہ لیے شیرازی سکندر کو دیکھ
رہی تھی اس کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی اتنی بے
یقینی کہ زر خان کو اور شیرازی سکندر کو صاف دکھائی دے رہا تھا
کہ اس کی آنکھوں میں کیا ہے یقیناً وہ سب کچھ سن چکی تھی جو
ابھی شیرازی سکندر نے بولا تھا

عینا بے یقینی سے اپنے باپ کی طرف دیکھ رہی تھی پھر اس نے
نظر گھما کر زر خان کی طرف دیکھا زر خان کو اپنے اندر کچھ ٹوٹا ہوا
محسوس ہوا اس کی آنکھوں میں جو مفوم تھا زر خان وہ نہیں پڑھنا
چاہتا تھا اس کی آنکھوں میں زر خان کے لیے نفرت نظر آنے لگی
تھی پہلے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی اور اب نفرت

دیکھ کر زر خان کو لگ رہا تھا جیسے اس کا دل کسی نے مٹی میں دبوچ
دیا ہو

عینا نے بے اختیار قدم واپس لینا شروع کیے وہ اٹے قدم کمرے
سے باہر نکل رہی تھی پھر وہ ایک دم سے پلٹی اور وہاں سے نکلتی
چلی گئی

عینا۔۔۔۔۔ شیرازی سکندر نے اسے پکارتے ہوئے فوراً قدم
اس کے پیچھے بڑھائے تھے جبکہ زر خان بھی ان کے پیچھے ہی تھا

عینار کو یہیں پر شیرازی سکندر اتنا اونچا بولے تھے کہ ڈائمنگ ہال
میں بیٹھے تمام افراد پریشان سے ہوتے وہاں سے اٹھ کر جلدی
سے لاؤنج کی طرف بھاگے آئے تھے

بات سنو میری شیرازی سکندر عینا تک پہنچ کے اس کا بازو پکڑ کر
اس کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے بولے

عینا نے شیرازی سکندر کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوایا اور دوبارہ
قدم حویلی کے دروازے کی جانب بڑھائے جبکہ شیرازی سکندر
دوبارہ اس کا بازو پکڑ چکے تھے

تمہیں سنائی نہیں دے رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اگر تم نے ایک
اور قدم بھی آگے بڑھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا شیرازی
سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولے

آپ سے برا ہے بھی کون کیا آپ ایک اچھے انسان ہیں عینا شیراز
سکندر کا بازو بری طرح پیچھے جھٹکتے ہوئے دھاڑی

تمیز سے بات کرو عینا یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا اور اب تم
ایک قدم بھی حویلی سے باہر نہیں نکالو گی کل تمہارا اولیمہ ہے اور
ہر حال میں تم یہ کرو گی شیرازی سکندر عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے سخت ترین لہجے میں بولے

کیا کہا آپ نے میں ہر حال میں آپ کا حکم مانوں گی کیا آپ نے
مجھے کوئی کٹیتلی سمجھ رکھا ہے کھلونا ہوں میں عینا پھر سے اسی
انداز میں بولی

آپ نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے یہ سب آپ کی سازش تھی یہاں
مجھے پاکستان لانے کے لیے آپ نے سازش کی میرے ساتھ اتنا
بڑا کھیل کھیلا زبردستی میرا نکاح کروایا زبردستی اپنے خاندان میں
مجھے لے کر آئے ان کے ہاتھوں مجھے ذلیل کروایا میری تذلیل
کروائی عینا اپنے سرخ چہرے اور انگارہ ہوتی آنکھوں سے
شیرازی سکندر کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی

آپ ایک باپ ہو کر اپنی ہی بیٹی کے ساتھ سازشیں کر رہے تھے
کبھی باپ کا فرض نبھایا بھی ہے آپ نے باپ بن کر ہمیشہ مجھے
حکم دیے ہیں اور غلاموں کی طرح میں نے ہمیشہ قبول کیے ہیں
اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ آپ اب میری زندگی کا بھی فیصلہ
کریں گے آپ نے کیا سوچ کر یہ بولا کہ آپ بیلا کو مجھ سے دور
کر دیں گے آپ کو کس نے حق دیا آپ میرے اور بیلا کے
درمیان آئیں عینا جس انداز میں دھاڑ رہی تھی وہ اس وقت کوئی
زخمی شیرنی معلوم ہو رہی تھی جبکہ حویلی کے تمام افراد وہاں
کھڑے صرف عینا کا یہ روپ دیکھ رہے تھے جس میں کہیں بھی
نرمی یا کوئی اپنایت دکھائی نہیں دے رہی تھی

عینا میں بیلا کو تم سے دور نہیں کر رہا بس میری بات۔۔۔۔۔

کیا بات سنو میں آپ کی اب کون سی صفائیاں دینا چاہتے ہیں آپ
آپ ایک ہی بار مجھے بتا کیوں نہیں دیتے کہ آپ کو مجھ سے چاہیے
کیا آپ چاہتے کیا ہیں جتنی زندگی میں نے آپ کی تلخیاں جھیل
کے گزاری ہے اگر میرا بس چلتا تو میں خود کو آپ کی نظروں کے
سامنے سے غائب کر دیتی مگر میرے بس میں نہیں تھا

آج آپ میری زندگی کے فیصلے سنارہے ہیں کس بنا پر آپ یہ کہہ
رہے ہیں کیا آپ نے کبھی باپ ہونے کا احساس دلایا کیا آپ نے
کبھی مجھے بتایا کہ باپ کی شفقت اور باپ کی محبت کیا ہوتی ہے
نہیں مسٹر شیرازی آپ نے مجھے کبھی اپنی اولاد سمجھا ہی نہیں
میں تو ہمیشہ ایک بوجھ تھی جو میرے باپ کے سر پر مسلط کر دی

گئی تھی عینا کے زہر گلے الفاظ شیرازی سکندر کو خاموش کر گئے
تھے

ایک باپ کے ہوتے ہوئے یتیموں کی طرح زندگی گزاری ہے
میں نے یتیموں کی طرح رہی ہوں میں رات کی تاریکیوں میں رو
رو کر پکارا تھا اپنے باپ کو جس نے مجھے کسی لاوارث کی طرح
چھوڑ کر اپنا راستہ بدل لیا تھا کیا دے سکتے ہیں آپ مجھے ان راتوں
کا حساب یا آپ دے سکتے ہیں میری گزری ایک زندگی کا حساب
جو میں اپنے ہی باپ کی محبت اور توجہ کے لیے ترس ترس کر
گزاری ہو عینا آج جیسے پھٹ پڑی تھی 23 سالوں کا غبار وہ آج
نکال رہی تھی جبکہ شیرازی سکندر نے اپنا چہرہ جھکا لیا تھا وہ اپنے
حق پر تھی وہ جو بول رہی تھی اس کا ایک ایک لفظ سچ تھا

آپ نے ہمیشہ مجھے محبت سے محروم رکھا اور آج جب میری
زندگی ایک چار سال کی بچی پر ختم ہوتی ہے تو آپ نے مجھ سے
آخری سہارا بھی جھیلنا چاہا آپ کو ترس نہیں آیا مجھ پر کیا آپ کے
دل میں رحم نہیں آیا کیا اس وقت میں آپ کو مظلوم نہیں لگی
جس وقت آپ نے مجھ سے میرا آخری سہارا چھیننے کی بات کی
بولتے ہوئے عینا کی آواز لڑکھڑائی تھی جبکہ اس کی سبز آنکھوں
میں نمی چمکی تھی اس کے لہجے میں بے بسی تھی ہار جانے والی بے
بسی یقین ٹوٹنے والی بے بسی

عینا میری بچی۔۔۔ سائمنہ بیگم نے آگے بڑھ کر عینا کو تھامنا چاہا
جبکہ وہ انہیں ہاتھ کے اشارے سے وہیں پر روک چکی تھی

مجھے جواب دیں مجھے آج بتائیں کہ آخر میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے
اگر آپ مجھے نہیں جھیل سکتے تھے تو مجھے کسی دار لاماں میں کیوں
نہیں پھینک دیا اگر وہاں نہیں پھینک سکتے تھے تو کہیں کچرے
کے ڈھیر میں پھینک دیتے کچھ سانسیں لیتی اور مر جاتی مگر اتنے
سال اپنی بے رخی اور تلخیاں دکھا کر آپ نے کیا ثابت کیا مجھ پر
کیا آپ کی زندگی میں آنا میرا قصور تھا یاں مجھے پیدا کرنا میری ماں
کا قصور تھا جو مجھے پیدا کر کے مر گئی اگر آپ کی برداشت تو میں
میں نہیں تھی تو آپ اپنے ہاتھوں سے مجھے مار دیتے عینا بول تو
رہی تھی مگر اس کے الفاظوں نے سب کو تڑپا کر رکھ دیا تھا

ایسے مت کہو عینا شیرازی سکندر صرف اتنا ہی بول سکتے تھے
کیونکہ آگے ان کی آواز کہیں دب سی گئی تھی عینا کے سوالوں کا
ایک بھی جواب شیرازی سکندر کے پاس موجود نہیں تھا

اتنی جلدی ہار کیوں مان رہے ہیں ابھی تو آپ کو میری گزاری گئی
زندگی کے بارے میں بہت کچھ جاننا ہے اور آج میں چاہتی ہوں
کہ آپ ہر بات سنیں عینا دو قدم کا فاصلہ مٹا کر شیرازی سکندر
کے قریب ہوتے ہوئے بولی جبکہ کچھ فاصلے پر کھڑے زر خان کا
جی چاہ رہا تھا کہ عینا کو اپنے سینے میں کہیں چھپالے اس کی اتنی
باتیں سن کر زر خان کو عجیب سا محسوس ہو رہا تھا اس کے دل کو
کچھ ہو رہا تھا مگر وہ آگے بڑھ کر اپنی متاعِ جاں کو تھام نہیں سکتا تھا
کیونکہ ابھی وہ اپنے باپ کے سامنے کھڑی تھی

آج مجھے پتھر دل انسان کہنے کی صفت میں پہلے نمبر پر آپ
کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ آپ کہتے ہیں کہ میں ایک پتھر دل
لڑکی ہوں میرا دل پتھر کا ہے آپ جانتے ہیں کہ میرا دل پتھر کا
کیسے بنا مجھے اتنا سخت کس نے بنایا عینا شیرازی سکندر کے روبرو
کھڑی سوال پوچھ رہی تھی

آپ کیسے جانتے ہوں گے آپ کو تو تنہائی چاہیے تھی نا اس دن
جب آپ ایک سات سالہ بچی پر اپنا غصہ نکال کے اسے اپنے
کمرے سے باہر پھینک کر غصے سے اس گھر سے نکلے تھے تاکہ
آپ اس بچی سے بہت دور جا سکیں جہاں پر نہ آپ اسے محسوس
کر سکیں نہ اس کی آواز سن سکیں آپ جانتے ہیں کہ آپ کے

جانے کے بعد کیا ہوا تھا آپ کے اپنے دشمن جو آپ کی طاقت رکھ کر بیٹھے تھے وہ یہ سوچ کر آپ کی بیٹی کو نوچنے آئے تھے کہ شاید آپ کی بیٹی آپ کو جان سے عزیز ہوگی مگر انہیں نہیں پتہ تھا کہ وہ وجود جو بالکل بے مول ہے جس کی کوئی اوقات نہیں وہ لوگ اسے نوچنے آئے ہیں کہ آپ نے کبھی غور کیا میرے چہرے پر میرے جسم پر میرے بازو پر کیسے نشان تھے نہیں کیا نا یقیناً نہیں کیا کیونکہ آپ نے تو کبھی میری طرف نظر بھر کے دیکھا بھی نہیں عینا کی بات پر شیرازی سکندر نے تڑپ کا عینا کی طرف ہی نہیں چاہتے تھے ب دیکھا تھا کیا ہوا تھا اس رات وہ سوچ رہا کیونکہ جو الفاظ عینا بول رہی تھی وہ ان کے لیے ناقابل برداشت تھے جب کہ وہاں گھر ہے باقی افراد کا بھی کچھ یہی حال تھا

آپ کو پتہ تھا نا کہ آپ کے ہزاروں دشمن ہیں آپ کو یہ بھی
معلوم تھا کہ آپ کی ایک بیٹی بھی ہے اور آپ نے اس کی
حفاظت کے لیے اس اتنے بھرے گھر میں ایک فرد کو نہیں چھوڑا
اپ کے دل میں میرے لیے اتنی نفرت تھی کہ آپ نے ایک
بار میرے بارے میں نہیں سوچا جب وہ جانور مجھے نوچنے کے
لیے آئے تھے مجھ پر کسی جانوروں کی طرح چپکے تھے میں خود کو
بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکی تھی آج اگر صحیح سلامت میں
یہاں پر کھڑی ہوں نا تو یہ بھی ان لوگوں کی بدولت ہے عینا کا
اشارہ سائمن بیگم اور حیدر صاحب کی طرف تھا

یہ لوگ تھے جن کا مجھ سے کوئی خون نہیں رشتہ نہیں تھا میں ان
کے لیے ایک غیر تھی ایک نامعلوم بچی اور وہ لڑکا جو بچپن سے

لے کر آج تک میرے ساتھ کسی سائے کی طرح رہا ہے اگر وہ نہ
ہوتا تو آج شاید میں بھی یہاں نہ ہوتی وہ دشمن آپ کے تھے لیکن
وہ نوچنے آپ کی بیٹی کو آئے تھے اگر اس رات انکل اپنے گارڈز کو
لے کر وہاں نہ آتے تو سوچیں آج آپ اپنی بیوی کے ساتھ ساتھ
اپنی بیٹی کو بھی رو رہے ہوتے مگر تب جب آپ کو اپنی بیٹی سے
محبت ہوتی مگر آپ کو تو اس سے محبت تو کیا ہمدردی بھی نہیں تھی
اس لیے تو ان بھیڑیوں کے لیے مجھے چھوڑ دیا کیا واقعی میں باپ
ایسے ہوتے ہیں بابا عینا نے پہلی بار شیرازی سکندر کو بابا بولا تھا
آج پہلی بار شیرازی سکندر نے عینا کے منہ سے بابا سنا تھا اس کے
منہ سے اپنے لیے الفاظ سن کر شیرازی سکندر کی آنکھوں سے
بے اختیار آنسو بہے تھے اس کمزور سی جان نے کتنا کچھ جھيلا
ہا وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس رات یہ سب ہوا تھا

انہیں تو صرف یہ بتایا گیا تھا کہ ان کے گھر میں چوری ہوئی ہے مگر
ایک قیامت تھی جو حور العین سکندر پر آ کے سالوں پہلے گزر بھی
چکی تھی مگر اس کے باپ کو آج تک معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس کی
بیٹی کے ساتھ یہ سب بھی ہوا ہے

بتائیں بابا کیا باپ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بیٹیوں سے ان کی
خوشیاں چھین لیں حتیٰ کہ ان سے ان کی محبت بھی کیا آپ کو نہیں
پتہ کہ بیلا میرے لیے کیا معنی رکھتی ہے کیا آپ نہیں جانتے کہ
بیلا کا ساتھ میری زندگی جری ہے پھر بھی آپ نے بولا کہ آپ
اسے مجھ سے دور کر دیں گے آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا چاہتے
ہیں صرف مجھے بخشنے کے لیے آپ کو کیا چاہیے ایک بیٹی اپنے

باپ کے سامنے کھڑی اپنی ہی زندگی کے لیے اپنے باپ سے سودا
کر رہی تھی

کیا آپ کے دل میں کبھی میرے لیے اتنی سی بھی محبت نہیں
جاگی کیا آپ کو کبھی اتنا سا بھی احساس نہیں ہوا کہ میں آپ کی
بیٹی ہوں میں آپ کا خون ہوں میں آپ کی محبت کے وجود کا حصہ
ہوں کیا آپ نے کبھی مجھے ایک بیٹی کی نگاہ سے نہیں دیکھا
مجھے یہاں لانے والے آپ تھے میری تذلیل کروانے والے بھی
آپ تھے میری روح زخمی کی ہے اپنے بابا میں آپ کو کبھی معاف
نہیں کروں گی اپنی آخری سانسوں میں بھی میں یہ بات نہیں
بھولوں گی کہ مجھے بربادی کے راستے پر دھکا دینے والا میرا اپنا
باپ تھا عینا کے الفاظ تھے یا پگھلتا ہوا سیسہ جو شیرازی سکندر کے
لیے وہاں کھڑے رہنا بھی محال ہو رہا تھا ان کے قدم لڑکھرائے

تھے زر خان نے آگے بڑھ کر انہیں تھا منا چاہا تو انہوں نے اسے
ہاتھ کے اشارے سے روک دیا وہ آج سب کچھ سن ہی لینا چاہتے
تھے

میرا شدت سے دل چاہ رہا ہے کہ جس دن میری ماں مری تھی
کاش اس دن میں بھی مر جاتی اس زندگی سے وہ موت بہتر ہوتی
جو مجھے آپ کے دیے زخموں کے ساتھ گزارنی پڑ رہی ہے عینا کی
آنکھوں میں اب صاف آنسو چمکے تھے یہ آنسو دل کی تکلیف کے
تھے جو اس کے اندر کا حال بیان کر رہے تھے اس سے پہلے کہ اس
کے آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر بے مول ہوتے اس نے
اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلنا چاہا مگر ایسا کہاں ممکن تھا

میری ایک بات اب یاد رکھیے گا میری زندگی پر آپ کا کوئی اختیار
نہیں آپ کا تو کیا یہاں پر کھڑے کسی بھی فرد کا میری زندگی پر
کوئی اختیار نہیں ہے

آج تو میں یہاں موجود ہوں مگر بہت جلد میں یہاں سے بھی چلے
جاؤں گی اتنی دور کہ آپ چاہ کر بھی مجھے ڈھونڈ نہیں پائیں گے
عینا کی آنکھوں سے اشک ٹوٹ کر رخسار پر بہے تھے یہ پہلی بار تھا
کہ سب نے عینا کو یوں روتے دیکھا تھا جبکہ عینا کے الفاظ اور رونا
سب کی روح چاک کر گیا تھا کسی میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی
کہ وہ آگے بڑھ کر عینا کو تھام لے عینا کے بولے گئے الفاظوں
سے بڑی اماں تو صرف اپنے دل کو سنبھال رہی تھی جب کہ ان
کی آنکھوں سے کتنے ہی آنسو ٹوٹ کر پہلے سے بے مال ہو چکے

تھے ان کے بیٹے کی گہری غلطیاں نے ان کی پوتی کی زندگی کو
ویران کر دیا تھا

عینا۔۔۔۔۔۔ عینا کے الفاظ سن کر شیرازی سکندر نے تڑپ کر
عینا کو پکاڑا تھا

نہیں۔۔۔۔۔۔ عینا نے صرف ایک لفظ بولا اور پھر بے
اختیار دو قدم پیچھے بڑھائے اور پھر ایک دم سے پلٹی اور
تیز تیز قدم لیتی وہاں سے نکلتی چلی گئی وہ اپنے آنسو
کسی کو نہیں دکھانا چاہتی تھی وہ خود کو کسی آغوش میں
چھپا لینا چاہتی تھی وہ خود کو کمزور ثابت نہیں کر سکتی تھی
مگر وہ تو کمزور ہو چکی تھی

عینا نے باہر نکل کر گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا مگر اس کے ہاتھ ایک
دم سے کانپے اور ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی چابیاں بے اختیار زمین

بوس ہوئی تھی اس کا جسم تو لرز رہا تھا حور العین سکندر جسے ایک
دنیا بے رحم آفیسر کے نام سے جانتی ہے وہ آج کانپ رہی تھی
عینا نے اپنی دھندلاتی آنکھوں سے جھک کر گاڑی کی چابیاں
اٹھائی اور گاڑی میں بیٹھ کے دو تین گھرے سانس لے کر خود کو
پرکون کرنے کی کوشش کی مگر سینے میں تو ایک ایسی آگ لگی تھی
جو کسی صورت بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی اس کے دل میں
درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی یہ تو وہ جانتی تھی یا اس کو خدا جانتا تھا
اس وقت وہ کس حالت میں تھی

عینا کے نکلتے ہی شیرازی سکندر وہی پاس پڑے صوفے پر ڈھے
سے گئے

بڑی اماں ار حم کا سہارا لیتے ہوئے شیرازی سکندر کے قریب گئی
اور صوفے پر ان کے قریب ہی بیٹھ کے اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھا

یہ مجھ سے کیا ہو گیا اماں یہ میں نے کیا کر دیا وہ میری اولاد تھی
میری سگی اولاد مجھ پر تو اس سے محبت کرنا فرض تھا سیٹیاں تو
رحمت ہوتی ہیں پھر میں نے کیوں اس سے زحمت بنا دیا سب
بہت بڑی غلطی ہو گئی اماں یہ میں نے کیا کر دیا شیرازی سکندر نے
اپنا سراپہ ہاتھوں میں گرا لیا تھا اور روتے ہوئے اپنی غلطیوں کو
دہرا رہے تھے جبکہ اماں جان زینت بیگم کی آنکھیں آنسوؤں سے
بھری ہوئی تھی فارسیہ لائے اور دانیہ بے آواز رو رہی تھی جو کچھ
ابھی ہوا تھا وہ بالکل ٹھیک نہیں ہوا تھا

تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا وہ تو تمہاری بیٹی تھی تمہارا
خون تھی تم نے کیسے اسے اتنے دکھ دے دیے شیراز ہم تو اپنی
پوتی کو ساری زندگی ترستے رہے ہیں تم نہیں سنبھال سکتے تھے تو
ہمیں دے جاتے ابھی ہم اسے اپنے سینے سے لگا کر رکھتے بڑی
اماں روتے ہوئے شیرازی سکندر کو چپ کروانے کی کوشش کر
رہی تھی

اماں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو چکی ہے میں سلینہ کو کیا جواب
دوں گا جب روزے محشر وہ میرے روبرو ہوگی اور مجھ سے
پوچھے گی کہ میں نے اس کے بیٹی کا خیال کیوں نہیں رکھا تو میں
اسے کیا جواب دوں گا اماں میں تو عینا کے ساتھ ساتھ سلینہ کا بھی
گنہگار ہوں

میں اپنی بیٹی کی حفاظت نہیں کر سکا کیسا باپ ہوں میں اگر اس
رات اسے حیدر نہ بچاتا تو میں کیا کرتا اماں اگر عینا کو کچھ ہو جاتا تو
میں کہاں سے لاتا اپنی بیٹی کو مجھ سے غلطیاں نہیں گناہ ہوئے ہیں
اماں میں کیسے ازالہ کروں ان سب کا جب تک میں اپنی بیٹی کو
سمجھتا تب تک وہ بہت سمجھدار ہو چکی تھی وہ مجھ سے واقعی میں
بہت دور جا چکی تھی مگر اب وہ پھر مجھ سے دور جانے کی بات کر
رہی ہے وہ بول رہی ہے کہ وہ کبھی میرے سامنے نہیں آئے گی
میں کبھی اسے دیکھ نہیں سکوں گا اماں خدا را اسے بولیں کہ اپنے
باپ کو بے موت نہ مارے

حاصلہ کرو یا رہم سمجھائیں گے سب مل کر کہیں نہیں جائے گی وہ
خاموش ہو جاؤ حیدر صاحب شیرازی سکندر کا کندھا تھپتھپاتے
ہوئے بولے اس وقت ان کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا سوائے

انہیں حوصلہ دینے کے کیونکہ عینا کے الفاظوں میں کتنی حقیقت
تھی وہ خود بھی جانتے تھے اس بچی کا تودل ٹوٹ کر ذرا ذرا ہو چکا
تھا وہ کس سے شکایت کرتی شیرازی سکندر تو اپنی ماں سے اپنا دکھ
بانٹ رہے تھے مگر اس کے پاس تو کوئی تھا بھی نہیں جانے اتنی
تکلیفوں کو اس نے اپنے وجود میں کیسے چھپا کر رکھا تھا وہ واقعی میں
ایک بلند حوصلہ لڑکی تھی

زرخان جاؤ میری بچی کو دیکھو وہ کہیں کچھ کرنے بیٹھے خدا را اس کے
پیچھے جاؤ شیرازی سکندر زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے التجا کر
رہے تھے جبکہ شیرازی سکندر کی بات سنتے ہی زرخان باہر کی
طرف بھاگا تھا

زرخان باہر آیا تو باہر اسے عینا نہیں دکھائی دی اور وہاں سے عینا
کی گاڑی بھی غائب تھی مطلب وہ وہاں سے جا چکی تھی ابھی

زر خان گیٹ پر کھڑے اپنے ایک ملازم سے عینا کے بارے میں
پوچھ ہی رہا تھا کہ ایک دم سے بے موسمی بارش شروع ہو گئی وہ
بارش اتنی تیز تھی زر خان کو وہاں سے ہٹنا پڑا پہلا خیال جو اس کے
ذہن میں آیا تھا وہ یہی آیا تھا کہ عینا اس وقت کہاں ہو گی کیونکہ وہ
تو بخوبی جانتا تھا کہ عینا کو بارش سے فوبیا ہے اگر وہ بارش میں
بھیگ گئی تو یقیناً اس کی طبیعت خراب ہو جائے گی اور اس وقت تو
وہ اکیلی تھی اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا ایسی حالت میں اگر اس
کی تربیت خراب ہو جاتی تو اسے کس نے سنبھالنا تھا
جاؤ جلدی میرے کمرے سے میری گاڑی کی چابیاں لے کر آؤ
زر خان اپنے ملازم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو ملازم بھاگتا ہوا
چابیاں لینے چلا گیا کیونکہ زر خان کے پریشانی بڑھتی جا رہی تھی
کیونکہ بارش کی رفتار میں آہستہ آہستہ اضافہ ہو رہا تھا

ملازم جیسے ہی گاڑی کے چابی لے کر آیا زرخان جلدی سے گاڑی
میں بیٹھا اور جلدی سے گاڑی حویلی سے باہر نکالی تھی اس وقت
اسے عینا کی فکر کھائے جا رہی تھی ایک تو وہ اتنی تکلیف میں تھی
اوپر سے اکیلی ہی گھر سے نکل گئی تھی

دانیال فریش ہو کر نیچے آیا تو سب کو یوں لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر
کافی پریشان ہوا جبکہ سب کے چہرے پر پریشانی اور شیرازی
سکندر کو روتا دیکھ کر اس کے پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا وہ
تیز تیز قدم اٹھاتا لاؤنج میں داخل ہوا

کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے سب اس طرح کے بیٹھے ہیں دانیال
سائمہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ اس وقت وہ بھی رو
رہی تھی دانیال کا کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لیے کوئی بھی آواز
اسے سنائی نہیں دی تھی

دانیال وہ عینا چلی گئی ہے سائمہ بیگم دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے
روتی ہوئی بولی

کہاں چلی گئی ہے اور مام آپ رو کیوں رہی ہیں کیا ہوا ہے کوئی
مجھے بتائے گا یہاں دانیال کی پریشانی اب بڑھنے لگی تھی سب کو
یوں پریشان دیکھ کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا

سائمہ بیگم نے دانیال کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا ابھی جو یہاں
پر ہوا تھا ایک ایک بات دانیال کو بتائی جبکہ سائمہ بیگم کے بات

سنتے ہی دانیال کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا یعنی اتنا کچھ ہو
گیا کچھ ہی دیر میں اور اسے پتہ ہی نہیں چلا

انکل یہ آپ نے ٹھیک نہیں کیا آپ کچھ بھی کر لیتے مگر آپ کو

بیلا کے بارے میں یہ الفاظ نہیں بولنے چاہیے تھے دانیال

شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا یہ الفاظ

اسے بھی ناگوار گزرے تھے

مگر شیرازی سکندر اب خاموش تھے وہ کچھ بھی نہیں بول رہے

تھے بس خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے تھے جیسے کوئی مجرم بیٹھا ہو

بیلا کہاں ہے دانیال دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ اسے

ڈر تھا کہ کہیں بیلا نے یہ سب نہ دیکھ لیا ہو کیونکہ وہ ابھی ایک

چھوٹی سی بچی تھی یہ سب دیکھ کر اس کے دماغ پر برا اثر بھی پڑ سکتا

تھا

وہ ملازمہ اپنی بیٹی کو ساتھ لائی ہے تو بیلا آج اسی کے ساتھ ہے
فکر مت کرو یہاں جو کچھ ہوا وہ بیلا نے نہیں دیکھا حادثہ دانیال
کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اتنی دیر میں ار حم کا فون بجنے لگا ار حم اپنے فون پر ایک انجانے نمبر
سے آنے والی کال کو دیکھا اور پھر کال یس کر کے فون اپنے کان
سے لگایا

مگر آگے سے ملنے والی خبر کو سن کر اس کے چہرے پر ایک دم سے
پریشانی چھا گئی دانیال جو ار حم کی طرف ہی دیکھ رہا تھا اس کے
چہرے کے ایکسپریشن دیکھ کر فوراً اس کے قریب گیا جواب فون
بند کر چکا تھا

کیا ہوا سب ٹھیک ہے دانیال ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو
ار حم نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا اور اسے باہر آنے کا اشارہ کیا

حور کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے مین روڈ پر ار حم دانیال کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا جبکہ دانیال کو لگا کہ کسی نے اس کے سر پر کوئی
بمب پھوڑ دیا ہو

دانیال بغیر ار حم کو جواب دیے اپنی گاڑی کی جانب دور اسے اپنی
جان نکلتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی آج تک عینا کا ایکسیڈنٹ
نہیں ہوا تھا پھر آج کیسے ہو گیا

لالا میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں ار حم گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا
جب حادثہ اس کے قریب آتے ہوئے بولا
نہیں حادثہ تم گھر پر ہی رہو بابا جان اور چچا جان کسی دوسرے
گاؤں گئے ہوئے ہیں وہ بھی حویلی موجود نہیں ہیں ایسے حالات
میں تمہارا یہاں رہنا زیادہ ضروری ہے تم چچا جان کے پاس رہو
ہم کچھ ہی دیر میں واپس آجائیں گے ار حم حادثہ کی طرف دیکھتے

ہوئے بولا اور گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کے اندر بیٹھ گیا ارحم کے
بیٹھتے ہی دانیال نے جلدی سے گاڑی حویلی سے باہر نکالی اور فل
سپیڈ میں گاڑی دوڑائی

زرخان کو پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی اب وہ اس جگہ پہنچ چکا تھا
جہاں عینا کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا مگر یہ کیا وہاں پر تو صرف
عینا کی گاڑی ہی موجود تھی جس کا بری طرح ایکسیڈنٹ ہوا تھا
گاڑی کی حالت آگے سے بہت خراب تھی مگر عینا وہاں موجود
نہیں تھی لوگوں سے کافی پوچھ تاچھ کرنے کے بعد بھی معلوم
نہیں ہوا تھا کہ عینا کہاں گئی کیونکہ کسی نے بھی عینا کو نہیں دیکھا

تھا جب ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس روڈ پر کوئی بھی ایسا شخص موجود
نہیں تھا جس نے ایکسیڈنٹ ہوتے دیکھا ہو

زر خان نے اسی علاقے کے آس پاس بھی تلاشی لی تھی مگر عینا
غائب تھی عینا کا فون گاڑی کے کچھ فاصلے پر گرا ہوا ملا تھا مگر عینا
کہیں بھی نہیں تھی اگر گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو یقیناً عینا کو بھی
کوئی نہ کوئی چوٹ لازمی آئی ہوگی اور اوپر سے وہ برستی بارش میں
وہاں سے نکل چکی تھی اب تو زر خان کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی
اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ عینا کو کہاں ڈھونڈے جبکہ اب
وہاں پر ارحم اور دانیال بھی آچکے تھے

وہاں پہنچنے کے بعد کچھ دیر دانیال نے بھی اپنی تسلی کی مگر جب
اسے یقین ہو گیا کہ عینا یہاں کہیں بھی موجود نہیں ہے تو اس نے
زر خان اور ارحم کو بولا کہ وہ دونوں واپس حویلی چلے جائیں کیونکہ

شیرازی سکندر کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی مگر زر خان کسی بھی صورت جانے کو تیار نہیں تھا ابھی ان دونوں کی اسی معاملے میں بحث چل رہی تھی جب زر خان کا فون بجا

فون کان سے لگاتے ہی معلوم ہوا کہ گھر پر بڑی اماں کی طبیعت خراب ہو چکی ہے اس لیے جلدی ڈاکٹر کو لے کر وہ حویلی پہنچے فون پر اماں جان کے بات سنتے ہی زر خان ار حم کے ساتھ ڈاکٹر کو لینے کے لیے نکلا تھا اچانک یہ سب کیا ہو رہا تھا کسی کو بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کل تک تو ہر شخص خوش تھا حویلی میں ہر طرف خوشیاں پھیلی ہوئی تھیں اور آج ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ پریشانی تھی

زر خان اور ار حم کے جاتے ہی دانیال نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عینا اس وقت کہاں ہوگی

یہ ایک اندھیر کمرے کا منظر تھا جہاں ایک وجود اپنے ہاتھوں پر
بغیر گلوں پہنے زور زور سے باسکنگ کرنے میں مصروف تھا کمرے
میں آتی مدہم سی روشنی سے یہ منظر ہلکا ہلکا دکھائی دے رہا تھا
جہاں عینا اتنی زور زور سے تیج مار رہی تھی جیسے اپنا سارا غصہ اس
پر اتار دینا چاہتی ہو مسلسل دو گھنٹوں کے اسی عمل سے اس کے
دونوں ہاتھ زخمی ہو چکے تھے اور اس کی سانسیں پھولنے لگی تھی
عینا اپنے پھولتی سانسوں کے ساتھ وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل
بیٹھ گئی

جب اس کمرے کا دروازہ کھلا اور باہر سے آتی روشنی سارے
کمرے کے اندھیرے کو ختم کر گئی اور کمرہ روشنی سے نہا گیا
دانیال جلدی سے کمرے میں داخل ہوا مگر اگلا منظر دیکھتے ہی
اسے لگا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں مسل دیا ہو عینا گھٹنوں
کے بل زمین پر بیٹھی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اس کا پورا وجود
بھیکا ہوا تھا ہاتھ بے تحاشہ زخمی تھے گردن پر ایک نشان تھا جس
میں سے خون کی دو لکیریں نکل کے شرٹ میں جذب ہو چکی تھی
اور زخم پر خون جم چکا تھا عینا اس وقت افیت کے آخری مرحلے پر
کھڑی تھی

اس وقت سب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے شیرازی سکندر کوڈاکٹر
نیند کا انجیکشن لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ سو رہے تھے بڑی اماں
کابی پی ہائی ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کے طبیعت ناساز ہو رہی
تھی انہیں بھی ڈاکٹر میڈیسن دے کر ایک انجیکشن لگائے تھے
جس کی وجہ سے اب سب تھوڑا ریلیکس ہوئے تھے مگر اصل
پریشانی تو عینا کی طرف سے تھی جس کے بارے میں ابھی تک
پتہ نہیں چل سکا تھا زرخان نے اپنے آدمی ہر طرف چھوڑے
ہوئے تھے وہ ہر طرف عینا کو ڈھونڈ رہے تھے مگر ابھی تک عینا کا
کچھ پتہ نہیں چلا تھا جبکہ کچھ ہی فاصلے پر کھڑی دانیل مسلسل دانیال
کے نمبر پر کال کر رہی تھی کیونکہ اسے لگتا تھا کہ دانیال کو ضرور
پتہ ہو گا کہ عینا کہاں ہے اس لیے وہ پچھلے ایک گھنٹے سے دانیال کو
کال کر رہی تھی مگر فون نہیں اٹھا رہا تھا

اب بھی اس نے دانیال کو کال ملا کر فون کان سالگایا تھا تیسری
بیل پر کال اٹھالی گئی تھی مگر آگے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا
دانیال جو بارش کی وجہ سے بھیگا ہوا تھا گیلہا ہاتھ لگنے کی وجہ سے
کال اٹینڈ ہو چکی تھی جبکہ اس نے فون صوفے پر پھینکا تھا اور
بھاگنے کے انداز میں عینا تک پہنچا تھا

عینا۔۔۔۔۔ دانیال نے بے اختیار عینا کو پکارا جبکہ دانیال کی
آواز سن چکی تھی

آپی۔۔۔۔۔ فون کان سالگاتے ہوئے دانیال نے عینا کو پکارا جبکہ
دانیال کا منہ سے عینا کا نام سن کر سب نے بے قرار نظروں سے
دانیال کی طرف دیکھا تھا جبکہ زر خان جلدی سے اٹھ کر دانیال کے
ہاتھ سے فون پکڑ چکا تھا

آپی۔۔۔۔۔ فون کان سالگاتے ہوئے دانیال نے عینا کو پکارا جبکہ

دانیل کا منہ سے عینا کا نام سن کر سب نے بے قرار نظروں
سے دانیل کی طرف دیکھا تھا جبکہ زر خان جلدی سے اٹھ
کر دانیل کے ہاتھ سے فون پکڑ چکا تھا

عینا۔۔۔۔۔ دانیل عینا کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا تو عینا نے
اپنی بند ہوئی آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھے دانیل کی طرف دیکھا
تو اس کی آنکھوں پر نظر پڑتے ہی دانیل تڑپ ہی اٹھا تھا اس کی
آنکھیں سو جھبی ہوئی تھی جیسے وہ بے تحاشہ روئی ہو اور سرخ
انگارا بنی ہوئی تھی جیسے اگلے ہی لمحے آنکھوں سے خون بہنے لگے
گا

عینا اٹھو یہاں سے اور یہ تمہارے ہاتھوں پر کیا ہوا ہے کیا کیا ہے
تم نے دانیل عینا کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا جب کہ اس
کے ہاتھوں کو چھوتے ہی دانیل کو لگا جیسے اس کے ہاتھ پر کسی نے

انگار ارکھ دیا ہو عینا کا وجود کسی تپے ہوئے تندور کی طرح تپ رہا
تھا

دوسرے طرف سپیکر سے آتی دانیال کی آواز سن کر وہاں موجود
سب لوگوں نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون کی طرف دیکھا تھا
دانی جاؤ یہاں سے عینا کی آواز بہت ہلکی تھی اور اس کی آواز
لڑکھڑارہی تھی

نن نہیں میں کہیں نہیں جاؤں گا تم اٹھو یہاں سے عینا کی حالت
دیکھتے ہوئے ناچاہتے ہوئے بھی دانیال کا لہجہ لڑکھڑایا تھا
دانیال جاؤ یہاں سے مجھے اکیلا چھوڑ دو عینا اس بار ذرا سختی سے
بولی تھی

کیوں اکیلا چھوڑ دوں اور کیوں جاؤں میں یہاں سے اٹھو یہاں
سے دانیال عینا کی بات کو کسی کھاتے میں لائے بغیر اس کا بازو پکڑ
کے سہارا دے کر کھڑا کرتے ہوئے بولا

دانیال جاؤ یہاں سے کیا تمہیں سنائی نہیں دیتا اکیلا چھوڑ دو مجھے
نہیں چاہیے مجھے کسی کا سہارا عینا دانیال کا بازو پیچھے جھٹکتے ہوئے
جیجی

ٹھیک ہے مت لو سہارا مگر میں یہاں سے ہر گز نہیں جاؤں گا
دانیال عینا کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا وہ کسی بھی
صورت یہاں سے نہیں جانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کے جانے
کے بعد عینا کی حالت مزید خراب ہو جائے گی اور وہ نہیں چاہتا
کہ عینا خود کو کوئی نقصان پہنچائے وہ تو اس بات سے بھی انجان تھا
کہ اس کے فون پر آنے والی کال غلطی سے اسٹینڈ ہو چکی ہے اور

اب ان دونوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو فون کی دوسری
جانب سنی جا رہی ہے

دانیال کی بات سن کر عینا نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا صرف
اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں گرا لیا تھا اسے یوں دیکھ کر دانیال کی
روح فنا ہو رہی تھی اس کے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی
عینا۔۔۔۔۔ دانیال نے اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا
میں نے کہا تھا نا کہ مجھے یہ رشتے کمزور کر دیں گے تو دیکھو میرا
انکشاف حقیقت ثابت ہوا ان رشتوں نے مجھے کمزور کر دیا عینا سر
اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

میں نے یہاں آنے کی بہت بڑی قیمت چکائی ہے دانی توڑ دیا مجھے
ان دکھاوے کی محبتوں نے عینا کے لہجے میں ایک چبن تھی ایک
افیت تھی جو مقابل کو ہلا کر رکھ گئی تھی

میری سب سے بڑی غلطی یہاں پر آنا تھا مجھ سے بہت بڑی غلطی
ہوئی ہے دانی مجھے کبھی یہاں نہیں آنا چاہیے تھا کبھی ان رشتوں
میں نہیں الجھنا چاہیے تھا میں نے خود کے ساتھ بہت نا انصافی کر
دی اگر میرے باپ کے لیے میں اہمیت نہیں رکھتی تھی تو میں
نے اپنی اہمیت بھی اپنی نظروں میں نہیں بنائی خود کو خود ہی بے
مول کر دیا ان خود غرض رشتوں کے حوالے کر کے عینا کی
آنکھوں سے آنسوؤں ٹوٹ کر اس کے ہاتھوں پر گرے تھے
خدا را حوصلہ کرو تم کیوں بکھر رہی ہو تم کوئی عام لڑکی نہیں
سنجھا لو خود کو دانیال میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے

اسے واپس اسی حالت میں بدلنا چاہا مگر اب کہاں وہ عینا کو بدل
سکتا تھا وہ تو اذیت کے آخری مرحلے پر کھڑی تھی
میں بکھر نہیں رہی دانیال میں بکھر چکی ہوں مجھے توڑ دیا گیا ہے
کس نے میرے سگے باپ نے عینا کی آواز بھی اب بہت مشکل
سے نکل رہی تھی جبکہ اس کی اذیت اور اس کے تکلیف دہ الفاظ
سننا باقی سب کے لیے محال ہو گیا تھا اس لیے زر خان نے فوراً
فون سپیکر سے ہٹا کر کان سے لگایا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ مزید عینا
کے درد بھرے الفاظ کوئی اور سنے کیونکہ فاریہ لائبر اور دانیال تو
آگے ہی بہت چھوٹے دل کی مالک تھی اور یہ سب دیکھنے کے بعد
سننے کے بعد تو وہ بہت رورہی تھی فاریہ کو ارحم لائبر کو حارث اور
دانیال کو سائیم بیگم سنبھال رہی تھی

کیا آج میری ماں زندہ ہوتی تو میں یوں تنہا ہوتی میری ماں تو مجھے
کبھی خود سے جدا نہ کرتی وہ تو کبھی مجھ پر یہ ظلم نہ ہونے دیتی مگر
میری قسمت ہی کھوٹی نکلی بچپن سے اب تک میری قسمت کا
ایک بھی ستارہ نہیں چمکا شاید میری اس دنیا میں کوئی جگہ تھی ہی
نہیں نہ ہی کسی کے دلوں میں نہ ہی کسی کی محبتوں میں عینا اس
افیت سے بول رہی تھی جس افیت کو برداشت کرنا دانیال کی
برداشت سے بالکل باہر تھا جبکہ دوسری جانب زر خان بہت
مشکل سے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا زر خان نے یوں ہی فون کان
سے لگائے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے اور لاؤنج سے نکل
گیا

عینا بس کر دو کچھ نہیں ہوا کیوں اس طرح بول رہی ہو تم دانیال
عینا کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا جبکہ عینا

آج اس کے ہاتھوں سے پھسلتی جا رہی تھی وہ عینا کو جتنا قابو
کرنے کی کوشش کر رہا تھا عینا اتنی ہی بے قابو ہو رہی تھی
سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تم نہیں رہنا چاہتی یہاں تو ہم یہاں
نہیں رہیں گے ہم بیلا کو ساتھ لے کر یہاں سے چلے جائیں گے
مگر خود کو تکلیف مت دو دانیال عینا کو ریلیکس کرنے کی پوری
کوشش کر رہا تھا جبکہ عینا اب بالکل خاموش تھی اور اس کی
خاموشی دانیال کو ڈرا رہے تھی

زرخان اپنے کمرے میں بیٹھا عینا کی طرف سے مکمل خاموشی کو
سن رہا تھا

دانیال۔۔۔۔۔ بہت دیر گزرنے کے بعد عینا نے دانیال کو
دھیمی آواز میں پکارا تو دانیال فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا

تم میری بیلا کا خیال رکھو گے عینا نظر اٹھا کر دانیال کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی جبکہ عینا کے اس سوال کو وہ سمجھ ہی نہیں سکا تھا
ہاں میں بیلا کا خیال رکھوں گا بلکہ ہم سب بیلا کا خیال رکھیں گے
دانیال اسے یقین دلاتے ہوئے بولا

نہیں تم بتاؤ کہ تم میری بیلا کا خیال رکھو گے عینا نے اس کے
جواب کو رد کرتے ہوئے دوبارہ وہی سوال پوچھا

میری بیلا بہت چھوٹی ہے دانیال تم جانتے ہو نا کہ اس دنیا میں اس
کا کوئی نہیں ہے تم اسے کبھی خود سے جدا نہ کرنا کبھی اسے اس
ظالم دنیا کے لیے مت چھوڑنا میری بیلا کو اپنی آغوش میں چھپا لینا
اسے کبھی گرم دھوپ بھی نہ لگنے دینا وہ بہت معصوم ہے اسے
کبھی دنیا کی حقیقتیں نہ دیکھنے دینا دنیا کے فریبوں سے ہمیشہ دور
رکھنا میری بیلا کا ہمیشہ خیال رکھنا دانیال اسے یہاں سے بہت دور

لے جانا بیلا صرف بول ہی نہیں رہی تھی بلکہ اس کی یہ باتیں
دوسری جانب زرخان کا دل دہلا گئی تھی

تت تم ایسا کیوں بول رہی ہو عینا بیلا تمہاری بیٹی ہے ہمیشہ
تمہارے پاس رہے گی دانیال کو عینا کی باتوں سے خوف آرہا تھا نا
چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ لڑکھڑا گیا تھا

نہیں وہ میرے پاس نہیں رہے گی اسے تمہیں سنبھالنا ہو گا تم
اسے ایک باپ کا پیار دینا اس کے سر پر باپ بن کر شفقت سے
ہاتھ رکھنا اسے باپ کی محبت سے محروم نہ کرنا اور کبھی وہ میرا
پوچھے تو اسے کچھ مت بتانا اس کے دماغ سے میرا نقش مٹا دینا
بولتے ہوئے عینا کی آواز کافی دھیمی ہو گئی تھی مگر اس کی آواز
میں گھلتے ہوئے آنسو زرخان اتنی دور بیٹھا بھی بخوبی محسوس کر رہا
تھا جبکہ دانیال تو اس کی بات سن کر تڑپ ہی اٹھا تھا وہ بیلا کے دماغ

سے اپنا نقش مٹانے کی بات کر رہی تھی جس بچی میں اس کی
پوری زندگی بستی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ بچی سے بھول جائے
ایسا کیوں کہہ رہی ہو تم عینا بیلا تمہاری بیٹی ہے تمہیں کبھی نہیں
بھول سکتی اور تم ہمیشہ اس کے پاس رہو گی ہم سب ایک ساتھ
رہیں گے ہم سب مل کر بیلا کا خیال رکھیں گے
نہیں تم بتاؤ کہ تم میری بیلا کا خیال رکھو گے نا عینا آنکھوں میں التجا
اور آنسو لیے دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
ہاں مم میں رکھوں گا دانیال کو عینا کی باتوں سے خوف محسوس ہو
رہا تھا اس لیے اس نے حامی بھرنا ہی مناسب سمجھی کیونکہ وہ
مسلسل ایک ہی بات دہرا رہی تھی
اور دوسری طرف زرخان جو فون کان سے لگائے آنکھیں موند
کر بیٹھا عینا کے الفاظوں کو سن کر اپنے درد سے دکھتے دل کو

سنجھانے کی کوشش کر رہا تھا چانک فون سے کال بند ہونے کی
آواز آئی اس نے جلدی سے فون آگے کر کے دیکھا جہاں کال بند
ہو چکی تھی یہ کال دانیال تو نہیں بند کر سکتا تھا کیونکہ اسے تو
معلوم بھی نہیں تھا کہ کال اٹینڈ ہو چکی ہے ضرور دانیال کا فون
بند ہو گیا ہو گا اسی وجہ سے کال بھی بند ہو گئی

زر خان نے فون سائیڈ پر رکھا اور ایک درد بھرا سانس ہوا کہ
سپر دیکھا مگر اس کے دل کا درد کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا آج
جو کچھ بھی ہوا تھا یہ ہر گز نہیں ہونا چاہیے تھا شیرازی سکندر نے
یہ سب بول کر بہت بڑی غلطی کر دی تھی عینا تو اب انہیں بھی
قبول کرنے لگی تھی مگر شیرازی سکندر نے واقعی میں اس سے
اس کی زندگی چھیننے کی کوشش کی تھی ایک معصوم بچی کا اس
سب میں کیا قصور تھا جو شیرازی سکندر اسے تنہا کرنے کا سوچ

رہے تھے عینا سے زیادہ اور کوئی یہ بات نہیں سمجھ سکتا تھا کہ
تنہائی کیا ہوتی ہے وہ بن ماں باپ کی بچی باپ کے ہوتے ہوئے
بھی یتیم رہی تھی اسے معلوم تھا کہ تنہائیاں کیسے کاٹی جاتی ہیں اور
وہ نہیں چاہتی تھی کہ بیلا ایسی تنہائی کاٹے اس لیے اس نے بیلا کو
اپنی زندگی بنا لیا تھا اور بیلا کا وجود بھی عینا سے ہی مکمل ہوتا تھا وہ
رنے یہ سب ند عینا کو ہی اپنی ماں مانتی تھی پھر شیرازی سک
جانتے ہوئے عینا کو کیوں تکلیف پہنچانی چاہی یہ سب سوچتے
ہوئے زر خان نے اپنی آنکھیں بند کر لی اور بیڈ کراؤن سے ٹیک
لگا کر بیٹھ گیا بے شک وہ ایک مضبوط مرد تھا جس کے لیے چھوٹی
موٹی باتیں معنی نہیں رکھتی تھی مگر عینا کی باتیں آج اس کا وجود
ہلا گئی تھی

ہاں میں بیلا کا بہت خیال رکھوں گا اور ہمیشہ رکھوں گا مگر تم بھی
ہمارے ساتھ موجود ہو گی اب اٹھو یہاں سے تم جہاں کہو گی ہم
وہاں چلے جائیں گے مگر یوں کمزور مت پر و عینا۔۔۔۔۔
نہیں مجھے کہیں نہیں جانا مجھے صرف اپنی مام کے پاس جانا ہے عینا
واپس سر جھکاتے ہوئے بولی جبکہ عینا کی بات سن کر دانیال کی
آنکھوں میں بے اختیار نمی چمکی تھی وہ مرنے کی بات کر رہی تھی
آج زندگی میں پہلی بار دانیال خود کو اتنا بے بس اور کمزور محسوس
کر رہا تھا

تت تم یہ کیا بول رہی ہو عینا دانیال لڑکھڑاتی آواز میں بولا
میں بالکل صحیح بول رہی ہوں دانی مجھے بس میری مام کے پاس جانا
ہے میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی یہ لوگ بہت ظالم

ہیں عینا کی آنکھیں بخار کی شدت سے بند ہو رہی تھی جبکہ اس کی
آواز اب بڑ بڑاہٹ میں تبدیل ہو چکی تھی

عینا تم جلدی سے چینیج کر واٹھو شام میں تمہارے لیے پانی لے
کر آتا ہوں دانیال عینا کو زبردستی صوفے سے کھڑا کرتے ہوئے
بولا کیونکہ جس جگہ وہ موجود تھے وہ ایک گھر تھا ایک بہت

خوبصورت گھر جو پاکستان آنے سے پہلے ہی عینا نے خریدا تھا
کیونکہ مشن کے دوران اس نے یہیں پر رہنا تھا اسی وجہ سے عینا
کے کپڑے یہاں بھی موجود تھے

عینا بغیر بحث کیے چینیج کرنے چلی گئی کیونکہ اس وقت اسے اپنی
حالت بہت خراب ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

یہ لو یہ دودھ پیو اور پھر کچھ دیر سو جاؤ دانیال عینا کی طرف ایک
دودھ کا گلاس بڑھاتے ہوئے بولا تو عینا نے وہ گلاس پکڑ کے ایک

ہی سانس میں سارا دودھ پی لیا جبکہ دودھ پینے کے پانچ منٹ بعد
ہی عینا گہری نیند کی آغوش میں جا چکی تھی کیونکہ دانیال نے
دودھ میں سلیپنگ پیلز ڈالی تھی تاکہ عینا کر سکے وہ اس وقت
بہت ڈسٹرب تھی بہت تکلیف میں تھی اور اوپر سے اسے اتنا
شدید بخار بھی تھا دانیال کو معلوم تھا کہ جب وہ سو کر اٹھے گی تو
اس کا بخار خود ہی اتر چکا ہو گا اس لیے اس نے یہی بہتر سمجھا
عینا کے سو جانے کے بعد دانیال نے عینا کے دونوں ہاتھوں پر
نرمی سے ٹیوب لگائی اور ایک نظر اس کی گردن کے زخم کو دیکھا
وہ اس کے اتنا نزدیک نہیں ہو سکتا تھا اس لیے صرف ہاتھوں پر
ہی ٹیوب لگانے کے بعد وہ اس کمرے سے نکل گیا عینا کی حالت
دیکھ کر وہ بے حد پریشان ہو چکا تھا

دانیال نے اپنا فون اٹھا کر دیکھا جو بند تھا یقیناً بیٹری نہ ہونے کی وجہ سے وہ بند ہو چکا تھا دانیال نے جلدی سے فون کو چارج پر لگایا اور فون آن کر کے سائمنہ بیگم اور ارجم کو اطلاع دی کہ عینا بالکل ٹھیک ہے اور اپنے دوسرے گھر میں موجود ہے جس سے حویلی والے مطمئن تو ہو گئے تھے مگر عینا کے لیے وہ بہت پریشان تھے

زرخان اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب اس کے نمبر پر ایک کال آئی اس نے فون اٹھا کر کان کو لگایا جبکہ انجان لڑکی کی آواز سن کر وہ تھوڑا حیران ہوا

آپ زرخان سکندر بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔؟؟

جی میں زر خان سکندر کی بات کر رہا ہوں زر خان مقابل کی
تھوڑی پریشان آواز سن کر بولا

آپ کی مسسز حور العین سکندر کو گولیاں لگی ہیں وہ اس وقت آئی
سی یو میں ہیں اب جلدی سے سٹی ہاسپٹل پہنچیں وہ لڑکی عطلا
دیتے ہی فون بند کر گئی تھی جب کہ زر خان کو اپنے پیروں تلے
زمین نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ جھٹکے سے اپنی کرسی سے
اٹھا اور بھاگتا ہوا اپنے آفس سے نکلا آفس میں کام کرتے ورکرز
نے پریشانی سے زر خان کی طرف دیکھا تھا جو بغیر ر کے بھاگتے
ہوئے آفس سے باہر نکل چکا تھا

گاڑی میں بیٹھتے ہی زر خان نے تیزی سے گاڑی ہاسٹل کی جانب
بڑھائی تھی جبکہ دھڑکنوں کا شمار کرنا تو وہ بھول ہی گیا تھا ڈر کے
مارے دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آ جائے گا جبکہ اس

کے دل سے صرف ایک ہی دعا نکل رہی تھی کہ اس کی متاعِ
جاں بالکل ٹھیک اور صحیح سلامت ہو

گاڑی ہاسپٹل کے آگے روکتے ہی بغیر اسے پارک کیے زر خان
ویسے ہی بھاگتا ہوا ہو ہسپٹل میں داخل ہوا مگر آگے ہی اسے دانیال
کھڑا ہوا دکھائی دیا دانیال نے زر خان کو دیکھتے ہی اپنے قدم آئی سی
یو کی جانب بڑھائے تھے جبکہ زر خان بھی اس کے پیچھے ہی تھا
آئی سی یو کے دروازے کے سامنے پہنچتے ہی زر خان نے نظریں
اٹھا کر آئی سی یو کے بند دروازے کو دیکھا جس کی لال بتی جل
رہی تھی یعنی اندر اپریشن چل رہا تھا زر خان کو اپنی سانس بمشکل
آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ پریشانی کے عالم میں کبھی دائیں تو
کبھی بائیں چکر لگا رہا تھا جب آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور کچھ ڈاکٹرز
مایوسی سے باہر نکلے

ڈاکٹر کیسی ہے میری بیوی وہ ٹھیک ہے زر خان جلدی سے آگے
بڑھ کر ڈاکٹر سے پوچھنے لگا

دیکھیں مسٹر ہم نے انہیں بچانے کی بہت کوشش کی مگر انہیں
گولیاں بہت لگنے کی وجہ سے ان کا سارا خون بہہ گیا تھا اور انہیں
ہاسپٹل بھی بہت دیر سے لایا گیا اس لیے ہم کچھ نہیں کر سکے آئی
(ایم سوری شی از نومور)

I am sorry she is no more.....

ڈاکٹر مایوسی سے زر خان کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا جبکہ
زر خان کو اپنے سر پر ساتوں آسمان ٹوٹے ہوئے دکھائی دیے اسے
اپنی دنیا لٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی
ساتھ ہی آئی سی یو کا دروازہ کھل گیا اور دونر سیں ایک سٹرچر کو
گھسیٹتے ہوئے باہر لائی جس پر ایک وجود سفید چادر میں چھپا ہوا

تھا اور چادر پر جگہ جگہ خون کے دھبے تھے زر خان سے اتنی ہمت
نہیں ہو رہی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر چہرے سے چادر ہٹا کر دیکھ
لے مگر قدرت بھی شاید یہی چاہتی تھی کہ زر خان یہ زحمت نہ
کرے اس لیے ایک ہوا کا جھونکا آیا اور عینا کے چہرے سے وہ
سفید چادر ہٹ گئی اب زر خان کے سامنے عینا کا چہرہ تھا اس کی
آنکھیں بند تھیں اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا وہ سانسیں نہیں لے
رہی تھی وہ جاچکی تھی بہت دور اس نے بولا تھا کہ وہ چلی جائے گی
اور وہ جاچکی تھی سب کچھ چھوڑ کر

[illegible]

نظر اپنے چاروں طرف گھمائی یہ ایک خواب تھا یہ حقیقت نہیں
تھی مگر یہ خواب بھی زر خان کی سانسیں چھین گیا تھا
زر خان نے جلدی سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے نظر گھڑی
کی جانب دہرائی جو رات کے اٹھ بجار ہی تھی بیٹھے بیٹھے کب اس
کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا اور اب یہ خواب اسے ایک
نئی پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا زر خان نے سائیڈ ٹیبل پر اپنا فون
اٹھایا اور کسی کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا
ہیلو داؤد مجھے اس نمبر کی لوکیشن ابھی اسی وقت چاہیے زر خان
داؤد کو دانیال کا نمبر سینڈ کرتے ہوئے بولا اور پھر جلدی سے
فریش ہو کر قدم نیچے کے جانب بڑھائے کیونکہ وہ اس وقت
صرف عینا کو دیکھنا چاہتا تھا عینا کے پاس جانا چاہتا تھا

زر خان جلدی سے فریش ہو کر کمرے سے نکلا تھا وہ عینا کے
سامنے صرف اس لیے نہیں گیا تھا کیونکہ وہ عینا کو اپنے لیے مزید
بدگمان نہیں کر سکتا تھا اتنا تو وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ اور
شیرازی سکندر واحد شخص ہیں جنہیں عینا ہر گز نہیں دیکھنا چاہتی
ورنہ زر خان کا بس چلتا تو وہ اسی لمحے عینا کے پاس پہنچ جاتا جو کچھ
بھی ہوا اس میں زر خان بالکل بے قصور تھا جبکہ عینا اسے
قصور وار سمجھ چکی تھی ایک غلط فہمی کی بنا پر وہ زر خان سے بھی بد
گمان ہو گئی تھی مگر یہ خواب زر خان کو مشکل میں ڈال گیا تھا وہ
کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ عینا کے بارے میں کبھی ایسا
خواب دیکھے گا مگر یہ خواب اسے آچکا تھا اب اس سے رک پانا
یاں صبر کرنا بے حد مشکل تھا وہ اس کی بیوی تھی کوئی غیر نہیں وہ

اس کا غصہ برداشت کرنے کو تیار تھا وہ کچھ بھی بولتی وہ سننے کو
وتی ہ تیار تھا مگر اس وقت وہ صرف اس کے سامنے موجود
زر خان کا دل چاہ رہا تھا کہ عینا اس وقت اس کا سامنے ہو اور وہ
اسے خود میں بھیج لے کیونکہ جس اذیت سے جس تکلیف سے وہ
گزر رہی تھی زر خان کا جی چاہ رہا تھا کہ ساری تکلیفیں وہ اس کی
زندگی سے نکال کر کہیں دور نکال پھینکے یا پھر اس کی تمام تکلیفیں
اپنے سر لے لے مگر عینا کو ایک آنچ نہ آنے دے لیکن عینا تو آج
عیاں ہو گئی تھی وہ تو آج کھل کر سب کے سامنے آ گئی تھی جسے
سخت کہا جاتا تھا اصل میں وہ تو سخت تھی ہی نہیں وہ تو صبر کا ایک
سخت پتھر تھی جس میں خدا نے اور حالات نے صرف صبر ہی
بھر دیا تھا زر خان کو لگ رہا تھا کہ اس کی قسمت میں کوئی انسان
نہیں بلکہ ایک فرشتہ کو لکھ دیا گیا ہے جو انسان کی صورت میں

زمین پر بھیجا گیا تھا کیونکہ اتنا صبر اور اتنا جبر ایک انسان میں نہیں
ہو سکتا حورالعین سکندر پوری دنیا سے الگ تھی اگر پوری دنیا
ایک طرف کھڑی ہوتی اور حورالعین سکندر ایک طرف
ی ہوتی تو پوری دنیا اس کے سامنے پھینکی پڑ جاتی ہڑک
زر خان ابھی سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا ہی تھا جب اسے لاؤنج میں
گھر کے تمام بزرگ بیٹھے ہوئے دکھائی دیے تو اس نے باہر قدم
بڑھانے کے بجائے لاؤنج کی جانب قدم بڑھائے
السلام علیکم زر خان لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولا
وعلیکم السلام آؤ بیٹھو بیٹا بڑی اماں زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی
بولی تو زر خان ان کے قریب ہی برجمان ہو گیا اس کا ارادہ تو یہاں
سے جلد از جلد جانے کا تھا مگر بڑی اماں کا اسے بیٹھنے کا حکم دینا
اسے عجیب سی کشمکش میں ڈال گیا تھا

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ولیمہ نہیں ہوگا گھر کے حالات ٹھیک
نہیں ہیں اس لیے ولیمے کو ڈلے کر دیں جب حورمان جائے گی تو
اس کی مرضی سے ہی ولیمہ بھی رکھ دیا جائے گا اور اب کوئی اس
بچی پر اپنی مرضی مسلط کرے یا اسے اپنے حکم سنائے یہ چیز میں
ہر گز برداشت نہیں کروں گی بڑی اماں سنجیدگی سے بول رہی
تھی جبکہ ان کے لہجے میں سختی اور وارن کرنے والا انداز صرف
شیرازی سکندر کے لیے تھا جو سر جھکائے قریب ہی بیٹھے ہوئے
تھے

جی ٹھیک ہے بڑی اماں زر خان بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ آگے اسے یہاں سے جانے کی بے
چینی تھی اسے بس عینا کے پاس جانا تھا کسی بھی صورت

اب مجھے اجازت دیں مجھے ضروری کام سے باہر جانا ہے زر خان
بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس سے پہلے کہ بڑی اماں
کوئی جواب دیتی انہیں سامنے ہی حویلی کے داخلی دروازے سے
دانیال داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا

دانیال۔۔۔۔۔ دانیال کو دیکھتے ہی سائمنہ بیگم اسے پکارتی ہوئی اٹھ
کھڑی ہوئی

دانیال کو دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے تھے اس سے پہلے کہ
کوئی دانیال سے عینا کے بارے میں پوچھتا انہیں عینا بھی حویلی
میں داخل ہوتے ہوئے دکھائی دی مگر عینا نے ایک نظر بھی اٹھا
کر کسی کی طرف نہیں دیکھا تھا وہ بغیر رکے سیدھا چلتی سیڑھیوں
کی جانب بڑھ رہی تھی

زر خان نے بے قرار نگاہوں سے عینا کی طرف دیکھا تھا جس کی گردن پر ایک زخم کا نشان تھا اور دونوں ہاتھ زخمی ہوئے پڑے تھے اس کے چہرے کی سرخ رنگت بتا رہی تھی کہ وہ ٹھیک نہیں ہے اسے دیکھتے ہوئے زر خان بے اختیار آگے بڑھا

رکوزر خان اس سے پہلے کہ زر خان عینا تک پہنچتا دانیال اس کے راستے میں حائل ہوتے ہوئے اسے وہیں پر روک گیا جبکہ زر خان نے بے حد غصے سے دانیال کی طرف دیکھا تھا کیونکہ آگے ہی زر خان کو دانیال پر بہت غصہ تھا وہ سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر کسی غیر مرد کا اپنی بیوی کے قریب ہونا برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ مانتا تھا کہ دانیال اس کا بہترین دوست ہے مگر دانیال کی اس کے ساتھ اتنی نزدیکی زر خان کو ہر گز منظور نہیں تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ دانیال کو کچھ بول کر کوئی تماشہ کریبیٹ کرے

اس لیے بس وہ چپ تھا مگر اب دوبارہ اس کے راستے میں حائل
ہو کے دانیال نے اسے دوبارہ غصہ دلادیا تھا

پیچھے ہٹو دانیال اگر تم نے میرا راستہ روکا تم مجھ سے برا کوئی نہیں
ہو گا زرخان دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولا
مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہارا راستہ روکنے کا اور نہ ہی مجھے کوئی
شوق ہے تمہارے اور عینا کے بیچ میں آنے کا یہ بات اپنے دماغ
میں اچھے سے بٹھالو تم اور رہی بات راستہ روکنے کی تو میں بتانا
چاہوں گا کہ میں اور عینا صرف اس لیے حویلی آئے ہیں کیونکہ
ہمیں اگلے آدھے گھنٹے میں اپنے مشن کے لیے نکلنا
ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم کسی
سے کوئی بھی گفتگو کر سکیں اس لیے سب سے ایک
ہی درخواست ہے کہ کوئی بھی اسے مخاطب نہ کرے

ہمارا وقت بہت قیمتی ہے دانیال جیسے زر خان کی آنکھوں کو پڑھ
چکا تھا وہ سمجھ چکا تھا کہ زر خان کو پسند نہیں دانیال کا یوں عینا کے
قریب جانا یا ان دونوں کے درمیان آنا اس لیے اس نے زر خان
کی غلط فہمی دور کرنا بہتر سمجھا

وہ میری بیوی ہے مجھے اس کا کتنا وقت لینا ہے کتنا نہیں یہ میں بہتر
جانتا ہوں اس لیے اپنے مشورے تم اپنے پاس رکھو تو بہتر ہوگا
زر خان دانیال کو گھورتے ہوئے بولا اور اسے پیچھے کرتا آگے بڑھا
جب پیچھے سے شیرازی سکندر کی آواز نے اس کے قدم وہیں
روک دیے

زر خان نے رک جاؤ اس وقت وہ تمہاری کوئی بات نہیں سنے گی
اس لیے اس کا اور اپنا وقت برباد کرنا فضول ہے شیرازی سکندر

زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے جبکہ شیرازی سکندر کی یہ
بات زرخان کو ناگوار گزری تھی

چچا جان میں اگر خاموش تھا تو وجہ آپ تھے اگر میں نے اپنی بیوی
کو خاموشی سے یہاں سے جانے دیا تھا تو صرف اس لیے کہ وہ
آگے ہی اپنے باپ کی وجہ سے اپنے شوہر کے لیے بھی اپنے دل
میں کافی بدگمانیاں پال بیٹھی ہے مگر مزید میں یہ بدگمانی برداشت
نہیں کر سکتا آپ کو اس کا خیال نہیں ہوگا آپ کے دل میں اس
کے لیے محبت نہیں ہوگی مگر میں اپنی بیوی کو بے تحاشہ چاہتا
ہوں اور میں ہر گز نہیں چاہوں گا کہ میری بیوی ایک پل بھی
مزید کوئی تکلیف برداشت کرے جتنی تکلیفیں اس نے برداشت
کرنی تھی کر لی اسنہ اگر آپ نے یاں کسی نے بھی اسے کوئی بھی
تکلیف دینے کی کوشش کی تو میں نرمی سے بالکل پیش نہیں آؤں

گازرخان شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا
اسے لگ رہا تھا کہ اسے یہ قدم پہلے دن ہی اٹھالینا چاہیے تھا لیکن
اس نے شیرازی سکندر پر اعتبار کر کے غلطی کر دی جب کہ
پر اس طرح کے لہجے سے نے زرخان کے اس طرح بات کر
شیرازی سکندر کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا کتنی بے اعتباری تھی
اس کے لہجے میں شیرازی سکندر اب خود کو چاروں طرف سے
ڈوبتا ہوا محسوس کر رہے تھے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے سب کچھ
نکل چکا تھا وہ جو کچھ سوچ کر یہ کر رہے تھے وہ سب کچھ الٹا ہو چکا
تھا چاہے وہ اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لیے سب کر رہے تھے مگر
انہوں نے راستہ غلط چن لیا تھا اور اب ان کے پاس پچھتاوے کے
علاؤہ اور کچھ نہیں تھا لیکن زرخان پچھتانے والوں میں سے نہیں

تھا وہ غلطیوں کو درست کرنے والوں میں سے تھا اور وہ نہیں چاہتا
تھا کہ عینا کا اور اس کا رشتہ کسی غلط فہمی کی نظر ہو

زر خان بغیر کسی کی پرواہ کیے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا عینا
کہ کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ دانیال نے تاسف سے سر ہلاتے
ہوئے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے کیونکہ اسے بھی تیار
ہونا تھا گلے آدھے گھنٹے میں اسے عینا کے ساتھ اپنے مشن کے
لیے نکلنا تھا

اسے عینا اور زر خان کے درمیان آنے کا کوئی شوق نہیں تھا وہ
نہیں چاہتا تھا کہ وہ کبھی بھی عینا اور زر خان کے رشتے کے
درمیان میں آئے وہ تو ہمیشہ عینا کی بہتری چاہتا تھا مگر زر خان
شاید غلط سوچ گیا تھا اس کے بارے میں مگر اس سے بھی دانیال
کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ جتنا احترام اور عزت اس کے دل

میں عینا کے لیے تھی وہ عینا بھی جانتی تھی اور وہ ایک غلط نگاہ بھی
عینا کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن وہ زرخان کے دماغ کا بھی
کچھ نہیں کر سکتا تھا جو اسے عینا کے ساتھ دیکھ کر جیس ہوتا رہتا
تھا بے شک اس نے کبھی کوئی غلط سوچ اپنے دماغ میں نہیں آنے
دی تھی مگر اسے زیادہ اچھا بھی نہیں لگتا تھا خیر وہ دونوں بہترین
دوست تھے بچپن کے ساتھی تھے دوسروں کے اس طرح
سوچنے سے ان دونوں کو ہی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ان دونوں کو تو
آخری سانس تک اپنی دوستی اسی طرح نبھانی تھی کیونکہ ان
کے ہی ذہنوں میں ایک دوسرے کے لیے احترام تھا اور وہ دونوں
احترام محبت سے بڑھ کر ہوتا ہے

زر خان عینا کہ کمرے کے سامنے پہنچ کر بغیر دروازہ کھٹکھٹائے
اندراخل ہوا اجازت لینے کی اس نے ہر گز زحمت نہیں کی تھی
کیونکہ اس کی بیوی کا کمرہ تھا اور بیوی سے کوئی پردہ نہیں ہوتا
زر خان کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی عینا ڈریسنگ ٹیبل کے
سامنے کھڑی اپنے یونیفارم کی شرٹ کا آخری بٹن بند کر رہی تھی
زر خان کی طرف اس کے پیٹ تھی مگر وہ آئینے سے نظر آنے
والے عینا کے عکس کو بخوبی دیکھ سکتا تھا

عینا کو آرمی یونیفارم میں دیکھ کر زر خان کو اس پر بہت فخر محسوس
ہوا وہ اس وقت کالے رنگ کے یونیفارم میں ملبوس تھی چہرے
کے گرد حجاب لپیٹا ہوا تھا یونیفارم کے دائیں بازو پر ایک ٹیگ لگا
تھا دونوں کندھوں پر ستارے تھے جبکہ دائیں جانب سینے پر ایک
بیچ لگا تھا جس پر بہت خوبصورتی سے عینا کا نام لکھا تھا اور ساتھ اس

کا عہدہ بھی لکھا تھا وہ کوئی عام آفیسر ہر گز نہیں تھی وہ ایک
سینیئر آفیسر تھی جس نے ایک آرمی فورس کو کنٹرول کر رکھا تھا
وہ عام ہو ہی نہیں سکتی تھی یہ بات اس کی یونیفارم کو دیکھ کر یہ
معلوم ہو رہی تھی کہ اس نے یہاں تک پہنچنے کے لیے بہت
خطرناک راستے گزارے ہیں مگر وہ گزار چکی تھی اسی لیے تو وہ
آج اس مقام پر تھی جہاں پر کسی اور عورت کا ہونا تقریباً ناممکن
تھا

عینا خاموشی سے اپنے کام میں مگن تھی اسے معلوم تو ہو چکا تھا کہ
زر خان کمرے میں داخل ہوا ہے مگر وہ یوں ظاہر کر رہی تھی
جیسے اس کمرے میں اس کے علاوہ کوئی اور موجود ہی نہ ہو جبکہ
پہلے جب زر خان اس کے کمرے میں آتا تھا تو وہ ضرور اسے کچھ نہ
کچھ بولتی تھی مگر آج وہ بالکل خاموش تھی کیونکہ وہ زر خان کے

وجود کو فراموش کر چکی تھی اور زر خان سے یہ بات برداشت
نہیں ہوئی تھی

زر خان چہرے پر سنجیدگی سجائے عینا کی طرف بڑھا اور اس کا بازو
پکڑ کے اس کا رخ اپنی طرف کیا
عینا جو مکمل تیار ہو چکی تھی مگر ایک آخری نظر خود کو آئینے میں
دیکھ رہی تھی زر خان کی اس حرکت پر عینا نے سپاٹ نظروں
سے زر خان کی طرف دیکھا مگر منہ سے کچھ نہیں بولی
کیسے لگوائی ہیں تم نے یہ چوٹیں زر خان عینا کے دونوں ہاتھ اپنے
سامنے کر کے اس کے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ اس کے
دونوں ہاتھوں کی پشت سرخ پڑی ہوئی تھی اور سوجی ہوئی تھی
یوں لگ رہا تھا جیسے بہت بے دردی سے کسی چیز پر ہاتھوں کے
مکے بنا کر وار کیے ہوں

عینا جو سپاٹ نظروں سے زر خان کی طرف دیکھ رہی تھی ایک
جھٹکے سے اس نے اپنے ہاتھ زر خان کے ہاتھوں سے چھڑوائے
اور اپنا رخ پلٹنا چاہا تو زر خان نے اسے سختی سے اپنے حصار میں
لیتے ہوئے اپنے قریب کیا اس کے چہرے پر بے حد سختی تھی
مجھ سے فاصلہ بنانے کی ہر گز کوشش مت کرنا کیونکہ جہاں پر
میں قصور وار ہوتا ہوں وہاں پر میں اپنی غلطی مانتا ہوں مگر جہاں
پر میری کوئی غلطی نہیں وہاں پر میں اپنے رشتوں کو کسی کھوکھلی
وجہ کی نظر ہر گز نہیں ہونے دیتا زر خان عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے سنجیدگی سے بولا

کھوکھلے رشتوں میں کھوکھلی وجہ نہیں آیا کرتی زر خان سکندر عینا
زر خان کو خود سے پیچھے دھکا دیتے ہوئے غرائی تو زر خان ایک دم
سے تین قدم لڑکھڑایا مگر سنبھل گیا

کون سے کھوکھلے رشتے ہاں کون سے کھوکھلے رشتوں کی بات کر
رہی ہو تم کیا کھوکھلے رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک انسان اپنی
محبت کے لیے ہر روز تر سے اور اپنی محبت کے ہاتھوں ذلیل ہو
زر خان کا پارہ ایک دم ہائی ہوا تھا

ایک معمولی سی غلطی کے پیچھے روز اپنے من پسند شخص سے
معافی مانگے اس لیے تاکہ اس کا کھوکھلا رشتہ ختم نہ ہو اس کا کھوکھلا
رشتہ اسے چھوڑ کر نہ جائے اس کھوکھلے رشتے کے تم بات کر رہی
ہو زر خان نے عینا کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کے جھنجھوڑ ڈالا تھا سچ
ہی تو کہہ رہا تھا وہ اگر یہ رشتہ کھوکھلا ہوتا تو کیا زر خان ایک مہینہ
عینا کے ہاتھوں یوں ذلیل ہوتا اس سے ہر بار معافی مانگتا اگر اس
کے دل میں کھوٹ ہوتا یا رشتہ کھوکھلا ہوتا تو کیا وہ عینا سے سچی
محبت کرتا آج وہ کتنی آسانی سے بول رہی تھی کہ یہ رشتہ کھوکھلا

ہے جبکہ زر خان آج اس کے ساتھ نرمی سے ہر گز پیش نہیں آنا
چاہتا تھا کیونکہ آج وہ اسے اس کے تمام سوالوں کے جواب اپنے
انداز میں دینا چاہتا تھا

میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھ سے محبت کریں مجھے کسی کی محبت کے
کبھی ضرورت نہیں پڑی اور نہ ہی مجھے ضرورت ہے اپنی اس
محبت کو سنبھال کر رکھیں میں نے آپ کی محبت کا ٹھیکہ نہیں اٹھا
رکھا عینا تلخی سے بولی تھی جبکہ زر خان کے دماغ کی رگیں پھٹنے کو
آگئی تھی اس کی آنکھیں سرخ انگار بن چکی تھی گردن کی ناریں
پھولی ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ جائیں گی

تم حد سے بڑھ رہی ہو عین۔۔۔ زر خان دانت پیستے ہوئے بہت
ضبط سے بولا تھا

حد سے میں نہیں بلکہ آپ بڑھ رہے ہیں مسٹر زر خان سکندر عینا
بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک ایک لفظ چپاتے
ہوئے بولی

زر خان کا اشتعال بڑھتا جا رہا تھا اس نے اپنے غصے پر قابو پانے کے
لیے ایک گہرا سانس لے کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی
اور پھر عینا کی طرف دیکھا جو اپنی سبز آنکھوں میں وحشت لیے
اسے گھور رہی تھی

عین میری بات سنو یا جو کچھ تم نے سنا وہ سب صرف چچا جان
بول رہے تھے اس سب میں منوس نہیں تھا اور نہ ہی میں یہ چاہتا
تھا ناچاہتے ہوئے بھی زر خان اسے صفائی دے رہا تھا اپنے اور عینا
کے رشتے میں تو وہ ہزاروں بار صفائیاں دے سکتا تھا ہزاروں بار

عینا کے سامنے جھک سکتا تھا کیونکہ اب بات محبت سے بہت
آگے نکل چکی تھی عینا زر خان کی سانسوں میں گھل چکا تھا
آپ میرا وقت برباد کر رہے ہیں زر خان سکندر عینا زر خان کی
کسی بھی بات کو کھاتے میں لائے بغیر سنجیدگی سے بولی
ہاں میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ تم وقت برباد کر رہی ہو عین
اگر تم نے اپنی اس بے وقوفی میں خود کو کوئی نقصان پہنچایا یا مجھ
سے دور جانے کی کوشش بھی کی تو خدا کی قسم تم بہت پچھتاؤ گی
زر خان عینا کے بازو پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کرتے ہوئے
سخت ترین لہجے میں بولا

میں اپنے کہے گئے الفاظ واپس نہیں لیا کرتی زر خان سکندر میں
صرف اب یہاں سے جاؤں گی نہیں بلکہ اتنا دور چلی جاؤں گی کہ
جہاں سے چاہ کر بھی آپ مجھے واپس نہیں لاپائیں گے عینا اپنی

سبز آنکھیں زر خان کی ڈارک براؤن آنکھوں میں گاڑتے ہوئے
بولی

تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی
عین زر خان اب خود کو دنیا کا سب سے زیادہ بے بس انسان
محسوس کر رہا تھا اس کے لہجے میں بے بسی عینا بھی محسوس کر گئی
تھی مگر اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل
نہیں رکھتی تھی

میں آپ لوگوں کے لیے نہیں بنائی گئی میں آپ لوگوں کے لیے
بنی ہی نہیں آپ شاید مجھ سے بہتر ڈیزرو کرتے ہیں عینا بدگمانی
کی آخری انتہا پر تھی

تم سے بہتر۔۔۔۔۔!! کیا تم سے بہتر بھی کوئی اس دنیا میں بنا ہے
اگر بنا بھی ہے تو بھار میں جائے تم میری بیوی ہو تم میری محبت ہو

اور تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تم سے بہتر ڈیزرو کرتا ہوں تم
میرے نصیب کی تھی اور تم مجھ تک پہنچ چکی ہو اور میرا تنا بڑا
ظرف ہر گز نہیں ہے کہ میں اپنی بیوی کو کسی اور کے ساتھ بانٹ
سکوں یا اسے خود سے دور جانے دوں یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا
اگر تم نے مجھ سے دور جانے کی کوشش کی تو تم بہت پچھتاؤ گی تم
پھر اس زرخان کو کھودو گی جو زرخان تم سے محبت کرتا ہے پھر تم
اس زرخان سکندر کا سامنا کرو گی جسے تم ابھی تک ہر گز نہیں
جانتی زرخان عینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ پر
زور دیتے ہوئے بول رہا تھا زرخان نے اپنی بات مکمل کر کے عینا
کو کھینچ کر اپنے گلے لگایا تھا ابھی تک تو وہ اپنے خواب کے اثر سے
تیں کر رہی تھی با نہیں نکلا تھا اور عینا پھر سے دور جانے کے
جو زرخان کے لیے برداشت کرنا ممکن کام تھا

عینا کے دماغ میں بے اختیار یہ سوال آیا کیا وہ زر خان سکندر کو
کھونے کا حوصلہ رکھتی تھی "نہیں بالکل نہیں" اس کے دل نے
گواہی دی

فضول باتیں مجھ پر اثر نہیں کیا کرتی مسٹر زر خان سکندر آپ میرا
آگئے بہت وقت برباد کر چکے ہیں اب میرے پاس مزید ایک
سیکنڈ بھی نہیں جو میں آپ کو دے سکوں عینا زر خان کی طرف
دیکھتے ہوئے بے رخی سے بولی اور ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی اپنی ٹوپی
اٹھا کر اپنے سر پر رکھی اور زر خان کے قریب سے ہی گزرتے
ہوئے کمرے سے نکل گئی جبکہ زر خان وہیں پر پتھر کا بنا رہ گیا عینا
کی باتیں اسے خوفزدہ کر رہی تھی جانے اس کے ارادے کیا تھے
مگر زر خان اسے کوئی بھی بے وقوفی ہر گز نہیں کرنے دے گا

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ مشن ختم ہوتے ہی وہ عینا کو لے کر کچھ
عرصے کے لیے حویلی سے چلا جائے گا اور پھر اسے کیسے سدھارنا
ہے وہ یہ بات بہت اچھے سے جانتا تھا مگر اسے صرف آج رات کا
انتظار تھا کیونکہ آج وہ رات تھی جس اس کے بعد عینا کو دیا ہوا
وقت ختم ہو جانا تھا اور عینا کا وہ مقصد بھی جس مقصد کے لیے وہ
پاکستان آئی تھی آج عینا کو اور اس کی پوری آرمی فورس وہ جنگ
لڑنی تھی جس کے لیے وہ پچھلے پانچ سال سے محنت کر رہے تھے

عینا سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو وہاں پر گھر کا ایک ایک فرد موجود
تھا جبکہ کچھ فاصلے پر دانیال بالکل تیار کھڑا تھا اور اسی کے آنے کا
انتظار کر رہا تھا

عینا کو آرمی یونیفارم میں دیکھ کر بڑی اماں نے بے ساختہ ماشاء اللہ
بولا تھا وہ اس یونیفارم میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس کی
پرسنلٹی اس کی دمدار شخصیت اس یونیفارم میں صاف واضح تھی
ادھر آؤ بیٹھا بڑی اماں نے عینا کو اپنے قریب بلایا تو عینا چلتی
ہوئے ان کے قریب گئی تو انہوں نے محبت سے عینا کا ماتھا چوما
اس کے سر پر ہاتھ پھیرا شفقت بھرا لمس محسوس کرتے ہوئے
عینا نے ایک پل کے لیے اپنی آنکھیں بند کی تھی
اللہ تمہیں کامیاب کرے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں بڑی
اماں نے عینا کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو بڑی

اماں کی بات پر عین نے دل ہی دل میں آمین بولا کیونکہ کامیابی
ہی اس کا مقصد تھا اور وہ چاہتی تھی کہ اس کا مقصد اس کا مقدر بن
جائے اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر ہی لوٹے

عینا نے ہاں میں سر ہلایا اور ایک نظر ہال میں دہرائی جہاں اسے
بیلا کہیں نہیں دکھائی دی تھی مگر اگلے ہی لمحے اسے بیلا لائبریری کے
ساتھ لائونج میں آتے ہوئے دکھائی دی بیلا کو دیکھتے ہی وہ بھاگتے
ہوئے بیلا کی طرف آئی تھی اور اس کے سینے سے لگتے اپنے
چھوٹے چھوٹے نرم و ملائم بازوؤں کا مضبوط ہے سارا عینا کے گرد
بنانے کی کوشش کی تھی

مام آپ کہاں تھی۔۔۔؟؟ بیلا عینا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ
رہی تھی جبکہ اتنے دنوں بعد بیلا کو محسوس کرتے ہوئے عینا
صرف خاموش تھی

کھانا کھایا۔۔۔؟؟ بیلا کا سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے عینا نے

حسبِ عادت بیلا کے ماتھے سے بال پیچھے ہٹاتے ہوئے پوچھا

جی کھالیا بھی تھوڑی دیر پہلے بیلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

جبکہ زر خان بھی اب نیچے آچکا تھا

مام آپ فائٹ کرنے جا رہی ہیں بیلا عینا کو یونیفارم میں دیکھتے

ہوئے بولی

ہممم۔۔۔!! عینا نے صرف اتنا ہی جواب دیا وہ زیادہ بات نہیں کر

رہی تھی

اب ٹائم کافی ہو چکا ہے آپ آنی کے ساتھ جا کر سو جائیں اوکے

عینا بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولی

اوکے مام بیلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عینا نے نرمی سے

بیلا کی پیشانی پر لب رکھے ایک آنسو عینا کی آنکھ سے گر کر بیلا کے

سنہری بالوں میں جذب ہوا تھا جو باقی سب کی نظروں سے تو
چھپ گیا مگر زر خان کے نظروں سے نہیں چھپ سکا تھا
مام آپ کب واپس آئیں گی بیلا عینا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
دانیل بیلا کو لے کر جاؤ بیلا کو بغیر کوئی جواب دیے عینا نے دانیل کو
مخاطب کیا جب کہ عینا کا اس کی بات کا کوئی جواب نہ دینا سب پر
ایک الگ خوف طاری کر رہا تھا

مام بتائیں آپ کب واپس آئیں گی میں آپ کا ویٹ کروں گی
اپنے سوال کا جواب نہ پاتے ہوئے بیلا نے دوبارہ وہی سوال کیا
وہ سوال نہیں پوچھتے بیٹا جن کا جواب مقابل کا پاس ناہو عینا بیلا
کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی اور پھر بیلا کو
دانیل کے حوالے کر دیا

جا کر سو جائیں او کے عینا بیلا کی طرف دیکھتی ہوئی نرمی سے بولی تو
بیلا نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا اور پھر عینا نے بیلا کو اشارہ کیا
تو دانیہ بیلا کو لیتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اس کا دل
نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ عینا کے سامنے سے جائے وہ عینا سے بات
کرنا چاہتی تھی مگر عینا نے اسے الگ ہی حکم سنا دیا تھا کہ وہ جا کر
بیلا کو سلا دے

دانیہ اور بیلا کا جاتے ہی عینا نے نظر اٹھا کر شیرازی سکندر کی
طرف دیکھا جو بہت امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے
ان کی آنکھوں میں ندامت شرمندگی صاف دکھائی دے رہی
تھی مگر عینا کو شاید اس چیز سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا تھا یا پھر
اب وہ کچھ محسوس کرنا چاہتے ہی نہیں تھی

عینا نے قدم شیرازی سکندر کی طرف بڑھائے اور چلتی ہوئی
ٹھیک ان کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی

عینا نے بغیر کچھ بولے اپنی مٹھی میں قید چین پاس ہی پڑی ٹیبل پر
رکھ دی اور نظریں اٹھا کر شیرازی سکندر کی طرف دیکھا جو
سامنے پڑی چین کو دیکھ کر بے حد پریشان ہو چکے تھے کیونکہ یہ وہ
چین تھی جو شیرازی سکندر نے اپنی شادی کے بعد سلینہ کو پہنائی
تھی یہ ان کے محبت کی پہلی نشانی تھی جسے سلینہ نے مرتے
ہوئے اپنی بیٹی کو پہنایا تھا اور عینا نے کبھی اس چین کو خود سے جدا
نہیں کیا تھا

میں اسے مزید نہیں سنبھال سکتی یہ آپ کی بیوی کی نشانی تھی
کچھ عرصے سے میرے پاس موجود تھی مگر اب میں اسے نہیں
رکھ سکتی عینا شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جبکہ

شیرازی سکندر کو اپنے دل میں درد کی لہریں گزرتی ہوئی محسوس
ہو رہی تھی

تم یہ مجھے کیوں لوٹا رہی ہو یہ تمہیں تمہاری ماں نے دی تھی تم
نے کبھی اسے خود سے جدا نہیں کیا پھر اب کیوں کر رہی ہو
شیرازی سکندر نے آخر وجہ پوچھ ہی لی کیونکہ انہیں عینا کے
ارادے کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہو رہے تھے

کون جانے زندگی سے موت کا فاصلہ کتنا ہے میں نہیں چاہتی کہ
میرے ساتھ آپ کی محبت کے نشانی بھی جائے اس لیے میں
آپ کو آپ کی امانت واپس لوٹا رہی ہوں عینا شیرازی سکندر کی
طرف دیکھتی ہوئی بولی جب کہ اس کے الفاظ تھے یا پگھلتا ہوا
سیسہ جو ہاں کھڑے ہر افراد کو اپنے کانوں میں پڑتا ہوا محسوس ہو
رہا تھا

یہ کیا فضول بکواس کر رہی ہو زرخان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے
دھاڑا کیونکہ وہ اب بہت فضول بول رہی تھی

یہ رہی آپ کی امانت اور یہ میں آپ کے حوالے کرتی ہوں رہی
بات میرے وجود کی تو شروع سے ہی آپ کے لیے کوئی معنی
نہیں رکھتا تھا عینا زرخان کی بات کو نظر انداز کرتے شیرازی
سکندر سے بولی

اس طرح مت بولو میری بچی میں تمہارا گنہگار ہوں مگر میں نے
تمہارے لیے کبھی برا نہیں سوچا شیرازی سکندر تو اس کی بات پر
تڑپ ہی اٹھے تھے

شیرازی سکندر کی بات سن کر عینا طنز یہ مسکرائی اور آہستہ سے اپنا
سر نفی میں ہلایا

چلو۔۔۔۔۔۔۔۔ بغیر کوئی جواب دیا دانیال کو مخاطب کیا اور ایک
دم سے پلٹی اور بغیر کسی کی طرف بھی دیکھے وہاں سے نکلتی چلی
گئی

دانیال نے نظریں اٹھا کر ایک دفعہ سب کو دیکھا جو جاتی ہوئی عینا
کو دیکھ رہے تھے پھر اس نے شیرازی سکندر کی طرف دیکھا جو
ایک ہی دن میں سالوں کے بیمار لگ رہے تھے یہ تو طے تھا کہ وہ
بہت پچھتا رہے ہیں مگر وہ جانے انجانے میں ہی سہی مگر بہت برا
کر چکے تھے

خدا حافظ۔۔۔۔۔ دانیال بڑی اماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
اور پھر اپنے قدم بینا کے پیچھے بڑھائے جواب وہاں سے جا چکی
تھی

زرخان نے شولا برساتی آنکھوں سے عینا کو جاتے ہوئے دیکھا تھا جبکہ عینا کے جاتے ہی اس نے فوراً اپنا فون نکال کے داؤد کو کال ملائی تھی جو اگلے ہی پل اٹھالی گئی تھی

داؤد گاڑی تیاری کرواؤ میری مجھے ابھی اور اسی وقت نکلنا ہے
زرخان فون کان سے لگائے سنجیدگی سے بولا جبکہ داؤد
زرخان کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اگلے پانچ منٹ
میں محافظوں کے ساتھ حویلی کے باہر موجود تھا وہ
ہمیشہ محتاط رہتا تھا کیونکہ زرخان سکندر کوئی عام

شخصیت نہیں تھی اسے کسی بھی وقت کہیں پر بھی جانا پڑ
جاتا تھا

داؤد کے باہر آنے کی اطلاع ملتے ہی زر خان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
باہر کی جانب بڑھتا تھا

شیرازی سکندر اسی جگہ پر جم چکے تھے وہ سفید پڑھتے چہرے سے
ٹیبل پر پڑی اس چین کو دیکھ رہے تھے جو کچھ دیر پہلے عینا نہیں
واپس لوٹا کر گئی تھی

چچا جان آپ ٹھیک ہے ار حم شیرازی سکندر کے کندھے پر ہاتھ
رکھتے ہوئے بولا کیونکہ اسے شیرازی سکندر کی طبیعت کچھ ٹھیک
نہیں لگ رہی تھی

نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں کیونکہ میری بیچی ٹھیک نہیں ہے اس
کی آنکھوں میں جو تحریر تھی میں وہ نہیں پڑھنا چاہتا وہ جو بول کر

گئی ہے اگر ویسا ہو گیا تو میں جیتے جی مر جاؤں گا خدا را کوئی اسے
روک دو وہ خود کو مار دے گی شیرازی سکندر اس وقت اپنے ہوش
میں نہیں لگ رہے تھے کیونکہ ایک باپ نے اپنی بیٹی کی آنکھوں
میں موت کا منظر دیکھا تھا وہ کیسے نار مل رہے تھے بے شک وہ
بھی ایک آرمی آفیسر تھے مگر اولاد کا دکھ ہر دکھ سے بڑھ کر ہوتا
ہے اور شیرازی سکندر یہ دکھ آج پہلی بار جھیل رہے تھے جو ان
سے برداشت نہیں ہو رہا تھا

چچا جان کچھ نہیں ہو گا آپ سنبھالیں خود کو اور حم شیرازی سکندر کو
وہیں پاس پڑے صوفے پر احتیاط سے بٹھاتے ہوئے بولا اور فاریہ
کو اشارہ کیا کہ وہ بڑی اماں کو ان کے کمرے میں لے جائے تاکہ
وہ بھی مزید پریشان نہ ہوں سکیں مگر سچ تو یہ تھا کہ
عینا کے بولے گئے الفاظ حویلی کے ایک ایک فرد کے

کانوں میں ابھی تک گونج رہے تھے وہ جاتے جاتے
بھی سب پر ایک خوف طاری کر گئی تھی

حارث اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا تو
سامنے ہی بیڈ پر اسے لائبرے بیٹھی دکھائی دی جو اپنا سر گھٹنوں میں
دیے رو رہی تھی

لائبرے کو روتے دیکھ کر حارث مانو جیسے تڑپ ہی اٹھا تھا وہ تیز
قدم لیتا لائبرے تک پہنچا اور جلدی سے اسے اپنے حصار میں لیا
میری جان کیوں رو رہی ہو کیا ہوا ہے حارث آہستہ سے لائبرے کے
ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولا تو لائبرے بغیر کچھ بولے

اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جبکہ حارث
اسے روتا دیکھ کر مزید پریشان ہو چکا تھا

لائبہ-----حارث نے آہستہ سے لائبہ کو پکارا

وہ وہ حج حور بھا بھی لائبہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر بولی جبکہ حور کا
نام سنتے ہی حارث فوراً سمجھ گیا کہ وہ کیوں رورہی ہے

کچھ نہیں ہو گا حور کو سب ٹھیک ہو جائے گا حارث اسے خود میں
بھینچتے ہوئے بولا لائبہ کار ونا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا
شادی کے اگلے دن ہی اس کے بیوی اس طرح روئے گی اسے
بالکل اندازہ نہیں تھا

ادھر دیکھو میری طرف حارث نے نرمی سے بولتے ہوئے لائبہ
کا چہرہ اپنے ہاتھ کے پیالے میں بھرا

کچھ نہیں ہوگا تمہاری بھابی کو وہ اپنے مشن پر گئی ہیں تم رونے کی بجائے دعا کرو کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے اور صحیح

سلامت اپنی کامیابی کے ساتھ واپس لوٹ آئے حادثہ نرمی سے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوتے ہوئے بولا تو لائبر نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر حادثہ کی طرف دیکھا رونے کی وجہ سے آنکھیں اور چھوٹا سا ناک سرخ ہو چکا تھا جبکہ چہرہ سرخی مائل ہوا تھا

بولو تم کرو گی اپنی بھابی کے لیے دعا کہ وہ کامیاب ہو کر واپس ہم سب کے پاس آجائے حادثہ لائبر نے بھیگی سرخ آنکھوں پر لب رکھتے ہوئے بولا

میں کروں گی۔۔۔ لائبر نے جلدی سے جواب دیا تو حادثہ مسکرا

دیا

ہممم گڈ چلو پھراٹھو اور عشاء کی نماز ادا کر کے اپنی بھابھی کے لیے
دعا کرو حارث لائبر کے رخسار کو تھپتھپاتے ہوئے بولا تو لائبر
نے ہلکی سی مسکان کے ساتھ ہاں میں سر ہلایا اور بیڈ سے اٹھ
کھڑی ہوئی اور وضو کرنے چلی گئی جب کہ حارث بھی ایک لمبی
سانس ہوا کے سپرد کرتا اٹھا اور اپنا ڈریس چینج کرنے چلا گیا

اس وقت عینا اپنی کمر پر دونوں ہاتھ باندھے اپنے رعب دار وجود
کے ساتھ اپنی آرمی فورس کے سامنے کھڑی تھی جب کہ اس
کے سامنے اس کے پوری آرمی فورس بالکل تیار گردن کو اکرائے
اس طرح کھڑے تھے جیسے صرف عینا کے حکم کے

منتظر ہوں کیونکہ عینا کے آنے سے پہلے انہیں تمام ٹریننگ دے دی گئی تھی اس لیے اب انہیں ایک لفظ بھی سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑنی تھی کیونکہ وہ سب کچھ جانتے تھے انہیں کیا کرنا تھا وہ یہ بھی جانتے تھے مگر انہیں جو بھی کرنا تھا وہ عینا کے حکم پر کرنا تھا عینا کے حکم کے بغیر وہ ایک قدم نہیں اٹھا سکتے تھے

So officer, are you all ready?

عینا کی گرجدار آواز چاروں طرف گونجی تھی
یس میم۔۔۔۔۔ تمام آفیسرز نے ایک آواز میں جواب دیا تھا
عینا نے تمام آفیسرز کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو سب بغیر رکے
آگے بڑھ گئے اور کچھ ہی دیر بعد پوری ایک آرمی فورس اس
بلڈنگ کو چاروں طرف سے گھیر چکی تھی جبکہ رات کے

تیسرے پہر آرمی فورس کی موجودگی کو ابھی تک بلڈنگ کے اندر موجود افراد محسوس بھی نہیں کر سکے تھے

پتہ تو انہیں تب چلا جب بلڈنگ کے اندر موجود الرٹ الارم ایک ساتھ بجے تھے کیونکہ اس بلڈنگ کے علاقے میں جب بھی کوئی داخل ہوتا تھا تو وہ الرٹ الارم اس بات کی اطلاع دیتے تھے کہ کوئی غیر شخص اس علاقے میں داخل ہوا ہے جبکہ اچانک بلڈنگ کے چاروں طرف ہونے والے شور کو سنتے بلڈنگ کے اندر موجود افراد ہڑبڑا کر اٹھے تھے کیونکہ کچھ اس وقت عیاشی کرنے میں مصروف تھے اور کچھ اپنی نیند پوری کر رہے تھے مگر 14 طبقہ توان کے تب روشن ہوئے جب معلوم ہوا کہ بلڈنگ کے باہر پوری ایک آرمی فورس کھڑی ہے

یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ان لوگوں کو ہمارا پتہ کیسے چل سکتا ہے ایم

این اے کو فون ملاؤ جلدی ایک آدمی جو ان سب کا ہیڈ تھا جو

دہشتگردان کا باس تھا جو کافی عرصے سے اس بلڈنگ میں چھپا

بیٹھا الیگنل کام سرانجام دے رہا تھا آدمی فورس کو دیکھتے ہی وہ

اونچی آواز میں چلایا تو اس کے ایک آدمی نے جلدی سے ایم این

اے کو کال ملائی مگر اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا

باس ایم این اے کا نمبر تو بند جا رہا ہے وہ آدمی پریشانی سے بولا

ایسا کیسے ہو سکتا ہے ایم این اے کا نمبر آج تک بند نہیں گیا ضرور

وہ ان لوگوں کے ہاتھ لگ گیا ہو گا کمشنر کو کال ملاؤ اس نے اگلا حکم

دیا تو اس کا وہ آدمی جلدی سے کمشنر کو کال ملانے لگا جبکہ اتنی بار

بیل جانے کے بعد بھی کمشنر نے کال نہیں اٹھائی تھی یقیناً وہ بھی

جان چکا تھا کہ اس بلڈنگ پر ریٹ ہو چکی ہے اس لیے اب وہ ان
کی کال کا کوئی جواب نہیں دے رہا تھا

یہ کمینہ غدار سالار۔۔۔۔۔ بھگی بلی بن کر بھاگ نکلا ہے اسے تو
میں ہر گز نہیں چھوڑوں گا وہ کمشنر کو گلےز گالیوں سے نوازتے
ہوئے بولا

نیچے جتنی بھی لڑکیاں قید ہیں ان سب کو کھولو وہ اپنے ایک آدمی
کو حکم دیتے ہوئے بولا اور خود بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ قدم
بلڈنگ کے تیسرے فلور کی جانب بڑھائے کیونکہ تمام لڑکیاں
جنہیں نشہ دے کر بے ہوش کیا گیا تھا وہ سب وہیں پر موجود تھی
اور بد قسمتی سے آج ہی ان کی اسمگلنگ ہونی تھی جو آرمی فورس
وہاں پر ریٹ کر کے ناکام بنا چکی تھی

میٹھیر اور اس کے ساتھیوں تم لوگ اس وقت چاروں طرف
سے گھیرے گئے ہو اور تم لوگوں کا یہاں سے بچ نکلنا ممکن ہے
اس لیے امن سے خود کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم سب کا
انکاؤنٹر کر دیں گے دانیال ہاتھ میں مائک پکڑ کے بولا جب کہ
سپیکر سے گونجنے والی اونچی آواز اس بلڈنگ کے اندر موجود تمام
افراد نے سنی تھی

رکیں سر آپ یہاں سے آگے نہیں جاسکتے زر خان جو عینا کے
پیچھے اسی جگہ پر آیا تھا اور عینا کی طرف بڑھ رہا تھا جب اس علاقے
کے شروع کے راستے پر کھڑے ایک آفیسر نے اسے وہیں پر
روک دیا یہ اس علاقے کا داخلی بورڈ تھا اس سے آگے کسی کو بھی
جانے نہیں دیا جا رہا تھا

تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے جو تم روکنے کی غلطی کر رہے ہو داؤد
آگے بڑھ کر اس آفیسر کو دیکھتے ہوئے سختی سے بولا

جی سر میں جانتا ہوں کہ آپ کون ہیں میں بہت زیادہ معذرت
خواں ہوں مگر آپ یہاں سے آگے نہیں جاسکتے میں آپ کی
بہت ریسپیکٹ کرتا ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ میں آپ کے
ساتھ سختی کروں اس لیے پلیز اب بغیر کچھ بولے ہی پیچھے ہٹ
جائیں وہ آفیسر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بہت تسلی سے بول
رہا تھا اس کے لہجے میں ادب اور عزت زر خان محسوس کر چکا تھا
اس میں اس بیچارے کا کوئی قصور نہیں تھا یہ اس کا آرڈرز تھے جو
وہ اپنے فرض کو بخوبی نبھا رہا تھا زر خان کا مزید بحث کرنا بالکل
فضول لگا اس لیے وہ جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا اس کا یہاں سے

جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا مگر وہ یہاں رک کر عینا کا انتظار تو کر سکتا تھا

میٹھیر اور اس کے ساتھیوں خود کو ہمارے حوالے کر دوور نہ مجبوراً ہمیں اس بلڈنگ کے دروازے توڑ کر اندر آنا پڑے گا دانیال نے دوبارہ اپنی بات دہرائی کیونکہ پہلی بار بولنے پر آگے سے کوئی جواب وصول نہیں ہوا تھا

ہم لوگ خود کو ہر گز تم لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے اور تم میں سے کسی نے بھی اندر آنے کی کوشش بھی کی تو ہم ان لڑکیوں کو جان سے مار دیں گے میٹھیر ایک لڑکی کے سر پر گن تانے تھرڈ فلور کی کھڑکی میں آتے ہوئے بولا جب سب نے نظر اٹھا کر کھڑکی کی طرف دیکھا تھا جہاں پر وہ ایک لڑکی گردن پر گن رکھ کر انہی کی طرف دیکھ رہا تھا

عینا نے سخت نظروں سے کھڑکی میں کھڑے اس شخص کو دیکھا
تھا جس کا رنگ تقریباً کالا تھا اور اس نے اپنے چہرے پر رومال
باندھ کر اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا اور لڑکی کی گردن پر گن کا دباؤ بڑھا
رہا تھا وہ لڑکی 15 سے 16 سال کی عمر کی تھی اور اسے ڈر گزدیکھ
کر اتنا مدہوش کیا گیا تھا کہ اس لڑکی سے صحیح طرح سے اپنی
آنکھیں بھی نہیں کھولی جارہی تھی اور وہ ڈگمگارہی تھی جیسے ابھی
وہیں پر گر جائے گی عینا کا دل چاہا کہ یہیں سے اس آدمی کی
گردن دبوچ کر اسے جان سے مار دے مگر یہ وقت جوش سے
نہیں ہوش سے کام لینے کا تھا کیونکہ اندر موجود بچیاں جو ان
ظالموں کی قید میں تھی عینا کے لیے وہ سب بے حد عزیز تھی اور
ان سب کو صحیح سلامت وہاں سے نکالنا یہ اس کا اصل مقصد تھا

No, you will never do that---

دانیال اس بے حال ہوتی لڑکی کو دیکھتے ہوئے بولا اور پھر عینا کی
طرف دیکھا جو اپنی وحشت زدہ آنکھیں اسی شخص پر گاڑھے
کھڑی تھی

اس سے پوچھو کہ وہ ان لڑکیوں کو کیسے چھوڑے گا عینا جو پہلے ہی
سمجھ چکی تھی کہ وہ آدمی لازمی کوئی شرط رکھنے والا ہے اس سے
پہلے کہ وہ کچھ بولتا عینا نے خود ہی دانیال کو بول دیا کہ وہ اس سے
پوچھے کہ وہ ان لڑکیوں کو چھوڑنے کے بدلے میں کیا چاہتا ہے
دیکھو تم ان لڑکیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے اور ان لڑکیوں
کو صحیح سلامت چھوڑ دو گے دانیال مانک دوبارہ اپنے کے قریب
کرتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا مگر ہماری بھی کچھ شرطیں ہیں اس نے
شرط کی جگہ شرطیں بولا تھا

بولو کیا شرطیں ہیں تمہاری دانیال کا بھی ضبط بڑھتا جا رہا تھا اور وہ
ایسے بلڈنگ کے اندر نہیں جاسکتے تھے کیونکہ ہزاروں لڑکیاں
جو اس بلڈنگ کے اندر قید تھیں ان کی جان بھی جاسکتی تھی
ہماری پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے ساتھ کر رہا کر دیا جائے جسے
تم لوگوں نے کچھ عرصہ پہلے سلاخوں کے پیچھے بند کیا ہے ہماری
دوسری شرط یہ ہے کہ تم لوگ اپنی سارے آفیسرز کو یہاں سے
بھیج دو تاکہ ہمیں تسلی ہو کہ تو تم لوگ ہم پر کوئی حملہ نہیں کرو
گے اور ہماری تیسری شرط یہ ہے کہ ہمارے یہاں سے نکلنے کے
لیے ایک ہیلی کاپٹر کا انتظام کرو تب ہی یہ لڑکیاں صحیح سلامت تم
لوگوں کو براہمد ہو سکیں گی ورنہ یہ سب جان سے جائیں گی اس
نے اپنی ساری شرطیں آگے رکھی جبکہ اس کی شرطیں سن کر عینا
نے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں کیونکہ کچھ عرصہ پہلے ہی

انہوں نے ایک دہشتگرد کو سلاخوں کے پیچھے ڈالا تھا کیونکہ وہ ان کا ہی ساتھی تھا مگر وہ اپنی زبان سے کچھ نہیں بولا تھا سوائے اس کے ساتھیوں کے نام کے عینا اور اس کی آرمی فورس کو کچھ معلوم نہیں ہو سکا تھا

اس سے بولو کہ ہمیں تمہاری ساری شرطیں منظور ہیں مگر اس سب سے پہلے اسے ان لڑکیوں کو چھوڑنا ہو گا کی طرف دیکھتی ہوئی سنجیدگی سے بولی جبکہ عینا کی بات سن کر دانیال کو کافی حیرت ہوئی تھی وہ حیرت انگیز نظروں سے عینا کی طرف دیکھ رہا تھا

عینا تم جانتی ہو کہ ہم ایسا کچھ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ہمیں اوپر سے یہ آرڈرز نہیں ہیں اور یہ فیصلہ دینے سے پہلے ہمیں اپنے

سینیئر آفیسر ز سے پوچھنا پڑے گا دانیال عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا

تم سے جتنا بولا ہے صرف اتنا کرو عینا دانیال کی طرف دیکھتے
ہوئے تھوڑی سختی سے بولی

ہمیں تمہاری ساری شرطیں منظور ہیں مگر اس سے پہلے تمہیں
ان ساری لڑکیوں کو چھوڑنا ہو گا دانیال دوبارہ اسے آدمی سے
مخاطب ہوا

تم نے کیا مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے کہ میں اپنے آخری
مہرے کو تم لوگوں کے ہاتھ تھما دوں تاکہ تم لوگ ایک منٹ بھی
دیر کیے بغیر ہم پر حملہ کر دو سب سے پہلے ہمارے ساتھی کو رہا
کرو اور اسے یہیں پڑھ لے کر آؤ اور ہمارے لیے ایک ہیلی کاپٹر کا
انتظام کرو جیسے ہی ہم یہاں سے نکلیں گے ہم ان لڑکیوں کو بھی

رہا کر دیں گے وہ آدمی ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے کافی بد تمیزی سے
بولا

عینانے ایک نظر دانیال دوسری نظر اس آدمی کو دیکھا اور پھر
گردن موڑ کر اپنے کچھ آفیسرز کو ایک اشارہ کیا یہ اشارہ آفیسرز
فوراً سمجھ گئے تھے اس لیے بغیر اس آدمی کی نظروں میں آئے
آہستہ آہستہ بلڈنگ کے پچھلی سائیڈ پر جانے لگے
ہیلو آفیسرز ان بچیوں کی ایگزیکٹ لوکیشن کیا ہے دانش نے اپنے
کان میں لگی بلوٹو تھ سے اندر ان آدمیوں میں چھپے اپنے ایک
آفیسر سے پوچھا

سر تھرڈ فلور سیکنڈ روم اندر موجود آفیسر ایک تر چھی نظر باقی
آدمیوں کو دیکھتے ہوئے کافی ہلکی آواز میں بولا

دوسری جانب دانش نے اپنے آفیسرز کو اشارہ کیا اور سات سے
اٹھ آفیسرز دانش کے ساتھ بلڈنگ میں داخل ہوئے کیونکہ
آرمی فورس کی وہاں ریٹ ہو چکی تھی اس لیے بلڈنگ کے گیٹ
پر سیکیورٹی کے لیے بھی وہاں پر کوئی موجود نہیں تھا کیونکہ سب
ایک جگہ اکٹھے ہو چکے تھے اور اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے
دانیال اپنے آفیسرز کے ساتھ بلڈنگ میں داخل ہو چکا تھا

Ma'am we have entered the build-
ing and now we are standing in
front of the third floor

دانش نے اپنے کان میں لگی بلوٹو تھ کے ذریعے عینا کو اطلاع دی
گڈ۔۔۔۔۔ وہیں پر کھڑے رہو دیکھو تھرڈ فلور کے جس کمرے
میں ان لڑکیوں کو بند کیا گیا ہے اس کمرے میں کوئی کھڑکی یا ونڈو

ضرور ہوگی اس کے ذریعے اس کمرے میں داخل ہو جاؤ عینا
دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی بولی وہ یوں ظاہر کروا رہی تھی جیسے
وہ دانیال سے بات کر رہی ہو کیونکہ وہ سامنے ہی کھڑے اس
شخص کو شک نہیں ہونے دینا چاہتی تھی

او کے میم یہاں پر ایک ونڈو ہے دانش نے اس کمرے کا معائنہ
کرتے ہوئے عینا اطلاع دی اور پھر اپنے کچھ آفیسرز کو اشارہ کر
کے اس ونڈو کو بغیر آواز کیے کھلوانے لگا

دانیال نے سوالیہ نظروں سے عینا کی طرف دیکھا جیسے ہی
نظروں ہی نظروں میں پوچھ رہا ہو کہ اب کیا کرنا ہے تو عینا نے
اپنی پلکیں چپکا کر اسے اشارہ دیا جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ ریلیکس کچھ
نہیں ہوگا

رات کے تیسرے پہر جہاں رات کے تین بج رہے تھے وہاں
میڈیا میں ہر طرف یہ بات پھیل چکی تھی کہ ان دہشت گردوں
کا انکوائٹر کرنے کے لیے آرمی فورس اس جگہ پہنچ چکی ہے جہاں
وہ دہشتگرد چھپے ہیں اور اب میڈیا کے کچھ ورکرز اسی علاقے میں
موجود تھے اور آگے جانے کی بھرپور جدوجہد کر رہے تھے جبکہ
کچھ آفیسرز ان کے راستے میں پہاڑ بن کر کھڑے تھے کیونکہ کسی
کو بھی آگے جانے کی اجازت نہیں تھی مگر میڈیا ہر ممکن کوشش
کر رہی تھی کہ وہ آگے ہونے والی تمام کاروائی کو لوگوں تک پہنچا
سکے

زرخان جو کچھ فاصلے پر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا وہ باآسانی دیکھ سکتا
تھا کہ اس کے کچھ فاصلے پر ایک پوری آرمی فورس اس بلڈنگ کو
چاروں طرف سے گھیرے کھڑی ہے فاصلہ زیادہ تو نہیں تھا مگر

کم بھی نہیں تھا مگر وہ آسانی سے دیکھ ضرور سکتا تھا لیکن ابھی تک
عینا اس کی نظروں میں نہیں آئی تھی شاید وہ سب سے آگے
کھڑی تھی اسی لیے اور آفیسرز کی بھیر ہونے کی وجہ سے اسے
عینا یاں دانیال دکھائی نہیں دے رہے تھے جبکہ ان کی ہونے
والی گفتگو وہ وہاں پر بیٹھا بھی سن رہا تھا

دانش آفیسرز کے ساتھ بہت مشکل سے ونڈو کے ذریعے اس
کمرے میں پہنچا تھا وہ ونڈو چھوٹی ہونے کی وجہ سے اس کا ٹوٹا ہوا
شیشہ دانش کے بازو پر بری طرح لگا تھا مگر اسے اس وقت صرف
ان لڑکیوں کو دیکھنا تھا نہ کہ اپنے بازو کو

دانش کمرے میں داخل ہوا تو آگے ہی تقریباً ہزاروں کی تعداد
میں لڑکیاں تھیں وہ کمرہ ایک ہال نما جگہ تھی دکھنے سے تو وہ چھوٹا
سالگتا تھا مگر اندر سے وہ ایک بہت بڑا ہال تھا
سب لڑکیاں ڈری سہمی سی بیٹھی تھیں دانش اور کچھ آفیسرز کو دیکھ
کر وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی وہ اتنا گھبرا چکی تھی کہ ان لوگوں نے
اس بات پر بھی دھیان نہیں دیا کہ وہ آرمی آفیسرز ہیں ناکہ وہ
لوگ جو انہیں یہاں قید کیے ہوئے ہیں
ڈرو نہیں ہم تم لوگوں کے محافظ ہیں ہم سے مت ڈرو ایک آفیسر
ان ڈری سہمی لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے کافی نرم لہجے میں بولا
آپ ہمیں بچانے آئے ہیں ایک لڑکی ہمت جمع کرتے ہوئے
بولی

ہاں ہم آپ سب کو بچانے آئے ہیں آپ سب نے بالکل شور
نہیں کرنا اور گھبرا کر بند کریں کچھ ہی دیر میں آپ سب یہاں سے
آزاد ہو جائیں گی دانش آگے بڑھ کر ان لڑکیوں کی طرف دیکھتے
ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولا تو ان سب لڑکیوں کو تھوڑی سی تسلی
ہوئی کیونکہ ان لوگوں نے تو اب غور کیا تھا کہ یہ کوئی غیر نہیں
بلکہ آرمی آفیسرز ہیں جو واقعی میں انہیں بچانے آئے تھے
عینا بھی بھی سرد نظروں سے اس آدمی کی طرف دیکھ رہی تھی
جو ابھی تک اس لڑکی پر بندوق تھا نے اسی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا
میم ہم اس کمرے میں داخل ہو چکے ہیں اور یہاں پر بہت لڑکیاں
موجود ہیں آپ یوں سمجھ لیں کہ یہاں ہزاروں کی تعداد سے بھی
زیادہ لڑکیاں ہیں مگر وہ سب بہت ڈری اور سہمی ہوئی ہیں
دروازے کو باہر سے پاسور ڈلگا کر بند کیا گیا ہے دروازے کے

اندر سے جتنے بھی لاک لگتے تھے ہم سب نے وہ لاک لگا دیے ہیں
میری نالج کے مطابق اب وہ باہر سے دروازہ نہیں کھول سکیں
گے عینا کو اپنے کان میں لگے بلوٹو تھ میں دانش کی آواز سنائی دی
گڈ دانش وہیں پر رہو ان لڑکیوں کی حفاظت کرنا سب سے زیادہ
ضروری ہے عینا اپنی کان میں لگے بلوٹو تھ کے ذریعے دانش سے
مخاطب ہوئی

کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے بچانا صرف اس بچی کو ہے
جو اس وقت اس کی گرفت میں ہے میں کچھ آفیسرز کے ساتھ
اندر جا رہی ہوں تم یہیں باہر رہ کر اس آدمی کا دھیان بٹاؤ عینا
دانیال کی طرف دیکھتی ہوئی نا محسوس انداز میں بولی تو دانیال نے
بھی بغیر عینا کی طرف دیکھے نہ محسوس انداز میں اسے جانے کا
اشارہ دیا

دانیال اپنی جگہ سے ہٹ کر چلتا ہوا اس کھڑکی کے قریب ہوا
تاکہ وہ آدمی عینا سے نظریں ہٹا سکے اور دانش کی طرف دانیال کی
طرف متوجہ ہو سکے

ہم تمہاری شرطیں کیسے مان لیں تمہیں سب سے پہلے ان
لڑکیوں کو آزاد کرنا ہو گا دانیال نے دوبارہ وہی بات دہرائی جب
کہ اس آدمی کا جواب دوبارہ وہی سے تھا کہ جب تک اس کی
ڈیمانڈ پوری نہیں ہو جاتی تب تک وہ ان لڑکیوں کو نہیں
چھوڑے گا جب کہ عینا سے دانیال کے ساتھ مصروف دیکھ کر
وہاں سے اپنے آفیسرز کے ساتھ کچھ اس انداز میں نکلی تھی کہ
اس آدمی کو شک تک نہ ہو سکا تھا

آفیسرز آپ سب سیڑھیوں کی طرف سے تھرڈ فلور پڑ جائیں اور
آپ سب فرسٹ فلور پر ہی رکیں تاکہ اگر کوئی یہاں سے نکلنے کی

کوشش کرے تو آپ اسے روک سکیں ہے عینا اپنے آفیسرز کی
طرف دیکھتی ہوئی بولی تو وہ آفیسرز تین حصوں میں بٹ گئے کچھ
آفیسرز عینا کے ساتھ تھے کچھ آفیسر سیڑھیوں کے راستے سے
تھرڈ فلور پر جا رہے تھے اور کچھ آفیسرز فرسٹ فلور پر ہی رک
گئے تھے اور اپنی گزن نکال کر الرٹ ہو کر چھپ گئے تھے
عینا جیسے ہی لفٹ کے ذریعے تھرڈ فلور پر پہنچی تو فوراً ہی دیوار کی
اڑ میں چھپ گئی جب کہ آفیسرز بھی دیوار کے دائیں بائیں جانب
چھپ چکے تھے

عینا نے تھوڑا سا چہرہ نکال کر دیکھا تو اسے سامنے ہی کھڑے کچھ
آدمی دکھائی دیے اور ان کے کچھ فاصلے پر وہ آدمی اس لڑکی کی
گردن پر گن رکھے کھڑا تھا وہ آدمی زیادہ نہیں تھے وہ صرف 13
سے 14 آدمی تھے باقی کے آدمی کہاں تھے یقیناً وہ سب اسی

بلڈنگ میں کہیں نہ کہیں موجود تھے فی الحال عینا کو سب سے پہلے اس لڑکی کو بچانا تھا اور پھر بعد میں ان سب کو گرفتار کرنا تھا اور گرفتاری نہ دینے کی صورت میں سرکار نے انہیں انکاؤنٹر کرنے کا حکم سے سنایا تھا اور عینا تو آگے ہی چاہتی تھی کہ ایسے دہشتگرد گرفتار ہونے کے بجائے انکاؤنٹر میں مارے جائیں عینا نے اپنے کچھ آفیسرز کو اشارہ کیا ہے اور دبے دبے قدموں سے چلتی ہوئی ٹھیک ان آدمیوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی اس کے آفیسرز بھی اس کے پیچھے ہی تھے آفیسرز نے ایک ساتھ ان سب پر حملہ کیا تھا یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ وہ آدمی سمجھ ہی نہیں سکے جبکہ اپنے آفیسرز کو ان آدمیوں کو قابو کرتا دیکھ کر عینا جلدی سے آگے بڑھی تھی اس سے پہلے کہ میٹھیر پیچھے مڑ کر دیکھتا عینا ایک ہی جست میں اس تک پہنچی اور اس کے ہاتھ میں پکڑی گئی

گن کو اس کی طرف مور کر اس کے بازو پر گولی چلا دی جس کی
وجہ سے وہ لڑکی اس کی گرفت سے چھوٹ گئی عینا نے اس لڑکی کا
ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے پیچھے کی طرف دھکا دیا اور اس آدمی کو ایک
زوردار دھکا دیا جس سے وہ سامنے دیوار سے جا لگا اتنی دیر میں
سارے آفیسر زان آدمیوں کو بھی قابو کر چکے تھے

Daniyal, come quickly with your
officers

عینا نے اپنے کان میں لگی بلوٹو تھ کے ذریعے دانیال کو حکم دیا تو
دانیال فوراً اس کے حکم ملتے ہی اپنی پوری آفیسرز کی ٹیم کو لے کر
بلڈنگ کے اندر داخل ہوا تھا وہ سارے آفیسرز پوری بلڈنگ
میں پھیل چکے تھے

میٹھیر نے اپنے بازو پر ہاتھ رکھ کر اپنا خون روکنے کی کوشش کی
اور ساتھ ہی دیوار پر لگے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو دبا دیا اس
بٹن کو دباتے ہی بلڈنگ میں ہر طرف شور سا پھیل گیا شاید وہ
کوئی سائن تھا جو اپنے چھپے ہوئے آدمیوں کو دے رہا تھا
اچانک تھرڈ فلور کے سامنے والی دیوار دو ٹکڑوں میں بٹ گئی اور
وہاں سے لاتعداد آدمی جنہوں نے عجیب و غریب سے کپڑے
پہنے ہوئے تھے ہاتھوں میں بہت سی بندوقیں لیے دوڑتے ہوئے
باہر آئے اور آتے ہی اندھا دھن گولیاں چلانا شروع کر دیں
آفیسرز اور عینا بہت مشکل سے ان کے وار سے بچ رہے تھے عینا
نے جلدی سے اس لڑکی کو ایک آفیسر کے سپرد کیا اور آفیسر کو
بولا کہ اس لڑکی کو لے کر جلدی سے یہاں سے نکل جائے جبکہ

عینا کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے وہ آفیسر جلدی سے اس لڑکی کو لیتا ہوا باہر کی طرف دوڑا

اچانک گولیوں کی آواز سنتے ہی زر خان جلدی سے اپنی گاڑی سے نکلا تھا اس کی گاڑی کچھ فاصلے پر تھی جہاں میڈیا کے نظر نہیں پڑی تھی کیونکہ زر خان کو تو سارا ملک ہی جانتا تھا اور اس سب میں وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ میڈیا کے سامنے آئے اور ویسے بھی میڈیا اس کے لیے پاگل تھی مگر زر خان زیادہ میڈیا کے سامنے نہیں آتا تھا نہ ہی اسے میڈیا کے سامنے آنا پسند تھا

سر رکیں آپ اندر نہیں جاسکتے وہ آفیسر ابھی بول رہا تھا کہ زر خان اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے آگے بڑھا وہ تیز تیز قدم لیتا تقریباً بھاگنے کے انداز میں بلڈنگ کی طرف جا رہا تھا جہاں سے گولیاں چلنے کی خوفناک آوازیں آرہی تھی

عینا اور اس کے آفیسر زان آدمیوں کے سامنے بہت مشکل سے
اپنا بچاؤ کر رہے تھے جبکہ عینا کے تین سے چار آفیسرز تو زخمی بھی
ہو چکے تھے مگر ان بہادر نوجوانوں نے ہار بالکل نہیں مانی تھی ان
کے لیے ان کے وجود پر لگنے والی ایک گولی کوئی معنی نہیں رکھتی
تھی عینا نے اپنی بدوق کا استعمال کرتے ہوئے دشمنوں پر
گولیوں کی بہت چار کر دی تھی کیونکہ اسے پہلے ہی آرڈر تھے کہ
مقابل کے حملہ کرنے پر ان کا انکاؤنٹر کر دیا جائے اور وہ اس
وقت سامنے آتے ہر شخص کے دماغ میں گولی مار رہی تھی جب
اچانک ایک لگنے والی گولی اس کا بازو چیرتی چلی گئی تو عینا لڑکھڑا کر
کافی قدم پیچھے ہٹی اتنی دیر میں وہاں دانیال اور اس کے آفیسرز
بھی پہنچ چکے تھے اور وہاں داخل ہوتے ہی ان سب نے ان

آدمیوں پر گولیاں چلانا شروع کر دی تھیں کیونکہ ان کے کافی
آفیسر زاب تک زخمی ہو چکے تھے اور یہ سب اچانک ہوا تھا
عینا۔۔۔۔۔ دانیال عینا کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا تو
عینا نے دانیال کی طرف دیکھنے کے بجائے اپنی بندوق نکالی اور
اس آدمی پر گولی چلا دی جو دانیال پر گولی چلانے والا تھا
دانیال فضول وقت نہیں ہے عینا دانیال کی طرف بغیر دیکھے بولی
اور آگے بڑھ کر دوبارہ گولیاں چلانے لگی جب کہ دانیال بھی
موقع کی نزاکت جانتے ہوئے اپنا کام سرانجام دینے لگا کیونکہ
واقعی میں یہ وقت عینا کی فکر کرنے کا نہیں تھا بلکہ یہ وقت ان
معصوم لڑکیوں کی اور ان معصوم قیدیوں کی فکر کا تھا جنہیں ان
لوگوں نے بے رحمی سے زخمی کر کے اسی بلڈنگ میں قید کیا ہوا
تھا

پوری بلڈنگ گولیوں کی آواز سے گونج رہی تھی تمام آرمی
آفیسرز بلڈنگ کے ایک ایک کونے میں پہنچ کر وہاں موجود
دہشت گردوں کو بری طرح ہلاک کر رہے تھے جب کہ یہ منظر
تمام نیوز چینلز پر چل رہا تھا اور وہیں حویلی حویلی کے تمام نقوس
یل ای ڈی کے سامنے بیٹھے سفید پڑتے چہروں سے یہ سارا منظر
دیکھ رہے تھے ان کے دل سے صرف ایک دعا نکل رہی تھی کہ
اللہ ان نوجوانوں کو کامیاب کرے اور ان کی حفاظت فرمائے جو
اپنی جان پر کھیل کے معصوم لوگوں کو بچا رہے ہیں اور اتنا بڑا جگرا
رکھ کر اپنے دشمنوں کا سامنا کر رہے ہیں

زرخان بھاگتا ہوا بلڈنگ میں داخل ہوا تھا بغیر سوچے سمجھے لفٹ
کا سہارا لینے کے بجائے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور جلدی
جلدی سیڑھیاں عبور کرنے لگا وہ جیسے جیسے سیڑھیاں چڑھتا جا رہا

تھا اسے ویسے ویسے گولیوں کی آوازیں اپنے نزدیک آتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی

تھرڈ فلور پر ایک جنگ چھڑی ہوئی تھی عینا چاہتی تھی کہ اس کا
کوئی بھی آفیسر کوئی نقصان نہ پہنچے جبکہ سامنے موجود لا تعداد
آدمیوں کی تعداد میں اب کمی آچکی تھی آدھے سے زیادہ افراد کا
انکاؤنٹر کر دیا گیا تھا جبکہ ان کا مین ہیڈ اب وہاں سے غائب تھا عینا
نے ایک نظر اپنے آفیسرز کو دیکھا جو زخمی ہونے کے باوجود بھی
بہت بہادری سے سب کا سامنا کر رہے تھے عینا نے پھر نظریں
گھما کر دوسرے کمرے کی جانب دیکھا جہاں ان لڑکیوں کو بند کیا
گیا تھا اور وہ ادھی اپنا فنگر پرنٹ لگا کر وہ دروازہ کھولنے کی کوشش
کر رہا تھا مگر وہ دروازہ تو اندر سے بند تھا اس لیے اس کی لاک
کوششوں کے بعد وہ دروازہ نہیں کھل پا رہا تھا

عینا تیز تیز قدم لیتی اس آدمی تک پہنچی اور پیچھے گردن سے اس
آدمی کو پکڑ کے اسے گھسیٹ کر دیوار میں دے مارا جس سے وہ
درد سے کراہتا ہوا وہی دیوار کے ساتھ بیٹھتا چلا گیا

دانیال اندر سے دروازہ کھولو جلدی ان لڑکیوں کو ہمیں ابھی اور
اسی وقت یہاں سے نکالنا پڑے گا عینا اپنے کان میں لگی بلوٹو تھ کو
ایکٹو کرتے ہوئے دانش سا بولی تو اگلے ہی پل وہ دروازہ کھل گیا
جبکہ دروازے کے اندر نظر پڑتے ہی عینا کی آنکھیں کھل گئی اس
نے زور سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں وہاں لا تعداد لڑکیاں موجود
تھیں کچھ تو غنودگی کی حالت میں تھی اور کچھ اپنے ہوش میں تھی
مگر ان پر تشدد کیا گیا تھا جیسے بہت مار پیٹ کر بٹھایا گیا ہوں
کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے اندر موجود وہ لڑکیاں اور
آفیسرز باہر سے آنے والی گولیوں کی آوازوں کو نہیں سن سکے

تھے جبکہ دانش کو دو سے تین بار محسوس ہوا تھا جیسے باہر گولیاں
چل رہی ہوں کیونکہ ونڈوکا شیشہ ٹوٹ چکا تھا اور تھوڑی تھوڑی
آواز آرہی تھی مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ گولیاں اسی فلور میں
چل رہی ہیں

آفیسرز جلدی سے ان سب کو لے کر یہاں سے نکلیں عینا اپنے
آفیسرز کو دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں بولی تو وہ آفیسرز جلدی سے
ان لڑکیوں کے درمیان گھیرا بنا گئے عینا اپنی پوری آرمی فورس
کے ساتھ آئی تھی اگر ان کے دشمنوں کی تعداد لا تعداد تھی تو عینا
کے آفیسرز بھی ہزاروں کی تعداد میں تھے اور وہ اتنے کمزور ہر گز
نہیں تھے کہ تھوڑے سے زخمی ہونے پر ہار مان جاتے ان کی
ٹریننگ حورالعین سکندر نے کی تھی اور ایک آرمی آفیسر کبھی
کمزور نہیں ہوتا خاص طور پر وہ آرمی آفیسر جس کی ٹریننگ اس

کے سینئر بہادر آفیسر نے کی ہو یقیناً عینا کے آفیسرز بھی اس کی طرح بہادر اور بے خوف تھے اسی لیے وہ بغیر کسی ڈر کے دشمنوں کا سامنا کر رہے تھے اور ڈٹ کر ان کے سامنے کھڑے تھے جبکہ اب تک آدھے سے زیادہ دشمنوں کا وہ خاتمہ کر چکے تھے

زر خان تھرڈ فلور میں داخل ہوا تو سامنے سے ہی کچھ آفیسرز لڑکیوں کو لے کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہے تھے زر خان کو وہ سب دیکھ کر بھی نظر انداز کر گئے تھے کیونکہ یہ وقت کسی کو دیکھنے کا نہیں تھا یہ وقت ان بچیوں کی حفاظت کا تھا

زر خان نے آگے بڑھ کر پورے فلور میں نظر دہرائی جہاں ہر طرف پولیس آفیسرز تھے اور گولیاں ابھی تک چل رہی تھیں

مقابلہ ابھی تک ہو رہا تھا جبکہ سفید فرش پر تیرتا ہوا خون اور سامنے ہی اسے زخمی حالت میں کچھ آفیسرز کے ساتھ عینا ہی

دکھائی دی عینا کے بازو سے خون نکل کر اس کی شرٹ میں
جذب ہو رہا تھا جبکہ خون کے کچھ قطرے زمین پر گر رہے تھے
مگر اسے شاید اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ مسلسل سامنے
موجود دشمنوں پر نشانہ باندھ کر گولیاں چلا رہی تھی
عینا ایک دم سے پلٹی اور سامنے ہی کھڑے زر خان کو دیکھا پہلے تو
وہ حیران ہوئی مگر اگلے ہی پل اپنی حیرت پر قابو پا کر بے حد غصے
کے عالم میں تیز تیز قدم لیتی زر خان تک آئی
کیا دماغ خراب ہے یہاں پر کیا لینے آئے ہیں عینا زر خان کی
طرف دیکھتے ہوئے غرائی

نکلیں یہاں سے عینا زر خان کا بازو پکڑ کے اسے لفٹ کی جانب
دھکا دیتے ہوئے بولی جب زر خان غصے کے عالم میں مڑا اس سے
پہلے کہ وہ عینا تک پہنچتا عینا نے اسے ایک زوردار دھکا دیا کیونکہ

اگر وہ ایسا نہ کرتی تو اب تک زر خان سامنے سے آنے والی گولی کا
شکار ہو چکا ہوتا وہ گولی زر خان کو تو نہیں لگی تھی مگر وہ گولی عینا
کے کندھے پر ضرور لگی تھی درد کی شدت سے عینا نے سختی سے
اپنے جبرے دبائے تھے

عین۔۔۔۔۔ زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے چیخا اور فوراً اپنے
قدموں کا فاصلہ مٹاتے ہوئے اس تک پہنچا اور جلدی سے اسے
اپنے حصار میں لیا جبکہ عینا کے کندھے سے خون کسی پانی کی
طرح بہنے لگا تھا

یہ دوسری بار تھا جب عینا نے زر خان پر لگنے والی گولی اپنے وجود
پر کھائی تھی یہ دوسری گولی تھی جو زر خان کو کوئی نقصان نہیں
پہنچا سکی تھی کیونکہ اس کے عقیب میں اس کی بیوی کھڑی تھی

آپ کو کیا میری بات سمجھ میں نہیں آرہی جائیں یہاں سے عینا
زرخان کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کے اسے پیچھے کی جانب
دھکا دیتے ہوئے بولی

زرخان کو اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اس کے
سامنے ہی اس کی بیوی اپنے وجود پر دو گولیاں کھا چکی تھی اور اب
اس کی غیر ہوتی حالت زرخان سے دیکھی نہیں جارہی تھی جبکہ
وہ بغیر ہمت ہارے دوبارہ اپنے دشمنوں کی جانب متوجہ ہو چکی
تھی

عینا تم ٹھیک ہو تمہیں گولیاں لگی ہیں دانیال کی نظر جیسے ہی عینا
کے بازو اور کندھے پر پڑی وہ جلدی سے فکر مند ہوتے ہوئے

بولا

پیچھے دیوار کے ساتھ کھڑا آدمی ایک دم سے اٹھا تھا اس نے اپنے پاس پڑا ایک لوہے کا راڈ اٹھایا تھا اور وہ عینا کی طرف بڑھا تھا اس سے پہلے کو عینا تک پہنچ کر وہ راڈ سے اسے نشانہ بناتا زرخان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور وہی راڈ اس کے ہاتھ سے پکڑ کے اس کی کمر میں دے مارا وہ ایک لوہے کا بھاری راڈ تھا جس کے لگنے کی وجہ سے وہ وہیں پر زمین پر گر پڑا اور بری طرح تڑپنے لگا یقیناً اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی جبکہ زرخان کہاں برداشت کر سکتا تھا اپنی بیوی پر آنچ بھی آنا زرخان نے اس آدمی کے پاس پڑی بندوق کو اٹھایا اور آگے بڑھ کر برابر کی گولیاں چلانے لگا وہ صرف ان لوگوں کو مار رہا تھا جو بار بار نشانہ عینا پر باندھ رہے تھے اس سے پہلے کہ ان لوگوں کا نشانہ عینا بنتی وہ اس سے پہلے ہی انہیں ڈھیر کر تاجار ہا تھا

جبکہ عینا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس ڈھیٹ انسان کو یہاں
سے کیسے نکالے

گولیاں چلاتے چلاتے عینا کی گن میں سے گولیاں ختم ہو چکی تھی
عینا نے جلدی سے اپنی گولیاں نکالنی چاہیں مگر اس کی گولیاں
اس کے یونیفارم کی جیب میں سے بھی ختم ہو چکی تھی عینا نے
دنیاں کی طرف دیکھا تو دانیال نے اس کی جانب گولیاں پھینکی تو
عینا نے جلدی سے گولیاں کیچ کر کے اپنی بندوق میں بھرنے لگی
ایک سرسری سی نظر اٹھا کر عینا نے دوسری طرف دیکھا جہاں
دو آدمی ایک ساتھ دانیال کے سر کا نشانہ لیے کھڑے تھے اس
سے پہلے کہ وہ گولی چلاتے عینا نے ایک آدمی کے بازو پر گولی
چلائی جبکہ دوسرے آدمی پر وہ گولی چلاتی اس سے پہلے ہی وہ آدمی
عینا پر گولی چلا چکا تھا عینا جو دانیال کو بچانے کی کوشش کر رہی

تھی اسی چکر میں وہ خود کو بھی نہ دیکھ پائی اور ایک ساتھ دو گولیوں
کا نشانہ بنی ایک گولی اس کے پیٹ پر لگی تھی اور دوسری گولی اس
کی پسلی پر لگی تھی دو گولیاں ایک ساتھ لگنے کی وجہ سے عینا ایک
دم سے زمین بوس ہوئی تھی

عین-----زر خان حلق کے بل چلایا اور عینا کی
طرف بھاگا

عینا-----دانیال نے جلدی سے نیچے بیٹھ کر عینا کو تھاما
تھا جو درد کی شدت سے بے حال ہو چکی تھی کچھ ہی دیر میں وہ چار
گولیاں کھا چکی تھی

عین-----زر خان نے جلدی سے عینا کا چہرہ اپنے ہاتھوں
کے پیالے میں بھرا تھا تکلیف کیا ہوتی ہے زر خان سکندر کو آج
معلوم ہوا تھا کسی کے بچھڑنے کا خوف کیسا ہوتا ہے زر خان سکندر

آج محسوس کر رہا تھا جان سے پیارے شخص کا اپنے سامنے تکلیف
کی آخری حد کو پہنچنا کیسا ہوتا ہے کوئی آج زر خان سکندر سے
پوچھتا جسم سے روح کیسے نکلتی ہے آج کوئی زر خان سکندر سے
پوچھتا زر خان سکندر نے آج اپنے قریب سے موت دیکھی تھی
وہ موت جو اسے اس کی بیوی کی صورت میں دکھائی جا رہی تھی
میم۔۔۔۔۔ عینا کے آفیسر زٹڑپ کر عینا کی طرف بڑھے تھے
کیونکہ باقی آدمیوں کو تو ویسے بھی وہ ہلاک کر چکے تھے اور کچھ
آدمی جو بچے تھے وہ ان کی گرفت میں آچکے تھے
عین آنکھیں کھولو کچھ نہیں ہوگا تمہیں زر خان عینا کے چہرے کو
تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

عینا جو درد کی شدت سے کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کر گئی تھی
اسے اپنے چہرے پر نرمی سی محسوس ہوئی اس نے آنکھیں کھول کر

زرخان کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں نکل کر عینا
کہ چہرے پر گر رہے تھے کیا زرخان سکندر رو رہا تھا ہاں زرخان
سکندر تو رو رہا تھا ایک مضبوط مرد جو شاید زندگی میں کبھی نہیں
رویا ہو گا وہ آج اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھ کر رو رہا تھا اسے
خود نہیں معلوم تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کس روانی میں
نکل رہے ہیں اسے صرف اتنا پتہ تھا کہ اس کے جسم سے اس کی
روح بے دردی سے کھینچی جا رہی تھی

آفیسر جلدی جائیں اس بلڈنگ میں موجود تمام لوگوں کو یہاں
سے نکالیں دانیال اپنے آفیسر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو وہ
جلدی سے آگے بڑھے

کمزور نہیں ہوں میں عینا زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور
پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہمت کرتے ہوئے اٹھ کھڑی

ہوئی اس نے اپنا ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ
سے گن پکڑی تھی وہ اس سے پہلے بھی ایک مشن لڑ چکی تھی جس
میں اسے پانچ گولیاں لگنے کے باوجود اس نے دشمنوں کا ڈٹ کر
مقابلہ کیا تھا وہ اب بھی کر سکتی تھی مگر اسے زر خان کا رونا کمزور
کر گیا تھا وہ کمزور پڑ رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ زر خان مزید
وہاں رکے اس لیے اس نے دانیال کو اشارہ کیا کہ وہ کسی طرح
زر خان کو یہاں سے بھیج دے جب کہ اب اس میں بولنے کی
ہمت بالکل نہیں بچی تھی

اس سے پہلے کہ دانیال زر خان سے کچھ کہتا سامنے سے میٹھیر آتا
ہو اد کھائی دیا وہ ایک سات سالہ بچی کے سر پر گن تانے کھڑا تھا وہ
بچی شاید یہیں رہ گئی تھی جواب اس ظالم کے ہاتھ لگ چکی تھی
جبکہ وہ اب ٹریگر پر بھی انگلی رکھ چکا تھا

میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا ورنہ میں سوچوں گا
نہیں اس کا دماغ اڑا دوں گا وہ اپنے زخمی باز پر ایک نظر ڈال کر
دوسری نظر عینا پر ڈالتے ہوئے بولا اس کی نظروں میں نفرت
تھی جس نفرت سے وہ عینا کو دیکھ رہا تھا یقیناً وہ عینا کو کوئی بھی
نقصان پہنچا سکتا تھا

اس بچی کو چھوڑ دے ورنہ کتے سے بھی بدتر موت دوں گا میں
تجھے زر خان اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے دھاڑا جب کہ اپنے
دونوں ہاتھوں سے وہ عینا کو تھامے کھڑا تھا

تو مجھے کیا کتے کی موت دے گا میں اس سے پہلے ہی اسے مار ڈالوں
گا وہ زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر ٹریگر پر اپنا دباؤ
بڑھایا اس سے پہلے کہ گولی بندوق سے نکل کر اس بچی کے دماغ
کو چیر دیتی دانیال پیچھے سے بھاگتا ہوا اس تک پہنچا اور ایک زوردار

ٹانگ اس کے پیٹ میں دے ماری جس سے اس کی بندوق زمین
پر گر پڑی اور وہ خود بھی زمین پر گر چکا تھا

وہ بچی بے حد ڈری سہمی ہوئی تھی اور رو رہی تھی عینا نے ہمت
جمع کرتے ہوئے جلدی سے قدم آگے بڑھائے اور اس بچی کا
ہاتھ تھا ما اور دوسرا ہاتھ جو اس کے پیٹ پر تھا خون سے بھرا ہاتھ
عینا نے اپنے پیٹ سے ہٹایا اور اس ہاتھ سے زر خان کا ہاتھ پکڑ کر
اس بچی کا ہاتھ زر خان کے ہاتھ میں تھما دیا

ااا اس بچی کو لے جائیں عینا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی تو زر خان نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا اور فوراً عینا کو اپنے
حصار میں لیا اور اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے اس کی آنکھوں
سے کتنے آنسو ٹوٹ کر عینا کے ماتھے پر گرے تھے وہ نہیں جانتا
تھا مگر عینا محسوس کر چکی تھی

اسے لے جج جائیں آپ کو مم میری قسم عینا زر خان کی طرف
دیکھتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی اسے معلوم تھا کہ
زر خان یہاں سے ہر گز نہیں جائے گا اس لیے اس نے زر خان کو
اپنی قسم دے دی جبکہ زر خان کے لیے یہاں سے ایک قدم بھی
اٹھانا بے حد مشکل تھا عینا کہ قسم دینے پر زر خان میں تڑپتے
ہوئے عینا کی طرف دیکھا تھا جس کی آنکھیں درد کی شدت سے
سرخ رنگ پکڑ چکی تھی چہرہ سفید پر رہا تھا اور جسم سے بے تحاشہ
خون بہہ رہا تھا

زر خان کو کوئی بھی حرکت کرتے نہ دیکھ کر عینا نے دانیال کی
طرف امید بھری نظروں سے دیکھا دانیال کچھ نہیں کر سکتا تھا
مگر وہ آگے بڑھا اس نے ایک ہاتھ سے اس بچی کا ہاتھ تھاما اور
دوسرے ہاتھ سے زر خان کا بازو پکڑا اور تیز تیز قدم لیتا وہاں

سے نکلا زرخان کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کے ساتھ چلتا جا رہا
تھا کیونکہ عینا کی قسم اسے توڑ گئی تھی

عینا نے ڈب ڈباتی آنکھوں سے زرخان کی پشت کو دیکھا جو کچھ ہی
لمحوں میں وہاں سے غائب ہو چکا تھا پھر اس نے نظریں اٹھا کر
سامنے دیکھا جہاں وہ آدمی اب دوبارہ اٹھ کر زمین پر پڑی گن کو
اٹھا چکا تھا

اتنی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں میں اگر تم نے
ہمیں ہرایا ہے تو چھوڑو گا میں تمہیں بھی نہیں وہ آدمی عینا کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے اپنی گن اٹھا کر نشانہ اس پر
باندھا

مار دینا اتنی جلدی کیا ہے پہلے سن تو لو اس بلڈنگ میں میں نے
ایک بمب فٹ کیا ہے جو اگلے ایک منٹ میں پھٹ جائے گا اس

بلڈنگ میں جتنے بھی تمہارے آفیسرز موجود ہیں سب جان سے
مارے جائیں گے وہ آدمی کہتے ہوئے آخر میں قہقہہ لگانے لگا
عینا نے بغیر اسے کوئی جواب دیے اپنی دھندلاتی آنکھوں سے
ایک گولی چلائی تھی وہ گولی سیدھا اس آدمی کے سینے پر لگی تھی
گرتے گرتے بھی اس آدمی نے عینا پر تین گولیاں چلائی تھی جو
عینا کے سینے کو چیرتی چلی گئی تھی

عینا ایک دم سے زمین پر گری تھی درد کی شدت اتنی تھی کہ اس
سے سانس بھی نہیں لیا جا رہا تھا اس نے بے اختیار اپنے اندر
سانس کھینچنے کی کوشش کی مگر اس کا جسم اس کا ساتھ چھوڑ چکا تھا
عینا نے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی جب کہ اس کی پلکیں
اٹھنے سے انکاری ہو چکی تھی اپنی بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اس
نے اپنے ذہن میں ابھرتے جس آخری چہرے کو دیکھا تھا وہ اس

کی ماں کے بعد زر خان کا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئی اسے اپنے ارد گرد اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا اور پھر اس کی زندگی گہرے اندھیرے میں ڈوبتی چلی گئی

زر خان کے دماغ میں ایک دم کچھ کلک ہوا زر خان نے جلدی سے گردن موڑ کر دانیال کی طرف دیکھا جو جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوئے انہیں سیڑھیوں کی طرف سے باہر لے جا رہا تھا زر خان نے اپنا بازو دانیال کے ہاتھ سے چھڑوایا اب دانیال انہیں لے کر بلڈنگ کے مین گیٹ پر آچکا تھا

زر خان کا ارادہ اس بچی کو جلدی سے باہر کھڑے آفیسرز کے حوالے کرنے کے بعد واپس عینا کے پاس جانے کا تھا وہ جلدی سے اس بچی کا ہاتھ تھامتا ہوا وہاں سے نکلا اور وہ بچی کچھ فاصلے پر کھڑے آفیسرز کے حوالے کی اور اپنے قدم واپسی کے لیے

بڑھائے جب ایک دم سے بلڈنگ میں ایک دھماکہ ہوا اس
دھماکے سے دانیال جو اندر کی جانب بڑھ رہا تھا وہ اڑتا ہوا باہر آگرا
جبکہ زر خان جو بلڈنگ کے قریب ہی تھا دھماکہ ہونے کی وجہ
سے وہ اتنی دور گرا تھا کہ سائیڈ پر پڑے پتھروں پر اس کا سر ٹکرایا
تھا اور اس کے سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ اپنی بند ہوتی
آنکھوں سے آگ میں جھلستی ہوئی بلڈنگ کو دیکھ رہا تھا اور پھر
ایک دم سے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا

جی تو ناظرین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس بلڈنگ میں موجود تمام
لڑکیوں کو اور قیدیوں کو آزاد کروالیا گیا ہے انہیں نے باحفاظت

اس بلڈنگ سے نکال لیا گیا ہے مگر ایک افسوسناک خبر سے آپ کو آگاہ کرتے ہیں کہ اس مشن کے دوران 20 سے زائد آفیسرز زخمی ہوئے ہیں مگر وہ خطرے سے باہر ہیں جبکہ سینئر آفیسر دانیال حیدر بھی بری طرح زخمی ہوئے ہیں اس وقت ان کی حالت نقشبیش ناک بتائی جا رہی ہے مگر ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا نیوز چینل پر اینکر جیسے جیسے بتا رہی تھی ویسے ویسے ایل ای ڈی کے سامنے بیٹھے حویلی کے تمام افرادوں کے چہرے کے رنگ اڑ رہے تھے جبکہ دانیال کی خبر ملتے ہی صائمہ بیگم نے جلدی سے اپنا دل تھاما تھا

اور آپ کو ایک اور خبر سے آگاہ کرتے جاتے ہیں کہ کچھ دیر پہلے ہی خبر ملی ہے کہ اس بلڈنگ میں ایک بلاسٹ ہوا ہے اس دھماکے سے وہ ساری بلڈنگ آگ میں بری طرح جھلس رہی

ہے جبکہ ایک افسوس ناک خبر یہ ہے کہ بہت افسوس سے آپ کو
بتانا پڑ رہا ہے کہ ہماری سینئر آفیسر ایجنٹ 108 کو سات گولیوں
کا نشانہ بنایا گیا ہے اور بد قسمتی سے وہ بلاسٹ کے دوران اسی
بلڈنگ میں موجود تھی ابھی تک ان کی خیر خبر نہیں مل سکی مگر
آخری دفعہ انہیں اسی بلڈنگ میں دیکھا گیا ہے اور بلڈنگ سے
باہر اور حور العین سکندر کو نہیں دیکھا گیا آگ بجھانے کی پوری
کوشش کی جا رہی ہے مگر آگ بجھنے کا نام نہیں لے رہی
یا اللہ بڑی اماں فوراً اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہی ڈھیر ہوئی
تھیں جبکہ اس خبر سنتے ہی شرازی سکندر فوراً زمین بوس ہوئے
تھے دوسری جانب سائمنہ بیگم بھی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی
تھی

آپی۔۔۔۔۔ دانیروچی آواز سے چیخی تھی اور زار و قطار اونچی
اونچی آواز میں روتی ہوئی وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی جبکہ اسے
سنجھانے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ باقی سب کی بھی یہی حالت تھی
لاٹبہ بھی اسی کے انداز میں زار و قطار رو رہی تھی جبکہ حارث
بڑی اماں کو بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی کی طرف بھاگتا تھا اور ارحم
صہزیب سکندر کے ساتھ شیرازی سکندر کو لے کر باہر کی
طرف بڑھتا تھا اور حیدر صاحب نے سائمنہ بیگم کو اپنے بازوؤں میں
اٹھا کر باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے

حور میری بچی۔۔۔!! بڑی اماں کہ منہ سے یہ بے آواز لفظ برآمد
ہوئے تھے اور وہ وہیں پر صوفے پر ڈھیر سی گئی تھی ان کی
آنکھوں سے آنسوؤں روانی سے نکل رہے تھے جو تھمنے کا نام نہیں

لے رہے تھے جبکہ زینت بیگم بے تحاشہ روتے ہوئے کبھی فار یہ
کو سنبھال رہی تھی کبھی لائے کو اور کبھی دانیہ کو

ایسا نہیں ہو سکتا آپہ ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتی انہوں نے بولا تھا
یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں آپہ سے بولیں پلینز واپس آ جائیں
آپہ آپ کو خدا کا واسطہ ہے واپس آ جائیں دانیہ دھاڑے مار مار کر
روتے ہوئے عینا کو اونچی اونچی آواز میں پکار رہی تھی

اماں بھابھی کو بولیں کے واپس آ جائیں وہ ایسے کیسے جاسکتی ہیں
انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں دیکھا انہیں تو کسی سے محبت بھی
نہیں ملی اماں ہمارے پاس بھی تو ماں باپ تھے نا ہمیں تو سب کچھ
ملا اور انہیں کچھ نہیں ملا انہیں بولیں نا وہ واپس آ جائیں ہم سب
انہیں بہت محبت دیں گے اماں انہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے

دیں گے فاریہ زار و قطار روتے ہوئے زینت بیگم سے التجا کر رہی تھی

میں کہاں سے لاؤں میری بچی زینت بیگم روتی بلکتی فاریہ کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولی وہ بھی زار و قطار رو رہی تھی آخر انہوں نے بھی اسے اپنی بیٹی مانا تھا جیسے ان کے لیے فاریہ اور لائبہ تھی ویسے ہی ان کے لیے حور بھی تھی وہ کس کرب سے یہ بات بول رہی تھی یہ صرف وہ ہی جانتی تھی جہاں کل تک حویلی میں خوشیوں کے آشیانے بج رہے وہیں اب ماتم بچھ چکا تھا حویلی والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی

اس وقت ارجم حارث اور حیدر صاحب ہاسپٹل کے کوریڈور میں موجود تھے حیدر صاحب وہاں پر نڈھال سے بیٹھے ہوئے تھے

جبکہ ارحم انہیں تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا ایک تو بیٹے کی
حالت حالت نے انہیں نڈھال سا کر دیا تھا اور دوسرا دکھ جوا انہیں
عینا کی طرف سے ملا تھا وہ وہ انہیں صحیح سے سانس بھی نہیں لینے
دے رہا تھا جبکہ حارث اور ارحم کے چہرے پر دکھ صاف دکھائی
دے رہا تھا

بڑی اماں کابی پی شوٹ ہوا تھا اور اس وقت وہ ہاسپٹل میں
ایڈمٹ ہو چکی تھی ان کابی پی نارمل نہیں ہو رہا تھا اس لیے انہیں
ہاسپٹل رکھا گیا تھا سائمن بیگم سٹریس کی وجہ سے بیہوش ہوئی
تھی مگر ابھی تک انہیں ہوش نہیں آیا تھا اور شیرازی سکندر کو
میجر اٹیک ہوا تھا اور وہ اس وقت آئی سی یو میں ان کا آپریشن چل
رہا تھا

کون جانتا تھا کہ حویلی والوں پر یہ قیامت ٹوٹے گی جہاں اپنے ہی
اپنوں کو نہیں سنبھال پارہے ہوں گے

کچھ دیر گزرنے کے بعد آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر زباہر نکلے
تو ارحم جلدی سے آگے بڑھا

آپ شیرازی سکندر کے کیا لگتے ہیں ڈاکٹر ارحم کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا

میں ان کا بھتیجا ہوں آپ بیٹا سمجھ لیں ارحم نے اپنا تعارف کروایا
دیکھیں شیرازی سکندر کو میجر اٹیک ہوا ہے جس کی وجہ سے ان
کے دل کے ساری رانیاں بند ہو چکی تھیں اگر آپ ذرا سی دیر کر
دیتے ہیں تو ہمیں مجبوراً بائی پاس کرنا پڑتا لیکن اب وہ ٹھیک ہے
مگر وہ کچھ عرصہ چل نہیں پائیں گے اور نہ ہی زیادہ بول پائیں گے

آپ نے ان کا خیال رکھنا ہے اور بہت زیادہ احتیاط کرنی ہے وہ
ڈاکٹر ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

جبکہ ڈاکٹر کی بات سن کر ارحم کو لگا جیسے ساتوں آسمان اس کے
سر پر آگرے ہو کیونکہ ڈاکٹر بول رہا تھا نہ وہ چل پائیں گے اور نہ
ہی بول پائیں گے یعنی بیٹی کے غم نے ایک بہادر آرمی آفیسر کو
آسمان سے لا کر زمین پر پٹک دیا تھا ارحم ہمیشہ سوچا کرتا تھا کہ
شیرازی سکندر تو بہت جوان اور بہادر آفیسر ہیں انہیں تو زندگی
میں کبھی کچھ نہیں ہو گا مگر آج اس کی ساری سوچوں پر پانی پھرا
تھا کیونکہ شیرازی سکندر نے انہیں بہت بڑا شک دیا تھا

ڈاکٹر کی بات سن کر حیدر صاحب جو پہلے ہی نڈھال ہوئے پڑے
تھے وہ وہیں بیٹھ کر ڈھیر ہو گئے جبکہ حارث اور ارحم بھی بے حد
پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

یا خدا یہ سب کیا ہو رہا ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہم کس بات کا غم
منائیں اور کس بات کا نامنائیں ار حم صبر کا کروا گھونٹ بھرتے
ہوئے بولا

حویلی میں ہر طرف سکوت کا سماں تھا حویلی بالکل سنسان دکھائی
دے رہے تھے کیونکہ کوئی بھی اپنے کمروں سے باہر ہی نہیں نکلا
تھا آج دوسرا دن تھا اور حویلی کے کسی بھی فرد نے کھانا تک نہیں
کھایا تھا ان پر تو پانی کا ایک گھونٹ بھی حرام ہو چکا تھا
بڑی اماں اور سائیم بیگم کو حویلی واپس لایا جا چکا تھا مگر بڑی اماں کی
طبیعت ابھی بھی ٹھیک نہیں تھی جبکہ سائیم بیگم بالکل خاموش

تھی وہ ایک بار بھی ہاسپٹل میں دانیال سے نہیں ملنے گئی تھی وہ
کس غم میں نے ڈھال ہوئی پڑی تھی یہ سب ہی جانتے تھے
کیونکہ باقی سب بھی اسی غم میں ڈوبے ہوئے تھے اور مزید
پریشان کرنے والی خبر زرخان اور دانیال کی تھی کیونکہ آج دو
دن ہو چکے تھے اور زرخان نے ہوش نہیں کیا تھا سر میں لگنے والی
چوٹ کی وجہ سے وہ دن دو دن سے بیہوش تھا جبکہ دانیال اب
خطرہ سے باہر تھا اور بالکل ٹھیک تھا اسے ہوش آچکا تھا اور ڈاکٹرز
نے اگلے دن ڈسچارج کر دینا تھا مگر دانیال سے ابھی تک یہ خبر
چھپائی گئی تھی کہ اس بلاسٹ میں عیناماری گئی ہے یہاں تک کہ
اس بلڈنگ سے اس کی لاش تک برآمد نہیں ہوئی
دانیال حویلی میں داخل ہوا تو ہر طرف خاموشی کا راج تھا طوفان
کے آنے کے بعد والی خاموشی کا۔

دانیال آگے بڑھا اور ہر طرف نظریں گھمانے لگا کیونکہ جب سے وہ ہوش میں آیا تھا وہ ڈاکٹر سے صرف ایک ہی سوال کر رہا تھا کہ یہاں اس کے ساتھ اس کی سینئر آفیسر کو بھی لایا گیا ہے یا نہیں جبکہ ڈاکٹر نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا دانیال کو دانش نے حویلی ڈراپ کیا تھا مگر ہزار بار پوچھنے کے باوجود بھی دانش نے کوئی جواب نہیں دیا تھا اس کے پاس کوئی جواب تھا ہی نہیں وہ چاہتا تو اپنا دل چیر کر اس کے آگے رکھ دیتا اور بتاتا کہ عینا کے غم میں وہ اندر ہی اندر سے کتنا مر رہا ہے مگر دانیال کی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ چپ رہا جب کہ دانیال کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی دانیال لاؤنج میں داخل ہوا وہ سامنے اسے سائمن بیگم بیٹھی ہوئی دکھائی دی جن کے قریب ہی بیٹھی فاریہ انہیں کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ایک نوالہ تک نہیں کھا رہی تھی بلکہ بار

بار اس کا ہاتھ پیچھے جھٹک رہی تھی جبکہ فاریہ آنکھوں میں آنسو
لیے بار بار انہیں کچھ نہ کچھ کھلانے کی کوشش کر رہی تھی

مام۔۔۔ دانیال سائمہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو دانیال کی
آواز سنتے ہی سائمہ بیگم فوراً صوفے سے اٹھیں

دانیال۔۔۔۔۔ سائمہ بیگم دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور
اس کے گلے لگ کر زار و قطار رونے لگی وہ جو دو دن سے چپ تھی
ان کے دل کا غبار آج نکل رہا تھا جبکہ انہیں روتے دیکھ کر دانیال
پریشان ہو گیا

مام آپ رو کیوں رہی ہیں کیا ہوا ہے عینا کہاں ہے دانیال کے دل
میں ایک دم سے ایک ڈر آ بیٹھا

مام بتائیں عینا کہاں ہے سائمہ بیگم کو خاموش دیکھ کر دانیال پھر
سے بولا

وہ نہیں آئی دانیال اس نے بولا تھا کہ وہ کبھی ہمیں نہیں چھوڑے
گی مگر وہ واپس نہیں آئی دانیال سائٹہ بیگم دانیال کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی تو دانیال نے بے یقینی سے سائٹہ بیگم کی طرف
دیکھا جیسے وہ ان کے منہ سے نکلے گئے الفاظوں کو سمجھنے کی
کوشش کر رہا ہو یا اسے سمجھ تو آ گیا ہو مگر وہ یقین ناکرنا چاہ رہا ہو
یہ آپ کیا بول رہی ہیں مام ایسا نہیں ہو سکتا دانیال کی آنکھوں
کے سامنے وہ منظر لہرایا تھا جب عینا کو گولیاں لگی تھی اور اسے
وہیں چھوڑ کر وہ زر خان اور اس بیچی کے ساتھ بلڈنگ کے باہر آیا
تھا مگر بلاسٹ ہونے کے بعد کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں تھا اور اب
اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اپنے دھڑکنوں کا شمار کرنا
اس کے لیے بے حد مشکل تھا جبکہ اس کا دماغ یہ بات ماننے کو
قبول ہی نہیں تھا کہ عینا اسی بلاسٹ میں ماری گئی ہے

ایسا ہی ہے وہ جاچکی ہے سب کو چھوڑ کر صاحب لاؤنج میں داخل
ہوتے ہوئے بولے ان کی آواز میں نمی تھی

نہیں ڈیڈ ایسا نہیں ہو سکتا وہ وہ کیسے جاسکتی ہے ہم سب کو چھوڑ کر
اس نے بولا تھا وہ کسی کو چھوڑ کر نہیں جائے گی آپ سب کو ضرور
کوئی غلط فہمی ہوئی ہے وہ وہ ٹھیک ہے میں ابھی جاؤں گا تو اسے
لے آؤں گا دانیال حیدر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور
وہاں سے مڑ کر باہر کی جانب جانے لگا جب حیدر صاحب نے اس
کا ہاتھ پکڑ لیا کیونکہ اس کا جسم آگے ہی پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا کیونکہ
اسے اس بلاسٹ میں بہت سی چوٹیں آئی تھیں اور وہ بہت مشکل
سے چل پار ہا تھا

وہ کبھی واپس نہیں آئے گی وہ جاچکی ہے حیدر صاحب دانیال کی
طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولے جب دانیال کو اپنے اندر

کچھ ٹوٹا ہوا محسوس ہوا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو الفاظ اس کے
ماں باپ بول رہے ہیں وہ سچ ہیں

ڈیڈ میری بات سنیں ایسا نہیں ہے وہ ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے وہ
وہ کیسے جاسکتی ہے اسے کچھ نہیں ہو سکتا دانیال اپنے ڈوبتے ہوئے
دل کے ساتھ پھر سے بولا

ہوش کرو دانیال حیدر حور العین اب اس دنیا میں نہیں رہی وہ جا
چکی ہے سب کو چھوڑ کر یقین کر لو اس بات کا حیدر صاحب نے
اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا

نن نہیں اایسا نن نہیں ہو دانیال ایک دم سے گھٹنوں کے بل
فرش پر گرا تھا جب حیدر صاحب نے تڑپ کر دانیال کو تھامنا چاہا
ایسا کیسے ہو سکتا ہے اس نے بولا تھا وہ کبھی نہیں جائے گی پھر وہ
کیسے جاسکتی ہے دانیال کی آنکھوں سے آنسوؤں روانی سے نکلے

تھے جب کہ وہاں کھڑی فاریہ اور سائیمہ بیگم سے صبر کرنا ممکن
تھا وہ صبر کا باندھ جو فاریہ کب سے خود پر بندھے بیٹھی تھی وہ
ٹوٹ چکا تھا اب وہ وہیں پر بیٹھ کے زار و قطار رو رہی تھی
عینا تم نہیں جاسکتی تم ایسا نہیں کر سکتی عینا واپس آ جاؤ دانیال
روتے ہوئے چلایا تھا

دانیال۔۔۔ حیدر صاحب نے دانیال کو تھا منا چاہا مگر وہ کہاں ان
سے سنبھالا جا رہا تھا

عینا کو واپس لے آئیں ڈیڈ آپ کو معلوم ہے ناکہ اس سے بہتر
دوست میرے لیے کوئی نہیں اس دنیا میں خدا را اسے واپس لے
آئیں دانیال بلک بلک کر روتے ہوئے حیدر صاحب سے کچھ
مانگ رہا تھا جو اسے لا کر دینا حیدر صاحب کے بس سے باہر تھا

ہم اسے نہیں لاسکتے دانیال صبر کرو خدا کو یہی منظور تھا حیدر
صاحب روتے ہوئے دانیال کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولے
جبکہ دانیال کا سنبھل پانا ناممکن تھا اس نے اپنی دوست کو کھویا تھا
اپنی بچپن کے ساتھی کو وہ سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر عینا کا
جاننا نہیں اس کا دل یہ بات نہیں مان رہا تھا کہ عینا اسے چھوڑ کر جا
چکی ہے

زرخان کو ہوش آیا تو اس نے خود کو کسی انجان جگہ پر لیٹے پایا
آہستہ آہستہ اس کا ذہن بیدار ہونے لگا وہ جو چھت کو گھور رہا تھا
جیسے ہی اس کے ذہن میں عینا کا چہرہ آیا وہ جھٹکے سے بیڈ سے اٹھا

اس نے دائیں جانب دیکھا جہاں اس کے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی
تھی سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اس نے کھینچ کر ڈرپ اتار کے دور
پھینکی اور فوراً بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا

لالا یہ کیا کر رہے ہیں آپ ار حم جو اسی وقت اس کمرے میں
داخل ہوا تھا زر خان کو اٹھتا دیکھ کر جلدی سے اس کے قریب گیا
کچھ نہیں کر رہا میں گاڑی کی چابی دو مجھے زر خان ار حم کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا

لالا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ بیٹھ جائیں یہاں پر ہم
ابھی کچھ دیر میں گھر جائیں گے ار حم نے بہت نرمی سے زر خان کو
سمجھانا چاہا

مجھے یہاں پر ایک منٹ بھی نہیں رکنا ار حم گاڑی کی چابی دو مجھے
یہاں سے جانا ہے زر خان ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے سختی سے
بولا

ٹھیک ہے لالا اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو چلیں مگر گاڑی میں ڈرائیو
کروں گا کیونکہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں آپ گاڑی نہیں
ڈرائیو کر سکتے ار حم ہار مانتے ہوئے بولا تو زر خان نے بغیر کوئی
جواب دیے قدم باہر کے جانب بڑھائے کیونکہ اس وقت اس کا
دل صرف عینا کو دیکھنے کے لیے بے چین تھا اسے صرف عینا کو
دیکھنا تھا اور اسے کسی چیز سے غرض نہیں تھا

کچھ ہی دیر میں گاڑی اسی بلڈنگ کے سامنے رکی تھی جہاں دو
دن پہلے بلاسٹ ہوا تھا ار حم یہاں آنا تو نہیں چاہتا تھا مگر زر خان
کی دھمکی کی وجہ سے اسے یہاں آنا پڑا زر خان نے بولا تھا کہ اگر

وہ نہیں جانا چاہتا تو زر خان اکیلا بھی وہاں جاسکتا ہے جبکہ ار حم اس کی حالت دیکھتے ہوئے اسے اکیلا ہر گز نہیں جانے دینا چاہتا تھا اس نے مجبوراً اسے زر خان کی بات ماننی پڑی

گاری رکتے ہی زر خان تیزی سے گاڑی سے نکلا اور تیز تیز قدم لیتا ہوا بلڈنگ میں داخل ہوا

بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی زر خان نے سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھائے جبکہ ہر چیز وہاں پر تھس تھس نہس نہس ہو چکی تھی دو سیڑھیوں کے پاس تیسری سیڑھی ٹوٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جگہ جگہ سے دیواریں بھی ٹوٹ چکی تھیں وہاں پر کوئی چیز بھی پہلے کی طرح سلامت نہیں تھی زر خان کا دل کسی گھوڑے کی رفتار میں دوڑ رہا تھا

پتہ نہیں کیوں وہ یہاں آگیا تھا اسے خود معلوم نہیں تھا اگر اسے
کچھ معلوم تھا تو صرف یہ کہ آخری بار اس نے عینا کو یہیں پر دیکھا
تھا اور ابھی بھی وہ عینا کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا جبکہ اس کے
اس طرح کا پاگل پن پر رحم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ زر خان
سے کیا بولے کیونکہ جس جگہ وہ عینا کو ڈھونڈنے آیا تھا وہ جگہ تو
پچھلے تین دن سے ویران پڑی تھی جبکہ پولیس کی انکوائری سے
صاف صاف ظاہر ہو چکا تھا کہ بلاسٹ ہونے کی وجہ سے لاشیں
نہیں مل سکیں کیونکہ لاشیں سلامت رہی ہی نہیں تھی
زر خان تیزی سے سڑھیاں عبور کرتا ہوا تھرڈ فلور پر پہنچا مگر آگئے
اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دیا وہاں پر سب کچھ تہس نہس تھا
دیواریں ٹوٹی ہوئی تھیں کھڑکیاں ٹوٹ کر گری ہوئی تھی سب
کچھ جل کر رکھ ہو چکا تھا اور وہاں پر عینا کا نام و نشان تک نہیں تھا

عین۔۔۔۔۔ زر خان عینا کو پکارتا ہوا پانگلوں کی طرح ایک ایک جگہ
اسے تلاش کرنے لگا مگر اسے عینا کہیں بھی دکھائی نہیں دی ار حم
جو زر خان کے پیچھے ہی آیا تھا وہ کچھ فاصلے پر کھڑا کرب سے
زر خان کو دیکھ رہا تھا جو عینا کو اس طرح تلاش کر رہا تھا جیسے وہ
یہیں پر موجود ہو

لالا حور یہاں نہیں ہے ار حم زر خان کے قریب جاتے ہوئے
بولا

اگر وہ یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں پر ہے وہ یہیں پر تھی آخری بار
میں نے اسے یہیں پر دیکھا تھا زر خان کھڑکی کے قریب کھڑے
ہوتے ہوئے بولا جہاں اس نے عینا کو آخری بار دیکھا تھا

لالا وہ یہاں پر نہیں ہے دھیان سے دیکھیں یہ ساری جگہ تھس
نہس ہو چکی ہے وہ یہاں پر کیسے ہو سکتی ہے ار حم زر خان کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا

ٹھیک ہے اگر وہ یہاں نہیں ہے تو پھر گھر ہو گی لیکن اسے گولیاں
لگی تھیں وہ ضرور ہاسپٹل ہو گی زر خان ار حم کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا جبکہ ار حم کو بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ زر خان کو
کیا بتائے

جی لالا وہ گھر پر ہی ہے اب چلیں یہاں سے ار حم کو یہ جھوٹ بولنا
پڑا کیونکہ اس میں بالکل ہمت نہیں تھی زر خان کو بتانے کی کہ
عیناب مرچکی ہے اور وہ کبھی واپس نہیں آئے گی

ار حم کی بات سن کر زر خان تیز تیز قدم لیتا بلڈنگ سے نکل گیا
اور گاڑی میں بیٹھ کر خود ڈرائیونگ کرنے لگا اسے اس وقت

صرف عینا چاہیے تھی کسی بھی حال میں اس کی دل کی بے چینی
بڑھتی جا رہی تھی اس کے دل کا حال کیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا
جبکہ ارجم نے زر خان کو نہیں روکا تھا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اس
کے لالانے کسی صورت نہیں رکنا

تیز رفتار میں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے زر خان حویلی پہنچا تھا
جلدی سے گاڑی سے نکل کر زر خان نے قدم حویلی کے اندر کی
جانب بڑھائے تھے

زر خان لاؤنج میں داخل ہوا تو آگے اسے دانیال گھٹنوں کے بل
زمین پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا جب کہ حیدر صاحب اسے گلے لگا کر
چپ کروانے کی کوشش کر رہے تھے اور باقی سب وہیں پر
کھڑے آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہے تھے

یہ سب کیا ہو رہا ہے زر خان لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولا
زر خان کی آواز سن کر سب نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر زر خان
کی طرف دیکھا تھا جو نظروں میں سوال لیے سب کی طرف دیکھ
رہا تھا

زر خان آگئے تم ادھر آؤ یہاں بیٹھو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں
اماں جان زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
نہیں اماں جان میں ٹھیک ہوں مجھے عین ملنا ہے کہاں پر ہے وہ
زر خان اماں جان کی طرف دیکھتا ہوا بولا جبکہ زر خان کی بات سن
کر اماں جان نے فوراً اپنی نظریں پھیری تھی
آپ میں سے کوئی کچھ بول کیوں نہیں رہا کہاں پر ہے وہ مجھے ملنا
ہے اس سے زر خان نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے ایک بار پھر
اپنی بات دہرائی کیونکہ سب بالکل خاموش تھے

مرچکی ہے وہ دانیال اپنا سر اٹھا کر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا جب کہ دانیال کے بولتے ہی ہر طرف سکوت چھا گیا تھا
کیا کہا تم نے زر خان دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جیسے اس
کے پہلے بولے گئے الفاظ اس کی سمجھ میں نہ آئے ہوں
میں نے بولا مرچکی ہے وہ تم نے مارا ہے اسے دانیال شعلہ برساتی
آنکھوں سے زر خان کے روبرو کھڑے ہوتے ہوئے بولا
کیا بکواس کر رہے ہو یہ وہ نہیں مر سکتی تم اس کے بارے میں
ایسے الفاظ کس طرح بول سکتے ہو زر خان دانیال کی طرف دیکھتے
ہوئے دھاڑا

جس طرح تم نے اسے مارا ہے اسی طرح میں یہ بول رہا ہوں اگر
تم وہاں پر نا آتے تو عینا آج ہمارے درمیان موجود ہوتی تم وہاں پر
آئے تمہیں دیکھ کر وہ کمزور پڑی تم نے مارا ہماری عینا کو تم گناہگار

ہو زر خان سکندر دانیال زر خان کا گریبان پکڑتے ہوئے اونچی
آواز میں دھاڑا تھا

کیا کر رہے ہو تم دونوں یہ سب چھوڑو اسے دانیال صہزیب
سکندر آگے بڑھ کر دانیال کے ہاتھوں سے زر خان کا گریبان
چھڑواتے ہوئے سختی سے بولے جبکہ زر خان کے چہرے پر اتنی
بے یقینی تھی کہ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ دانیال کے بولے
گئے الفاظ سچ ہیں

بابا یہ کیا بول رہا ہے میری عین کہاں ہے زر خان صہزیب
سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

یہاں پر نہیں ہے وہ بلاسٹ میں ماری گئی ہے وہ اب وہ کبھی واپس
نہیں آئے گی صہزیب سکندر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے

بے دردی سے بولے کیونکہ پہلے ہی وہ ایک بیٹی کھو چکے تھے اب
بیٹی کی یہ حالت دیکھنا ان کے لیے ناقابل قبول تھا

اماں جان بابا کیا بول رہے ہیں کہاں پر ہے وہ آپ لوگ مجھے مت
تنگ کریں مجھے بتادیں وہ کہاں پر ہے زر خان چلتا ہوا اماں جان
کے قریب آیا اور ان کے دونوں ہاتھ تھام کر التجا یا لہجے میں التجا
کرنے لگا

بیٹا سچ کہہ رہے ہیں تمہارے بابا وہ چلی گئی ہے وہ کبھی واپس نہیں
آئے گی اماں جان آنسوؤں کی روانی کے درمیان زر خان کی
طرف دیکھتی ہوں بولی

آپ سب یہ کیا بول رہے ہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ کیسے جاسکتی
ہے زر خان ایک جھٹکے سے اماں جان کے دونوں ہاتھ چھوڑتے

ہوئے بولا

وہ نہیں جاسکتی وہ زندہ ہے دیکھیں آپ سب دیکھیں میری
سانسیں چل رہی ہیں میرا دل بند نہیں ہوا پھر وہ کیسے مر سکتی ہے
اگر وہ مر چکی ہوتی تو میں سانسیں بھی نہ لے رہا ہوتا کیونکہ میری
سانسوں کی روانی وہ ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا
سکتی اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں
جائے گی وہ وعدہ خلافی نہیں کرتی مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی وہ وہ
نہیں مر سکتی زر خان یوں بولتا ہوا کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا وہ
دیوانہ جو اپنی ہی محبت کے مرنے کا یقین نہیں کر رہا تھا
میرا بچہ صبر کرو قسمت کو یہی منظور تھا اماں جان زر خان کا ہاتھ
پکڑتے ہوئے روتے ہوئے بولی

قسمت کون سی قسمت یہ تو وہی قسمت ہے نا جس نے میرے
نصیب میں عین کو لکھا تھا پھر وہ کیسے مجھ سے دور جاسکتی ہے میری

قسمت ایسی نہیں ہو سکتی وہ نہیں مر سکتی وہ نہیں مر سکتی زر خان
بار بار ایک ہی بات دہرا رہا تھا اس کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ
کہیں سے بھی وہ والا زر خان معلوم نہیں ہو رہا تھا جو ایک بہادر
مرد تھا وہ آج ہر طرف سے ہارا ہوا مرد دکھائی دے رہا تھا
ڈیڈ۔۔۔۔ زر خان دیوانہ وار عینا کو پکار رہا تھا جب اسے اپنے
قریب سے بیلا کی آواز سنائی دی تو زر خان نے جھٹکے سے مڑ کر بیلا
کی طرف دیکھا

ڈیڈ مام کہاں ہے بیلا روتے ہوئے زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی وہ کافی دیر سے یوں ہی رو رہی تھی شاید وہ اپنے آس پاس
ہونے والی باتوں کو سمجھ رہی تھی لیکن وہ صرف عینا کو ڈھونڈ رہی
تھی جو اسے دو دن سے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی

آنی کہہ رہی ہیں مام چلی گئی ہیں ڈیڈ موم کو لے کر آئیں بیلا
ہچکیوں سے روتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ بیلا کی بات سن کر
زر خان ایک دم سے گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا جیسے اس کے
کندھوں پر برسوں کا بوجھ ڈال دیا ہو

ڈیڈ مجھے مام کے پاس لے کر جائیں مجھے مام کے پاس جانا ہے بیلا
زر خان کے قریب آتے اس کے گلے لگ کر بری طرح روتے
ہوئے بولی جبکہ وہاں موجود باقی سب کو رونے کے لیے دیوار کا
سہارا تک نہیں مل رہا تھا

ڈیڈ مجھے مام کے پاس لے کر چلیں بیلا اپنا چہرہ اس کی گردن سے
نکال کر اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جب زرخان
نے دھندلاتی ہوئی آنکھوں سے پہلے بیلا کا چہرے کی طرف دیکھا

جوزار و قطار رونے کی وجہ سے بری طرح سوچ چکا تھا جبکہ بیلا
کے ہاتھ میں عینا کی ایک تصویر تھی

زر خان نے بیلا کے ہاتھ سے آہستہ سے عینا کی تصویر پکڑی اس
تصویر میں عینا نے بلیک پاؤں تک آتی فراک پہنی ہوئی تھی بال
پشت پر کھلے چھوڑے ہوئے تھے اور بالکل ہلکا سا میک اپ میں
بے حد حسین لگ رہی تھی اس نے بیلا کو اٹھایا ہوا تھا اور اس
تصویر میں بیلا صرف دو سال کی تھی اور یہ تصویر بیلا کے برتھ
ڈے کی تھی

زر خان نے کپکپاتی ہاتھ کی انگلیاں عینا کی تصویر پر آہستہ سے
پھیری اور پھر زر خان کے صبر کا باندھ ٹوٹا تھا زر خان کی آنکھوں
سے ایک آنسو گرا دوسرا تیسرا پھر چوتھا اور پھر وہ عینا کی تصویر کو
اپنے سینے سے لگا کر سر نیچے جھکا کر بے تحاشہ رونے لگا

زر خان کی دھاڑوں سے حویلی کی ایک ایک دیوار کانپ اٹھی تھی
لالا ارحم نے تڑپ کر زر خان کو تھاما تھا جو اس کے ہاتھوں سے
نکلتا جا رہا تھا کون سنبھال سکتا تھا اتنے مضبوط مرد کو جو آج بری
طرح ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو چکا تھا پورا لاؤنج حویلی کے مکینوں
کی سسکیوں سے گونج رہا تھا جبکہ صہزیب سکندر اور ارحم
جنہوں نے حویلی والوں کو سنبھالنے کے لیے خود پر صبر کے
گہرے پہرے لگائے ہوئے تھے زر خان کے اس طرح رونے پر
ان کے وہ پہرے بھی ٹوٹ چکے تھے ارحم کی آنکھوں سے
آنسو بہہ کر زر خان کے کندھے پر گر رہے تھے جبکہ
صہزیب سکندر روتے ہوئے اپنا سر جھکا گئے تھے وہ کیا کر سکتے
تھے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے وہ جا چکی تھی اور اسے لانا کسی کے
بس کی بات نہیں تھی وہ گزرے گئے وقت کے لیے بہت پچھتا

رہے تھے کاش وہ عینا کو سنبھال کر رکھ لیتے کاش وہ اسے ایک انچ
نہ آنے دیتے کاش اس معصوم کی وہ جان بچا سکتے

عینا کہتی تھی کہ اس کا وجود بے مول ہے جو کسی کے لیے کوئی
معنی نہیں رکھتا مگر حورالعین سکندر ایک ایسی شخصیت تھی جس کا
وجود سب کے جینے کی وجہ تھی آج جب وہ چلی گئی تھی تو وہ سب
کی زندگیوں کو ویران کر گئی تھی وہ سب کچھ اپنے ساتھ لے کر جا
چکی تھی کون کہتا تھا کہ حورالعین سکندر کا وجود ایک اکیلی زندگی کا
حامل ہے وہ اکیلا وجود بہت سی زندگیوں سے جڑا تھا بہت سی
زندگی اس کے ہونے سے تھیں جنہیں وہ جاتے جاتے بھی ویرا
ویران کر گئی تھی

دانیال اس وقت اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا اپنا سر کرسی کی
پشت سے ٹکائے اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے تھا جب اس کے
کانوں میں عینا کی آواز گونجی

یو ایڈیٹ تم کبھی نہیں سمجھ پاؤ گے کہ تمہاری ڈیوٹی کیا ہے عینا
دانیال کو گھورتے ہوئے بولی جو شاید کوئی کام خراب کر چکا تھا
ارے میری بیسٹی اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو مجھے پتہ ہے کہ میری
ڈیوٹی کیا ہے دانیال آنکھوں میں شرارت لیے عینا کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا جب بہانے ایک زوردار مکہ سی کمر میں رسید کیا
جس سے وہ کراہتا رہ گیا

بہت ظالم لڑکی ہو کسی دن تم مجھے جان سے مار دو گی دانیال عینا کو
مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے بولا

فکر مت کرو بہت ڈھیٹ ہو تم اتنی جلدی نہیں مرنے والے عینا
بے نیازی سے بولی

مانتا ہوں کہ میں اتنی جلدی نہیں مروں گا مگر پھر بھی اگر کبھی مر
گیا تو کیا کرو گی تم دانیال نے اسے پھر سے چھیرا

پہلی بات تو یہ کہ میں تمہیں کبھی مرنے نہیں دوں گی تم اپنے
ماں باپ کا واحد سہارہ ہوا اگر کبھی تم پر موت کا سایہ منڈلایا بھی تو
میں تمہیں ہر گز مرنے نہیں دوں گی عینا دانیال کی طرف دیکھتے
ہوئے مسکرا کر بولی

اچھا جی اگر مجھے بچانے کے چکروں میں اگر تمہیں خود کچھ ہو گیا تو
دانیال نے جیسے مذاق اڑایا تھا

تو کوئی بات نہیں میرا وجود کسی کے جینے کا سہارا تھوڑی ہے تم تو
اپنے ماں باپ کا واحد سہارا ہو عینا نے خوبصورت سی مسکراہٹ
کے ساتھ اسے خوبصورت سا جواب دیا تھا

فضول مت بولا کرو تم عینا دانیال کو اس کا جواب پسند نہیں آیا تھا
جس کے بدلے عینا نے ہلکے سے ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر
ہلکا سا تھپڑ رسید کیا تھا

دانیال نے ایک دم سے اپنی آنکھیں کھولی تھی اس کا کمرہ گہرے
اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا عینا کا احساس دور دور تک بھی اسے
کہیں محسوس نہیں ہو رہا تھا اس نے آج سے تین سال پہلے بولا تھا
کہ وہ دانیال کے سر پر منڈلانے والی موت کو بھی اس کے قریب
نہیں آنے دے گی تو اس نے ایسا ہی کیا تھا کتنی پکی تھی وہ اپنے

قول کی دانیال کو بچانے کے لیے اس نے اپنے وجود پر ایک ساتھ
دو گولیاں کھائی تھی

عینا۔۔۔۔۔ نڈھال پڑتے عصاب سے دانیال نے عینا کو پکارا
تھا اس کی پکار میں تڑپ تھی دل میں کچھ درد اٹھتا ہوا محسوس ہوا
دانیال نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنا سینہ مسئلہ
تھا اسے اپنے آس پاس آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی کتنا
بدترین احساس تھا کہ عینا سب کچھ چھوڑ کر جا چکی تھی بہت دور
جہاں سے اس نے کبھی واپس نہیں آنا تھا یہاں تک کہ اس کا
احساس بھی محسوس کرنا دانیال کے لیے ناممکن تھا وہ اب کبھی
اسے نہیں دیکھنے والی تھی وہ بہت دور جا چکی تھی

حور العین سکندر کا وجود ان سب کی زندگیوں سے نکل چکا تھا اب
چاہے وہ روتے بلکتے یا گڑ گڑاتے پوچھنے کبھی واپس نہیں آنا تھا

.....چھ ماہ بعد

ڈیڈ مجھے یہ نہیں کھانا آپ مجھے وہ جو س دے دیں بس بیلا اور
زر خان اس وقت ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے جب بیلا نے اپنے
آگے پڑا پراٹھا پیچھے کھسکایا اور زر خان سے صرف ایک جو س کا
گلاس مانگا تو زر خان نے پاس پڑا فریش جو س گلاس میں ڈال کر
اس کی جانب بڑھایا

جلدی فنش کرو بیلا آپ کے سکول کا ٹائم ہو چکا ہے لیٹ نہ ہو جانا
آج زر خان بیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا وہ بیلا کو لے کر چھ ماہ
پہلے لندن شفٹ ہو چکا تھا وہ حویلی اور حویلی کی یادوں کو وہیں پر
چھوڑ آیا تھا

بیلا نے جلدی جلدی سے ناشتہ کیا اور زر خان نے بیلا کا بیگ پکڑا
اور ایک ہاتھ سے بیلا کا ہاتھ تھام اور چلتا ہوا اپنی گاڑی کے قریب
آیا فرنٹ ڈور کھول کر بیلا کو گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ
سیٹ سنبھال کر بیلا سکول کی طرف روانہ ہو گیا
بائے بائے ڈیڈ آپ آج مجھے ٹائم سے لینے آجائیے گا اوکے نا بیلا
زر خان کے گال پر لب رکھتے ہوئے بولی کیونکہ زر خان آج آفس
نہیں گیا تھا وہ آج بھی جج کے عہدے پر قائم تھا اور آج بھی وہ
اپنے قبیلوں کا سردار تھا مگر سب کچھ وہ باہر بیٹھ کر ہینڈل کرتا تھا
کبھی کبھی اس کا جانا پاکستان ہو جاتا تھا مگر کبھی بھی وہ حویلی کے
راستے پر دوبارہ نہیں گیا تھا اور نہ ہی حویلی کے کسی بھی مکین سے
ملا تھا

او کے میری جان اب آپ جاؤ جلدی جلدی زر خان بیلا کا ہاتھ پکڑ
کے سکول کے داخلی گیٹ کی طرف لے جاتے ہوئے بولا جب
بیلا نے اندر جاتے ہوئے مڑ کر زر خان کی طرف دیکھا اور ہاتھ
سے بائے بائے کیا تو زر خان نے بھی اسے ہاتھ کا اشارے سے
بائے کیا اور بیلا سکول کے اندر چلی گئی اور زر خان نے قدم واپس
گاڑی کی جانب بڑھائے تھے

زر خان گھر واپس لوٹا اور سیدھا اپنے کمرے میں گیا کمرے میں
داخل ہوتے ہی زر خان نے اپنا کوٹ اتار کر صوفے کی طرف
اچھالا اور چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا اور لیٹنے کے انداز میں بیٹھ گیا
آنکھیں بند کر کے زر خان نے دو سے تین گہرے سانس لیے اور
پھر آہستہ سے گردن موڑ کر بیڈ کی دائیں جانب دیکھا اور پھر ہلکا
سا مسکرا دیا

بات سنو بیگم اب ہماری بیٹی بڑی ہو رہی ہے اور اسے روز ناشتہ بنا کر دینا میرے لیے بہت مشکل ہے اب تو مجھے گول پراٹھا بھی بنانا آگیا ہے اور آملیٹ بھی بہت اچھا بنا لیتا ہوں یعنی پورا اک بک بن گیا ہوں مگر تم ابھی تک نہیں اٹھی زر خان اپنے قریب لیٹے ایک وجود کے چہرے کو اپنی انگلیوں کو پوروں سے ہلکا سا چھوتے ہوئے بولا

ویسے تمہاری نیند بہت پکی ہے چھ ماہ سے سو رہی ہو تم ابھی تک تھکی نہیں کیا ویسے تمہیں اٹھ جانا چاہیے کیونکہ اب تم اپنے شوہر کو زیادہ تڑپا رہی ہو زر خان اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کرتے ہوئے بولا

ویسے تو ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ تم کافی جلدی ریکور کر رہی ہو مگر پھر بھی تم نہیں اٹھ رہی اگر تو تم مجھے تنگ کر رہی ہو تو بہت غلط

کر رہی ہو کیونکہ میں تمہاری ہر غلطی کا حساب لوں گا زرخان
سیدھا ہو کر لیٹتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگاتے
ہوئے بولا

اور پھر ایک نظر اٹھا کر اپنے قریب ہی لیٹے وجود کی طرف دیکھا
جو آج بھی مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی دائیں ہاتھ پر ڈرپ لگی
ہوئی تھی جبکہ چہرے پر آکسیجن ماسک تھا آنکھیں سختی سے بند
تھیں بالکل ویسے ہی جیسے چھ ماہ پہلے بند تھی سانسیں چل رہی
تھیں اور ان سانسوں کی رفتار سامنے لگی مشین بتا رہی تھی
کتنا ٹرپاؤ گی یا ایک ایک دن بہت مشکل سے گزرتا ہے مجھے تو
اپنی پہلے والی عین کو دیکھنا ہے جو مجھے بات بات پر بولے کہ میں
آپ کو گولی مار دوں گی بے شک تم مجھے گولی مار دینا مگر ابھی اٹھ
جاؤ چھ ماہ سے تم بہت تنگ کر رہی ہو مجھے اب مزید تنگ مت کرو

عین زر خان جیسے اس سے شکوے شکایت کر رہا تھا اور ساتھ ہی جا
بجا اس کے خوبصورت چہرے کو محبت سے چوم رہا تھا

ویسے بیگم تمہیں ایک بات بتاؤں ہماری بیٹی کی ٹیچر تمہارے
شوہر پر بری طرح فدا ہے فضول میں چانس مارنے کے چکروں
میں رہتی ہے میں تو کہتا ہوں کہ تم اٹھو اور اسے اچھے سبق سکھاؤ
بہت عجیب اشارے کرتی ہے یہاں تک کہ تمہاری بیٹی کو یہ بھی
بول دیا کہ وہ اس کی دوسری ممانے کو تیار ہے ویسے تو میں اسے
جواب دے سکتا ہوں مگر میرا دل نہیں کرتا اسے منہ لگانے کو
کیونکہ میرا دل تو میری بیوی کو منہ لگانے کو کرتا ہے جو مجھے بالکل
منہ نہیں لگاتی بلکہ روٹھ کر سوئی ہوئی ہے زر خان عینا سے
مسلسل باتیں کر رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عینا اسے سن سکتی ہے
کے ڈاکٹر زبنا چکے تھے کہ عینا خود بھی بہت اچھے طریقے سے خود

کوریکور کر رہی ہے اس لیے اس کے قریب ہونے والی تمام
باتیں وہ آسانی سے سن سکتی ہے اور اپنے قریب ہر انسان کو
محسوس بھی کر سکتی ہے

زرخان عینا کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنی باتیں
کرنے میں مصروف تھا جب اس کی نظر اس کے براؤن ہوتے
ہو ننٹوں پر پڑی تو زرخان نے آہستہ سے اس کے چہرے سے
آکسیجن ماسک اتار دیا

سویٹ ہارٹ تمہارے ہونٹ تو سوکھے ہوئے ہیں چلو کوئی بات
نہیں ابھی انہیں پہلے جیسا گلابی کر دیتے ہیں زرخان دلکشی سے
مسکراتے ہوئے بولا اور نرمی سے جھکتے ہوئے اپنی سانسیں عینا کی
سانسوں میں منتقل کرنے لگا اس کے لمس میں بے حد نرمی تھی
اتنی نرمی کہ عینا بخوبی محسوس کر سکتی تھی

کچھ دیر بعد زر خان پیچھے ہٹا اور نزدیک سے بہت غور سے عینا کا
چہرہ دیکھنے لگا جو ہلکا گلابی پڑ چکا تھا یعنی عینا سب کچھ محسوس کر سکتی
تھی

ویسے اب تمہیں اٹھ جانا چاہیے تم بہت وقت لے رہی ہو عین
تمہاری بیٹی میرے علاوہ کسی کے ہاتھ کا ناشتہ نہیں کرتی اور سوچو
اگر گاؤں کے لوگوں کو پتہ چل گیا کہ زر خان سکندر یعنی ان کا
سردار لندن جانے کے بعد وہاں پر گول پر اٹھے بنانے کا شرف سر
انجام دے رہا ہے تو سوچو ان پر کیا گزرے گی زر خان عینا کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر آخر میں خود ہی ہنس دیا یہ اس کا
معمول بن چکا تھا وہ روزانہ عینا سے اسی طرح باتیں کرتا تھا کئی کئی
گھنٹوں تک اسے صرف عینا کہ اٹھنے کا انتظار تھا جو وہ چھ ماہ سے کر
رہا تھا پچھلے چار ماہ سے ڈاکٹر زبول رہے تھے کہ عینا جلد ٹھیک ہو

جائے گی مگر وہ ٹھیک نہیں ہو رہی تھی زر خان کا انتظار بڑھتا جا رہا
تھا وہ روز بے صبری سے عینا کے ٹھیک ہونے کا انتظار کرتا تھا کئی
کئی گھنٹے بیٹھ کر اس سے باتیں کرتا تھا اسے بہت غور سے دیکھتا تھا
لے کہیں وہ ایک بار اس ہول کہ کہیں وہ ایک بار آنکھیں ک
کے ہاتھ میں تھا مے اپنے ہاتھ کو حرکت دے مگر عینا کا وجود
بالکل ساکت تھا جو چھ ماہ میں ایک بار بھی حرکت میں نہیں آیا تھا
عینا کو اس طرح دیکھ کر زر خان خون کے آنسو بھرتا تھا مگر وہ عینا
کے سامنے بالکل محسوس نہیں ہونے دیتا تھا جبکہ عینا سب کچھ
بخوبی جانتی تھی وہ کوئی نہ سمجھ لڑکی ہر گز نہیں تھی مگر یہ سب
اس کے بس میں بھی نہیں تھا

چھ ماہ پہلے-----

زرخان اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا
تھا اس کے ہاتھ میں ابھی تک عینا کی وہی تصویر تھی جو اس نے
بیلہ کے ہاتھ سے پکڑی تھی کمرے میں آتے ہی اس نے اپنا ہاتھ
سوئچ بورڈ پر مارا اور اگلے ہی پل پورا کمرہ روشنی سے نہا گیا
زرخان نے اپنی سرخ انگار ہوتی نظریں اٹھا کر کمرے کی جانب
دیکھا اسے ہر طرف عینا کا عکس دکھائی دینے لگا جب اس کی
حقیقت اس کے سامنے نہیں آئی تھی تب وہ اس کی بیوی تھی اس
کی بیوی بن کر اسی کے قریب اسی کمرے میں رہتی تھی اس
کمرے کی ایک ایک چیز پر اس کا لمس موجود تھا
زرخان نے نظریں گھما کر ڈریسنگ ٹیبل کی جانب دیکھا تو اسے
وہاں عینا کا عکس دکھائی دیا اکثر جب وہ سلیتے سے سر پر دوپٹہ اوڑھ
کر خود کی سادگی کو ایک آخری نظر آئینے میں دیکھتی تھی زرخان

کو آج وہ وہیں پر کھڑی دکھائی دی زر خان نے بے اختیار اس کی
جانب قدم بڑھائے مگر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پہنچتے ہی اس کا
عکس غائب ہو چکا تھا

زر خان نے گردن موڑ کر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں دائیں جانب
وہ ہمیشہ زر خان سے بے خبر سو جایا کرتی تھی زر خان کو وہاں پر
بھی عینا کا عکس دکھائی دیا زر خان بے خود سا ہوتا بیڈ کی جانب
بڑھا مگر بیڈ تک پہنچتے ہی عینا کا عکس دوبارہ غائب ہو چکا تھا زر خان
کو اپنے پیچھے سے عینا کی آواز سنائی دی اس نے پیچھے مڑ کر الماری
کی طرف دیکھا جہاں سے وہ اکثر زر خان کے لیے کپڑے نکال کر
اسے اطلاع دیا کرتی تھی مگر الماری کی طرف دیکھتے ہی وہ پھر سے
غائب ہو چکی تھی زر خان پاگلوں کی طرح اپنے کمرے میں
چاروں طرف عینا کو ڈھونڈ رہا تھا مگر اس کی نظروں کے سامنے

عینا کا وہ عکس دکھائی دے رہا تھا جو صرف وقتی تھا اور محسوس
کرنے سے پہلے ہی ختم ہوتا جاتا تھا

تم نے بولا تھا عین تم نہیں جاؤ گی زر خان عینا کی تصویر اپنے
سامنے کرتے ہوئے بولا

تم نے بولا تھا کہ تمہیں صرف وقت چاہیے میں نے تمہیں وقت
دے دیا اور تم نے بولا تھا کہ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی پھر
تم کیسے جاسکتی ہو تم نہیں جاسکتی عین زر خان مسلسل اس کی تصویر
سے باتیں کرتا ہوا کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا

ایسا ممکن نہیں جھوٹ بولتے ہیں یہ سب سب کے سب جھوٹ
بول رہے ہیں تم مجھے چھوڑ کر جا ہی نہیں سکتی میں نے تمہاری
آنکھوں میں اپنے لیے مخلصی دیکھی ہے اپنے لیے محبت دیکھی
ہے پھر تم کیسے مجھے چھوڑ کر جاسکتی ہو ایسا نہیں ہو سکتا نہیں مانتا

میں اس بات کو نہیں منظور مجھے قدرت کے یہ فیصلے زر خان اپنا
ضبط کھوتے ہوئے چلایا تھا وہ شاید قسمت کے خلاف جانے کی
کوشش کر رہا تھا جب کہ قسمت کے خلاف جانا تو کسی کے بس کی
بات نہیں۔ ہوتا تو وہی ہے جو ہمارے نصیب میں لکھا گیا ہو
اس بچی کو لے جائیں آپ کو میری قسم۔۔۔ زر خان کے کانوں
میں عینا کی بے بس آواز گونجی تو زر خان کی آنکھوں کے سامنے
وہ ایک ایک منظر چلنے لگا جو اس نے اس بلڈنگ میں دیکھا تھا عینا
کو گولیاں لگنا اس کا زر خان کو وہاں سے بھیجنا اس بچی کے لیے
اسے قسم دینا اور پھر آخر میں تنہا رہ جانا وہ اپنی قسم دے کر بھی
آخر میں تنہا رہ گئی تھی اس نے خود ہی خود کو تنہا کر دیا تھا اگر عینا
نے زر خان کو اپنی قسم نہ دی ہوتی تو زر خان وہاں سے ایک قدم
بھی نہ ہلاتا شاید اس بات سے عینا واقف تھی اسی لیے اس نے

زر خان کو اپنی قسم دی وہ نہیں چاہتی تھی کہ زر خان کو کوئی
تکلیف پہنچے اس لیے اس نے زر خان کو وہاں سے بھیج دیا
تکلیف۔۔۔۔۔ میری تکلیف کی اتنی پرواہ کہ تم نے میرے لیے دو
بار اپنی جان کی بازی لگائی تم نے مجھے بچانے کے لیے اپنی زندگی
خطرے میں ڈالی عین تمہارا اعتبار تو مجھ سے اٹھ گیا تھا پھر بھی تم
نے یہ سب کیا زر خان کا سر آہستہ آہستہ بھاری ہوتا جا رہا تھا اس
نے بے اختیار اپنا سر تھاما تھا

نہیں کر سکتا تھا وہ یقین کہ عینا مر چکی ہے نہیں مانتا تھا اس کا دل
کہ اس کی زندگی ہی اسے چھوڑ کر چلی گئی ہے نہیں منظور تھا اسے
تقدیر کا یہ فیصلہ وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا اسے صرف اس کی
عین چاہیے تھی ہر قیمت پر مگر وہ تو کہیں پر نہیں تھی

زرخان کا دماغ درد سے پھٹتا جا رہا تھا وہ جلدی سے اٹھا اور گاڑی
کے چابیاں پکڑ کے تیز تیز قدم لیتا حویلی سے باہر نکل گیا
زرخان کافی دیر سے بے وجہ سڑکوں پر گاڑی دوڑا رہا تھا جبکہ اس
کا فون کافی دیر سے مسلسل بج رہا تھا جسے اس نے سرے سے نظر
انداز کیا ہوا تھا اس نے ایک بار بھی فون اٹھا کر نہیں دیکھا تھا کہ
کس کی کال ہے آخر کار جب فون بجنا بند نہ ہوا تو زرخان نے فون
اٹھا کر بغیر نمبر دیکھے کال اٹھائی اور فون کا کان سے لگایا
معافی چاہتا ہوں سر مگر آپ کو اطلاع دینا ضروری تھا فون کان
سے لگاتے ہی زرخان کو فون کے سپیکر سے داؤد کی آواز سنائی دی
سر اس بلڈنگ کی رپورٹ آچکی ہے آپ اسے دیکھ سکتے ہیں
زرخان کا کوئی جواب نہ سن کر داؤد نے جلدی سے فون کرنے کی

وجہ بتائی جبکہ داؤد کی بات سنتے ہی زر خان نے فون بند کیا اور
گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے اگلے دس منٹ میں آفس پہنچا
زر خان اپنے سامنے پڑی فائل کو دیکھ رہا تھا جس میں صاف صاف
واضح لکھا تھا بلڈنگ کے اندر موجود تمام افراد کی لاشیں جل کر
راکھ ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے کسی ایک بھی فرد کی لاش نہیں
مل سکی البتہ سب کے سیمپلز ضرور مل چکے تھے بلاسٹ اتنا
خطرناک تھا کہ اس بلاسٹ میں کوئی بھی انسانی جسم صحیح سلامت
نہیں بچ سکا تھا یہاں تک کہ کسی کی پہچان کے لیے بھی کچھ نہیں
بچا تھا زر خان کی ایک آخری امید بھی ختم ہونے کو تھی اس کے
سامنے پڑی فائل یہ چیز واضح کر رہی تھی کہ عینا اسی بلڈنگ میں
موجود تھی کیونکہ عینا کہ کچھ سیمپلز اسی بلڈنگ سے برآمد ہوئے

تھے جو شاید اس کی جیکٹ اس کی گن یا اس کے یونیفارم کے

ستارے تھے

کیا عینا اتنی خاطر ناک موت مری تھی کہ اس کی لاش بھی نہیں
بچ سکی تھی کیا خدا نے اس کے نصیب میں کفن بھی نہیں کیا تھا
زرخان نے کرب سے آنکھیں بند کر کے مٹھیاں بھینچی تھیں اس
کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کہیں سے بھی عینا کو لے آتا مگر اس وقت
اس کے سامنے جو فائل موجود تھی وہ اسے ہر ارہی تھی
زرخان نے آنکھیں کھولتے ہوئے کسی بری اچھوت کی طرح اس
فائل کو پکڑ کے دور اچھالا تھا

زرخان اپنی کرسی پر ڈھیر ہو گیا اس نے اپنا سر کرسی کی پشت بن
گرایا اور آنکھیں بند کر لیں

وہ تمہیں کہاں سے لے کر آؤں عین کہیں سے آ جاؤ خدا راجھ
سے میری زندگی مت چھینو واپس آ جاؤ عین زر خان دل ہی دل
میں عینا سے مخاطب ہوا جبکہ آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر گالوں
پر بہہ کر بے مول ہوئے تھے

زر خان کو اسی حالت میں بیٹھے ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب
زر خان کی آفس کی لینڈ لائن پر کسی کا فون آنے لگا
زر خان نے یوں ہی بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے
لگایا

کیا آپ زر خان سکندر بات کر رہے ہیں ایکچولی ہمارے پاس آپ
کا پرسنل نمبر موجود نہیں تھا اس لیے مجبوراً آپ کے آفس لینڈ
لائن پر کال کرنی پڑی مقابل کوئی ادھیر عمر کی عورت لگ رہی تھی

جی محترمہ زرخان اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے صرف اتنا ہی بول
سکا تھا

سٹی ہاسپٹل میں ایک پیشنٹ آیا ہے ہم تین دنوں سے ان کی
ریسرچ کر رہے تھے مگر ان کے حوالے سے ہمیں کوئی خبر نہیں
مل سکی مگر ہمیں اب اطلاع ملی ہے کہ شاید وہ آپ کی کوئی جاننے
والی ہیں کیونکہ دو سے تین بار انہیں آپ کے ساتھ اسی شہر میں
دیکھا گیا ہے اگر آپ کے پاس وقت ہو تو آپ آکر ایک بار ان
پیشنٹ کی شناخت کر لیں تاکہ ہمارے لیے بھی آسانی ہو جائے
اس عورت نے زرخان کو تفصیلی بات بتائی

اس عورت کی بات سن کر زرخان جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھا

کیا آپ تھوڑا سا وقت نکال کر لاہور سٹی ہاسپٹل آکر اس پیشنت
کی شناخت کر سکتے ہیں سر اس عورت نے دوبارہ سے زر خان سے
سوال کیا

جی میں ابھی آرہا ہوں زر خان جلدی سے بولا اور رسیور واپس
رکھا دھڑکتے دل کے ساتھ جلدی سے کرسی سے اٹھا اور گاڑی کی
چابی پکڑتے ہوئے تقریباً بھاگنے کے انداز میں آفس سے باہر نکلا

زر خان بھاگتا ہوا ہسپتال میں داخل ہوا تھا رسیپشن پر پہنچتے ہی
ایک لڑکی اسے پہچان چکی تھی آخر زر خان سکندر کو کون نہیں
جانتا تھا مگر اسے پہلے سے اطلاع دے دی گئی تھی کہ زر خان
سکندر جب آئے تو اسے ڈاکٹر کے کیمین میں بھیج دیا

جائے اس لیے زرخان کے پوچھنے سے پہلے ہی ریسپشن
پر بیٹھی وہ لڑکی اسے زرخان کو ڈاکٹر کا بتا چکی تھی
زرخان تیز تیز قدم لیتا ڈاکٹر کے کیمین میں پہنچا تھا جبکہ دستک
دینے کی ضرورت نہیں پڑی تھی کیونکہ دروازہ پہلے سے کھلا ہوا
تھا

ہیلو مسٹر زرخان آئیے آپ کا ہی انتظار تھا ڈاکٹر شاہد زرخان کے
انتظار میں ہی بیٹھی تھی اس لیے اسے دیکھتے ہی اپنی کرسی سے
کھڑی ہو گئی اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا

جی ڈاکٹر بولیں کہاں ہیں وہ پیشینٹ زرخان ڈاکٹر کے سامنے والی
کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

پشینٹ آئی سی یو میں ہے آپ آرام سے بیٹھیں مجھے آپ سے
تفصیلی بات کرنی ہے ڈاکٹر زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ڈاکٹر نے اپنے دراز سے ایک فائل نکالی اور اسے زر خان کی

جانب بڑھایا

یہ تصویر دیکھیں آپ یہ پیشنت آپ کی کیا لگتی ہیں ڈاکٹر فائل
کھول کر زر خان کو دکھاتے ہوئے بولیں جبکہ فائل پر موجود
تصویر پر نظر پڑتے ہی زر خان کی دھڑکنیں ایک دم سے تھمی تھی
کیونکہ وہ تصویر کسی اور کی نہیں بلکہ عینا کی تھے

شی از مائی وائف ڈاکٹر یہ میری بیوی ہے کہاں پر ہیں یہ مجھے ان
سے ملنا ہے زر خان ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا
ریلیکس مسٹر زر خان آپ کچھ دیر بیٹھ کے میری تفصیلی بات سن
لیں اس کے بعد آپ کو میں آپ کی وائف کے پاس لے جاؤں
گی ڈاکٹر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اسے سمجھانے کے انداز

میں بولی تو زرخان اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا

دیکھیں مسٹر زرخان جب انہیں یہاں لایا گیا تھا تو ان کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے کیونکہ ان کے وجود میں سات گولیاں پوسٹ ہو چکی تھیں اور ان کے سر پر بھی کافی گہری چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے خون بہت بہہ گیا تھا ان کی سانسیں بہت کم تھی لیکن ہم نے 24 گھنٹوں کی انتھک محنت کے بعد بہت مشکل سے ان کا آپریشن کمپلیٹ کیا مگر ہمیں اس بات کا بہت افسوس ہوا جو آپریشن ہونے کے بعد پیشینٹ ور بل ہونے کے بجائے کوما میں چلی گئی ہمیں پہلے سے شک تھا کیونکہ ان کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے اگر وہ بچ بھی جاتی تو ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ معذور ہو سکتا تھا یا پھر وہ اپنی یادداشت بھی کھو سکتی تھی مگر ایسا کچھ نہیں ہوا

بلکہ وہ کوما پیشنٹ بن چکی ہیں پچھلے چار دن سے یہاں پہ ان کا
بہت خیال رکھا جا رہا ہے مگر ان کا جسم زخموں سے بھرا پڑا ہے ہم
نہیں جانتے کہ وہ کیسے بچ گئی کیونکہ ہمارے لیے انہیں بچانا بہت
مشکل تھا شاید یہ خدا کا معجزہ ہے جو وہ ابھی تک زندہ ہیں لیکن ان
کا پروپر علاج پاکستان میں موجود نہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ
کی جلدی ریکور کریں تو آپ انہیں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کے پاس
لے جائیں ڈاکٹرز خان کی طرف دیکھتی ہوئی بہت نرمی سے
بول رہی تھی جبکہ زر خان اپنے دل کو تھامے ڈاکٹر کی ایک ایک
بات کو بہت غور سے سن رہا تھا

زر خان کے سر پر ایک دم آسمان گرا تھا پیروں تلے زمین نکل چکی
تھی اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے اسی یقین نہیں ہو
رہا تھا کہ اس کی عین زندہ ہے مگر کوما میں ہے

چلیں آپ کو آپ کی وائف سے ملواتے ہیں ڈاکٹر ہلکا سا مسکراتے
ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تو زرخان بھی جلدی سے اپنی کرسی سے
اٹھا

مسٹر زرخان آپ اندر جاسکتے ہیں مگر یہاں سے جانے سے پہلے
آپ مجھ سے لازمی مل کر جائیے گا ڈاکٹر آئی سی کے دروازے
کے آگے کھڑے ہوتے ہوئے زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی تو زرخان نے صرف ہاں میں سر ہلایا اور جلدی سے آئی سی یو
کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا

زرخان کمرے میں داخل ہوا اور تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ
نظریں اٹھا کر سامنے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں اس کی متاعِ جاں
مشینوں میں جکڑی ہر چیز سے بے پرواہ کسی اور جہاں میں تھی

زرخان آہستہ آہستہ قدم لیتا ہوا بیڈ کے قریب بڑھا جبکہ نظریں
صرف عینا کے چہرے پر تھی جس کا چہرہ آکسیجن ماسک لگنے کی
وجہ سے واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا

زرخان ایک لمبا سانس لیتے ہوئے عینا کا ڈرپ لگا ہاتھ پکڑنا چاہا
مگر یہ کیا ہاتھ آگے بڑھاتے ہی زرخان کے ہاتھ بری طرح کانپ
رہے تھے آج زرخان سکندر جو ظالموں کو کانپنے پر مجبور کرتا تھا
آج اپنی بیوی کو زندہ دیکھ کر اپنی زندگی کو دوبارہ زندگی کی طرف
آتے دیکھ کر اس کا وجود کانپ اٹھا تھا

زرخان نے آہستہ سے عینا کا ہاتھ تھاما سے ابھی بھی یقین نہیں ہو
رہا تھا کہ عینا زندہ ہے اس کی زندگی بالکل ٹھیک ہے بس کچھ
امتحان ہیں کچھ آزمائشیں ہیں جو اب زرخان کو پوری کرنی ہے

زر خان نے عینا کا لمس محسوس کرتے بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے
بے قرار لبوں سے لگایا تھا وہ دیوانہ وار اس کے ہاتھ کو چوم رہا تھا
مجھے یقین تھا مجھے پتہ تھا کہ میرا خدا مجھ سے اتنا ناراض نہیں ہو
سکتا کہ وہ مجھ سے میری زندگی ہی چھین لے مجھے پتہ تھا کہ وہ
بہت کریم ہے وہ بہت رحیم ہے وہ تمہیں مجھ سے نہیں چھینے گا
زر خان عینا کی روشن پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا اور اسے پتہ
ہی نہیں چلا کہ کب اس کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر کب
عینا کے ماتھے پر گرے

زر خان بے اختیار پیچھے ہٹا اور وہیں ہاسپٹل کی سرزمین پر گھٹنوں
کے بل بیٹھتا ہوا سجدے میں گر گیا

یا اللہ میں تیری کس کس نعمت کا شکر ادا کروں بے شک تو مرنے
والوں کو سانسیں بخش سکتا ہے تو ہمیشہ بہترین سے نوازتا ہے

میرے خدا میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں میرے مولا زر خان
سجدے میں اپنے رب کے حضور پیش ہوتے روتے ہوئے اپنے
خدا کا شکر ادا کر رہا تھا

میرے اللہ مجھے معاف کر دے میں بہت عام سا بندہ ہوں میری
اتنی اوقات نہیں مگر تو نے ہمیشہ مجھے میری اوقات سے بڑھ کر
دیا یا اللہ مجھے ساری آزمائشیں قبول ہیں مجھے سب کچھ قبول ہے
اگر تو اس میں راضی ہے تو میں بھی اس میں راضی ہوں زر خان
سجدے سے اپنا چہرہ اٹھا کر اپنے ہاتھ دعا کی صورت میں پھیلاتے
ہوئے اپنے خدا سے مخاطب تھا

زر خان کے لیے اتنا کافی تھا کہ اس کی عین زندہ ہے اس کا کوما میں
جانا اس کی ایک آزمائش تھی اور اس آزمائش کو پار کرنے کے
لیے زر خان بالکل تیار تھا وہ اپنے خدا کا جتنا شکر ادا کرتا اتنا کم تھا

زار و قطار روتے ہوئے اپنے خدا کا صرف شکر ادا کر رہا تھا بے
شک خدا نے اپنے قرآن میں لکھا ہے (کہ وہ تمہاری من پسند چیز
تم تک اس طرح لائے گا کہ تم خود حیران رہ جاؤ گے)

خدا نے عینا کو بخش کر ایک معجزہ کیا تھا اور وہ معجزہ زر خان کی
زندگی تھا کیونکہ حور العین سکندر زر خان سکندر کی سانسوں سے
منسلک تھی اگر اسے کچھ ہو جاتا تو زر خان سکندر ایک پل بھی زندہ
نہ رہ پاتا

زر خان نے اپنا آنسو سے تر چہرہ صاف کرتے ہوئے عینا کی طرف
دیکھا جو پیٹوں سے لپٹی مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی اس کی ایک
ایک سانس کی آواز سامنے لگی مشینوں میں گونج رہی تھی وہ
تکلیف کی انتہا پر تھی ان چار دنوں میں ہی اس کا وجود ڈھے سا گیا
تھا جسم کا رنگ فقط پیلا ہو چکا تھا آنکھیں جنہیں دیکھنے کے لیے

زر خان ہمیشہ بے تاب ہوتا تھا جن کی سبز چمک زر خان کو نئی
زندگی کی طرف لاتی تھی وہ آج اس سختی سے بند تھی
میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا عین تمہیں میرے خدا نے
مجھے دیا ہے تم پر میں اب ایک آنچ بھی نہیں آنے دوں گا یہاں
سے بہت دور لے جاؤں گا میں تمہیں جہاں پر تمہارے اور
میرے سوا کوئی نہ ہو میں تمہیں دوبارہ پاکستان لے کر کبھی نہیں
آؤں گا عین وہ حویلی ہمیشہ تمہیں تکلیف دینے کا سبب بنی ہے تم تو
کیا میں بھی کبھی اس حویلی میں قدم نہیں رکھوں گا کبھی بھی نہیں
میں تمہیں اور اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے بہت دور چلا جاؤں گا
زر خان عینا کے ماتھے کو بار بار اپنے لبوں سے چومتے ہوئے ازل
سے بول رہا تھا

اور پھر اگلے ہی دن وہ رات کے اندھیرے میں حویلی سے بیلا کو
لے آیا تھا اور اسی دن وہ عینا اور بیلا کو لے کر بغیر کسی کو بتائے
پاکستان چھوڑ کر لندن چلا گیا تھا

ڈاکٹر سے اسے تمام معلومات مل چکی تھی عینا کو کوئی دوا جنبی
عمورتیں ہاسپٹل لے کر آئی تھی

جب عینا پر میٹھیر نے گولیاں چلائی تھی تب وہ بلڈنگ کی کھڑی
والی سائیڈ پر کھڑی تھی اور وہ ونڈ و بلڈنگ کی پچھلی سائیڈ کو کھلتی
تھی گولیاں لگنے کی وجہ سے عینا اس کھڑکی سے باہر کی طرف
گری تھی نیچے مٹی کے ڈھیر تھے اس لیے عینا کو زیادہ چوٹیں
نہیں آئیں تھی مگر ایک پتھر سے اس کا سر بری طرح ٹکرایا تھا
جس کی وجہ سے اس کے سر پر گہری چوٹ آئی تھی جب بلاسٹ
ہوا تو وہی مٹی عینا کے وجود کو ڈھانپ چکی تھی شاید یہی وجہ تھی

کہ خدا کو یہ منظور نہیں تھا کہ عینا کو نقصان پہنچے اس لیے بلاسٹ
کی وجہ سے اڑنے والی مٹی سے اس کا وجود چھپ چکا تھا جس کی
وجہ سے عینا کو کوئی ڈھونڈ نہیں سکا تھا مگر جب دو عورتیں اسی
روڈ سے گزر رہی تھیں تو انہیں اس مٹی کے ڈھیر کے باہر سے کسی
کا ہاتھ دکھائی دیا تو وہ جلدی سے آگے بڑھیں اور اس کے چہرے
سے مٹی ہٹائی پہلے تو انہیں لگا کہ وہ مر چکی ہے مگر اس کی مدھم
انسوں سے اندازہ ہوا کہ یہ وجود سانس لے رہا ہے اور س چلتی
زندہ ہے عینا کو سانس لیتے دیکھ کر ان دونوں نے جلدی سے

عینا کو سہارا دیا اور گاڑی میں بٹھا کر ہاسپٹل پہنچایا

عینا جب ہاسپٹل پہنچی تو اس کی حالت بہت خراب تھی یوں کہا
جائے کہ اس کا بچنا ناممکن تھا اس کے جسم سے سات گولیاں
نکالتے ہوئے ڈاکٹر زخموں پریشان تھے کیونکہ انہوں نے ایسے

بہت سے کیسز دیکھے تھے جن میں تین سے چار گولیاں لگنے سے
ہی انسان موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے مگر یہ پہلی اتنی بہادر
لڑکی انہوں نے دیکھی تھی جس کے جسم پر پہلے بھی بہت
گولیوں کے نشان موجود تھے اور اب بھی اس کا جسم اس قابل
نہیں تھا مگر پھر بھی وہ سانس لے رہی تھی ڈاکٹر ز نے بھی اپنی
پوری جان لگاتے ہوئے 24 گھنٹوں کے آپریشن کے بعد عینا کو
واپس زندگی طرف کہ زندگی کی طرف آتے دیکھا تھا مگر ان کو
اس بات کا بہت افسوس ہوا تھا کہ وہ کوما میں جا چکی ہے

زر خان نے ان ڈاکٹر ز کا اور عینا کو اس ہاسپٹل میں لانے والی
عمورتوں کا دل سے شکریہ ادا کیا تھا اور لندن جانے سے پہلے وہ
ہاسپٹل میں شیرازی سکندر سے مل کر آیا تھا وہ انہیں بتا آیا تھا کہ
عینا زندہ ہے اور وہ عینا کو لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لندن جا رہا

ہے اور وہ کبھی دوبارہ عینا کا سامنا ان سے نہیں ہونے دے گا
کیونکہ اس سب میں وہ شیرازی سکندر کو قصور وار سمجھتا تھا مگر وہ
اتنا ظالم دل بھی نہیں تھا کہ وہ شیرازی سکندر کو اتنے بڑے دکھ
میں جینے دیتا اس لیے اس نے عینا کے زندہ ہونے کی اطلاع دے
دی اور شیرازی سکندر کی ایک بھی بات سنے بغیر وہاں سے نکل
گیا

جبکہ شیرازی سکندر کے لیے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ ان کی بیٹی
زندہ ہے چاہے وہ ساری زندگی ان سے نہ ملتی انہیں باپ نہ مانتی
مگر وہ زندہ رہتی پھر چاہے انہیں اپنی بیٹی کی زندگی سے بہت دور
ہی کیوں نہ رہنا پڑتا وہ رہنے کو تیار تھے

عینا کے جانے کے بعد حویلی میں ہر طرف ویرانیاں پھیل چکی
تھیں شیرازی سکندر کو فالج کا اٹیک ہونے کی وجہ سے ان کا علاج
پاکستان میں موجود نہیں تھا اس لیے حارث اور ارحم انہیں لے
کر کینیڈا شفٹ ہو چکے تھے پچھلے چھ ماہ سے شیرازی سکندر کا
علاج چل رہا تھا اور حارث اور ارحم میں سے کوئی بھی دوبارہ
پاکستان واپس نہیں آیا تھا وجہ شیرازی سکندر کی صحت تھی جو دن
بدن خراب ہو رہی تھی وہ جتنا جلدی چاہتے تھے کہ ان کا علاج ہو
جائے اتنا ہی شیرازی سکندر کی طبیعت بگڑتی جاتی تھی جس کی
وجہ سے ان دونوں میں سے ابھی تک کوئی بھی پاکستان واپس

نہیں آسکا تھا جب کہ لائے اور فاریہ جو صرف ایک ہی دن کی
دلہن بنی تھی اس کے بعد ان کی زندگی دوبارہ اپنی روٹین میں آ
چکی تھی کہیں سے بھی محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ شادی شدہ ہیں
لائے حادثہ سے بے حد ناراض تھی وہ حادثہ سے بات تک
نہیں کرتی تھی جبکہ فاریہ جب بھی بات کرتی تھی بس شیرازی
سکندر کی طبیعت کا پوچھ کر فون کاٹ دیتی تھی ان سب کی زندگی
نے رخ پلٹا تھا حویلی میں اب کوئی بھی ایک ساتھ بیٹھ کر دکھ سکھ
نہیں کرتا تھا بلکہ جب بھی وہ سب ایک ساتھ بیٹھتے تھے وہ لوگ
صرف عینا کو یاد کر کے روتے ہی تھے کیونکہ حویلی میں ابھی تک
کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ عینا زندہ ہے جبکہ سائمہ بیگم حیدر
صاحب اور دانیال کے ساتھ ابھی تک حویلی میں ہی موجود تھیں
وہ لوگ واپس جانا چاہتے تھے لیکن بڑی اماں نے انہیں واپس

ہر گز نہیں جانے دیا تھا اور دانیال اس لیے نہیں گیا تھا کیونکہ اس کے سر پر دانیہ کی ذمہ داری تھی وہ اس حالت میں دانیہ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ روز اسے روتا بلکتا دیکھتا تھا اس سے دانیہ کو ایسے سنبھالنا بے حد مشکل ہو چکا تھا اس لیے وہ نے خود ہی دانیہ کی رخصتی کر دیا اور اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا مگر دانیہ ابھی تک دانیال کے ساتھ بالکل اجنبی کی طرح رہتی تھی جبکہ دانیال اسے بھرپور خیال رکھتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عینا کے لیے دانیہ اور بیلا کیا اہمیت رکھتی ہیں اس لیے دانیہ کو تکلیف پہنچانے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ تو دانیہ کو بہت اچھے سے سنبھال رہا تھا کیونکہ زر خان اور بیلا کے جانے کے بعد وہ اور زیادہ ٹوٹ گئی تھی کیونکہ عینا کے بعد بیلا اس کا واحد سہارا تھے جس سے زر خان اپنا ساتھ لے کر جا چکا تھا اور کسی کو اس کا آنا پتہ تک

نہیں تھا سب کو صرف اتنا پتہ تھا کہ زر خان حویلی چھوڑ کر بیلا کو
ساتھ لے کر یہاں سے جا چکا ہے

اس وقت دانیال اپنے کمرے میں بیٹھی کسی غیر منتہی نقطے کو گھور
رہی تھی وہ بالکل خاموش بیٹھی تھی کسی پتھر کی طرح

دانیال کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظر سامنے ہی بیڈ پر بیٹھی
دانیال پر پڑی جو گم سم سی بیٹھی ہوئی تھی

دانیال نے بہت غور سے دانیال کو دیکھا اس کے بال بکھرے
ہوئے تھے دوپٹہ بائیں کندھے پر بے نیاز جھول رہا تھا وہ ویسی
دانیال بالکل نہیں دکھائی دے رہی تھی جیسی وہ پہلے تھی اس نے تو
اپنا خیال رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا

دانیال چلتا ہوا دانیال کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو دانیال آہستہ سے اس کے بکھرے ہوئے
بال اپنے ہاتھوں سے اکٹھے کرتے ہوئے نرمی سے بولا تو دانیال نے
آہستہ سے نظریں اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھا اور آہستہ سے نفی
میں سر ہلایا

اچھا کھانا کھایا تم نے۔ دانیال نے بہت نرمی سے دانیال کے بال
جو رے میں قید کر کے اس کے بالوں پر آہستہ سے کیچر لگاتے
ہوئے بولا تو دانیال نے دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے پھر سے نفی
میں سر ہلایا جبکہ منہ سے وہ کچھ نہیں بولی تھی

چلو پھر اٹھو جلدی سے چینج کر کہ آؤ آج بڑی اماں کی طبیعت بھی
کچھ بہتر ہے آج ہم سب ساتھ میں کھانا کھائیں گے دانیال دانیال کا
دوپٹہ اس کے دونوں شانوں پر پھیلاتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولا
وہ اس سے بالکل کسی بچی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا اور اتنے عرصے

میں دانیر کی معصومیت نے دانیال کے دل میں اپنی جگہ بنالی تھی
اور دانیر اب دانیال کے لیے اہم بنتی جارہی تھی

دانیر نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا اور وہاں سے اٹھ کر چلیج
کرنے چلی گئی وہ بالکل ضد نہیں کرتی تھی بلکہ دانیال کا کہا تو وہ
اس طرح مانتی تھی جیسے اس کے لیے دانیال ہی سب سے زیادہ
اہم ہو اور اس کے پاس بچا بھی تو وہی تھا اس کا شوہر اس کا محرم
اس کے علاوہ جسے وہ اپنا سب کچھ مانتی تھی وہ تو اسے چھوڑ کر جا
چکی تھی

دانیال نے پھکی مسکراہٹ سے دانیر کو جاتے ہوئے دیکھا اور پھر
ایک صبر کا گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اب ان کے پاس
صرف صبر ہی تھا اور کچھ نہیں اس نے دانیر کو واپس زندگی کی
طرف لانا تھا اور اس میں وہ کامیاب ہو رہا تھا یہ تو سچ تھا کہ ان کی

خوشیاں ان سے روٹھ گئی تھی مگر وہ پوری کوشش کر رہا تھا وہ
زرخان کو ڈھونڈ لے تاکہ وہ بیلا کو واپس لاسکے اور اس حویلی کو
بھی زرخان کی بے حد ضرورت تھی وہ زرخان اور بیلا دونوں کو
واپس لانا چاہتا تھا اس کے لیے وہ اپنی طرف سے بھرپور کوشش
کر رہا تھا

زرخان بھاگتا ہوا ہسپتال میں داخل ہوا تھا ریسپشن پر پہنچتے ہی
ایک لڑکی اسے پہچان چکی تھی آخر زرخان سکندر کو کون نہیں
جانتا تھا مگر اسے پہلے سے اطلاع دے دی گئی تھی کہ زرخان
سکندر جب آئے تو اسے ڈاکٹر کے کیمین میں بھیج دیا جائے

اس لیے زرخان کے پوچھنے سے پہلے ہی ریسپشن پر
بیٹھی وہ لڑکی اسے زرخان کو ڈاکٹر کا بتا چکی تھی
زرخان تیز تیز قدم لیتا ڈاکٹر کے کعبین میں پہنچا تھا جبکہ دستک
دینے کی ضرورت نہیں پڑی تھی کیونکہ دروازہ پہلے سے کھلا ہوا
تھا

ہیلو مسٹر زرخان آئیے آپ کا ہی انتظار تھا ڈاکٹر شاہد زرخان کے
انتظار میں ہی بیٹھی تھی اس لیے اسے دیکھتے ہی اپنی کرسی سے
کھڑی ہو گئی اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا

جی ڈاکٹر بولیں کہاں ہیں وہ پیشینٹ زرخان ڈاکٹر کے سامنے والی
کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

پشینٹ آئی سی یو میں ہے آپ آرام سے بیٹھیں مجھے آپ سے
تفصیلی بات کرنی ہے ڈاکٹر زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ڈاکٹر نے اپنے دراز سے ایک فائل نکالی اور اسے زر خان کی

جانب بڑھایا

یہ تصویر دیکھیں آپ یہ پیشنت آپ کی کیا لگتی ہیں ڈاکٹر فائل
کھول کر زر خان کو دکھاتے ہوئے بولیں جبکہ فائل پر موجود

تصویر پر نظر پڑتے ہی زر خان کی دھڑکنیں ایک دم سے تھمی تھی
کیونکہ وہ تصویر کسی اور کی نہیں بلکہ عینا کی تھے

شی از مائی وائف ڈاکٹر یہ میری بیوی ہے کہاں پر ہیں یہ مجھے ان
سے ملنا ہے زر خان ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

ریلیکس مسٹر زر خان آپ کچھ دیر بیٹھ کے میری تفصیلی بات سن
لیں اس کے بعد آپ کو میں آپ کی وائف کے پاس لے جاؤں
گی ڈاکٹر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اسے سمجھانے کے انداز

میں بولی تو زرخان اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا

دیکھیں مسٹر زرخان جب انہیں یہاں لایا گیا تھا تو ان کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے کیونکہ ان کے وجود میں سات گولیاں پوسٹ ہو چکی تھیں اور ان کے سر پر بھی کافی گہری چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے خون بہت بہہ گیا تھا ان کی سانسیں بہت کم تھی لیکن ہم نے 24 گھنٹوں کی انتھک محنت کے بعد بہت مشکل سے ان کا آپریشن کمپلیٹ کیا مگر ہمیں اس بات کا بہت افسوس ہوا جو آپریشن ہونے کے بعد پیشینٹ ور بل ہونے کے بجائے کوما میں چلی گئی ہمیں پہلے سے شک تھا کیونکہ ان کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے اگر وہ بچ بھی جاتی تو ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ معذور ہو سکتا تھا یا پھر وہ اپنی یادداشت بھی کھو سکتی تھی مگر ایسا کچھ نہیں ہوا

بلکہ وہ کوما پیشنٹ بن چکی ہیں پچھلے چار دن سے یہاں پہ ان کا
بہت خیال رکھا جا رہا ہے مگر ان کا جسم زخموں سے بھرا پڑا ہے ہم
نہیں جانتے کہ وہ کیسے بچ گئی کیونکہ ہمارے لیے انہیں بچانا بہت
مشکل تھا شاید یہ خدا کا معجزہ ہے جو وہ ابھی تک زندہ ہیں لیکن ان
کا پروپر علاج پاکستان میں موجود نہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ
کی جلدی ریکور کریں تو آپ انہیں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کے پاس
لے جائیں ڈاکٹرز خان کی طرف دیکھتی ہوئی بہت نرمی سے
بول رہی تھی جبکہ زر خان اپنے دل کو تھامے ڈاکٹر کی ایک ایک
بات کو بہت غور سے سن رہا تھا

زر خان کے سر پر ایک دم آسمان گرا تھا پیروں تلے زمین نکل چکی
تھی اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے اسی یقین نہیں ہو
رہا تھا کہ اس کی عین زندہ ہے مگر کوما میں ہے

چلیں آپ کو آپ کی وائف سے ملواتے ہیں ڈاکٹر ہلکا سا مسکراتے
ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تو زرخان بھی جلدی سے اپنی کرسی سے
اٹھا

مسٹر زرخان آپ اندر جاسکتے ہیں مگر یہاں سے جانے سے پہلے
آپ مجھ سے لازمی مل کر جائیے گا ڈاکٹر آئی سی کے دروازے
کے آگے کھڑے ہوتے ہوئے زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے
بولی تو زرخان نے صرف ہاں میں سر ہلایا اور جلدی سے آئی سی یو
کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا

زرخان کمرے میں داخل ہوا اور تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ
نظریں اٹھا کر سامنے بیڈ کی جانب دیکھا جہاں اس کی متاعِ جاں
مشینوں میں جکڑی ہر چیز سے بے پرواہ کسی اور جہاں میں تھی

زر خان آہستہ آہستہ قدم لیتا ہوا بیڈ کے قریب بڑھا جبکہ نظریں
صرف عینا کے چہرے پر تھی جس کا چہرہ آکسیجن ماسک لگنے کی
وجہ سے واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا

زر خان ایک لمبا سانس لیتے ہوئے عینا کا ڈرپ لگا ہاتھ پکڑنا چاہا
مگر یہ کیا ہاتھ آگے بڑھاتے ہی زر خان کے ہاتھ بری طرح کانپ
رہے تھے آج زر خان سکندر جو ظالموں کو کانپنے پر مجبور کرتا تھا
آج اپنی بیوی کو زندہ دیکھ کر اپنی زندگی کو دوبارہ زندگی کی طرف
آتے دیکھ کر اس کا وجود کانپ اٹھا تھا

زر خان نے آہستہ سے عینا کا ہاتھ تھاما سے ابھی بھی یقین نہیں ہو
رہا تھا کہ عینا زندہ ہے اس کی زندگی بالکل ٹھیک ہے بس کچھ
امتحان ہیں کچھ آزمائشیں ہیں جو اب زر خان کو پوری کرنی ہے

زر خان نے عینا کا لمس محسوس کرتے بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے
بے قرار لبوں سے لگایا تھا وہ دیوانہ وار اس کے ہاتھ کو چوم رہا تھا
مجھے یقین تھا مجھے پتہ تھا کہ میرا خدا مجھ سے اتنا ناراض نہیں ہو
سکتا کہ وہ مجھ سے میری زندگی ہی چھین لے مجھے پتہ تھا کہ وہ
بہت کریم ہے وہ بہت رحیم ہے وہ تمہیں مجھ سے نہیں چھینے گا
زر خان عینا کی روشن پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا اور اسے پتہ
ہی نہیں چلا کہ کب اس کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر کب
عینا کے ماتھے پر گرے

زر خان بے اختیار پیچھے ہٹا اور وہیں ہاسپٹل کی سرزمین پر گھٹنوں
کے بل بیٹھتا ہوا سجدے میں گر گیا

یا اللہ میں تیری کس کس نعمت کا شکر ادا کروں بے شک تو مرنے
والوں کو سانسیں بخش سکتا ہے تو ہمیشہ بہترین سے نوازتا ہے

میرے خدا میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں میرے مولا زر خان
سجدے میں اپنے رب کے حضور پیش ہوتے روتے ہوئے اپنے
خدا کا شکر ادا کر رہا تھا

میرے اللہ مجھے معاف کر دے میں بہت عام سا بندہ ہوں میری
اتنی اوقات نہیں مگر تو نے ہمیشہ مجھے میری اوقات سے بڑھ کر
دیا یا اللہ مجھے ساری آزمائشیں قبول ہیں مجھے سب کچھ قبول ہے
اگر تو اس میں راضی ہے تو میں بھی اس میں راضی ہوں زر خان
سجدے سے اپنا چہرہ اٹھا کر اپنے ہاتھ دعا کی صورت میں پھیلاتے
ہوئے اپنے خدا سے مخاطب تھا

زر خان کے لیے اتنا کافی تھا کہ اس کی عین زندہ ہے اس کا کوما میں
جانا اس کی ایک آزمائش تھی اور اس آزمائش کو پار کرنے کے
لیے زر خان بالکل تیار تھا وہ اپنے خدا کا جتنا شکر ادا کرتا اتنا کم تھا

زار و قطار روتے ہوئے اپنے خدا کا صرف شکر ادا کر رہا تھا بے
شک خدا نے اپنے قرآن میں لکھا ہے (کہ وہ تمہاری من پسند چیز
تم تک اس طرح لائے گا کہ تم خود حیران رہ جاؤ گے)

خدا نے عینا کو بخش کر ایک معجزہ کیا تھا اور وہ معجزہ زر خان کی
زندگی تھا کیونکہ حور العین سکندر زر خان سکندر کی سانسوں سے
منسلک تھی اگر اسے کچھ ہو جاتا تو زر خان سکندر ایک پل بھی زندہ
نہ رہ پاتا

زر خان نے اپنا آنسو سے تر چہرہ صاف کرتے ہوئے عینا کی طرف
دیکھا جو پیٹوں سے لپٹی مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی اس کی ایک
ایک سانس کی آواز سامنے لگی مشینوں میں گونج رہی تھی وہ
تکلیف کی انتہا پر تھی ان چار دنوں میں ہی اس کا وجود ڈھے سا گیا
تھا جسم کا رنگ فقط پیلا ہو چکا تھا آنکھیں جنہیں دیکھنے کے لیے

زرخان ہمیشہ بے تاب ہوتا تھا جن کی سبز چمک زرخان کو نئی
زندگی کی طرف لاتی تھی وہ آج اس سختی سے بند تھی
میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا عین تمہیں میرے خدا نے
مجھے دیا ہے تم پر میں اب ایک آنچ بھی نہیں آنے دوں گا یہاں
سے بہت دور لے جاؤں گا میں تمہیں جہاں پر تمہارے اور
میرے سوا کوئی نہ ہو میں تمہیں دوبارہ پاکستان لے کر کبھی نہیں
آؤں گا عین وہ حویلی ہمیشہ تمہیں تکلیف دینے کا سبب بنی ہے تم تو
کیا میں بھی کبھی اس حویلی میں قدم نہیں رکھوں گا کبھی بھی نہیں
میں تمہیں اور اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے بہت دور چلا جاؤں گا
زرخان عینا کے ماتھے کو بار بار اپنے لبوں سے چومتے ہوئے ازل
سے بول رہا تھا

اور پھر اگلے ہی دن وہ رات کے اندھیرے میں حویلی سے بیلا کو
لے آیا تھا اور اسی دن وہ عینا اور بیلا کو لے کر بغیر کسی کو بتائے
پاکستان چھوڑ کر لندن چلا گیا تھا

ڈاکٹر سے اسے تمام معلومات مل چکی تھی عینا کو کوئی دوا جنبی
عمورتیں ہاسپٹل لے کر آئی تھی

جب عینا پر میٹھیر نے گولیاں چلائی تھی تب وہ بلڈنگ کی کھڑی
والی سائیڈ پر کھڑی تھی اور وہ ونڈ و بلڈنگ کی پچھلی سائیڈ کو کھلتی
تھی گولیاں لگنے کی وجہ سے عینا اس کھڑکی سے باہر کی طرف
گری تھی نیچے مٹی کے ڈھیر تھے اس لیے عینا کو زیادہ چوٹیں
نہیں آئیں تھی مگر ایک پتھر سے اس کا سر بری طرح ٹکرایا تھا
جس کی وجہ سے اس کے سر پر گہری چوٹ آئی تھی جب بلاسٹ
ہوا تو وہی مٹی عینا کے وجود کو ڈھانپ چکی تھی شاید یہی وجہ تھی

کہ خدا کو یہ منظور نہیں تھا کہ عینا کو نقصان پہنچے اس لیے بلاسٹ
کی وجہ سے اڑنے والی مٹی سے اس کا وجود چھپ چکا تھا جس کی
وجہ سے عینا کو کوئی ڈھونڈ نہیں سکا تھا مگر جب دو عورتیں اسی
روڈ سے گزر رہی تھیں تو انہیں اس مٹی کے ڈھیر کے باہر سے کسی
کا ہاتھ دکھائی دیا تو وہ جلدی سے آگے بڑھیں اور اس کے چہرے
سے مٹی ہٹائی پہلے تو انہیں لگا کہ وہ مر چکی ہے مگر اس کی مدھم
انسوں سے اندازہ ہوا کہ یہ وجود سانس لے رہا ہے اور س چلتی
زندہ ہے عینا کو سانس لیتے دیکھ کر ان دونوں نے جلدی سے

عینا کو سہارا دیا اور گاڑی میں بٹھا کر ہاسپٹل پہنچایا

عینا جب ہاسپٹل پہنچی تو اس کی حالت بہت خراب تھی یوں کہا
جائے کہ اس کا بچنا ناممکن تھا اس کے جسم سے سات گولیاں
نکالتے ہوئے ڈاکٹر زخموں پریشان تھے کیونکہ انہوں نے ایسے

بہت سے کیسز دیکھے تھے جن میں تین سے چار گولیاں لگنے سے
ہی انسان موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے مگر یہ پہلی اتنی بہادر
لڑکی انہوں نے دیکھی تھی جس کے جسم پر پہلے بھی بہت
گولیوں کے نشان موجود تھے اور اب بھی اس کا جسم اس قابل
نہیں تھا مگر پھر بھی وہ سانس لے رہی تھی ڈاکٹر ز نے بھی اپنی
پوری جان لگاتے ہوئے 24 گھنٹوں کے آپریشن کے بعد عینا کو
واپس زندگی طرف کہ زندگی کی طرف آتے دیکھا تھا مگر ان کو
اس بات کا بہت افسوس ہوا تھا کہ وہ کوما میں جا چکی ہے
زر خان نے ان ڈاکٹر ز کا اور عینا کو اس ہاسپٹل میں لانے والی
عمورتوں کا دل سے شکریہ ادا کیا تھا اور لندن جانے سے پہلے وہ
ہاسپٹل میں شیرازی سکندر سے مل کر آیا تھا وہ انہیں بتا آیا تھا کہ
عینا زندہ ہے اور وہ عینا کو لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لندن جا رہا

ہے اور وہ کبھی دوبارہ عینا کا سامنا ان سے نہیں ہونے دے گا
کیونکہ اس سب میں وہ شیرازی سکندر کو قصور وار سمجھتا تھا مگر وہ
اتنا ظالم دل بھی نہیں تھا کہ وہ شیرازی سکندر کو اتنے بڑے دکھ
میں جینے دیتا اس لیے اس نے عینا کے زندہ ہونے کی اطلاع دے
دی اور شیرازی سکندر کی ایک بھی بات سنے بغیر وہاں سے نکل
گیا

جبکہ شیرازی سکندر کے لیے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ ان کی بیٹی
زندہ ہے چاہے وہ ساری زندگی ان سے نہ ملتی انہیں باپ نہ مانتی
مگر وہ زندہ رہتی پھر چاہے انہیں اپنی بیٹی کی زندگی سے بہت دور
ہی کیوں نہ رہنا پڑتا وہ رہنے کو تیار تھے

عینا کے جانے کے بعد حویلی میں ہر طرف ویرانیاں پھیل چکی
تھیں شیرازی سکندر کو فالج کا اٹیک ہونے کی وجہ سے ان کا علاج
پاکستان میں موجود نہیں تھا اس لیے حارث اور ارحم انہیں لے
کر کینیڈا شفٹ ہو چکے تھے پچھلے چھ ماہ سے شیرازی سکندر کا
علاج چل رہا تھا اور حارث اور ارحم میں سے کوئی بھی دوبارہ
پاکستان واپس نہیں آیا تھا وجہ شیرازی سکندر کی صحت تھی جو دن
بدن خراب ہو رہی تھی وہ جتنا جلدی چاہتے تھے کہ ان کا علاج ہو
جائے اتنا ہی شیرازی سکندر کی طبیعت بگڑتی جاتی تھی جس کی
وجہ سے ان دونوں میں سے ابھی تک کوئی بھی پاکستان واپس

نہیں آسکا تھا جب کہ لائے اور فاریہ جو صرف ایک ہی دن کی
دلہن بنی تھی اس کے بعد ان کی زندگی دوبارہ اپنی روٹین میں آ
چکی تھی کہیں سے بھی محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ شادی شدہ ہیں
لائے حادثہ سے بے حد ناراض تھی وہ حادثہ سے بات تک
نہیں کرتی تھی جبکہ فاریہ جب بھی بات کرتی تھی بس شیرازی
سکندر کی طبیعت کا پوچھ کر فون کاٹ دیتی تھی ان سب کی زندگی
نے رخ پلٹا تھا حویلی میں اب کوئی بھی ایک ساتھ بیٹھ کر دکھ سکھ
نہیں کرتا تھا بلکہ جب بھی وہ سب ایک ساتھ بیٹھتے تھے وہ لوگ
صرف عینا کو یاد کر کے روتے ہی تھے کیونکہ حویلی میں ابھی تک
کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ عینا زندہ ہے جبکہ سائمن بیگم حیدر
صاحب اور دانیال کے ساتھ ابھی تک حویلی میں ہی موجود تھیں
وہ لوگ واپس جانا چاہتے تھے لیکن بڑی اماں نے انہیں واپس

ہر گز نہیں جانے دیا تھا اور دانیال اس لیے نہیں گیا تھا کیونکہ اس کے سر پر دانیر کی ذمہ داری تھی وہ اس حالت میں دانیر کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ روز اسے روتا بلکتا دیکھتا تھا اس سے دانیر کو ایسے سنبھالنا بے حد مشکل ہو چکا تھا اس لیے وہ نے خود ہی دانیر کی رخصتی کروا کر اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا مگر دانیر ابھی تک دانیال کے ساتھ بالکل اجنبی کی طرح رہتی تھی جبکہ دانیال اسے بھرپور خیال رکھتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عینا کے لیے دانیر اور بیلا کیا اہمیت رکھتی ہیں اس لیے دانیر کو تکلیف پہنچانے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ تو دانیر کو بہت اچھے سے سنبھال رہا تھا کیونکہ زر خان اور بیلا کے جانے کے بعد وہ اور زیادہ ٹوٹ گئی تھی کیونکہ عینا کے بعد بیلا اس کا واحد سہارا تھے جس سے زر خان اپنا ساتھ لے کر جا چکا تھا اور کسی کو اس کا آنا پتہ تک

نہیں تھا سب کو صرف اتنا پتہ تھا کہ زر خان حویلی چھوڑ کر بیلا کو
ساتھ لے کر یہاں سے جا چکا ہے

اس وقت دانیال اپنے کمرے میں بیٹھی کسی غیر منتہی نقطے کو گھور
رہی تھی وہ بالکل خاموش بیٹھی تھی کسی پتھر کی طرح

دانیال کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظر سامنے ہی بیڈ پر بیٹھی
دانیال پر پڑی جو گم سم سی بیٹھی ہوئی تھی

دانیال نے بہت غور سے دانیال کو دیکھا اس کے بال بکھرے
ہوئے تھے دوپٹہ بائیں کندھے پر بے نیاز جھول رہا تھا وہ ویسی
دانیال بالکل نہیں دکھائی دے رہی تھی جیسی وہ پہلے تھی اس نے تو
اپنا خیال رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا

دانیال چلتا ہوا دانیال کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا

کیا ہوا کیا سوچ رہی ہو دانیال آہستہ سے اس کے بکھرے ہوئے
بال اپنے ہاتھوں سے اکٹھے کرتے ہوئے نرمی سے بولا تو دانیال نے
آہستہ سے نظریں اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھا اور آہستہ سے نفی
میں سر ہلایا

اچھا کھانا کھایا تم نے۔ دانیال نے بہت نرمی سے دانیال کے بال
جو رے میں قید کر کے اس کے بالوں پر آہستہ سے کیچر لگاتے
ہوئے بولا تو دانیال نے دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے پھر سے نفی
میں سر ہلایا جبکہ منہ سے وہ کچھ نہیں بولی تھی

چلو پھر اٹھو جلدی سے چینج کر کہ آؤ آج بڑی اماں کی طبیعت بھی
کچھ بہتر ہے آج ہم سب ساتھ میں کھانا کھائیں گے دانیال دانیال کا
دوپٹہ اس کے دونوں شانوں پر پھیلاتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولا
وہ اس سے بالکل کسی بچی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا اور اتنے عرصے

میں دانیر کی معصومیت نے دانیال کے دل میں اپنی جگہ بنالی تھی
اور دانیر اب دانیال کے لیے اہم بنتی جارہی تھی

دانیر نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا اور وہاں سے اٹھ کر چلیج
کرنے چلی گئی وہ بالکل ضد نہیں کرتی تھی بلکہ دانیال کا کہا تو وہ
اس طرح مانتی تھی جیسے اس کے لیے دانیال ہی سب سے زیادہ
اہم ہو اور اس کے پاس بچا بھی تو وہی تھا اس کا شوہر اس کا محرم
اس کے علاوہ جسے وہ اپنا سب کچھ مانتی تھی وہ تو اسے چھوڑ کر جا
چکی تھی

دانیال نے پھکی مسکراہٹ سے دانیر کو جاتے ہوئے دیکھا اور پھر
ایک صبر کا گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اب ان کے پاس
صرف صبر ہی تھا اور کچھ نہیں اس نے دانیر کو واپس زندگی کی
طرف لانا تھا اور اس میں وہ کامیاب ہو رہا تھا یہ تو سچ تھا کہ ان کی

خوشیاں ان سے روٹھ گئی تھی مگر وہ پوری کوشش کر رہا تھا وہ
زرخان کو ڈھونڈ لے تاکہ وہ بیلا کو واپس لاسکے اور اس حویلی کو
بھی زرخان کی بے حد ضرورت تھی وہ زرخان اور بیلا دونوں کو
واپس لانا چاہتا تھا اس کے لیے وہ اپنی طرف سے بھرپور کوشش
کر رہا تھا

بیلا اس وقت عینا قریب ہی بیٹھی اپنے سکول کا ہوم ورک کر رہی
تھی اور زرخان اسے بہت نرمی سے ہوم ورک کرنا سکھا رہا تھا
ڈیڈ یہ ٹیچر نے دیا تھا وہ بول رہی تھی کہ اپنے ڈیڈ کو دے دینا بیلا
اپنے بیگ سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر زرخان کی طرف

بڑھاتے ہوئے بولی تو زر خان نے حیرت سے اس باکس کی
طرف دیکھا

زر خان نے بیلا کے ہاتھ سے وہ باکس پکڑا اور اسے الٹ پلٹ کر
کے دیکھنے لگا وہ کافی چھوٹے سائز کا باکس تھا

زر خان نے اس باکس کو کھولا تو اسے اس باکس میں سے ایک
چھوٹی سی چیٹ دکھائی دی اس میں وہ چٹ نکال کر دیکھا جس پر یو
فرام مسسرز ٹوبی لکھا تھا یعنی وہ لڑکی اتنی ڈھیٹ تھی کہ بغیر خوف
کے زر خان کو اس طرح کے الفاظ لکھ کر بھیج رہی تھی

زر خان کو اس پر بہت غصہ آیا اس نے وہ چٹ سائیڈ پر کی اور ڈبے
پر ایک میں نظر ڈالی جس میں ایک گولڈن کلر کی گھڑی چمک رہی
تھی وہ گھڑی دیکھنے سے ہی کافی برینڈ ڈلگ رہی تھی اور وہ

خوبصورت بھی تھی مگر زر خان کو وہ بالکل بھی خوبصورت نہیں

لگی تھی نہ ہی بیلا کی ٹیچر کی یہ حرکت اسے پسند آئی تھی زر خان کا
دل کیا کہ ابھی جا کر اس کا دماغ ٹھکانے لگا دے

زر خان وہ باکس پھینکنے کے لیے اٹھا ہی تھا جب اس کے دماغ میں
کچھ کلک ہوا اس نے شرارت سے چمک دی آنکھوں سے عینا کی
طرف دیکھا یقیناً وہ کچھ الٹا کرنے والا تھا

پرنسز آپ کی ٹیچر نے اس میں لکھا ہے کہ مسس زر خان ٹوبی نے
زر خان سکندر کے لیے ایک گفٹ بھیجا ہے کتنی پیاری واج ہے
مجھے تو بہت خوبصورت لگی زر خان وہیں بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بیلا کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا تو بیلا نے ایک حیران سی نظر اٹھا کر

زر خان کی طرف دیکھا تو زر خان نے اسے صرف خاموش رہنے
کا اشارہ کیا

واچ کافی پیاری ہے اور اظہار کرنے کا طریقہ بھی بہت
خوبصورت ہے سوچ رہا ہوں کہ آپ کے لیے دوسری ماما
انتظام کر ہی دوں آپ بھی تو اکیلی بور ہوتی ہوں گی ناز خان
بات بیلا سے کر رہا تھا مگر وہ دیکھ عینا کی طرف رہا تھا کیونکہ عینا
کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے یعنی وہ اس کی تمام باتیں
سن رہی تھی

بٹ ڈیڈ۔۔۔!! بیلا نے زر خان سے کچھ بولنا چاہا جبکہ زر خان
اسے اشارہ کرتے ہوئے دوبارہ خاموش کر واچکا تھا
مجھے پتہ ہے پرنسز آپ کو بھی دوسری مام کی ضرورت ہے اور
آپ کی ٹیچر تو بیسٹ رہیں گی بس میں اگلے ہفتے اپنی میٹنگ سے
واپس آ جاؤں پھر آپ کی ٹیچر کو گھر بلائیں گے تاکہ انہیں جلد ہی
آپ کی دوسری مام بنا سکیں زر خان عینا کے خوبصورت چہرے کو

اپنی آنکھوں سے نہار اتا ہوا بول رہا تھا جبکہ عینا کے تاثرات غصے کی صورت لے رہے تھے یقیناً اگر اس وقت وہ اپنے ہوش میں ہوتی تو اب تک زر خان سکندر صحیح سلامت اس کے قریب اس کے بیڈ پر موجود نہ ہوتا

چلو پر نسز یہ پلاننگ تو ہم میں کریں گے فلحال مجھے صبح نکلنا ہے ابھی آپ اٹھیں اور اپنے روم میں چل کر سو جائیں رات کافی ہو چکی ہے صبح آپ کو سکول بھی جانا ہے زر خان بیڈ سے اٹھتے ہوئے بیلا کو اپنا بازو میں اٹھا چکا تھا جبکہ بیلا مسلسل کچھ نہ کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی اور زر خان بار بار اسے چپ کروا رہا تھا بھلا وہ کہاں برداشت کر سکتی تھی عینا کی جگہ کسی اور کو زر خان کی یہ باتیں کرنا بیلا کو بہت برا لگ رہا تھا اس سے پہلے کہ بیلا کچھ نہ کچھ بول کر زر خان کے کیے کرائے پر پانی پھیرتی زر خان اسے لیتا ہوا

کمرے سے نکل گیا جبکہ پیچھے سے عینا کا غصے سے برا حال تھا دل تو
اس کا چہرہ تھا کہ وہ اٹھ کر زر خان کو گولی مار دے مگر وہ بے بس
تھی وہ اٹھ نہیں سکتی تھی

ڈیڈ یہ آپ کیا بول رہے تھے مجھے کوئی مام نہیں چاہیے مجھے بس
میری مام چاہیے اور میں ہمیشہ ان کے پاس رہوں گی اور میں ان
کے ساتھ بور نہیں ہوتی وہ میری مام ہے بیلا زر خان کی طرف
دیکھتی ہوئی غصے سے بولی تو زر خان نے مسکرا کر بیلا کی طرف
دیکھا جو غصہ کرتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی چھوٹا
سانا ناک مزید پھلا پھلا کر وہ زر خان سے ناراض ہو
رہی تھی

آپ کی مام کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا ہمیں آپ کی مام کو ٹھیک
کرنا ہے اس لیے ہمیں تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی یہ میرا اور

آپ کا سیکرٹ ہے اور آپ یہ بات اپنی مام کو نہیں بتائیں گی
زر خان بیلا کے پھولے ہوئے گالوں کو چومتے ہوئے بولا
ایسے مام ٹھیک ہو جائیں گی بیلا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے
معصومیت سے بولی

ہاں جی ایسے آپ کی مام بالکل ٹھیک ہو جائیں گے بس آپ نے یہ
سیکرٹ اپنی موم کو نہیں بتانا اوکے زر خان بیلا کو نرمی سے بیڈ پر
لٹا کر اس پر بلیںکٹ اوڑھتے ہوئے بولا تو بیلا نے مسکرا کر ہاں میں
سر ہلایا

اوکے اب میری پرنسز سو جائے ہم صبح ملیں گے زر خان بیلا کی
پیشانی پر لب رکھتے ہوئے بولا تو بیلا نے مسکرا کر آنکھیں بند کر
لیں تو زر خان بھی مسکرا کر بیلا کی طرف ایک آخری نظر ڈالتے
ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا

ابھی صبح ہی ڈاکٹر نے زر خان کو بتایا تھا کہ عینا اب کسی بھی وقت
ہوش میں آسکتی ہے پھر چاہے اسے کچھ دن یا کچھ ہفتے لگ سکتے
ہیں مگر وہ اب جلد ہی ہوش میں آجائے گی کیونکہ اس کے
سارے زخم بھی بھر چکے تھے اور وہ خود کوریکور بھی بہت جلدی
کر رہی تھی

اب بس زر خان کو کچھ ایسا کرنا تھا کہ عینا ہفتوں کی بجائے دنوں
میں ہوش میں آجائے اور زر خان کو اس سے بہتر کوئی ترکیب
نہیں سو جھی تھی تو وہ عینا کے سامنے اپنی دوسری شادی کی باتیں
کرے اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ عینا ہر چیز برداشت کر لے گی مگر
زر خان کے منہ سے کسی اور کا نام لینا ہر گز برداشت نہیں کرے
گی اس لیے اس نے جان بوجھ کر عینا کے سامنے وہ سب بولا تھا
کیونکہ عینا کے چہرے کے تاثرات وہ بہت غور سے دیکھ چکا تھا

زر خان کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اور اپنی
مسکراہٹ دباتا ہوا بیڈ پہ آ کر عینا کے قریب ہی لیٹ گیا ایک بار
اس نے گردن موڑ کر عینا کے چہرے کی طرف دیکھا جو غصے کی
وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا یعنی اندر جوالہ مکھی پھٹنے کو تیار تھا زر خان
نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی کیونکہ عینا آج پہلی
بار جیلس ہو رہی تھی اور زر خان کو اس کا جیلس ہونا بہت منفرد
لگا

زر خان نے اپنے پاس پڑا فون اٹھا کر کان سے لگایا اور ڈرامائی انداز
میں بولنے لگا

داؤد میری ساری میٹنگ انہی چار دنوں میں ارنج کر دو میں بس
ساری میٹنگز انہی چار دنوں میں نیٹا کر واپس آنا چاہتا ہوں کیونکہ
واپس آ کر مجھے اپنی دوسری بیوی کا انتظام بھی کرنا ہے زر خان

فون کام سے لگاتے ہوئے بول رہا تھا جب کہ نظریں عینا کے
چہرے کا طواف کر رہی تھی

ہاں ٹھیک ہے تم تمام انتظام کرو بس صبح ہی پہنچ رہا ہوں اور ہاں
جہاں سے میں نے اپنی پہلی بیوی کے لیے شاپنگ کی تھی اسی جگہ
پر میں دوبارہ اپنی دوسری بیوی کے لیے بھی شاپنگ کرنا چاہتا
ہوں اس لیے اس چیز کا بھی انتظام کر کے رکھنا زرخان اب جان
بوجھ کر شیرنی کے منہ میں ہاتھ ڈال رہا تھا

چلو ٹھیک ہے پھر صبح ملتے ہیں خدا حافظ زرخان دلکشی سے مسکراتا
ہو عینا کی طرف دیکھ رہا تھا جب اس نے کوئی فون کال کی ہی
نہیں تھی تو وہ فون کس کا کاٹا وہ تو جان بوجھ کر ایک ڈرامہ رچا رہا
تھا جس میں اسے عینا کے ایسپریشن دیکھنے تھے اور اس وقت عینا

کے چہرے کے تاثرات کچھ ایسے تھے جیسے وہ اب بھی اٹھ کر
زرخان کو گولی مار دے گی

خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کمرے کی
لائٹ آف کی اور اپنی کروٹ عینا کی طرف لیتے ہوئے لیٹ گیا
آج اس نے عینا کو اپنے حصار میں نہیں لیا تھا وہ ہمیشہ عینا کو اپنے
حصار میں لے کر ہی سوتا تھا مگر آج وہ عینا کے قریب نہیں گیا تھا
جو بات عینا کو بری طرح چب رہی تھی جبکہ زرخان جانتا تھا کہ
عینا ضرور اس کے حصار میں آنے کا انتظار کر رہی ہو گی مگر وہ
اپنے پیروں پر پکار ہنا چاہتا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ عینا جلد ہی
ہوش میں آجائے اس لیے اپنے جذبات پر بھی قابو پاتے ہوئے
زرخان نے آنکھیں موند لیں دل تو چاہ رہا تھا کہ ابھی اسے اپنے
باہوں میں بھر کر محبت بھرا بوسہ دے اور اس کی آغوش میں

سکون کی نیند سو جائے مگر وہ آج ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے
خود کے دل پر جبر کرتا ہوا وہ آنکھیں موند گیا

صبح زر خان آئینے کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی باندھ رہا تھا اور ساتھ
میں بار بار عینا کو بھی دیکھ رہا تھا کیونکہ اگلے پانچ منٹ میں اسے
یہاں سے پاکستان کے لیے نکلنا تھا اور واپسی اس کی چار دن بعد
ہونی تھی وہ تیار ہوتے ہوئے صرف یہ سوچ رہا تھا کہ چار دن وہ
عینا اور بیلا سے دور کیسے رہے گا جبکہ چار دن پاکستان رہنے کی وجہ
یہ تھی کہ وہ اپنے سارے کام ان چار دنوں میں ہی نیٹا کر واپس آنا
چاہتا تھا

بیلا کو وہ ناشتہ کروا کر سکول چھوڑ آیا تھا اور اب وہ خود بھی جانے
کے لیے بالکل تیار کھڑا تھا

بیگم پورے چار دن کے لیے پاکستان جا رہا ہوں تاکہ اپنی دوسری
شادی کے لیے تیاریاں کر سکوں دل تو چاہ رہا تھا کہ تم بھی اس
شادی میں شرکت کر لیتی مگر تمہارا تو اٹھنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں
اس لیے میں نے سوچا کہ جب تم ہوش میں آؤ گی تو تمہیں
سرپرائز کی صورت میں تمہاری بہن جیسی سوتن سے ملواؤں گا
زر خان عینا کی طرف جھک کر اس کو ماتھے پر لب رکھتے ہوئے
بولا وہ خود کو عینا سے مزید دور نہیں رکھ سکتا تھا

خیر اب مجھے کافی لیٹ ہو رہی ہے اس لیے میں چلتا ہوں واپس
آؤں گا تو تمہیں اپنی دوسری بیوی سے لازمی ملواؤں گا ٹھیک ہے نا

مسسز زر خان سکندر زر خان جھک کر عینا کے کان میں سرگوشی
کرتے ہوئے بولا اور پھر اس کے گال پر شدت سے لب رکھے
ایسکیوز می سران کی میڈیسن کا ٹائم ہو چکا ہے ایک نرس کمرے
میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر بولی پچھلے چھ ماہ سے وہی عینا کا
خیال رکھ رہی تھی سارا دن کسی سائے کی طرح وہ عینا کے
قریب موجود ہوتی تھی

او کے سسٹر آپ انہیں میڈیسن دے دیجیے اور ان کا کافی خیال
بھی رکھیے گا زر خان اس نرس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پھر
اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے ایک محبت پاش نظر عینا کے وجود پر ڈالی اور
پھر مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا

زر خان کے جاتے ہی وہ نرس آگے بڑھی اور عینا کی ڈرپ چینج
کی مشین میں دیکھتے ہوئے اس نے عینا کا چیک اپ کیا اور پھر اسے
چینج کروا کر نرمی سے آرام دہ بستر پر لٹا دیا

آپ تو بہت جلدی ٹھیک ہو رہی ہیں آج تو آپ کی طبیعت بہت
بہتر ہے ہمیں امید ہے کہ آپ جلد ہی ہوش میں آجائیں گی وہ
نرس عینا کے بال تکیے پر رکھتے ہوئے مسکرا کر بولی کیونکہ آج اس
نے عینا کی طبیعت میں ایک ساتھ کافی زیادہ بدلاؤ دیکھا تھا
عینا کا دوبارہ چیک اپ کرنے کے بعد وہ نرس وہاں سے جا چکی
تھی اور اب اس کمرے میں عینا بالکل اکیلی تھی اس کانوں میں بار
بار زر خان کے بولے گا الفاظ گونج رہے تھے اور پھر کافی دیر خود
سے جدوجہد کرنے کے بعد عینا نے اپنا ہاتھ ہلایا تھا اس کے جسم
میں آہستہ آہستہ حرکت ہونے لگی تھی یعنی ہوش میں آنے کے

لیے وہ خود سے ہی لڑ رہی تھی جب کہ دوائیوں کا اثر اس پر حاوی
ہو رہا تھا کیونکہ ابھی جو ڈرپ وہ نرس اسے لگا کر گئی تھی شاید اس
میں غنودگی کا انجیکشن بھی موجود تھا جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ
عینا نیند کی اغوش میں جا رہی تھی اور پھر اٹھنے کی کوشش کرتے
کرتے عینا کب گہری نیند میں چلی گئی اور اسے خود بھی نہیں پتہ
چلا

مام۔۔۔۔۔ بیلا عینا کے بے حد قریب بیٹھی اپنے ننھے ننھے
ہاتھوں سے بیلا کا چہرہ ٹشو سے صاف کر رہی تھی اور ساتھ وہ اسے
پکار بھی رہی تھی

مام آپ کو پتہ ہے کہ سکول میں سب بچوں کو چھوڑنے ان کے
مام اور ڈیڈ آتے ہیں مگر مجھے تو بس ڈیڈ چھوڑنے جاتے ہیں مجھے تو
مام کبھی سکول چھوڑنے نہیں گئی اور نہ ہی لینے آئی پیرنٹس

میٹنگ میں بھی بس ڈیڈ ہی جاتے ہیں آپ کبھی نہیں گئی بیلا اپنے
چھوٹے چھوٹے ہاتھ عینا کے بالوں میں پھیرتے ہوئے بہت
محبت سے بول رہی تھی

عینا کو گہری نیند میں اپنے قریب اپنے بے حد قریب بیلا کا لمس
محسوس ہوا محبت بھرا نرمی سے بھرپور لمس عینا کی نیند آہستہ
آہستہ ٹوٹنے لگی

اور آپ کو پتہ ہے سکول میں بچے مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میری مام
کیوں نہیں آتی تو میں انہیں بولتی ہوں کہ میری مام سو رہی ہیں
جب وہ اٹھ جائیں گی اس دن میری مام میرے ساتھ میرے
سکول بھی چلیں گی بیلا عینا کی طرف امید بھری نظروں سے
دیکھتی ہوئی بول رہی تھی وہ منتظر تھی کہ ایک بار عینا وہ اٹھ

جائے ایک بار اسے اس کی باتوں کا جواب دے دے مگر اسے
ابھی تک اس کی کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں ملا تھا

مام اٹھ جائیں میں آپ کو بہت زیادہ مس کرتی ہوں بیلا عینا کے
سینے پر سر رکھتے ہوئے بولی تو عینا آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولنا
شروع کی مگر اچانک آنکھوں میں پڑنے والی روشنی کی وجہ سے
اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں آخر چھ ماہ بعد اس نے
اپنی آنکھیں کھولی تھیں اس لیے اسے اب تھوڑی مشکل تو پیش
آنی ہی تھی

عینا نے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولیں اور کئی بار اپنی آنکھوں کو چپکا
کر اپنی آنکھوں کا دھندلا پن دور کرنے کی کوشش کی اسے سب
کچھ ابھی دھندلا دکھائی دے رہا تھا مگر آہستہ آہستہ سے کی
آنکھوں سے وہ دھندلا پن ختم ہونے لگا تھا

عینا نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر نرمی سے بیلا کے سر پر رکھا جب کہ
بیلا جو آنکھیں بند کیے عینا کے سینے پر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی اپنے
سر پر عینا ہاتھ محسوس کر کے جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھی
مام۔۔۔۔۔ بیلا عینا کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانگی سے بولی
میری بیلا عینا نے آنکھیں کھولتے بیلا کو زور سے اپنے گلے لگایا تھا
مام مام آپ اٹھ گئی بیلا خوشی سے اچھلتے ہوئے بولی تو عینا نے
مسکرا کر اسے دیکھا اور آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی
ہاں میری بیلا عینا نے بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے بازوؤں
پھیلائے تو اگلے ہی پل بیلا اس کی باہوں میں آسمائی
مام آئی مس یو آئی مس یو ویری مچ مام میں نے آپ کو بہت مس
کیا مام میرے اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کر لیا تھینک یو اللہ
میاں بیلا عینا کے گلے لگتے ہی رونے لگ گئی تھی اور روتے روتے

ہی وہ اپنے خوبصورت الفاظوں سے اپنے اسلے سے شکر یہ بول رہی
تھی

بیلا کو اپنے لیے تڑپتا دیکھ کر عینا بھی تڑپ اٹھی تھی وہ بھی اشک
بہاتی آنکھوں سے بیلا کو خود میں بھینچ کر اپنی تڑپ کو کم کرنے کی
کوشش کر رہی تھی

میری بچی ایسے نہیں روتے عینا بیلا کو اپنے سامنے کرتے ہوئے
نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی
مام اب آپ مجھ سے دور نہیں جائیں گی نابیلا اپنی گرے آنکھوں
میں موٹے موٹے آنسو لیے بیلا کی طرف دیکھتی ہوئی معصومیت
سے بولی

نہیں میری جان ماما باپ سے کبھی دور نہیں جائیں گی عینا بیلا کے
ماتھے پر لب رکھتے ہوئے بولی تو بیلا کھلکھلاتی ہوئی عینا کے کس

کے گلے لگ گئی وہ عینا کو یوں محسوس کر رہی تھی جیسے کوئی خواب
ہو

اومائی گاڈ میم آپ کو ہوش آگیا نرس کمرے میں داخل ہوتے
ہوئے خوشی اور حیرانگی سے ملے جملے اثرات لیے عینا کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی تو عینا نے ہلکا سا مسکرا کر اثاب میں سر ہلایا
فائنلی میم آپ کو ہوش آہی ہے آپ نہیں جانتی کہ پچھلے چھ ماہ
سے آپ کے ہسپینڈ اور آپ کی بیٹی آپ کے لیے کتنا ٹرپ رہے
تھے وہ نرس عینا کہ قریب آ کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی اتنے
عرصے میں وہ بھی عینا کے کافی قریب ہو چکی تھی زر خان اور بیلا
کی اس کے ساتھ محبت دیکھ کر اسے بھی عینا سے محبت ہونے لگی
تھی وہ لڑکی بنی ہی محبتوں کے لائق تھی جسے اپنی 23 سالہ زندگی
میں کسی ایک شخص سے بھی مخلصی نصیب نہیں ہوئی تھی

میں سر کو انفارم کرتی ہوں وہ نرس عینا کی طرف دیکھتی ہوں
بولی اور وہاں سے اٹھ کر جانے لگی جب عینا نے اس کا ہاتھ پکڑ
کے اسے روک دیا

آپ کسی کو انفارم نہیں کریں گی اور بس میری تھوڑی سی ہیلپ
کر وادیں عینا اس نرس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
جی جی میم بولے میں آپ کی کیا ہیلپ کر سکتی ہوں اس نے خوش
دلی سے جواب دیا تو نے مسکراتے ہوئے اس سے کچھ سوال کیے
اور جو ہیلپ اس سے اس نرس سے چاہیے تھی اس بارے میں
اسے بتایا جس کے لیے وہ فوراً مان گئی

ٹھیک ہے میم آپ کا کام ہو جائے گا آپ بالکل فکر مت کریں وہ
نرس مسکراتے ہوئے بولی

چلو میری جان اب آپ جلدی سے فریش ہو کر آؤ تب تک آپ
کی مام بھی فریش ہو جاتی ہے ٹھیک ہے عینا بیلا کے گال پر لب
رکھتے ہوئے بولی

او کے مام بیلا چمکتے ہوئے اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی جبکہ نرس
عینا کو سہارا دیتے ہوئے بیڈ سے اٹھ رہی تھی آخر چھ ماہ بعد وہ
اپنے وجود کو حرکت میں لا رہی تھی اس لیے اسے تھوڑی مشکل
پیش آرہی تھی

اس نرس نے عینا کو دن میں کافی بار سہارا دیتے ہوئے واک
کروائی تھی تاکہ عینا کو چلنے میں مشکل نہ ہو اس نے عینا کی
ایکسر سائز بھی کروائی تھی جس کی وجہ سے عینا اب کافی حد تک
بہتر تھی مگر اس نے بیلا اور اس نرس کو دونوں کو منع کر دیا تھا کہ
زر خان کو کوئی نہیں بتائے گا کہ وہ ہوش میں آچکی ہے اور عینا کی

بات کی پیروائی کرتے ہوئے ان دونوں نے ہی زر خان کو کوئی
خبر نہیں دی تھی

عینا نے اس نرس کے فون سے دانش کو کال کی تھی کیونکہ اسے
حویلی کی تمام معلومات لینی تھی مگر دانش اس بات کا یقین ہی
نہیں کر رہا تھا کہ عینا زندہ ہے عینا نے بہت مشکل سے دانش کو یہ
یقین دلایا تھا کہ وہ زندہ ہے اور بالکل ٹھیک ہے اور پھر عینا جو جو
پوچھتی گئی دانش ہر بات عینا وہ بتاتا گیا حویلی میں سب کے
بکھرے گئے رشتے شیرازی سکندر کی طبیعت بڑی اماں کا بیمار رہنا
اور دانیہ کا تنہا رہنا دانیہ کا حویلی سے غائب رہنا دانیہ کی رخصتی
اور حویلی کے مکینوں کا بکھر جانا دانش نے سب کچھ عینا وہ بتا دیا تھا

جسے سن کر وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے بعد سب کچھ بکھر چکا تھا
اسے یقین نہیں ہو رہا تھا حویلی کے مکین ایک دوسرے کو جوڑتے
تھے مگر اب وہ سب ایک دوسرے سے الگ تھے کسی کی بھی
زندگی صحیح پٹری پر نہیں چل رہی تھی عینا کو اس بات کا بہت دکھ
ہی تھا مگر سب سے زیادہ تکلیف دہ بات اس کے لیے یہ
کہ شیرازی سکندر چھ ماہ سے ایک بیماری میں مبتلا ہیں چاہے
انہوں نے بیلا کے ساتھ ٹھیک نہیں کیا تھا مگر وہ تھے تو اس کے
باپ ہی ناعینا کا دل تڑپ اٹھا تھا ان کی حالت کا سن کر اس لیے
اس نے اس نرس کی مدد لیتے ہوئے اپنی اور بیلا کی کینیڈا کی ٹکٹ
بک کروائی تھی اور اگلی ہی صبح ان دونوں کی فلائٹ تھی جبکہ اس
بارے میں عینا نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا اور نرس کو بھی سختی
سے منا کیا تھا کہ وہ زرخان کو کچھ نہیں بتائے گی اگر زرخان کا

فون آتا بھی ہے تو وہ صرف اسے یہ بولے گی کہ عینا ٹھیک ہے اور
بیلا اپنے دوست کے گھر پڑھائی کے لیے گئی ہے جس پر نرس نے
تہ دل سے حامی بھری تھی

اس وقت لندن کی سڑکوں پر روشنیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی
تھی صبح کے اجالے پھیلنے کو تیار تھے جبکہ عینا بیلا کا ساتھ فلائٹ
میں بیٹھ چکی تھی اور اگلے پانچ منٹ میں فلائٹ ٹیک آف ہونے
والی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس کسی طرح شیرازی سکندر
کے پاس پہنچ جائے اس کے لیے یقین کرنا بے حد مشکل تھا مگر
شیرازی سکندر اس بیماری میں مبتلا ہو چکے تھے اور وجہ صرف

پچھتاوا تھا اور بیٹی کے کھو جانے کا غم جو انہیں اٹھنے نہیں دے رہا
تھایا پھر وہ خود ہی زندگی کی طرف واپس لوٹنا نہیں چاہتے تھے
پورا سفر عینا نے جاگ کر گزارا تھا وہ بے صبری سے وہاں پہنچنے کا
انتظار کر رہی تھی اور آخر کار اس کا صبر ختم ہوا تھا اور اس نے پہلا
قدم کینیڈا کی سرزمین پر رکھا تھا

ہاسپٹل کا ایڈریس اور تمام معلومات وہ پہلے ہی لے چکی تھی اس
لیے اپنا سامان وہاں موجود اپنے ایک آفیسر کے حوالے کرتے
ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر ہاسپٹل کی جانب روانہ ہوئی تھی عینا کی
فوری کی یہی خاصیت تھی کہ عینا نے اپنے بہت سے آفیسرز
بہت سے ممالک میں پھیلائے ہوئے تھے کیونکہ کب کس وقت
عینا کو کس ملک کی معلومات لینی پڑ جائیں یہ نہیں معلوم ہوتا تھا
اس لیے ہر ممالک میں عینا کے آفیسرز موجود ہوتے تھے

عینا بیلا کا ہاتھ تھامے ہوئے ہاسپٹل میں داخل ہوئی تھی جبکہ
ہاسپٹل پہنچتے ہی اسے اس کے ایک آفیسر نے ریسو کیا تھا اور اب
وہ اپنے آفیسر کے ساتھ شیرازی سکندر کے کمرے کی جانب بڑھ
رہی تھی

ارحم اور حارث جو ابھی کچھ دیر پہلے فریش ہو کر ہاسپٹل پہنچے تھے
وہ ابھی وہیں باہر ہاسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھے تھے جب وہاں
ایک ساتھ ایک ہی لباس میں موجود کافی آفیسر ز ایک قطار میں
دائیں بائیں کھڑے ہو گئے یہ آفیسر ز تب سے ان لوگوں کے
ساتھ تھے جب سے وہ لوگ شیرازی سکندر کو یہاں لے کر آئے
تھے کیونکہ شیرازی سکندر ایک سینئر آرمی آفیسر تھے اور ان کی
حفاظت ان کے ذمہ داری تھی مگر انہیں اچانک اس طرح الرٹ
ہوتے دیکھ کر وہ دونوں ہی کافی حیران ہوئے کیونکہ چھ ماہ میں یہ

پہلی بار تھا کہ آفیسر زاس طرح الرٹ ہو کر کھڑے ہو رہے تھے
جیسے کوئی بہت خاص شخصیت وہاں آنے والی ہو

لالا یہ سب کیا ہو رہا ہے حارث ارحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
جبکہ ارحم انہی آفیسرز کی طرف دیکھ رہا تھا ابھی ارحم حارث کو
جواب دینے ہی لگا تھا جب وہاں عینا داخل ہوئی جبکہ عینا کو دیکھ
کر ان دونوں کے حواس با ساختہ ہوئے تھے

عینا بیلا کا ہاتھ تھامے سیدھا چلتی آرہی تھی وہ آج بھی اپنے
مخصوص لباس میں موجود تھی اس کا چہرہ بلیک ماسک سے ڈھانپا
ہوا تھا جبکہ اس کے دائیں اور بائیں ایک ایک آفیسر موجود تھا تو
اس کے ساتھ ساتھ قدم لیتے ہوئے چلتے آرہے تھے ارحم اور
حارث کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ سامنے سے آنے والی شخصیت
کوئی اور نہیں بلکہ حور العین سکندر ہے

عینا سیدھا آکر ان دونوں کے سامنے کھڑی ہو گئی اور ہاتھ
بڑھاتے ہوئے اپنا ماسک اتاراجب کہ وہ دونوں ابھی بھی شاکڈ
کی کیفیت میں اسی جگہ پتھر بنے کھڑے عینا کو دیکھ رہے تھے
اتنی حیرانگی سے مت دیکھیں زندہ ہوں میں یقین مانیں میری
روح آپ لوگوں سے ہر گز ملنے نہیں آسکتی عینا ان دونوں کو
دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولی

حور۔۔۔۔۔ ارحم صرف اس کا نام ہی لے سکا تھا
تم زندہ تھی تم زندہ ہو تم واقعی میں ہمارے سامنے کھڑی ہو حور
حارث آنکھوں میں نمی لیے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا
نے نظروں کا زاویہ بدل کے حارث کی طرف دیکھا آج اسے
حارث میں وہ جھلک نظر آئی تھی جو اسے بھائی ماننے کے بعد نظر
آتی تھی

جی ہاں میں زندہ ہوں اور میں بالکل ٹھیک ہوں اب یقین کر لینا
چاہیے آپ کو عینا حارث کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے بولی تو
حارث بے اختیار آگے بڑھا اور عینا کو اپنے گلے لگا لیا حارث کی
اس حرکت پر عینا بھپنکا رہ گئی

ہمیں معاف کر دو حور میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا میں
مانتا ہوں لیکن یقین مانو بچپن سے تمہیں اپنی بہن ہی مانتا ہے بلکہ
تم میری بہن ہو مجھ سے انجانے میں جو غلطیاں ہو گئی شاید یہ
سب اس کی سزا تھی مگر یہ سزا بہت بری تھی حور تم چاہے نہ مانو
مگر تم ہمارا خون ہو ہم تمہارے بڑے بھائی ہیں مجھ سے بہت بڑی
غلطی ہوئی تھی قسمت نے بہت بری سزا دی ہمیں حور ہم سب
نے چھ ماہ بہت بری کاٹی ہے اور خدا را اگر یہ کوئی خواب نہیں ہے
تو تم کبھی ہم سب سے دور نہ جانا ہم سب کے رشتے ختم ہو جائیں

گے حور حارث نہ چاہتے ہوئے بھی رونے لگا تھا اور یہ سچ تھا چھ ماہ
میں جتنا پچھتاوا اسے اپنے کیے پر ہوا تھا یہ اس کے اور اس کے خدا
کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا وہ سجدوں میں سر رکھ کر رورو کے خدا
سے معافی مانگتا تھا اور جب آج خدا نے اسے موقع دیا تھا تو وہ اپنے
بھائی ہونے کا فرض کیوں نہ نبھاتا وہ عینا کو اپنے بھائی ہونے کا
احساس دلارہا تھا وہ اسے بتا رہا تھا کہ واقعی میں وہ اس کی بہن ہے
میں نے آپ کے لیے اپنے دل میں کبھی کوئی بغض نہیں رکھا
بھائی میں نے تو آپ کو اسی دن معاف کر دیا تھا جس دن آپ نے
مجھ سے معافی مانگی تھی عینا حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بے حد
نرم لہجے میں بولی

مجھے معلوم ہے کہ میں آپ سب کا خون ہوں آپ دونوں ہی
میرے بھائی ہیں مگر میرے دل میں آپ کے لیے کوئی نفرت

نہیں اور میں اب آپ سے بھی یہی امید رکھتی ہوں کہ آپ
سب دوبارہ یہ بات نہیں دہرائیں گے میں چاہتی ہوں کہ سب
ٹھیک ہو جائے عینا رحم اور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو
ارحم نے نم آنکھوں سے ہلکا سا مسکرا کر عینا کے سر پر ہاتھ رکھا
میں بابا سے ملنا چاہتی ہوں عینا رحم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی
وہ ٹھیک نہیں ہیں حورا نہیں تمہاری بے حد ضرورت ہے ارحم
عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے بیلا کا ہاتھ تھام کر حارث
کی طرف بڑھایا

اگر وہ ٹھیک نہیں ہیں تو وہ ٹھیک ہو جائیں گے عینا مسکرا کر بولی
آپ ماموں کے پاس رکھیں بس ابھی آتی ہوں عینا ہلکا سا جھک
کر بیلا کی طرف دیکھتی ہوں بولی تو بیلا نے عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے مسکرا کر زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا تو عینا مسکراتے

ہوئے پیچھے ہٹی اور شیرازی سکندر کے کمرے کی جانب قدم
بڑھائے جبکہ پیچھے سے حارث اور بیلا کی کبھی نہ ختم ہونے والی
باتیں شروع ہو چکی تھی کیونکہ چھ ماہ بعد وہ اپنے مامو سے ملی تھی
اور حارث تو اس کا فیورٹ مامو تھا جو اس کی شرارتوں میں ہمیشہ
اس کے ساتھ ہوتا تھا

عینا نے آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا اور بغیر آواز کیے کمرے
میں داخل ہو گئی نظریں اٹھا کر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں شیرازی
سکندر آنکھیں موندے لیٹے ہوئے تھے ان کے بائیں ہاتھ پر
ڈرپ لگی ہوئی تھی جبکہ چہرے سے وہ صدیوں کے بیمار معلوم ہو
رہے تھے اس عمر میں بھی وہ بالکل ینگ تھے مگر ان چھ ماہ میں وہ
بہت کمزور ہو چکے تھے شیرازی سکندر کی یہ حالت دیکھ کر عینا
کے دل میں درد سا اٹھاتا تھا

عینا بے آواز قدم چلتی ہوئی شیرازی سکندر کے قریب ہی ٹک کر
بیٹھ گئی اور بہت غور سے ان کے چہرے کو دیکھنے لگی جن کے
چہرے کی رنگت پیلی پھٹک پڑ چکی تھی آنکھوں کے نیچے سیاہ
گہرے ہلکے تھے وہ آج اسے وہ شیرازی سکندر بالکل نہیں لگے
جنہیں وہ بچپن سے دیکھتی آرہی تھی

عینا نے آہستہ سے شیرازی سکندر کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں
تھاما اور اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ان کے ہاتھ کی پشت کو
سہلانے لگی

بابا۔۔۔۔۔ عینا نے بہت محبت سے شیرازی سکندر کو پکارا جبکہ
اپنے قریب عینا کی آواز سن کر شیرازی سکندر نے آہستہ سے
آنکھیں کھول کر عینا کی طرف دیکھا اور پھر کافی پل اسے دیکھتے
ہی رہے

بابا آپ ٹھیک ہیں عینا شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے

محبت بھرے انداز میں بولی

تم اتنی دیر سے کیوں آئی شیرازی سکندر عینا کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی ان کی حالت کے ساتھ ساتھ ان کی آواز بھی کمزور ہو
چکی تھی

مجھے مہلت نہیں ملی بابا عینا شیرازی سکندر کی آنکھوں میں
جھانکتے ہوئے بولی

کیا اپنے باپ جیسی بنو گی تم تمہارے باپ کو بھی مہلت نہیں ملتی
تھی اس لیے اس نے تمہیں کھودیا کیا اب تم بھی اپنے باپ کی
طرح کرو گی اور اسے اسی طرح ترپاؤ گی جس طرح تمہارے
باپ نے تمہیں ترپایا شیرازی سکندر عینا کی طرف دیکھتے ہوئے
یوں بول رہے تھے جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہے ہوں اور عینا

سے وہ کسی خواب میں مخاطب ہوں جبکہ عینا حقیقت میں ان کے
سامنے بیٹھی تھی مگر شیرازی سکندر کے حواس اتنے کمزور ہو چکے
تھے کہ وہ حقیقت میں عینا کو محسوس ہی نہیں کر پارہے تھے

میں آپ کو نہیں کرتڑپا سکتی بابا عینا نے اپنے آنسو چھپاتے ہوئے

شیرازی سکندر کے زرد پڑتے ہاتھ پر عقیدت سے بوسہ دیا تھا

جبکہ پہلے عینا کا لمس اور پھر اپنے ہاتھ کے پشت پر عینا کے آنسو

محسوس کر کے شیرازی سکندر ایک پل میں حقیقت کی دنیا میں

واپس لوٹے تھے وہ بے یقینی سے عینا کی طرف دیکھ رہے تھے جو

ان کے ہاتھ کو اپنے ماتھے سے ٹکائے سر جھکا کر بیٹھی تھی

عینا۔۔۔۔۔ شیرازی سکندر نے بے اختیار اسے پکارا

میں زندہ ہوں بابا آپ نے مجھے نہیں کھویا میں بالکل ٹھیک ہوں

عینا نظریں اٹھا کر شیرازی سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

تت تم ٹھیک ہو۔۔۔۔ شیرازی سکندر ابھی بھی بے یقینی کی
کیفیت میں مبتلا تھے

ہاں بابا میں ٹھیک ہوں میں آپ کو چھوڑ کر نہیں گئی عینا اٹھ کر
شیرازی سکندر کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے بولی تو اگلے ہی
پل شیرازی سکندر نے اسے سختی سے خود میں بھینچا تھا
میری بچی میری عینا تم ٹھیک ہو شیرازی سکندر بلک بلک کر رو
رہے تھے ان کی تڑپ عینا بخوبی محسوس کر رہی تھی آج پہلی بار
عینا نے اپنے باپ کا لمس محسوس کیا تھا آج پہلی بار اس کے باپ
نے اسے اپنے گلے لگایا تھا اور آج پہلی بار عینا اپنے باپ کے گلے
لگ کر بے اختیار روئی تھی آج وہ کسی دو سال کی ڈری سہمی بچی کی
طرح اپنے باپ کی آغوش میں ٹوٹ کر بکھری تھی

مجھے معاف کر دو میری بچی میں نے زندگی میں تمہیں بہت دکھ
دیے مگر میں اپنے فرض کے ہاتھوں مجبور تھا اگر میں تمہیں اپنی
زندگی میں شامل کر لیتا تو شاید میرے دشمن تمہیں مار دیتے میں
تم سے الگ اس لیے رہا کہ میری دشمنوں کی نظروں میں تم مت
آؤ لیکن تمہیں دشمنوں سے دور رکھتے رکھتے کب میں خود ہی
تمہارا دشمن بن بیٹھا مجھے معلوم ہی نہیں ہوا مجھے معاف کر دو
میرے بچے شیرازی سکندر اپنی بکھری ہوئی بچی کو خود میں سمیٹتے
ہوئے معافی مانگ رہے تھے وہ آج خود بکھرے نہیں تھے بلکہ
آج عینا بکھری تھی اپنی باپ کی آغوش ملتے ہی آج عینا بکھر کر
مٹی کا ڈھیر بن چکی تھی جبکہ شیرازی سکندر جو ایک بیماری میں
مبتلا ہو چکے تھے مگر عینا کودیکھتے ہی وہ جیسے واپس جی اٹھے تھے
انہیں نہیں معلوم تھا کہ ان میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی مگر وہ

عینا کو کسی قیمتی ہیرے کی طرح خود میں سمیٹ کر بیٹھے ہوئے
تھے

بابا مجھے آپ کی ضرورت ہے بابا مجھے آپ چاہیے ہر قیمت پر عینا
ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی اس نے یہ نہیں بولا تھا کہ اسے
شیرازی سکندر کی ضرورت تھی اس نے بولا کہ اسے شیرازی
سکندر کی ضرورت ہے اسے آج بھی اپنا باپ چاہیے
میری جان میری بچی تمہارے بابا تم سے کبھی غافل نہیں ہوں
گے کبھی بھی نہیں شیرازی سکندر عینا کی پیشانی پر لب رکھتے
ہوئے بولے اور یہ پہلا دکھ تھا جو ان باپ بیٹی نے ایک دوسرے
سے بانٹا تھا کئی گھنٹے عینا نے وہیں بیٹھ کر اپنے باپ کی آغوش میں
اس کے لمس کو محسوس کیا تھا جبکہ شیرازی سکندر اپنی بیٹی کے وہ

تمام شکوے دور کر چکے تھے جن کا جواب وہ پہلے کبھی نہیں دے
سکے تھے

حور تم ایک بار پھر سوچ لو چچا جان کو ابھی علاج کی ضرورت ہے
ارحم عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ عینا اپنا حکم سنا چکی تھی
کہ وہ سب کل ہی کینیڈا سے واپس حویلی کے لیے روانہ ہوں گے
اور عینا سب کی فلائٹس بھی بک کر واپس چکی تھی

بابا بالکل ٹھیک ہیں بھائی انہیں کچھ نہیں ہوا اور ان کا علاج حویلی
میں ہی موجود ہے آپ اس بات کی فکر مت کریں بس آپ
یہاں سے نکلنے کی تیاری کریں کل صبح ہی ہماری فلائٹ ہے اور

مجھے ایسے کاموں میں دیری بالکل پسند نہیں عینا رحم اور حارث
کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرا کر بولی

لیکن حور ہم چاہ رہے تھے کہ تھوڑے دن یہیں رک کر چچا جان
کا صحیح طرح سے علاج کروالیتے حارث نے پھر سے سمجھانا چاہا
بھائی میں نے بولا نا کہ انہیں کچھ نہیں ہوا وہ بالکل ٹھیک ہیں آپ
ان کی فکر کرنا اب چھوڑ دیں آپ دونوں اپنی بیویوں کی فکر کریں
جنہیں پچھلے چھ ماہ سے آپ لوگ اکیلا حویلی میں چھوڑ کر آچکے
ہیں ایک دن کی دہنوں کو وہ اس طرح چھوڑ کر کہیں نہیں جاتا
جس طرح آپ دونوں نے ان دو معصوم جانوں کو چھوڑا ہے عینا
ارحم اور حارث کو ایک گھوری سے نوازتے ہوئے بولی کیونکہ
اسے یہ بات بالکل پسند نہیں آئی تھی کہ پچھلے چھ ماہ سے وہ

دونوں ہی اپنی اپنی بیویوں کو چھوڑ کر کینیڈا آچکے تھے اور ایک بار
بھی پاکستان واپس نہیں گئے تھے

اپنی جان عزیز بیویوں کا نام سنتے ہی ان دونوں کے ہونٹوں پر
خوبصورت سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی یہ تو واقعی میں سچ
تھا کہ انہیں اب اپنی بیویوں کی فکر کرنے کی ضرورت تھی اور
واپس جانے پر جو ناراضگی ان دونوں کو فیس کرنے پڑنی تھی
اففف وہ سوچ کر ہی دونوں پریشان ہو رہے تھے کیونکہ دونوں
ہی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس حد تک ناراض ہے مگر وہ بے حد
ناراض تھی یہ وہ دونوں لازمی جانتے تھے

آپ لوگ پیکنگ کر لیں تاکہ یہاں سے نکلتے وقت ہمیں کوئی
مشکل پیش نہ آئے میں جلد سے جلد حویلی پہنچنا چاہتی ہوں عینا
ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو دونوں نے اثباب میں سر

ہلایا اور ہاسپٹل سے نکل کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے جہاں ان
کا سامان موجود تھا کیونکہ آگے ہی رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا
تھا اور صبح ہوتے ہی ان کی فلائٹ تھی ایسے میں ان کے پاس
وقت کم تھا

زر خان جب سے پاکستان آیا تھا وہ ہزاروں دفعہ لندن میں موجود
اپنے گھر پر لگی لینڈ لائن پر کالز کر چکا تھا مگر وہاں پر کوئی بھی کال
نہیں اٹھا رہا تھا جب کہ پچھلے 24 گھنٹے سے اس نرس کو جب بھی
فون کرتا تھا وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اس کے آگے رکھ دیتی تھی
جیسے ہی وہ بولتا تھا کہ ویڈیو کال پر عین کو دکھائے تو وہ بولتی تھی

کہ اس کے فون کی بیٹری نہیں یا اس کا بیج ختم ہو چکا ہے یا وہ بہت
مصروف ہے جبکہ وہ بیلا سے بھی بات نہیں کروا رہی تھی زر خان
کو یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا آج سے پہلے تو اس نرس نے ایسا
کچھ نہیں کیا تھا مگر آج اس کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے زر خان
بہت پریشان ہو رہا تھا اس لیے اب اس نے اپنے گھر کے وایچ مین
ان کو فون کیا تھا اور وایچ مین نے بھی شرافت کا مظاہرہ کرتے
ہوئے زر خان کو کچھ نہیں بتایا تھا اس نے زر خان کو صرف اتنا ہی
جواب دیا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ گھر کے اندر کیا ہو رہا ہے اور گھر
کے اندر جانے کی اسے اجازت نہیں جبکہ زر خان نے اسے
اجازت بھی دی تھی کہ وہ جا کر دیکھ لے مگر پھر بھی زر خان کی
بات کو رد کر رہا تھا اور زر خان کا دماغ گھوم رہا تھا کیونکہ زر خان
سکندر کو جواب دینا کسی کے بس کی بات نہیں تھی مگر اس گھر کے

ملازمت بھی زر خان کو اتنا ہلکے میں لے رہے تھے جیسے زر خان
ان کا مالک نہیں بلکہ وہ اس کے مالک ہوں

ٹکٹس بک کرواؤ داؤد میری میں کل ہی یہاں سے واپس لندن جا
رہا ہوں ان کے ہوش تو میں وہاں پہنچ کر ٹھکانے لگاؤں گا زر خان
اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے داؤد کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
کیونکہ وہ ایک پل بھی عین کو دیکھے بغیر نہیں گزار پارہا تھا اور بیلا
سے بھی اس کی بات نہیں ہو پارہی تھی جو اسے تڑپانے کی وجہ
بن رہی تھی

ایم ریلی سوری سرنگر میں تمام فلائٹس چیک کر چکا ہوں اگلے
تین دن تک کوئی بھی فلائٹ لندن کے لیے نہیں جارہی داؤد سر
جھکا کر زر خان کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بولا یہ داؤد نے
صاف جھوٹ بولا تھا کیونکہ اس کے پیچھے بھی عینا کا ہاتھ تھا وہ

سب کو دھمکا کر کس طرح خاموش کروا رہی تھی یہ تو عینا یا پھر وہ
لوگ ہی جانتے تھے جو عینا کی دھمکیوں کی وجہ سے خاموش تھے
مگر وہ عینا کا ساتھ دے رہے تھے کیونکہ وہ عینا کے ساتھ تھے
شفٹ کیا بکواس ہے یہ زر خان اپنا ہاتھ زور سے شیشے کی ٹیبل پر
مارتے ہوئے بولا وہ جتنا اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کر رہا
تھا اتنا ہی بڑھتا جا رہا تھا جبکہ داؤد کا خوف کے مارے حلق خشک پر
رہا تھا اگر زر خان کو پتہ چل جاتا کہ داؤد نے اس سے جھوٹ بولا
ہے تو زر خان اسے زندہ زمین میں گاڑ دیتا کیونکہ وہ داؤد پر اندھا
اعتماد کرتا تھا اور داؤد نے زندگی میں آج پہلی بار زر خان سے
جھوٹ بولا تھا وہ بھی اپنے مغرور مالک کی بیوی کے کہنے پر
سر میں جاؤں۔۔۔۔۔ داؤد نے ڈرتے ڈرتے زر خان سے اجازت
مانگی تو زر خان نے بغیر کچھ بولے اسے ہاتھ کے اشارے سے

جانے کی اجازت دی تو وہ کسی بوتل کے جن کی طرح وہاں سے
غائب ہوا کیونکہ اس وقت اسے سب سے زیادہ خوف زر خان
سے ہی آرہا تھا

حویلی میں ایک ساتھ دو گاڑیاں داخل ہوئی تھی ایک گاڑی میں
عینا شیرازی سکندر اور بیلا موجود تھے جبکہ دوسری گاڑی میں
ارحم اور حارث موجود ہے
حویلی کے اندر داخل ہوتے ہی سناٹے نے ان کا استقبال کیا تھا
حویلی میں جہاں ہر لمحے ملازموں کے چہل پہل رہتی تھی وہاں
حویلی بالکل خاموش اور خالی تھی اس وقت رات کے اٹھ بج رہے
تھے اور اس وقت حویلی کے تمام افراد ڈائمننگ ٹیبل پر موجود

ہوتے تھے اس لیے ان سب نے قدم ڈانٹنگ روم کی جانب
بڑھائے

ڈانٹنگ روم میں سب سے پہلے ار حم داخل ہوا تھا وہ خاموشی سے
ڈانٹنگ روم پر بیٹھے افراد کو دیکھ رہا تھا سب خاموشی سے بیٹھے کھانا
کھا رہے تھے کوئی بھی ایک دوسرے سے مخاطب نہیں ہو رہا تھا
سب کے سب بالکل خاموش تھے جب لائبرے کی نظر سامنے
کھڑے ہیں ار حم پر پڑی

لالا۔۔۔۔۔ لائبرے ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی
جبکہ لائبرے کی آواز سن کر سب نے گردن گھما کر ار حم کی طرف
دیکھا تھا جو بلیک پیٹ کے اوپر گرے شرٹ پہنے اپنا ہاتھ پیٹ
کی پاکٹس میں ڈالے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا سب کی
جانب دیکھ رہا تھا ار حم کو دیکھ کر فاریہ کا دل بے اختیار دھڑکا تھا وہ

اپنا کھانا چھوڑ کر بے اختیار ار حم کو دیکھ رہی تھی آخر وہ ظالم انسان
چھ ماہ بعد اس کے سامنے آیا تھا چھ ماہ بعد ایک ہجر کاٹنے کے بعد
فار یہ اس کو وہ اپنے سامنے کھڑا دکھائی دے رہا تھا

ار حم میرے بچے حارث اور شیراز کدھر ہیں بڑی اماں جلدی
سے کرسی سے اٹھ کر ار حم کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولیں
چچا جان یہیں پر ہیں بڑی اماں حارث ڈائمنگ روم میں داخل
ہوتے ہوئے مسکرا کر بولا جبکہ سب حیرت سے ان دونوں کو
مسکراتا ہوا دیکھ رہے تھے

ہاں جی اور میں بابا کے ساتھ آئی ہوں ابھی سب حیرانگی سے ار حم
اور حارث کو دیکھ رہے تھے جب ڈائمنگ روم میں بیلا اچھلتے
کو دتی ہوئی داخل ہوئی اور چہکتے ہوئے بولی جبکہ بیلا کو اپنے سامنے
دیکھ کر دانیہ اور دانیال کو حیرت کو جھٹکا لگا تھا

بب بیلا۔۔۔۔۔دانیہ جھٹکے سے کرسی سے اٹھے اور بیلا کی طرف
برطھی

رکیں آنی میری مام بھی آئی ہیں بیلادانیر کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرا کر بولی اور پیچھے کی طرف اشارہ کیا جہاں عینا شیرازی سکندر
کے ساتھ ڈائننگ روم میں داخل ہو رہی تھی جبکہ عینا پر نظر
پڑتے ہی سب پتھر کے ہو گئے تھے وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے
سامنے سے آتی عینا کو دیکھ رہے تھے

عینا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک نظر سب کو دیکھا اور
پھر آنکھوں میں آنسو لیے کھڑی بڑی اماں کی طرف دیکھا جو بے
یقینی کے عالم میں اسی کی طرف دیکھ رہی تھی

آپ کا رونا نہیں بنتا بڑی اماں یہ عمر تو اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش
ہونے کی ہے اور آپ خود کو غم لگا کر بیٹھی ہیں عینا آگے بڑھ کر
بڑی اماں کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی

حور۔۔۔۔ بڑی اماں نے روتے ہوئے اسے پکارا تو عینا فوراً ان
کے گلے لگ گئی

بڑی اماں رونا بند کریں ورنہ میں واپس چلی جاؤں گی عینا انہیں
مسلسل روتے ہوئے دیکھ کر ان سے الگ ہوتے ہوئے بولی
وہ آپ کے بیٹے کھڑے ہیں ان سے ملیں تب تک میں باقی سب
کو یقین دلا دوں کہ میں زندہ ہوں عینا بڑی اماں کی طرف دیکھتے
ہوئے مسکرا کر بولی اور شیرازی سکندر کی طرف اشارہ کیا اور پھر
سب کے جانب متوجہ ہوئی جو ابھی تک وہیں پتھر کے مجسمے بنے
صرف عینا کو دیکھ رہے تھے

اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں آپ سب مجھے میں زندہ ہوں اور
یہ میری روح نہیں ہے جو آپ سے ملنے آئی ہے بلکہ میں خود
حور العین سکندر اپنے فیملی سے ملنے آئی ہوں عینا سب کے
طرف دیکھتے ہوئے بولی

دیکھیں میں ابھی کل ہی کوما سے نکل کر واپس آئی ہوں اور آپ
سب کے اس طرح چہرے دیکھ کر مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے اور
چانسز ہیں کہ میری طبیعت دوبارہ خراب ہو جائے اس لیے آپ
سب اپنی حیرانگی کو تھوڑا کم کریں کیونکہ آپ کو اس طرح دیکھ کر
مجھے بے چینی ہو رہی ہے عینا سچ میں اکتار ہی تھی کیونکہ سب ہکا
بکا صرف عینا کو دیکھ رہے تھے جبکہ عینا کی طبیعت میں اب تھوڑا
سا چڑچڑاپن بھی شامل ہو چکا تھا کیونکہ اس کی طبیعت ابھی پوری
طرح سے نہیں سنبھلی تھی اور اس نے دو دن کے اندر اندر اتنا لمبا

سفر بھی طے کر لیا تھا اور اب اس کے جسم کو صرف آرام کی
ضرورت تھی

کیونکہ اس کا وجود ڈھیلا پڑ رہا تھا اس لیے عینا کے لیے وہاں پر
مزید کھڑے رہنا محال ہو رہا تھا عینا نے پاس پڑی کرسی گھسیٹی اور
آرام سے وہاں پر بیٹھ گئی اور اب وہ ایک ایک بندے کے چہرے
کو دیکھ رہی تھی جو حیرانگی کی جگہ اپنی آنکھوں میں آنسو لیے اسے
دیکھ رہے تھے یقیناً اب سب کے سب رونے والے تھے اور عینا
نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بھی روئے

نو نو پلیز ڈونٹ کرائینگ عینا اپنی جذباتی بہنوں کی طرف دیکھتی
ہوئی بولی جو آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے تینوں کے
تینوں اسے ہی دیکھ رہی تھی لائبہ تو بس رو دینے کو تھی جبکہ فاریہ

کے آنسو باہر نکلنے کو بے تاب تھے اور دانیل تو جیسے بے ہوش
ہونے کو تھی

عینا نے نظر گھما کر ار حم اور حارث کی طرف دیکھا جیسے وہ
نظروں ہی نظروں میں کہنا چاہ رہی ہوں کہ اپنی بیویوں کو آکر
سنجھالیں جب کہ عینا کی نظروں نے موجود تحریک پڑھ کر وہ
دونوں مسکراتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنی اپنی بیویوں کو تھاما
عینا نے نظریں اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں نمی
لیے بے یقینی سے ابھی تک عینا کو دیکھ رہا تھا عینا نے ہاتھ کے
اشارے سے دانیال کو اپنے قریب بلایا مگر وہ وہاں سے ہلا تک
نہیں تو عینا دوسری بار اسے اشارہ کیا مگر وہ پھر بھی نہیں ہلا اور
تیسری بات اشارہ کرنے کے بجائے عینا کرسی سے اٹھی اور

دانیال کی جانب بڑھی اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہی اس نے
دانیال کو گھور کر دیکھا

عینا۔۔۔۔۔ یقین دہانی کرنے کے لیے دانیال نے عینا کو پکارا
جبکہ دانیال کو جواب دینے کی بجائے عینا نے ایک زوردار مکہ اس
کی کمر میں رسید کیا جس سے اسے فوراً یقین ہو گیا کہ یہ عینا ہی ہے
اور زندہ بالکل صحیح سلامت اس کے سامنے کھڑی ہے

اور پڑنے والا مکہ اتنا شدید تھا کہ وہ بیچارہ درد سے کراہتا ہی رہ گیا
جبکہ عینا ایک سیکنڈ میں اس کے 14 طبق روشن کر چکی تھی
ہائے ظالم لڑکی میری کمر توڑ دی دانیال اپنی کمر کو تھامتا ہوا درد
بھرے انداز میں بولا تو عینا نے گھور کر اس نوٹسکی کو دیکھا

ایڈیٹ جب میں تمہیں بلارہی تھی تو تم نے میری بات کیوں
نہیں سنی عینا دانیال کو گھورتے ہوئے بولی اور کرسی گھسیٹ کر
دوبارہ آرام سے بیٹھ گئی

دانیال نے حیرات سے عینا کو دیکھا۔۔۔

میری طرف اس طرح مت دیکھو اپنی بیوی کو سنبھالو عینا دانیال کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جس کی آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو چمک رہے تھے اور نیچے والا ہونٹ
کسی چھوٹے بچے کی طرح باہر نکلا ہوا تھا وہ بس رو
دینے کو تھی

دانیال نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے بہت محبت سے اپنے
ساتھ لگایا اور ایک نظر گھور کر عینا کو دیکھا

بیٹھ جائیں آپ سب زندہ ہوں میں اور یقین کر لیں آپ سب
عینا سب کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو اس کے ارد گرد کھڑے
ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھے

اگر آپ سب میں سے کوئی بھی رویا تو آئی سویر میں واپس چلی
جاؤں گی عینا منہ بنا کر سب کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تو
صہزیب سکندر مسکراتے ہوئے آگے بڑھے اور شفقت
سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جس سے عینا بھی مسکرا
دی

بیٹھیں سب کھانا کھائیں صہزیب سکندر سب کو بیٹھنے کا اشارہ
کرتے ہوئے بولے تو سب بھائی اپنی اپنی کرسیوں پر
برجمان ہو گئے اور کھانا کھانے کے دوران عینا نے
ایک بار بھی کسی کو رونے نہیں دیا تھا بلکہ وہ باتوں

ہی باتوں میں انہیں سب کچھ بتا چکی تھی اور سختی سے
منع کر چکی تھی کہ اب اس حویلی میں سوگ ہر گز
نہیں منایا جائے گا اور نہ ہی کوئی اسے اداس نظر آئے اور
حویلی والے عینا کو صحیح سلامت اپنے سامنے دیکھ کر بے تحاشہ
خوش تھے سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اس لیے سب
خوشی خوشی عینا کی ہر بات کو تسلیم کر رہے تھے اور پھر کھانا
کھانے کے بعد کافی دیر سب ایک ساتھ ہی بیٹھ کر باتیں کرتے
رہے جبکہ سب کو زر خان کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی مگر
وہ سب جانتے تھے کہ زر خان کو جیسے ہی خبر ملے گی کہ عینا حویلی
آچکی ہے وہ بھاگتا ہوا حویلی واپس آئے گا اس لیے سب
مطمئن تھے

حارث کب سے بیٹھالائے کے کمرے میں آنے کا انتظار کر رہا تھا
جو کپڑے چینج کرنے گئی ابھی تک باہر نہیں نکلی تھی وہ حارث
کے سامنے بھرپور ناراضگی کا مظاہرہ کر رہی تھی کیونکہ وہ اس
سے بہت زیادہ ناراض تھی اور حارث یہ سب محسوس کر چکا تھا
اس لیے اس کے باہر آنے کا شدت سے انتظار کر رہا تھا مگر شاید
لائے کا ارادہ اسے تڑپانے کا تھا اور موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ
اسے تڑپا رہی تھی

لائے چینج کر کے باہر نکلی اور بغیر حارث کی طرف دیکھے چلتی
ہوئی بیڈ کے قریب آئی اور اپنی سائیڈ پر کھڑے ہوتے ہوئے اپنا

تکیہ درست کرنے لگی اور پھر ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتے ہی
بغیر حارث کو کوئی بھی لفٹ دیے بیڈ پر سونے کے لیے لیٹ گئی
جبکہ حارث اس کی تمام کاروائی بہت غور سے دیکھ رہا تھا ناراض
ناراض سی اس کی بیوی اسے اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہو
رہی تھی دل تو چاہ رہا تھا کہ ابھی اسے اپنے بے حد قریب کر لے
اسے اپنی باہوں میں قید کر لے مگر وہ اس سے بے تحاشہ ناراض
تھی اس لیے حارث خود پر کنٹرول کیے بیٹھا تھا

لائبہ نے بیڈ پر لیٹتے ہی کروٹ دوسری جانب بدل لی اس طرح
لائبہ کی کمر حارث نے جانب تھی جبکہ چہرہ وہ دوسری جانب کر
کے حارث کی نظروں سے چھپا چکی تھی مگر اپنی پشت پر وہ حارث
کی نظروں کی تپش بخوبی محسوس کر سکتی تھی

حارث نے ایک نظر گھور کر لائِبہ کی پشت کو دیکھا اور پھر خود پر
لگائے تمام پہروں کو چولہے میں جھونک کر لائِبہ کی کمر میں ہاتھ
ڈال کے ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا جبکہ لائِبہ جو
آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کر رہی تھی حارث کی اس
حرکت پر اس کے منہ سے چیخ نکلتی نکلتی رہ گئی
کیا مسئلہ ہے مانا کہ تم ناراض ہو مگر اب تم کچھ زیادہ ایڈیٹوڈ دکھا
رہی ہو حارث لائِبہ کا چہرہ اپنے بے حد قریب کرتے اسے
گھورتے ہوئے بولا تو لائِبہ نے ایک شکوہ کن نظر اٹھا کر حارث کی
طرف دیکھا مگر منہ سے کچھ نہیں بولی

شوہر پورے چھ ماہ بعد گھر آیا ہے اور اسے کے گلے لگ کر اسے
ویلم کرنے کی بجائے تم منہ پھلا کر اس سے دور بھاگ رہی ہو یہ

بہت غلط بات ہے ڈارلنگ حارث اس کے ماتھے پر حدت لمس
چھوڑتے ہوئے بولا

بولو منہ میں کیا دہی جمائی ہوئی ہے حارث لائبرہ کی خاموشی پر طنز
کرتے ہوئے بولا جو تب سے بالکل خاموش تھی

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی لائبرہ حارث کی طرف دیکھتے
ہوئے بھرپور ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی
کروٹ بدل کر حارث سے دور ہونا چاہا جب کہ حارث اسے بازو
سے پکڑ کر دوبارہ اپنے قریب کر چکا تھا

بات تو تمہیں مجھ سے ہی کرنی پڑے گی اور اگر تم نے اب یہ
حرکت کی تو تمہاری ناراضگی کا بھی لحاظ نہیں کروں گا حارث کو
لائبرہ کا دور جاننا گوار گزارا تھا

تو آگے کون سا کیا ہے لائِبہ منہ پھلاتے ہوئے بولی تو حادثہ نے
اپنی ناراض بیوی کو دیکھتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبائی
اب کیا یہ اتنا قیمتی وقت تم مجھ سے ناراض ہو کر گزارو گی تمہیں تو
اپنے شوہر سے پوچھنا چاہیے کہ اتنا وقت اس نے تمہارے بغیر
کیسے گزارا جب کہ تم الٹا خود ہی منہ پھلا کر بیٹھ گئی ہو حادثہ اس
کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے بے تاب ہونٹوں سے
چومتے ہوئے بولا تو لائِبہ نے خفگی سے حادثہ کی جانب دیکھا
مجھے آپ سے سے کچھ نہیں پوچھنا آپ بس مجھے چھوڑیں مجھے نیند
آ رہی ہے لائِبہ حادثہ کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس سے
پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

تمہاری نیند کی ایسی کی تیسری فی الحال اب اپنی نیندوں کو خود پر
حرام کر لو چھ ماہ جتنے نیندیں تم نے پوری کرنی تھی وہ کر لی اب

تمہیں سونا بھی میری مرضی سے پڑے گا اور اٹھنا بھی میری
مرضی سے پڑے گا حادثہ لائے کے مزاحمت کرتے دونوں ہاتھ
اس کے سر کے اوپر تکیے سے پن کرتے ہوئے بولا تو لائے کی
ریڑھ کی ہڈی سنسنائی تھی

میرے لیے یہ وصل کی گھڑیاں بہت قیمتی ہیں اور انہیں میں
تمہاری ناراضگی کی نظر ہر گز نہیں کر سکتا مجھے تمہارے ساتھ
خوبصورت لمحات گزارنے ہیں اس لیے اپنی ناراضگی کو پینڈنگ
پر رکھ لو یقیناً مانو بہت خوبصورت طریقے سے مناؤں گا حادثہ
آنکھوں میں خمار لیے لائے کے روشن چہرے کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا اور پھر بغیر لائے کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے اس کے
لبوں پر جھکا اور اپنی سانسیں منتقل کرنے لگا جبکہ لائے لمحہ بہ لمحہ
اس کی پناہوں میں پگھلتی ہوئی خود کو حادثہ کے سپرد کر گئی وہ

اس سے ناراض تھی مگر وہ کبھی بھی حارث کو دھتکار نہیں سکتی
تھی اور نہ ہی کبھی اسے اپنے قریب آنے سے روک سکتی تھی

فار یہ کمرے میں داخل ہوئی تو ار حم اسے کمرے میں نہیں دکھائی
دیا جبکہ واش روم سے پانی کے گرنے کی آواز آرہی تھی یقیناً وہ
اس وقت نہا رہا تھا فار یہ ایک نظر واش روم کے دروازے کو دیکھ
کر چیخ کرنے چلی گئی

ار حم ٹاول سے اپنے بال رگڑتے ہوئے واش روم سے باہر نکلا اور
چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکھڑا ہوا سامنے ہی ٹیبل پر پڑا

چائے کا کپ وہ دیکھ چکا تھا یقیناً وہ فاریہ ہی لائی تھی کیونکہ ارحم کو
روز سونے سے پہلے چائے پی کر سونے کی عادت تھی
چائے کا کپ تو وہیں موجود تھا مگر فاریہ کمرے میں نہیں تھی ابھی
ارحم اس کے بارے میں سوچ رہا تھا جب فاریہ ڈریسنگ روم سے
باہر نکلی اس وقت وہ اپنے کپڑے چینج کر ایک کالے رنگ کا
ڈھیلا ڈھالا سا جوڑا پہن کر باہر نکلی تھی

فاریہ نے نظریں جھکاتے ہوئے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے اس
نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر ارحم کی طرف نہیں دیکھا تھا
چائے پکڑاؤ مجھے فاریہ ابھی وہ بیڈ تک پہنچتی ارحم نے اسے حکم
دیا۔

فاریہ نے ٹیبل سے چائے کا کپ اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے قدم
لیتی ہوئی ارحم کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی اور اس کی جانب

چائے کا کپ بڑھایا جب ہم نے ایک نظر چائے کے کپ دودھ دیکھا
اور دوسری نظر فاریہ کو جس کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں
اور زبان پر چپ کے ڈوری بندھی ہوئی تھی

ارحم نے ٹاول دوسری جانب اچھالا اور وہی صوفے پر بیٹھ کے
ایک ہاتھ سے چائے کا کپ تھاما اور دوسرے ہاتھ سے فاریہ کی
کلانی پکڑ کے اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھایا جب کہ ارحم کے اس
حرکت پر فاریہ ہڑبڑا کر ارحم کی طرف دیکھا جو ایک ہاتھ اس کے
کمر میں سختی سے لپیٹ کر دوسرے ہاتھ میں پکڑا جائے گا کپ
سامنے پڑی ٹیبل پر رکھ رہا تھا

ناراض ہو۔۔۔؟؟ ارحم فاریہ کے گلانی پڑتے رخسار کو اپنے ہاتھ
کی پشت سے سہلاتے ہوئے بولا تو فاریہ نے اپنے خوشک پڑتے
لبوں پر زبان پھیر کے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا

مگر مجھے تو لگ رہا ہے کہ میری چھوٹی سی بیوی مجھ سے بہت زیادہ
ناراض ہے ار حم دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھ کر اسے خود
میں بھینچتے ہوئے بولا جب کہ فاریہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر
آنے کو بیتاب تھا

نن نہیں۔۔۔۔۔ فاریہ اس کی جان لیو اقربت میں بمشکل بول پائی
پھر خفا ہو۔۔۔۔۔ ار حم اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے
گہرا سانس لے کر اس کے بدن سے اٹھنے والی مسور کن کے خوشبو
کو اپنے اندر اتارتے ہوئے بولا

نن نہیں میں خفا نہیں ہوں فاریہ ار حم کے ہونٹوں کا لمس اپنی
گردن پر محسوس کرتے ہوئے جلدی سے بولی

پھر اپنے شوہر سے کوئی اس طرح کے دور بھاگتا ہے کیا جس طرح
تم بھاگ رہی ہو ار حم اس کی ٹھوڑی پر شدت سے لب رکھتے
ہوئے بولا تو فاریہ نے بری طرح اپنے لب کچلے

بہت غلط حرکت ہے یہ ار حم اس کے نرم گلابی ہونٹوں کو اس کے
دانتوں سے آزاد کرواتے ہوئے بولا اور نرمی سے اس کے لبوں کو
چھوا جبکہ فاریہ گردن تک سرخ پڑ چکی تھی

اب بتاؤ جلدی سے کیوں ناراض ہے میری جان مجھ سے ار حم کے
انداز میں اتنی محبت تھی کہ نہ چاہتے ہوئے بھی فاریہ کے آنکھیں
لبالب آنسوؤں سے بھر گئی

میری جان میری شہزادی کیا ہو امیری کوئی بات بری لگی ہے کیا
فاریہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ار حم تڑپ ہی اٹھا تھا

آآ آپ اچھے نہیں ہیں فار یہ نم آواز میں بولی جب کہ ار حم کا وہ
مزید بے چین کر چکی تھی

میں نے کیا کیا جو تمہیں میں اچھا نہیں لگ رہا ار حم کو سمجھ نہیں
آئی تھی کہ وہ اس طرح کیوں بول رہی ہے

آآ آپ مجھے یار نہیں کرتے تھے اس لیے آپ اچھے نہیں ہیں
فار یہ اپنی بھیگی آنکھیں اٹھا کر ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بچوں
کی طرح منہ بنا کر بولی جب کہ ار حم اس کی ادا پر دل و جان سے
جان نثار ہوا تھا

ہاں بالکل ٹھیک کہا تم نے میں تمہیں بالکل یاد نہیں کرتا تھا ار حم
فار یہ کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے بولا تو فار یہ کی آنکھوں میں
اور تیزی سے نمی تیرنے لگی

کیونکہ یاد انہیں کیا جاتا ہے جو ہماری یادوں میں ہوتے ہیں اور تم تو
یہاں بستی ہو ار حم فاریہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے دل کے مقام پر رکھتے
ہوئے بولا

ہر دھڑکن تمہارا ذکر کرتی ہے پھر بتاؤ میں تمہیں کیوں یاد کروں
جبکہ تم تو میری روح میں بسی ہو اور تمہیں بھلانا خود کو بھلانے
کے مترادف ہے ار حم فاریہ کے خوبصورت چہرے پر نظریں
گاڑتے ہوئے چمکتی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے
فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اس کی بولتی نظروں کا تاب نہ
لاتے ہوئے فاریہ نے اپنا سرخ چہرہ جھکا لیا

اور اب میں چاہتا ہوں کہ تم میرے دل کی ایک ایک دھڑکن کو
سنو جو تمہارا نام لے کر تمہیں پکارتی ہیں ار حم فاریہ کا چہرہ تھام کر
اس کی نم آنکھوں پر شدت سے لب رکھتے ہوئے بولا جبکہ فاریہ

نے شرماتے ہوئے اپنا سرخ چہرہ ار حم کے سینے میں چھپایا تھا جس
پر ار حم کا دلکش قمقہ کمرے میں گونجا اور فار یہ خود میں مزید سمٹی
تھی

یہ پرہیز پھر کسی دن کے لیے رکھ لو بیگم ابھی تو تمہیں صرف اپنے
شوہر کی محبت کو محسوس کرنا ہے ار حم اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر
نرمی سے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولا جب
فار یہ نے اپنی پلکوں کا جھارا اٹھاتے ہوئے ار حم کی طرف دیکھا تھا
مگر اس کی آنکھوں میں موجود محبتوں کا سمندر دیکھ کر فار یہ نے
دوبارہ اپنی نظریں جھکالی جبکہ ار حم مسکراتے ہوئے اس کے
چہرے کی ایک ایک نقش کو چوم کر اپنے دل میں سکون اترتا ہوا
محسوس کر رہا تھا

اور فاریہ اس کی محبت میں پگھلتی ہوئی موم بن کر اس کی پناہوں
میں سمٹ کر اپنا آپ دل سے اپنے شوہر کے حوالے کر چکی تھی
کیونکہ ارحم کا اتنا خوبصورت اظہار اسے اندر تک سرشار کر گیا تھا

زرخان اس وقت تیز رفتار میں گاڑی چلاتے ہوئے حویلی کی
طرف روانہ تھا اس کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی
اسے اطلاع ملی تھی کہ عینا حویلی واپس آ چکی ہے اور وہ اطلاع
دینے والا حویلی کا کوئی فرد نہیں بلکہ اس کا ملازم تھا اور زرخان کو
یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ اس سب کے پیچھے عینا کا ہاتھ تھا کیونکہ
عینا نے سب کو یہ بات زرخان کو بتانے سے منع کیا تھا شاید وہ یہ
بھول چکی تھی کہ جہاں پر کھڑے ہو کر وہ زرخان کو جس بات

سے انجان رکھنے کے لیے بول رہی ہے اس حویلی اور اس گاؤں کا
ایک پتہ بھی زر خان کے اجازت یا بغیر ہل نہیں سکتا
زر خان عینا کو واپس پاکستان نہیں لانا چاہتا تھا مگر عینا نے خود
پاکستان واپس آ کر اور زر خان سے یہ بات چھپا کر بہت بڑی غلطی
کی تھی اور اب اسے زر خان کی طرف سے کوئی رعایت نہیں ملنے
والی تھی

زر خان جتنا اپنے اشتعال پر ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا اتنا ہی
اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اس کی گرفت گاڑی کی
اسٹیرنگ پر اتنی مضبوط تھی جیسے وہ ابھی ٹوٹ جائے گی
سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ہر طرف
خوشی کا سما تھا کیونکہ حویلی کی رونق حویلی کی تمام خوشیاں واپس آ
چکی تھیں اور آج حویلی میں سے کوئی بھی فرد حویلی سے باہر نہیں

گیا تھا اس وقت دوپہر کے تین بج رہے تھے اور کھانا کھانے کے
بعد حویلی کے تمام افراد لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرنے میں
مصروف تھے جبکہ ینگ پارٹی الگ بیٹھی ہوئی تھی جن میں عینا
دانیال دانیہ حارث اور ارحم کاکیل بھی موجود تھا اور بیلا تو حارث
کے ساتھ شرارتیں کرنے میں مصروف تھی اور عینا دانیہ کے
بے حد قریب بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دانیہ نے عینا کے گرد اپنا نرم
حصار باندھا ہوا تھا صبح جب وہ عینا سے ملی تھی تو اس کے گلے لگ
کر بہت روئی تھی شاید وہ اپنی تڑپ بیان کرنا چاہ رہی تھی جو عینا
بخوبی محسوس کر چکی تھی مگر اب دانیہ بالکل نارمل تھی وہ بہت
خوش تھی عینا کے واپس آنے سے اب تو وہ دانیال سے بھی خوش
ہے بات کر رہی تھی س دلی

زرخان لمبے لمبے ڈھک بھرتا حویلی میں داخل ہوا مگر لاؤنچ سے
آنے والی آوازوں کو سن کر اس نے قدم لاؤنچ کی جانب بڑھائے
زرخان لاؤنچ میں داخل ہوا تو اس کی نظریں بڑی اماں نظروں
سے ٹکرائی جبکہ بڑی اماں کو دیکھتے ہی اس نے سر کو ہلا کر سلام لیا
تھا

بڑی اماں پورے چھ ماہ بعد اپنے پوتے کو اپنے سامنے دیکھ کر پہلے
تو حیران ہوئی تھی مگر اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات دیکھ کر
تھوڑا پریشانی میں مبتلا ہوئی

زرخان نے چاروں طرف اپنی نظریں گھمائی تو اس کی نظریں عینا
کے پشت سے جا ٹکرائی عینا کی زرخان کی طرف پشت تھی اور وہ
بہت سکون سے بیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی زرخان کی
تو مانو پانچویں انگلیاں ہی ابلتے تیل میں تھی وہ خطرناک تاثرات

لیے تن فن کرتا عینا کی طرف بڑھا جبکہ سب حیرانگی سے زر خان کو عینا کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہے تھے جو زر خان کی موجودگی سے بے خبر تھی

زرخان نے عینا کے سر پر پہنچتے ہوئے اس کے بازو کو سختی سے
دبوچا اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا جبکہ اچانک
ہونے والے اس اتحاد پر عینا ہکا بکا ہی رہ گئی جبکہ زرخان غصے سے
خطرناک تاثرات لیے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا
یہ کیا بد تمیزی ہے عینا اپنے ماتھے پر ایک ساتھ کئی بل ڈال کر
زرخان کی طرف دیکھتی ہوئے بولی

چھوڑیں مجھ۔۔۔۔۔ چپ بالکل چپ اگر اب تمہاری آواز نکلی
تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا سمجھی عینا کی بات مکمل ہونے
سے پہلے ہی زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے کسی شیر کی مانند

دھاڑا جبکہ زر خان کا یہ رویہ دیکھ کر سب بے حد پریشان ہوتے
ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

کیا ہوا ہے بیٹا سب ٹھیک ہے تم اس طرح حور پر غصہ کیوں کر
رہے ہو اماں جان زر خان کی طرف دیکھتی ہوئی فکر مندی سے
بولیں

سب ٹھیک ہیں اماں جان بس اس کا دماغ ٹھکانے پر نہیں ہے جو
اب میں بہت اچھی طرح سے لگاؤں گا زر خان عینا کو خوشخوار
نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولا جبکہ عینا بیچاری ہکا بکاسی زر خان
کا یہ روپ دیکھ رہی تھی

زر خان نے عینا کے بازو کو چھوڑ کر اس کی کلائی تو اپنی سخت
گرفت میں لیا اور بغیر کسی کی طرف بھی دیکھے اسے وہاں سے
لے جانے لگا

رکوزر خان کیا ہوا ہے کہاں لے جا رہے ہو میری بچی کو شیرازی
سکندر زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بے حد پریشانی سے بولے
میں اپنی بیوی کو کچھ دنوں کے لیے یہاں سے لے کر جا رہا ہوں
تب تک آپ سب ہمارے ولیمے کی تیاری کریں اور ساتھ ایک
وہیل چیئر کا انتظام کر کے رکھیے گا زر خان لاؤنج کے دروازے پر
پہنچ کر سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

وہیل چیئر کیوں لا لا۔۔۔ حادثہ نا سمجھی سے زر خان کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا

کیونکہ اب کی بار اگر اس نے کوئی بھی ڈرامہ کیا تو میں اس کی
ٹانگیں توڑ دوں گا اور پھر وہیل چیئر پر بٹھا کر ہی اپنا اور اس کا ولیمہ
کرواؤں گا مگر ولیمہ ہر حال میں ہو گا زر خان پر سکون انداز میں
سب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ عینا کا منہ ہی کھل گیا

زرخان کی اس بات پر مطلب اب نوبت یہاں تک آچکی تھی کہ
وہ اس کی ٹانگیں توڑے گا عینا کو ایک دم زرخان پر بے تحاشہ
غصہ آیا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی زرخان بول اٹھا
اب آپ سب کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تین دن بعد
ولیمے سے پہلے ہی میں اپنی بیوی کو لے کر حویلی واپس آ جاؤں گا
زرخان ایک آخری نظر سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا اور پھر
عینا کی کلائی پر اپنی گرفت مزید سخت کرتے ہوئے وہاں سے نکلتا
چلا گیا جبکہ پیچھے سے سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی
کیا بد تمیزی ہے یہ ہاتھ چھوڑیں میرا عینا اپنی کلائی زرخان کی
سخت ترین گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے
غصے سے بولی جبکہ زرخان اس کی بات کو نظر انداز کرتا تیز تیز
قدم لیتا حویلی سے باہر کے جانے بڑھ رہا تھا

سنائی نہیں دیتا کیا آپ کو چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔۔۔ عینا نے
بھرپور مزاحمت کی جبکہ عینا کے مزاحمت پر زر خان کا دماغ ہی
گھوم گیا اس نے حویلی سے باہر قدم رکھنے کی بجائے عینا کو کھینچ کر
اپنے سامنے کیا اور سائیڈ پر لے جاتے ہوئے اسے دیوار کے ساتھ
لگاتے اس کے دونوں ہاتھ سختی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں قید
کرتے اس کے ہونٹوں پر جھکا

اس کا انداز اتنا جاہرا نہ تھا کہ عینا اس کے لمس پر بن پانی کے مچھلی
کی طرح تڑپ ہی اٹھی جو اس کے لبوں کو چوم کم اور کاٹ زیادہ
رہا تھا جیسے اسے اس کی مزاحمت کی سزا دے رہا ہو جبکہ عینا تو اب
مزاحمت بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس کے دونوں ہاتھ اس
ستم کر کے ہاتھوں میں قید تھے

کچھ دیر بعد زر خان نے اس کی سانسوں کو آزادی بخشی اور تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جو یوں لمبے لمبے سانس لے رہی تھی جیسے بہت دور کے مسافت طے کر کے آئی ہو جبکہ اس کے نچلے ہونٹ پر خون کی دو سے تین ننھی بوندوں کو دیکھ کر زر خان کے انابی ہونٹوں تلے خوبصورت مسکراہٹ رینگ گئی جسے وہ اگلا ہی لمحے بہت مہارت سے چھپا گیا اب بولنے کی غلطی ہر گز مت کرنا ورنہ اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تمہارے ہوش یہیں پر ٹھکانے لگا دوں گا زر خان عینا کے گلابی لبوں پر چمکتی خون کی بوندوں پر نظریں جماتے ہوئے بولا اور پھر جھک کر اپنے ہونٹوں سے ان بوندوں کو چن لیا اور دوبارہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے قدم حویلی سے باہر کے جانب بڑھائے

جبکہ عیناب بالکل نہیں بولی تھی کیونکہ زر خان اسے بہت اچھی طرح سے وارن کر چکا تھا اور یہ زر خان کی وار ننگ کا ہی اثر تھا جو دو سے تین گھنٹے کا سفر عینا نے بالکل خاموشی سے طے کیا تھا جبکہ زر خان بھی بالکل خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اس نے دوبارہ عینا کو مخاطب نہیں کیا تھا کیونکہ وہ آگے خود پر بہت صبر کیے بیٹھا تھا اور وہ صرف اپنی منزل پر پہنچنے کے انتظار میں تھا زر خان کی بلیک مرسیڈیز ایک محل نما گھر کے آگے رکی تھی زر خان کی گاڑی دیکھتے ہی گارڈز نے جلدی سے گیٹ کھولا تھا اور زر خان نے گاڑی اندر کی جانب بڑھائی تھی گاڑی روکتے ہی زر خان گاڑی سے اتر اور گھوم کر دوسری طرف آیا جہاں عینا گاڑی سے باہر نکل رہی تھی

بغیر عینا کا کوئی بھی لحاظ کیے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا جبکہ
زرخان کی اس حرکت پر عینا نے ہڑبڑا کر زرخان کی طرف دیکھا
تھا

یہ آپ کیا کر.... ابھی عینا اپنے احتجاج میں کچھ بولتی زرخان نے
اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا جس سے عینا فوراً ہی چپ
کر گئی

زرخان جانتا تھا کہ عینا زیادہ چل نہیں پائے گی اس لیے ہی اس
نے اسے اپنی باہوں میں اٹھایا تھا تاکہ اس کو چلنے میں تکلیف
محسوس نہ ہو کیونکہ اس کی عقلمند بیوی دودن میں ہی 12 12
گھنٹوں کا دوبار سفر طے کر چکی تھی جو اس کے لیے ابھی ٹھیک
نہیں تھا مگر یہ بات اس کی عقلمند بیوی کو کون سمجھاتا لیکن زرخان
نے بھی اب ٹھان لی تھی تو اس کا دماغ ٹھکانے پر لگا کر سانس لے

گا کیونکہ اب مزید وہ کوئی لاپرواہیاں ہر گز برداشت نہیں کر سکتا
تھا

زر خان عینا کو لیے اس گھر میں داخل ہو رات کے وقت اس گھر
کا ایک ایک کونا جگمگاتا تھا وہ بہت خوبصورت گھر تھا عینا نے آج
پہلی بار پاکستان میں آنے کے بعد ایسا گھر دیکھا تھا جو مکمل سفید تھا
اور اس میں گولڈن پینٹ ہوا تھا جبکہ ہر جگہ خوبصورت سٹائلش
فئوس اور لائٹس اس محل نما گھر کو روشن کیے ہوئی تھی

یہ زر خان کا فارم ہاؤس تھا جو زر خان نے آج سے چار سال پہلے
خریدا تھا اور وہاں کی ایک ایک چیز زر خان کے پسند کی تھی حویلی
میں سے کسی بھی فرد نے ابھی یہ فارم ہاؤس نہیں دیکھا تھا جبکہ
جانتے سب ہی تھے کہ لاہور میں زر خان کا ایک فارم ہاؤس بھی
موجود ہے لیکن زر خان آج تک کسی کو یہاں پر نہیں لایا تھا مگر وہ

آج عینا کے ساتھ یہیں پر آیا تھا کیونکہ وہ عینا کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا اور اسے اس جگہ سے زیادہ کوئی بھی جگہ بہتر نہیں لگی تھی اس لیے اس نے اپنے فارم ہاؤس کا ہی انتخاب کیا

عینا نے اپنے ارد گرد سے نظریں ہٹا کر زر خان کی طرف دیکھا جو چہرے پر بے حد سنجیدگی سجائے سڑھیاں عبور کرتا ہوا ایک کمرے کی جانب بڑھا اور اس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا اور نرمی سے عینا کو بیڈ پر بیٹھا دیا

پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس وہ ڈریسنگ روم ہے وہاں پہ تمہاری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے چینج کر کر پانچ منٹ کے اندر اندر مجھے تم واپس اسی بیڈ پر بیٹھی ہوئی دکھائی دو زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے بولا اور پھر بغیر عینا کا جواب سننے

کمرے سے نکل گیا جبکہ عینا منہ کھولے حیرانگی سے اس کی پشت
کو دیکھتے ہی رہ گئی

اونہہ کچھ زیادہ ہی اکڑ دکھا رہے ہیں عینا منہ بسورتے ہوئے
بڑ بڑائی اور پھراٹھ کر چینیج کرنے چلی گئی

زرخان کچن میں داخل ہوا تو ملازمہ پہلے ہی کھانا ٹرے میں رکھ
چکی تھی کیونکہ زرخان آنے سے پہلے ہی ملازمہ کو اطلاع کر چکا تھا
کہ اس کے پہنچنے سے پہلے پہلے وہ کھانا تیار رکھے اور زرخان کے
حکم کے عین مطابق اس وقت کھانا بالکل تیار تھا

ٹھیک ہے آپ جائیں زرخان اس ملازمہ کی طرف دیکھتے ہوئے
بولا تو وہ مسکرا کر سر ہلاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی
زرخان نے اپنے کف کمینوں تک فولڈ کیے اور کھانے کی ٹرے
تھام کر قدم کمرے کی جانب بڑھائے

زر خان کمرے میں داخل ہوا تو عینا کمرے میں موجود نہیں تھی
یقیناً وہ چینیج کرنے گئی تھی زر خان نے ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھی
اور الماری سے اپنا ڈریس لیتا ہوا واش روم میں چینیج کرنے چلا گیا
پانچ منٹ بعد وہ چینیج کرنے کر کے نکلا مگر ابھی بھی عینا چینیج کر
کے نہیں نکلی تھی زر خان جا کر صوفے پر بیٹھ گیا اور عینا کے نکلنے
کا انتظار کرنے لگا

تقریباً دس منٹ گزرنے کے بعد ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور
عینا جیسے ہی سے باہر نکلی تو زر خان نے نظریں اٹھا کر عینا کی
طرف دیکھا تو ایک بار اس کی نظریں ٹھہر سی گئی جو کالے رنگ
کے کرتے کو زیب تن کیے ہوئے تھی جس پر گولڈن کڑھائی
تھی اور ہم رنگ دوپٹہ اس کے کندھے پر جھول رہا تھا چہرہ
دھونے کی وجہ سے نم دکھائی دے رہا تھا جب کہ اس کا بھیگا بھیگا

شفاف چہرہ چاند کی مانند چمک رہا تھا زرخان بے خود سا ہوتا ہے
عینا کو دیکھ رہا تھا پورے چھ ماہ بعد اس دشمن جاں کو اپنے سامنے
بالکل صحیح سلامت دیکھ رہا تھا جبکہ پچھلے چھ ماہ سے وہ اس کے لیے
کتنا ٹڑپا تھا یہ تو صرف وہی جانتا تھا اور اب جب وہ اس کے سامنے
تھی تو اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ساری باتوں کو چولہے میں جھونک
کر اسے خود میں سمو لے مگر وہ اتنی آسانی سے عینا کو بخشنے کے موڈ
میں ہر گز نہیں تھا اس لیے اس کے حسین سراپے سے نظریں
اتے ہوئے فون نکال کر کچھ میلز دیکھنے لگا جبکہ عینا نے بہت ہٹ
غور سے زرخان کا یوں نظر انداز کرنا دیکھا تھا

عینا نے اپنے دوپٹے کو اپنے دونوں کندھوں پر پھیلا یا اور چلتی
ہوئی بیڈ پر جا بیٹھی ایک بار تو وہ بھی زرخان کو نظر انداز کر گئی تھی
کیونکہ زرخان کا نظر انداز کرنا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا

مگر وہ بھی اس سے ناراض تھی اس سے غصہ تھی کیونکہ زر خان
دوسری شادی کرنے کی بات کر رہا تھا جبکہ اسے پتہ تھا کہ عینا یہ
باتیں نہیں برداشت کر سکتی پھر بھی اس نے دوسری شادی
کرنے کے ارادے رکھے تھے تو عینا کیوں اسے اتنی آسانی سے
بخش دیتی

وہاں بیٹھنے کو نہیں کہا میں نے کھانا لا کر رکھا ہے ٹھنڈا ہو رہا ہے آ
کر کھانا کھاؤ زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو
عینا نے دائیں آئی برو آچکا کر زر خان کی طرف دیکھا
دیکھو لڑکی تم آگے ہی میرا بہت وقت برباد کر چکی ہو تمہیں پانچ
منٹ دیے تھے تم 20 منٹ لگا کر آئی ہو اب اگر تم نے ایک
منٹ بھی اور ضائع کیا تم مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا زر خان اپنا

فون بند کرتے ہوئے عینا کی طرف دیکھ کر سختی سے بولا جبکہ
زرخان کی بات پر عینا کے سر پر لگی اور تلوے پر بجھی
اور مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے آپ کو انتظار کروانے کا یا آپ کا
وقت برباد کرنے کا پچھلے چھ ماہ سے حرارت میں نہیں تھی میں
اس لیے اب کچھ بھی کرتے وقت کم سے کم مجھے وقت لازمی لگتا
ہے عینا زرخان کے طرف دیکھتے ہوئے اسے بہت کچھ جتلا گئی
تھی جبکہ زرخان کو فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا واقعی میں عینا
اتنی جلدی اپنے جسم کو اتنی حرکت نہیں دے سکتی تھی اس لیے
شاید اسے چینیج کرنے میں تھوڑی مشکل پیش آئی تھی
تم خود اٹھ کر یہاں پر آرہی ہو یا میں اٹھ کر تمہارے پاس آؤں
زرخان صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تو

عینا نے آنکھیں چھوٹی کر کے زر خان کو گھورا اور پھر اٹھ کر
صوفے پر زر خان کے کافی فاصلے پر ٹک کر بیٹھ گئی
زر خان نے ایک ترچھی نظر خود سے کافی فاصلے پر بیٹھی عینا کو
دیکھا اور پھر اس کے کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ایک جھٹکے سے
اسے اپنے بے حد قریب کھینچ لیا
کیا مسئلہ ہے عینا نے اسے گھورا

یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا ابھی تم صرف کھانا کھاؤ زر خان
کھانے کی ٹرے قریب کھسکاتے ہوئے بولا جب کہ اس کا بایاں
بازو اینا کی کمر میں حصار کی صورت میں بندھا ہوا تھا جسے عینا نے
بھی ہٹانے کی کوشش نہیں کی تھی

زر خان اپنے ہاتھوں سے نوالے بناتے ہوئے عینا کو کھلا رہا تھا اور
خود بھی کھا رہا تھا جبکہ عینا بالکل خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی اور

اینا کی یہی خاموشی زرخان کے عصاب ڈھیلے کرنے کی وجہ بن
رہی تھی

کھانا کھانے کے بعد زرخان نے ٹرے کو پیچھے کھسکا یا جبکہ اس کا
بازو ایک بار بھی عینا کی کمر سے نہیں ہٹا تھا

چھوڑیں مجھے سونا ہے عینا زرخان کا بازو اپنی کمر سے ہٹانے کی
کوشش کرتے ہوئے بولی تو زرخان نے اسے ایک ہی جھٹکا دے
کر اپنے اور اس کے درمیان کا فاصلہ مٹاتے ہوئے اسے اپنی بے
حد قریب کر لیا

اور تمہیں کس نے اجازت دی سونے کی زرخان اسے گھورتے
ہوئے بولا

مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں بدلے میں عینا بھی بغیر
خوف کے اسے گھورتے ہوئے بولی ایک تو وہ زرخان سے ذرا

نہیں ڈرتی تھی بلکہ اس کے گھورنے پر الٹا خود گھور کر اسے جواب
دیتی تھی

تمہیں ضرورت ہے بیگم اب تو تمہیں سانس لینے کے لیے بھی
میری اجازت کی ضرورت ہے زر خان آنکھوں میں شوخی لیے
عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور اس سے پہلے کہ عینا کچھ کہتی
زر خان نے اس کے گلے میں موجود دوپٹا ایک ہی جھٹکے سے نکال
کر دور پھینکا

یہ کیا بد تمیزی ہے عینا کو اس کی حرکت پر غصہ آیا تھا
وہ کیا بد تمیزی ہے جو تم پچھلے دو دنوں سے کر رہی ہو زر خان نے
الٹا اس سے سوال کیا اس کا اشارہ عینا کی وہ تمام کاروائی کی طرف
تھا جو عینا پچھلے دو دنوں سے سرانجام دے رہی تھی بغیر زر خان
کو بتائے

میں نے کوئی بد تمیزی نہیں کی جو آپ کو بہتر لگا وہ آپ نے کیا اور
جو مجھے ٹھیک لگا وہ میں نے کیا عینا گردن اکڑا کر بڑے فخر سے
بولی تھی

تم خود کو اتنی بریلیٹ کیوں سمجھتی ہو پچھلے چھ ماہ سے ترس ترس
کر ایک ایک پل میں نے گزارا ہے اور تم نے کیا کیا مجھ سے یہ
بات چھپائی کہ تمہیں ہوش آچکا ہے جان بوجھ کر تم نے مجھے اس
بات سے انجان رکھا زرخان عینا کو بری طرح گھورتے ہوئے
بولا

اگر میں آپ کو بتاتی تو آپ نے مجھے پاکستان نہیں آنے دینا تھا اور
میں یہاں آنا چاہتی تھی عینا زرخان کی ڈارک براؤن آنکھوں
میں اپنی سبز آنکھیں گاڑتے ہوئے بولی

تم ہر کام میرے خلاف جا کر کیوں کرتی ہو زرخان اپنا چہرہ اس
کے چہرے کے قریب تر کرتے ہوئے بولا

تو آپ بڑے میرے فرمانبردار ہیں عینا کا انداز بچ کرنے والا تھا
تمہارا فرمانبردار بن کر مجھے کیا حاصل ہو گا اس لیے تم مجھے نافرمان
ہی رہنے دو زرخان اس کی دودھیا گردن کے بالکل درمیان میں
چمکتے کالے تل کو اپنی بہکی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا
دور ہٹیں۔۔۔ عینا اس کا سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلتے
ہوئے بولی

نہ ہٹوں تو کیا اکھاڑ لو گی میرا زرخان عینا کی گردن کے درمیان
پرکشش چمکتے تل پر اپنے بے تاب ہونٹ رکھتے ہوئے بولا
پیچھے ہٹیں اور کیا کہہ رہے تھے آپ کہ دوسری شادی کریں گے
عینا دوبارہ زرخان کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

ہاں سہی سنا تم نے زر خان اس کی خوشبو کو اپنے سینے میں اتارتا ہوا
مد ہوش ہو رہا تھا

میں آپ کو گولی مار دوں گی زر خان۔۔!! زر خان کے اطراف پر
عینا دانت پیستے ہوئے بولی

مار دینا سویٹ ہارٹ زر خان نے اس کا گلابی لبوں کو اپنے لبوں سے
ہلکا سا چھوا تھا جبکہ عینا کی دھڑکنیں ایک دم سے بے ترتیب ہوئی
تھی

میں مذاق نہیں کر رہی۔۔۔ عینا نے اسے وارن کیا
میں بھی مذاق نہیں کر رہا فلحال گولی مارنے والا پروگرام بعد کے
لیے رکھ لیا بھی تو تم مجھے حساب دو ان چھ ماہ کا جن میں تم نے مجھے
بہت تڑپایا ہے زر خان اس کے سرخ و سفید ملائم ہاتھوں کو اپنے
لبوں سے چومتے ہوئے بولا

میں نے کسی کو نہیں تڑپایا اس کی ڈھیلی گرفت محسوس کرتے عینا
نے اس سے فاصلہ قائم کیا تھا

ادھر آؤ بیگم قریب سے تمہیں سمجھاتا ہوں زرخان نے کھینچ کر
اسے اپنے قریب کیا تھا

میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے عینا نے
اسے گھورا

آج ہے سویٹ ہارٹ۔۔۔۔۔ زرخان نے بولتے ہی جھک کر اسے
اپنے بازوؤں میں اٹھایا تھا جبکہ عینا کا چہرہ شرم سے سرخ انار بن
چکا تھا

نہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں عینا زرخان کے خطرناک ارادوں
کو بھانپتے ہوئے جلدی سے بولی

وہی تو درست کر رہا ہوں زر خان نرمی سے اسے بیڈ پر لیٹاتے
ہوئے بولا

نہیں۔۔۔۔۔ عینا کو زر خان کے ارادے بہت خطرناک لگے
تھے جواب اپنی شرٹ کے بٹن کھول کے شرٹ اتار کر دور
اچھال چکا تھا

میری جان آج تو آپ گئیں زر خان عینا کے کان میں میٹھی
سرگوشی کرتے ہوئے دلکشی سے مسکرایا اور اس کے کان پر
شدت سے لب رکھے جبکہ عینا گھبراہٹ کا شکار ہوتے ہوئے
سختی سے آنکھیں بند کر چکی تھی جبکہ عینا کو یوں بھیگی بلی بنتے دیکھ
زر خان کا دلکش قہقہہ کمرے میں گونجتا تھا

عین۔۔۔۔۔ زر خان عینا کے شفاف چہرے پر اپنے ہاتھ کی پشت
پھیرتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں بولا تو عینا نے آہستہ سے

آنکھیں کھول کر زر خان کی آنکھوں میں دیکھا سبز آنکھیں
ڈارک براؤن آنکھوں سے ٹکرائی تھی اور دونوں طرف دل کی
دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں

کیا تم مجھے اجازت دو گی کہ میں اپنی عین کی روح میں اتر جاؤں
اپنی محبت کے چھاپ اس کی روح تک چھوڑ دوں زر خان
آنکھوں میں محبتوں کا سمندر سموئے عینا کی طرف دیکھتے ہوئے
اس سے اجازت مانگ رہا تھا کتنا خوبصورت اور دلکش مرد تھا وہ
کہ اپنا حق ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی بیوی سے اپنے حق کے لیے
اجازت مانگ رہا تھا عینا کے دل نے آج زر خان کی محبت کو دل
سے قبول کیا تھا

بولو عین۔۔۔۔۔ زر خان کی آنکھیں خمار لیے مدہوشی کے عالم
میں بو جھل ہو رہی تھی

عینا نے آنکھوں کو جھکاتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے
ساتھ زر خان کی گردن میں اپنے دونوں بازو حائل
کرتے ہوئے اسے دل سے اجازت دی تھی
جبکہ عینا کہ اس خوبصورت اظہار پر زر خان دلکشی سے مسکراتے
ہوئے اس کے دونوں بازو اپنی گردن سے نکالتے اس کے
دونوں ہاتھ تکیے پر لگاتے اس کے لبوں پر جھکتے ہوئے عینا کا تنفس
بری طرح بگاڑ گیا جبکہ عینا لمحہ بلمحہ اس کی باہوں میں پگھلتی ہوئی
اپنی پناہ گاہ زر خان کے سینے میں بنا چکی تھی اور رات کے گزرتے
ایک ایک لمحے کے ساتھ زر خان نے عینا کو اپنی محبت کی بارش
میں پور پور بھگوایا تھا اور وہ اس کی محبتوں میں بھگیقتی اس کے سنگ
اپنے پچھلے سارے غم بھلا گئی تھی

صبح کے 12 بجے زر خان کی آنکھ کھلی تو اسے اپنے اوپر کچھ وزن سا محسوس ہوا آنکھوں کو پورا کھولتے ہوئے زر خان نے اپنے سینے پر سر رکھ کر گہری نیند سوئی ہوئی عینا کو دیکھا تو اس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

زر خان نے مسکراتے ہوئے عینا کا سر کو چومایہ نئی زندگی اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی رات کو زر خان کا عینا کو اپنی محبت کا یقین دلانا اور عینا کا اس کی محبت کو تسلیم کرنا اور بغیر مزاحمت کے اپنا آپ زر خان کو سونپ دینا زر خان کی روح تک کو سکون پہنچا گیا تھا

زر خان نے آہستہ سے عینا کا سراپنہ سینے سے ہٹا کر تکیے پر رکھا
اور اپنی کوہنی تکیے پر رکھتے ہوئے عینا کی طرف کروٹ بدلی اور
بہت غور سے اس کے حسین چہرے کو دیکھنے لگا

رات کو زر خان نے عینا کے کئی روپ دیکھے تھے زر خان جب
اپنی محبت کی شدت سے اسے خود میں بھینچتا تھا تو وہ سہم کر اس
کے سینے میں اپنی پناہ گاہ بناتی تھی بظاہر تو وہ ایک مضبوط اور
میچیور لڑکی نظر آتی تھی مگر اندر سے اس کا دل بے حد معصوم تھا
وہ لڑکی دل سے بھی خوبصورت تھی جتنی حسین وہ دیکھنے سے
لگتی تھی اس کی روح اس سے بھی زیادہ حسین تھی

زر خان نے اس کے جسم پر ایک ساتھ کئی نشان دیکھے تھے
گولیوں کے نشان اور بے تحاشہ چوٹوں کے نشان جو شاید مشن
کے دوران اسے لگتی رہی تھی زر خان اگر عینا کی تکلیف کو

محسوس کرنے پہ آتا تو اپنا دل تھام لیتا کیونکہ اتنی تکلیف کوئی عام
لڑکی ہر گز برداشت نہیں کر سکتی تھی جتنی عینا نے برداشت کر
کے اپنے ملک کی محافظ ہونے کا فرض نبھایا تھا اسے اپنی جان کی
بھی پرواہ نہیں تھی

عام لڑکیاں تو چھوٹی سی چوٹ لگنے پر گھر سر پر اٹھا لیتی تھی مگر وہ
ایسی لڑکی تھی جس کے پاس شکایت کرنے کے لیے ایک بھی
سہارا موجود نہیں تھا مگر پھر بھی اس نے اپنے جسم پر بے تحاشہ
زخم کھائے تھے اور انہیں برداشت کیا تھا زرخان نے اس کے
ایک ایک زخم پر اپنے لبوں سے مرہم رکھنے کی کوشش کی تھی
زرخان اسے وہ تمام محبتیں دینا چاہتا تھا جس سے وہ ساری زندگی
محروم رہی تھی

زر خان نے جھک کر اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی اور کی
گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اس کی مدہوش کر دینے
والی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا

کتنا کچھ سہا ہے تم نے میری جان اب میں تمہیں کسی تکلیف سے
نہیں گزرنے دوں گا اور اگر کسی نے تمہیں تکلیف دینے کی
کوشش کی تو اسے زندہ زمین میں گاڑ دوں گا تمہیں تکلیف
دینے کا حق تو زر خان سکندر خود کو بھی نہیں دے گا

تم میں عین ہو اور میں اپنی عین کو اب کبھی وقت سے اس پہروں
میں نہیں جانے دوں گا جہاں سے تم نے بے شمار زخم کھائے
ہیں۔

میں آج اور اسی وقت قسم کھاتا ہوں کہ جتنی زندگی رہی اتنی
زندگی تمہاری محبت کی غلامی میں رہوں گا اور تمہیں تکلیف
پہنچانے کا حق کسی کو نہیں دوں گا۔

زرخان اس کی گردن میں چہرہ چھپائے دھیرے دھیرے بول
رہا تھا جب عینا ہلکا سا کسمسائی

زرخان نے اس کی گردن سے چہرہ نکال کر اسے خوبصورت
چہرے کی جانب دیکھا سوتے ہوئے وہ اور بھی زیادہ خوبصورت
لگتی تھی زرخان نے مسکراتے ہوئے شدت سے لب اس کے
رخسار پر رکھے اور پھر اس کی پیشانی پر پر حدت لمس چھوڑتے
ہوئے اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ اس کا ارادہ فریش ہو کر
ناشتہ بنانے کا تھا کیونکہ آج وہ اپنی محبوب بیوی کو
اپنے ہاتھوں سے بنا ناشتہ کھلانا چاہتا تھا

آنکھوں میں پڑنے والی روشنی کی وجہ سے عینا کی آنکھ کھلی تھی

نیند سے پوری طرح بیدار ہوتے ہوئے عینا نے اپنی پوری
آنکھیں کھول لیں اور آہستہ آہستہ رات کے تمام منظر اس کی
آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگے وہ گردن کی حد
تک ایک دم سے سرخ پڑی تھی

اپنی شرم و حیا پر قابو پاتے ہوئے اینا نے نظریں گھما کر بیڈ کی
دوسری جانب دیکھا تو بیڈ کھالی تھا عینا آہستہ سے اٹھ کر بیٹھی اور
نظریں کمرے کے چاروں طرف دہرائی مگر زر خان کمرے میں

کہیں بھی موجود نہیں تھا پتہ نہیں کیوں مگر اٹھتے ہی اس کا دل بجھ
سا گیا شاید وہ زر خان کو اپنے قریب دیکھنا چاہتی تھی
براسا منہ بناتے ہوئے عینا بستر سے اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی
اس کا ارادہ فریش ہونے کے بعد کمرے سے نکل کر زر خان کو
ڈھونڈنے کا تھا شاید وہ اس بات سے انجان تھی کہ زر خان کے
سامنے جاتے ہی زر خان کا کیار د عمل ہونے والا ہے
زر خان کو بالکل بھی کھانا بنانا نہیں آتا تھا اس لیے وہ صرف
آملیٹ اور چائے ہی بنا سکا تھا آملیٹ اور چائے بنانے کے بعد اس
نے سلائس گرم کیا اور سب چیزوں کو ایک ٹرے میں سجا کر
مسکراتے ہوئے قدم کمرے کی جانب بڑھائے
زر خان ناشتہ لے کر کمرے میں داخل ہوا تو ایک عجیب سی
مدہوش کردینے والی خوشبو اس کی نتھیوں سے ٹکرائے اس نے

نظریں گھما کر ڈریسنگ ٹیبل کے جانب دیکھا جہاں عینا اپنے گیلے
بالوں اور ٹاول سے سکھار ہی تھی

زر خان نے ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھی اور قدم عینا کی جانب
بڑھائے عینا کسی گہری سوچ میں مبتلا تھی اس لیے
اسے زر خان کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہو سکا
کیا سوچ رہی ہو سویٹ ہارٹ کہیں میرے بارے میں تو نہیں
سوچ رہے زر خان نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا
جبکہ زر خان کو اپنے قریب محسوس کر کے عینا فوراً ہوش کی دنیا
میں واپس لوٹی تھی

آپ کو سوچنے کے علاوہ میرے پاس اور بھی بہت سے کام ہے
عینا زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے ناک سکڑ کر بولی تو زر خان
کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی

لیکن مجھے تو لگ رہا تھا جیسے تم اپنے شوہر کی اس محبت کے بارے
میں سوچ رہی ہو گی جو اس نے رات میں تم پر عیاں کی زر خان
نرمی سے عینا کا رخ اپنی جانب موڑتے ہوئے چمکتی آنکھوں سے
عینا کے حسین سراپے کو دیکھتے ہوئے بولا

تو عینا جو کچھ پل کے لیے بہادر بنی تھی زر خان کی زو معنی خیز
بات کو سنتے ایک دم سے سرخ انار بنی

زر خان مہبوت سا ہو کر اس کے چہرے پر آتے جاتے اپنی محبت
کے رنگوں کو دیکھ رہا تھا

زر خان کو اپنی طرف دیکھتا پا کر عینا نے فوراً اپنی نظریں جھکائیں
تھی جبکہ عینا کی اس ادا پر زر خان کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا
ساری باتیں اپنی جگہ مگر تمہاری یہ ادائیں میری جان لے لیں گی
زر خان اس کے گلابی لبوں کو چھوتے ہوئے گھمبیر سرگوشی نما

آواز میں بولا جبکہ عینا کی دھڑکنیں وہ بے ترتیب کر گیا تھا زر خان
نے بھی کب سوچا تھا کہ اتنی بہادر نظر آنے والی لڑکی اس کی
قربت پر یوں پگھلے گی کہ اس کے سامنے نظریں بھی نہیں اٹھائے
گی اور اس کی یہی ادائیں زر خان کی جان لینے کا سبب بن رہی تھی
فضول مت بولیں عینا اپنے سبز آنکھوں میں ہلکا سا غصہ لیے
زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ اسے زر خان کی یہ
بات بالکل پسند نہیں آئی تھی جبکہ عینا کے اس طرح بولنے پر
زر خان نے ہنستے ہوئے اس کے گال پر لب رکھے
میری جان جو آپ کا حکم مگر آپ سے ایک گلا ہے آپ نے اپنے
شوہر کو گڈ مار ننگ نہیں بولا زر خان آنکھوں میں شرارت لیے
عینا کے چہرے پر جھولتی ایک آوارہ لیٹ کو اس سے کان کے
پیچھے آراستے ہوئے بولا تو عینا نے سوالیہ نظروں سے زر خان کی

جانب دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں شرارت چمکتی دیکھ کر وہ فوراً
سمجھ گئی کہ وہ کیا کرنے والا ہے اس سے پہلے کہ عینا سے کچھ کہتی
زر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کھینچا اور
ایک ہاتھ اس کے گیلے بالوں میں الجھا کر اس کے گلابی لبوں کو
اپنی دسترس میں لے لیا جبکہ عینا بالکل نہ سمجھ پائی تھی کہ اچانک
یہ سب کیا ہوا

گڈ مارنگ سویٹ ہارٹ زر خان عینا کے سرخ ہوتے چہرے کی
طرف دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکرا کر بولا تو عینا نے گھور کر
اسے دیکھا جس سے اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی
اس طرح مت گھورو آگے تم حسن پری بن کر میرے سامنے
کھڑی ہو پتہ نہیں کیسے خود پر کنٹرول کیا ہے اوپر سے اس طرح
گھور بھی رہی ہو مشکل بن جائے گی تمہارے لیے۔

زر خان عینا کے حسین سراپے کو سر سے لے کر پیر تک اپنی
گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو عینا کو فوراً اپنی پوزیشن کا
احساس ہوا وہ اس وقت زر خان کے سامنے دوپٹے سے بے نیاز
کھڑی تھی جبکہ جوڈریس اس نے پہنا تھا وہ سرخ رنگ کا تھا اور
اس کا ڈیپ گلا زر خان کو بری طرح بہکانے کا کام کر رہا تھا
آپ میں شرم ہے بھی یا نہیں عینا زر خان کو ایک زبردست
گھوری سے نوازتے ہوئے بولی اور ایک جھٹکے سے اپنا رخ موڑ کر
کھڑی ہو گئی جب زر خان نے ہنستے ہوئے اس کے گرد اپنے حصار
کا گھیرا بنایا اور اس کی گردن پر چمکتے شبنم کے قطروں کو اپنے لبوں
سے چنے لگا

وہ پہلے دن سے نہیں ہے بیگم اور اب تو تم امید ہی مت رکھو
زر خان اپنی ہلکی دارھی اس کی پچھلی گردن پر بری طرح رب

کرتے ہوئے بولا تو عینا نے سسک کر اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ
کے سے پیچھے کی طرف دھکا دیا

میرے ساتھ زیادہ ڈرامے بازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے
عینا زرخان کو گھورتے ہوئے بولی

یہی تو میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ مجھے اب تم سے ڈرامے بازی کرنے
کی ضرورت ہی کیا ہے تم میرے سچے اور پکے جذبات کو سمجھو
زرخان اس کی کلائی پکڑ کر دوبارہ اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا جبکہ
عینا کسی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے آگئی تھی
کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ کیوں ایلفی بنے ہوئے ہیں عینا جھنجھلا

کر بولی تو زرخان اس کے انداز پر قہقہہ لگائے بنا رہ سکا
ابھی میں بہت کچھ بنوں گا سویٹ ہارٹ فلحال میں نے اتنی محنت
سے تمہارے لیے ناشتہ بنایا ہے اس سے پہلے کہ ناشتہ ٹھنڈا ہو

پہلے ناشتہ کر لیتے ہیں باقی سب پھر یہیں سے بکٹینیو کریں گے
زر خان ایک آنکھ دباتے ہوئے بولا

ہٹیں پیچھے آپ کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے صبح صبح عینا زر خان کی
حرکتوں سے خاصا تنگ آگئی تھی اس لیے اسے پیچھے کر کے خود
ناشتے کی جانب بڑھی کیونکہ زر خان کا تو پتہ نہیں مگر عینا کو بہت
بھوک لگ رہی تھی

زر خان بھی مسکراتے ہوئے عینا کے ساتھ ہی جڑ بیٹھ گیا اور پھر
دوپہر کے دو بجے وہ دونوں ناشتہ کر رہے تھے جبکہ ناشتے کے
دوران بھی زر خان کی شرارتیں جاری تھیں اور اس کی بے باک
نظروں کا سامنا نہ کرتے ہوئے عینا اس کی طرف دیکھ ہی نہیں
رہی تھی جس سے زر خان بہت محفوظ ہو رہا تھا

عینا نے ابھی بیلا سے بات کر کے فون رکھا ہی تھا جب زر خان
کمرے میں داخل ہوا وہ کچھ دیر کے لیے باہر گیا تھا مگر ایک گھنٹے
کے اندر اندر ہی وہ واپس بھی آ گیا تھا

چلیں مسسز اٹھیں اور جلدی سے تیار ہو کر آئیں ہمیں کہیں جانا
ہے زر خان عینا کے قریب جاتے ہوئے اس کے ماتھے پر لب
رکھتے ہوئے بولا

کہاں۔۔۔؟؟ عینا نے سوالیہ نظروں سے زر خان کی طرف
دیکھا

میرے دوست کی طرف یہی قریب ہی اس کا گھر ہے اور اس
نے ہمیں آج کے ڈنر پر انوائٹ کیا ہے اب جلدی سے اٹھو اور
اچھا سا تیار ہو کر آؤ زر خان عینا کا ہاتھ پکڑ کر خود ہی اسے ڈریسنگ
روم کے جانب لے جانے لگا

لیکن۔۔۔ عینا نے کچھ بولنا چاہا

لیکن ویکن کچھ نہیں ہم جارہے ہیں اور جلدی واپس آجائیں گے
زرخان الماری میں سے ایک بلیک ڈریس سے نکال کر عینا کے
ہاتھوں میں تھماتے ہوئے بولا

کیا خیال ہے اگر آپ کا دل نہیں چاہ رہا تو کیا میں تیار ہونے میں
مدد کروں زرخان عینا کو وہاں سے ہلتا نہ دیکھ کر اس کی جانب
بڑھا تو عینا نے جلدی سے دو قدم پیچھے بڑھاتے ہوئے نفی میں
سر ہلایا

نہیں نہیں میں خود تیاں ہو جاؤں گی آپ جائیں عینا بوکھلا کر بولی
نہیں میری جان تمہیں مشکل ہوگی زرخان اس کی حالت کی پیش
نظر بولا کیونکہ وہ ڈریس اتنا ڈھیلا ڈھالا ہر گز نہیں تھا جو عینا اسے
آسانی سے زیب تن کر لیتی

نہیں مجھے کوئی مشکل نہیں ہوگی آپ جائیں عینا زرخان کے
ارادوں پر گھبرار ہی تھی جب زرخان ایک ہی جست میں اس
تک پہنچا اور اس کے کمر میں بازو لپیٹ کر اسے اپنے بے حد قریب
کر لیا

مجھ سے اتنا گھبرا کے رہی ہو یہ بات تم بھی جانتی ہو اور میں بھی
جانتا ہوں کہ تم سے یہ ڈریس اتنی جلدی بالکل ہینڈل نہیں ہوگا۔
اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں تھوڑی سی بھی پریشانی ہو اور ویسے
بھی میں کوئی غیر تھوڑی ہوں جو تم مجھ سے اتنا گھبرار ہی ہو تمہارا
شوہر ہوں تمہارا محرم ہوں اور اب ویسے بھی ہم دونوں کے
درمیان کوئی پردے نہیں رہے تو پھر اتنا گھبرانا شرمنا کیوں۔

زر خان اس کے چھوٹے سے ناک پر لب رکھتے ہوئے محبت
بھرے انداز میں بولا جبکہ عینا کے لیے نظریں اٹھا کر زر خان کی
طرف دیکھنا محال ہو رہا تھا

زر خان نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کی اور پھر عینا کے ہزار بار
انکار کرنے کے باوجود اسے ڈریس چینج کروا کر ہی سانس لیا جبکہ
عینا شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی

زر خان کے گاڑی خان وال میں داخل ہوئی تو گھر کے دروازے
پر ہی اسے مکزم کھڑا ہوا دکھائی دیا

گاڑی کو پورچ میں کھڑے کرتے ہوئے زر خان گاڑی سے اتر
اور گھوم کر دوسری جانب آیا جبکہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی عینا
گاڑی سے نکل چکی تھی

چلیں۔۔۔!! زر خان عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے
مسکراتے ہوئے زر خان کے ساتھ قدم اندر کی جانب بڑھائے
السلام علیکم۔۔۔ کاظم خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا
وعلیکم السلام کیسے ہو جو رو کے غلام زر خان اسے کس کے گلے
لگاتے ہوئے بولا جبکہ اسے چھیڑنے سے وہ باز نہیں آیا تھا مکرم
نے ایک نظر گھور کر زر خان کو دیکھا

بھول مت تو بھی اب شادی شدہ بندہ ہے زر خان نے اسے یاد
دلایا

السلام علیکم بھابی کیسی ہیں آپ مکرم عینا کی طرف متوجہ ہوا

وعلیکم السلام بھائی الحمد للہ آپ کیسے ہیں عینا نے خوش دلی سے

جواب دیا

میں بھی بالکل ٹھیک ہوں آپ بتائیں طبیعت ٹھیک ہے آپ کی
یہاں آنے میں کوئی مشکل پیش تو نہیں آئی مکرزم عینا کی طرف
دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا تو عینا نے مسکرا کر صرف نفی میں سر

ہلایا

اچھا مجھے تو لگا کہ اس کے ساتھ ہوتے ہوئے آپ کو آسانی تو ہر گز
پیش نہیں آئے گی مگر یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ کو مشکل
بھی پیش نہیں آئی مکرزم شرارت سے زر خان کی طرف دیکھتے
ہوئے بولا تو عینا نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی کیوں کہ
مکرزم سچ ہی کہہ رہا تھا جتنا آتے ہوئے اس نے عینا کو تنگ کیا تھا یہ
تو صرف عینا ہی جانتی تھی جبکہ اس کی بے باک نظروں سے وہ

بار بار چھپ رہی تھی اور زر خان اسے تنگ کرنے سے ہرگز باز
نہیں آ رہا تھا

زیادہ بول مت زر خان نے مکزم کو گھورا
چلیں بھا بھی آپ کو گھر والوں سے ملواتے ہیں مکزم عینا کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا اور اندر آنے کا اشارہ کیا تو عینا اور زر خان
مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے سامنے ہی لاؤنچ میں اس
گھر کے تمام افراد موجود تھے اور کھڑے شاید ان کے
آنے کا ہی انتظار کر رہے تھے

عینا اور زر خان کے داخل ہوتے ہی ان سب نے خوش دلی سے
ان دونوں کا استقبال کیا

السلام علیکم کیسی ہیں آپ عزیزہ مسکرا کر عینا کے گلے ملتے ہوئے
بولی

وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہو عینا نے بھی
مسکراتے ہوئے جواب دیا

جی الحمد للہ ویسے آپ مجھ سے بڑی ہیں تو میں آپ کو آپنی بولوں یا
بھا بھی علیزہ مسکرا کر عینا سے بولی

آپ کچھ بھی بول لیں کوئی مسئلہ نہیں عینا نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا کیونکہ یہ کیوٹ سی لڑکیوں سے بہت پسند آئی تھی
چلیں میں آپ کو بھا بھی بولوں گی علیزہ نے مسکراتے ہوئے خود
ہی فیصلہ کیا

اس سے ملیں یہ میری نند پلس بہن پلس دیورانی ہے علیزہ افراح کا
انٹرڈیوس کرواتے ہوئے بولی جبکہ اس کا اتنا لمبا تعارف سنتے
ہوئے عینا ہنس دی

بھا بھی۔۔۔۔۔ فار یہ نے معصوم سی شکل بنا کر علیزہ کی طرف
دیکھا

!! بھا بھی یہ میری بیوی ہے افراح جہانزیب
جہانزیب عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو عینا نے مسکراتے
ہوئے ہاں میں سر ہلایا کیونکہ جہانزیب سے تو وہ پہلے ہی مل چکی
تھی

یہ بیسبز کس کے ہیں عینا کی نظر چھوٹے چھوٹے کیوٹ سے
سامنے صوفے پر بیٹھے بچوں پر گئی جن کے ارد گرد کشن رکھ کر
انہیں کور کیا گیا تھا تاکہ وہ گر نہ جائیں اور وہ دونوں ہی اپنے
کھلونوں سے کھیل رہے تھے

یہ دونوں ہمارے بیسیز ہیں بھابی مکزم آگے بڑھ کر ایک بازو میں
عینا کو اور ایک بازو میں عبداللہ کو اٹھاتے ہوئے بولا اور قدم علیزہ
کی جانب بڑھائے

اور یہ میری بیوی ہے مکزم علیزہ کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہوتے
ہوئے بولا تو عینا نے حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھا کیونکہ
علیزہ کو وہ بالکل شادی شدہ تصور نہیں کر رہی تھی جبکہ اس کے تو
دونے بچے بھی تھے اور وہ بھی اتنے کیوٹ اور خوبصورت اور اوپر سے
اس کا ہسبینڈ مکزم میر احمد تھا اتنا میچور اور سنجیدہ طبیعت کا مالک
شخص

آپ جیسے میچور شخص کو اتنی کیوٹ بیوی کیسے مل گئی عینا مکزم کی
طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی

ملی نہیں بھابھی زبردستی اٹھا کر لائے تھے علیزہ منہ بناتے ہوئے
بولی جبکہ علیزہ کی بات پر سب کے قہقہے بے اختیار تھے جبکہ مکرم
نے بیچاری سی شکل بنا کر اپنے ساتھ ہی کھڑی اپنی چھوٹی سی بیوی
کو دیکھا جو اسے اس وقت کسی چلاک ساس سے کم ہرگز نہیں لگ
رہی تھی جو ہر وقت اسے طعنے دیتی رہتی تھی
کیا مطلب آپ کا عینا کشمکش کا شکار ہوئی

مطلب یہ کہ زبردستی نکاح کیا تھا انہوں نے مجھ سے میں انہیں
کہیں سے نہیں ملی بلکہ زبردستی اٹھا کر لے کے آئے تھے اور پھر
زبردستی مجھ سے نکاح کیا یہاں تک کہ میری شادی بھی نہیں
ہوئی وہ تو پتہ نہیں میری کون سی نیکی کام آگئی تھی جو میری دوبارہ
ان سے شادی ہوئی اور میری شادی ہونے کے خواب پورے ہو
گئے۔

ورنہ یہ تو چاہتے تھے کہ ہماری شادی ہو ہی نہ بلکہ زبردستی کے
نکاح میں یہ مجھے ساری زندگی اپنے پاس ہی رکھ لیں علیزہ نے عینا
کی طرف دیکھتے ہوئے اسے تمام تفصیل بتائی جبکہ مکرم کی شکل
دیکھ کر جہانزیب اور زر خان کا ہنس ہنس کر برا حال تھا کیونکہ اس
کی بینڈ اس وقت اس کی اپنی بیوی ہی بجا رہی تھی
بیگم۔۔۔۔۔ مکرم نے علیزہ کو گھورا جبکہ اس کی گھوریوں کو وہ
سرے سے نظر انداز کر چکی تھی کبھی کبھی تو اسے موقع ملتا تھا
مکرم کو تنگ کرنے کا جبکہ مکرم تو 24 گھنٹے اسے تنگ کرنے کا
ایک بھی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا تو پھر وہ کیوں ایسا
موقع اپنے ہاتھ سے جانے دیتی اس لیے وہ بھی بھرپور فائدہ
اٹھاتے ہوئے مکرم کو تنگ کر رہی تھی

بے بی میرے پاس آؤ زر خان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ پھیلا
ہوئے عبد اللہ کو اپنے پاس بلایا تو عبد اللہ نے معصوم
نظروں سے زر خان کی طرف دیکھا اور پھر برا سا منہ
بناتے ہوئے اپنا چہرہ مکزم کی گردن میں چھپالیا جیسے اسے
زر خان کی شکل بالکل پسند نہ آئی ہو

ہا ہا ہا ہا مکزم نے عبد اللہ کی حرکت پر قہقہہ لگایا
عینا نے ایک زر خان کو دیکھا جو برا سا منہ بنا کر کھڑا تھا اور اپنی
مسکراہٹ چھپا کر آگے بڑھی

بے بی کم ہئیر۔۔ عینا عبد اللہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے
بولی تو عبد اللہ نے ایک نظر عینا کو دیکھا اور ایک نظر

زرخان کو اور نظریں گھما کر پھر سے عینا کو دیکھا جو
مسکراتے ہوئے اسے اپنے پاس بلا رہی تھی
عبداللہ ہلکا سا مسکرایا اور پھر اپنے دونوں بازو پھیلاتے ہوئے عینا
کی طرف جھکا۔

عینا نے فوراً ہی اسے پکڑ لیا جس سے وہ کھلکھلایا جیسے عینا اسے
بہت پسند آتی ہو جبکہ عبداللہ کی اس حرکت پر زرخان کا منہ کھلا کا
کھلا ہی رہ گیا

تاریخ گواہ ہے مکرم میر احمد ایک دن تمہارا بیٹا بہت بڑا ٹھہر کی نکلے
گا زرخان دانت پیستے ہوئے بولا تو عینا سمیت سب کا قہقہہ ہال
میں گونجا

لٹل پر نسز آپ میرے پاس آؤ زرخان عنایہ کی طرف دیکھ کر
مسکراتے ہوئے بولا تو عنایہ زرخان کی طرف دیکھتے ہوئے

کھلکھلائی اور فوراً ہی اس کے پاس چلی گئی جبکہ عنایہ کو اپنے
بازوؤں میں بھرتے ہی درخان نے جٹاچٹ اس کے دونوں
پھولے پھولے گلابی گال چوم لیے تھے

زرخان نے جتانے والی نظروں سے عینا کی طرف دیکھا جو اس کی
طرف دیکھ ہی نہیں رہی تھی جبکہ عبداللہ سے وہ پتہ نہیں کون
سی باتیں کرنے میں مصروف تھی اور وہ بے تحاشہ خوش ہوتے
ہوئے کہ ایک ایک بات پر خوش ہو رہا تھا جیسے اسے عینا کی ساری
باتیں سمجھ آرہی ہوں۔

مکزم کے دونوں بچے ہی بہت کیوٹ اور خوبصورت تھے گول
مٹول سی صحت کے سرخ و سفید رنگت گلابی پھولے پھولے
گالوں والے وہ دونوں ہی عینا اور زرخان کو بہت پیارے لگ
رہے تھے

آپ کو پتہ ہے لٹل پر نسز میرے پاس بھی ایک پر نسز موجود ہے
جو مجھ سے بہت پیار کرتی ہے زر خان عنایہ کی طرف دیکھتے

ہوئے اسے بیلا کے بارے میں بتا رہا تھا

وہ تو واقعی میں پر نسز ہے صرف تمہاری نہیں ہماری بھی
مسکراتے ہوئے کہا

بیلا کو بھی ساتھ لے آتے آپ لوگ افراح زر خان کی طرف
دیکھتے ہوئے بولی کیونکہ شادی سے واپس آنے کے بعد جہانزیب
نے افراح کو بیلا کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ کتنی پیاری اور کیوٹ
سے بچی ہے

جی بھابھی اور میں بھی مل لیتی آپ کی پر نسز سے علیزہ نے بھی
مسکراتے ہوئے افراح کی بات میں حامی بھری

کوئی بات نہیں ویسے بھی دو دن بعد ہمارا ولیمہ ہے اور آپ سب
نے تو لازمی آنا ہے پھر آپ مل لیجئے گا ہماری پرنسز سے عینا ان
دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو بے ساختہ زرخان
نے نظر اٹھا کر عینا کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے سامنے
بیٹھی افراح اور علیزہ کی طرف دیکھ رہی تھی یعنی وہ دل سے راضی
تھی اس ولیمہ کے لیے اور اسے کوئی اعتراض نہیں تھا زرخان یہ
سوچتے ہوئے بے اختیار مسکرایا اور اپنا سر جھٹک کر دوبارہ عنایہ
کے ساتھ مصروف ہو گیا

اور پھر خوشگوار ماحول میں سب نے کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے
بعد سب ایک ساتھ بیٹھ کر خوشگوار ماحول میں باتیں کرنے لگے
اور ساتھ چائے سے لطف اندوز ہونے لگے عینا کو اس فیملی میں آ
کر بہت اچھا محسوس ہوا تھا اسے ایک بار بھی یہ چیز محسوس نہیں

ہوئی تھی کہ وہ کسی غیر کے گھر میں ہے اس گھر کا ایک ایک فرد
دل کا بہت اچھا تھا

رات کے 11 بجے باہر بے موسمی بارش برس رہی تھی اور بارش
کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ گزرتے ہوئے وجود کو بھی پوری
طرح بھگور ہی تھی

لائبہ آج صبح سے کمرے سے غائب تھی کیونکہ حادثہ آج گھر پر
ہی موجود تھا اور وہ اس سے بے تحاشہ ناراض تھی اس لیے وہ اس
کے سامنے کم ہی آئی تھی اب بھی رات کے 11 بج رہے تھے مگر
لائبہ ابھی تک کمرے میں واپس نہیں آئی تھی صبح ہوتے ہی وہ

حادث کے اٹھنے سے پہلے ہی کمرے سے غائب ہو چکی تھی وہ اپنی ناراضگی کا بھرپور اظہار کر رہی تھی اور حادث بس خاموشی سے اس کا نظر انداز کرنا دیکھ رہا تھا

حادث نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات کے 11 بجے رہی تھی اور پھر قدم کمرے سے باہر کی جانب بڑھائے کیونکہ اب وہ رات کے وقت تو لائیبہ کو کمرے سے باہر ہر گز نہیں رہنے دینا چاہتا تھا اور 12 بجے سے پہلے لائیبہ کا اس کمرے میں پہنچنا بے حد ضروری تھا

لائیبہ کے کمرے میں چیک کرنے کے بعد اس نے لائیبہ کو ہر اس جگہ پر ڈھونڈا تھا جہاں اس کی موجودگی کا انکشاف تھا مگر وہ کہیں پر بھی موجود نہیں تھی باہر بارش زوروں سے برس رہی تھی اور ساتھ ٹھنڈی ہوا کا زور تھا حادث نے کچھ سوچتے ہوئے قدم

سیڑھیوں کی جانب بڑھائے اب وہ آخری جگہ تھی جہاں اسے
لائبہ کے ہونے کا احساس ہو رہا تھا

چھت پر پہلا قدم رکھتے ہی اس کی نظر چھت کے بیچوں بیچ بازوؤں
کو سینے پر لپیٹے زوروں سے برستی بارش کے درمیان کھڑی لائبہ
پر پڑی جو آنکھیں بند کر کے بارش کی بوندوں کو اپنی روح میں
اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی حارث کے ماتھے پر بے اختیار کئی بل
نمودار ہوئے کیونکہ بدلتے موسم کی بارش اکثر بیماری کا سبب بنتی
ہے اور یہ لڑکی ہر بارش میں یوں ہی بھگیکتی تھی

ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی لائبہ کو یوں ہی بارش میں بھگیکتے ہوئے
جب اسے اپنی کمر پر کسی کی گرم انگلیوں کا دھکتا لمس محسوس ہوا
آنکھیں کھولنے کی بجائے لائبہ نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں

شاید وہ پہچان گئی تھی کہ اس کے نزدیک آنے والی شخصیت کون ہے

کمر سے رینگتی ہوئی انگلیاں اس کے پیٹ تک آئی تھی پھر اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا اور لائے کی پشت حارث کے چوڑے سینے سے جا لگی تھی اور اب وہ اس کے مضبوط حصار میں قید ہو چکی تھی

اتنی رات کو چھت پر اکیلے کیا کر رہی ہو منع کیا تھا نائیں نے کہ اسندہ تم اکیلی چھت پر نہیں آؤ گی حارث کی بھاری گھمبیر غصے بھری آواز سن کر لائے کی جان نکلنے کے در پر تھی بولو تم سے پوچھ رہا ہوں کچھ حارث کی انگلیوں کا دباؤ اس کے پیٹ پر بڑھا تو لائے نے بری طرح اپنے لب کچلے

وہ ویسے ہی لائِبہ منمنائی تو حارث نے نرمی سے اس کا رخ اپنی
جانب کیا

کیا ابھی تک ناراض ہو۔۔۔۔۔ حارث اس کے چہرے پر چپکے گیلے
بالوں کو اس کے چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولا تو لائِبہ بالکل
خاموش رہی

معاف نہیں کرو گی اپنے شوہر کو حارث نے اس کے رخسار پر لب
رکھے تو لائِبہ کے ہونٹ بری طرح تھر تھرائے

لائِبہ نے دھیرے سے نظر اٹھا کر حارث کی جانب دیکھا جو
آنکھوں میں خمار لیے اس کے بھینگے سر اُپے کو نہار رہا تھا
بارش میں کھڑے ہونے کی وجہ سے وہ بھی مکمل بھیگ چکا تھا

لائبہ جانتی تھی کہ حادث کو بارش پسند نہیں اور نہ ہی اسے بارش
میں بھیگنا پسند ہے مگر پھر بھی وہ لائبہ کے لیے آج دوسری بار
بارش میں بھیگ رہا تھا

مم مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے لائبہ نظریں جھکاتے ہوئے بولی
میرے ساتھ بھی ٹھنڈ لگ رہی ہے حادث لائبہ کی شہ رگ
اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا تو لائبہ کے جسم میں سرد
لہریں گزرنے لگی

حادث کے سوال پر لائبہ نے کوئی بھی جواب نہیں دیا بس
خاموشی سے نظریں جھکائے کھڑی رہی کچھ پل تو حادث اسے
ایسے ہی دیکھتا رہا۔

پھر اس کرکلائی تھام کر قدم سیڑھیوں کے جانب بڑھائے
کیونکہ اس کے لیے یہ وقت بہت قیمتی تھا

سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی حارث نے جھک کر اسے اپنا
بازوؤں میں اٹھالیا جبکہ حارث کی حرکت پر لائیبہ نے بوکھلا کر اور
اس کی طرف دیکھا جو بغیر لائیبہ کی طرف دیکھے تیز تیز ڈھک
بھرتا سیڑھیاں عبور کر رہا تھا

حارث نے کمرے کا دروازہ کھولا تو کمرے میں مکمل اندھیرا تھا
لائٹ آن کیے بغیر اس نے قدم چینیجنگ روم کی جانب بڑھائے
اور لائیبہ کو یوں ہی اٹھائے چینیجنگ روم میں داخل ہوا
اس نے لائیبہ کو نرمی سے زمین پر کھڑا کیا اور الماری کھول کر
وہاں سے ایک بیگ نکال کر لائیبہ کی جانب بڑھایا تو لائیبہ نے
سوالیہ نظروں سے حارث کی جانب دیکھا

یہ پکڑو اور اسے پہن کر اگلے دس منٹ میں باہر نکلو میں باہر تمہارا
انتظار کر رہا ہوں اور کوئی بھی گڑبڑ کرنے کی ہرگز کوشش مت

کرناور نہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا حارث نے سنجیدگی سے
بولتے ہوئے آخر میں اس سے وارن کیا اور پھر چینجنگ روم سے
باہر نکل گیا جبکہ لائبہ ہکی ہکی وہیں پر کھڑی صورتحال کو سمجھنے کی
کوشش کر رہی تھی

لائبہ نے ایک نظر چینجنگ روم کے بند دروازے کو دیکھا جو
ابھی حارث بند کر کے گیا تھا اور پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو
اور پھر جھٹک کر بیگ میں موجود سامان نکال کر تیار ہونے لگی
کیونکہ اس کے پاس حارث کی بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ
نہیں تھا جاتے جاتے بھی وہ اسے دھمکا گیا تھا اور کوئی گڑبڑ کرنے
کا تو جواز ہی پیدا نہیں ہوتا تھا

حارث ڈریسنگ روم کے بند دروازے پر نظریں جما کر بیٹھا لائبہ
کے باہر آنے کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا

جب ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی لائبہ
ڈریسنگ روم سے باہر نکلی لائبہ کے چہرے پر نظر پڑتے ہی
حادث کی نظریں اس پر ٹھہر سی گئیں وہ مسرت سا ایک ٹک اسے
دیکھنے لگا

جوبلیک ساڑی میں ملبوس بالوں کو ڈرائی کرنے کے بعد پشت پر
کھلا چھوڑے چہرے پر نامناسب سامیک اپ کیے ہونٹوں پر
ڈیپ ریڈ کلر کی لپسٹک لگائے اور دونوں کلائیوں میں بھر بھر کر
کالی چوڑیاں پہنے کانوں میں سفید چمکتے جھمکے پہنے حادث کے سہی
معنوں میں چاروں شانے چت کر چکی تھی

لائبہ نے نظریں اٹھا کر کمرے کی جانب دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی
کمرے میں چاروں طرف گلاب کے پھول بکھرے ہوئے تھے
کمرے کا کلین پھولوں کی پتیوں سے بھرا ہوا تھا جگہ جگہ چھوٹی

چھوٹی لائٹس جل رہی تھیں اور بیڈ کے بالکل درمیان ایک
ہارٹ بنا ہوا تھا کمرے میں ہر طرف گلاب کے پھولوں کی خوشبو
تھی اور اس میں حادثے کے کلون کی مضبوط خوشبو بھی شامل تھی
جو الگ ہی نظارہ پیش کر رہی تھی

کمرے سے نظریں ہوتی ہوئی سامنے صوفے پر بیٹھے حادثے پر جا
رکی جو بلیک ڈنر سوٹ پہنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے ایک
کلانی میں برینڈ ڈواچ پہنے اور شرٹ کے اوپر والے دونوں بٹن
کھلے تھے جس سے اس کا مضبوط چوراسینہ دکھائی دے رہا تھا وہ
بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا جبکہ وہ منجمد بنا لائے کو دیکھ رہا تھا حادثے
کے اس طرح دیکھنے سے لائے کافی نروس ہوئی تھی

حادث اپنی جگہ سے اٹھا اور چلتا ہوا ٹھیک لائبر کے سامنے آن
کھڑا ہوا آہستہ سے لائبر کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لیے بیڈ
کے قریب آیا

بیڈ پر ایک چھوٹا سا ریموٹ پڑا تھا اس ریموٹ کو پکڑتے ہوئے
حادث نے ایک بٹن پر پریس کیا جس سے کمرے میں لگی لائٹس کا
رنگ خود بخود تبدیل ہونے لگا اور دوسرا بٹن پر پریس کرتے ہی
کمرے میں میوزک چلنے لگا

باہوں میں آہو جائیں گے شکوے سبھی خود فنا..... حادث نے
کھینچ کر اسے اپنے قریب کیا اور اس کا ایک ہاتھ اپنے کندھے پر
رکھتے ہوئے دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما اور اپنا دوسرا بازو اس
کی کمر میں حائل کیا

... ہونٹوں سے میں تجھ کو سنوں آنکھوں سے تو کچھ سنا

اسے اپنے بے حد قریب کرتے ہوئے حارث آہستہ آہستہ سٹیپ
لینے لگا

..... تو عکس ہے میں آئینہ پھر کیا ہے سوچنا

حارث نے اسے گول گھماتے ہوئے اس کی پشت اپنے سینے سے
لگائی تھی

..... ایک دوسرے میں کھوکے ہے ایک دوسرے کو پانا

اس کے لمبے گھنے بالوں کو ایک کندھے پر کرتے ہوئے حارث
نے اس کی گردن پر لب رکھے تھے

.... قسمتوں کو جگا کے ہر جہاں کو ہرا کے زندگانی بنایا ہے تجھے

حارث نے اسے گھوما کر اپنے روبرو کیا تھا

تو ملا جس طرح صبا ملے تو ملا جس طرح سلا ملے تو ملا جس طرح دعا

..... ملے باخدا

حارث نے اس کے ماتھے کو چومنے کے بعد اس کی آنکھوں کو
شدت سے چوما تھا

تو ملا جس طرح میں جی گیا تو ملا مکمل میں ہو گیا تو ملا تو پھیلا ہے نور
.... سا باخدا

حارث نے اس کے دونوں نرم و ملائم ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں
تھامتے ہوئے خوبصورتی سے اپنے لبوں سے لگایا تھا جبکہ لائے کی
آنکھوں میں بے اختیار نمی چمکی تھی

وہ اس سے ناراض تھی مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ اسے
اتنے خوبصورت طریقے سے منائے گا گانے کا ایک ایک فقرہ
حارث کے دل کا حال بیاں کر رہا تھا جبکہ لائے کو حارث کے دل
کے ایک ایک بیاں ہونے والے لفظ پر یقین تھا۔

کیا وہ واقعی میں اس سے اتنی محبت کرتا تھا اس نے تو کبھی محبت کا
اظہار ہی نہیں کیا تھا اور آج جس انداز میں کیا تھا لائے کو اپنی
قسمت پر رشک آرہا تھا

نوبے بی رونے کے لیے تھوڑی میں نے اتنا اہتمام کیا ہے میں تو
چاہتا تھا کہ میں اپنی بیوی کو خوش کر دوں اس کی ناراضگی ختم کر
دوں مگر تم تو رونے لگ گئی حارث اس کے آنکھوں کی نمی کو لبوں
سے چنتے ہوئے بولا

تو لائے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں سے چھڑواتے ہوئے
اپنے دونوں بازو نرمی سے اس کی گردن میں حائل کرتے ہوئے
اس کے گلے لگ گئی اور ادھر حارث سکندر کی دھڑکنیں مدہم
پڑی تھیں

تھینک یو سوچ آپ بہت اچھے ہیں لائے اور اس کے گلے لگتے

ہوئے بولی تو حارث اتر ہو نٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

میں کتنا اچھا ہوں یہ میں بعد میں پوچھوں گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ
کچھ وقت بعد میں تمہیں بہت برا بھی لگوں۔

حارث آنکھوں میں شرارت لیے لائے کے حسین روپ کو
نظروں کے راستے دل میں اتارتے ہوئے بولا جبکہ لائے کو حارث
کی یہ بات بالکل سمجھ نہیں آئی تھی

حارث نے ایک نظر اپنی کلائی میں پہنی گھڑی کی طرف دیکھا 12
بجنے میں صرف ایک منٹ باقی تھا

اور پھر لائے کا ہاتھ تھام کر بیڈ کی دوسری جانب آیا جہاں ایک
ٹیبیل کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور اس کے اوپر ایک بہت
خوبصورت سا کیک پر تھا جس پر پیپی برتھ ڈے مائی لائف لکھا تھا

لائبہ نے حیرانگی سے اس کیک کو دیکھا آج اس کی برتھ ڈے تھی
وہ تو بھول ہی گئی تھی

ہیپی برتھ ڈے میری جان اگلے ہی لمحے لائبہ کو اپنے کان کے
قریب حارث کی سرگوشی نما آواز سنائی دی تو اس کے چہرے پر
ایک شرمیلی سی مسکراہٹ نے جگہ لی

چلو کیک کاٹتے ہیں حارث سائڈ پر پڑی نائف کو پکڑتے ہوئے بولا
اور وہ نائف لائبہ کے ہاتھ میں پکڑائی اور اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا
ہاتھ رکھا۔

پھر لائبہ کے ساتھ ہی اس کے کیک کو کاٹا اور ساتھ میں وہ گنگنا
بھی رہا تھا جسے سنتے ہوئے بس مسکرا رہی تھی

میری جان ہمیشہ خوش رہو اور اپنے شوہر کو بھی خوش رکھتی رہو
حارث لائبہ کو کیک کھلاتے ہوئے شرارت سے بولا

آپ بہت ناشکرے ہیں لائبہ کیک کا ٹکڑا پکڑ کر حارث کی جانب
بڑھاتے ہوئے بولی تو کیک کھاتے ہوئے حارث ہنس دیا
یقین مانو میری جان ایک دن بھی ناشکری نہیں کی یہ تو تم ہو جو
اپنے اتنے حسین شوہر سے بلا وجہ ناراض ہوتی رہتی ہو۔

حارث نے ایک خوبصورت سی چین اس کے گلے میں پہنائی جسے
دیکھتے ہوئے لائبہ بے تحاشہ خوش ہوئی

اگلے ہی پل حارث نے کھینچ کر اسے اپنے قریب تر کر لیا تھا
آپ ناراض کرتے ہیں تو ہوتی ہوں نا ایسے تو نہیں ہوتی لائبہ منہ
بنا کر بولی تو حارث پھر سے ہنس دیا

جھک کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا جس پر لائبہ نے سٹپسٹا کر
حارث کی طرف دیکھا جبکہ لائبہ کے دیکھنے پر حارث نے ایک
آنکھ ونگ کی

.....شام بھی خوب ہے

.....پاس محبوب ہے

.....زندگی کے لیے اور کیا چاہیے

حادثہ لائبہ کو بیڈ پر لیٹاتے ہوئے کان میں سرگوشی کرتے
ہوئے بولا

آج کی شام آپ کا نام میری جان "حادثہ دلکشی سے مسکراتے"
ہوئے بولا اور جھک کر اس کے ڈیپ ریڈ کلر کی لپسٹک سے سبے
ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی قید میں لے لیا

جب کہ لائبہ نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے چورے سینے
میں چھپایا تھا جس پر حادثہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے اسے خود
میں سمیٹتا چلا گیا

زرخان اور عینا خان وال سے نکل چکے تھے باہر زوروں سے
بارش برس رہی تھی جبکہ علیزہ اور مکزم نے تو بہت بار بولا تھا کہ
آج رات وہیں رک جائیں کیونکہ بارش بہت زیادہ ہے مگر
زرخان کا کہنا تھا کہ اسے اپنے گھر جانا ہے کیونکہ عینا کی دوائیاں
اس کے لیے بے حد ضروری ہیں اور وہ گھر پر موجود تھی اس لیے
زیادہ بحث نہ کرتے ہوئے مکزم نے بھی اسے جانے کی اجازت
دے دی اور پھر ان سب سے ہنسی خوشی الوداع کرتے ہوئے وہ
دونوں فارم ہاؤس کی جانب روانہ ہوئے

زرخان کو اندر ہی اندر ایک ڈر بھی تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ
عینا کو بارش سے کتنا مسئلہ ہے اس لیے وہ جلدی جلدی گاڑی چلا
رہا تھا تاکہ وہ جلد سے جلد گھر پہنچ جائے اور عینا کو بھی باحفاظت

گھر پہنچا دے کیونکہ اسے اپنی گاڑی پر بالکل بھروسہ نہیں تھا
کیونکہ یہی گاڑی برستی بارش میں ایک بار پہلے بھی بند ہو چکی تھی
اور جو حالت زر خان نے تب عینا کی دیکھی تھی وہ دوبارہ ہرگز
نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے رش ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ اگلے
دس منٹ میں فارم ہاؤس کے اندر موجود تھا

عینا بھی گاڑی سے اتری ہی تھی جب زر خان نے اس کی طرف
آتے ہوئے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا

میں چل کر بھی جاسکتی ہوں عینا نے اسے بتانا ضروری سمجھا
مجھے بھی معلوم ہے کہ تم چل کر جاسکتی ہو مگر اتنی جلدی نہیں
ابھی تمہیں بہت احتیاط کرنی ہے سیڑھیاں تو تم بالکل نہیں چڑھ
سکتی زر خان اسے مضبوطی سے تھامتے ہوئے اندر کی جانب بڑھا

اور آپ کیوں میرے ڈاکٹر ہونے کا فرض سرانجام دے رہے
ہیں عینا زرخان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

کیونکہ تمہارا ڈاکٹر بھی میں ہوں اور تمہارا علاج بھی میں ہی
کروں گا اسی لئے تمہیں میری دی گئی ہدایات کے مطابق چلنا
پڑے گا زرخان سڑھیاں چڑھتا ہوا بولا

اور اگر میں نہ چلوں تو عینا اسے چیلنج کرنے والے انداز میں بولی
تو مجھے خود بھی چلانا آتا ہے سویٹ ہارٹ فکر کس بات کی ہے
زرخان دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا

خوش فہمیاں لا اعلان ہیں جناب عینا مسکراتے ہوئے بولی
اور تمہیں کس بے وقوف نے کہا کہ یہ خوش فہمیاں ہیں یہ تو
حقیقت ہے زرخان اسے لے کر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے

بولا

آپ مجھے نیچے اتاریں میں خود چلیج کر لوں گی عینا زر خان کو
ڈریسنگ روم کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے دیکھ کر جلدی سے
بولی

جبکہ زر خان کان لپیٹے ڈریسنگ روم میں داخل بھی ہو چکا تھا
عینا نے اسے تقریباً ہزار بار منع کیا تھا مگر وہ بہرا بنے اسے چلیج
کروا کر ہی باہر نکلا تھا جبکہ عینا اسے بری طرح گھور رہی تھی جو
اب اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا
گھورومت مجھے تمہارے معاملے میں صرف میں اپنے دل کی سنتا
ہوں اور تمہاری تو میں ہر گز نہیں سننے والا زر خان جگ میں سے
پانی گلاس میں انڈلتے ہوئے بولا

یہ لو جلدی سے میڈیسن کھاؤ پھر تمہیں سونا بھی ہے زر خان عینا
کی جانب میڈیسن اور پانی کا گلاس بڑھاتے ہوئے بولا تو عینا نے

بغیر چون چراں کیے میڈیسن نگلی جبکہ گھورنا اس میں ابھی تک
نہیں چھوڑا تھا

عینا کو میڈیسن دینے کے بعد زر خان نے لائٹ آف کی اور بیڈ پر
لیٹتے ہوئے نرمی سے عینا کا سر اپنے سینے پر رکھا اور اس کے بالوں
میں آہستہ سے انگلیاں چلانے لگا وہ عینا کو آرام پہنچانا چاہتا تھا
زر خان.... کچھ دیر گزرنے کے بعد زر خان کو عینا کی آواز سنائی
دی

بولو میری جان....!!! زر خان بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے
بولا۔

وہ دونوں بچے کتنے کیوٹ اور پیارے تھے مجھے تو وہ دونوں ہی
بہت پیارے لگے دل چاہ رہا تھا کہ دونوں کو اپنے ساتھ ہی لے
آؤں اور آپ کے دوست کی وائف وہ بھی کتنے کیوٹ تھی مجھے وہ

بہت اچھی لگی عینا بندہ آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی اس کی
آواز نیند میں ڈوبی ہوئی محسوس ہو رہی تھی شاید اس پر غنودگی
طاری ہو رہی تھی

تو فکر کس بات کی ہے میری جان ہم بٹ ٹو نر بچے پیدا کر لیں گے
زر خان شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا

نہیں یہ گولڈن چانس ہوتا ہے ہر کسی کے ٹو نر بے بی نہیں ہوتے
عینا زر خان کی طرف افسوس سے دیکھتی ہوئی بولی جیسے اس کی
عقل پر افسوس کر رہی ہو

تو کیا پتا اللہ ہمیں بھی ایسا گولڈن چانس دے دیں مگر ہمیں
کوشش بھی تو کرنی چاہیے نازر خان بند آنکھیں کھول کر اس کے
رخسار پر لب رکھتے ہوئے بولا

میری بیلا ہے.... گہری نیند میں جاتے ہوئے زر خان نے عینا کہ
منہ سے صرف یہی بات سن سکتا تھا کیونکہ اس کی میڈیسن میں
نیند کی ٹیبلیٹ بھی موجود تھی شاید اسی وجہ سے وہ بہت جلدی نیند
کی وادی میں گم بھی ہو چکی تھی

مگر اس کیفیت میں بھی وہ بچوں کے نام پر بیلا کو نہیں بھولی تھی
وہ اسے بھول سکتی ہی نہیں تھی کیونکہ وہ چھوٹی سی جان ہے عینا
سکندر کے جینے کی وجہ تھی اور شاید اب زر خان سکندر کے لیے
... بھی

ہاں میری جان ہماری بیلا ہے ہماری پر نسر ہماری جان ہماری اپنی
اولاد مگر سوچو نا ہماری بیلا بالکل اکیلی ہے اس کے لیے ایک بھائی یا
بہن کا انتظام بھی تو کرنا ہے بس تم ایک بار تھوڑی ٹھیک ہو جاؤ
پھر جلد ہی اس کے بہن یا بھائی کو اس دنیا میں لے کر آ جائیں گے

زر خان عینا کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے
چھوتے ہوئے بولا جبکہ عینا اب گہری نیند میں اتر چکی تھی اسے
نہیں پتہ تھا کہ زر خان اب کیا بات کر رہا ہے جبکہ عینا کو گہری
نیند میں سوتا دیکھ کر زر خان کھل کر مسکرایا اور اس کی پیشانی پر
لب رکھتے ہوئے اس کا سر دوبارہ اپنے سینے پر رکھا اور اسے خود
مت بھینچتے ہوئے آنکھیں موند گیا

جلدی کرو باہر تمام مہمان آچکے ہیں اور تم لوگوں کے ابھی تک
ایکشن ہی ختم نہیں ہوئے زر خان اپنے کمرے میں داخل ہوتے
ہوئے سختی سے بولا کیونکہ اس کے کمرے میں ارحم دانیال اور

حارث تیار ہو رہے تھے کیونکہ آج حارث ارحم اور زر خان کا
ولیمہ تھا

جبکہ دانیال کی بارات تھی اس نے شادی کے تمام فنکشن سے
انکار کر دیا تھا اس لیے اس کی شادی کا صرف ایک ہی فنکشن منایا
جا رہا تھا جس میں دانیال کو اس کے ساتھ رخصت کیا جانا تھا
چلیں لالا میں تو بالکل تیار ہوں حارث ایک آخری نظر خود کو
آئینے میں دیکھنے کے بعد زر خان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر
بولا تو زر خان نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تو وہ
شرمندہ ہوتے ہوئے اپنا سر جھکا گیا

کیونکہ سب سے زیادہ لیٹ اسی کی وجہ سے ہوا تھا ارحم اور دانیال
توکب کے تیار ہو کر بیٹھ چکے تھے مگر یہ اس کی ضد تھی جو ان
دونوں میں سے کسی کو بھی کمرے سے باہر نہیں جانے دے رہا تھا

اور اب خود تیار ہونے کے بعد اس طرح بول رہا تھا جیسے سب اس کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ سب کی وجہ سے دیر سے تیار ہوا ہو
چلو اب میری شکل کیا دیکھ رہے ہو زر خان اسے گھورتے ہوئے
بولا تو حارث جلدی سے کمرے سے باہر نکلا جبکہ ارجم اور دانیال
بھی اس کے پیچھے ہی تھے

بھابھا بھی کیا یہ آپ ہیں کہیں میری نظروں نے دھوکا تو نہیں کھایا
لائبہ عینا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی جو دلہن بن کر ڈریسنگ ٹیبل
کا سامنے بیٹھی تھی وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ لفظوں سے
بتانا ناممکن تھا

لائبہ کی بات سن کر عینا مسکرا دی کیونکہ آج وہ خود پورے دل
سے زر خان کی دلہن بنی تھی خود کو پور پور زر خان کے لیے سجایا
تھا تو حسین کیوں نہ لگتی

ماشاء اللہ اللہ ہر بری نظر سے دور رکھیں فار یہ عینا کے قریب
جاتے ہوئے میں بولی اس وقت فار یہ اور لائے دونوں ہی ولیمے
کے جوڑے میں ملبوس تھی اور دونوں ہی بہت خوبصورت لگ
رہی تھی جبکہ دانیہ اپنے کمرے میں موجود تھی کیونکہ وہ آج
بارات کی دلہن بنی تھی اس لیے اسے ابھی کمرے سے نکلنے کی
اجازت نہیں تھی

ماشاء اللہ میں صدقے جاؤں اماں جان کمرے میں داخل ہوتے
ہوئے اپنی تینوں بہوں کو دیکھ کر نہال ہوتے ہوئے بولیں
اللہ ہر بری نظر سے بچائے ہمیشہ خوش رہو ہماری عمریں بھی تم
لوگوں کو لگ جائیں اماں جان ایک نوٹوں سے بھری تھدی کو ان
تینوں کے سر سے وار کر پاس کھڑی ملازمہ کے ہاتھ میں تھماتی
ہوئی بولی

ایسے مت بولیں اماں جان آپ کا سایہ ہمارے سر پر سلامت ہوگا
تبھی تو ہم خوش رہیں گے عینا اماں جان کی طرف دیکھتی ہوئی
مسکرا کر بولی

بڑی اماں بے اختیار آگے بڑھی اور عینا کہ ماتھے پر شفقت بھرا
بوسہ دیا کچھ پل کے لیے عینا نے آنکھیں بند کر کے ماں کے اس
شفقت بھرے بوسے کو شدت سے محسوس کیا تھا
خدا نے مجھے بیٹی سے نہیں نوازا شاید مجھے وہ تم جیسے ہیرے سے
نوازا ناچاہتا تھا اگر میری سگی بیٹی بھی ہوتی تو ایسی نہ ہوتی جیسی تم ہو
تم ایک صبر کا پہاڑ ہو میری جان

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ مجھے میرے بیٹے عزیز ہیں یا تم تو میں
اپنے تینوں بیٹوں پر تم کو ترجیح دوں گی کیونکہ تم مجھے ان تینوں
سے بڑھ کر عزیز ہو مجھے اپنی تینوں بہوئیں اپنے بیٹوں سے زیادہ

عزیز ہیں تم تینوں میری بہوئیں نہیں ہو تم تینوں میری بیٹیاں ہو
اماں جان آنکھوں میں نمی لیے ان تینوں کی طرف دیکھتی ہوئی
بولیں

شکریہ اماں جان فار یہ اور لائبہ آگے بڑھ کر ان کے گلے لگی تھی
جب اماں جان نے ان تینوں کے ماتھے کو محبت سے چوما
دانیہ کو تم لوگ لے کر آؤں گی اور حور تم دونوں سے پہلے نیچے
جائے گی ٹھیک ہے اماں جان لائبہ اور فار یہ کی طرف دیکھتے
ہوئے بولی تو ان دونوں نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو
اماں جان پیار سے ان کے گال تھپتھپاتے ہوئے کمرے سے
چلیں گیں

پورا حال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا جبکہ زر خان کو پہلے ہی سٹیج پر
بٹھا دیا گیا تھا کیونکہ بڑی اماں کا حکم تھا کہ سب سے پہلے زر خان

اور عینا کی ایک رسم کی جائے گی اس کے بعد دوسری دلہنوں کو
بلا یا جائے گا اور اب زر خان سٹیج پر بیٹھا بے صبری سے اپنی دلہن
کا انتظار کر رہا تھا

صبر رکھ میرے یار تیری بیوی نے یہیں پر آنا ہے کیوں بار بار اپنی
نگاہوں کو تھکا رہا ہے زر خان کو اپنے قریب سے مکزم کی آواز
سنائی دی تو اس کے جھٹکے سے گردن موڑ کر اپنے بائیں جانے
دیکھا جہاں وہ کسی بادشاہ کی طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفے پر
اپنی دلکش پرسنلٹی لیے بیٹھا اس کی جانب دیکھ رہا تھا
تو کب آیا زر خان اٹھ کر اس کے گلے ملتے ہوئے بولا

جب تو اس دروازے پر نظر ٹکائے بیٹھا اپنی بیوی کے آنے کا
انتظار کر رہا تھا مکزم شرارت بھری نظروں سے زر خان کو دیکھتے

ہوئے بولا تو زرخان نے اسے گھورا جس پر وہ ہنستے ہوئے اس کے
ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا

باقی سب کہاں پر ہیں کیا تم اکیلے آئے ہو زرخان مکرم کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا

نہیں میں اکیلا بالکل نہیں آیا وہ دیکھو مکرم سامنے کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے بولا جہاں جہانزیب افراح اور علیزہ کھڑے تھے
جہانزیب نے عبداللہ کو اٹھایا ہوا تھا جب کہ عنایہ علیزہ کے پاس
تھی مگر اس نے مکرم کو سامنے سیٹج پر بیٹھا دیکھ لیا تھا اس لیے وہ
ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے مکرم کی طرف آنے کی کوشش کر رہی
تھی

یار عنایہ تو اس طرف آنے کی کوشش کر رہی ہے زرخان ہنستے
ہوئے بولا کیونکہ وہ بری طرح اپنے ہاتھ پیر ہلا کر شاید اڑ کر آنے

کی کوشش کر رہی تھی مگر اس بیچاری کے توپڑ ہی نہیں تھے ورنہ
اب تک تو وہ اوڑ کر مکزم کی گود میں چڑھ کر بیٹھ جاتی
میری شہزادی مجھے بلارہی ہے رک میں آتا ہوں مکزم مسلسل
عنایہ کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر فوراً سے اٹھا اور اس کی جانب
بڑھا کیونکہ اپنی بیٹی کے معاملے میں وہ بہت زیادہ بے صبر باپ
تھا اپنی بیٹی کو وہ ایک منٹ بھی خود کے لیے تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا
تھا اسی لیے تو وہ فوراً ہی سیٹیج سے اتر کر جا کر عنایہ کو پکڑ چکا تھا جبکہ
اپنی باپ کی آغوش میں آتے ہی وہ کس کر اپنے باپ کے گلے لگ
چکی تھی جیسے کب کی بچھڑی اب مل رہی ہو
زر خان نے ان باپ بیٹی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر اپنا سر جھٹکا اور
نظریں دوبارہ دروازے کی جانب مزکور کر لی

ڈیڈ۔۔۔ آپ کتنے ہینڈ سم لگ رہے ہیں بیلا زرخان کے سامنے جا
کر اپنے دونوں ہاتھ آپس میں ملاتے ہوئے کافی ایکساٹیڈ ہوتے
ہوئے بولی

آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہو میری پرسنل زرخان اسے اپنے
بازوؤں میں بھرتے ہوئے اس کا گال چومتے ہوئے بولا جو اس
وقت نیلے رنگ کے فرائ میں ملبوس اپنے سنہری بالوں کو کھلا
چھوڑے آگے سے بالوں کو پکڑ کر پنز میں قید کیے کوئی ڈول لگ
رہی تھی

ڈیڈ وہ دیکھیں مام زرخان بیلا کو دیکھنے میں مصروف تھا جب بیلا
نے سامنے کی طرف اشارہ کیا

زرخان نے نظریں اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا تو اس کا دل
دھڑکنا ہی بھول گیا پلکوں کے جھارو ہیں پر جم گئے کیونکہ جو منظر

وہ دیکھ رہا تھا وہ بہت خوبصورت اور دلکش منظر تھا عینا جو اس
وقت زر خان کے لائے گئے بے بی پنک میکسی میں ملبوس تھی
جس کا دوپٹہ پیچھے کی جانب بہت برا تھا مگر وہ ڈریس کافی بھاری تھا
عینا نے اس وقت وہ ڈریس زیب تن کیا ہوا تھا بالوں کا ایک
خوبصورت سٹائل بنا کر انہیں جوڑے میں قید کیا تھا گلے میں
خوبصورت نیکلس موجود تھا اور کانوں میں ڈائمنڈ زائیرنگز موجود
تھے دونوں ہاتھ مہندی سے بھرے ہوئے تھے ہاتھوں میں
ڈریس کی ہم رنگ چوڑیاں موجود تھیں چہرے پر ہلکا برائیڈل
میک اپ موجود تھا اور سبز آنکھوں میں آج بے تحاشہ چمک تھی
وہ آج نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی پرستان سے کوئی پری اتر آئی ہو وہ کوئی
ہی تھی وہ اتنی خوبصورت لگ رہی لڑکی بالکل معلوم نہیں ہو

رہی تھی کہ ہال میں موجود تمام لوگوں کی نظریں اس پر ٹھہر سی گئی

لالا۔۔۔۔۔ فاریہ کے پکارنے پر زر خان ہوش کی دنیا میں لوٹا اور اٹھ کر جلدی سے آگے بڑھا اور عینا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا عینا نے مسکراتے ہوئے اپنا مہندی سے سجا ہاتھ زر خان کے ہاتھ میں تھمایا اور زر خان کے ساتھ ہم قدم ہوتے ہوئے سٹیج تک آئی جب کہ اتنا خوبصورت کیل دیکھ کر ہال میں تمام لوگوں کی نظریں ان دونوں کے وجود پر ٹھہر گئی تھی کسی کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا کہ کوئی ان دونوں سے نظریں ہٹائے وہ دونوں ایک ساتھ مکمل تھے اور بے تحاشہ خوبصورت لگ رہے تھے

عینا اور زر خان کے بیٹھتے ہی بڑی اماں اور اماں جان نے آکر کچھ
رسمیں ادا کی اور پھر سب آکر ان دونوں کو مبارک باد دینے لگے
جو وہ دونوں ہی مسکراتے ہوئے وصول کر رہے تھے

دانیال کو بھی سیٹج پر بٹھا دیا گیا تھا کیونکہ اب دانیال کو لایا جا رہا تھا
جبکہ دانیال تب سے بیٹھا صرف یہ سوچ رہا تھا کہ اس کی پسند کی
گئی ڈریس اور جیولری میں دانیال کیسی لگتی ہوگی

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا جب دانیال حال میں داخل ہوئے
اس کے دائیں جانب لائے اور بائیں جانب فار یہ تھی وہ دونوں ہی
دلہنوں کے روپ میں موجود تھی جبکہ درمیان میں کھڑی دانیال کو
دیکھتے ہی دانیال اسے دیکھتا ہی رہ گیا وہ دانیال کے پسند کیے سرخ
لہنگے میں ملبوس تھی دانیال کی پسند کی گئی ہلکی پھلکی گولڈن
جیولری زیب تن کیے ہلکا پھلکا میک اپ کیے بالوں کا خوبصورت

ہیئر سٹائل بنائے اور دونوں ہاتھوں پر مہندی سجائے وہ دانیال کی
دلہن بنی تھی جو بے حد خوبصورت لگ رہی تھی معصومیت اس
کے چہرے پر صاف عیاں تھی مگر دلہن کے روپ پر وہ دانیال
کے دل پر قیامت ڈھا گئی تھی اور آج دانیال کو اپنا دل بے قابو
ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس کی پسند میں دانیال اتنی حسین لگ سکتی
ہے اس نے سوچا بھی نہیں تھا

دانیال سٹیج تک آئی تو دانیال نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ بڑھایا تو
دانیال کا مضبوط ہاتھ دیکھتے ہوئے دانیال کا وجود ایک بار کانپ اٹھا
اس نے اپنا کپکپاتا ہاتھ دانیال کے ہاتھ میں رکھا تو دانیال
مسکراتے ہوئے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے ساتھ لیے
سٹیج پر آیا اس کے سر ہاتھ کو وہ بخوبی محسوس کر سکتا تھا وہ دانیال

سے گھبرا رہی تھی اور اس کی یہ گھبراہٹ دانیال کے چہرے پر
خوبصورت مسکراہٹ لانے کا سبب بنی تھی

دانیال اور دانیہ کے بیٹھتے ہی ان کی بھی کچھ رسومات ادا ہوئی تھیں
اور اس کے بعد باری تھی ار حم اور حارث کی جن کی دلہنیں ان
کے سامنے کب سے یوں ہی گھوم رہی تھی لگ ہی نہیں رہا تھا کہ
ان کا ولیمہ ہو کیونکہ ان کی ساری رسمیں پہلے ہی ادا ہو چکی تھی مگر
اب بڑی اماں کا حکم تھا کہ وہ دونوں بھی جا کر سیٹج پر بیٹھ جائیں
جس کی پیروی کرتے ہوئے دونوں دلہے تو یہ بات سنتے ہی سیٹج
پر پہنچ چکے تھے جبکہ اب دلہن سیٹج پر تشریف لا رہی تھی انہیں
لانے والا کوئی اور نہیں تھا بلکہ وہ دونوں خود ہی سیٹج پر چڑھ کر
اپنے اپنے مجازی خدا کے ساتھ آکر بیٹھ بھی چکی تھی

ارحم نے نظریں گھما کر فاریہ کی جانب دیکھا جو اس کے ہی پسند
کیے گولڈن ڈریس میں ملبوس گولڈن ہی جیولری پہنے بالوں کا
ہیئر سٹائل بنا کر ایک کندھے پر ڈالے ہلکے پھلکے میک اپ میں
بہت حسین لگ رہی تھی مگر اس نے ایک بار بھی اپنے شوہر کو
لفٹ نہیں کروائی تھی اور ارحم بڑے غور سے اس کی یہ ہی
حرکتیں دیکھ رہا تھا

فاریہ نے ارحم کو خود کا دیکھتا پا کر نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا
تو ارحم نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے آنکھوں سے اشارہ کیا جیسے
کہنا چاہ رہا ہو کہ جتنا تم مجھے اگنور کر رہی ہو اس کا حساب دینے کے
لیے رات کو تیار رہنا جبکہ ارحم کی آنکھوں میں موجود تحریر پڑھ
کر فاریہ نے جلدی سے اپنا چہرہ سیدھا کیا تھا اور یوں ہو کر بیٹھی

تھی جیسے اس نے ارحم کی کسی بات کو محسوس ہی نہ کیا ہو جبکہ ارحم
اپنی بیوی کی چالاکی پر اسے کھورتا ہی رہ گیا

سنو۔۔۔۔۔ حارث لائبہ کی طرف ذرا سا جھکتے ہوئے بولا تو لائبہ
نے چہرہ گھما کر حارث کی جانب دیکھا

خوبصورت تو بہت لگ رہی ہو مگر اس کی اجرت میں تمہیں رات
میں دوں گا فلحال تمہیں اپنے شوہر کا احساس کرنا چاہیے کچھ اور
نہیں تو کم سے کم سہی طرح دیکھ کر تعریف ہی کر دو حارث لائبہ
کی طرف جھکتے ہوئے بولا

تو لائبہ نے بے اختیار نظریں اٹھا کر حارث کی جانب دیکھا جو بلو
ڈنر سوٹ میں ملبوس ہمیشہ کی طرح بے حد ہینڈ سمن دکھائی دے رہا
تھا اس کے دل نے مانا تھا کہ اسے ایک خوبصورت مرد سے نوازا
گیا ہے مگر لائبہ نے عجیب سامنہ بناتے ہوئے حارث کے

ارمانوں پر بری طرح پانی پھیرا اور چہرہ سیدھا کر کر بیٹھ گئی جبکہ
حارث کا منہ کھولا کا کھولا ہی رہ گیا اپنی انسلٹ پر یہاں پر اسے
لڑکیاں دیکھ کر فدا ہو رہی تھی اور ایک اس کی بیوی تھی جو اسے
دیکھ کر برے سے منہ بنا رہی تھی
تمہیں تو میں بعد میں بتاؤں گا حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے
دل ہی دل میں بولا اور پھر خود بھی چہرہ سیدھا کرتے ہوئے
سامنے کی طرف دیکھنے لگا جبکہ لائے نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی
کنٹرول کی تھی

السلام علیکم بھابی کیسی ہیں آپ عزیزہ اور افراح ایک ساتھ سٹیج پر
آتے ہوئے بولیں

وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہو عینا نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا

الحمد للہ میں بالکل ٹھیک بہت بہت مبارک ہو علیزہ زر خان اور
عینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

بہت بہت مبارک ہو بھائی اور بھابی افراح عینا کی طرف ایک
گفت بڑھاتے ہوئے بولی

شکریہ گڑیا پر اس کی کیا ضرورت تھی زر خان افراح کی طرف
دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا

ضرورت تھی بھائی کیونکہ ہم پہلے بھی نہیں آ سکے اور آپ کو
مبارکباد بھی نہیں دے سکے علیزہ مسکراتے ہوئے جواب دیا

آپ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں علیزہ عینا کی طرف دیکھتی
ہوئی بولی وہ خود کو اپنے دل کی بات کہنے سے نہیں روک سکی تھی
کیونکہ عینا واقعی میں بہت حسین لگ رہی تھی

آپ بھی بہت کیوٹ اور پیاری لگ رہی ہو عینا محبت اس کا گال
کھینچتے ہوئے بولی کیونکہ علیزہ اسے بہت کیوٹ لگتی تھی جبکہ افراد
بھی اخلاق کی بہت اچھی اور پیاری لڑکی تھی عینا کو وہ دونوں ہی
بہت پسند آئی تھی اسے وہ دونوں ہی دانیہ کی طرح لگی تھی
معصوم اور پیاری سی

بھابھی آپ مجھے آپ تو مت بولیں میں آپ سے چھوٹی ہوں
علیزہ منہ بناتے ہوئے بولی تو اس کی کیوٹ سی شکل دیکھ کر عینا
ہنس دی

تم مجھ سے عمر میں چھوٹی ہو مگر لگتا ہی نہیں کہ تمہارے دو بچے
بھی ہیں بلکہ اتنا سنجیدہ اور بریلیٹ قسم کا شوہر بھی ہے تم دیکھنے
سے شادی شدہ لگتی ہی نہیں کیونکہ عینا اس کی طرف دیکھتے ہوئے
مسکرا کر بولی کیونکہ واقعی میں وہ دو بچوں کی ماں بالکل نہیں لگتی
تھی وہ تو شادی شدہ بھی نہیں لگتی تھی جب عینا نے اس کی گود
میں ایک ساتھ دو بچوں کو دیکھا تھا تو وہ بہت حیران ہوئی تھی
کوئی بات نہیں بھا بھی آپ اپنی حیرت پر تھوڑا کنٹرول کریں
میری بیوی شادی شدہ ہے اور ہمارے چھوٹے چھوٹے دو بچے
بھی ہیں یقین کر لیں اس بات پر مکزم سٹیج پر آتے ہوئے ایک بازو
سے علیزہ کے گرد اپنا حصار بناتے ہوئے بولا

اور اسی وقت جہانزیب بھی سٹیج پر افراح کے ساتھ ہی آ کر کھڑا
ہو گیا اس کے بازوؤں میں عبداللہ تھا جبکہ مکزم نے عنایہ کو اٹھایا

نہیں کر پار ہی تھی یہ ایک عجیب سا احساس تھا جو آج اسے پہلی مرتبہ ہو رہا تھا دانیال پہلے بھی چھ ماہ اس کے قریب رہا تھا مگر اس نے ہمیشہ دانیال کا خیال رکھا تھا وہ ایک بار بھی زبردستی دانیال کے قریب نہیں آیا تھا

اور نہ ہی اس نے دانیال کو یہ محسوس کروایا تھا کہ اسے اپنے حقوق چاہیے وہ تو دانیال کا بھرپور طریقے سے خیال رکھ رہا تھا اور ان چھ ماہ میں دانیال کو دانیال کی کب عادت ہو گئی دانیال کو خود بھی پتہ نہیں چلا اس کے دل میں دانیال کی محبت بیٹھ چکی تھی

اس کا خیال رکھنا عزت دینا اور ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھنا دانیال کے اندر کچھ الگ سے احساس جگا گیا تھا مگر وہ معصوم ابھی خود بھی یہ بات تسلیم نہیں کر رہی تھی کہ اسے دانیال سے بے پناہ محبت ہو گئی ہے

کمرے کا دروازہ اہستہ سے کھلا اور دانیال کمرے میں داخل ہوا
کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی دانیال کو محسوس ہوا جیسے اس کا دل
بھی بند ہو گیا ہو دھڑکنوں نے ایک الگ ہی رفتار پکڑ لی تھی
دانیال نے ایک نظر کمرے کے چاروں جانب دہرائی یہ کمرہ اس
نے خود اپنی پسند سے ڈیکوریٹ کروایا تھا اور پھر اس کی نظریں بیڈ
کے بالکل درمیان میں بیٹھی دانیال پر جا ٹھہری
دانیال مسکراتے ہوئے بیڈ کی جانب میں بڑھا جبکہ دانیال کا ایک
ایک قدم دانیال کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہا تھا
السلام علیکم ڈیروائف دانیال خوش دلی سے مسکراتا ہوا دانیال کے
قریب اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا

وعلیکم السلام دانیال نے اپنے کپکپاتے ہونٹوں سے نظریں جھکاتے
ہوئے جواب دیا تو دانیال نے ایک بھرپور نظر اپنے سامنے بیٹھی

اس معصوم اور حسین لڑکی پر ڈالی جو آج اس پر غضب ڈھا رہی
تھی

کیا ہوا ٹھنڈ لگ رہی ہے کیا دانیال اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے
ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا جو کب سے اپنی دونوں ہتھیلیاں
آپس میں رگڑ رہی تھی

دانیال نے دانیال کے دونوں ہاتھ تھامے تو اس کی ہتھیلیاں پسینے
سے نم تھی جبکہ اس کے ہاتھ سرد پر رہے تھے دانیال کی حالت
دیکھتے ہوئے دانیال زیر لب مسکرایا وجہ کچھ اور نہیں تھی وہ
دانیال سے گھبرا رہی تھی اور اس رشتے کو لے کر کافی کنفیوز ہو
رہی تھی

دیکھو اگر اب تم اس طرح خاموش ہی بیٹھی رہو گی تو میں باتیں
کس سے کروں گا۔

شادی میں نے اس لیے کی تھی تاکہ میں اپنی بیوی سے باتیں کر
سکوں مگر تم تو یہاں پر گونگی بن کر بیٹھی ہو اور گونگی بیوی مجھے
بالکل نہیں چاہیے دانیال اس کے سر دپڑتے ہاتھوں کو اپنے
ہاتھوں سے سہلاتے ہوئے بولا۔

کیا ہوا کیا آنکھوں میں کوئی خرابی آگئی ہے جو تم میری طرف دیکھ
ہی نہیں پار ہی ادھر دیکھو مجھے تو لگ رہا ہے کہ تمہاری آنکھوں
میں کوئی مسئلہ ہے

دانیال دانیال کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے اس کا معائنہ کرتے
ہوئے بولا تو دانیال کی بات سن کر دانیال نے جھٹکے سے نظریں اٹھا
کر اس کی جانب دیکھا جو پہلے اس کو گونگی اور اب اندھی بنا رہا تھا

میں نا تو گونگی ہوں نا ہی اندھی ہوں دانیر منہ بسورتے ہوئے بولی
اور اسے بتانا ضروری سمجھا کہ خدا نے اسے زبان اور آنکھوں
دونوں سے نوازا ہے

اچھا مجھے تو لگا کہ میری بیوی میں کوئی فالڈ ہے
چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے ویسے مجھے خاموش بیوی بالکل نہیں
پسند دیکھو یا رسیدھی سی بات ہے شرارتی سا بندہ ہوں اور ہمیشہ
یوں ہی رہنا ہے اس لیے مجھے بیوی بھی میری طرح کی چاہیے
دانیال دانیر کی گود میں اپنا سر رکھتے ہوئے بولا وہ اس سے یوں
باتیں کر رہا تھا جیسے وہ اس کی گہری دوست ہو شاید وہ اسے
ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ دانیر کافی حد تک ریلیکس
ہو بھی چکی تھی

اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا ہینڈ سم اینڈ گڈ لکنگ شوہر کیسا لگ رہا ہے
دانیال دانیل کی ہتھیلی پر لگی مہندی پر نظریں جماتے ہوئے بولا وہ
دنیا کا پہلا شوہر تھا جو خود کو خود ہی گڈ لکنگ اور ہینڈ سم بول کر اپنی
بیوی سے اپنی تعریف سننا چاہ رہا تھا
یہ سوچ کر عینا مسکرائی

میرے گڈ لکنگ اور ہینڈ سم شوہر بہت پیارے لگ رہے ہیں
مسکراتے ہوئے جواب دیا

اچھا پر میری معصوم اور انوسنٹ بیوی تو مجھے بالکل پیاری نہیں لگ
رہی بلکہ وہ تو مجھے ایکسٹر پیاری لگ رہی ہے دانیال اس کی ہتھیلی
کے بچو بیچ چمکتے اپنے نام پر لب رکھتے ہوئے بولا تو دانیل شرمائی
اچھا تم رکو میں آتا ہوں دانیال دانیل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور
پھر بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا

الماری میں سے ایک سرخ رنگ کی ڈبی نکالی اور چلتا ہوا دوبارہ
دانیر کے قریب آیا

یہ میری بیوٹی فل وائف کے لیے ایک چھوٹا سا گفٹ دانیال اس
ڈبی میں سے ایک خوبصورت ڈائمنڈ رنگ نکالتے ہوئے بولا اور
اپنی ہتھیلی آگے پھیلاتے ہوئے دانیر کو ہاتھ بڑھانے کا اشارہ کیا
دانیر نے مسکراتے ہوئے اپنا چھوٹا سا نازک ہاتھ زر خان کی
مضبوط چوڑی ہتھیلی میں رکھ دیا جسے دیکھ کر دانیال مسکرایا اور وہ
خوبصورت سی رنگ اس کے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنا کر اسے
اس کے ہاتھ کی زینت بنایا

بہت پیاری ہے تھینک یو دانیر انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر
بولی

ہاں بہت زیادہ مگر میری چھوٹی سی بیوی سے کم دانیال اس کے
ہاتھ پر لب رکھتے ہوئے بولا تو دانیل دوبارہ شرمائی جبکہ اسے یوں
شرماتا دیکھ کر دانیال کو پتہ نہیں کیوں مگر وہ بہت پیاری لگ رہی
تھی

یار تم کتنی کیوٹ ہو دانیال اس کا سرخ گال پر لب رکھتے ہوئے
بولا تو نیر گردن تک سرخ پر گئی
جب کہ اس کے چہرے پر شرم و حیا کے رنگ آتے جاتے دیکھ
کر دانیال ہنستے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھینچا
جتنی خوش تم آج ہو اتنی ہی خوش میں تمہیں ہمیشہ رکھوں گا آئی
پرو مس دانیال نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے اس سے
عہد کیا تو دانیل مسکرائی

ویسے تمہارا شوہر آج اپنی وائف سے کچھ اور بھی چاہتا ہے دانیال
دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تو دانیال نے نا سمجھی سے دانیال کی
طرف دیکھا مگر اس کی بدلتی آنکھوں کو دیکھ کر وہ فوراً سمجھ گئی اس
لیے جلدی سے اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکا لیا

دانیال نے مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا
اور براہِ راست اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا

کیا مجھے آج اجازت نہیں دانیال آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے
دانیال کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

مجھے لگتا ہے کہ تمہاری خاموشی ہی تمہاری اجازت ہے دانیال
اسے مسلسل خاموش بیٹھا دیکھ کر بولا تو دانیال نے ہلکی سی مسکان
کے ساتھ اپنا چہرہ جھکا لیا

دانیل کی اجازت ملتے ہی دانیل نے اس کا چہرہ پکڑ کر دوبارہ اوپر
کے جانب کیا اور جھک کر پورے استحقاق کے ساتھ محبت کی پہلی
مہر ثبت کی جبکہ اس کی شدت بھرے لمس پر دانیل نے اس کے
کرتے کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا تھا

دانیل پیچھے ہوتے ہوئے بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جو اس
کی اتنی سی قربت پر بے حال سی ہو گئی تھی دانیل نے مسکراتے
ہوئے اس کے نازک وجود کو بھاری دوپٹے اور جیولری سے آزاد
کیا

میری کیوٹ سے بیوی دانیل نے اس کے کان کے قریب
سرگوشی کی اور پھر اس پر جھکا اور پھر جھکتا ہی چلا گیا جب کہ دانیل
اپنے محرم کی آغوش میں سکون سے آنکھیں موند گئی تھی

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ آپ کو سکون نہیں ہے لائبرہ حارث
کو گھورتے ہوئے بولی جو کب سے اس کے پاس کھڑا تھا مگر اسے
جیولری اتارنے ہی نہیں دے رہا تھا جب بھی لائبرہ اپنے جیولری
اتارنے کی کوشش کرتی یا پھر دوپٹہ اتارنے کی کوشش کرتی تو
حارث اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے روک لیتا جبکہ چار سے
پانچ بار اسی حرکت پر لائبرہ کو اب غصہ آنے لگا تھا کیونکہ وہ بہت
تھک چکی تھی ایک تو تھکن بہت تھی اور اوپر سے اتنا بھاری
ڈریس وہ جلد سے جلد چینج کرنا چاہتی تھی جو اس کا شوہر ہونے
نہیں دے رہا تھا

کیا تمہیں میں نے اجازت دی کہ تم چینج کرو حارث ایک جھٹکے
سے اسے اپنے طرف کھینچتے ہوئے بولا تو اچانک حارث کی اس
حرکت پر وہ سیدھا اس کے سینے سے آگئی

حارث سیریل سیلی میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں تنگ مت کریں نا
پلیز لائے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر معصوم سی شکل
بناتے ہوئے بولی

جب تم مجھے سارے فنکشن کے درمیان اگنور کر رہی تھی تب
سوچنی چاہیے تھی یہ بات ابھی تو تمہاری رہائی ناممکن ہے حارث
اس کے دوپٹے پر لگی پنز کو کھولتے ہوئے بولا

میں آپ کو کب اگنور کر رہی تھی آپ ہی مجھے شرارتی نظروں
سے دیکھ رہے تھے اور سب کے درمیان میں شر مندہ ہر گز نہیں

ہونا چاہتی تھی لائے نے جیسے اگنور کرنے کی وجہ بتائی مگر مانا پھر
نہیں کہ وہ اسے اگنور کر رہی تھی

ہاں تب تم نے لوگوں کا سوچا اور اب تم اپنے شوہر کا سوچو زرخان
اس کے بھاری دوپٹے کو اس کے وجود سے آزاد کرواتے ہوئے
بولا

نہیں مجھے بہت نیند آرہی ہے میں بہت تھکی ہوئی ہوں لائے اس
کی گرفت میں پھڑپھڑائی

اپنے ولیمے کی رات کو ان بے وقوف سوتا ہے بے وقوف لڑکی
حادث لائے کو ایک گھوری سے نوازتے ہوئے بولا اور اسے
اٹھاتے ہوئے بیڈ پر لے آیا جب کہ لائے صرف ایک ہی ورد کر
رہی تھی کہ اسے نیند آرہی ہے وہ تھک چکی ہے اور حادث کان

لپیٹے اس کی آواز کو نظر انداز کر چکا تھا آخر سارا دن اس نے اسے
تڑپایا تھا اب وہ اپنی طرف کا حساب کیوں نالیتا
آپ بہت بد تمیز ہیں لائے حارث کو گھورتے ہوئے بولی
آج تم جو مرضی کہہ لو حارث لائے کی طرف دیکھتے ہوئے ایک
آنکھ دباتے ہوئے بولا اور اس سے خود میں قید کرتا چلا گیا

فار یہ ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی جب کسی نے اس کی کلائی
پکڑ کر اسے دوسری جانب کھینچا اور ساتھ ہی پیچھے سے دروازے
کو بند کر دیا

فاریہ نے حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑے ار حم کو دیکھا جو اسے
گھور رہا تھا فاریہ کو اس کا گھورا سمجھ میں نہیں آیا تھا
اتنی دیر سے کہاں پر تھی تمہیں فوراً گمرے میں آنے کا بولا تھا یہ
نہیں بولا تھا کہ باہر ہی جم کر بیٹھ جاؤ ار حم فاریہ کی کلائی پکڑ کر
اسے اپنے ساتھ لیے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا
وہ اماں کی بات سن رہی تھی فاریہ ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے
منمنائی

اتنے بھاری جورے میں بھی تمہیں بات سننے کے پڑی تھی کم
سے کم چینج کر لیتی ار حم اس کی جانب خفگی سے دیکھتے ہوئے بولا
جبکہ ار حم کی اتنی فکر مندی پر فاریہ مسکرائی
میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں آپ رکیں فاریہ ار حم کی طرف
دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی اور قدم

ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے جبکہ ار حم وہیں بیڈ پر تر چھالیٹ
گیا

فار یہ چینیج کر کے باہر نکلی تو ار حم کو بیڈ پر لیٹا پایا وہ مسکراتے ہوئے
چلتی بیڈ تک آئی اور اس کے قریب ہی بیٹھ گئی جو آنکھیں بند کیے
ایک بازو اپنے ماتھے پر رکھے لیٹا ہوا تھا

کیا ہوا تھک گئے ہیں آپ فار یہ ار حم کا بازو نرمی سے اس کے
ماتھے سے ہٹاتے ہوئے بولی تو ار حم نے بند آنکھوں سے اثباب
میں سر ہلایا شاید اس کا سر درد کر رہا تھا اس لیے وہ یوں آنکھیں
بند کیے لیٹا تھا

لائیں میں آپ کا سر دبا دوں فار یہ ار حم کا سر اٹھا کر اپنے گود میں
رکھتے ہوئے بولی اور اپنے نرم نازک ہاتھوں سے اس کا سر دبانے
لگی جب کہ فار یہ کے اس عمل نے ار حم کو بہت سکون پہنچایا تھا

زیادہ درد ہو رہا ہے میڈیسن لا کر دوں فاریہ ار حم کا سرد باتے
ہوئے ار حم کے چہرے کی جانب دیکھتی ہوئی بولی تو ار حم نے اپنی
آنکھیں کھولتے ہوئے فاریہ کی طرف دیکھا

نہیں میری جان میرے لیے تمہاری موجودگی ہی کافی ہے ار حم
فاریہ کا ہاتھ جو اس کے ماتھے پر تھا پکڑتے ہوئے اپنے لبوں سے
لگاتے ہوئے بولا

ار حم اٹھ کر بیٹھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے فاریہ کو اپنی
طرف آنے کا اشارہ کیا تو فاریہ مسکراتے ہوئے کھسک کر ار حم
کے قریب ہو کر بیٹھ گئی تو ار حم نے نرمی سے اسے اپنے قریب
کرتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور ہاتھ بڑھا
کر لائٹ آف کر دی

بہت پیاری لگ رہی تھی آج ار حم اس کے بالوں پر لب رکھتے
ہوئے بولا تو فاریہ نے مسکراتے ہوئے ار حم کے گرد اپنے
بازوؤں کا نرم حصار قائم کیا

آپ بھی بہت زیادہ ہینڈ سم لگ رہے تھے فاریہ اپنی آنکھیں بند
کرتے ہوئے مسکرا کر بولی تو ار حم کھل کر مسکرایا
ایک بات پوچھو آپ سے ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی ان دونوں
کو یوں ہی ایک دوسرے کو محسوس کرتے ہوئے جب فاریہ اپنا
ذرا سا سر اٹھا کر ار حم کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

ہاں پوچھو میری جان ار حم نے فاریہ کے ماتھے پر لب رکھے
آپ شادی سے پہلے اتنے کھروس تھے میری طرف دیکھتے بھی
نہیں تھے اور شادی کے بعد آپ اتنے اچھے اور کثیر ننگ کیسے بن

گئے فاریہ ار حم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تو
ار حم کے ہونٹوں تلے مسکراہٹ رینگ گئی

آسان سا جواب ہے تب تم میری بیوی نہیں تھی اور اب تم میری
بیوی ہو ار حم نے دوبارہ اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے اس کی
معلومات میں اضافہ کیا

تو بیویوں سے ایسے پیار کیا جاتا ہے فاریہ خوش ہوئی تھی اس کے
جواب پر

ہاں میری جان بیویاں تو شہزادیاں ہوتی ہیں ہماری ملکہ اللہ نے
میاں بیوی کا رشتہ بہت خوبصورت بنایا ہے یہ تمام رشتوں سے
پاک رشتہ ہے اور اس میں محبت اللہ خود بخود ڈال دیتا ہے اور ایک
بیوی ہی اپنے شوہر کا کل سرمایہ ہوتی ہے اور کچھ مرد اتنے بد بخت
ہوتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کی قدر ہی نہیں کرتے جبکہ یہی بیوی

اسے جنت تک لے کر جاتی ہے اور جنت میں بھی اس کی ساتھی
بنتی ہے مجھے افسوس ہوتا ہے ایسے مردوں پر جو ایک عورت کو
اپنے پیر کی جوتی سمجھتے ہیں وہ اپنی بیوی کی قیمت نہیں سمجھتے ارحم
نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ
فارہ یک ٹک اس حسین مرد کو دیکھ رہی تھی جس کی نظر میں
ایک بیوی کی حیثیت سب سے بڑھ کر تھی اور یہی وجہ تھی کہ
آج فارہ اس سے ٹوٹ کر محبت کرتی تھی
میں آپ کے ملکہ ہوں فارہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا
کوئی شک۔۔۔۔!! ارحم نے اس کی اٹھی ہوئی ٹھوڑی پر لب
رکھے تو فارہ نفی میں سر ہلاتے مسکرا کر زور سے اس کے سینے
لگ گئی جبکہ ارحم اپنے بازوؤں کا گھیرا اس کے گرد بنانا ہوا مسکرا
کر اپنی آنکھیں موند گیا یہی ان دونوں کی حسین زندگی تھی شادی

سے پہلے ار حم اسے بہت اکھڑا لگتا تھا مگر شادی کے بعد اس کا
سامنا اس رحم سے ہوا تھا جو اس سے بے تحاشہ محبت کرتا تھا اس
کی ایک تکلیف پر تڑپ اٹھتا تھا فار یہ کو اپنی قسمت پر فخر محسوس
ہوتا تھا وہ خود کو خوش قسمت سمجھتی تھی کہ اسے ار حم جیسی محبت
کرنے والا شخص ملا

زر خان اپنے کمرے میں داخل ہوا تو گلاب کے خوبصورت
پھولوں نے اس کا استقبال کیا جو کمرے میں چاروں طرف پھیلے
ہوئے تھے بے ساختہ زر خان کے چہرے کو مسکراہٹ نے چھوا
زر خان نے نظریں اٹھا کر بیڈ کی جانب دیکھا مگر بیڈ بالکل خالی تھا
اس نے نظر گھما کر ڈریسنگ ٹیبل کے جانب دیکھا مگر وہاں بھی

کوئی نہیں تھا پھر اس نے بائیں جانب اپنے نظریں گھمائیں تو اس
کے کچھ فاصلے پر ہی عینا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بہت
آرام دہ انداز میں صوفے پر بیٹھی ہلکی سی مسکراہٹ لیے زر خان
کو دیکھ رہی تھی شاید وہ اس کی بے چینی نوٹ کر رہی تھی
زر خان نے چمکتی آنکھوں سے عینا کے اس روپ کو اپنے دل میں
بسایا تھا وہ ابھی تک ولیمے والے جوڑے میں ہی موجود تھی جبکہ
اس کی تیاری بھی بالکل ویسی کی ویسی ہی تھی یعنی وہ زر خان کا
انتظار کر رہی تھی یہ سوچ کر زر خان دل ہی دل میں بہت خوش
ہوا اور عینا کے پاس بیٹھنے کی بجائے چلتا ہوا بیڈ کے قریب گیا اور
لیٹنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گیا

اینانے ایک ساتھ ماتھے پر کئی بل ڈال کر زرخان کی طرف دیکھا
جو اسے بری طرح اگنور کر گیا تھا عینا کو ایک دم سے اس پر بہت
غصہ آیا

ادھر آ جاؤ بیگم یار بیٹھ بیٹھ کر کمر تھک گئی ہے میری اس لیے یہاں
آ کر لیٹا ہوں یہ مت سوچو وہاں بیٹھ کر کہ میں تمہیں ایک اگنور
کر کر آیا ہوں تمہیں اگنور کرنا میرے بس کی بات نہیں
عینا ابھی زرخان کو غصہ گھور رہی تھی جب اسے زرخان کی آواز
سنائی دی جبکہ زرخان کی بات سن کر عینا کا غصہ جھاگ کی مانند
بیٹھا تھا

Come to me sweet heart I am wait-
ing for you

زر خان پھر سے بولا تو عینا مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ
عینا کے اٹھنے سے اس کے کلائیوں میں پہنی چوڑیاں حرکت میں
آئی تھی اور اس کی چوڑیوں کی کھنکار سنتے ہوئے زر خان مسکرایا
اور سہی ہو کر بیٹھا

عینا زر خان کے قریب آئی تو زر خان نے نرمی سے اس کی کلائی پکڑ
کر اسے اپنی گود میں بٹھایا اور اس کی کمر میں ایک بازو لپیٹتے ہوئے
اپنے قریب کیا

سچ بتاؤ آج کہیں مجھے قتل کرنے کے ارادے تو نہیں زر خان عینا
کہ کندھے پر لب رکھتے ہوئے بولا

نہیں.... عینا زر خان کی ڈارک براؤن آنکھوں میں جھانکتے
ہوئے بولی تو زر خان نے اس کے رخسار پر لب رکھے

کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے...؟؟ جانے زر خان کے دل میں کیا

سمائی تھی جو اس نے عینا سے یہ سوال کیا

اظہار سننا چاہتے ہیں...!! عینا زر خان کے گلے میں اپنے دونوں

بازو حائل کرتے ہوئے بولی

ہاں...!! زر خان نے اس سے گال سے اپنا گال ٹکائے آنکھیں

موندے اس خوبصورت احساس کو اپنی روح میں اترتا ہوا محسوس

کیا

الفاظ میسر نہیں....!! عینا بے خود سی ہوئی

مجھے اظہار سننا ہے...!! زر خان اس کے بدن سے اٹھتی ہو شرابا

خوشبو کو اپنے سینے میں اتارتے ہوئے مدہوش ہو رہا تھا

مشکل ہے....!! عینا نے بولتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ

چھپالیا

میں منتظر ہوں "زر خان نے سرگوشی کرتے ہوئے اس کے "
کان پر لب رکھے

کیا یہ کافی نہیں کہ حورالعین زر خان سکندر کہ سر سے اپنی جان
ہزار بار بھی وار کر پھینک سکتی ہے عینا زر خان کی گردن میں چہرہ
چھپاتے ہوئے آنکھیں بند کر کے بولی

جبکہ عینا کے اتنے خوبصورت اظہار پر زر خان کی روح تک
سرشار ہوئی تھی

زندگی کا تصور آپ کے بغیر ممکن نہیں...!! عینا زر خان کے گرد
اپنا حصار تنگ کرتی ہوئی بولی

جان لوگی کیا.....!!! عینا کا اظہار زر خان کی جان لینے کے درپر
تھا

نہیں "زر خان کی بات پر وہ کھلکھلا کر ہنسی "

میری جان زرخان سکندر تم پر ساری دنیا لٹا سکتا ہے زرخان اس
کی پیشانی پر پر حدت لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو عینا نے آنکھیں
بند کر کے اس سکون کو اپنی روح میں اتارا تھا

زرخان....!! زرخان کی آنکھوں میں خماری دیکھ کر عینا نے
بے اختیار اسے پکارا

جانِ زرخان آج بس چپ رہو آج سنو ان دھڑکنوں کا شور جس
نے تمہاری جدائی کا ہجر کاٹا ہے۔

آج سنو اس دل کی بیتابی کو جو تمہاری قربت پانے کو تڑپ رہا
ہے۔

تمہاری محبت کو معتبر کرنا چاہتا ہے تمہیں کہیں چھپا لینا چاہتا ہے
زرخان محبت سے چوڑ لہجے میں بولا

سوری مجھے سائلنٹ زبان سمجھ نہیں آتی اس لیے میں نہیں سن
سکتی عینا اپنی سبز آنکھوں میں شرارت لیے زر خان کی طرف
دیکھتی ہوئی بولی

زر خان جسے عینا کی قربت کا نشہ ساہور ہا تھا اس کے سارے
جذبات بھگ سے اڑے

تمہاری تو میں..... زر خان نے اسے گھورا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی
کیا آگے بھی بولیں نا.... عینا نے اسے مزید بولنے پر اکسایا
مجھ سے پنگے مت لو مسسز ورنہ بہت پچھتاؤ گی زر خان نے اس
سے وارن کیا

اور ویسے بھی آج تو تم بہت پچھتانے والی ہو زر خان نے شدت
سے اس کے گال پر لپ رکھے

لیکن مجھے نیند آرہی ہے عینا اس کے ارادے بھانپ کر جلدی
سے بولی

آج تو تم ہر گز نہیں سو سکتی سویٹ ہارٹ زر خان اس کے گال پر
ہلکا سا کاٹتے ہوئے خمار آلود انداز میں بولا

آپ کو یہ کاٹنے کی بیماری کہاں سے لگ گئی ہے انسان بن جائیں
عینا زر خان کو گھورتے ہوئے بولی

میری جان تمہیں کاٹنے اور کھانے میں ایک الگ ہی لطف چھپا
ہے جو تم ہر گز نہیں سمجھ سکتی زر خان اپنے کوٹ کی جیب سے
ایک ڈبی نکالتے ہوئے بولا

میں چاہتا ہوں کہ یہ ہمیشہ تمہارے ہاتھ کی زینت بنی رہے تم ایک
پل کے لیے بھی اسے خود سے جدا نہ کرو زر خان ایک ہیرو سے
جری انگوٹھی نکالتے ہوئے بولا وہ انگوٹھی بے تحاشہ خوبصورت

تھی اور دیکھنے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کوئی عام انگوٹھی ہر گز
نہیں یقیناً اس کی قیمت بھی کروڑوں کے حساب سے ہوگی
زر خان نے عینا کا مہندی سے سجا ہوا ہاتھ تھاما اور اس کے بائیں
ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ انگوٹھی پہنا دی اور پھر مسکراتے ہوئے
اس انگوٹھی پر لب رکھے

اور عینا کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کی ہتھیلیاں اپنے سامنے کی
اور بہت غور سے اس کے مہندی کو دیکھنے لگا اس کے دونوں
ہاتھوں پر رچی مہندی بہت خوبصورت لگ رہی تھی یہ پہلی بار تھا
جب عینا نے مہندی لگوائی تھی اور وہ بھی صرف اور صرف
زر خان کے لیے جب کہ زر خان اس کے ایک ایک روپ کو
دیکھے پاگل ہو رہا تھا وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی

عینا نے زر خان کو اپنی ہتھیلیوں کی طرف متوجہ دیکھ کر بہت غور
سے اس کے وجیہ چہرے کی جانب دیکھا آج ہلکے گرے ڈنر
سوٹ میں عینا کے ڈریس کی میچنگ بے بی پنک ٹائی لگائے وہ
کلائی میں واچ پہنے بالوں کو نفاست سے پیچھے کی جانب سیٹ کیے
بے تحاشہ ہینڈ سم لگ رہا تھا

عینا کی نظریں آج بار بار زر خان کے جانب بھٹک رہی تھی مگر
اس نے خود کو روکا ہوا تھا زر خان کے چہرے پر نظر آنے والی
محبت اس کی آنکھوں میں نظر آنے والی عزت اور پاکیزگی عینا کو
پاگل کرنے کا سبب بن رہی تھی عینا کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ زندگی
کبھی ختم نہ ہو جو محبتیں اسے اب میسر ہو رہی تھیں وہ کبھی ختم نہ
ہو اس نے ایک زندگی تنہائی میں گزاری تھی

مگر خدا نے اب اسے ہر رشتے سے نوازا تھا اور ڈھیروں خوشیاں
اس کے دامن میں بھر دیں تھیں عینا یک تک زر خان کو دیکھ
رہی تھی جب زر خان نے ایک دم سے نظریں اٹھا کر عینا کی
طرف دیکھا ڈارک براؤن آنکھیں سبز جھیل سی آنکھوں سے
ٹکرائی تھی ایک طرف محبت کی ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود تھا اور
دوسری آنکھوں میں بے تحاشہ محبت جس میں شرم و حیا کی
ملاوٹ اسے مزید منفرد بنا رہی تھی

میری جان تمہارا ہی ہوں ابھی تم نظروں کے راستے سے دل میں
اتارو گی تو مشکل ہو گی تھوڑی پیش قدمی بھی کر لو زر خان عینا کی
لیپسٹک سے سجے ہوئے نوٹوں کو آہستہ سے چھوتے ہوئے گھمبیر

سرگوشی نما آواز میں بولا تو ایک دم سے سرخ پڑی

چھوڑیں زر خان۔۔۔ عینا نے اٹھنا چاہا

تم میرا سکون ہو اور سکون کو کون چھوڑتا ہے!! زر خان اسے
اپنے سخت حصار میں بھینچتے ہوئے بولا

زر خان کی بات پر عینا ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی

عینا نے نظر اٹھا کر زر خان کی طرف دیکھا جو نظروں میں سرخی
لیے عینا کو والہانہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

عینا نے نرمی سے زر خان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا
اور تھوڑا سا اٹھتے ہوئے اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت
کی جبکہ عینا کی اس حرکت پر زر خان نے بے اختیار سانس اندر کی
جانب کھینچا تھا وہ تو آج واقعی میں زر خان کو مارنے کے در پر تھی
عینا کہ یہ حرکت زر خان کے وہ سارے جذبات جگا گئی تھی
جنہیں ابھی تک زر خان نے روکا ہوا تھا

عینا کو تھا متے ہوئے زر خان اس پر حاوی ہوا تھا جبکہ عینا اپنے
دونوں بازو اس کے گردن میں حائل کرتے ہوئے خود سپردگی
زر خان کے نام کر گئی تھی باہر چمکتا چاند بھی ان کی محبت پر شرما
کے بادلوں کی اوٹ میں چھپا تھا

میری دلِ عزیز محبت.....!! زر خان نے عینا کے کان میں
سرگوشی کی اور اسے اپنی پناہوں میں قید کرتا چلا گیا۔

ختم شد